UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224672

UNIVERSAL
LIBRARY

BROWN
BOOK ONLY

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

البلاغ

هذا بلاغ للناس و لينذروا به و ليعلموا انما هو اله واحد و ليذكر اولوا الالباب (١٤ : ٥٢)

جلد ١ — كلكته : جمعه - ١٨ محرم سنه ١٣٣٤ هجري — نمبر - ٢

Calcutta : Friday, 26 November. 1915.

البلاغ

ترجمان القرآن

يعني قران حكيم كا اردو ترجمه ' از خامهٔ اديٹر الهـلال

آسماني صحائف و اسفار كے حقيقي حامل و مبلغ ... كرام و رسل عظام هيں پس انكي تبليغ و تعليم اور نشر و توزيع كا مقدس كام دراصل ايک پيغمبر ... جس كي توفيق صرف انهي لوگوں كو مل سكتي هے جنهيں حق تعالى انبياء كرام كي معيت و تبـ ... عطا فرماتا هے ' اور انكا نور علم براه راست مشكواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله يوتيه من ...

هندوستان كي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پہلے جس مقدس خاندان كو اس خدمت كي توفيق ملي ' وه حضرت شاه عبد الرحيم رحمة الله عليه كا خاندان تها - انكے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حكيم كے ترجمه كي ضرورت الهام الهي سے محسوس كي ' اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب كيا - انكے بعد حضرة شاه رفيع الدين اور شاه عبد القادر رحمة الله عليهما كا ظهور هوا ' اور اردو زبان ميں ترجمة القران كي بنياد استوار هوئي - شكر الله سعيهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذر چكي هے ' ليكن يه كهنا كسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جائيگا كه نشر و تبليغ قرآن حكيم كي جو بنياد اس خاندان بزرگ نے ركهي تهي ' ... سكي تكميل كا شرف حق تعالى نے ايک ... كيلئے مخصوص كرديا تها ' جنهوں نے بعض داعيان حق و علماء كے اصرار سے ... انداز ممتاز ' و بلاغت و انشا ... فهم حقائق و معارف قرانيه ' و ضروريات و احتياجات وقت كو ملحوظ ركهكر قرآن حكيم كا يه اردو ترجمه نهايت ... عام فهم ' معني خيز ' حقيقت فرما عبارت ميں مرتب كيا هے ' اور بحمد الله كه زير طبع هے

يه ترجمه كيسا هے ؟ ان لوگوں كيلئے جو الهلال كا مطالعه كرچكے هيں ' اسكا جواب لكهنا بالكل غير ضروري ...

يه ترجمه حامل المتن ٹائپ كي جگهه ليتهو ميں چهاپا جا رها هے ' ... اور ... موقوں ' سب ... ميں آسكے - قيمت في جلد چهه روپيه ركهي گئي هے - ليكن جو حضرات اس ... منگانے هي قيمت ... انسے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جائينگے - درخواستيں اور روپيه منيجر البلاغ كے نام بهيجنا چاهئے -

نوٹ ـــ ڈبل نمبر هونے كي وجه سے قيمت في پرچه دو آنه -

۱۲۵۱۰

" كتاب مرقوم يشهده ... " (۸۳ : ۱۸)

" في ذالك فليتنافس ... " [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال

مجلدات الہلال

گاہ گاہے ... پارینہ را

تازہ خواہی دا... ... سینہ را

(۱) " الہــلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہي وقت میں دعوۃ دینیۂ اسلامیۃ کے احیاء ' درس قرآن و سنت کی تجدید ' اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ ' اور وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کي تحریک کا لسان الحال ' اور نیز مقالات علمیہ ' و فصول ادبیہ ' و مضامین و عناوین سیاسیۂ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ تھا - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے ' وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکي تقلیــد کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ ' ایک ایک جملہ ' ایک ایک ترکیب ' بلکہ تمام طرق تعبیر و ترتیب و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(۲) قــرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الہیہ کا اسکا جامع دین و دنیا اور حاوي سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے نظیر و مثال تمام عالم اسلامي میں نہیں رکھتا -

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکي تمام سیاسي و غیر سیاسي معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کي ' اور سیاسی آزادي و حریت کو تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ ... اندر ہي اندر ہزاروں دلوں ' ہزاروں زبانوں ' اور ... نے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا !

... ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ ... العہد کے دور میں توفیق الہي سے ...

... والقران کی دعوت ... شور و غلغلہ بپا کردیا ' اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین ' مذبذبین ' منفرنجین ' ملحدین ' اور تارکین اعمال و احکام ' راسخ اعتقاد ' مومن صادق الاعمال مسلم ' اور مجاہد في سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئي مذہبي بیداري پیدا ہوگئي ہے : و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(۵) علی الخصوص حام مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ... ' وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و موہبت خاص ہے -

(۶) طالبان حق و ہدایت ' متلاشیان علم و حکمت ' خواستگاران ادب و انشاء ' تشنگان معارف الہیہ و علوم نبویہ ' غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئي نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے ' جن میں سے ہر فصل و باب بجاے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے ' اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(۷) چھہ مہینے کي ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مراد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی گئی ہے - ولایتي کپڑے کی جلد ' اعلی ترین کاغذ ' اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑي تقطیع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلی اور دوسري جلد دوبارہ چھپے گي - تیسري ' چوتھي اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں - تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زائد ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں ' اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اور کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت کئی روپیہ سے کم نہ ہوتی

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف ... روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے

Tel. Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No. 648.

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly .. Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول و رئیس التحریر
احمد المکنی بابی الکلام آزاد الدہلوی
مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ - ۱۲ - روپیہ
شش ماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۲ | کلکتہ : جمعہ - ۱۸ محرم سنہ ۱۳۳۴ ھجري | جلد ۱
Calcutta : Friday, 26 November. 1915.

مــا لا بـــد منـــه

(۱) دفتر کي مالي مشکلات اور دقتوں کا حال احباب کرام سے پوشیدہ نہیں : (ع) تا چند بگویم کہ چساں ست و چساں نیست ؟

اس عاجز نے کسي طرح کي مالي اعانت دوستوں سے نہیں لي' اور کبھي اسے پسند نہ کیا کہ قیمت کے علاوہ آور کوئي بار پبلک پر ڈالا جاے - اس اصول کي وجہ سے جو جو مشکلیں برابر پیش آتي رهیں ' همیشہ انہیں خاموشي کے ساتھہ جھیلا - حتی کہ کبھي دنیا کو انکي خبر بھي نہیں دي - کیونکہ مصیبتوں کي خبر صرف انهي کو دیني چاهیے جنکے پاس انکا علاج هو - اور اس اعتبار سے صرف ایک هي ذات هے جو مصیبتوں کو دور کرتي اور پکار نے والوں کو جواب دیتي هے : الذي خلقني فهو یهدین ' و الذي هو یطعمني و یسقین ' و اذا مرضت فهو یشفین ' و الذي یمیتني ثم یحیین ' و الذي هو اطمع ان یغفر لي خطیئتي یوم الدین (۲۶ : ۷۸) سو اس قدوس ذات [illegible] حال [illegible] هے [illegible] خبر [illegible] جائے یا نہ دي جائے' اسکے آگے اپنا افسانۂ غم لیجائیں یا نہ لیجائیں ' اسکے سامنے اپنے زخموں کي پٹي کھولیں یا نہ کھولیں ' اسکي آنکھیں' هر حال میں سب کچھہ دیکھہ [illegible] هیں ' اور اسکے کان صحت و مرض ' راحت و رنج ' ا[illegible] مصیبت ' هر حالت کي صدائیں سن رهے هیں : [illegible] ربک لبالمرصاد (۸۹ : ۱۳) الم یعلم بان الله یری ؟ پھر جبکہ ایک ا[illegible] سمیع و بصیر آقا موجود هو' تو اسکي چوکھٹ کے غلاموں کیلیے [illegible] جائز هے کہ اپنے هي جیسے درماندوں اور عاجزوں کے [illegible] اپنا دکھڑا لیجائیں ؟ یا انکي طرف ایک لمحہ کیلیے نظر [illegible] ؟ وہ بلا شبہ اسکي چوکھٹ کے غلام هیں - لیکن اس چوکھٹ [illegible] جسکا سر جھک گیا' پھر وہ دوسروں کیلیے شہنشاہ و حکم فرما [illegible] جس سے مانگا اور لیا جاسکتا هے ' پر وہ کسي سے نہ [illegible] هے اور نہ لیتا هے : و من یتوکل علی الله فهو حسبه !

([illegible]) صرف اس ایک هي بات پر غور کیجیے کہ اتنے عرصہ کے التوا [illegible] انتظار و تحمل [illegible] مستمرہ کے بعد پریس جاري هوا ' لیکن پرچہ [illegible] سے کسي طرح کي نئي مالي آمدني دفتر کو نہیں هوسکتي ' [illegible] بڑي تعداد ان حضرات کي هے جو پیشگي قیمت ششماهي یا سال [illegible] هي بھیج چکے هیں' اور اب انکے اسي قرض میں رسالہ انکے نام جاري کر دیا گیا هے - چھہ ماہ یا سال بھر تک انسے کوئي نئي قیمت وصول نهوگي اور نہ وصول هوني چاهیے - پس ایسي حالت میں ظاهر هے کہ سال بھر یا اقلاً چھہ ماہ تک تو پرچہ قطعاً بغیر کسي نئي آمدني کے جاري رکھنا پڑیگا - اسکے بعد کہیں خریداروں سے قیمت وصول هوگي -

(۳) هم اسکے لیے الحمد الله کہ مستعد هیں' اور اگر مستعد نهوتے تو البلاغ جاري نهوتا - لیکن اگر آپکا جي چاهے تو چند لمحوں کیلیے اسپر غور کر لیجیے کہ رسالہ جاري کرکے هم نے ڈھائي هزار روپیہ سے زیادہ کا ماهوار خرچ اپنے اوپر لے لیا هے ' حالانکہ چھہ ماہ تک کوئي نئي آمدني پریس کو نهوگي اور محض پچھلے حساب میں پرچہ جاري رکھنا پڑیگا -

(۴) هم کسي طرح کا بار احباب پر نہیں ڈالنا چاهتے - صرف یہ چاهتے هیں کہ وہ ان مشکلات پر نظر ڈالیں' اور اقلاً اتني کوشش اگر انپر گراں نهو تو کریں کہ نئے خریدار پیدا کیے جائیں ' اور انسے بارہ روپیہ سالانہ یا پورے سات روپیہ ششماهي قیمت بھجوائي جاے - ممکن هے کہ اسطرح همیں ان مشکلات میں کچھہ مدد ملے -

(۵) ایک صورت پریس کے مدد کي یہ هے کہ تفسیر " البیان " کے اجزا ماهوار شائع هوا کرینگے' اور " ترجمان القرآن " پتھر کي چھپائي میں زیر طبع هے - اگر شائع هونے کے بعد وہ ان کتابوں کو لینے والے هوں تو صرف اتني عنایت کریں کہ انکی پیشگي قیمت بذریعہ مني آرڈر اسي وقت جلد سے جلد بھیجدیں - اسطرح اگر ایک اچھي رقم آگئي تو اس سے پریس کو اپنے کاموں میں مدد ملیگي - یہ پیشگي ترسیل بھي هم بلا معاوضہ کے نہیں چاهتے حالانکہ اگر چاهتے تو کم سے کم اسکا حق تو ضرور رکھتے تھے - پیشگي قیمت بھیجنے والوں کیلیے قیمت میں تخفیف کردي گئي هے اور اسطرح خریداروں کیلیے اسمیں ایک مالي فائدہ بھي هے -

(۶) یہ واضح رهے کہ پیشگي قیمت بھیجنے کا مطلب یہ نہیں هے کہ آپ ایک کارڈ اوٹھاکر بھیجدیں کہ " جب شائع هو' وي پي کر دیجیے گا " یہ بالکل بے سود هے ' اور اگر یہي کرنا هے تو براہ کرم اپنا ایک پوسٹ کارڈ بھي ضائع نہ کیجیے - جب یہ کتابیں شائع هو جائینگي - آپ بھي خرید لیجیگا - پیشگي سے تو مقصود یہ هے کہ اسي وقت بذریعہ مني آرڈر قیمت روانہ کیجیے' اور اگر یہ کام مفید هے تو دوسروں کو بھي ترغیب دیکر قیمتیں بھجوائیے -

(۷) اگر لوگوں کے پاس دل اور دماغ هو ' اور اگر انہوں نے حقیقي طور پر مسلمانوں کے مرض اور اسکے علاج کو سمجھا هو' تو انکے لیے اسکي تشریح ضروري نہیں کہ ترجمان القران کیا چیز هے ؟ اور اسکي اشاعت سے بڑھکر اور کوئي اسلامي خدمت هوسکتي هے یا نہیں ؟ - اگر الله تعالی اس حقیقت کے فہم کیلیے آپکے قلب کو کھول دے اور توفیق دے' تو آپکے سامنے آپکے مال و دولت کا سب سے بڑا مصرف موجود هے - یعني ترجمان القران کي زیادہ جلدیں خرید کر آپ مسجدوں میں ' مدرسوں میں ' علما میں ' واعظین میں ' کتب خانوں اور کلبوں میں مفت تقسیم کر سکتے هیں - اسي سبب سے اسکي قیمت بہت هي کم رکھي گئي هے البتہ یہ ایک ایسي چیز هے جسکي توفیق صرف انهي بندوں کو ملیگي جنکے روپیہ کو خدا نے اپني راہ میں خرچ هونے کیلیے چن لیا هے - ورنہ انفاق في سبیل الطواغیت و الشیاطین کي اتني راهیں آجکل کھلي هوئي هیں کہ ان سب سے آنکھیں بند کرکے حقیقي رباني کاموں کي طرف آنا بہت هي مشکل هوگیا هے -

البلاغ

فاتحة " البلاغ "

(٢)

يا ايها الذين امنوا! استجيبوا لله وللرسول اذا دعاكم لما يحييكم ' و اعلموا ان الله يحول بين المرء و قلبه و انه اليه تحشرون - و اتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة ' و اعلموا ان الله شديد العقاب - و اذكروا اذ انتم قليل مستضعفون في الارض تخافون ان يتخطفكم الناس فاواكم ' و ايدكم بنصره ' و رزقكم من الطيبات لعلكم تشكرون - يا ايها الذين امنوا! لا تخونوا الله والرسول وتخونوا اماناتكم و انتم تعلمون - و اعلموا انما اموالكم و اولادكم فتنة ' و ان الله عنده اجر عظيم - يا ايها الذين امنوا! ان تتقوا الله يجعل لكم فرقانا ' و يكفر عنكم سيئاتكم ' و يغفرلكم ' والله ذو الفضل العظيم!

(٨ : ٢٣)

تلك ايات الكتاب المبين ' تنزيل من رب العالمين ' هدى و بشرى للمومنين ' نزل به الروح الامين ' على قلب محمد خاتم النبين ' ليكون من المنذرين ' و انه لتذكرة للمتقين ' و انه لحسرة على الكافرين ' و انه لحق اليقين ؛ يذكربها " البلاغ " قرائه على راس السنة الرابع والثلاثين ' ليتذكروا ان في الكون ظلمة و نورا ' وكلما خبيثا وكلما ماثورا ' و عملا سيئا و عملا مبرورا ' و من اراد الاخرة و سعي لها سعيها و هو مومن فاولائك كان مشكورا (١٧ : ٢٠) و ان تكونوا صالحين فانه كان للاوابين غفورا (١٧ : ٢٧)

و ليتذكروا ان للامم حياة و موتا ' و ان في الناس مكرا و فتنا - و ان للحياة دعوة يخاطب بها الاحياء ' و ان لها فتنة من قبل الكبراء والرؤساء - و ان العاقبة للمتقين ' و ان كانوا مستضعفين ' ولا عدوان الا على الظالمين : و كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله والله مع الصابرين (٢ : ٢٤٩) وكذالك جعلنا في كل قرية اكابر مجرميها ليمكروا فيها و ما يمكرون الا بانفسهم و ما يشعرون! (٦ : ١٢٣)

ليتذكروا ان من يدعو الى الحياة فهو يدعو الى الاستقلال و المساواة ' و من يدعو الى الحق نهو ... المقاوم للباطل - و ان ابغض الاشياء الى الرؤساء المستبدين ' و امراء الضالين ' و علماء المقلدين ... الفكر ... بين الناس في الحقوق - و ابغض الناس الى الكبراء المترفين ' من يدعو الى نصرة الحق و مقاومة الباطل و الى جعل التفاضل بين الناس بالاعمال و الفضائل - فالسادات الغالون ' و الكبراء المستكبرون ' ... و الهداة الضالون ' و المرشدون الدجالون ' و جنود ابليس اجمعون ' اعداء المصلحين في كل زمان ' ... الحق و السعادة في كل مكان - غرورا بالقوة الشيطانية و طغيانا بالغني ' و استكبارا في الارض و مكرا السئي ولا يحيق المكر السي الا باهله ' فهل ينظرون الا سنة الاولين ؟ فلن تجد لسنة الله تبديلا ' و لن تجد لسنة الله تحويلا - او لم يسيروا في الارض فينظروا كيف كان عاقبة الذين من قبلهم ؟ و كانوا اشد منهم قوة و ما كان الله ليعجزه من شي في السماوات ولا في الارض ' انه كان عليما قديرا - (٣٥ : ٤١)

و ليتذكروا ان انتقال الامم من حال الى حال ' لا يكون من الرؤساء المترفين ' و لا بالاعتماد على الامراء الفاسقين و المقلدين الجاهلين ' والمرشدين الضالين - و انما يكون بتغير افراد الامة ما بانفسهم من الافكار و العقائد ' و طلب المصالح و درء المفاسد - وتذكروا ان المسلمين غيروا ما كان بانفسهم في اول نشاءتهم بالتدريج ' فغير الله ما كان ... عزة الحياة و القوة ' و سيادة العدل و الفضيله - و لن يغير ما هم الان فيه ' الا بعد الرجوع الى ما كانوا عليه ... جراثيم التقليد و اجتثاث شجرة التعصب للمذاهب - و اساسه جمع كلمة الامة ؛ و تحقيق معنى ... الاعتصام بالكتاب و السنة - " فالبلاغ " يدعوهم الى " الاصلاح الديني " قبل كل شي ' لانه يتوقف عليه كل شي - فانه لا يصلح ... هذه الامة ' الا بما صلح بـه اولها - و صلح اول هذه الامة بهدي كتاب الله تعالى و سنة نبيه صلي الله عليه ... و هداهم ذالك الي كل اصلاح صوری و معنوي ' جزئي و كلي ' مادي و ادبي ' علمي و مدني ... صراطي مستقيما ' فاتبعوه و لا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله ' ذالكم وصاكم بـه لعلكم تتقون (٦ : ١٥٣)

١

لقد اتي على المسلمين حين من الدهر و هم في مرض اجتماعي يشبه داء السكته - تعيش في جامعتهم جراثيم المرض و هم لا يشعرون ' و تهددهم بالزوال و الفناء و هم لا يعلمون - حتى اذا فار التنور ' وجاء القدر المقدور -

تغرق حجاب الغرور، و طفق يدب دبيب الشعور - ولكنه شعور يظهر انه زاد الامة مرضا، حتي تكون حرضا - شعور هبط ببعض ذويه في مهاوى الاياس، وطوح ببعضهم الى مرامي الوسواس - فكان انتقالا من طور الخدر و السبات، الي طور الحيرة والشتات: كلما ارادوا أن يخرجوا منها من غم، أعيدوا فيها و ذوقوا عذاب الحريق (٢٢ : ٢٢) قل من كان في الضلالة فليمدد له الرحمن مدا (١٩ : ٧٧) ويزيد الله الذين اهتدوا هدى، والباقيات الصالحات خير عند ربك ثوابا و خير مردا (١٩ : ٧٩)

و لما استيقظ فيها الشعور بما فسد من امر دنياها، قبل الشعور بما كان سببا له من فساد امر دينها، و شعرت بالخطر على حياتها المادية و الصوريه، غافلة عن عللها الروحية و اسبابها المعنوية؛ شرعت في شي من الاصلاح الصوري والجزئي، بدون ان تؤيده بروح الاصلاح المعنوي و الكلي - فعد السلطان محمود خان المصلح مصلحا بتغيرالزى الرسمي و نظام الجنديه، والسلطان عبدالمجيد مصلحا باعلان التنظيمات العثمانيه، و مصطفي رشيد و فواد باشا و خيرالدين التونسي و اعوانهم مصلحين بادخال الدولة العثمانية في سلك الدول الاروبيه، و مدحت باشا الشهير مصلحا باقتباس القوانين الغربيه، و محمد على في مصر بارساليات العلمية الى البلاد الافرنجيه، و السيد احمد خان في الهند بفرنجة الامة الاسلاميه، و جمال الدين الاسد ابادي بالدعوة الى الجامعة السياسيه، و امير عبدالرحمن خان بالتاليف بين القبائل الافغانيه، و الشيخ محمد بيرم التونسي و صدرالدين الروسي باخذ العلوم العصرية والماديه - ولكن لم تتوجه همة احد الى الدعوة الى القران، و اقامة الميزان والفرقان، و ازالة البدع والمنكرات، والتقاليد والعادات، وجمع الكلمة التي فرقتها المذاهب و اللغات - فما زاد الامة ذالك الاصلاح الصوري و الجزئي الا ضربا من الفساد، ولا افاد الدولة الا اضعاف الاستقلال و اضاعة البلاد: قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا؟ الذين ضل سعيهم في الحياة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا، اولائك الذين كفروا بآيات ربهم و لقائه فحبطت اعمالهم فلا نقيم لهم يوم القيامة وزنا (١٨ : ١٠٤)

٢

نعم، ان المسلمين امسوا كالريش في مهب رياح الحوادث، و كالغثاء في مجرى سيول الكوارث؛ لا راى لخواصهم فيما يراد منهم، و لا شعور لعوامهم فيما يراد بهم - وللاعداء يد في تصرف كبرائنا في سياستنا، و يد في تصريف اموالنا و انفسنا في مصلحتهم دون مصلحتنا، و يد تطبع الارواح باخلاق و عادات تنافى آداب ملتنا، و تودع فى العقول عقائد و افكارا تقوض بناء وحدتنا - فاي شي بقي في ايدينا من شوون امتنا؟ اللهم انه يقل فينا من بقي له اذن تسمع و عين تبصر، و قلب يشعر وعقل يفكر - ويقل في هؤلاء القليلين من له ارادة تتوجه الى عمل للامة، وثبات فيما يحاول من كشف الغمه - والرجاء بفضل الله تعالى محصور في هؤلاء الاقلين، و من يتصل بحزبهم حينا بعد حين، و العاقبة للمتقين: وكم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله و الله مع الصابرين (٢ : ٢٤٩)

٣

قال الله سبحانه و تعالى: نزل عليك الكتاب بالحق مصدقا ما بين يديه، و انزل التورات والانجيل من قبل هدى للناس، و انزل "الفرقان" (٣ : ١) و قال فى سورة الحديد: لقد ارسلنا رسلنا بالبينات و انزلنا معهم الكتاب والميزان ليقوم الناس بالقسط، و انزلنا الحديد فيه بأس شديد و منافع للناس (٥٧ : ٢٥)

فهذا بيان للناس بان بناء معاشهم و معادهم يقوم على اربعة اركان: الكتاب، و البصيرة، و العدل، و القوة النافذة و المقومه - وهي القران، والفرقان، والميزان، والحديد - من تمسك بهم نجا، و من تركهم ضل و غوى، و خزى في الاخرة و الاولى: و من اعرض عن ذكرى فان له معيشة ضنكا، و نحشره يوم القيامة اعمى (٢٠ : ١٢٤) و كذالك نجزي من اسرف ولم يومن بايات ربه ولعذاب الاخرة اشد و ابقى (٢٠ : ١٢٧)

"الفرقان" عقل يفرق بين الحق و الاباطيل، و يدرك اسرار الخليقة وفقه التنزيل - فهو المخاطب باقامة [illegible] و هو المطالب بالتصرف في الطبيعه، فياخذ منها بقدر اجتهاده، على حسب استعداده - و "الميزان" عدل في الخلاق و الافكار والاحكام، به ينفذ حكم القران و الفرقان، حتى يلتئم شمل الانسان - فيعطي كل ذي حق [illegible] يوفى كل ذي قسط قسطه - وان لربه عليه حقا، و لنفسه عليه حقا، و لزوجه عليه حقا، و لاهله عليه حقا، و لقومه عليه حقا، و لامته عليه حقا، ولمجموع الناس عليه حقا - فالقران يهدى الى الحقوق و يبين، والفرقان يفرق بين المتشابهات و يعين، و انما القسمة بالميزان، و بالثلاثة تكمل فطرة الديان - فالقران كتاب مسطور، و ضياء و نور، و بالفرقان نقرء و ندرس، و نجتلى و نقبس - و بالميزان نعمل بالعلم، و نقوم بالقسط - و من شذ عن هذه الثلاثة فلم يهتد بالنقل والعقل، ولم يخضع لسلطان العدل، فقد انزل الله لعلاجه "الحديد" الجامع بين المنافع و الباس الشديد - فيودب بقوة السلاح، حتى يستقيم امر الاصلاح - و يكون كلمة الحق هي العليا، و كلمة الباطل هي السفلي: و قاتلوا هم حتي لا تكون فتنة و يكون الدين لله (٢ : ١٩٣)

بهذه الاركان الاربعة كان الاسلام دين الفطرة، و الهادي بسنن الشريعة الي كمال سنن الطبيعه - ولكن هدم التقليد جميع هذه الاركان، و استبدل بها قول فلان و فلان، اسماء سماها المقلدون هم و اباؤهم ما انزل الله بها من سلطان - فاما ركن "الكتاب" فبزعمهم ان فهمه و الاهتداء به خاص بنفر يسمون المجتهدين و المفسرين، و انهم

انقرضوا و قد عقم الزمان عن مثلهم الي يوم الدين ! و اما ركن الفرقان ' فبما اهملوا من الحكمة الدينية ' والعلوم الكونية '
و الفنون العمليه ' و اجتهاد الفكر و النظر في الحياة الاجتماعيه - و اما ركن الميزان ' فباباحة الاستبداد لذوي السلطان '
و تحتيم طاعتهم و لو في الاثم و العدوان ' و بتعزيزهم و تعزيزهم ' و اجلالهم و توقيرهم ' بل تزيهم و تقديسهم بكرة
اصيلا - فقد اندرس من هذا الركن علمه و عمله ' و انمحي بالكلية حقيقته و رسمه ' و استولت علي القلوب مداهنة
الخلق ' و انمحت عنها مراقبة الخالق ' و استرسل الناس في اتباع الهوى استرسال البهائم ' و عز علي بساط الارض
مومن صادق لا تاخذه في الله لومة لائم - و اما ركن الحديد ' فبالاعراض عن الجهاد في سبيل الحق و مقاومة
الظلم و الطغيان ' و التعاون علي الاثم و العدوان - فمتى يثبت لشعوبهم و دولهم بنيان ' و قد هدموا جميع هذه
الاركان ' و فسقوا فيها عن هداية القران ؟ فاولئك اعداء الرحمن ' و اولياء الشيطان : و من يتخذ الشيطان وليا من
دون الله فقد خسر خسرانا مبينا ' يعدهم و يمنيهم ' و ما يعدهم الشيطان الا غرورا (٤ : ١١٩) و اذا اردنا ان
نهلك قرية ' امرنا مترفيها ' ففسقوا فيها ' فحق عليها القول ' فدمرناها تدميرا (١٧ : ١٢)

٤

ان بعد رجال الدين عن علوم القران و الفرقان و الميزان و الحديد ' وجمودهم على ما اوجبوه على انفسهم من
التقليد ؛ جعلهم بمعزل عن الزعامه ' وحرمهم مقام الاسوة و الامامة - فلم يبق لهم شي من الامر و النهي ' و باتوا
لا يقصد اليهم في الاستشارة و الرأي - لا يستفتون في ادارة المصالح و درء المفاسد ' ولا يعتمد عليهم في نظام التربية
و التعليم في المدارس - فقلت بعدم الثقة بهم ثقة الناس بالدين ' وكثر الفسق في الجاهلين ' و الالحاد و الكفر في
المتعلمين - انحلت رابطة جامعتهم المليه ' و كادت تنقصم عروة اخوته الروحيه - فسهل على الاعداء تخطفهم شعبا شعبا '
و انتقاص بلادهم قطرا قطرا : ولقد صرفنا في هذا القران ليذكروا ' وما يزيدهم الا نفورا (١٨ : ٤١) وقال الرسول
يا رب ! ان قومي اتخذوا هـذا القران مهجورا (٢٥ : ٣٠) وكاين من قرية عتت عن امر ربها و رسله '
فحاسبناها حسابا شديدا (٦٥ : ٩) و بلونا هم بالحسنات و السيئات لعلهم يرجعون (٧ : ١٦٧)

٥

فا " لبلاغ " يدعو المسلمين الي اقامة الاركان الاربعة باسم الاسلام ' من حيث يحتجون علي هدمها بالاسلام -
و انما اقامتها ان يكون امر الامة بايدي اهل القران ' و اصحاب الفرقان ' و مقيمي الميزان ' و حملة الحديد ' الذي
فيه باس شديد : هذه سبيلي ادعو الى الله على بصيرة انا و من اتبعني (١٢ : ١٠٨) فمنهم من يومن به
و منهم من لا يومن به ' و ربك اعلم بالمفسدين (١٠ : ٤٠)

٦

هذا ضرب من ضروب هداية القران ' الذي دعا الى جميع الاصول التي فيها سعادة الانسان - فمن اقام هذه
الاركان كلها كان هو المسلم الكامل و ان سمي مبتدعا اوملحدا او دهريا - ومن هدمها كلها كان ملحدا في آيات الله
سبحانه وان سمى نفسه مسلما حنيفيا - ومن كان اقرب اليها ' كان حظه من السعادة بمقدار سهمه منها - ومتى
تنازع شعبان او امتان ' كان الظفر لمن كان اقرب من هذه الاركان ' وهو الاقرب الي هداية القران : فطرة الله التي
فطر الناس عليها ' لا تبديل لخلق الله ' ذالك الدين القيم ' ولكن اكثر الناس لا يعلمون (٣٠ : ٣٠)

٧

سيقول السفهاء من الناس ' و اهل الارجاف و الوسواس : ان هذه الدعوة الى هداية القران ' و اقامة الفرقان
و الميزان ' هي اجتهاد اقفل بابه في هذا الزمان ' و الداعي اليها عدو مبين لاهل الايمان ' وما علينا الا تقليد شيوخنا
اهل الفقه و التفسير و العرفان : بل قالوا مثل ما قال الاولون (٢٣ : ٨٣) انا وجدنا آباءنا علي امة و انا على
آثارهم مهتدون (٤٣ : ٢٣) واذا قيل لهم : اتبعوا ما انزل الله ' قالوا : بل نتبع ما الفينا عليه آبائنا ! اولو كان
آباؤهم لا يعقلون شيئاً ولا يهتدون ؟ (٢ : ١٦٥) ما لهم بذالك من علم ان هم الا يخرصون (٤٣ : ١٩) فاعرض
عنهم وتوكل على الله وكفى بالله وكيلا !(٤ : ٨٣) ومن هؤلاء من يلقي تبعة هلاك المسلمين وضياع الاسلام
على عواتق اهل السلطة المتغلبين على الحكام - و منهم من يوجب الخضوع والتعبد لكل ذى سلطان ' و ان
باستبداده القران والفرقان ' وطغى بظلمه في الميزان ' و يقول بعزة فرعون و هامان - و منهم من يحيل على
و القدر ' و منهم من يقول ليس لها الا المهدى المنتظر - و منهم من يثبت ان هذا من علامات الساعة الكبرى '
و منهم من يصيح " الا اياما معدودات قبل هلاك الدنيا " - فاولئك اعداء القران ' وخصماء العلم و العرفان ' و ان كثيراً
من الاحبار و الرهبان ' لياكلون اموال الناس بالعدوان ' و يقعدون بكل صراط يصدون عن سبيل الرحمن ' فمثلهم في الانجيل
و مثلهم في القران ' كمثل الحمار يحمل اسفارا (٦٢ : ٥) و ان منهم لفريقا يلون السنتهم بالكتاب لتحسبوه من
الكتاب وما هو من الكتاب ' ويقولون هو من عند الله وما هو من عند الله ' ويقولون على الله الكذب وهم
يعلمون (٣ : ٧٢) ان الذين يكتمون ما انزل الله من الكتاب و يشترون بـه ثمنا قليلا ' اولئك ما ياكلون في
بطونهم الا النار (٢ : ١٦٩) قل يا اهل الكتاب ! لستم على شي حتى تقيموا التورات و الانجيل وما انزل اليكم
من ربكم (٥ : ٧٢) و منهم اميون لا يعلمون الكتاب الا اماني ' وان هم الا يظنون (٢ : ٧٢) و ان فريقا منهم
ليكتمون الحق وهم يعلمون (٢ : ١٤٠)

و العلماء ! العلماء ! احذروهم و ان خدموا الامة و الدين ' و الصلحاء ! الصلحاء ! اهلكوهم ان كنتم فاعلين - فاولئك حزب الشيطان' الا ان حزب الشيطان هم الخاسرون (٥٨ : ١٩)

٩

علمتنا التجارب و الاختبار ' و نطقت مواضي الحوادث و الاخبار ' بان المقلدين من كل امة المنتحلين اطوار غيرها ' يكونون فيها منافذ وكوى لتطرق الاعداء اليها ' و تكون مداركهم مهابط الوساوس ' و مخازن الدسائس - بل يكونون بما اعمت افئدتهم من تعظيم الذين قلدوهم و اسوا بهم و احتقار من لم يكن على مثالهم ؛ شوماً على ابناء امتهم ؛ يذلونهم ' و يحقرون امرهم ' ويستهينون بجميع اعمالهم - وان بقى في بعض رجال الامة بقية من الشمم ' او نزوع الى معالي الهمم ؛ انصبوا عليه ' و ارغموا من انفه ' حتى يمحى اثر الشهامة ' و تخمد حرارة الغيرة ' و يصير اولائك المقلدون المضلون ' طلائع لجيوش الغالبين ' و حماة الغازين - يمهدون لهم السبيل ' و يفتحون عليهم الابواب - ثم يثبتون اقدامهم ' و يمكنون سلطتهم ' و يخربون بيوت الامة بايديهم ' ذالك بانهم من الذين نسوا الله فانساهم انفسهم ' اولائك هم الخاسرون ! لا يستوى اصحاب النار و اصحاب الجنة ' اصحاب الجنة هم الفائزون ! (٥٩ : ١٩)

صدق حكيمنا ابن خلدون في قوله : " ان المغلوب مولع ابدا بالاقتداء بالغالب ' في شعاره وزيه ونحلته و سائر احواله و عوائده " نقول ولكنه قلما يقتدي بـه في معالي الامور ' و اسباب القوة التي بها كان غالباً - لان المغلوبين المخذولين يستحوذ عليهم الخمول و الكسل ' و يصيرون عالة على الغالب في عامة شرؤنهم ' و هذا معني قوله تعالى :

ضرب الله مثلاً : رجلين احدهما ابكم لا يقدر على شي وهو كل على مولاه اينما يوجهه لا يات بخير ' هل يستوي هو ومن يامر بالعدل وهو على صراط مستقيم ؟ (١٦ - ٧٨) وقد يخدع الغرور اكثر المتفرنجين المقلدين ' فيتوهمون انهم بتقليدهم للافرنج في اسلوب التعليم ودعوة " القومية " و " الا فرنجيه " قد ساروا على طريقهم الى الاستقلال الذاتي و الكمال المدني ' و هيهات هيهات ما يتوهمون - لا تجد اكثرهم الا مخدوعين المخذولين ' و طريق العاملين المستقلين ' غير طريق المقلدين الخاسرين : فسيروا في الارض فانظروا كيف كان عاقبة المكذبين ! (١٦ : ٣٨)

يقولون " التعليم ! التعليم ! التعليم !!! " و يقولون " الاجتماع و المؤتمرات ' و الاحزاب والجمعيات " وهـم لا يعرفون حق ذالك من باطله ' فنحن نرى فساداً كبيراً و عصياناً مبيناً دخل على الامة من قبل هذه الاشياء وهم لا يشعرون - فالعبرة بروح التعليم و الجمعيات لا بصورها ' والحقيقة في اساسها لا في اشكالها - و هـذه لا تكون صالحة مصلحة الا اذا كان القائمون بـهذه الاشياء صالحين مصلحين ' و الهادين المرشدين ' والمومنين الراسخين ' فهل من السهل ان تعرف الامة من عساه يوجد فيها من ها ولاء الرجال فتكل امر الاصلاح اليهم ؟ انى ذالك ؟ و عوامها جاهلون' وخواصها المتفرنجون' و علمائها المقلدون !! ولكن : لا تايئسوا من روح الله ' انه لا يائس من روح الله الا القوم الكافرون !

يا للاسف ويا للعار ! راجت في سوقنا فتنة الخبيثة الا فرنجيه ' فحلت روابطنا ' و اضعفت جامعتنا ' ومزقت نسيج وحدتنا ' واغتالت معظم ثروتنا ' و نحن الى الان نتوهم اننا نرقي بذالك انفسنا ' ويغش الذين تفرنجوا منا انهم صاروا ارقي من سائرنا عقولاً ' واعلى اداباً ' و اصلح اعمالا - حتى ان بعض احداث المدارس منهـم يرون انفسهم بتاثيرفتنة التفرنج انهم ارقى من سلفنا الصالح الذين فتحوا المـمالك ' ومصروا الامصار ' ودونوا العلوم ' وبنوا لنا ذالك المجد الذي ساعدنا اعدائنا على هدمه منذ قرون ولما ينهدم كله !! الا ' اننا قـوم جاهلـون ' مخدوعون مسحورون - نخرب بيوتنا بايدينا ' وايدي اولائك الخادعين لنا - ووصل البغي والعدوان علينا الى هذه الدرجة ' ولم تزل الغشاوة كلها عن ابصارنا ' ولا الرين عن قلوبنا - ولا يزال في آذاننا وقر' وبيننا و بين الحقيقة حجاب ! ولقد ذرانا لجهنم كثيراً من الجن و الانس ' لهم قلوب لا يفقهون بها ' ولهم اعين لا يبصرون بها ' ولهم آذان لا يسمعون بها ' اولائك كالانعام بل هم اضل' و اولائك هم الغافلون ! (٧ : ١٧٨)

فيا ايها المتفرنجون ! لا تغلوا في تفرنجكم ولا تقولوا على دعاة القران غيرالحق ' ولا تتبعوا اهواء قوم ضلوا فاضلوا' ولا تتخذوا بطانة من دونكم لا يالونكم خبالا - (٣ : ١١٨) ومن يتولهم منكم فانه منهم ' ان الله لا يهدى القوم الظالمين ! (٥ : ٥٦) واعلموا ان افرنجيتكم الباطلة لا بقاء لـها اذا عارضها اسلامنا الحق - فانما بقاء الباطل في نوم الحق عنه - والعاقبة للمتقين :-

١٠

اختلفت عليكم الدعوة ايها المسلمون ' وكل حزب بما لديهم فرحون ' فاجيبوا داعي الله وامنوا به ' يغفرلكم من ذنوبكم و يجركم من عذاب اليم ' ومن لا يجب داعي الله فليس بمعجز في الارض وليس له من دونه اولياء - اولائك في ضلال مبين (٤٦ : ٣٠) واستعينوا بالله واصبروا ' ان الارض لله ' يورثها من يشاء من عباده و العاقبة للمتقين (٧ : ١٢٥) فله دعوة الحق ' وما خالفها فهو باطل وفسق - فاتقوا الله واطيعون ' ولا تطيعوا امر المسرفين - ها نحن اولاء قد خرجنا عن استقلالنا الاجتماعي زمناً طويلا ' اطعنا فيه ساداتنا وكبرائنا فاضلونا سبيلا ' واخذنا الاجانب من ناحية سلطتهم اخذا وبيلا ' فما اغنت عنا ذلة العبودية لهم فتيلا ' ان هذه تذكرة ' فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا (٧٦ : ٢٩) ولا سبيل اليه الا باتباع هدايته ' والسير على سنته في خليقته : هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعني ' وسبحان الله ' وما انا من المشركين (١٢ : ١٠٨)

٦

(المتفـــرنجون المفســـدون)

و من ورائهم قوم آخرون ، الذين يجعلون علته ما جهلوا اوتركوا من هدى الدين ، و هو ما عمل به سلفهم فكانوا هم الايمة الوارثين - يحاولون ان يقطعوا هذه الامة امما ، و يسلكوا بها الى المدنية الحديثة طرائق قددا ، و هم ما عرفوا حقيقة المدنية الفاضلة وكنهها ، ولا ما يصلح للمسلمين و يتفق مع طبائعهم منها - و هم في طلب قشورها مقلدون ، صم بكم عمي فهم لا يبصرون - وها اولاء هم الـــذين مرقوا من الـــدين ، انكروا التقليد ولم يعرفوا الحق اليقين - يقولون لا رجاء للمسلمين بحياتهم المليه ، و لا باقامة الحدود الشرعيه ، فاذا لـم يحيوا حياة " افرنجية " فلا حياة لهم ، و اذا لم يتبعوا خطوات اوربا فلا مدينة لهم - كل هـذا و ذالك مما ينادي به المسلمون الجغرافيون ، منهم الملحدون ، و اكثرهم الفاسقون ، ولهم اعمال من دون ذالك هم لها عاملون (٢٣ : ٦٣) يحرفون ثروة الامة الى الا جانب ، و يقذفونها بالفجور و النفوذ الاجنبي من كل جانب ، و يتغلبون فيها على المناصب ، فينالون منها جمع المارب - يحقرون لها سلفها ، و يعظمون في نفسها كل ما هو اجنبي عنها - فهم المنافذ والكوى التي يدخلهـا منها الفساد ، و هـم الالات التي يستعين بها الاجانب على امرالامة والبلاد ، وهم الذين ضل سعيهـــم في الحياة الدنيا ، وهم يحسبون انهـم يحسنون صنعا - (١٨ : ١٠٤) فلا هم صاروا بهـــا اوربيين ، ولا ظلوا مسلمين شرقيين ، ولكن لغرورهم الافرنجية تراهم من المتكبرين الطاغين ، طلعهم كانه رؤس الشياطين - فاولائک هم المتفرنجون المفسدون ، الذين يفسدون في الارض ولا يصلحون (٢٦ : ١٥٣) واذا قيل لهم لا تفسدوا في الارض ، قالوا : انما نحن مصلحون ! الا ، انهم هم المفسدون و لكن لا يشعرون !! (٢ : ١٠)

الا ، انهم تحولوا عن التقاليد الا سلاميه ، الى التقاليد الافرنجية الصوريه - فيدحرجون الامة من تقليد الى تقليد ، ويقذفون الغيب من مكان بعيد ، و يتبعون كل شيطـان مريد - يسمون انفسـهم المجـــددين ، و طلاب المجد و الحضارة للاسلام و المسلمين ، ومكوني " القومية " ، و خالقي الشعور بالحياة المدنيه - والحق انهم شر من الراضين بما وصلنا اليه من الضعف والخمول - لان ها اولاء الخاملين الجامدين ، قد رضوا بهذه الحالـة التي لا تجد لـها تفسيرا ، الا انـها مما يسمونه " الموت صبرا " - واما المتفرنجون الضالون ، الذين رضوا بانحلال رابطتهم المليـه ، و عفاء مقوماتهم و مشخصاتهم الاسلاميه - فانما رضوا ان ينجعوا انفسهم ، و ينحروا امتهم ، و يجعلوها غذاء لاعداءهـم : اولائك الذين طبع الله على قلوبهم واتبعوا اهوائـهم (٤٧ : ١٩) ذالـک بانهم كرهوا مـا انـزل الله فاحبط اعمـالهـم (٤٧ : ٩) فهل ينظرون الا الساعة ان تأتيهم بغتة ؟ فقـد جاء اشراطها ، فانى لهم اذا جاءتهم ذكراهم ؟ (٤٧ : ٢٠) .

٧

يهاجم الا سلام و المسلمين جيش خارجي من الامم الطامعه ، و جيش أخر داخلي من دعاة التقاليد الافرنجيه - و الثاني انكى من الاول و اضر ، و ادهى و امر - لان لسبعون عدوا خارج الدار ، اهـون من عـدو واحد في الـــدار - فالمتفرنجون المنافقـون ، المفسدون الدجالون ، يغشون المسلمين بانهم منهـم ، ينفعهـم مـا ينفعهم ، و يضرهـم ما يضرهم ، و الله يعلم انهم لكاذبون : يخادعون الله والرسول والذين امنوا ، وما يخدعون الا انفسهم و ما يشعرون -

يغشون الامة انهم يدعونهم الى الترقي عما هم عليه الى مدنية اعلى ، وحضارة اسمي - وهي ان يكونوا مثل الافرنج في عزهم ، وثروتهم و زخرفهم - و يحسبون لصغر عقولهم ، وقطع نظرهم ، ان ما يفوقنا به الافرنج من الثروه ، و اسباب القوه ؛ قد جاءهم من عدم مبالاة كثير منهم بالدين ، و اتباع غير سبيل المومنين - او من عاداتهم في طعامهم و ازيائهم ، و فسقهم و فجورهم ، و اجتماعهم و افتراقهم - او ببعض التشئيد المدارس ، و تاسيس المكاتب و المعاهد - فطفقوا يقلدونهم في شرما عندهم ، و يدعون المسلمين الي تقليدهم ، على ان منها ما هو من سئيات مدينتهم و قبائحها التي ينكرها عليهم حكماءهم ، و منها ما هو مناسب لطبيعة بلادهم و اجيالهم دوننا - و منهم ما لا نفع فيه ولا ضرلذاته ، و لكنه يضرنا من حيث هو تقليد لهم ، يضعف روا بطنا المليه ، و مقوماتنا الا جتماعيه ، و مشخصاتنا الا سلاميه ، و يحقر امتنا في انفسنا ، و يعظم اممهم فيها ، فيكون تمهيدا لقبول سيادتهم علينا بغير امتعاض - و بهذا كان وجودهم " الجيش السلمي " لشكناتهم ، ولا يتم لهم ما يسمونه " الفتح السلمي " (غير الفتح العربي) بدونهم : الخبيثات للخبيثين و الخبيثون للخبيثات ، و الطيبات للطيبين و الطيبون للطيبات (٢٤ : ٢٥)

٨

نعق به نا عق المة الفتن و الفساد ، و نصير الظلم و الاستبداد ، ان لا نجاة لكم من البلاء الذي اصابكم ، ولا امن لكم من الخطر الذي يوشك ان ينزل بكم ، الا بفناء ارادتكم في ارادة حكا مكم - لا بتغيير ما في انفسكم من اوهام و خرافات ، و اخلاق ذميمة و عادات ، ولا بتربية العقل و الا رادة علي الاستقلال ، و التعاون علي البر و التقوي ، و الاشتراك في الاعمال ، ولا بجعل الشورى قاعدة الحكام ، و اقامة الشريعة في الحلال و الحرام ، ولا بالتواصي بالحق و التواصي بالصبر ، ولا بالامر بالعرف و النهى عن المنكر - وصاح بهم " خطيب فتنـة الا فرنجيه " ان لا حياة لكم بالرابطة الاسلاميه ، لا نها ممقوتـة في نظر اهل المدنية الغربيه ، و ما اعتز به المسلمون الا ولون من اداب القرآن ، فقد نسخته مدينة اوربا في هذا الزمان - فالافرنجية ! الافرنجية ! الزموها تكونوا من الفائزين ، و القومية ! القومية ! أعلنوها ان كنتم مومنين ،

بصائر و حکم

جنگ کا اثر اخلاق پر

(۲)

اجتماع و انضمام کي حالت میں اگرچه افراد کي خصوصیات فنا هو جاتي هیں اور ایک مستقل اجتماعي قوت پیدا هو جاتي هے ' لیکن بوسیده اینٹیں کب تک دیوار کو قائم رکهه سکتي هیں؟ بالاخر افراد کي مخفي خصوصیت نمایاں هوتي هے ' اور یه شیرازه دفعة درهم برهم هوجاتا هے - سنه ۱۸۷۰ کي شکست نے فرانسیسیوں کے جذبات شجاعت کو بالکل پامال کردیا تها - اوس کے بعد اگرچه مظاهرے ' شورش ' تعلیم ' اور مختلف انقلابات نے اونکے خون کو بهت کچهه گرم کردیا ' تاهم میدان جنگ میں وه اپنے قدیم داغ کو نه چهپا سکے ' اور باوجود تراکم افواج و تعاضد حلفاء ' اپني کهوئي هوئي شجاعت کو واپس نه بلاسکے -

متصل ذلت آمیز شکستوں کا اثر کبهي کبهي اسقدر مستقل هو جاتا هے که روحاني طاقت بهي به مشکل اوسکو مٹاسکتي هے - یهودیوں کو بار بار کي شکست اور ایک زمانهٔ ممتد کے اسر و غلامي نے اسقدر بزدل بنادیا تها که جب حضرت موسی علیه السلام نے بیت المقدس میں اونکا فاتحانه داخله کرانا چاها تو اون کي زند آسا آواز ' اور بیت المقدس کي مذهبي عظمت بهي یهودیوں کے دلوں کو نه گرما سکي اور اونهوں نے صاف صاف کهدیا :

یا موسی انا لن ندخلها ابدا ما داموا فیها ' فاذهب انت و ربك فقاتلا ' انا ههنا قاعدون (۶ : ۲۷)	اے موسی ! جب تک وه طاقتور لوگ بیت المقدس میں لڑنے کیلیے موجود هیں ' هم کبهي بهي اوس میں داخل هونے کي جرأت نهیں کرسکتے - تم اپنے خدا کے ساتهه جاؤ اور لڑو ' هم اسي جگه بیٹهے هوے تماشه دیکهینگے -

لیکن عرب کي کبهي شکست نه کهانے والي طاقت نے آنحضرت صلی الله علیه و سلم کو ٹهیک ٹهیک ایک ایسے هي موقع پر یه جواب دیا تها :

لا تقول کما قال قوم موسی " اذهب انت و ربك فقاتلا " و لکنا نقاتل عن یمینك ' و عن شمالك ' و بین یدیك و خلفك (بخاري)	یا رسول الله ! هم آپکو وه جواب نه دینگے جو موسی کي قوم نے موسی کو دیا تها که تم اپنے خدا کے ساتهه جاو اور لڑو ' بلکه هم آپ کے دائیں ' آپ کے بائیں ' آپ کے آگے ' آپ کے پیچهے ' غرض هر طرف سے جمع هوکر اور قدم بقدم هوکر لڑینگے - اور اپني جانوں کو آپ پر نثار کرینگے !

دراصل یهي وه اختلاف حالت هے جس سے " امة مسلمه " اور " خیر الامم " اور " شهداء علی الناس " کي حقیقي خصوصیات واضح هوتي هیں ' اور یهي وه خصائص هیں جنهوں نے مسلمانوں کو " مغضوب علیهم " یعني یهود ' اور " الضالین " یعني نصاری کي راه سے الگ کرکے " الذین انعم الله علیهم من النبیین و الصدیقین " کي صراط مستقیم پر قائم کردیا تها - اور یهي انکي وه فضیلت مخصوص هے جسکي بنا پر زبان الهي نے مغضوبیت کي جگه محبوبیت کا مرتبهٔ اعلي انهیں عطا کیا اور فرمایا : یحبهم و یحبونه - خدا انکو پیار کریگا اور وه خدا کو پیار کرنے والے هونگے : رضي الله عنهم و رضوا عنه - وه گذشته اقوام کي طرح مغضوب و مبغوض کیونکر هوسکتے هیں حالانکه انکے ایثار و قرباني و ابتغاء مرضات الله کي وجه سے خدا انسے راضي هوا اور وه الله کي بخشي هوئي خلافت و وراثت ارضي پاکر خدا سے راضي و خوشحال هیں !

لیکن اس قسم کي مستقل شجاعت کبهي کبهي عارضي شکست بهي کها جاتي هے - مگر اس حالت میں بهي صرف فوج هي کي جمعیت کو صدمه پهنچتا هے - دل مضبوط و استوار رهتا هے - غزوهٔ احد میں ابتلاء الهي نے صحابه کو منهزم کردیا تها - لیکن اونکي جانبازي میں کوئي فرق نهیں آیا - وه اوسي طرح آنحضرت پر پروانه وار فدا هوتے رهے جسطرح غزوهٔ بدر میں فدا هوے تهے - چنانچه آنحضرت نے جب ایک موقع پر گردن بلند کرکے کفار کي جمعیت کو دیکهنا چاها تو ابو طلحه کے جوش فدویت نے آپ کو یه کهکر روکا :

لا تشرف یصیبك سهم من سهام القوم نحري دون نحرك (بخاری)	آپ سر اوٹها کر نه دیکهیے ' ایسا نه هو که آپکے کوئي تیر لگ جاے - ابهي تو میرا سینه آپ کے سینه کیلیے سپر هے '

(۴)

محاسن اخلاقي میں باهم ایک سلسله ربط و اتحاد کا هوتا هے ' اسلیے ایک خلق دوسرے خلق کو پیدا کرتا هے - اگر ایک شخص میں فیاضي کا ماده هے تو وه فطرتاً رحمدل اور رقیق القلب بهي هوگا - اگر کوئي شخص بخیل هے تو سنگدلي اوسکے لیے لازمي هے - یهي حال شجاعت و بزدلي کا بهي هے - اونکے نتایج و آثار صرف میدان جنگ هي میں نظر نهیں آتے - وه ایک سلسلهٔ اخلاق پیدا کردیتے هیں ' جسکا اثر ملک و قوم کي زندگي کے هر شعبه میں نظر آتا هے - ایک جنگجو اور بهادر قوم بالطبع اولوالعزم ' بلند حوصله ' باضابطه ' مشقت پسند ' اور فیاض طبع هوتي هے - اسلیے وه اولوالعزمانه سیر و سیاحت کرتي هے ' علمي تحقیقات میں مختلف ملکوں کي خاک چهانتي پهرتي هے ' فقر و فاقه اوسکے عزم و اراده میں خلل انداز نهیں هو سکتے - وه اپني دولت کو مفید کاموں میں بیدریغ صرف کرتي هے - لیکن بزدلي انسان میں عورتوں کي خصوصیات پیدا کردیتي هے ' اسلیے غیر جنگي اقوام فنون لطیفه کي طرف اپنا میلان ظاهر کرتي هیں - رقص و سرود میں اونکو لطف آنے لگتا هے - شب و روز عیش پسندي میں مصروف رهتي هیں - جامه زیبي اونکي فطرت بن جاتي هے - تمام ضروري کاموں کو چهوڑ کر ملاهي و ملاعب هي میں مشغول هو جاتي هیں -

اسلام جن اولوالعزم بزرگوں کي ذات پر ناز کرتا هے ' وه وهي لوگ تهے جو فوجي روح کو زنده کرکے خود فنا هوگئے - چنانچه امتداد زمانه کے ساتهه جسقدر یه روح پژمرده هوتي گئي ' اسیقدر مسلمانوں میں عیش پرستي کا میلان ترقي کرتا گیا - مسلمانوں کو بغداد کے تمدن و علوم و فنون پر بڑا ناز هے ' لیکن وه بهي سلاطین کي بزم طرب کا ایک گلدسته تهے - همارے نزدیک یه کوئي فخر کي چیز نهیں بلکه ایک حدیث نبوي جو امام بخاري نے صدها میلوں کا سفر کرکے حاصل کي ' دراصل اون تمام علوم سے بدرجها زیاده بیش قیمت هے -

(۵)

شخصي حالتوں میں اگر ایک شهري پر کوئي شخص حمله کردے تو پولیس اوسکي حفاظت کریگي - لیکن اگر اوسي شخص کو میدان جنگ میں کهڑا کر دیا جاے تو اوسکو صرف اپني هي حفاظت نهیں کرني هوگي ' بلکه وه دوسرونکي حفاظت کا بهي ذمه دار هوگا - میدان جنگ سے فرار اسي بنا پر عار بلکه جرم خیال کیا جاتا هے - انسان کو جو جذبه اپنے ساتهه دوسرے کي اعانت

و تعاون پر آمادہ کرتا ہے' اوسیکا نام عصبیت ہے - وہ فطرتاً ہر شخص میں موجود ہے - ایک بھائی اپنے بھائی کی مصیبت نہیں دیکھہ سکتا - بیٹا باپ کی ذلت برداشت نہیں کر سکتا -

لیکن عصبیت کا کامل ظہور صرف زمانۂ جنگ ہی میں ہوسکتا ہے - یہی وجہ ہے کہ جو قومیں ہمیشہ امن و سکون کی زندگی بسر کرتی ہیں' اون میں بہت کم عصبیت پائی جاتی ہے - ایک متمدن شہری باشندے کو اپنے بھائی سے زیادہ پولیس پر اعتماد ہوتا ہے - لیکن ایک وحشی انسان پولیس کی اعانت سے فائدہ نہیں اوٹھا سکتا' اسلیے وہ خود ہی اپنی حفاظت کرتا ہے - اور ہمیشہ اپنی قوم کی اعانت پر آمادہ رہتا ہے -

متواتر جنگ جذبۂ عصبیت کو ابھارتی رہتی ہے' اور متصل امن و سکون اس آگ کو بجھاتا رہتا ہے - اسی لیے جو قومیں جنگجو ہوتی ہیں' اون میں شدت کے ساتھہ عصبیت پائی جاتی ہے - لیکن جن قوموں کو میدان جنگ میں جانے کا موقع نہیں ملتا اون میں یہ روح بہت کم پائی جاتی ہے - ایک متمدن شخص میدان جنگ کے اندر اپنی حفاظت میں مصروف رہیگا' لیکن ایک جنگجو قوم کا فرد اپنے بھائی کی حفاظت کو اپنی ذات پر مقدم رکھیگا - اس قسم کی عصبیت اگرچہ حقیقی طور پر متحد النسب لوگوں میں پائی جاتی ہے' لیکن معاہدے اور مختلف سیاسی تعلقات کے ذریعہ سے دو حلیفوں میں بھی پیدا ہوسکتی ہے' اور یہ مصنوعی عصبیت زمانۂ جنگ ہی کیلیے پیدا کی جاتی ہے -

عصبیت اپنے اندر محاسن اخلاق کا ایک بڑا ذخیرہ رکھتی ہے - وہ خود غرضی کو بالکل مٹا دیتی ہے - ایثار نفس کی تعلیم دیتی ہے - وہ انسان میں چستی و چالاکی پیدا کرتی ہے' اور ایک فرد کی آواز پرتمام قوم کھڑی ہو جاتی ہے - وہ ایک قوم کے اخلاق و عادات کو محفوظ رکھتی ہے اور اوسکو کسی دوسری قوم میں مدغم نہیں ہونے دیتی - شجاعت اگرچہ بجائے خود ایک جوہر ہے' لیکن عصبیت اوسکو جلا دیتی ہے' اور اوسکے ذریعہ متعدد قطرے باہم مل کر سیلاب کی صورت اختیار کرلیتے ہیں - وہی ہے جو میزان عدل کو قائم رکھتی ہے اور وہی ہے جو ظلم و جور کا سختی سے انکار کرتی ہے - یہی وجہ ہے کہ جن قوموں میں ربط و اتحاد اور تعاون و تناصر کا مادہ نہیں ہوتا' اور اوسکی جگہ خود غرضی' تفرق' شقاق' اور اختلاف پیدا ہوجاتا ہے' اون میں جنگ ہی کے ذریعہ عصبیت پیدا کی جاسکتی ہے' اور اسطرح یکایک ایک اتحاد عام ہر طرح کے اختلافوں کو مٹا کر نابود کردیتا ہے - اسلام نے ولولۂ جہاد سے عرب کی اون تمام مختلف جماعتوں اور مختلف نسلوں کو ایک کردیا تھا' جو آگے چلکر اور تمدن کا امن پا کر ایک نہ رہسکے' اور باہمی جنگ و جدال شروع ہوگیا - بسمارک نے صرف اسی لیے صدہا مکر و فریب کرکے جرمنی و فرانس کی پچھلی جنگ پیدا کی تھی' اور موجودہ جنگ نے انگلستان اور آئرلینڈ کے اختلاف اور سول وار کو جس طرح مٹا دیا' وہ سب کے سامنے ہے!

(٦)

جنگجو اور بہادر قوموں کے جذبۂ محبت کی حالت تمام دنیا سے مختلف ہوتی ہے - انسان سب سے زیادہ اپنی' پھر اپنے اہل و عیال کی' اسکے بعد اپنی قوم کی محبت رکھتا ہے - لیکن برخلاف اسکے ایک جنگ خواہ شخص اپنی جان کو سب سے زیادہ ارزان سمجھتا ہے - اور اسیلیے اپنے آپ کو سب سے پہلے خطرے میں ڈالدیتا ہے - اللہ اللہ' ایک عربی شاعر کہتا ہے :

انا لنرخص یوم الروع انفسنا
ولو نسام بھا فی الامن' اغلینا

ہم لڑائی کے دن اپنی جانوں کو بہت ارزاں کردیتے ہیں' لیکن اگر امن کی حالت میں ہم سے ارنکا نرخ پوچھا جاے تو وہ بہت ہی قیمتی نکلینگی!!

وہ عموماً میدان جنگ میں رہتا ہے - اوسکو اپنی بی بی اور بچوں سے ملنے کا بہت کم موقع ملتا ہے' اسلیے اون سے بہت کم محبت کرتا ہے - ایک بدو گھر میں بھوکا پیاسا آیا اور کھانا مانگا - گھر والوں نے اوسکو مبارکباد دی کہ " تمھارے یہاں بچہ پیدا ہوا ہے" اور ساتھہ ہی بچے کو گود میں رکھدیا - اوس نے اپنے بہادرانہ جذبہ سے معمور ہوکر کہا: آ آکلہ ام اشربہ؟ کیا میں اسکو کھاؤں؟ کیا میں اسکو پیوں؟

عرب کا ایک بہادر اونٹنی کا تمام دودھہ اپنے گھوڑے کو پلادیا کرتا تھا - اوسے اپنے اہل و عیال کی کچھہ پروا نہ تھی - اوسکی بی بی نے شکایت کی تو اوس نے معذرت میں چند شعر کہے :

تلوم علی ان امنح الورد تصعة
وما تستوی و الورد' ساعة تفزع

میری بی بی مجھے اس بات پر ملامت کرتی ہے کہ میں اونٹنی کا تمام دودھ اپنے گھوڑے ورد نامی کو پلا دیتا ہوں' حالانکہ لڑائی کے وقت وہ ورد کی برابری نہیں کر سکتی!

و قمت الیه باللجـــام میســـرا
ھنالک یجزینی بما کنت اصنع

اور جب میں آمادۂ جنگ ہوکر اوسکے منہ میں لگام چڑھاؤنگا تو اوس وقت وہ میری اس حسن خدمت کا معاوضہ کر دیگا -

اسکو سب سے زیادہ اپنی قوم محبوب ہوتی ہے' اور وہ اسکے ذرا سے اشارہ پر اپنی جان دیدینے پر آمادہ ہو جاتا ہے :

لا یسالون اخاھم حین یندبھم
فی النائبات علی ما قال برھانا

جب انکا بھائی انکو فریاد رسی کیلیے بلاتا ہے تو وہ اس سے دلیل نہیں پوچھتے بلکہ معاً بجلی کی طرح اندھا دھند ٹوٹ پڑتے ہیں!

وہ اپنے بچے کو اس نظر سے پیار نہیں کرتا کہ وہ اوسکے باغ زندگی کا گل و ریحان ہے' بلکہ صرف اس لیے کہ اوسکی قوم کا ایک قوی البنیہ' صحیح الجسم' اور بہادر و سرفروش فرد ہے' اور اسلیے وہ بڑا ہوکر خود اوسکے لیے نہیں' بلکہ اسکی محبوب و مطلوب قوم کیلیے ایک مفید وجود ہوگا :

وان عرارا ان یکن غیـــر واضح
فانی احب الجون ذالمنکب العمم

میرا بیٹا عرار اگرچہ گورا چٹا نہیں ہے لیکن میں تو اوس کالے کلوٹے کو محبوب رکھتا ہوں' جسکے شانے لمبے' چوڑے' اور قوی ہیں - یعنی قوم کی خدمت و نصرت کیلیے حسن و رعنائی نہیں' طاقت و توانائی کی ضرورت ہے -

اگر کبھی صغیر السن بچے کی پرورش اوسکو میدان جنگ میں جانے سے روکتی ہے تو اوسکو نہایت افسوس ہوتا ہے :

لـــولا بنیـــات کزغب القطـــا
رددن من بعض الی بعـــض

اگر چڑیوں کے بچوں کی طرح میری چھوٹی چھوٹی لڑکیاں نہ ہوتیں جنکی پرورش میرے بعد میرے رشتہ داروں میں بہ مشکل ہوگی تو:

لــكان لي مضطـرب واســع
في الارض ذات الطول و العــرض

میرے لیــے ایک فراخ میدان لمبي چوڑي زمیں میں هوتا ' اور وهاں میں ازادانه اپني قوتوں کي نمایش کرتا -

و انمــا اولادنــا بيــنــنا
اكبــادنـــا عشي علـــي الارض

همارے بچے همارے لخت جگر هیں' جو زمین پر چلتے پھرتے هیں -

(۷)

یه اخلاقي جزئیات تھ - انکے علاوہ کلي طور پر بھي جنگ ایک قوم کے نظام اخلاق کو بدل کر اسکي جگه دوسرا سلسلۂ اخلاق قائم کر دیتي هے - جنگ کي وجه سے انسان اپنے وطن سے نکل کر دوسرے ملکوں کے حدود میں قدم رکھتا هے ' اور فاتحانه ثمرات کي حرص اور ظفرمندانه جاہ و اقتدار کا ولوله اسکو وهیں روک لیتا هے - رفته رفته وہ وهیں مستقل سکونت اختیار کر لیتا هے اور اسي ملک کے رسم و رواج کا پابند هو جاتا هے - پھر آهسته آهسته تعلقات بڑھتے هیں' اور اوسي ملک میں نکاح و ازدواج کا سلسله بھي قائم هوجاتا هے - اب جو اولاد هوتي هے ' اسکي رگوں میں خالص خون نہیں هوتا - وہ دو عنصروں سے مرکب هوتي هے - اسطرح بتدریج اختلاط نسب هو جاتا هے اور چند پشتوں کے بعد فاتح کا اصلي نسب نامه بالکل گم هو جاتا هے -

اس اختلاط نسب کا صرف یهي نتیجه نہیں هوتا که ایک خاندان اپنے نام و نشان کو کھودیتا هے' بلکه اس قبیله ' اس خاندان ' اور اوس ملک کي تمام مخصوص اخلاقي خصوصیات فنا هو جاتي هیں اور انکي جگه ایک نیا نظام اخلاق پیدا هو جاتا هے - اگر دنیا میں نسلي اور وطني امتیازات کوئي مفید جوهر هیں تو جنگي زندگي کي وسعت کا بلا شبه یه نقص هے - لیکن اگر انسان کیلیے چاهیے که وہ تمام کرۂ ارضي کو اپنا وطن اور تمام انساني نسلوں کو اپنا گھرانا سمجھے' تو پھر یه انسان کي وہ مشکل ترین متاع مطلوب هے جو صرف جنگ هي کي روشني میں مل سکتي هے -

یه ایک عجیب بات هے که مفتوح قوم پر همیشه فاتح وضع ' لباس ' اخلاق و عادات کا اثر پڑتا هے - لیکن ازدواجي تعلقات کي حالت میں همیشه مفتوحه قوم کي بي بي ' فاتح شوهر پر غلبه حاصل کر لیتي هے ' اور اسکو اپنے رنگ میں رنگ دیتي هے !

اهل عرب جب تک حدود عرب میں باهم سرگرم کار زار رهے ' اونکا نسب ' اور نسب کے ساتھ اونکا نظام اخلاق بھي محفوظ رها - لیکن ابتداے اسلام میں جب اونکے فاتحانه حوصلوں نے حدود حجاز سے باهر قدم رکھا ' تو دفعةً انکي تمام عربي خصوصیات معدوم هوگئیں - عرب جاهلیة کا سب سے بڑا مایۂ فخر یه تھا که وہ اپنے نام و نسب کو ازبر یاد رکھتے تھ ' اور اپنے آپ کو فخریه اپنے قبیله کي طرف منسوب کرتے تھ - جب فتوحات اسلامیه کا سیلاب دوسرے ملکوں کي طرف بڑھا ' تو حضرت عمر رضی الله عنه کو اختلاط نسب کا خطرہ پیدا هوا - اونھوں نے اهل عرب کو سخت تاکید کي که اپنے نام و نسب کو یاد رکھو ' اور ملک شام کے دیهاتي نه بن جاؤ که جب اون سے اونکا نام و نسب پوچھا جاتا هے تو اپنے گانوں کا نام بتاتے هیں - لیکن فطرت سے کون جنگ کرسکتا هے ؟ آخر کار اختلاط نسب هوا ' اور قبیله کے بجاے اب فوجیں اون مقامات کي طرف منسوب هونے لگیں' جهاں جنگ کي ضرورت اور سرحد کي محافظت کیلیے وہ مقیم رهتي تھیں - عربي میں " جند " فوج کو کهتے هیں - اسلام کے مفتوحه ممالک کے نقشے میں متعدد نام اسي انتساب کے ساتھ مشهور هیں - مثلاً جند قنسرین ' جند دمشق ' جند عواصم - ان ناموں نے اگرچه عرب کي فوجي طاقت کے مستقل اثر کو اب تک زندہ رکھا هے ' لیکن اس ترکیب اضافي نے آگے چل کر عرب کے نام و نسب کو بالکل مٹا بھي دیا' اور نسب صریح جن نسلي اخلاق کي محافظت کرتا هے ' وہ بالکل معدوم هو گئے -

یه ایک نهایت اهم دیني و اجتماعي مبحث هے که اسلام نے عرب جاهلیة اور تمام اقوام عالم کي نسلي حیثیت کو مٹا کر ایک عالمگیر اور بین الملي برادري قائم کي ' لیکن اسکے ساتھ هي جسقدر عمدہ خصائص قومي و نسلي زندگي میں هوسکتے هیں ' ان سب کو مذهبي رابطه قائم کرکے مذهب کي بنا پر پیدا بھي کردیا ' اور اسطرح وہ عمدہ خصائص قومي و ملکي حدود سے نکلکر ' انسانیت کا عام جوهر بنگئے - لیکن اس مبحث کو هم ابھي نهیں چھیڑینگے -

(۸)

لیکن فاتح ایک دوسري حیثیت سے مفتوح قوم کے اخلاق و عادات پر بھي اثر ڈالتا هے - انسان صرف قوت هي کے آگے سر جھکاتا هے - اسلیے جب کوئي قوم اوسپر غالب آجاتي هے تو اوس کو فطرتاً اوسکے فضل و کمال کا اعتراف کرنا پڑتا هے - رفته رفته یهي خوش اعتقادي اوسکو فاتح کي تقلید پر مجبور کرتي هے ' اور وہ وضع ' لباس ' اخلاق ' عادات ' نشست ' برخاست ' غرض هر چیز میں فاتح هي کے نقش قدم پر چلتا هے - اور اسطرح ایک عظیم الشان تمدني اور اخلاقي انقلاب پیدا هوجاتا هے -

تاریخ اسلام میں سیکڑوں واقعات ایسے ملتے هیں جن سے ثابت هوتا هے که مسلمانوں کي فتوحات کے سیلاب نے بهت سي قوموں کو دفعةً بالکل بدل دیا - هندوستان میں هیٹ کے نیچے جو چھپے هوے سر نشۂ غرور تفرنج و فرنگي مآبي میں بدمست نظر آتے هیں' جب اونکو هوش آئیگا تو معلوم هوگا که وہ عقل و بصیرۃ کي جگه ایک ایسا ذلیل ترین دماغ رکھتے هیں' جو در پردہ اپنے ضعف اور دوسري قوموں کي قوت کا مهلک اعتراف کررها هے - بلکه یهي انجذاب قومي هے جو انکي جبین نیاز کو اکثر اونکي چوکھٹ پر جھکا دیا کرتا هے -

یه انقلاب اگرچه بظاهر اپنے اندر بهت سي اخلاقي خوبیاں بھي دکھلاتا هے ' یعني فاتح قوم کے دل و دماغ جن اعلی جذبات سے لبریز رهتے هیں ' مفتوح قوم بھي اونهیں کو جذب کرنا چاهتي هے ' لیکن سیلاب جب آتا هے تو گوهر و مرجان سے زیادہ اپنے ساتھ خس و خاشاک کا ڈهیر بها لاتا هے اور اپني یادگار میں اوسیکو چھوڑ کر آگے چلا جاتا هے - زمین کے حصے میں صرف یهي ڈهیر آتا هے - اور ایسے خوش قسمت بهت کم هوتے هیں جو صرف گهر و مرجان سے اپنے دامن و جیب کو بھر لیتے هیں -

فاتحانه حیثیت سے اخلاقي و تمدني انقلاب بھي بالکل اسي طرح اضطراري طور پر هوتا هے' اسلیے انسان کي قوت انتخاب بالکل بیکار هوجاتي هے ' اور فاتح جو کچھه دیدیتا هے ' اوسیکو جبراً قبول کرلینا پڑتا هے - اسکا نتیجه یه هوتا هے که مفتوح قوم فاتح قوموں کي تقلید میں سیکڑوں غیر ضروري ' غیر مفید ' بلکه مضر چیزیں اختیار کرلیتي هے - اور خس و خاشاک کے ڈهیر میں صدف و گوهر بالکل چھپ جاتا هے -

فاتح قوم کي جو خوبیاں مفتوح قوم میں منتقل هوتي هیں اونکا اثر صرف چند مخصوص افراد هي میں نمایاں هوتا هے - هندوستان میں کوٹ پتلون پهن کر چلنے پھرنے والے هر سڑک پر نظر آسکتے هیں ' لیکن انگریزوں کا سا اعلی کیریکٹر اور قومي حریت تعلیم یافته لوگوں میں بھي یکسر مفقود هے -

جنگ کے ذریعہ سے بعض اوقات فاتح قوم میں بعض نہایت شرمناک بد اخلاقیاں پیدا ہوجاتی ہیں - فوج ایک مدت تک گھر سے باہر میدان جنگ میں اقامت گزین رہتی ہے' زمانہ جنگ میں اسکے جذبات و قواء سخت ہیجان کی حالت میں رہتے ہیں' بدامنی اسکو بہت کچھہ مطلق العنان بنا دیتی ہے' اسلیے اسکے جذبات بہیمیہ سخت مشتعل ہوجاتے ہیں' اور وہ اس آگ کو ہر ممکن طریقہ سے بجھانا چاہتی ہے' پس مفتوح قوموں کی ہر چیز حالت جنگ میں مباح ہوجاتی ہے - عرب میں متعہ کا رواج اسی بنا پر ہوگیا تھا جسکو اسلام کی اخلاقی تعلیم نے بتدریج مٹا دیا - ایرانیوں میں عشق رجال کا رواج اُنھی غلاموں کے ذریعہ سے ہوا جو لڑائیوں میں گرفتار ہوکر آتے تھے - رفتہ رفتہ اُنھوں نے اس قدر مقبولیت حاصل کرلی کہ فارسی لٹریچر کا ایک جزو لا ینفک بن گئے' جنکو اگر علحدہ کردیا جاے تو فارسی شاعری کا دامن حسن دفعتاً خالی ہوجاے !

ابتدا میں اہل عرب اس مرض سے بالکل نا آشنا تھے' یہی وجہ ہے کہ قدیم عربی شاعری کا دامن اس داغ سے بالکل پاک نظر آتا ہے - لیکن جب اہل عرب کی فتوحات کا سیلاب بڑھا اور اسلام کے دامن میں بھی حلقہ بگوش غلام آے' تو ابتداء میں فوجی خیموں کے اندر انکو دخل ہوا - پھر خلفاے عباسیہ کی بزم طرب کے شمع و چراغ ہوگئے' یہاں تک کہ ابن معتز عباسی نے عربی شاعری کے دامن پر بھی اس داغ کو لگا دیا -

عیش پرستی کی یہ آخری سرحد ہے' اور یہیں پہونچکر ہر قوم فنا ہو جاتی ہے - آج جو لوگ عظیم الشان قوموں کی موت پر ماتم' اور نئی قوموں کی شاندار زندگی پر تعجب کر رہے ہیں' اُنکو صرف مادی طاقت ہی پر نظر نہیں رکھنی چاہیے' بلکہ اُن اخلاقی تغیرات کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے جو سطوت عامہ کے جزو لاینفک ہیں - اس طرح کی حکیمانہ نگاہ سے ثابت ہو جائیگا کہ ترقی و تنزل صرف اخلاقی انقلابات کا نتیجہ ہیں - اس زبردست طاقت کے سامنے مادی قوت نے ہمیشہ سر تسلیم خم کر دیا ہے - عرب کو اسی اخلاقی طاقت نے اوبھارا تھا اور اسی کے تنزل نے انکو موجودہ گمنامی تک پہنچا دیا - و لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا -

گریٹ یوروپین وار میپ

اڈیٹر الہلال کی راے

عام تعلیم کے فقدان کیوجہ سے جغرافیہ و تقویم بلدان کی واقفیت عام اردو خوان پبلک کو بہت کم ہے' اور اسلیے واقعات عالم کے اخبار و حالات کو وہ پوری صحت کے ساتھہ سمجھہ نہیں سکتے - علی الخصوص موجودہ عالمگیر جنگ کی خبرونکا صحیح اندازہ تو بغیر اسکے ممکن ہی نہیں کہ یورپ' ایشیا' اور افریقہ کے تمام بحر و بر اور انکے حدود و علائق پیش نظر ہوں - اس بنا پر منشی محبوب حسین صاحب کی جانفشانی قابل داد ہے کہ اونھوں نے ایک نہایت عمدہ اور مکمل نقشہ اردو انگریزی میں مرتب کیا ہے' اور اسمیں پوری احتیاط و پابندی اصول نقشہ نویسی سے کام لیا ہے - نہ صرف عوام بلکہ خواص کیلیے بھی ضروری ہے کہ اس نقشہ کی ایک ایک کاپی ضرور لیں اور اپنی سامنے لٹکا دیں - موجودہ جنگ دنیا میں جو انقلاب کر رہی ہے اسکے اجمال کی یہ نہایت عمدہ شرح ہے - قیمت بغیر رنگ ۴ آنہ - رنگین ۸ - آنہ فولڈینگ - خوبصورت مجلد کتاب کی شکل ایک روپیہ - مونٹد یعنی کپڑا اور رول سے مکمل روغندار دو روپیہ چار آنہ -

ملنے کا پتہ : منیجر - ایم - حسن برادرس - نمبر ۹ نواب عبد الطیف لین - کلکتہ

تاریخ و عبر

حادثۂ محزنۂ کربلا

حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا واقعہ تاریخ اسلام میں ہمیشہ خون آلود حرفوں میں لکھا گیا' اور اشکبار آنکھوں سے پڑھا گیا ہے - لیکن اس درد انگیز واقعہ اور ماتم خیز حادثہ کے اندر شریعت اسلامیہ کی بے شمار بصیرتیں مضمر تھیں جنکو خون کی ان چادروں نے چھپا دیا - اور ہزاروں اسوہ ہاے حسنہ مخفی تھے جنکو آنسوؤں کے سیلاب بہا لیگئے !

اسلیے اب ہمکو قدیم زمانے کی مجلس ہاے ماتم میں ایک نئے حلقہ ماتم کا اضافہ کرنا چاہیے' اور خون آلود آنسوؤں کا جو چشمہ ہمارے زخم رسیدہ دلوں سے اوبل رہا تھا' اسکو کچھہ دیر کیلیے ملتوی کرنے خود واقعۂ شہادت کو اسرار شریعت اسلامیہ کا سرچشمہ بنانا چاہیے - حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر ماتم کرنے کا یہ ایک نتیجہ خیز طریقہ ہوگا اور شریعت نے اُمت محمدیہ کو اسی قسم کے طریق ماتم کی ہدایت فرمائی ہے -

دنیا میں اسلاف پرستی کا فطری مادہ ہر قوم کے اندر ہمیشہ موجود رہا ہے - اسی بنا پر تمام قوموں نے اپنے اپنے اسلاف کا ماتم مختلف طریقوں سے منایا ہے' اور اونکے اعمال کو آیندہ نسل کی عبرت و بصیرت کیلیے زندہ رکھنا چاہا ہے - لیکن ان تمام طریقوں میں جو طریقہ سب سے زیادہ مقبول ہوا' وہ وہی ہے جسکی بنیاد دنیا کی بت پرستی نے رکھی' اور دراصل اصنام پرستی کی زنجیر عمل کی پہلی اور آخری کڑی اسی کو سمجھنا چاہیے - پہلی اس لیے کہ بسا اوقات انسانوں نے اسی راہ سے اصنام پرستی کی منزل پائی' اور آخری اسلیے کہ بت پرستی خود تو چلی گئی مگر اپنا نقش قدم اس شکل میں بتک چھوڑ گئی ہے -

ہمارا اشارہ اسلاف پرستی کے اس طریقہ کی طرف ہے جسکی بنا پر مشاہیر ملک و قوم کے مجسمے (اسٹیچوز) بناے جاتے ہیں اور انکو اسلیے نصب کیا جاتا ہے تا کہ انکے ذریعہ قوم کو ہمیشہ مشاہیر کی یاد دلائی جاے اور انکے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت ملے -

اگرچہ اسلاف پرستی کا یہ نہایت قدیم طریقہ تھا اور حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے تک اس قسم کے متعدد مجسمے قائم ہوچکے تھے اور انکی علانیہ پرستش کی جاتی تھی - لیکن یونان و مصر نے ان مجسموں پر تمدن و تہذیب کا آب و رنگ چڑھا کر اونکو اور بھی شاندار و دلفریب بنا دیا - آج یورپ بانیان تہذیب و تمدن کے دیوتاؤں کی جو نمایش مجسموں کی شکل میں کررہا ہے' اونکے اندر یونان ہی اس قدیم تہذیب کا عکس صاف نظر آتا ہے - ہندوں کی مذہبی سطح پر بھی تصویروں کی جو صفیں نظر آرہی ہیں' ان میں بھی اوسی کی جھلک پائی جاتی ہے -

لیکن اسلام ایک دین خالص تھا جو توحید خالص کو قائم کرنا چاہتا تھا اور انسانی عظمت کی اُن تمام راہوں کا ہمیشہ کیلیے دروازہ بند کر دینا چاہتا تھا' جو کسی حال میں بھی الہی عظمت کے نقطہ تک پہونچ سکتی تھیں یا قریب ہوسکتی تھیں - پس وہ کسی طرح بھی قیام ذکر و بقاے عظمت کا ایسا طریقہ اختیار نہیں کرسکتا تھا جسمیں پڑکر دنیا بار بار ٹھوکر کھاچکی تھی -

اسلام نے ظاهر هوتے هي دنیا کے تمام اعمال و معمولات پر نظر ڈالي' اور هر عمل کي حقیقت و روح کو لے لیا اور غیر مناسب و موزوں جسم و لباس کو چھوڑ دیا -

وحشت نے جن حقیقتوں کو تاریک پردوں میں چھپا دیا تھا وہ دفعۃ چاک چاک هو گئے ' جهالت نے جن موتیوں کو پتھروں کے ڈھیر میں گم کردیا تھا ' وہ اون سے الگ هوکر دنیا کے دامن مراد میں آ گئے' غیر معتدل تمدن نے جن کھلي هوئي بصیرتوں کو خوشنما چادروں کے آب و رنگ میں راز سربستہ کي طرح مقفل کردیا تھا' وہ یکسر فاش هو گئے ' اور حقیقت آفتاب کي طرح علانیہ بے نقاب هوکر هر انسان کو نظر آ گئي - قرآن حکیم نے اسي انقلاب کو ان مختصر الفاظ میں بیان فرمایا ہے !

الله ولي الذین آمنــوا یخرجهم من الظلمت الی النور' و الذین کفروا اولیاءهـم الطاغــوت یخــرجو نهــم من النــور الـی الظـلمت (۲ : ۲۵۸)

خدا مسلمانوں کا دوست اور ساتھي ہے آنکو هر طرح کي انساني تاریکیوں سے نکالکر فطرۃ صالحہ کي رباني روشني میں لاتا ہے ' مگر کفار کے دوست اونکے طاغوت هیں' جو اونکو خدا کي بخشي هوئي روشني سے نکالکر جهل و ضلالت کي اندهیري کي طرف لیجاتے هیں -

یہ ایک عظیم الشان انقلاب تھا جسکي جھلک اسلام کي تمام تعلیمات میں نظر آتی ہے ' اور مشاهیر پر ماتم کرنے کا طریقہ بھي اس سے مثتثنی نہیں چنانچہ قدماء کي یادگار قائم کرنے اور اون کے اعمال و آثار کے زندہ رکھنے کا جو طریقہ زمانۂ قدیم سے چلا آتا تھا ' اسلام نے ارس میں بھي ایک روحاني انقلاب پیدا کردیا - اُس نے مسلمانوں کو مجسموں کي شکل میں اسلاف پرستي کي اجازت نہیں دی کیونکہ وہ بت پرستي تک منجر هوتي ہے اور اسلام زندہ انسانوں کے شرف کو پتھروں کے آگے نہیں جھکانا چاهتا ' مگر اس نے مشاهیر کرام اور اسلاف صالحین کے نمونوں کے فوائد عظیمہ کو بھي ضائع هونے نہ دیا' اور انکے اثر کو اسطرح حي و قائم کردیا کہ هر مومن کے آگے انکے عملي زندگي کے نمونے پیش کردیے' اور کہا کہ دن میں پانچ بار جب خدا کے حضور آو تو صراط مستقیم پر چلنے کي هدایت مانگو - ساتھہ هي تشریح کردي کہ صراط مستقیم انبیاء' صدیقین' شهدا' اور صالحین کي راہ علم و عمل ہے - اور اسلیے انکے نمونے هر وقت تمہارے سامنے رهنے چاهییں (یہ نہایت اهم مقام ہے - اسکي پوري تفصیل تفسیر سورۂ فاتحہ میں دیکھني چاهیے جو بسلسلۂ مجلدات البیان في مقاصد القران البـلاغ پریس میں چھپ رهي ہے)

پس ماتم کي رسم پر وحشت نے جن تاریک پردوں کو ڈال کر اصل حقیقت کو چھپا دیا تھا' اور تمدن و تهذیب نے ان پردوں پر نظر فریب رنگ چڑھا کر جن بصیرتوں کو گم کردیا تھا' اسلام نے اُن سب کو چاک چاک کردیا' اور مغز حقیقت جن چھلکوں میں چھپا هوا تھا اون سے نکل کر علانیہ آشکارا هوگیا -

قرآن حکیم میں انبیاے سابقین کے جو قصص مذکور هیں' اُن کے اندر درحقیقت ارنهیں بصائر و حکم کي روح مضمر ہے جو مجسموں کے قالب میں حلول کرکے بالکل بے اثر' اور محض ظاهر فریب هو جاتي تھي - قرآن مجید قدماء و اعاظم رجال کي یادگاروں کے قائم کرنے کے اصل مقصد کو " اسوۂ حسنہ " کے جامع لفظ سے تعبیر کرتا ہے ' اور مسلمانوں کو جابجا اسپر توجہ دلاتا ہے - چنانچہ تم بار بار انہیں صفحات پر پڑھچکے هو کہ اس نے حضرۃ ابراهیم خلیل علیہ السلام کے نمونۂ حیات کو مسلمانوں کا قبلۂ وجوہ و کعبۂ انظار قرار دیا

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ في ابراهیم و الذین معہ (۴ : ٦)

تمهارے لیے حضرۃ ابراهیم کي حیاۃ طیبہ میں' اور انکي زندگي میں جو انکے ساتھي هیں' پیروی کیلیے بہترین نمونہ رکھا گیا ہے -

اس بنا پر اسلام دنیا کا پہلا مذهب ہے جو اسلاف پرستي کي صحیح اصول پر اسلامي تعلیم دیتا ہے ' اور اسي صحیح اصول کے مطابق چاهیے کہ حضرۃ امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شهادت کے اندر عزم و استقلال ' صبر و ثبات ' استبداد شکني ' قیام جمهوریت ' امر بالمعروف ' و نهي عن المنکر کي جو عظیم الشان بصیرتیں موجود هیں ' آنکي یاد کو هر وقت تازہ رکھیں ' اور کم از کم سال میں ایک بار اس مذهبي قرباني کي روح کو تمام قوم میں ساری و جاری کردیں -

لیکن ان بصیرتوں کے علاوہ حضرت امام حسین علیہ السلام کي ذات میں ایک اور عظیم الشان بصیرت بھي موجود ہے' جسکا سلسلہ مذهب کي ابتدائي تاریخ سے شروع هوتا ہے - اور اوسکي آخری کڑي اسلام کي تکمیل سے جاکر مل جاتي ہے -

دنیا کي مذهبي تاریخ کي ابتدا عجیب بیکسي کي حالت میں هوئي - هم نے دنیا کے سخت سے سخت معرکوں میں باپ کو بیٹے کا شریک ' بھائي کو بھائي کا حامي ' بي بي کو شوهر کا مددگار پایا ہے - لیکن صرف مذهب هي کا روحاني عالم ایک ایسا عالم ہے ' جہاں باپ کو بیٹے نے ' بھائي کو بھائي نے ' شوهر کو بي بي نے چھوڑ دیا ہے - بلکہ آنکي مصیبتوں میں اور بھی اضافہ کیا ہے -

یهي سبب ہے کہ خاندان نبوت همیشہ اعزہ و اقارب کي اعانت سے محروم رها - حضرت نوح علیہ السلام نے ایک مدت تک شب و روز اپني قوم کو دعوت توحید دي اور قوم نے فرط بغض و عناد سے انکي دعوت حق کو رد کردیا ' انسے علحدگي اختیار کر لي ' اور کانوں میں انگلیاں تک دے لیں :

قــال رب اني دعوت قومي لیــلا و نهــاراً فــلم یزدهــم دعائي الا فرارا و اني کلمــا دعوتهــم لتغفر لهــم ' جعلــوا اصابعهــم في آذانهــم و استغشــوا ثیــابهــم و اصــروا و استکبروا استکبـارا - (۷۱ : ۵)

نوح نے عرض کیا : خداوندا ! میں نے شب و روز دعوت حق کي - لیکن اُسکا اُلٹا اثر یہ هوا کہ لوگ مجھہ سے اور زیادہ بھاگنے لگے - میں نے جب جب اونکو تیري مغفرت کیلیے پکارا' اونهوں نے کانوں میں اونگلیاں ڈال لیں - اپنے کپڑوں میں لپٹ گئے کہ اُن تک تیری آواز نہ پهونچ جاے ' آہ ! یہ حق ناشناس قوم همیشہ سخت هٹ دهرمي اور باطل پرستانہ گھمنڈ کا اظهار کرتي رهي !

لیکن اس پیغمبرانہ آواز کي صداے بازگشت صرف انکي قوم هي کے در و دیوار سے ٹکرا کر ناکامیاب واپس نہیں آئي ' بلکہ خود اونکے گھر کے در و دیوار نے بھي اوسکو ٹھوکر لگائي ' اور خاندان نبوت کے چشم و چراغ یعنی انکے بیٹے نے بھي اس نور کو قبول نہ کیا - آخري وقت میں حضرت نوح علیہ السلام نے پھر اپنے بیٹے کو خدا کي پناہ میں بلایا ' لیکن اسوقت بھي اوسکا گوش نصیحت نیوش وا نہوا - اسلیے وہ بھي تمام قوم کے ساتھہ عذاب الهي کي طوفان خیز موجوں میں بہہ گیا :

و نادی نوح ابنہ و کان في معزل : یابني ارکب معنا و لا تکن مع الکفرین - قال ساری الی جبــل

اور نوح نے اپنے بیٹے کو جو اپنے شامت اعمال کیوجہ سے اون سے علحدہ تھا پکارا کہ اے بیٹے همارے ساتھہ کشتي میں سوار هوجا ' اور کافروں کا ساتھہ

يعصمني من الماء ' قال لا عاصم اليوم من امر الله' الا من رحم - و حال بينهما الموج فكان من المغرقين - (۴۴ : ۱۱)

ندے - اوس نے کہا میں پہاڑ پر چڑہ جاؤنگا اور وہ مجھے اس طوفان سے بچا لیگا - نوح نے کہا تو کس ضلالت عقل میں مبتلا ہے ؟ آج خدا کے عذاب سے کوئي بھي نہ بچاسکے گا -

چنانچہ نوح کي پکار کچھہ بھي سودمند نہوئي اور اوسکے اور اوسکے بیٹے کے درمیان موج حائل ہوگئي ' اور تمام لوگوں کے ساتھہ وہ بھي ڈوب گیا -

حضرت لوط علیہ السلام کے تمام خاندان نے اگرچہ اونکا ساتھہ دیا ' لیکن خود اونکي بي بي اُنسے علحدہ ہوکر تمام قوم کے ساتھہ عذاب الہي میں شامل ہوگئي :

قالوا انا ارسلنا الی قوم مجرمین' الا ال لوط انا لمنجوهم اجمعین الا امراته قدرنا انها لمن الغابرین (۵۸ : ۱۵)

فرشتگان عذاب نے کہا : ہم اس گنہگار قوم کو اسکے اعمال بد کا نتیجہ دکھلا نے کیلیے بھیجے گئے ہیں - ہمارے عذاب سے صرف لوط کا خاندان محفوظ رہیگا ' اور اون میں سے بھي اُنکي بي بي تمام قوم کے ساتھہ عذاب الہي میں شامل کر لیجائیگي کیونکہ وہ بھي کافرہ ہے -

لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے خاندان نبوت میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا ہوا - حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا اُنسے علحدہ ہوگیا تھا ' حضرت لوط علیہ السلام کي بي بي نے اُن سے کنارہ کشي اختیار کرلي تھي - لیکن اس دور ابراہیمي میں بیٹے نے باپ کي ' بي بي نے شوہر کي ' بھائي نے بھائي کي دعوت حق پر لبیک کي صدا بلند کي ' اور اس دعوت کي اشاعت میں جو جو مصیبتیں اُنپر پیش آئیں ' اُن میں برابر کے شریک رہے - سب سے پہلے حضرت ہاجرہ رضي اللہ عنہا نے اس جہاد روحاني کي طرف قدم بڑھایا اور اپنے شوہر کے ساتھہ اپنے لخت جگر کو ایک " وادي غیر ذی زرع " میں ڈالدیا ' جہاں کئي سو میل تک آب و گیاہ کا پتہ نہ تھا - یہ اُسي سخت امتحان کي پہلي منزل تھي جس کیلیے خداوند تعالی نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو انتخاب کیا تھا - چنانچہ جب اُس آخری امتحان کا وقت آیا تو اونہوں نے باپ کے آگے سر اطاعت خم کر دیا :

فلما بلغ معه السعي قال یا بني اني اری فی المنام اني اذبحك فانظر ماذا تری ؟ قال یا ابت افعل ما تومر ستجدني ان شاء الله من الصابرین - فلما اسلما و تله للجبین و نادیناه ان یا ابراهیم قد صدقت الرویاء ' انا كذلك نجزي المحسنین - ان هذا لهو البلاء المبین (۹۹ : ۳۷)

جب اسمعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھہ چلنے پھرنے کے قابل ہوگئے تو اونہوں نے ایک دن کہا : اے بیٹے ! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا تمہیں راہ حق میں ذبح کر رہا ہوں - میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ کیا ماجرا ہے - تم بھي اسپر غور کرو کہ اب کیا کرنا چاہیے ؟ بیٹے نے بلا تامل کہا اے میرے باپ ! اس خواب سے تو یہي معلوم ہوتا ہے کہ یہ اللہ کي جانب سے ایک اشارہ ہے - پس آپ حکم الہي کو پورا کیجیے ' مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں اور ثابت قدموں میں سے پائیگا - جب باپ بیٹے دونوں خدا کے آگے جھک گئے اور باپ نے ذبح کرنے کیلیے بیٹے کو زمین پر پچھاڑا تو اسوقت ہمنے آواز دی : اے ابراہیم ! بس کرو ' تم نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا - ہم صاحبان احسان کو اسیطرح بدلا دیتے ہیں - دراصل یہ ایک بہت ہي بڑي قرباني تھي جسکي تعمیل کیلیے تم تیار ہوگئے تھے

حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھہ بھي اونکے خاندان کي اعانت و رفاقت شریک رہي - چنانچہ جب اون کو شعلہ طور کي زبان نے بشارت نبوت دي ' تو اونکي بي بي اونکے ساتھہ تھیں - بلکہ اونہیں کیلیے وہ آتشکدۂ طور سے آگ لینے گئے تھے :

فلما قضی موسی الاجل و سار باهله آنس من جانب الطور نارا ' قال لاهله امكثوا اني آنست نارا لعلی آتیكم منها بخبر او جذوة من النار لعلكم تصطلون (۲۹ : ۲۸)

جب موسی مدین سے اپني بي بي کو لیکر چلے تو اونکو کوہ طور کے دامن میں آگ کي روشني نظر آئي - اونہوں نے اپني بیوي سے کہا یہیں ٹھہرو ' مینے ایک آگ دیکھي ہے ' اوسکا پتہ لگاتا ہوں ' شاید تمہارے تاپنے کیلیے آگ حاصل کرسکوں -

لیکن وادي ایمن میں جاکر معلوم ہوا کہ یہ آگ کا شعلہ نہ تھا بلکہ وہ ایک برق خاطف تھي جو فرعون کے خرمن ظلم و استبداد پر گرنا چاہتي تھي - چنانچہ جب خدا نے عصا اور ید بیضا کي صورت میں اونکو یہ صاعقۂ ہلاکت دیا اور اونہوں نے اپنے بھائي ہارون کي اعانت کا سوال کیا ' تو خدا نے اوسکو پورا کیا :

قال سنشد عضدك باخیك و نجعل لكما سلطانا -

خدا نے کہا میں تیرے دست و بازو کو تیرے بھائي کي اعانت سے قوي کردونگا اور تم دونوں کو فرعون پر غالب کرونگا -

چنانچہ حضرت ہارون علیہ السلام نے آغاز کار سے انجام کار تک حضرۃ موسی کا ساتھہ دیا ' اور وہ دعوۃ موسوي کے ہمیشہ شریک و امین رہے -

حضرت موسی علیہ السلام کے بعد اس سلسلہ کو اور ترقي ہوئي - پہلے خدا کے ایک صالح بندے نے اپنے بیٹے کو خدا کي مرضي پر قربان کرنا چاہا تھا ' لیکن اب وہ وقت آیا کہ خود حضرۃ مسیح علیہ السلام نے قرباني کے جام مقدس کے طرف ہاتھہ بڑھایا اور انکے لیے سولي کا جو تختہ طیار کیا گیا تھا ' اسکي طرف بلا کسي باک کے بڑھے :

و ما قتلوه و ما صلبوه و لكن شبه لهم - (۱۵۶ : ۴)

اور اونلوگوں نے نہ تو عیسی علیہ السلام کو قتل کیا نہ پھانسي دي - بلکہ اون پر اس قرباني کي حقیقت مشتبہ ہوگئي -

لیکن اسلام کے زمانہ تک خدا کي راہ میں جو قربانیاں ہوئي تھیں ' وہ محض شخصي حیثیت رکھتي تھیں ' یعني انبیاء نے شخصي طور پر خدا کي ذات پر اپني اولاد کو یا اپنے آپ کو قربان کردیا تھا - جہاد کي یہ ابتداء تھي ' مگر اسکي تکمیل شریعت اسلام پر موقوف تھي - چنانچہ اسلام نے جسطرح عقائد و عبادات اور معاش و معاد میں تمام قدیم مذاہب کي تکمیل کي ' اوسي طرح جہاد کي حقیقت کو بھي مکمل اور واضح کردیا - اب تک کسي پیغمبر کے خاندان نے جہاد میں کوئي حصہ نہیں لیا تھا - شخصي طور پر بھي جو قربانیاں کي گئیں ' وہ راہ ہي میں رک لي گئیں - حضرت ابراہیم نے اپنے لخت جگر کو خدا کي نذر کرنا چاہا لیکن اسکا موقعہ ہي نہ آیا ' حضرت عیسی سولي کے طرف بڑھے لیکن بچالیے گئے - آج تک تمام خاندان نبوت نے متفقہ طور پر اسمیں شرکت بھي نہیں کي تھي اور اسکي کوئي نظیر تمام سلسلۂ انبیاء میں نہیں نظر آئي تھي کہ صرف بھائي ' صرف بیٹا ' صرف بیوی ' ہي نے مقصد نبوت میں ساتھہ نہ دیا ہو بلکہ بلا تمیز خاندان نبوت کے اکثر اعضاء و ارکان راہ حق میں قربان ہوے ہوں -

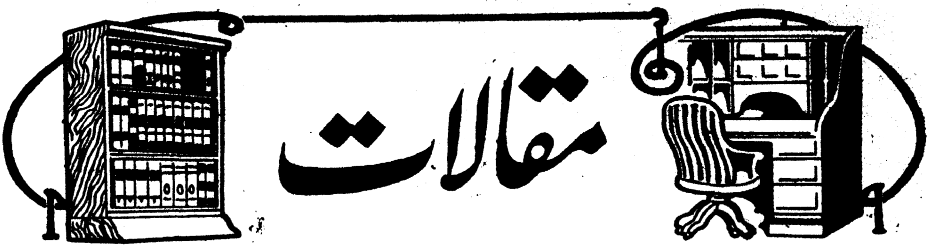

یزید کي شخصي خلافت کي بیعت کیلیے جو ھاتھ بڑھے تھے' وہ اسلام کي جمہوریت کا قلع و قمع کرنا چاھتے تھے' اور مذھب کي قربانیاں صرف امر بالمعروف ونہي عن المنکرھي کیلیے ھوا کرتي ھیں - اسلیے جب اسوۂ ابراھیمي کے زندہ کرنے کا ٹھیک وقت آگیا تو خاندان نبوت کے زن و مرد' بال بچے' غرض ھر فرد نے اس میں حصہ لیا - اور جن قربانیوں کے پاک خون سے زمین کي آغوش اب تک خالي تھي اون سے کربلاء کا میدان رنگ گیا -

پس حضرت حسین علیہ السلام کا واقعہ کوئي شخصي واقعہ نہیں ھے - اسکا تعلق صرف اسلام کي تاریخ ھي سے نہیں' بلکہ اسلام کي اصل حقیقت سے ھے - یعني وہ حقیقت جسکا حضرت اسمعیل علیہ السلام کي ذات سے ظہور ھوا تھا' اور وہ بتدریج ترقي کرتي ھوئي حضرت عیسی علیہ السلام کي ذات تک پہونچ کر گم ھوگئي تھي' اوسکو حضرت حسین علیہ السلام نے اپني سر فروشي سے مکمل کردیا -

خاندان نبوت دنیا کے آباد کرنے کیلیے ھمیشہ اوجڑتا رھا ھے - حضرت ابراھیم علیہ السلام نے ھجرت کي' حضرت موسی علیہ السلام نے گھر بار چھوڑا' حضرت عیسی علیہ السلام نے آوارہ گردي کي' اور نبوۃ محمدي کے متبعین میں سے حضرت حسین علیہ السلام نے میدان کربلاء کے اندر اس خانہ ویراني کو مکمل کردیا -

حضرت اسمعیل علیہ السلام سے خاندان نبوت کا سلسلہ ملا ھوا ھے - انہوں نے ایک وادي غیر ذي زرع میں شدت تشنگي سے ایڑیاں رگڑي تھیں - حضرت حسین علیہ السلام نے بھي میدان کربلاء میں اس خانداني روش کو زندہ کیا - اور غالباً یہي مقصود ھے اون مفسرین امامیہ کا جو " و فدیناہ بذبح عظیم " کي تفسیر میں ذبح عظیم شہادت امام علیہ السلام کو قرار دیتے ھیں اور اس بارے میں بعض ائمۂ اھلبیت کرام علیہم السلام کے اثار نقل کرتے ھیں -

---

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

ھندوستان کے تمام اردو' بنگلہ' گجراتي' اور مرھٹي ھفتہ وار رسالوں میں البلاغ پہلا رسالہ ھے جو باوجود ھفتہ وار ھونے کے روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ھوتا ھے - تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسکي اشاعت کے استقبال کیلیے چشم براہ ھے - پس اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ھیں تو ایجنسي کي درخواست بھیجیے کمیشن معقول دیا جاتا ھے - اور تبلیغ حق اور اشاعۃ معارف قرانیہ کا ثواب اخروي مزید براں -

امن اور اسلام

جن ملکوں میں ھمیشہ اندروني جنگوں کا سلسلہ جاري رھتا ھے' وھاں کے باشندے عموماً نقض امن اور قتل و خونریزي کے عادي ھوجاتے ھیں' اور کسي نہ کسي صورت میں ھمیشہ اس سلسلہ کو قائم رکھتے ھیں - اسلام سے پہلے عرب بھي اسي قسم کا بدقسمت ملک تھا - اسلیے ریگستان عرب میں انساني خون کے جو طوفان برپا ھوے' اور اوس میں باھمي جنگ و جدال کي جو تلاطم خیز لہریں اوٹھیں' اوس نے اھل عرب کے جذبات میں ایک عام ھیجان پیدا کردیا' اور اسکا اثر عموماً راھزني' غارت گري' اور نقض امن کي صورت میں ظاھر ھوتا رھتا تھا -

یہاں تک کہ خود عرب میں ایک قبیلہ اس بنا پر نہایت بدنام تھا کہ وہ ایام حج میں حاجیوں کا مال چرا لیا کرتا تھا - چنانچہ اھل عرب نے اس قبیلہ کو " سراق الحجیج " کا خطاب دیا تھا -

قبیلہ بنوطے میں ڈاکوؤں کي ایک خاص جماعت قائم ھوگئي تھي' جس نے عرب کے امن کا شیرازہ بالکل درھم برھم کردیا تھا -

اسلام دنیا میں آیا تو عرب کي تمام قوتوں کا رخ اوسکي طرف پھرگیا' اسلیے اسلام اور داعي اسلام پر مالي' سیاسي' اخلاقي' مختلف حیثیتوں سے اس نقض امن کا اثر بھي پڑا - چنانچہ ایک بار مقام ذي قرد میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کا جو گلہ چرا کرتا تھا' اوس پر قبیلہ غطفان نے دفعتاً ڈاکہ مارا اور تمام اونٹوں کو لوٹ لیگیا - (۱)

قبائل عکل و عرینہ کا ایک گروہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کي خدمت میں حاضر ھوکر اسلام لایا اور مدینہ میں قیام کیا - یہاں کي آب و ھوا نا موافق ھوئي تو اوس نے آنحضرت سے اسکي شکایت کي - آپ نے اوسکو صدقہ کے اونٹوں کي چراگاہ میں بھیجدیا کہ صحرا کي تازہ ھوا کھا کر اور اونٹوں کا تازہ دودھ پیکر قوت و توانائي حاصل کریں - لیکن اون لوگوں نے صحیح و تندرست ھونے کے بعد اسلام کو خیرباد کہا - مرتد ھوگیے' اور تمام اونٹوں کو لوٹ کر اپنے ساتھہ لے گیے' اور چرواھوں کو قتل کرڈالا - آنحضرت صلعم کو خبر ھوئي تو آپ نے ارنکو پکڑوایا اور سزائیں دیں - (۲)

کبھي کبھي عرب کي اس فطرۃ کا ظہور نہایت بے رحمانہ شکل میں ھوتا تھا' چنانچہ ایک یہودي نے چند زیوروں کے لالچ میں ایک لڑکي کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھکر کچل دیا - لڑکي کو لوگ آنحضرت کے پاس اوٹھا لاے - ابھي تک لڑکي میں اس قدر ھوش باقي تھا کہ آنحضرت نے قاتل کا نام پوچھا تو اوس نے سر اوٹھایا اور اشارے سے بتلادیا - چنانچہ آنحضرت نے قاتل سے اسي طریقہ پر قصاص لیا' یعني اسکے سرکو دو پتھروں کے درمیان رکھکر کچلوا دیا (۳)

---

(۱) بخاري جزو ۵ ص ۱۳۰ - (۲) بخاري جزو ۸ ص ۱۶۳ -
(۳) بخاری جزو ۹ ص ۵ -

اسي طرح چند مسلمان خيبر كي طرف گئے' اور وهاں پهونچكر اپني اپني ضرورت كيليے متفرق هوگئے - پلٹے تو ايک شخص كو مقتول پايا - آنحضرت كي خدمت ميں حاضر هوكر اس واقعه كي خبر كي - آپ نے قاتل كے متعلق شهادت طلب فرمائي - ليكن وه لوگ كوئي گواه پيش نه كرسكے - آنحضرت نے خيبر كے يهوديوں سے قسم لينا چاها' ليكن ان لوگوں نے انكي قسم پر اعتماد ظاهر نهيں كيا - مجبوراً خود اپنے صدقے كے اونٹوں سے اوسكي ديت ديدي (۱)

ايک بار عرب كے مختلف قبيلوں نے آنحضرت سے فوجي مدد كي درخواست كي - آنحضرت نے قراء صحابه ميں سے ستر آدمي ساته كرديے - جب وه لوگ بير معونه پر پهونچے تو ان قبائل نے بيوفائي كي اور انكو قتل كرديا (۲)

اس قسم كے جرائم صرف كفار هي تک محدود نه تهے - بلكه جب تک آنحضرت صلى الله عليه وسلم كے فيض صحبت اور آپ كي روحاني تربيت نے مسلمانوں كے نظام اخلاق كو پخته اور مكمل نهيں كيا تها' خود ان سے بهي كبهي كبهي اس قسم كے افعال سرزد هو جايا كرتے تهے - آنحضرت نے به مقام حديبيه كفار كے ساته جو معاهدهٔ صلح كيا تها' اوسكي ايک دفعه يه تهي كه مكه سے جو مسلمان مدينه بهاگ كر آئيگا' آپ اوسكو واپس كرديا كرينگے - اس بنا پر جب ابو بصير مكه سے مدينه بهاگ آئے تو قريش نے اونكو واپس لانے كيليے دو شخص بهيجے - آنحضرت نے ابو بصير كو اونكے حوالے كرديا - ليكن ابو بصير نے راستے ميں دهوكے سے ايک شخص كو قتل كرديا' اور پهر مدينه واپس چلے آے - آنحضرت نے انكو دوباره واپس كرنا چاها تو وه دريا كے كنارے بهاگ گئے' اور وهيں مستقل سكونت اختيار كرلي - مكه كے ستم رسيده مسلمانوں كو خبر هوئي تو سب كے سب اون سے جاكر مل گئے - اب ايک مستقل جمعيت قائم هوگئي جو عموماً قريش كے كاروان تجارت كو لوٹا كرتي تهي - قريش نے آنحضرت كي خدمت ميں اسكي شكايت كي تو آپ نے ان لوگوں كو اپنے پاس بلا ليا (۳)

ليكن اس بد امني كا سب سے زياده مضر اور شديد اثر خود اشاعت اسلام پر پڑتا تها - اسلام اپنے روحاني اثر سے تمام عرب ميں نهايت سرعت كے ساته پهيلتا جاتا تها' اور عرب كے مسلمان قبائل آنحضرت كي خدمت ميں حاضر هو كر فيض صحبت اوٹهانا اور تعليمات اسلاميه سے بهره اندوز هونا چاهتے تهے - ليكن بد امني كا يه طوفان ان روحاني لهروں كو بهي اپنے اندر سميٹ لينا چاهتا تها -

چنانچه وفد عبد القيس نے آپ كے فيض تربيت و تعليم سے محروم رهنے كا سبب نهايت حسرت آميز الفاظ ميں يه بيان كيا تها :

يا رسول الله! قد حالت بيننا و بينک كفار مضر و لسنا نخلص اليک الا في الشهر الحرام فمرنا بشي ناخذه عنک و ندعو اليه من وراءنا (۴)	يارسول الله! كفار مضر همارے اور آپ كے درمياں حائل هوگئے هيں' اور هم انكي ركاوٹوں كي وجه سے هميشه آپكي خدمت ميں حاضر نهيں هوسكتے - صرف حج كے مهينوں هي ميں آ سكتے هيں كه وه امن كا زمانه هوتا هے' پس آپ هم كو اسلام كے احكام و تعليمات

سكهلا ديجيے - هم خود بهي سيكهه ليں' اور جو لوگ آپكي خدمت ميں حاضر نهيں هو سكتے' اونكو بهي اُن احكام كي دعوة ديں -

اسلام اگرچه اپني دعوة كو تلوار سے شروع كرنا نهيں چاهتا تها اگرچه حق كے قيام كيليے تلوار كے بغير چاره نهيں :

لا اكراه في الدين قد تبين الرشد من الغي	مذهب كوئي زبردستي كي چيز نهيں - گمراهي اور هدايت ايک دوسرے سے

(۱) بخاري جزو ۹ ص ۹ - (۲) بخاري جزو ۵ ص ۱۰۵ -
(۳) ابو داود ۲ جلد ص ۲۵ - كاروان تجارت كے لوٹنے كا ذكر بخاري وغيره ميں هے - (۴ بخاري [illegible] -

بالكل الگ هوگئي هے' اور هر شخص نور و ظلمت ميں اب خود امتياز كر سكتا هے -

ليكن وه كامل سكون و اطمينان كے ساته اشاعت اسلام كا بهر حال جائز حق ركهتا تها' اور اس ليے قيام امن و بسط عدل كيليے منكرين كي فطرت خبيثه كا جانبازانه مقابله كر سكتا تها -

دنيا ميں بظاهر نرمي و ملاطفت اخلاقي تعليم كي اشاعت كيليے زياده موثر و موزوں خيال كيے جاتے هيں' ليكن آنحضرت اسلام كے سامنے اخلاقي تعليم كي اشاعت سے مقدم تر ايک دوسرا سوال تها - اسوقت يه بحث نهيں تهي كه سطح پر عمارت كيونكر قائم كي جاے' گفتگو يه تهي كه سطح كيونكر هموار كي جاے ؟ اسلام نے مكه كے ايک ايک ٹيلے سے نو برس تک نهايت نرم لهجے ميں اس سوال كا جواب طلب كيا - ليكن صحراے عرب كے هر نشيب و فراز نے جواب ديا كه " هماري گردنيں صرف ٹهوكر هي سے جهک سكتي هيں " اسليے اسلام نے مياں سے تلوار نكالي' اور قوت سے قوت كا مقابله كيا - ليكن عرب كي جنگجو فطرت كي طرح اسكا مقصد بغض و انتقام كے خون سے تلوار كو رنگين كرنا نه تها - بلكه بد امني كے اون تودوں كو هموار كرنا تها' جو اشاعت حق و عدل كي راه ميں حائل تهے- چنانچه صحابه جب اس نا هموار راه كي شدائد و تكاليف سے چور چور هوكر سررشتهٔ صبر و سكون كو هاته سے چهوڑ دينا چاهتے تهے' تو آنحضرت صلے الله عليه و سلم اس مقصد اعظم كي اهميت بتلاكر اونكے اندر عزم و استقلال كي روح پهونكتے تهے :

شكونا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم و هو متوسد بردة له في ظل الكعبة' قلنا له الا تستنصر لنا؟ الا تدعو الله لنا؟ قال: كان الرجل فيمن قبلكم يحفر له في الارض فيجعل فيه فيجاء بالمنشار' فيوضع علي راسه فيشق باثنتين وما يصده ذلک عن دينه' و يمشط بامشاط الحديد ما دون لحمه من عظم او عصب' وما يصده ذالک عن دينه' و الله ليتمن هذا الامر حتي يسير الراكب من صنعاء الى حضرموت لا يخاف الا الله' او الذئب علي غنمه' ولكنكم تستعجلون (۱)	صحابه كهتے هيں كه آنحضرت چادر كو سرهانے ركهكر خانه كعبه كے سايے ميں ليٹے هوے تهے' هم نے اپني تكليفوں كي شكايت كي اور كها " باوجود ان شدائد كے آپ همارے ليے خدا سے كيوں مدد نهيں مانگتے ؟ همارے ليے دعا كيوں نهيں كرتے ؟ " آپ نے فرمايا : تم سے پهلے كي قوموں ميں جو صاحب عزم مسلمان تهے' اون كے ليے زمين ميں گڑهے كهود ديے جاتے تهے' اور وه ان گڑهوں ميں كهڑے كرديے جاتے تهے - پهر آره لايا جاتا تها' اور اونكے سر پر ركهكر اونكو دو ٹكڑے كرديا جاتا تها - ليكن يه مصيبت بهي اونكو دين

سے نهيں پهير سكتي تهي - اونكي كهال لوهے كي كنگهياں پهرائي جاتي تهيں جو گوشت سے هڈي اور پٹهوں كو جدا كرديتي تهيں' ليكن پهر بهي اونكے ايمان ميں كسي قسم كا تزلزل نهيں پيدا هوتا تها - تم كو صبر كرنا چاهيے' خدا كي قسم! دين اسلام كامل هوكے رهيگا' اور اوسكا كمال يه هے كه يمن سے ايک شتر سوار اس امن و سكون كے ساته حضرموت تک چلا جائيگا كه اوسكے دل ميں بجز خدا كے اور اوس بهيڑيے كے جو اوسكي بكريوں كو پكڑ ليجاتا هے اور كسي چيز كا خوف نهوگا' ليكن آه! تم لوگ ايسے وسيع' ايسے عظيم' ايسے جليل مقصد كے حصول ميں ضعف بشري سے جلدي كررهے هو!

آنحضرت نے اس مقصد كو عدي بن حاتم كے دل ميں نهايت وضاحت كے ساته جا گزين فرمايا هے' اور اوس سے غزوات اسلاميه كا منتهاے خيال نهايت واضح طور پر منكشف هو جاتا هے :

عن عدي بن حاتم قال: بينا انا عند النبي صلى الله	عدي ابن حاتم كهتے هيں : ميں آنحضرت كي خدمت ميں حاضر

(۱) بخاري جزو ۴ -

عليه و سلم اذ اتاه رجل فشكاء اليه الفاقة' ثم اتاه آخر فشكاء قطع السبيل' فقال : يا عدي! هل رايت الحيرة؟ قلت لم ارها و قد انبئت عنها - قال فان طالت بک حياة لترين الظعينة ترتحل من الحيرة حتي تطوف بالكعبة لا تخاف احدا الا الله - قلت فيما بيني و بين انفسي : فاين دعار طي الذين قد سعروا البلاد؟ و لئن طالت بک حياة لتفتحن كنوز كسرى - قلت كسرى بن هرمز؟ قال كسرى بن هرمز - و لئن طالت بک حياة لترين الرجل يخرج ملء كفه من ذهب او فضة يطلب من يقبله منه فلا يجد احدا يقبله منه!

تھا کہ ایک آدمي آیا اور تنگدستي کي شکایت کي' پھر دوسرا آدمي آیا اور لٹ جانے کي شکایت کي - آپ نے میری طرف مخاطب ھوکر فرمایا : کیوں عدي! تم نے شھر حیرہ کو دیکھا ھے؟ میں نے کہا "دیکھا تو نہیں ھے البتہ سنا ھے" آپ نے فرمایا "اگر تم زندہ رھے تو دیکھہ لینا کہ ایک پردہ نشین عورت تنہا ملک حیرہ سے سفرکرکے آئیگي اور خانہ کعبہ کا طواف کریگي' لیکن خدا کے سوا اوسکو راہ میں کسي چیز کا ڈر نہوگا" عدی کہتے ھیں کہ میں نے دل میں کہا : "قبیلہ طے کے ڈاکو کیا ھوجائینگے جنھوں نے تمام ملک عرب میں آگ لگا رکھي ھے؟" پھر آپ نے فرمایا "اگر تم زندہ رھے تو دیکھوگے کہ کسری کے خزانہ کا دروازہ کھول دیا گیا ھے" مینے تعجب سے پوچھا "کسری بن ھرمز؟" آپ نے فرمایا "ھاں کسری بن ھرمز" پھر آپنے فرمایا : "اگر تم زندہ رھے تو دیکھوگے کہ ایک آدمي اپني مٹھي میں سونا یا چاندي لیکر گھر سے چلے گا اور فقرا کو دینا چاھیگا' مگر ھر شخص بجاے خود اس قدر مستغني ھوگا کہ اس صدقہ کو کوئي قبول نہ کریگا"

قال عدي: فرايت الظعينة ترتحل من الحيرة حتي تطوف بالكعبة لا تخاف الا الله - وكنت فيمن افتتح كنوز كسرى بن هرمز - و لئن طالت بكم حياة لترون ما قال النبي ابو القاسم صلى الله عليه و سلم - (۱)

عدی کہتے ھیں کہ میں نے اپني آنکھوں سے دیکھہ لیا کہ حیرہ سے ایک پردہ نشین عورت بے خوف آتي ھے اور خانہ کعبہ کا طواف کر کے چلي جاتي ھے - کسری بن ھرمز کا خزانہ کھولا گیا' اور میں اسکے کھولنے والوں میں شریک تھا - آنحضرت کي تیسري بشارت یعني اسقدر اللہ دولت عطا کریگا کہ صدقہ لینے والے مسکین نہ ملینگے' تو عدي نے کہا کہ جو لوگ زندہ رھینگے وہ اسکو بھي دیکھہ لینگے -

چنانچہ اس دور کے بعد جو لوگ آئے' انھوں نے اس چیز کو بھي اپني آنکھوں سے دیکھہ لیا - یہ بشارت تھي جو اسلام نے اس قوم کو دي تھي جو ریگستان کے صحرائي خیموں میں سوتي' خشک کھجور کھاتي' اور اونٹوں کو چراتي تھي' مگر اس نے یقین کیا اور اسکا پھل پایا - پھر آہ! موجودہ عہد کے وہ مسلمان جو محلوں میں رھکر' ریشمي بستروں پر سوکر' آج اسلام کے وعدہ پر یقین نہیں لاتے' اور اسکے لیے اپنے اندر کوئي یقین نہیں رکھتے! فشتان ما بین الیوم و الامس!

غزوات اسلامیہ کا یہي مقصد تھا - چنانچہ جب یہ مقصد حاصل ھوگیا' دارالامنة (کعبہ) کا دروازہ تمام دنیا کیلیے کھل گیا' باھمي جنگ و خوں ریزي کي جگہ امن و امان قائم ھوگیا' فتنۂ و فساد کفر کا غبار بیٹھہ گیا' حریة و استقلال انساني کا شرف وجود میں آگیا' تو اس نے اپني تکمیل کا عام اعلان کردیا :

اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتي و رضيت لكم الاسلام دينا -

پس اسلام اور امن ایک ھي حقیقت کے دو نام ھیں - اسلام کي صلح بھي امن کیلیے ھے - جنگ بھي امن کیلیے - حتى لا تكون فتنة و يكون الدين كله لله!

(۱) بخاري جزو : ۴ - باب علامات النبوة -

باب التفسیر

فلسفۂ احتساب

امر بالمعروف و النھي عن المنکر

تعیین حقیقت و تفصیل لوازم و اعراض

مظاھر مختلفہ' و مدارج ترقي و تنزل!

(۱)

اللہ تعالی نے مادۂ عالم کي تخلیق و تقویم صرف انسان کي نفع رساني کیلیے کي ھے - جسطرح زمین کا فرش ھمارے لیے بچھایا گیا ھے جسکو ھم پانؤں سے روند رھے ھیں' اوسي طرح ھوا کا کرہ بھي ھمارے ھي لیے حرکت کر رھا ھے جسکو ھم ھاتھہ سے چھو نہیں سکتے - جسطرح خاک کا ھر ذرہ ھمارے لیے فضاے عالم میں چمکتا پھرتا ھے' اوسي طرح آفتاب بھي ھمارے ھي لیے اپنے محور پر گردش کرکے نور برسا رھا ھے - جس طرح ھمارے اعصاب کا باھمي اتصال ھمارے دماغ تک ایک احساس عام کي کیفیت کو نہایت سرعت کے ساتھہ پھونچاتا رھتا ھے' اوسي طرح تمام اجرام فلکیہ کي قوت جاذبہ سب کو ایک رشتہ میں جکڑ کر اونکے متفقہ فوائد و منافع کو ھمارے ھي لیے تقسیم کوتي رھتی ھے!

(شوون مادیہ)

اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں اپنے اس احسان عام کا ذکر بار بار کیا ھے - پہلے ایک آیت میں فرمایا کہ آسمان و زمین کي ھر مخلوق اپنے ساتھہ فوائد و منافع کا ایک بے شمار ذخیرہ رکھتي ھے' اور خدا کے صالح بندے وھي ھیں جو ھمیشہ اس خزانہ کي جستجو میں مصروف رھتے ھیں :

ان في خلق السموات و الارض و اختلاف الليل و النهار لايت لاولي الالباب الذين يذكرون الله قياما و قعودا و على جنوبهم و يتفكرون في خلق السموات و الارض : ربنا ما خلقت هذا باطلا (۳ : ۱۸۷)

یقیناً آسمانوں اور زمین کي خلقت' نیز لیل و نہار کے اختلاف و طلوع و غروب میں ارباب عقل و بصیرۃ کیلیے حکمت الہي کي بڑي ھي نشانیاں رکھي گئي ھیں - وہ ارباب بصیرۃ جو کھڑے رھکر' بیٹھے بیٹھے' لیٹے لیٹے' غرضکہ ھر حال میں اللہ تعالی کو اور اسکي قدرت و حکمت کو یاد کرتے رھتے ھیں' اور کائنات سماوي و ارضي کے اسرار و حقائق میں ھمیشہ تفکر کرتے ھیں' اور بالاخر اس نقطۂ علم و یقین تک پہنچ جاتے ھیں کہ کائنات عالم کے کسي ایک ذرے کو بھي خدا تعالی نے بغیر کسي مصلحت و نفع کے پیدا نہیں کیا ھے' اور یہ سب کچھہ محض کسي اتفاقي تخلیق و تکوین ھي کا نتیجہ نہیں ھے!

و ما خلقنا السماء و الارض و ما بينهما لاعبين (۲۲ : ۱۶)

اور ھم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھہ ان میں ھے' محض ایک کھیل تماشہ ھي نہیں بنایا ھے بلکہ ان میں سے ھر چیز اپنے اندر اپني تخلیق کا ایک خاص مقصد' ایک خاص خاصہ' ایک خاص اثر' اور ایک ممتاز علت رکھتي ھے -

پھر اسکے بعد فرمایا کہ یہ تمام فوائد و منافع صرف انسان ھي کیلیے مخصوص ھیں' لیکن چونکہ انسان زمین میں رھتا ھے اور

اسکے فوائد سے آسانی کے ساتھ متمتع ہوسکتا ہے ' اسلیے زمین هي کے منافع کو خصوصیت کے ساتھ بیان فرمایا :

هو الذي خلق لکم ما في الارض جمیعا (بقرہ : ۲۷)

وہ رب السماوات و الارض هي تو ہے جس نے زمین کي ہر چیز کو تمھارے لیے پیدا کیا ' تاکہ تم اس سے کام لو۔

پھر متعدد آیتوں میں تمام بڑي بڑي مخلوقات کی تفصیل بیان فرمائي ' اور انکو اپني ایک نشاني قرار دیا :

و جعلنا السماء سقفا محفوظا و هم عن آیاتها معرضون - و هو الذي خلق اللیل و النهار و الشمس و القمر کل في فلک یسبحون (انبیاء : ۳۳)

اور دیکھو ' هم نے آسمان کو کرۂ ارضي کے اوپر ایک محفوظ چھت کي طرح بنایا ' اور کس طرح اسمیں سے اپني حکمت و قدرت اور طرح طرح کے مصالح و اسرار کي نمود کي ؟ پر انسان کي ضلالت ہے کہ با ایں همه اجرام سماویه کي عجیب و غریب نشانیوں سے بھي گردن موڑے ہوے ہے ! پھر دیکھو ' اسکے سوا اور کون ہے جس نے رات اور دن کے اختلاف کو زمین کیلیے قائم کیا ؟ اور سورج اور چاند کو پیدا کیا جو آسمان میں پھرتے رهتے هیں ؟

الله الذي خلق السموات و الارض و انزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقا لکم و سخر لکم الفلک تجري في البحر بامرہ و سخر لکم الانهار (ابراهیم : ۳۷)

وہ الله هي ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ' اور اوپر سے پاني برسایا جس کي آبیاري سے تمھارے لیے طرح طرح کي غذائیں پیدا هوئیں ' پھر یہ تو اس پاني کے منافع کي تسخیر تھي جو اوپر سے گرتا ہے ' لیکن جو پاني تمھارے قدموں کے نیچے بہہ رہا ہے ' اسکے منافع بھي تمھیں کو بخشدیے ' چنانچہ سمندر کي دهشت انگیز قہاري پر اسطرح تمکو مسلط کردیا کہ تم نے کشتیاں بنائیں اور وہ اس سہولت سے پاني میں چلتي پھرتي هیں ' گویا سمندر بھي خشکي کي طرح تمھارا جولانگاہ ہے اور تم اسکے جس حصه میں جانا چاهو خشکي کي طرح چلکر جا سکتے ہو !

کذلک سخرنا ها لکم لعلکم تشکرون (۳۸ - حج)

اسي طرح هم نے چارپایوں کو تمھارے آگے مسخر کردیا تاکہ تم الله کي نعمتوں سے کام لو -

الم نجعل الارض مهادا و الجبال اوتادا و خلقنـا کم ازواجا ؟ (النبیاء : ۷)

کیا هم نے زمین کو تمھارے لیے ایک فرش کي طرح نہیں بچھا دیا ؟ کیا یہ هماري هي حکمت و قدرت نہیں ہے کہ پہاڑوں کي بلندي کي اور اسپر میخوں کي طرح نمود کي ؟ پھر کیا وہ هم هي نہیں هیں جس نے تم کو دو جنسوں میں منقسم کردیا ؟

(مادہ اور قوت)

لیکن دنیا مادہ اور قوت ' دونوں کے مجموعه کا نام ہے - اسلیے دنیا کا کوئي عمل ان دونوں کي آمیزش کے بغیر انجام پذیر نہیں هو سکتا - نظام فطرت کي هر کڑي اسوقت تک بکھري هوئي پڑي رهتي ہے جب تک کہ قوت اوس میں تنظیم و ترتیب پیدا نه کردے ' اور اسي کا نام تکوین ہے - پس اس بنا پر خدا نے ان شؤن مادیه کے ساتھ همارے اندر مختلف قواء بھي پیدا کردیے ' جو مادۂ عالم سے فائدہ اوٹھانے کي کامل صلاحیت رکھتے هیں - اور یہي وجه ہے که هم پر جا بجا ان قوتوں کے ذریعه بھي احسان الهي جتایا گیا ہے :

قل هو الذي انشاکم و جعل لکم السمع و الابصار و الافئدة قلیلا ما تشکرون (ملک : ۲۳)

کہدو کہ اسي کي ذات خالق کائنات ہے جس نے تم کو پیدا کیا ' اور تمھارے اندر حواس باطني و ظاهري اور انکي قوتیں ودیعت کیں -

ان قوتوں سے فائدہ اوٹھانے کیلیے کامل وسعت و بسط کي ضرورت تھي - اسلیے خدا نے اس احسان کي بھي تکمیل کردي :

قل هو الذي ذراکم في الارض و الیه تحشرون -

خدا هي نے تمھیں زمین میں پھیلا دیا ہے کہ اپني قوت سے پوري وسعت کے ساتھ فائدہ اوٹھاؤ ' اور پھر وهي تمکو اپني طرف سمیٹ بھي لیگا -

(قوۂ اعلی و مدبرہ)

لیکن یہ قوتیں برق و باد اور کہربائیت و دخانیت کي طرح حرکت پیدا کرنے کي تو قوت رکھتي هیں ' مگر وہ انسان کو بذات خود منزل مقصود پر نہیں لیجا سکتیں - وہ صرف حرکت پیدا کرنا جانتي هیں ' لیکن حرکت کے لیے چپ و راست ' یمن و یسار ' جنوب و شمال کي تمام راهیں یکساں هیں - وہ راہ متعین نہیں کرسکتي اسلیے یہ قوتیں خود زمین کے نشیب و فراز میں تمیز نہیں کرسکتیں ' اور خدا هي نے انکو خیر و شر کے یہ دونوں راستے دکھا دیے هیں :

الم نجعل له عینین و لسانا و شفتین و هدیناہ النجدین ؟ (بلد : ۹)

کیا هم نے انسان کیلیے آنکھیں ' هونٹ اور زبان بناکر خیر و شر ' حق و باطل ' یمین و شمال کي دونوں گھاٹیاں اُسے نہیں دکھا دیں ؟

اِسلیے جسطرح انجن کو ایک سائق (ڈرایور) کي ضرورت هوتي ہے کہ اسٹیم کي طاقت کو سیدھي راہ پر لگاے ' اوسي طرح یہ قواء بھي ایک ذي شعور محاسب کے محتاج هوتے هیں جو انمیں تنظیم و ترتیب ' توافق و تطابق ' اور صحیح و مکون فعالیت پیدا کرے ' اور بالفاظ سادہ تر یہ کہ انسے ٹھیک ٹھیک صحیح و عادلانه کام لے - اِسلیے خدا نے هر چیز کے اندر فطرتاً اس محاسب کو بھي پیدا کر دیا :

قال : ربنا الذي اعطی کل شيء خلقه ثم هدی (طه : ۴۰)

میرا پروردگار وہ ہے جس نے هر چیز کي خلقت کي تکمیل کي ' اور پھر اوسکو حواس ظاهري و باطني دیکر راہ عمل دکھا دي -

لیکن انسان کو فطرت نے یہ حصه اور تمام مخلوقات سے زیادہ دیا ہے :

لقد خلقنا الانسان في احسن تقویم - (والتین : ۴)

هم نے انسان کو ایک بہترین فطرۃ عادلۃ و مقومه کے قالب میں پیدا کیا ہے -

یہي فطرۃ صحیحه اور خلقۃ مستقیمه ہے جو انبیاء کرام کے اندر سے نمایاں هوتي ہے - اسي لیے وہ خدا کے اس احسان کا ذکر بار بار کرتے هیں - اور یہي فطرۃ اصلیۂ صالحه ہے جو انکے عصر و دور کي عام تاریکي و ضلالت کے اندر چمک کر حقیقت معجوبه کا روشن راستہ دکھا دیتي ہے :

و اذ قال ابراهیم لابیه و قومه : انني براء مما تعبدون - الا الذي فطرني فانه سیهدین (زخرف : ۲۵)

ابراهیم نے اپنے باپ اور اپني قوم سے کہا : ایک خدا کو چھوڑ کر تم نے اپني پرستش کے جو جھوٹے معبود بنا لیے هیں ' میں نے اُن سب سے اپنے آپ کو الگ کرلیا - میں صرف اسي ایک معبود حقیقي کا هو رها هوں جس نے مجھے پیدا کیا - اور چونکہ مجھے پیدا کیا اسلیے صرف وهي ہے جو میري فطرۃ سلیمه کے ذریعه میري هدایت کریگا !

(ارکان ثلاثۂ تقویم عالم)

پس دنیا کا نظام فطرت تین جزوں سے مکمل ہوتا ہے : مادہ ' قوت ' اور ان دونوں سے بالاتر ایک ذي شعور طاقت ' جو ان دونوں میں ربط و اتحاد پیدا کرتي ہے ' اور وہ فطرت صالحۂ و سلیمہ ہے جو اصلاً خود انسان کے اندر موجود ہے -

خدا تعالی نے نظام عالم کي ان تینوں کڑیوں کا ذکر بہ ترتیب ایک سورہ میں کیا ہے :

و الشمس و ضحها ' و القمر اذا تلها ' و النهار اذا جلها - و الليل اذا يغشاها ' والسماء و ما بنها ' والارض وما طحها ' و نفس و ما سواها ' فالهمها فجورها و تقواها ' قد افلح من زكها ' و قد خاب من دسها ! (والشمس ۱ - ۱۰)	سورج اور اسکي حرارت و نورانیت ! چاند جو اسکے بعد ضیا گستر ہوتا ہے ! روز روشن جو رات کي تاریکي کا پردہ چاک کردیتا ہے ! رات کي ظلمت جو دن کي روشني کو چھپا لیتي ہے ! آسمان اور اوسکي عجیب و غریب بناوٹ ! زمین اور اسکا حیرت انگیز پھیلاؤ ! اور پھر مادۂ عالم کے ان تمام مظاہر و شؤن کے بعد

روح انساني اور اوسکا وہ فاطر مطلق جس نے اسمیں ایسي مناسب ' موزون ' مستقیم ' و عادلہ فطرۃ صالحہ رکھي ' اور بالاخر خیر و شر ' حق و باطل ' صحت و سقم ' عدل و اسراف ' نور و ظلمت ' دونوں راہوں کو اسپر کھول دیا - پس اب کامیاب وجود وہ ہے جس نے اپني قوت محتسبہ کے عمل سے اپني فطرۃ صالحہ کو بالکل پاک اور بے آمیزش رکھا ' اور نامراد انسان وہ ہے جس نے اسے ضائع کردیا !!

اب دیکھو کہ اس سورۂ کریمہ میں سب سے پہلے اللہ تعالی نے مظاہر و شؤن مادیہ سے شہادت دلائي ہے ' اسکے بعد نفس انساني کا ذکر کیا ہے اور اسکے تسویۂ فطري کي طرف اشارہ کیا ہے ' آخر میں فلاح و خسران کا یہ معیار بتلایا ہے کہ الہام خیر و شر کي کشاکش و تصادم میں مستقیم و محتسب رہنا اور فطرۃ صالحہ کو ضلالت کي آمیزش سے پاک رکھنا - پس پہلا درجہ مادہ کا ہے ' دوسرا قوۃ کا ' تیسرا ان سب سے بالاتر ذی شعور قوۃ محتسبہ و عاملہ کا -

یہی آخري جزء ' جو مادہ و قوت میں ربط و توافق اور پھر عمل و صرف صحیح پیدا کرتا ہے ' في الحقیقت احتساب کا سنگ بنیاد ہے اور اسي پر امر بالمعروف و النہي عن المنکر کي عظیم الشان دیواریں قائم ہوتي ہیں - قران حکیم نے اسے " امر بالمعروف و نہي عن المنکر " یعنے نیکي کا حکم دینا اور برائي سے روکنا کہا ہے ' اور فطرۃ کا علم صحیح بتلاتا ہے کہ کائنات کا نظام عدل و تکوین در اصل انہي تین رکنوں پر قائم ہے -

(مدارج احتساب)

لیکن تمام نظام عالم ترقي پذیر ہے - اسلیے اسکي ہر کڑي ترقي کي طرف آگے قدم بڑھا رہي ہے - مادۂ عالم آغاز خلقت سے اب تک سیکڑوں قالب بدل چکا ہے - قواء جسماني نے بچپن سے بڑھاپے تک ترقي و انحطاط کي سیکڑوں منزلیں طے کي ہیں - پس اس ارتقاء و نشوء کے اصول پر قوتوں کے ساتھہ ساتھہ قوت احتساب بھي ترقي کرتي رہتي ہے -

چنانچہ سب سے پہلے انسان کي خود فطري قوت احتساب اسکا محاسبہ کرتي ہے - انسان کے اندر سے ہمیشہ برائي کي صدا اٹھا کرتي ہے :

ان النفس لامارۃ بالسوء - (یوسف : ۵۲)	نفس برائي کیلیے بہت ہي بڑا حکم دینے والا ہے -

اسلیے اس کي قوت احتساب سب سے پہلے آسي کے اندر عمل کرتي ہے - گناہ کرنے کے بعد ہر شخص کو جو ندامت ہوتي ہے ' اور آسپر آسکا ضمیر جس طرح ملامت کرتا ہے ' در اصل اسي فطري احتساب کا اثر ہے :

لا اقسم بالنفس اللوامۃ (۷۵ : ۲)	اوس پاک روح کي قسم جو گناہ کرنے کے بعد انسان کو بہت ملامت کرتي ہے -

اصول ارتقاء کے بموجب ترقي کا یہ وہ نقطہ ہے ' جہاں سے (جسمانیات میں) حرکت کرکے جمادات ' نباتات کے قالب میں آتے ہیں - اسکے بعد اس قوت کے حیواني مظاہر کي منزل شروع ہوتي ہے - حیوانات کي طرح انسان بھي اپنے بچوں کي تربیت و رہنمائي میں اس قوت کو صرف کرتا ہے ' اور جو آگ اوسکے اندر بھڑک رہي ہے ' او سیکو اونکے اندر بھڑکانا چاھتا ہے :

یا بني ! اقم الصلوۃ و امر بالمعروف وانہ عن المنکر و اصبر علی ما اصابک - ان ذالک من عزم الامور (لقمان : ۱۶)	اے بیٹے ! صلواۃ الہي کو قائم کر ! نیکي کا لوگوں کو حکم دے ! برائي سے روک ! اور اس فرض احتساب کے ادا کرنے میں جو جو تکلیفیں برداشت کرني پڑیں ' انپر صبر کر ! یہ بڑے ہي پختہ ارادے اور اعلی درجہ کا کام ہے -

حیوانیت کي انتہائي منزل کي سرحد سے انسانیت کي سرحد شروع ہوتي ہے - دفعتاً ایک انسان کامل منصۂ عالم پر جلوہ گر ہوتا ہے ' اور خدا کے نور کو اپنے اندر جذب کرکے دنیا کے سامنے نمودار کرتا ہے :

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغي یعظکم لعلکم تذکرون (نحل - ۹۳)	خدا عدل ' احسان ' اور قرابت داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم کرتا ہے ' اور ہر قسم کي برائیوں اور ہر قسم کے ظلم سے روکتا ہے - خدا یہ نصیحت اسلیے کرتا ہے کہ شاید تم لوگ عبرت پکڑو -

چاند دنیا کو وھي روشني دکھاتا ہے ' جسکو اوس نے آفتاب سے حاصل کیا تھا - اسلیے یہ انسان کامل بھي وھي فرض ادا کرتا ہے ' جس پر مامور کرکے خدا نے اوسکو بھیجا تھا :

یامرہم بالمعروف و ینہاہم عن المنکر ویحل لہم الطیبات ویحرم علیہم الخبائث (اعراف : ۱۵۶)	اونکو نیکي کا حکم دیتا ہے ' برائیوں سے روکتا ہے ' مفید و صالح چیزوں کو حلال ' اور بري چیزوں کو حرام کرتا ہے -

اب انہي اوصاف و مناقب کے ساتھہ متصف ہوکر اوسکي پاک نسل دنیا میں پھیلتي ہے ' اور انسانیت کاملہ کا ظہور عام ہوجاتا ہے :

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر (آل عمران : ۱۰۶)	تم لوگ دنیا کي بہترین امت ہو جسکو خدا نے دنیا کي ہدایت کیلیے نمایاں کیا - کیونکہ نیکي کا حکم دیتے ہو ' برائي سے روکتے ہو -

(ارتقــاء روحـــاني)

ترقي کے اس نقطے پر پہونچکر ارتقاء کي وہ چاروں منزلیں طے ہوجاتي ہیں ' جسکے ہفت خوان کے طے کرنے کا سہرا (Evolution) کے سر پر باندھا گیا ہے -

لیکن ارتقاء مادی اور امر بالمعروف کے مدارج میں ایک دقیق فرق ہے - قائلین مذہب نشؤ و ارتقاء کے مذہب میں جب جمادات کي ترقي اپنے آخري درجہ تک پہونچ جاتي ہے اور انسان کي نسل زمین پر پھیل چکتي ہے ' تو مادي قوانین ارتقاء یکقلم معطل ہوجاتے ہیں ' اور اسکے بعد وہ کوئي عمل جدید نہیں کرتے - لیکن امر بالمعروف والنہي عن المنکر اپنے آخری درجہ پر پہونچکر

ایک جدید قوت پیدا کرتي هے ' جسکو شریعت کي اصطلاح میں " صلواۃ الهي " کهتے هیں - " صلواۃ " کے اندر وہ تمام اعمال کاملۂ و حقۂ و عادلہ داخل هیں جنکو عبودیۃ الهي کے ارتقاع و علو کے ساتھ دنیا میں ایک انسان کامل انجام دیتا هے ' اور اس طرح هر عام " انساني فعل " ایک مزید درجۂ ترقي و نشؤ پاکر " عبادت " بن جاتا هے - چنانچه یهي قوت هے جو اپني خاموش زبان سے دنیا کي هدایت کرتي هے :

ان الصلــوۃ تنهي عن الفحشاء و المنکر -	نماز هرقسم کي برائیوں سے روکتي هے -

حضرت شعیب علیه السلام کي قوم کو یهي اعلی ترین عملي قوت شرک و بت پرستي سے روکتي تهي ' اسلیے اون لوگوں نے کہا :

اصلـواتك تامـرك ان نتـرك ما یعـبد اباونا ؟ (۱۲ : ۸۸)	کیا تمهاري عبادت تم کو یه حکم دیتي هے که اس راہ کو چهوڑ دیں جسپر همارے باپ دادا کا عمل تها اور جس چیز کي وہ پوجا کرتے تهے ؟

(قانـــون تنـــزل)

لیکن قوت احتساب نے جس طرح ترقي کي تهي ' اوسي طرح انحطاط کے مـدارج بهي شـروع هـوتے هیں - جو انسان که اپنے بچوں کي قوت احتساب کو ترقي دے سکتا تها ' ایک وقت آتا هے که خود اپني قوۃ محتسبه هي کو فنا کردیتا هے ' اور اسکے تمام حواس ظاهري و باطني خارجي ضلالت کے اثر سے معطل هوکر رهجاتے هیں - یهاں تک که هر شخص علانیه منکرات و معاصي کا ارتکاب کرنے لگتا هے اور اپني فطرۃ صالحۂ و سلیمه کو یکقلم مسخ کردیتا هے - حضرۃ لوط علیه السلام نے کہا تها :

انکـم لتـاتــون الـرّجـال و تقطعون السبل و تاتون في نـــادیکم المنکـــر (عنکبوت : ۲۸)	تم لوگ فعل خلاف وضع فطري کے مرتکب هوتے هو ' دن دهاڑے ڈاکه مارتے هو ' اور اپني صحبتوں میں علانیه برائیوں کا ارتکاب کرتے هو -

اسلیے اب زندگي کے مدارج نباتاتي و حیواني دونوں فنا هوجاتے هیں - انسانیت کامله کا ظهور اُنهي کي تدریجي ترقي کا نتیجه تها - پس جب اوسکي ابتدا کي کڑیاں ٹوٹ جاتي هیں تو انسانیت کامله کا درجه بهي (جو آخري کڑي کا حکم رکهتا) هے ' فنا هوجاتا هے - بلکه فنا کردیا جاتا هے :

ان الذین یکفرون بایٰت الله و یـقتلـون النبیین بغیر حق (۳ : ۲۰)	وہ لوگ جو آیات الاهیه کا انکار کرتے هیں ' اور انکا سب سے بڑا انکار یه هے که انکے حاملین اور داعیوں کو قتل کرتے هیں -

اب انهي لوگوں کے هاتهوں اس انسان کامل کي وہ نسل بهي مفقود هوجاتي هے جو اس فرض احتساب کو ادا کرتي تهي :

و یقتلون الذین یامرون بالقسط مـن النـــاس (۳ : ۳۰)	اور یه بدبخت ان پاک انسانوں کو بهي قتل کردیتے هیں ' جو عدل اور صراط مستقیم کي طرف انسانوں کو بلاتے اور امر حق کا حکم دیتے هیں -

لیکن ترقي و تنزل کے یه مدارج ایک هي اصول کے تابع هیں - جسطرح نسل حق تدریجي ترقي کے بعد پیدا هوئي تهي ' اوسي طرح بتدریج فنا بهي هوتي هے - امر بالمعروف اور احتساب انساني کي ترقي کے کئي درجے تهے - اسي طرح اسکا تنزل بهي تین درجوں میں منقسم هے - ابتداء میں یه گمراہ نسل اگرچه خود نیکي پر عمل نهیں کرتي ' تاهم دوسرونکو نیکي کرنے کا حکم رسماً و عادتاً ضرور دیتي رهتي هے - یه تنزل کا پهلا درجه هے

اتامرون النـاس بالبر و تنســـون انفسکـــم - (بقرہ - ۴۱)	دوسروں کو تو نیکي کا حکم دیتے هو لیکن خود اپنے نفسوں کو بهول گئے هو جو سب سے زیادہ اس حکم کے مستحق هیں ؟

لیکن رفته رفته یه حالت یهانتک پهونچ جاتي هے که خود یهي نسل دوسرونکو برائي کا حکم بهي دینے لگتي هے اور اسطرح احتساب حق کا آخری نقش پا بهي مٹ جاتا هے - تاهم یه دوسرا درجه هے :

الذین یبخلون و یامرون النـــاس بـا لـــبخل - (نساء - ۴۱)	وہ بدبخت جو خود بهي بخل کرتے هیں اور دوسروں کو بهي بخل کیلیے حکم کرتے هیں '

اور اس طرح الله کي دي هوئي طاقت کو الله کي راہ میں نه تو خود خرچ کرنا چاهتے هیں اور نه دوسروں کو کرنے دیتے هیں !

اسکے آگے ایک درجه اور آتا هے - دوسرے درجه میں گرکر یه نسل برائي کا حکم دیتي تهي ' لیکن ابهي تک نیک کاموں میں رکاوٹ نهیں پیدا کرتي تهي - اب تیسرا درجه الهي قوت کے فقدان اور شیطان کے تسلط کے اعلان کا آتا هے ' اور صرف یهي نهیں هوتا که برائي کي جاے اور برائي کي تعلیم دي جاے ' بلکه ان دونوں مدارج ابلیسیت کے ساتھ یه منتهاء شیطنت بهي شروع هو جاتي هے که پرستاران باطل حق کے خلاف جهاد کرتے هیں اور سچائي اور نیکي کو دنیا سے بالکل معدوم و فنا کردینا چاهتے هیں :

المنفقـــون و المنفقت بعضهم من بعض یامرون بالمنکر ' و ینهون عـــن المعروف (توبه - ۶۸)	منافق مرد اور منافق عورتیں جو اعانت باطل اور مخالفت حق میں ایک دوسرے کے ساتهي اور سازشي هیں ' برائیوں کا حکم دیتے هیں اور ساتھ هي دنیا کو نیکي سے روکتے بهي هیں -

انحطاط کا یهي درجه هے جهاں پهونچکر اس نسل کا خاتمه هوجاتا هے ' آمـرین با لمعـروف علانیـــه قتـل کیے جاتے هیں ' طرح طرح کي تکلیفوں اور قسم قسم کي دنیوی سزاؤں سے انکي جماعت کو هلاک کیا جاتا هے ' اور اسطرح وہ روح صالح فنا کردي جاتي هے جو دنیا کو ایک عام دعوت عمل دیتي تهي ' اور وهي انتظام انسانیۃ کبریٰ کي آخري منزل تهي -

(لـوازم و اعـراض)

اس تفصیل سے تم نے اندازہ کرلیا هوگا که امر بالمعروف و النهي عن المنکر ایک روح عامه کا نام هے جو تمام کائنات هستي پر حکومت کرتي هے ' لیکن روح کے مظاهر مختلف هوتے هیں - حیوان اور انسان دونوں میں روح هے ' لیکن دونوں کے آثار و نتائج مختلف هیں - روح حیواني میں وہ نور نهیں هے جس سے انسان کا دماغ روشن هے - اسي طرح امر بالمعروف کي روح اگرچه فطرتاً تمام عالم میں ساري هے ' لیکن ترقي و تنزل کے لحاظ سے اُسکے مدارج مختلف هیں - اس روح کا سب سے اعلی مظهر خود خداے ذو الجلال هے :

ان الله یامر بالعدل والاحسان و ایتاء ذی القربی و ینهی عـــن الفحشاء و المنــکر و البغي - (نحل : ۹۰)	خدا عدل ' احسان ' اور اقربا کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا هے ' اور هر قسم کي برائیوں اور هر قسم کے غصب حقوق سے روکتا هے -

لیکن خـــدا کي روشني کو وهي لوگ دیکهتے هیں جنکے دل میں خدا کا خوف هوتا هے :

انمـــا یخشی الله من عـبـــادہ العـلمـــاء - (فاطر : ۲۸)	خـــدا کے بندوں میں صرف وهي لوگ خدا کا خوف اپنے اندر رکهتے هیں جو ارباب علم و بصیرۃ هیں -

اسلیے یه روح بھي سب سے پہلے اونھي کے قلب میں امر بالمعروف و النہي عن المنکر کا احساس پیدا کرتي ھے :

و اما من خاف مقام ربه و نهي النفس عن الهوی (نازعات : ۴۱)

وہ شخص جو اپنے خدا سے ڈرا اور جس نے نفس کو ھوا پرستي سے روکا -

پھر یه روح ترقي کرکے بڑے بڑے مظاہر ڈھونڈھتي ھے - کبھي جز و نبوت بن جاتي ھے : یامرهم بالمعروف و ینہاهم عن المنکر و یحل لهم الطیبات و یحرم علیهم الخبائث - یه آیة کریمه اوپر گذرچکي ھے -

کبھي ایک امة مسلمۂ و عادله کي خلافت کے اندر سے نمایاں ھوتي ھے :

الذین ان مکنهم في الارض اقامو الصلوة و اتو الزکواة و امروا بالمعروف و نهوا عن المنکر' و لله عاقبة الامور (حج : ۴۲)

وہ خدا کے مومن بندے که اگر ھم آنکي خلافت کو دنیا میں قائم کردیں تو آنکا یه کام ھوگا که صلواة الہي کو قائم کرینگے' الله کي راہ میں اپنا مال خرچ کرینگے' نیکي کا حکم دینگے' اور برائي سے روکیں گے - اور انجام کار الله ھي کے ھاتھه ھے -

کبھي نیک بندوں کے اعمال کے اندر سے ظہور پذیر ھوتي ھے :

اقم الصلوة ! ان الصلوة تنهي عن الفحشاء والمنکر و لذکر الله اکبر - (عنکبوت : ۴۴)

صلواة الہي کو قائم کر' بلا شبه وہ تمام برائیوں سے روکتي ھے ' اور خدا کے ذکر کا اثر تو اس سے بھي زیادہ ھوسکتا ھے -

کبھي ایک مستعد گروہ کے اندر سے جلوہ گر ھوتي ھے :

امة قائمة یتلون آیت الله اناء اللیل و ھم یسجدون - یومنون با لله و الیوم الاخر' و یامرون با لمعروف و ینهون عن المنکر' و یسارعون في الخیرات - اولئک من الصا لحین - (آل عمران : ۱۰۹)

وہ حق پرست جماعت جسکے افراد کا یه حال ھے که راتوں کو اُٹھکر الله کے کلام کي تلاوت کرتے ھیں اور اُنکے سر اُسکے آگے جھکے ھوتے ھیں ' الله اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ھیں' نیکي کا حکم دیتے ھیں ' برائي سے روکتے ھیں ' اور نیک کاموں کیلیے سرگرم رھتے ھیں ' سو یہي لوگ ھیں که انکا شمار " صالحین " میں ھے -

لیکن ھر حالت میں وہ ایک روشني ھے جو دنیا ھي کو دي جاتي ھے' اسلیے سب سے پہلے وہ آمرین بالمعروف کو ٹھوکر سے بچاتي ھے - وہ دنیا کے نشیب و فراز اور سنگ و خاشاک سے بچکر صحیح و سالم نکل جاتے ھیں :

فلما نسوا ما ذکروا به' انجینا الذین ینهون عن السوء (اعراف : ۱۶)

اور جب ان لوگوں نے الله کي بخشي ھوئي ھدایت کو بھلا دیا' جو امرین بالمعروف کے ذریعه اونکو یاد دلائي جاتي تھي ' تو ھم نے اونکي برائیوں سے داعیان حق کو بچا لیا تاکه بدکاروں کا ظلم انہیں نقصان نه پہونچا سکے -

اگر یه روشني نه ھوتي تو تمام دنیا ایک ظلمت کدۂ ھلاکت بن جاتي اور عقل کي آنکھه کچھه بھي نه دیکھه سکتي :

فلو لا کان من القرون من قبلکم اولوا بقیة ینهون عن الفساد في الارض الا قلیلا ممن انجینا منهم' و اتبع الذین ظلموا ما اترفوا فیه ' و کانوا مجرمین - (هود : ۱۱۷)

جو قومیں تم سے پہلے گذر چکي ھیں ان میں ایسے داعیان حق کیوں نه ھوے جو ظلم و فساد سے روکتے ؟ بلا شبه ھوے البته انکي تعداد تھوڑي تھي اور یہي ارباب اصلاح و معروف تھے جن کو بدکاروں ظالمات نے نقصان پہونچانا چاھا - مگر ھم نے بچا لیا' اور ارباب ظلم و فساد اپنے فسق و فجور ھي میں مبتلا رھے - بلا شبه یه مجرموں میں تھے که انہوں نے قانون الہي سے بغاوت کي !

لیکن عام لوگوں پر اسکي ترقي و تنزل دونوں کے مدارج کا اثر یکساں پڑتا ھے - جسطرح دھندلي روشني کو ھر آنکھه نہیں دیکھه سکتي ' اسي طرح آفتاب کے قرص پر بھي ھر نگاہ نہیں ٹھہر سکتي - جب علماء کي قوت احتساب بے اثر ھوجاتي ھے ' تو فطرة معتسبه تمام دنیا کا احتساب براہ راست نہیں کرسکتي - اسوقت خدا اپنے ایک کامل بندے کو چن لیتا ھے جو نور الہي کو جذب کرسکتا ھے - جسکي بصیرة میں آفتاب الہي کے دیکھنے اور اکتساب نورانیت کي طاقت کامل موجود ھوتي ھے' اور وہ دوسروں کے اندر بھي اس روشني کي کرنوں کو نافذانه پہنچا سکتا ھے - یہي درجه مقام اعظم نبوت ھے' اور اسي لیے دنیا میں ھر شخص کو چاھیے که بغیر کسي بحث و مباحثه کے اوسکے احکام کو تسلیم کرلے ' کیونکه ھر شخص بذات خود اس نور کا کسب نہیں کرسکتا - وہ ایک قوة قائمۂ منورہ کا محتاج ھے - یه قوة منورہ مقام نبوة کي فعالیت ھے ' اور اسي بنا پر خدانے مسلمانوں کو حکم دیا ھے :

ما اتاکم الرسول فخذوہ و ما نهاکم عنه فانتهوا (حشر : ۷)

رسول تمکو جن چیزوں کا حکم دے' اسپر عمل کرو' اور جس چیز سے روکے اوس سے رک جاؤ !

پس یه حکم جبري نہیں ھے' بلکه عین فطري ھے - اور فطرت کے سامنے انسان کو گردن جھکا دیني چاھیے -

لیکن اسکے ساتھه ھي ھر شخص کا فرض ھے که اس روشني کو دنیا میں پھیلائے - اور اگر دنیا اوسکو قبول نه کرے تو مایوس نه ھو - کیونکه نیکي کا حکم کبھي بے اثر نہیں رہ سکتا' اور دنیا کو بہر حال برائي سے روک ھي دینا ھے :

لو لا ینهاهم الربانیون و الاحبار عن قولهم الاثم و اکلهم السحت ' لبئس ما کانوا یصنعون - (مائدہ : ۶۸)

اگر علماء و احبار حق یہودیوں کو بري باتوں کے کہنے اور حرام کھانے سے نه روکتے' تو وہ اس سے بھي زیادہ برائیوں اور بدکاریوں میں ڈوبتے' جتني (باوجود مجددین حق اور آمرین بالمعروف کي تعلیمات کے) ان میں نظر آ رھي ھیں -

غــــزل

غم سے نہیں ایک دل بھي آزاد　*　فریاد ز دست عشق فریاد !
عاشق ھوے اور مر مٹے ھم　*　اپني تو یه مختصر ھے روداد !
ھوگا کسے جان دینے میں عذر ؟　*　ارشاد اور آپکا پھر ارشاد !
جانباز ھے عشق ' حسن دلبر　*　یه دونوں امور ھیں خدا داد
اُس چشم نے دلبري کے شیوے　*　سب سیکھه لیے بغیر استاد
رھنے لگي انکي یاد ھر دم　*　اب ھمکو رھیگا اور کیا یاد ؟
پردے میں ستم کے لطف حسرت　*　ھے اس بت حیله جو کا ایجاد

ولـــه

دل کشتۂ غم ھے جان برباد　*　مایوس فراق ھوں میں ناشاد
عاشق کا ھے کام جان دینا　*　اپنا بھي ھے اس خیال پر صاد
با نرمي حسن و گرمي خو　*　اُسذات میں ھیں صفات اضداد
بھولے ھیں اور سب فسانے　*　اک قصۂ آرزو رھا یاد !
ھو حسن که عشق سب ھیں فاني　*　شیریں ھي رھي' رھا نه فرھاد

(ق)

ارباب وفا پرست و حق کوش　*　تھا جن سے دیار صدق آباد
سب ھوگئے چپ' بس ایک حسرت　*　گویا ھیں " ابو الکلام آزاد "

[حسرت موھاني]

ٹکرے کردیے ' وہ یرمیاہ نبی کا ماتم جس نے خداوند کے تخت کو غیروں کے پاوں تلے پامال ہوتے دیکھا اور اسکی تاب نہ لا سکا ' وہ پاک خرقی ایل کا مرثیہ جسنے خدا وند کے ملک کی محکومی و غلامی پر برسوں خون کے آنسو بہاے اور نبوت کی انکھوں سے رویا کہ اسرائیل کی عورت نے اپنے خاوند کو چھوڑ دیا اور غیروں سے لگاوٹ کی ' وہ ذکریاہ کی پیغمبرانہ فغاں سنجی جس نے بیابان قدس کے ایک ایک ذرے کو خونبار بنا دیا اور خداوند کے تخت کی تذلیل و تحقیر پر زخمی انسانوں کی طرح چلایا اور تڑپا ' اور پھر بالاخر بیابان کا وہ مقدس سیاہ پوش جس نے آسمان کی پادشاہت کی منادی بلند کی ' اور کہا کہ راہ صاف کرو کیونکہ آنے والا بہت قریب آچکا ہے ؛ سو یہ سب کے سب اگرچہ اپنے بروز و تعین میں مختلف ناموں سے پکارے گئے ' پر اصل میں یہ سب کچھ اس ایک حقیقۃ الحقائق ابراہیمی ہی کی نبوت طرازیاں تھیں ' جسکو خدا نے بقاے دوام اور " لسان صدق فی الاخرین " کیلیے چن لیا تھا ! !

اور پھر ان سب کے آخر میں احیاء و تجدید موسویت کا وہ آخری ظہور اعظم جس نے اسرائیل کے گھرانے کی گم شدہ بھیڑوں کا سراغ لگایا ' اور خداوند کے تخت کی آلودگی و ذلت پر آخری مرثیہ پڑھا ' اور پھر خوش خوش سولی کے تختہ کی طرف بڑھا ' تا وہ چلا جاے اور اپنے باپ سے کہے کہ آنے والے کو جلد بھیجدے ؛ اگرچہ تم کہتے ہو کہ وہ انگور کے باغ میں " مسیح " کا آخری پیام تھا ' لیکن فی الحقیقت وہ بھی " وادی غیر ذی زرع " کے جمال خلت ہی کی ایک نئی بخشش حسن تھی :

عباراتنا شتی و حسنک واحـــد
وکل الی ذاک الجمال بشیـــر !

و لنعم ما قیل :

مشتق چو نیک در نگری عین مصدر ست
کیں در صفات ظـاهر خـود مضمـر آمـــده

(عود الی المقصود)

پس فی الحقیقت حضرۃ نوح اور حضرۃ ابراہیم (علی نبینا و علیہما السلام) کے حقائق دعوۃ کے اندر جو مماثلۃ و مشارکۃ موجود ہے' اور جسطرح یہ دونوں دعوتیں دو مختلف سلسلۂ تاسیس اُمم کی موسس و بانی ہوئی ہیں ' وہ اسقدر واضح و آشکارا ہے کہ تمام صف انبیاء کرام میں انکو بیک نظر ممتاز کردیتا ہے - یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہر جگہ حضرۃ نوح علیہ الســـلام کے ساتھہ حضرۃ ابراہیم کو ایک خاص نسبت دی ' اور تمام انبیاء ما بعد میں سے صرف حضرۃ ابراہیم ہی کو حضرۃ نوح کا " شیعہ " کہا - کیونکہ حضرۃ نوح کے بعد دوسرا دور موسس صرف ابراہیمی دعوۃ ہی کا وجود میں آیا تھا ' اور انسے پہلے جسقدر انبیاء آئے تھے ' وہ سب کے سب حضرۃ نوح کی دعوۃ موسسہ کے مجدد و محیی تھے - خود کوئی موسس دعوۃ نہیں رکھتے تھے -

(تشریح مزید و کشف حقیقت)

اگر تم کہو کہ حضرات انبیاء کرام کی یہ دو قسمیں اور انکے اعمال و آثار کے حقائق و معارف کی طرف رہنمائی ' ایک فضل مخصوص ہے' جسکے انکشاف کے لیے خدا تعالی نے اس عاجز و درماندہ قلب کو چن لیا تو یہ فی الحقیقت سچ ہے : و یا لیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی و جعلنی من المکرمین ! (۳۶ : ۲۶)

لیکن اگر تم کہو کہ چونکہ اسکی تشریح بالکل نئی ہے اسلیے درخور قبول نہیں ' تو یقین کرو کہ یہ تمہاری ایک خطرناک نادانی ہوگی اور تمہیں کلام الہی کی روشنی سے مہجور کر دیگی - کیونکہ یہ تقسیم عیناً و اصلاً قرآن حکیم کی تصریحات مبینہ سے ماخوذ ہے جسمیں تفسیر بالراے کی بدعت مضلہ کو ذرا بھی دخل نہیں - اور فی الحقیقت اللہ تعالی کا مخصوص احسان اس عاجز پر یہی ہے کہ اسنے تفسیر بالراے کی آلودگی سے پاک رکھکر حقائق قرانیہ کو منکشف کردیا : و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

اس حقیقت کی پوری تفصیل کیلیے تو تفسیر " البیان فی مقاصد القران " کی اشاعۃ کا انتظار کرنا چاہیے ' جسمیں بضمن تفسیر سورہ بقرہ نہایت تفصیل و بسط کے ساتھہ اس مبحث پر نظر ڈالی گئی ہے - البتہ مجملاً یہاں چند اشارے ضروری ہیں تاکہ حضرۃ ابراہیم علیہ السلام کی نبوۃ موسسۂ و مکونہ کی حیثیت اپنے اصل مقام میں واضح ہوسکے -

حضرۃ نوح اور حضرۃ ابراہیم علیہما السلام کی باہمی مماثلۃ و مشارکۃ کی طرف قران حکیم کی جن آیات کریمہ نے رہنمائی کی ہے' ان میں سے دو آیتیں اوپر درج ہو چکی ہیں - لیکن اس حقیقت کیلیے اس سے بھی زیادہ روشنی قران حکیم میں موجود ہے' اور ازانجملہ چند آیات پر تدبر نہایت ضروری ہے -

(مقاصد قصـص القـران)

(۱) قران حکیم کی جن جن سورتوں میں گذشتہ انبیاء اور قوموں کے قصص بیان کیے گئے ہیں ' وہ اپنے موضوع و مقصد ' اور طرز استدلال و استنباط نتائج کی بنا پر کئی قسموں میں منقسم ہیں ' اور لوگوں نے بالعموم انکے سمجھنے میں بڑی بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں -

بعض سورتیں ہیں جنمیں ان قصص کے بیان کرنے سے ایک طرح کا استقراء تاریخی مقصود ہے - یعنی یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ آغاز نزول ہدایت سے لیکر اس وقت تک شریعۃ الاہیہ کی یکساں تعلیمات نے ہمیشہ یکساں نتائج پیدا کیے ہیں ' اور اسلیے ماضی کا استقراء ثابت کرتا ہے کہ حال و مستقبل میں بھی اُن موثرات و اسباب سے وہی نتائج پیدا ہونگے -

جن سورتوں میں یہ طرز استدلال مقصود ہے ' اُن میں گذشتہ واقعات تاریخی ترتیب کے ساتھہ بیان کیے گئے ہیں ' اور وہ بالکل ایک مرتب و منظم زنجیر کی طرح ہیں ' جسمیں یکے بعد دیگرے ایک ہی شکل و صورت کی کڑیاں رکھدی گئی ہوں -

بعض سورتیں ہیں جنمیں یہ استقراء تاریخی مقصود نہیں ہے ' بلکہ صرف کسی ایک عمل اور اسکے نتیجہ کی طرف دنیا کو متوجہ کرنا ہے جو بارہا دنیا میں ظاہر ہوچکا ہے اور ہمیشہ وہی نتیجہ پیدا ہوا ہے - اسکے لیے ترتیب تاریخی کی ضرورت نہ تھی بلکہ صرف گذشتہ واقعات میں سے زیادہ واضح ' زیادہ موثر ' زیادہ جامع ' اور مخاطبین کی معلومات و فہم سے زیادہ اقرب حوادث کا چن لینا کافی تھا - چنانچہ ان سورتوں کا انداز یہی ہے اور تم پاؤگے کہ ان میں تاریخی ترتیب بالکل مفقود ہے -

اسی طرح قصص القران کے مختلف موضوع ہیں ' اور مختلف طرق استدلال پر مشتمل ہیں - پہلی قسم کی سورتوں میں سے میں سورہ " ہود " کی طرف توجہ دلاتا ہوں ' اور دوسری میں سے سورہ " الشعراء " پر - (یہ ایک نہایت ہی اہم اور تفصیل طلب مقام ہے ' مگر اسکے سوا چارہ نہیں کہ تفسیر البیان کے حصۂ قصص القران کا انتظار کیا جاے)

چنانچہ سورۂ ہود پر اول سے اخر تک نظر ڈالو ' انبیاء کے تمام ذکر میں تاریخی ترتیب ہر جگہ قائم نظر آئیگی ' اور پھر دیکھوگے

که موسسین و مجددین کي یه دونوں صفیں بھي بالکل الگ الگ اسمیں موجود ھیں - تاسیس امم صالحه کے ان دونوں دوروں کو ایک دوسرے سے علحده کردیا گیا ھے ' اور ھر دور میں سے پہلے دعوة موسسه کا تذکره ھے ' پھر اسکے مجددین کا -

لیکن سورۂ شعراء ' سورۂ ابراھیم ' سورۂ مریم ' سورۂ عنکبوت میں دیکھوگے که انبیاء کرام کے ذکر میں کوئي تاریخي ترتیب نہیں ھے - شعراء میں سب سے پہلے حضرة موسی اور بني اسرائیل کا ذکر ھے - اسکے بعد حضرة ابراھیم علیه السلام کا ' پھر حضرة نوح کا ' پھر حضرة ھود کا ' پھر حضرة صالح کا ' پھر حضرة لوط کا ' اور سب کے آخر میں حضرة شعیب (علیھم الصلواة والسلام) کا - اور اسطرح بلحاظ زمانے کے جو مقدم تھے ' وہ موخر ھیں ' اور جو معاصر تھے (مثل حضرة ابراھیم و حضرة لوط کے) وہ اسطرح الگ کردیے گئے ھیں ' گویا ان دونوں کے درمیان صدھا سال حائل تھے -

اسي طرح سورۂ " ابراھیم " میں پہلے حضرة نوح کا تذکره ھے - پھر حضرة موسی کا ایک مفصل بیان شروع ھوگیا ھے - حالانکه حضرة موسی حضرة نوح کے کسقدر بعد گذرے ھیں ؟

سورۂ مریم میں ابتدا حضرة ذکریا اور مسیح علیھما السلام سے کي ھے - پھر حضرة ابراھیم و اسماعیل علیھما السلام وغیره کا تذکره کیا گیا ھے -

بر خلاف انکے سورۂ " ھود " میں اول سے لیکر آخر تک بالکل تاریخي ترتیب قائم ھے - جو انبیاء پہلے گذرے ھیں انکا پہلے ذکر ھے ' جو انکے بعد آے ' وہ انکے بعد ذکر کیے گئے ھیں -

یه ترتیب اس حقیقت کو بالکل بے نقاب کر دیتي ھے که تاسیس امم صالحه کے دو تاریخي دور تھے ' اور چونکه سورۂ ھود میں مقصود تاریخي استقراء تھا ' اسلیے ٹھیک ٹھیک انکے ظہور کے اصلي اوقات و ازمنه کے مطابق سلسلۂ ظہور و بعثت میں انکو جگه دي گئي -

پس یه یاد رکھنا چاھیے که سورۂ ھود میں جس نبي کو جو جگه دیدي گئي ھے ' وھي اسکي اصلي تاریخي جگه ھے - اور دوسري سورتوں میں انکي صفوف بلحاظ زمانۂ ظہور یا بلحاظ صنف دعوة کے نہیں ھے ' بلکه وھاں کچھه اور مقاصد پیش نظر ھیں جنکے لیے ترتیب تاریخي و صنفي کي ضرورت نه تھي -

چنانچه سورۂ ھود میں سب سے پہلے حضرة نوح علیه السلام کي دعوة کا ذکر کیا ھے - کیونکه حضرة نوح ھي کے زمانے میں سب سے پہلے اجتماع انساني نے ایک متقوم و منظم اجتماع تک ترقي کي جسپر لفظ " امة " کا حسب لغة عرب اطلاق ھو سکتا ھے - حضرة نوح کي دعوة موسسه تھي - انکي تاسیس سے پہلا دور شروع ھوتا ھے - انکے بعد دعوة نوحي کے مجددین کا سلسله شروع ھوا - اس سلسله میں سے حضرة ھود اور حضرة صالح علیھما السلام کے تذکره کو بوجه کمال عبرت و تذکیر ' و ظہور معجزات قوانین الاھیه و روحانیه ' و معلومات مخاطبین ' و علائق قدیمۂ عرب ' چن لیا ھے اور قوم عاد و ثمود کي ضلالت اور اسکے نتائج پر توجه دلائي ھے -

اب پہلا دور تاسیس ختم ھوگیا - اور دعوة نوحي کي جگه ایک نیا دور تاسیس حضرة ابراھیم علیه السلام کي دعوة کا شروع ھوا - چنانچه حضرة صالح کے بعد حضرة ابراھیم علیه السلام کا تذکره کیا ھے ' مگر انکے تمام وقائع و اعمال حیات اجتماعي و شخصي میں سے صرف اوس ایک واقعه ھي کو سورۂ ھود کیلیے چنا ھے جسمیں حضرة اسحاق کي پیدایش کي انھیں بشارت دي گئي تھي ' اور اسکا ذکر ان لفظوں میں کیا ھے :

فبشرناھا باسحاق ' و من وراء اسحاق یعقوب (۱۱ : ۷۴)	پس ھمنے حضرة ابراھیم کي بیوي کو اسحاق کي پیدایش کي بشارت دي ' اور اسحاق کے بعد انسے یعقوب کے پیدا ھونے کي -

حضرة یعقوب علیه السلام کا دوسرا نام " اسرائیل " ھے اور " بني اسرائیل " انھي کي طرف منسوب ھیں - پس یہاں قران نے صرف حضرة اسحاق کي بشارت کے تذکره ھي پر اکتفا نہیں کیا ' بلکه اسکے ساتھه ھي اسطرف بھي اشاره کردیا که انسے حضرة اسرائیل پیدا ھونگے -

اس سے مقصود یه تھا که انبیاء مجددین کا جو سلسله قوم بني اسرائیل میں قائم ھونے والا تھا ' اور دعوة ابراھیمي کي قوة موسسه جسطرح امة بني اسرائیل کي شکل میں بڑھنے اور پھولنے پھلنے والي تھي ' اسکي طرف زیاده واضح اشاره کردیا جاے - اس اشاره کیلیے صرف حضرة اسحاق کا نام لے دینا کافي نه تھا ' کیونکه گو حضرة اسحاق ھي سے حضرة یعقوب پیدا ھوے ' لیکن بني اسرائیل کي قوم اور اسکے تمام انبیاء مجددین حضرة اسحاق کي طرف منسوب نه ھوے - حضرة یعقوب کي نسبت سے پکارے گئے - اسلیے " و من وراء اسحاق ' یعقوب " کہکر نسل ابراھیمي کو وھاں تک پہنچا دیا گیا ' جسکے بعد سے معاً بغیر کسي درمیاني کڑي کے امة بني اسرائیل اور دعوة ھاے مجددۂ ابراھیمیه کا سلسله شروع ھو جاتا ھے -

غور کرو ' سورۂ ھود میں حضرة ابراھیم کي حیاة طیبه کے اور کسي واقعه کا ذکر نہیں کیا ' صرف اس بشارت ھي کا ذکر کیا - اسکي علت یه ھے که یہاں مقصود تاریخي ترتیب کے ساتھه دو موسس دوروں اور انکے دو سلسله ھاے تجدید و احیاء کا ذکر کرنا تھا ' اور حضرة ابراھیم کي زندگي کا یہي واقعۂ بشارت وہ واقعه ھے جس سے حضرة اسحاق پیدا ھوے ' اور انکے اولاد میں حضرة یعقوب تھے جنسے دعوة ابراھیمي کا سلسلۂ مجددین و امم قائم ھوا -

پھر دعوة ابراھیمي کے بعد بالترتیب اسکے مجددین کا ذکر کیا ھے - چنانچه سب سے پہلے حضرة لوط علیه السلام کا ذکر ھے جنکي دعوة دعوة ابراھیمي ھي کے ذیل میں داخل تھي -

حضرة لوط کے بعد حضرة شعیب کا تذکره ھے - اور اسکے بعد حضرة موسی علیه السلام کا جنکي دعوة مجدده اس قوة سے چمکي گویا ایک دعوة موسسه تھي ' اور جنکے تذکره کے اندر آن تمام مجددین اسرائیلین کا ذکر ضمنا آگیا جو یکے بعد دیگرے آتے رھے ' اور دراصل وہ سب کے سب مع حضرة موسی و ھارون علیھما السلام کے دعوة موسسۂ ابراھیمي ھی کے مجدد تھے : ذالك من انباء القری ' نقصه علیك منھا قائم و حصید (۱۱ : ۱۰۲) -

اب غور کرو که سورۂ ھود کي یه ترتیب جو ٹھیک ٹھیک ایک تاریخي اور صنفي ترتیب ھے ' کس طرح اس حقیقت کو واضح کرتي ھے ؟ تم اکثر مقامات پر حضرة موسی کا نام حضرة نوح کے ساتھه دیکھوگے ' بعض مقامات میں حضرة ھود اور صالح کا ذکر بلا کسي فصل کے حضرة لوط یا حضرة ابراھیم کے ساتھه آجائیگا ' لیکن سورۂ ھود میں ایسا نہیں ھے - حضرة ھود اور حضرة صالح موسس نه تھے ' دعوة نوحي کے مجدد تھے ' لہذا انکا ذکر بالترتیب انکي دعوة موسسه کے بعد کیا گیا - حضرة لوط ' حضرة اسحاق ' حضرة یعقوب ' حضرة شعیب ' اور حضرة موسی علیھم السلام ' حضرة ابراھیم کے بعد آے اور یه تمام انبیاء موسس اقوام و امم نه تھے بلکه حضرة ابراھیم کي قائم کرده امة صالحه کے مصلح و مجدد تھے - اسلیے ان سبکا ذکر نه تو حضرة نوح کے ساتھه کیا ' نه حضرة ھود و صالح کے ' بلکه حضرة ابراھیم کي دعوة موسسه کے بعد کیا - اور اسي طرح کیا ' جسطرح انکي تجدید یکے بعد دیگرے بتقدیم و تاخیر زماني ظاھر ھوئي : فھذا ما الھمني ربي ' انه ھو اللطیف الوھاب !

ٹکرے کردیے ' وہ یرمیاہ نبي کا ماتم جس نے خداوند کے تخت کو غیروں کے پاؤں تلے پامال ہوتے دیکھا اور اسکي تاب نہ لا سکا ' وہ پاک خرقي ایل کا مرثیہ جسنے خداوند کے ملک کي محکومي و غلامي پر برسوں خون کے آنسو بہاے اور نبوت کي انکھوں سے رویا کہ اسرائیل کي عورت نے اپنے خاوند کو چھوڑ دیا اور غیروں سے لگاوٹ کي ' وہ ذکریاہ کي پیغمبرانہ نغاں سنجي جس نے بیابان قدس کے ایک ایک ذرے کو خونبار بنا دیا اور خداوند کے تخت کي تذلیل و تحقیر پر زخمي انسانوں کي طرح چلایا اور تڑپا ' اور پھر بالاخر بیابان کا وہ مقدس سیاہ پوش جس نے آسمان کي پادشاہت کي منادي بلند کي ' اور کہا کہ راہ صاف کرو کیونکہ آنے والا بہت قریب آچکا ہے ! سو یہ سب کے سب اگرچہ اپنے بروز و تعین میں مختلف ناموں سے پکارے گئے ' پر اصل میں یہ سب کچھہ اس ایک حقیقۃ الحقائق ابراھیمي ھي کي نبوت طرازیاں تھیں ' جسکو خدا نے بقاے دوام اور " لسان صدق في الاخرین " کیلیے چن لیا تھا ! !

اور پھر ان سب کے آخر میں احیاء و تجدید موسویت کا وہ آخري ظہور اعظم جس نے اسرائیل کے گھرانے کي گم شدہ بھیڑوں کا سراغ لگایا ' اور خداوند کے تخت کي آلودگي و ذلت پر آخري مرثیہ پڑھا ' اور پھر خوش خوش سولي کے تختہ کي طرف بڑھا ' تا وہ چلا جاے اور اپنے باپ سے کہے کہ آنے والے کو جلد بھیجدے ! اگرچہ تم کہتے ھو کہ وہ انگور کے باغ میں " مسیح " کا آخري پیام تھا ' لیکن في الحقیقت وہ بھي " وادي غیر ذي زرع " کے جمال خلت ھي کي ایک نئي بخشش حسن تھي :

عباراتنا شتي و حسنک واحــد
وکل الی ذاک الجمال بشیــر !

و لنعم ما قیل :

مشتق چو نیک در نگري عین مصدر ست
کیں در صفات ظـاھر خـود مضمـر آمـــدہ

(عود الی المقصود)

پس في الحقیقت حضرۃ نوح اور حضرۃ ابراھیم (علی نبینا و علیھما السلام) کے حقائق دعوۃ کے اندر جو مماثلۃ و مشارکۃ موجود ہے ' اور جسطرح یہ دونوں دعوتیں دو مختلف سلسلۂ تاسیس اُمم کي موسس و باني ھوئي ھیں ' وہ اسقدر واضح و آشکارا ہے کہ تمام صف انبیاء کرام میں انکو بیک نظر ممتاز کردیتا ہے - یہي وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے ھر جگہ حضرۃ نوح علیہ الســلام کے ساتھہ حضرۃ ابراھیم کو ایک خاص نسبت دي ' اور تمام انبیاء ما بعد میں سے صرف حضــرۃ ابراھیم ھي کو حضــرۃ نوح کا " شیعہ " کہا - کیونکہ حضرۃ نوح کے بعد دوسرا دور موسس صرف ابراھیمي دعوۃ ھي کا وجود میں آیا تھا ' اور انسے پہلے جسقدر انبیاء آئے تھے ' وہ سب کے سب حضرۃ نوح کي دعوۃ موسسہ کے مجدد و مصلح تھے - خود کوئي موسس دعوۃ نہیں رکھتے تھے -

(تشریح مزید و کشف حقیقت)

اگر تم کہو کہ حضرات انبیاء کرام کي یہ دو قسمیں اور انکے اعمال و آثار کے حقائق و معارف کي طرف رہنمائي ' ایک فضل مخصوص ہے ' جسکے انکشاف کے لیے خدا تعالی نے اس عاجز و درماندہ قلب کو چن لیا تو یہ في الحقیقت سچ ہے : و یا لیت قومي یعلمون بما غفر لي ربي و جعلني من المکرمین ! (۳۶ : ۲۶)

لیکن اگر تم کہو کہ چونکہ اسکي تشریح بالکل نئي ہے اسلیے در خور قبول نہیں ' تو یقین کرو کہ یہ تمھاري ایک خطرناک ناداني ھوگي اور تمھیں کلام الہي کي روشني سے مہجور کر دیگي - کیونکہ یہ تقسیم عیناً و اصلاً قرآن حکیم کي تصریحات مبینہ سے ماخوذ ہے ' جسمیں تفسیر بالراے کي بدعت مضلہ کو ذرا بھي دخل نہیں - اور في الحقیقت اللہ تعالی کا مخصوص احسان اس عاجز پر یہي ہے کہ اسنے تفسیر بالراے کي آلودگي سے پاک رکھکر حقائق قرانیہ کو منکشف کردیا : و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

اس حقیقت کي پوري تفصیل کیلیے تو تفسیر " البیان فی مقاصد القران " کي اشاعۃ کا انتظار کرنا چاھیے ' جسمیں بضمن تفسیر سورہ بقرہ نہایت تفصیل و بسط کے ساتھہ اس مبحث پر نظر ڈالي گئي ہے - البتہ مجملاً یہاں چند اشارے ضروري ھیں تاکہ حضرۃ ابراھیم علیہ السلام کي نبوۃ موسسۂ و مکونہ کي حیثیت اپنے اصل مقام میں واضح ھوسکے -

حضرۃ نوح اور حضرۃ ابراھیم علیھما السلام کي باھمي مماثلۃ و مشارکۃ کي طرف قران حکیم کي جن آیات کریمہ نے رہنمائي کي ہے ' ان میں سے دو آیتیں اوپر درج ھو چکي ھیں - لیکن اس حقیقت کیلیے اس سے بھي زیادہ روشني قران حکیم میں موجود ہے ' اور ازانجملہ چند آیات پر تدبر نہایت ضروري ہے -

(مقاصد قصــص القــران)

(۱) قران حکیم کي جن جن سورتوں میں گذشتہ انبیاء اور قوموں کے قصص بیان کیے گئے ھیں ' وہ اپنے موضوع و مقصد ' اور طرز استدلال و استنباط نتائج کي بنا پر کئي قسموں میں منقسم ھیں ' اور لوگوں نے بالعموم انکے سمجھنے میں بڑي بڑي ٹھوکریں کھائي ھیں -

بعض سورتیں ھیں جنمیں ان قصص کے بیان کرنے سے ایک طرح کا استقراء تاریخي مقصود ہے - یعني یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ آغاز نزول ہدایت سے لیکر اس وقت تک شریعۃ الاھیہ کي یکساں تعلیمات نے ھمیشہ یکساں نتائج پیدا کیے ھیں ' اور اسلیے ماضي کا استقراء ثابت کرتا ہے کہ حال و مستقبل میں بھي اُن موثرات و اسباب سے وھي نتائج پیدا ھونگے -

جن سورتوں میں یہ طرز استدلال مقصود ہے ' اُن میں گذشتہ واقعات تاریخي ترتیب کے ساتھہ بیان کیے گئے ھیں ' اور وہ بالکل ایک مرتب و منظم زنجیر کي طرح ھیں ' جسمیں یکے بعد دیگرے ایک ھي شکل و صورت کي کڑیاں رکھدي گئي ھوں -

بعض سورتیں ھیں جنمیں یہ استقراء تاریخي مقصود نہیں ہے ' بلکہ صرف کسي ایک عمل اور اسکے نتیجہ کي طرف دنیا کو متوجہ کرنا ہے جو بارھا دنیا میں ظاھر ھوچکا ہے اور ھمیشہ وھي نتیجہ پیدا ھوا ہے - اسکے لیے ترتیب تاریخي کي ضرورت نہ تھي بلکہ صرف گذشتہ واقعات میں سے زیادہ واضح ' زیادہ موثر ' زیادہ جامع ' اور مخاطبین کي معلومات و فہم سے زیادہ اقرب حوادث کا چن لینا کافي تھا - چنانچہ ان سورتوں کا انداز یہي ہے اور تم پاؤگے کہ ان میں تاریخي ترتیب بالکل مفقود ہے -

اسي طرح قصص القران کے مختلف موضوع ھیں ' اور مختلف طرق استدلال پر مشتمل ھیں - پہلي قسم کي سورتوں میں سے میں سورہ " ھود " کي طرف توجہ دلاتا ھوں ' اور دوسري میں سے سورہ " الشعراء " پر - (یہ ایک نہایت ھي اھم اور تفصیل طلب مقام ہے ' مگر اسکے سوا چارہ نہیں کہ تفسیر البیان کے حصۂ قصص القران کا انتظار کیا جاے)

چنانچہ سورۂ ھود پر اول سے اخر تک نظر ڈالو ' انبیاء کے تمام ذکر میں تاریخي ترتیب ھر جگہ قائم نظر آئیگي ' اور پھر دیکھوگے

كه موسسين و مجددين كي يه دونوں صفيں بهي بالكل الگ الگ اسميں موجود هيں - تاسيس امم صالحه كے ان دونوں دوروں كو ايک دوسرے سے علحده كرديا گيا هے ' اور هر دور ميں سے پہلے دعوة موسسه كا تذكره هے ' پهر اسكے مجددين كا -

ليكن سورهٔ شعراء ' سورهٔ ابراهيم ' سورهٔ مريم ' سورهٔ عنكبوت ميں ديكهوگے كه انبياء كرام كے ذكر ميں كوئي تاريخي ترتيب نہيں هے - شعراء ميں سب سے پہلے حضرة موسى اور بني اسرائيل كا ذكر هے - اسكے بعد حضرة ابراهيم عليه السلام كا ' پهر حضرة نوح كا ' پهر حضرة هود كا ' پهر حضرة صالح كا ' پهر حضرة لوط كا '. اور سب كے آخر ميں حضرة شعيب (عليهم الصلوٰة والسلام) كا - اور اسطرح بلحاظ زمانے كے جو مقدم تهے ' وه موخر هيں ' اور جو معاصر تهے (مثل حضرة ابراهيم و حضرة لوط كے) وه اسطرح الگ كرديے گئے هيں ' گويا ان دونوں كے درميان صدها سال حائل تهے -

اسي طرح سورهٔ " ابراهيم " ميں پہلے حضرة نوح كا تذكره هے - پهر حضرة موسى كا ايک مفصل بيان شروع هوگيا هے - حالانكه حضرة موسى حضرة نوح كے كسقدر بعد گذرے هيں ؟

سورهٔ مريم ميں ابتدا حضرة ذكريا اور مسيح عليهما السلام سے كي هے - پهر حضرة ابراهيم و اسماعيل عليهما السلام وغيره كا تذكره كيا گيا هے -

بر خلاف انكے سورهٔ " هود " ميں اول سے ليكر آخر تک بالكل تاريخي ترتيب قائم هے - جو انبياء پہلے گذرے هيں انكا پہلے ذكر هے ' جو انكے بعد آے ' وه انكے بعد ذكر كيے گئے هيں -

يه ترتيب اس حقيقت كو بالكل بے نقاب كر ديتي هے كه تاسيس امم صالحه كے دو تاريخي دور تهے ' اور چونكه سورهٔ هود ميں مقصود تاريخي استقراء تها ' اسليے تهيک تهيک انكے ظهور كے اصلي اوقات و ازمنه كے مطابق سلسلهٔ ظهور و بعثت ميں انكو جگه دي گئي -

پس يه ياد ركهنا چاهيے كه سورهٔ هود ميں جس نبي كو جو جگه ديدي گئي هے ' وهي اسكي اصلي تاريخي جگه هے - اور دوسري سورتوں ميں انكي صفوف بلحاظ زمانهٔ ظهور يا بلحاظ صنف دعوة كے نہيں هے ' بلكه وهاں كچهه اور مقاصد پيش نظر هيں جنكے ليے ترتيب تاريخي و صنفي كي ضرورت نه تهي -

چنانچه سورهٔ هود ميں سب سے پہلے حضرة نوح عليه السلام كي دعوة كا ذكر كيا هے - كيونكه حضرة نوح هي كے زمانے ميں سب سے پہلے اجتماع انساني نے ايک مقوم و منظم اجتماع تک ترقي كي جسپر لفظ " امة " كا حسب لغة عرب اطلاق هو سكتا هے - حضرة نوح كي دعوة موسسه تهي - انكي تاسيس سے پهلا دور شروع هوتا هے - انكے بعد دعوة نوحي كے مجددين كا سلسه شروع هوا - اس سلسه ميں سے حضرة هود اور حضرة صالح عليهما السلام كے تذكره كو بوجه كمال عبرت و تذكير ' و ظهور معجزات قوانين الاهيه و روحانيه ' و معلومات مخاطبين ' و علائق قديمهٔ عرب ' چن ليا هے اور قوم عاد و ثمود كي ضلالت اور اسكے نتائج پر توجه دلائي هے -

اب پهلا دور تاسيس ختم هوگيا - اور دعوة نوحي كي جگه ايک نيا دور تاسيس حضرة ابراهيم عليه السلام كي دعوة كا شروع هوا - چنانچه حضرة صالح كے بعد حضرة ابراهيم عليه السلام كا تذكره كيا هے ' مگر انكے تمام وقائع و اعمال حيات اجتماعي و شخصي ميں سے صرف اوس ايک واقعه هي كو سورهٔ هود كيليے چنا هے جسميں حضرة اسحاق كي پيدايش كي أنهيں بشارت دي گئي تهي ' اور اسكا ذكر ان لفظوں ميں كيا هے :

فبشرناها باسحاق ' و من وراء اسحاق يعقوب (١١ : ٧٤)	پس همنے حضرة ابراهيم كي بيوي كو اسحاق كي پيدايش كي بشارت دي ' اور اسحاق كے بعد انسے يعقوب كے پيدا هونے كي -

حضرة يعقوب عليه السلام كا دوسرا نام " اسرائيل " هے اور " بني اسرائيل " انهي كي طرف منسوب هيں - پس يهاں قران نے صرف حضرة اسحاق كي بشارت كے تذكره هي پر اكتفا نہيں كيا ' بلكه اسكے ساتهه هي اسطرف بهي اشاره كرديا كه انسے حضرة اسرائيل پيدا هونگے -

اس سے مقصود يه تها كه انبياء مجددين كا جو سلسله قوم بني اسرائيل ميں قائم هونے والا تها ' اور دعوة ابراهيمي كي قوة موسسه جسطرح امة بني اسرائيل كي شكل ميں بڑهنے اور پهولنے پهلنے والي تهي ' اسكي طرف زياده واضح اشاره كرديا جاے - اس اشاره كيليے صرف حضرة اسحاق كا نام لے دينا كافي نه تها ' كيونكه گو حضرة اسحاق هي سے حضرة يعقوب پيدا هوے ' ليكن بني اسرائيل كي قوم اور اسكے تمام انبياء مجددين حضرة اسحاق كي طرف منسوب نه هوے - حضرة يعقوب كي نسبت سے پكارے گئے - اسليے " و من وراء اسحاق ' يعقوب " كهكر نسل ابراهيمي كو وهاں تک پهنچا ديا گيا ' جسكے بعد سے معاً بغير كسي درمياني كڑي كے امة بني اسرائيل اور دعوة هاے مجددهٔ ابراهيميه كا سلسله شروع هو جاتا هے -

غور كرو ' سورهٔ هود ميں حضرة ابراهيم كي حياة طيبه كے اور كسي واقعه كا ذكر نہيں كيا ' صرف اس بشارت هي كا ذكر كيا - اسكي علت يه هے كه يهاں مقصود تاريخي ترتيب كے ساتهه دو موسس دوروں اور انكے دو سلسله هاے تجديد و احياء كا ذكر كرنا تها ' اور حضرة ابراهيم كي زندگي كا يهي واقعهٔ بشارت وه واقعه هے جس سے حضرة اسحاق پيدا هوے ' اور انكے اولاد ميں حضرة يعقوب تهے جنسے دعوة ابراهيمي كا سلسلهٔ مجددين و امم قائم هوا -

پهر دعوة ابراهيمي كے بعد بالترتيب اسكے مجددين كا ذكر كيا هے - چنانچه سب سے پہلے حضرة لوط عليه السلام كا ذكر هے جنكي دعوة دعوة ابراهيمي هي كے ذيل ميں داخل تهي -

حضرة لوط كے بعد حضرة شعيب كا تذكره هے - اور اسكے بعد حضرة موسى عليه السلام كا جنكي دعوة مجدده اس قوة سے چمكي گويا ايک دعوة موسسه تهي ' اور جنكے تذكره كے اندر آن تمام مجددين اسرائيلين كا ذكر ضمنا آگيا جو يكے بعد ديگرے آتے رهے ' اور دراصل وه سب كے سب مع حضرة موسى و هارون عليهما السلام كے دعوة موسسهٔ ابراهيمي هى كے مجدد تهے : ذالك من ابناء القرى ' نقصه عليک منها قائم و حصيد (١١ : ١٠٢) -

اب غور كرو كه سورهٔ هود كي يه ترتيب جو تهيک تهيک ايک تاريخي اور صنفي ترتيب هے ' كس طرح اس حقيقت كو واضح كرتي هے ؟ تم اكثر مقامات پر حضرة موسى كا نام حضرة نوح كے ساتهه ديكهوگے ' بعض مقامات ميں حضرة هود اور صالح كا ذكر بلا كسي فصل كے حضرة لوط يا حضرة ابراهيم كے ساتهه آجائيگا ' ليكن سورهٔ هود ميں ايسا نہيں هے - حضرة هود اور حضرة صالح موسس نه تهے ' دعوة نوحي كے مجدد تهے ' لهذا انكا ذكر بالترتيب انكي دعوة موسسه كے بعد كيا گيا - حضرة لوط ' حضرة اسحاق ' حضرة يعقوب ' حضرة شعيب ' اور حضرة موسى عليهم السلام ' حضرة ابراهيم كے بعد آے اور يه تمام انبياء موسس اقوام و امم نه تهے بلكه حضرة ابراهيم كي قائم كردہ أمة صالحه كے مصلح و مجدد تهے - اسليے ان سبكا ذكر نه تو حضرة نوح كے ساتهه كيا ' نه حضرة هود و صالح كے ' بلكه حضرة ابراهيم كي دعوة موسسه كے بعد كيا - اور اسي طرح كيا ' جسطرح انكي تجديد يكے بعد ديگرے بتقديم و تاخير زماني ظاهر هوئي : فهذا ما الهمني ربي ' انه هو اللطيف الوهاب !

مراسلات

ایک اهم اقتراح دیني

سیرة نبوي

روحي فداک - تحیه والسلام -

میں عجیب کشاکش میں هوں - گویم مشکل وگر نگویم مشکل کا مصداق هے - میرا ابتدا سے یه عقیده هے که مسلمانوں کے لیے صحیح مذهب بے، لوث و آلایش دستور العمل، و حقیقي طریقۂ نجات صرف " قرآن مجید " اور حضرت پیغمبر خدا: کي زندگي کا "نمونه" هے اور بس - چند دنوں سے اس خیال میں پیچاں و غلطاں هوں که آنحضرة صلعم کي ایک تاریخ مختصر، جسته جسته واقعات، اور دسته دسته حالات طیار هو، اور کوشش کي جاے که اوسکو نصاب تعلیم میں داخل هونے کي اجازت ملے -

میں مولاناے مرحوم علامۂ مغفور شبلي نعماني کي سیرت کبیر سے بیخبر نہیں هوں، بلکه میں یہاں تک کہنے کي جرات کر سکتا هوں که مولانا کو بھي میں نے هي آماده کیا تھا - لیکن چونکه کیسه خالي دامن تہي تھا، عملي سعادت بیگم بھوپال کے حصه میں آئي - مگر وه تاریخ جامع اور طویل هے، نصاب میں داخل نہیں هوسکتي - عام مطالعه و تبلیغ و دعوة کیلیے مفید نہیں - مولانا تنقید اور تحقیق میں مانے هوئے علامه هیں - بایںهمه جناب کا انداز بحث و نظر اور ترتیب و تنظیم کچھه آور هي هے - پھر اون کے قلم میں وه سحر اور جادو کا اثر نہیں هے (خدا تملق سے بچائے اور بالکل صداقت کي توفیق دے) جو آپ کے قلم میں پاتا هوں :

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نه بخشد خداے بخشنده

ایک مدت تک اپنے ارادے اور خیال کو ضبط کیا - کیونکه زباني جمع خرچ سے کچھه بن نہیں آتا - لیکن ان دنوں کچھه ایسي بے تابي سي لاحق هوئي هے که سر رشتۂ صبر هاتھه میں رهتا نظر نہیں آتا -

اگر آپ صرف ایک گھنٹه اس کام پر وقف کردیں اور روزانه اپني اعجاز نگاري کے طرز پر کچھه لکھدیا کریں تو تھوڑے دنوں میں کتاب طیار هو جائیگي - میں سردست اسکي اشاعت کیلیے کچھه پیش نہیں کر سکتا، زیاده سے زیاده پچاس روپیه یکجا بمشکل پیش کر سکتا هوں -

اگر ماهواري لیں تو هر انگریزي مهینے کي چوتھي تاریخ پر دس روپیه بھیج سکتا هوں، اور دس گیاره مهینے تک به آسودگي مسلسل ادا کر سکتا هوں - نه اسمیں بچوں کا پیٹ کاٹنا پڑیگا نه اپنے پیٹ پر پتھر باندھنے کي نوبت آئیگي - هر مہینه میں روپیه بھیجتا رهونگا -

میں جانتا هوں که آپکي غیور طبیعت ایسي باتوں سے گھبراتي هے اور نه گوارا کریگي، مگر همارے طرف سے یه آپ کے لیے تو نہیں هے بلکه خدا کے لیے هے - مذهب کي محبت اور پیغمبر خدا کي حضور میں صدق نیاز کا ثبوت هے، اور اجر کي امید - آپ اس عرض کو هذیان، سرسام، یا صعود ابخرۂ مراق تصور فرمائینگے - اور میں خود بھي جانتا هوں که آپکي خدمت میں ایسا عرض کرنا ایسا هي هے - لیکن نہایت الحاح اور زاري اور عاجزي سے التجا هے که اگر منظور فرما لیں تو بڑي بھاري کمي کو پورا کر دینگے - سیرة کبیر کا وعده دسمبر سنه ۱۹۱۵ میں شائع هو جانے کا تھا - مگر اب مولوي مسعود علي ندوي کي تحریر سے معلوم هوا هے که شاید دو چار مهینے اور انتظار کرنا پڑے -

مانا که وه تعلیم یافتوں اور علماء میں رحمت اور برکت اور روح حیات پھونک دیگي - مگر یه کام اوس سے نہیں نکلیگا که نصاب تعلیم میں بھي داخل هو - اگر جناب لکھیں تو مدارس، مکاتب، وعظ، هر جگه کام آئیگي اور هر وقت ساتھه رهیگي -

تاریخ آپ کے قلم سے لکھي هوئي همارے پاس آے یا وهاں کسي اعلی مطبع میں چھپوائي جاے - اسکي آمدني و قیمت اسیکي اشاعت پر صرف کي جاے یا کسي آور کام پر - لیکن یه ضروري هے که تاریخ آپ کے دماغ اور قلم سے نکلے -

مزید طباعت اور اشاعت کے لیے صدها راستے کھل جائینگے - جس زمانه میں علامۂ شبلي مشاهیر اسلام کي تاریخیں لکھتے تھے، میں جل جل جاتا تھا که آفتاب کو چھوڑ کے پرتو اور ذروں پر کیوں نظر ڈالتے هیں - آپ کے لیے بھي میں یهي کہتا تھا که سیاسي معاملات کو رهنے دیجیے اور صرف حضرت کي زندگي پر بحث کیجیے -

بهر حال جنون سمجھیے یا ابخرہ مراقي کا صعود - مجھکو اس خیال نے بے تاب کر رکھا هے که آنحضرت کي تاریخ زندگي کے شایع هونے هي پر اسلام اصلي حالت پر آسکتا هے، اور مجھکو اسیکا خفقان هے -

غلام غوث طبیب (خانپور

اکسیر اعظم یا زندگی کی بهار

—:o:—

ایجاد کردۂ جناب حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین صاحب

—:o:—

" ایک سریع الاثر اور مجرب مرکب "

ضعف دماغ و جگر کیلیے یه ایک مجرب اور موثر دوا هے - خصوصاً ضعف مثانه اور اُن مایوس کن امراض کیلیے جنکا سلسله بعض اوقات خودکشي تک مسلسل هوتا هے ایک بے خطا اور آزموده مرکب هے - صحت کي حالت میں اگر اسے استعمال کیا جاے تو اس سے بہتر اور کوئي شے محافظ قوت نہیں هوسکتي -

قیمت في شیشي ۲ - روپیه محصول ڈاک ۲ - آنه

منیجر دي یوناني مڈیکل اسٹورس فوارۂ صحت

نمبر ۱۵/۱ رپن اسٹریٹ ڈاکخانه ویلسلي - کلکته

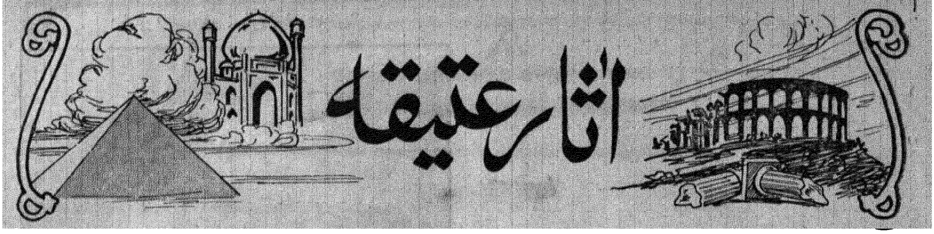

آثار اسلامیہ امارت بیجاپور

[از مولانا سید سلیمان صاحب ندوی پروفیسر پونا کالج]

(٢)

(گول گنبد)

یہ عمارت نہ صرف بیجاپور‘ نہ صرف ھندوستان‘ نہ صرف اسلام‘ بلکہ تمام دنیا کے عجائب صنعت میں سے ہے - یہ دراصل سلطان محمد عادلشاہ کا مقبرہ تھا - سلطان جسطرح اپنی زندگی میں بے نظیر تھا‘ اوسنے چاہا کہ مرنے کے بعد بھی بے نظیر ہو - یہ بے نظیر گنبد اسی دعوی کی دلیل ہے - اس عمارت کی بلندی ١٩٨ فیت ٦ انچ ہے - اور اس میں دو چیزیں باعث صد استعجاب و حیرت ھیں : گنبد اور گیلری -

گنبد نصف دائرہ نما ہے - اسکا اندرونی قطر ١٢٤ فیت ٥ انچ‘ اور بیرونی ١٤٤ فیت‘ ضخامت دیوار کی ١٠ فیت ہے جہاں سے خاص گنبد کی حد شروع ہوتی ہے‘ وہاں سے ١١ سنگی [illegible] چاروں طرف اندر کی جانب بنائی گئی ھیں - جس رقبۂ فضا کو گنبد حاوی ہے‘ [illegible] ١٨[illegible] مربع فیت ہے [illegible] محدود

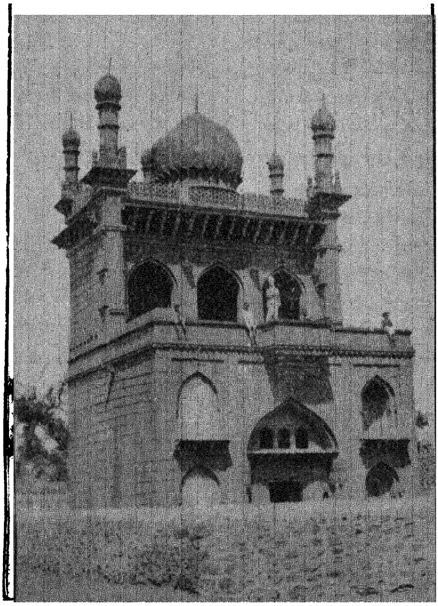

بیجاپور کی جامع مسجد

ھیں جن کو دنیا کا کوئی گنبد محیط نہیں [illegible] یورپ کا سب سے بڑا گنبد روم کا پینتھان (Panthan) ہے لیکن اوسکا رقبہ بھی صرف ١٥٨٣٣ مربع فیت ہے [illegible] ساخت کی خوبی [illegible] دیوار کے محرابی [illegible] کی [illegible] ڈالتا ہے‘ اور [illegible] صنعت نے [illegible] بوجھ کو [illegible] متحمل نہیں [illegible] تقسیم [illegible] ہے [illegible]

لیکن اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز گنبد کی گیلری کی ایک خاص خصوصیت ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان مہندسین فلسفۂ اصوات کے اس حد تک ماہر تھے ؟ یہ گنبد اس ترکیب سے بنایا گیا ہے اور اوسکی وسعت مخصوصہ اس خاص حد تک قائم کی گئی ہے کہ ایک آھستہ سے آھستہ آواز بھی [illegible]

[illegible]

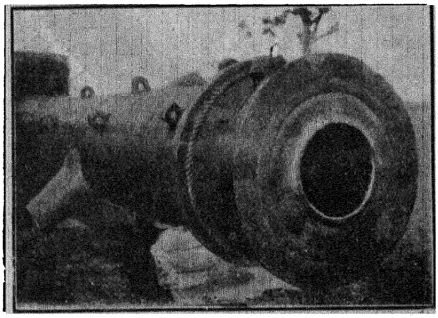

عہد عادل شاھی کی ایک توپ
" ملک میدان "

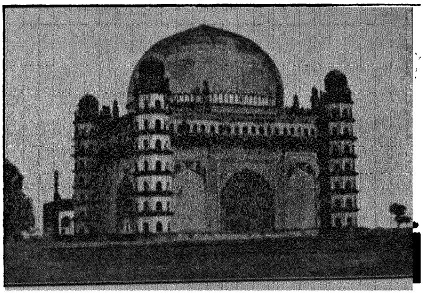

گول گنبد

مشهور فاتح توپ : " ملک میدان"

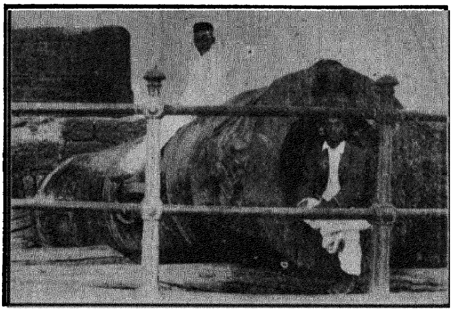

(جو ١٢٤ فیت کے بعد پر ہے) پوری صفائی کے ساتھ اپنے عکس صوت کو سنا دیتی ہے جو جانب مقابل کے حصۂ گنبد سے ٹکرا کر واپس آتا ہے !

گنبد کے اندر اگر ایک بار تالی بجائی جاے تو دس بار متواتر گنبد کے غیر مرئی ہاتھ اپنے تماشائیوں کو جواب دینگے - اگر گنبد کے زینوں پر ایک چڑھنے والے انسان کے پاؤں چاپ پیدا کرینگے ' تو گنبد کے اندر سینکڑوں نظر سے غائب چلنے پھرنے والوں کی آواز سنائی دیگی ! !

اس عمارت کے جنوبی دروازہ پر تین جملوں کا ایک چھوٹا سا فارسی کتبہ کندہ ہے - ہر جملہ سے بانی گنبد سلطان محمد کی تاریخ وفات سنہ ١٠٦٧ ھ نکلتی ہے -

اس عمارت کی جانب مغرب ایک نہایت خوبصورت پتھر کی مسجد بھی ہے جو لارڈ کرزن کے عہد تک انگریز سیاحوں کا مسافر خانہ تھا - لیکن لارڈ کرزن کی تجویز " حفاظت آثار قدیمہ " نے اس ذلت سے اوسکو نجات دی -

(توپ ملک میدان)

حسب تحقیق بعض مورخین یورپ ' توپ کی ایجاد کا فخر مسلمانوں ہی کو حاصل ہے - حسب تصریح ابن خلدون اندلس کی بعض لڑائیوں میں عرب فوج کے ساتھ توپیں موجود تھیں - علامہ زکی پاشا مصری کے کتبخانہ میں ابن غانم اندلسی کا ایک خاص رسالہ توپ کی صنعت پر موجود ہے - ترکوں نے اس صنعت کو خاص ترقی دی - سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ کا توپخانہ یورپ کی تمام تاریخ میں اپنے عہد کا عدیم النظیر تسلیم کیا گیا ہے -

ہندوستان کے میدان میں سب سے پہلے توپ بابر لایا - اکبر نے توپ کی صنعت کو جسقدر ترقی دی ' وہ آئین اکبری کے پڑھنے والوں پر ظاہر ہے -

اورنـــگ زیب عالمگیر کے عہد میں اس صنعت کو جسقدر ترقی ہوئی اوسکے نمونے ہندوستان میں جا بجا موجود ہیں -

دولت آباد میں " قلعہ شکن " اور پونہ میں " فتح کشا " نامی دو توپیں عہد عالمگیر کی یاد دلاتی ہیں - یہ دونوں توپیں " محمد حسن عرب " کی صنعت سے ہیں -

دکن میں مسلمان اور ہندو قوتوں کی آخری اور فیصلہ کن رزمگاہ " تالی کوٹ " کا میدان تھا جس میں دکن کی پانچ اسلامی ریاستوں نے متفقاً ملکر دکن کی قدیم و مستحکم ہندو حکومت بیجانگر کا خاتمہ کردیا - لیکن اس غیر متوقع فتح کی قوت در اصل احمد نگر کے توپخانہ میں مخفی تھی - توپ " ملک میدان " بھی درحقیقت اسی امارت اسلامیہ کی یادگار ہے -

یہ توپ احمد نگر میں بعہد ابوالغـــازی نظام شاہ سنہ ٩٠٥ ھ میں ڈھالی گئی تھی - اس کے صناع کا نام اسکی پشت کے کتبہ پر " محمد بن حسن رومی " منقوش ہے - یہ توپ احمد نگر کے قلعہ پرندہ پر نصب تھی - اتفاق روزگار سے جب یہ قلعہ بیجاپور کی حکومت میں داخل ہوا تو یہ توپ بھی سنہ ١٦٣٢ع میں منتقل ہوکر بیجاپور آ گئی - سنہ ١٦٨٥ ع مطابق سنہ ١٠٩٧ ھ میں جب عالمگیر نے بیجاپور پر قبضہ کیا تو اموال و غنائم میں " ملک میدان " بھی ہاتھ آئی - اورنگ زیب نے اس کو یہیں چھوڑ دیا لیکن اسکی پیشانی پر اپنے نام کا سکہ ضرب کردیا - برٹش عہد حکومت میں (١٨٥٤ ع) اس توپ کا طالع اقبال قریب تھا کہ گردش میں آجاے - ستارہ کے کمشنر نے حکم دیدیا تھا کہ دیگر بیکار چیزوں کے ساتھ اس توپ کو بھی نیلام کردیا جاے - بخت کی واژگونی دیکھو کہ اس مایۂ روزگار کی قیمت صرف ١٥٠ روپیہ آنکی تھی !

لیکن ہم اسی ناقدردانی زمانہ کے ممنون ہیں جس نے مسلمانوں کے شاهد اقبال کے طور پر اسکو ہمارے لیے محفوظ رکھا - دوسری بار پھر یہ برٹش میوزیم کے حصہ میں آچکی تھی کہ ہماری خوش نصیبی نے پھر چمک کر چھین لیا ' اور یہ اب تک بیجاپور کے مغربی شہر پناہ کے سب سے بڑے برج پر نصب ہے -

ملک میدان کا طول ١٤ فیت ٤ - انچ ' اور اسکا سب سے بڑا قطر ٤ فیت ١١ - انچ ہے - اسکے دہانہ کی وسعت اتنی بڑی ہے کہ ایک آدمی اچھی طرح بیٹھکر دو پتہ باندہ سکتا ہے !

دہانہ کی شکل ایک اژدہے کے منہ کی سی ہے ' جسکے جبڑے بالکل کھلے ہوے ہیں - جبڑے کے دونوں طرف دانتوں کے اندر دو ہاتھی دبے ہوے ہیں !

جسطرح بیجاپور کا گول گنبد دنیا میں اپنا نظیر نہیں رکھتا ' مشہور ہے کہ اسی طرح یہ اپنی وسعت و ضخامت و عجیب الشکلی میں اپنی نظیر نہیں رکھتی اور دنیا کی سب سے بڑی توپ شمار کی جاتی ہے - کتبات کی نقل حسب ذیل ہے :

اللـــہ

و لا ســـواہ — اضافۂ عالمگیری

٣٠

فی سنہ جلوس

شـــاہ عـــالمگیر غازی پادشاہ دین پناہ

انکہ داد عدل داد و ملک شاہاں را گرفت

مطابق سنہ ١٠٩٧ھ

فتـــح بیجـــا پـــور کـــرد و بہر تاریـــخ ظفـــر

رو نمود اقبال و گفتہ: ملک میداں را گرفت

اللہ

خادم اہل رسول

ابو الغازی نظام شاہ

سنہ ٩٥٦ ھ

عمل محمد حسن رومی

آثار محـــل

عادل شاہی کتـــب خانہ کا نقش پا

تاريخ تمدني اسلامي کا ايک صفحه !

غـزوات اســــلاميـه اور تجـارت

دنيا نے جس نقطے سے اپنا سفر شروع کيا تها ' هر پهر کے پهر اوسي نقطے پر پهونچ گئي هے - دنيا کا سورج اپني تکوين کے پہلے دن وحشت و بهيميت کے سر پر چمکا ' اوز آج تمدن و تهذيب کے خط استواء سے گذر رها هے - ليکن اوسکي حرارت ميں کوئي فرق نهيں آيا هے - اوسکا آتشيں چهره جسطرح تکوين عالم کے پہلے دن غصه سے سرخ تها ' اوسي طرح آج بهي تابناک نظر آرها هے !

بظاهر يه ايک نهايت تعجب انگيز بات هے - جس دور ترقي و عهد تمدن نے حقائق و علوم ميں ايک عظيم الشان انقلاب پيدا کرديا ' اسرار عالم کے چهرے سے نقاب اولٹ دي ' بحر و بر کے ڈانڈے ملا ديے ' فضاے بسيط کے سياروں کو قوة جاذبه کے ايک رشته ميں منسلک کر کے خدا کے اس احسان عظيم کو که :

خلق لکم ما في الارض جميعا - | زمين ميں جو کچهه هے اوسکو خدا نے تمهارے هي ليے پيدا کيا هے

پورا کرديا - کيا وه پهر اوسي عهد ظلمت کي طرف رجعت قهقري کر سکتا هے ' جو انسان کي سياه کاريوں کا ايک تيره و تاريک ظلمت کده تها ؟

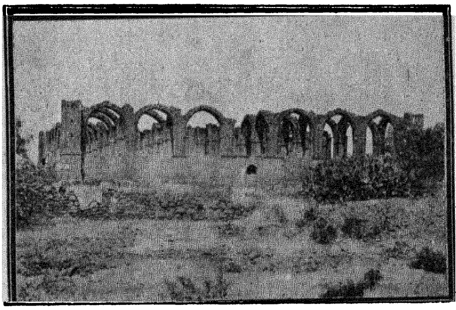

علي عادل شاه ثاني کا نا تمام مقبره

بظاهر يه سوال کتنا هي تعجب انگيز هو ' ليکن دونوں دور کے نتائج اسکا جواب اثبات ميں ديتے هيں -

يه سچ هے که وحشت و تمدن دو متضاد چيزيں هيں ' ليکن دونوں کے نتائج ميں عجيب و غريب اتحاد هے - آگ اگر پاني کو خشک کرسکتي هے ' تو وه ايک جامد ماده کو سيال بهي بنا سکتي هے - پس جب ايک هي قوت متضاد نتائج پيدا کرسکتي هے ' تو دو متضاد قوتيں متحد نتائج کيوں نهيں پيدا کر سکتيں ؟

ليکن اسوقت نظريات کي هنگامه آرائي کي ضرورت نهيں - يهاں گفتگو واقعات اور واقعات کے نتائج سے هے ' اور وه يکسر عالم آشکارا هيں - زمانهٔ وحشت ميں عورتيں آزاد تهيں ' آج اونکي آزادي اور بهي بڑه گئي هے - زمانهٔ وحشت ميں انسان هر چيز کو

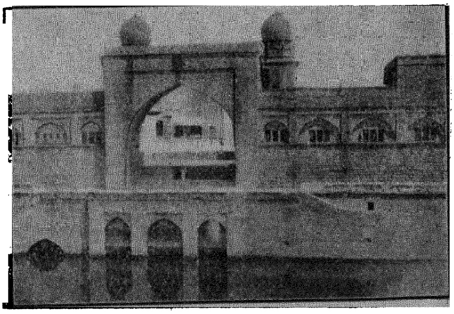

تاج باولي: تاج سلطانه بيگم سلطان ابراهيم ثاني کا حوض

مهتـــر محل

ايک صحن مسجد کا خارجي دروازه

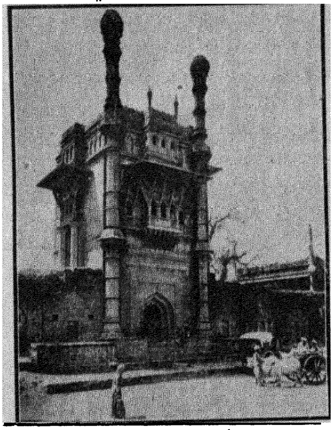

مباح سمجهتا تها ' اب ايک اعلى درجه کا متمدن انسان بهي بلا قيد دنيا کي هر چيز سے تمتع اوٹها سکتا هے - زمانهٔ وحشت ميں انسان بات بات پر لڑ پڑتا تها ' آج ايک مهذب انسان بهي سيادت جنسي و وطني کے جوش ميں ذرا سي بات پر تلوار اوٹها سکتا هے - زمانهٔ وحشت ميں انسان ايک بي بي پر قانع نهيں تها ' آج متمدن آباديان بهي زياده وسعت و کاميابي کے ساتهه اسي پر عمل کر رهي هيں - زمانهٔ وحشت ميں عورتيں صرف ستر عورت کا چهپانا کافي سمجهتي تهيں ' آج تمدن کے کامل لباس (فل ڈريس) ميں عهد قديم کا يه منظر نظر آسکتا هے -

زمانهٔ وحشت ميں انسان اپنے بغض و عداوت کو غير ضروري اور غير متعلق چيزوں کي طرف متعدي کر ديتا تها ' وه ايک شخص سے لڑتا تها تو اوسکے گهر ميں آگ لگا ديتا تها ' اوسکو متعدد مادي فوائد سے محروم کرديتا تها ' اوس نے جو تعلقات دوسرے لوگوں سے قائم کر رکهے تهے اونکو منقطع کرنا چاهتا تها ' اوسکي تجارت اور دوسرے ذرائع معاش ميں مختلف طريقوں سے رکاوٹ پيدا کرتا تها - آج بيسويں صدي کا متمدن انسان بهي يه سب کچهه کرتا هے - وه کبهي اسٹرائک کرتا هے ' کبهي بوائيکاٹ کا و[...] کهتا هے ' کبهي تاروں کا سلسله کاٹ ڈالتا هے ' کبهي ڈائنامیٹ ذريعه سے ٹرينوں کو اوڑا ديتا هے ' کبهي تجارتي جهازوں کو [...] ديتا هے بلکه بعض اوقات اونکو ڈبو بهي ديتا هے ' اور اسکو دشمن [...] بيدست و پا کرنے کا نهايت مهذب اور کامياب آله سمجهتا [...]

اسلام سے پہلے عرب بهي ايک وحشي ملک تها ' اسلي[...] بيسويں صدي کے اس بے پناه آلے کو استعمال کرتا تها - [...] زياده اوس نے خود اسلام هي کے مقابلے ميں اس[...] ابتداے بعثت ميں دو سال تک کفار قر[...] ذريعه آنحضرت صلے الله عليه و سلـ[...] منقطع کردیے تهے اس معاهد[...] اپني لڑکي ديسکتا تها ' نه او[...] اونکے ساتهه کسي قسم کا لـ[...]

انکي اس ايجاد پر بڑا ناز هوگا که وه آب و دانه کا فاقه کرکے قيد خانے کي مصيبتوں سے بچ جاتي هيں - ليکن سب سے پہلے عرب کي ايک عورت نے اسلام کے مقابلے ميں اس آله کا استعمال کيا تها - جب حضرت سعد بن ابي وقاص رضي الله عنه اسلام لائے ' تو اونکي ماں نے باراس دوبار قسم کهائي که اگر وه اس مذهب سے باز نه آئے تو نه اون سے کبهي بولوں گي ' نه کهانا کهاؤں گي ' نه پاني پيوں گي - يه محض دهمکي هي نه تهي ' بلکه اُس نے اس پر عمل بهي کيا ' اور اسي حالت گرسنگي ميں تين دن گذار ديے - تيسرے دن جب فرط ضعف سے بيهوش هوگئي ' تو اس نازک حالت کو ديکهکر اسکے دوسرے لڑکے نے پاني پلا ديا - هوش ميں آئي تو سعد کو بد دعائيں ديں - (۱)

ابتداے اســـلام ميں بعض صحابه نے بهي کفار کو تجارت کي روک ٹوک کي دهمکي دي تهي - چنانچه غزوۂ بدر سے پہلے ايک بار حضرت سعد بن معاذ رضي الله عنه عمره کي غرض سے مکه آے ' اور قديم دوستانه تعلقات کي بنا پر اميه بن خلف کے يہاں قيام کيا - چونکه کفار آزادي کے ساتهه عمره لانے کا موقع نہيں ديتے تهے ' اسليے انهوں نے ايک دن موقع پا کر دو پهر کے سناٹے ميں اميه کے ساتهه طواف کرنا چاها - اتفاق سے ابوجهل سے ملاقات هوگئي - اوس نے کہا : " تم اس طرح بيدهڑک مکه ميں طواف کر رهے هو ' حالانکه تم نے گمراه مسلمانوں کو اپنے يہاں پناه دي هے ' اور اونکي مدد کر رهے هو ؟ اگر تم ابوصفوان (اميه) کے ساتهه نه هوتے ' تو يہاں سے بچکر واپس نه جا سکتے " -

اس پر حضرت سعد بن معاذ کو بهي غصه آ گيا - اونهوں نے بهي دهمکي دي : " اگر تم مجهے طواف سے روکو گے تو ميں تمهاري راه ميں اس سے بهي سخت رکاوٹيں پيدا کرونگا ' يعني مدينه کے راستے سے تمهارا جو کاروان تجارت شام کو جايا کرتا هے ' اوسکو روک دونگا " (۲)

حضرت سعد بن معاذ رضي الله عنه نے يه صرف دهمکي هي دي تهي ' مگر بعض مسلمانوں نے اس پر عمل بهي کيا - چنانچه صلح حديبيه کے بعد جو مسلمان مکه سے بهاگ کر ساحل دريا پر مقيم هوگئے تهے ' وه مجبوراً قريش کے کاروان تجارت کي لوٹ سے اپني ضرورتيں پوري کرتے تهے - تاهم خود آنحضرت نے نه تو کبهي ايسا کيا اور نه اسکو پسنديدگي ظاهر کي - چنانچه جب قريش نے ساحل بحر کے مسلمانوں کي شکايت کي تو (حسب تصريح بخاري) آپنے انهيں اپنے پاس بلا ليا -

اسلام دنيا ميں خالي هاتهه آيا - نه اوسکے دامن ميں لعل و جواهر کے ذخيرے تهے ' نه وه اپني جيب ميں چاندي سونے کے سکے رکهتا تها - نه اوسکے پاس اس قدر سرمايه تها که لوگوں سے لين دين بڑهاتا ' تجارت کي منڈياں قائم کرتا ' يا کم از کم بازار ميں ايک معمولي سي دکان هي لگا ديتا - اوسکي جهولي ميں صرف مخلصين مومنين کے سيد دل تهے ' جو اگرچه لعل و جواهر سے زياده گراں قيمت اور چاندي سونے کے سکوں سے زياده بيش بها تهے ' ليکن اسوقت عرب کے بازار ضلالت ميں اس سودے کا کوئي خريدار نه تها !

اس زمانے ميں عرب کي تجارت کا تمام دار و مدار کفار مکه اور يهود مدينه کے هاتهه ميں تها ' ليکن عرب ميں جو بد اخلاقياں عموماً پهيل گئي تهيں ' اونکا اثر سب سے زياده داد و ستد کے معاملات پر تها - اس بنا پر تجارت تمام اخلاقي خرابيوں کا مرکز بن گئي تهي - اور سب سے زياده متمول اور کاروباري قوم يهود کي

تهي - ليکن يه لوگ معاملات ميں نهايت سخت اور حريص تهے - يہاں تک که بچوں اور عورتوں تک کو رهن رکهتے تهے (۱) اور قرض کے تقاضے ميں نهايت بے مروتي کا اظهار کرتے تهے - چنانچه حضرت جابر بن عبد الله رضي الله عنه کے والد نے جب انتقال کيا تو انپر ايک يهودي کا قرض باقي رهگيا تها - اوس نے تقاضا کيا تو حضرت جابر رضي الله عنه نے چند دنوں کي مهلت مانگي - اوس نے انکار کرديا - اونهوں نے آنحضرت سے سفارش کرائي - آنحضرت اوسکے پاس خود تشريف ليگئے اور اس معامله کے متعلق بالمشافه گفتگو کي - ليکن اوس نے آپ کي سفارش کو بهي رد کرديا (۲)

معاملات کے متعلق کفار کا جو طرز عمل تها وه اس سے بهي زياده سخت تها ' اور اوسکا اثر مسلمانوں پر بلکه خود اسلام پر بهي پڑتا تها - عاص بن وائل پر خباب کا کچهه قرض تها - جب اونهوں نے اوس سے تقاضا کيا تو اوس نے کہا : جب تک تم محمد صلي الله عليه و سلم کي رسالت کا انکار نه کرو گے ' ميں تمهارا قرض ندوں گا ! (۳)

يه لوگ خود آنحضرت کے ساتهه بهي نهايت بيهوده طريقه سے پيش آتے تهے - آپ پر ايک کافر کا قرض تها ' اوس نے اس سختي کے ساتهه آپ سے تقاضا کيا که صحابه اس کي بے ادبي پر ضبط نه کرسکے ' اور اوسکو اس گستاخي کي سزا ديني چاهي - ليکن آنحضرت صلي الله عليه و سلم نے يه کهکر روکديا : " جسکا حق هے وه اسقدر باتيں بهي سنا سکتا هے " (۴)

اهـــل عرب نے خارجـــي ممالـک سے جو تجــارتـــي تعلقات قائم کرليے تهے ' وه بهي اسلام کيليے نهايت مضر تهے - چنانچه حضرت دحيه کلبي جب آنحضرت کا خط هرقل شاه قسطنطنيه کے پاس ليکر گئے تو اسوقت ابو سفيان تجارتي اغراض سے شام ميں مقيم تها - هرقل نے اوسکو طلب کيا اور آنحضرت کے متعلق متعدد سوالات کيے - ان سوالات کي سنجيدگي نے اگرچه ابوسفيان کو آنحضرت يا اسلام کے معائب و مثالب کے اظهار کا موقع نہيں ديا ' تاهم جب آنحضرت کے وفاے عهد کے متعلق دريافت کيا گيا تو باوجوديکه اوسکو آنحضرت کي پابندي عهد کا علم تها ' ليکن هرقل کو يه کهکر در پرده مشتبه کردينا چاها که " اسوقت تو همکوں کے درميان معـــاهدۂ صلح هو گيا هے ' خدا جانے وه اسکو قائم رکهتے ميں يا نہيں ؟ " چنانچه ابوسفيان کو خود اعتراف هے که اسنے به هزار دقت يه موقع پيدا کيا تها :

ما امکنني من کلمة ادخل فيها شيئا غير هذا - (۵)

هرقل نے مجهے يه موقع هي نہيں ديا که اسکے سوا کسي اور سوال کے جواب ميں تدليس اور فريب کاري کرسکوں -

ان اسباب کي بنا پر اسلام تجارتي معاملات ميں روک ٹوک کرنے کا جائز حق رکهتا تها - ليکن اسلام کي ده ساله فاتحانه تاريخ ميں ايک موقع بهي ايسا نہيں پيش آيا جہاں اسلام کي کوه شکن قوت کسي کاروباري ترازو سے ٹکرائي هو - بلکه اسکے خلاف اسلام نے عرب کے اندر تجارت کا بازار اور زياده گرم کرديا - زمانۂ جاهليت ميں اهل عرب نے خانه کعبه کے متصل ذوالمجنه ' عکاظ ' ذوالمجاز ' وغيره متعدد بازار قائم کرليے تهے جو زمانۂ حج ميں تجارت کي اچهي خاصي منڈي بن جاتے تهے - اسلام نے چونکه جاهليت کے اکثر شعائر مٹا ديے تهے ' اسليے اول اول صحابه نے اون بازاروں سے

---

۳۲۷ مناقب سعد بن ابي وقاص

(۱) بخاري جزو ۳ - ص - ۱۱۸

(۲) بخاري جزو ۶ - ص - ۳۵ -

(۳) بخاري جزو ۵ ص - ۷۱

(۴) بخاري جزو ۵ ص - ۹۱

(۵) بخاري جزو ۳ - ص - ۱۱۷ -

تجارتي فائدہ اوٹھانا پسند نہیں کیا - لیکن خداے اسلام کو یہ علحدگي پسند نہ آئي اور صحابہ کے اس طرز عمل کے متعلق یہ آیت نازل ہوئي :

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم -	اگر تم لوگ زمانۂ حج میں خدا کے فضل یعني تجارت سے فائدہ اوٹھاؤ تو یہ کوئي گناہ کي بات نہیں -

مدینہ میں یہودیوں کا مشہور قبیلہ بنو قینقاع زرگري کا پیشہ کرتا تھا - اوس نے ایک بازار بھي قائم کرلیا تھا جو اونھیں کے نام سے مشہور تھا - بعض وقت اون لوگوں نے سر بازار مسلمانوں کے ساتھہ اشتعال انگیز شرارتیں بھي کیں - چنانچہ ایک مسلمان عورت کسي زیور کیلیے ایک سنار کي دکان پر آئي تو ایک یہودي نے پیچھے سے اوکو ازرہ بے پردہ کردیا (۱) لیکن ان لوگوں کے ساتھہ بھي کسي قسم کا تعرض نہیں کیا گیا - بلکہ خود حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مکان بھي اسي بازار کے متصل تھا ' اور اس تعلق سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھي اس بازار میں تشریف لاتے تھے - (۲) غالباً اسي ہمسائیگي کي بنا پر حضرت علي علیہ السلام نے یہودیوں سے لین دین کے تعلقات پیدا کرلیے تھے - چنانچہ جب اونھوں نے اپني دعوت ولیمہ کرني چاہي ' اور اس غرض سے اذخر (ایک گھانس ہوتي ہے جو سناروں کے کام آتي ہے) لانے کیلیے نکلے کہ سناروں کے ہاتھہ بیچ کر اسکي قیمت سے دعوت کا سامان کریں ' تو قبیلہ بنو قینقاع ہي کے ایک سنار کو اپنے ساتھہ لے جانا چاہا تھا - (۳) خود آنحضرت کے معاملات و قرض کا تمام تر تعلق یہود اور کفار کے ساتھہ تھا - چنانچہ آپنے ایک یہودي کے یہاں اپني زرہ رہن رکھہ کر کچھہ غلہ خریدا تھا (۴) حالانکہ ایک طویل سلسلۂ جنگ کے زمانے میں آلات جنگ کو ہر حال محفوظ رکھا جاتا ہے -

آنحضرت کے تمام خانگي اور ذاتي معاملات کا انتظام حضرت بلال کے متعلق تھا - یہ انتظامات جس طرح انجام پاتے تھے ' اوسکا حال جس تفصیل سے خود حضرت بلال نے بیان کیا ہے ' اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ معاملات کے متعلق اسلام کسقدر بے تعصب اور فیاض تھا - حضرت بلال فرماتے ہیں : " آنحضرت کے پاس کوئي سرمایہ نہیں تھا - ابتداے بعثت سے تا دم وصال میں ہي آپ کے مصارف کا انتظام کرتا تھا - چنانچہ آپ کي خدمت میں جب کوئي برہنہ تن مسلمان آجاتا تو میں آپ کے حکم سے جاکر پہلے قرض لیتا ' پھر اوس سے کپڑا خرید کر اوسکو پہناتا ' اور کھانا خرید کر کھلاتا تھا - اس معمول کو دیکھکر ایک دن ایک مشرک نے مجھہ سے راہ میں کہا کہ میں دولتمند آدمي ہوں ' مجھي سے قرض لے لیا کرو ' اور کسي سے نہ لو - چنانچہ میںنے اوسي سے معاملہ کرلیا - ایک دن وضو کرکے اذان دینے کیلیے اوٹھا تو میںنے دیکھا کہ تاجروں کي ایک جماعت کے ساتھہ وہ آ رہا ہے - جب اوس نے مجھے دیکھا تو منہ بنا کر نہایت سخت الفاظ میں کہا " اے حبشي ! تجھے معلوم ہے کہ مہینہ کب ختم ہوگا ؟ " میںنے کہا " اب ختم ہي ہوا چاہتا ہے " اوسنے کہا " اب صرف چار دن رہگئے ہیں - تم پر جو قرض ہے ' اب وصول کرلونگا - نتیجہ یہ ہوگا کہ جسطرح تم پہلے بکریاں چراتے پھرتے تھے اوسي طرح مفلس ہوکر سرگشتہ پھروگے " مجھے یہ سنکر نہایت رنج ہوا - عشاء کے بعد جب حضور اقدس گھر میں تشریف لائے تو اذن طلب کرکے حاضر خدمت ہوا ' اور عرض کیا کہ جس مشرک سے میں قرض لیا کرتا تھا ' اوس نے آج مجھہ سے نہایت سختي کے ساتھہ گفتگو کي - نہ آپ کے پاس کچھہ ہے ' نہ میرے پاس کہ اوسکا قرض ادا کروں - وہ میري عزت و آبرو کے پیچھے پڑگیا ہے - آپ مجھے اجازت دیجیے کہ کسي مسلمان قبیلہ میں اوسوقت تک کیلیے بھاگ جاؤں جب تک خدا آپ کو قرض ادا کرنے کے قابل بنادے - یہ کہکر میں آپ کي خدمت سے واپس آیا - تلوار ' ڈھال ' توشہ دان ' اور پاپوش کو سرہانے رکھکر سوگیا ' اور صبح کاذب ہونے کے ساتھہ ہي بھاگ نکلنے کا ارادہ کیا - اسي حالت میں ایک آدمي دوڑتا ہوا آیا کہ تمھیں آنحضرت بلا رہے ہیں - میں گیا تو چار اونٹنیاں بیٹھي ہوئي نظر آئیں جن پر سامان لدا ہوا تھا - آنحضرت نے فرمایا " قرض کے ادا کرنے کا سامان تو ہوگیا - کیا تم نے اونٹنیاں نہیں دیکھیں ؟ پھر آپ نے فرمایا : تم اونکو مع اوس غلہ اور کپڑے کے جو اون پر لدا ہوا ہے لیجاؤ ' اور اوس سے قرض ادا کردو - فدک کے بادشاہ نے ان کو میرے پاس بطور تحفہ کے بھیجا ہے - میں قرض دیکر پلٹا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا : " سب قرض ادا ہوگیا " میںنے کہا : ہاں ' اب کچھہ باقي نہیں ہے "

خارجي ممالک سے اہل عرب نے جو تجارتي تعلقات قائم کرلیے تھے ' اسلام پر اونکا نہایت مضر اثر پڑتا تھا - چنانچہ عرب میں شام سے جو قافلہ غلہ لیکر آتا تھا وہ اسـلام کیلیے نہایت خطرناک تھا - یہاں تک کہ آپ نے جب حضرت کعب بن مالک رضي اللہ عنہ سے عدم شرکت غزوۂ تبوک پر تمام اخلاقي تعلقات منقطع کرلیے ' اور تمام صحابہ کو اون سے علحدگي کا حکم دیا ' تو اونکو شام کے ایک نبطي نے جو مدینہ میں غلہ لیکر آیا تھا ' بادشاہ غسان کا ایک خط دیا ' جسکا مضمون یہ تھا :

قد بلغني ان صاحبک قد جفاک ' ولم یجعلک اللہ بدار ھوان و لا مضیعۃ فالحق بنا نواسک (۱)	مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمھارے آقا نے تم پر ظلم کیا ہے ' لیکن خدا تمکو ذلیل و برباد نہیں کریگا - تم ہم سے مل جاؤ ہم تمھارے ساتھہ ہمدردي کرینگے -

اگر حضرت کعب بن مالک نے جوش اخلاص نے اس خط کو تنور میں نہ ڈالدیا ہوتا ' تو اسکا نتیجہ صرف یہي نہیں ہوتا کہ اسلام کے دائرہ سے ایک فرد نکل جاتا بلکہ غزوات اسلامیہ پر بھي اسکا نہایت مضر اثر پڑتا - با اینہمہ اسلام کیوجہ سے ان تاجروں کي گرم بازاري میں کوئي فرق نہیں آیا - بلکہ ایک بار آپ نماز جمعہ پڑھا رہے تھے - اسي حالت میں شام سے ایک قافلہ آ گیا - تمام مسلمان نماز چھوڑ کر اوسکي طرف دوڑے ' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھہ صرف ۱۲ آدمي رہگئے - اسپر یہ آیت نازل ہوئي :

و اذا راوا تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا و ترکوک قائما	جب وہ تجارت یا لہو کو دیکھ[تے] ہیں ' تو اوسکي طرف دوڑ[تے] ہیں اور تجھکو کھڑے کا کھڑا چھوڑ دیتے ہیں - (۲)

مفسرین کرام نے " لہو " کي تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ اعلان عام کیلیے نقارہ بجاتے تھے - اس سے اونکي آزادي کا اندازہ ہوسکتا ہے - افلاس کدۂ عرب کي عام غذا کھجور اور روٹي تھي ' لیکن جو لوگ دولتمند ہوتے تھے ' وہ میدہ کھاتے تھے - لیکن اسکے لیے نہایت شوق کے ساتھہ شام کا انتظار کرنا پڑتا تھا - چنانچہ جب وہ قافلہ آتا تھا تو اپنے لیے میدہ خرید لیتے تھے - باقي تمام گھر کا خرچ کھجور سے چلتا تھا (۳) - زمانۂ اسلام میں بھي رہي -

(۱) تاریخ ابن اثیر
(۲) بخاري جزو ۳ - ص - ۶۶ -
(۳) ابو داؤد جلد ۲ - ص - ۶۳
(۴) بخاري جزو ۶ - ص - ۵۶

(۱) بخا
(

المسئلة والمناظرة

(النــــوم)

از روے طب قدیم

گذشتہ اشاعت میں بہ ضمن مذاکرۂ علمیہ جناب نے جو تحقیقات نیند اور اسکی حقیقت کے متعلق شائع فرمائی ہے ' اور حکماء یورپ کے مختلف اقوال و مذاهب کا خلاصہ درج کیا ہے ' اسے خاکسار نے نہایت دلچسپی اور ذوق سے پڑھا - لیکن افسوس ہے کہ جو کچھہ تحقیقات همارے طب قدیم میں اسکے متعلق موجود ہے ' اسکے مقابلے میں اس کي کوئي خاص وقعت محسوس نہوئي ' اور نہ کوئي ایسا نیا حل پایا جو تحقیقات طبیۂ قدیمہ سے بے نیاز کردے - اگر اس راے کو " قدامت پرستي " کے الزام دهي کا آلہ نہ بنایا جاے تو کہا جا سکتا ہے کہ حکماء یورپ کي تحقیقات نے بجاے حل مشکلات و تسہیل مطالب کے اور زیادہ حقیقت کو مستور کر دیا ہے -

جناب مجھے اجازت دیں کہ نہایت مختصر طور پر طب قدیم کي تحقیقات بھي اسکے متعلق عرض کردوں ' تا کہ ارباب نظر و بصیرت کے سامنے دونوں چیزیں بہ یک وقت آجائیں اور وہ غور کرسکیں کہ حقیقت سے اقرب کونسي راہ ہے ؟ بہت ممکن ہے کہ کوئي صاحب ان دونوں بیانات کو پڑھکر مزید غور و فکر کریں ' اور ایک مفید سلسلہ مباحث علمیہ کا اسپر مرتب کیا جا سکے - مذاکرۂ علمیہ سے اصل مقصود یہي ہے اور علمي معلومات و مذاق کو بغیر اسکے نشو و نما نہیں مل سکتي -

۱(تحقیقات طبیہ)

النــــوم حال یعرض للحیوان ان یقف فیه النفس عن استعمــال الحواس الظــاهرة و الحـرکات الارادیة ' و یلزمه رجوع الــــروح النفســاني و انقطــاعه عن الالات الی المبدء ' لا بالکلیة بل ینبعث فیه شي تسیر الیها ' و بحسب ذالــک یکون استغراق النوم و عــــدم استغراقه -	نوم حیوان کے ایک حال کا نام ہے ' اس میں نفس حواس ظاهر اور حرکات ارادیہ سے (جو مثل جواسیس و خدام هیں) کام لینے سے رکجاتا ہے اور روح نفساني بھي بہ تتبع نفس نفوذ ظاهر سے باز رهتي ہے ' اور مبدء سے الات کا تعلق مسدود ہو جاتا ہے - یہ تعلق جسقدر مسدود ہوگا اوسي قدر گہري نیندطاري ہوگي -

اولاً یہ امر ذهن نشین ہوجانا چاهیے کہ دماغ مبدء قوۃ نفساني ہے - حواس خمسۂ ظاهرہ ' بصر ' سمع ' شامہ ' ذوق ' لمس ' هیں اور صاب مثل جواسیس و الات کے هیں - معلومات حاصلہ کو حواس حس مشترک کے حوالے کردیتے هیں - حس مشترک منجملہ اغ ایک قوۃ ہے جسکا فعل صرف احساس مدرکات ظاهرہ ہے - ات کي ترکیب و تفصیل و اخذ معاني جزئیہ دوسري دماغي ہ کا فعل ہے ' اور جلب نافع و هرب عن الضار ایک اور قوۃ ہے جسکو " محرکہ " کہتے هیں - حواس خمسہ کي سي ہے - یہ هر دو الات مدرک بنفسہا ہو - اعصاب نہ ہو وہ

معدہ کي بخارات رطبیہ و دهنیہ رگوں کے ذریعہ سے بجانب دماغ متصاعد ہوتے هیں ' اور تراکم کي شکل میں متغیر بہ طوبات ہو جاتے هیں - یہ رطوبت چونکہ اعصاب کو مسترخي کر دیتي ہے اسلیے اجزاء دماغ و اعصاب ایک دوسرے پر منطبق ہو جاتے هیں ' روح نفساني جو حامل قوۃ نفساني ہے ان بخارات کے اختلاط سے کثیف ہو جاتي ہے ' اور تعلق مبدء کا الات سے منقطع ہو جاتا ہے ' کیونکہ روح نفساني کا نفوذ مثل نفوذ شعاع شمس کے ہے - جب هوا میں دهواں ملجاتا ہے ' تو دهوپ بہت هلکي ہوجاتي ہے - یا جب ابر آ جاتا ہے تو سایہ ہو جاتا ہے - اسیطرح ابتداء نوم میں اصوات محسوس ہوتي رهتي هیں ' جب اس تکدر روح اور اجزاء مانع وصول کا انطباق بجانب دماغ ہو جاتا ہے ' تو نائم مستغرق کو مناظر و اصوات و رائحہ و ذائقہ و خشونت و صلابت وغیرہ مستدرک نہیں ہوتے - اسي لیے بچوں ' نوجوانوں ' مرطوب مزاجوں کو زیادہ اور گہري نیند آتي ہے ' اور یابس المزاج کو کم آتي ہے - حالت نوم میں نفس کے ساتھہ روح و اخلاط (موجبات حر) بھي بجانب باطن متوجہ ہو جاتے هیں ' اور ظاهر بدن میں برودت ہو جاتي ہے ' یہي وجہ ہے کہ نائم کو سردي زیادہ محسوس ہوتي ہے اور حالت خواب میں زیادہ کپڑے اوڑهنے پڑتے هیں -

اضطرار الی النوم کي وجہ یہ ہے کہ طبیعۃ حالت بیداري میں احساس اور حرکت ارادي کے کمال کیطرف متوجہ رهتي ہے اور یہ افعال روح کي حرکت سے ظہور پذیر ہوتے هیں - حرکت موجب تحلل ہے - باوجودیکہ بدل ما یتحلل میں ملتا رهتا ہے مگر نہ اسقدر کہ تلافي مافات کو کافي ہو ' کیونکہ روح اور خون کے ساتھہ حرارۃ غریزي ظاهر بدن کیطرف مائل ہوتي ہے - بدینوجہ افعال هضم و استحالل و تسئیل باطن بدن میں بدرجہ اتم نہیں ہوتے - پس ایک ایسے وقفہ کي ضرورت ہے کہ طبیعۃ بالکلیہ بجانب باطن متوجہ ہو کر افعال کي تکمیل کرے اور اس سے اجتماع روح و قوی ' و استراحت تامہ حاصل ہو - اوسي توقف کا نام نیند ہے -

محمد علي بیگ (دهلي)

(بقیہ مضمون صفحہ ۲۵ کا)

ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کسطرح غیر مذهب کے تاجروں کا خیر مقدم اور استقبال کیا کرتا تھا - اور تجارتي آزادي کو کس طرح اس نے هر عهد اور هر دور میں قائم رکھا ؟

لیکن یہ یورپ کي زبان میں عهد وحشت تھا - یہ ان لوگوں کا دور تھا جنھوں نے تلوار کے زور سے لوگوں کو اپنا حلقہ بگوش بنایا ' جنکے پاس حق اور عدالت کي کوئي دعوۃ ایسي نہ تھي جو تلوار کے سایے سے باهر بھي دنیا کو متوجہ کرسکے ! با ایں همہ یورپ کي تہذیب اور نوع پرستي کے منتہاء کمال کو بھي آج هم نہایت دلچسپي سے دیکھہ رہے هیں - همارے سامنے اُن مقتولین کي لا تعد و لا تحصی فہرستیں هیں جو میدان جنگ میں نہیں بلکہ امن و انزوا کي بستیوں میں مارے گئے ' هم هر روز اُن جهازوں کي تباهي کا افسانہ پڑهتے هیں جو ڈبو دیے گئے اسلیے کہ اسمیں انسانوں کي ایک جمعیت اور انساني غذا کي ایک کافي مقدار تھي - هم اُن شریفانہ اعلانات و مہذبانہ عزائم کي سرگذشتیں سن چکے هیں جن میں اپنے تفوق و عظمت کا سب سے بڑا ثبوت یہ دیا جاتا ہے کہ دشمن کي انساني اب،دیوں کو بھوک اور افلاس سے یکسر قتل کر دیا جائیگا اور تجارتي راهیں تمام مسدود کردي جائیگي - پھر ان اعمال انسانیۃ ' ان افعال مدنیۃ ' ان اعلانات شرافت ' پر فخر ہے ' غرور ہے ' ناز ہے ' مسابقت ہے ' منافست ہے ' اور هر فریق مدعي ہے کہ اس نے سب سے زیادہ درندگي کي ' اور سب سے ہ انسانوں کو ڈسا اور چیرا اور پھاڑا - پھر آج عالم تمدن کیلیے تشنہ ہے یا وحشت ل کو پکارتا ہے یا ماضی کو ؟

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس و لينذروا به و ليعلموا انما هو اله واحد و ليذكر اولوا الالباب (۱۳ : ۵۲)

جلد ۱ — کلکته : جمعه - ۲ صفر سنه ۱۳۳۴ هجري — نمبر - ۳

Calcutta : Friday, December 10 1915.

ترجمان القرآن

یعني قرآن حکیم کا اردو ترجمه ' از خامهٔ ادیٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقیقي حامل و مبلغ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام هیں - پس انکي تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل ایک پیغمبرانه عمل هے ' جس کي توفیق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهیں حق تعالی انبیاء کرام کي معیت و تبعیت کا درجه عطا فرماتا هے ' اور اونکا نور علم براه راست مشکواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخیره میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفیق ملي ' وه حضرت شاه عبد الرحیم رحمة الله علیه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ' اور فارسي میں اپنا عدیم النظیر ترجمه مرتب کیا - انکے بعد حضرة شاه رفیع الدین اور شاه عبد القادر رحمة الله علیهما کا ظهور هوا ' اور اردو زبان میں ترجمة القرآن کي بنیاد استوار هوئي - شکر الله سعیهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر تهیک ایک صدي گذر چکي هے ' لیکن یه کهنا کسي طرح مبالغه آمیز نه سمجها جائیگا که نشر و تبلیغ قرآن حکیم کي جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ' اسکي تکمیل کا شرف حق تعالی نے ایڈیٹر الهلال کیلیے مخصوص کردیا تها ' جنهوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرانیه ' و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکیم کا یه اردو ترجمه نهایت سلیس ' عام فهم ' معني خیز ' حقیقت فرما عبارت میں مرتب کیا هے ' اور بحمد الله که زیر طبع هے -

یه ترجمه کیسا هے ؟ ان لوگوں کیلیے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هیں ' اسکا جواب دینا بالکل غیر ضروري هے -

یه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه لیتهو میں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعه میں آسکے - قیمت في جلد چهه روپیه رکهي گئي هے - لیکن جو حضرات اس اعلان کو دیکهتے هي قیمت بهیجدینگے ' انسے صرف ساڑهے چار روپیه لیے جائینگے - درخواستیں اور روپیه منیجر البلاغ کے نام بهیجنا چاهیے -

چار آنه

"كتاب مرقوم يشهده المقربون" (۸۳ : ۱۸)

"في ذالك فليتنافس المتنافسون!" [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال في مجلّدات الهلال

گاہ گاہے بازخواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

(۱) "الہلال" تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۂ اسلامیہ کے احیاء، درس قرآن و سنت کی تجدید، اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ، اور وحدۃ کلمۂ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال، اور نیز مقالات علمیہ، و فصول ادبیہ، و مضامین و عناوین سیاسیۂ و ملیہ کا مصور و مرصع مجموعہ تھا - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اُردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الاہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے، وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ، ایک ایک جملہ، ایک ایک ترکیب، بلکہ عام طریق تعبیر و ترتیب، و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اُردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الاہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا -

(۳) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی، اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر ہزاروں دلوں، ہزاروں زبانوں، اور صدہا اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا!

(۴) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الہی سے عمل بالاسلام والقران کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا، اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار متشککین، مذبذبین، متفرنجین، ملحدین، اور تارکین اعمال و احکام، راسخ الاعتقاد مومن، صادق الاعمال مسلم، اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے: و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم!

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے، وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص ہے -

(۶) طالبان حق و ہدایت، متلاشیان علم و حکمت، خواستگاران ادب و انشاء، تشنگان معارف الاہیہ و علوم نبویہ، غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں - وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جن میں سے ہر فصل و باب بجاے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے، اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(۷) چھہ مہینے کی ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی گئی ہے، ولایتی کپڑے کی جلد، اعلی ترین کاغذ، اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑی تقطیع کے (۵۰۰) صفحات!

(۸) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپے گی - تیسری، چوتھی اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں - تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں، اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی

(۹) با ایں ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے -

Tel. Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No. 648.

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly ,, Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول و رئیس التحریر
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۳

کلکتہ : جمعہ - ۲ صفر سنہ ۱۳۳۴ ھجري
Calcutta : Friday, December 10 1915.

جلد ۱

بعض اطلاعات مهمہ

(۱) گذشتہ اشاعت میں هم نے "ترجمان القران" اور "البیان" کي پیشگي قیمتوں کي ترسیل کے متعلق بالتفصیل لکھا تھا - امید ہے کہ احباب کرام اسپر مزید توجہ فرمائیں گے - اگر انہیں یہ کتابیں لیني هیں تو بہرحال قیمت بھیجني هي ہے - پھر اسمیں کیا حرج ہے کہ وہ ابھي سے بھیجدیں - ایک ذرا سے تقدیم و تاخیر کے ذریعہ وہ پریس کیلیے اپنے عمل کو مفید بنا سکتے هیں -

(۲) اکثر حضرات نے لکھا ہے کہ "البیان" کي رعایتي پیشگي قیمت کیلیے آخر محرم تک کي مدت مقرر کي گئي تھي - اگر اسے زیادہ وسیع کردیا جاے تو لوگوں کو مزید موقع ملے- هم اسکے لیے بھي طیار هیں :

بجان و دل ' اگرت هست میل ' مانع نیست
مئے مغانہ سبیـــل و در مغـاں بازســـت !

چنانچہ پہلي صفر کي جگہ اب هم آخر صفر تک کي مدت کا اعلان کر دیتے هیں جب تک کہ "البیـــان" کا پہلا نمبر شائع هوجائیگا - البتہ واضح رہے کہ اصولاً یہ مدت صرف پہلے نمبر کي اشاعت سے قبل تک هي کیلیے ہے - جن حضرات کي قیمتیں اشاعة سے پہلے دفتر میں پہنچ جائینگي ' وہ سب اس اعلان کے ماتحت محسوب هونگي -

(۳) اکثر احباب "البیان" کے متعلق مزید حالات دریافت کرتے هیں - مثلاً یہ کہ پورے قران کي تفسیر کب تک ختم هوگي؟ کل تفسیر کتني جلدوں میں هوگي ؟ پہلے ٹکرے میں کتنے حصے کي تفسیر نکلیگي ؟

جواباً گذارش ہے کہ البیان کي اشاعة کا کسي قدر انتظار کیجیے- اسي سے سارے سوالات حل هو جائینگے - اسکا اندازہ سردست کون کرسکتا ہے کہ پورے قران حکیم کي تفسیر کتني جلدوں میں ختم هوگي ؟ آپ ایک چھوٹا سا مضمون لکھنے بیٹھتے هیں تو قصد و اندازہ کے خلاف بات کہاں سے کہاں پہنچ جاتي ہے ؟ پھر کلام الہي کے حقائق و معارف کا تو عالم هي دوسرا ہے :

ایں زمیں را آسمانے دیگر ست !

یہ صرف اللہ هي کے هاتھہ میں ہے کہ وہ اپنے علوم و اسرار کے جتنے دروازے چاہے کھول دے' اور جتني حقیقتوں کو چاہے بے نقاب کردے - جس انداز پر اس وقت تفسیر لکھي جا رهي ہے ' اور جسطرح بلا علم و قصد خود بخود نئي نئي بحثیں کھل رهي هیں اور نئے نئے انکشافات هو رہے هیں ' اوس کے دیکھنے سے تو معلوم هوتا ہے کہ نہایت هي بسط و تفصیل کے ساتھہ هر منزل بحث کو طے کرنا پڑیگا - سردست تفسیر کا پہلا ٹکڑہ جو شائع هوگا ' وہ صرف سورۂ فاتحہ کي تفسیر ہے - مگر اسکي سات آیتوں کے اندر هي مباحث و معارف قرآنیہ کا اسقدر وافر ذخیرہ توفیق رباني سے فراهم هوگیا ہے' کہ لکھنے سے پہلے اسکا گمان و وهم بھي نہ تھا - خیال تھا کہ زیادہ سے زیادہ چار پانچ جزو میں یہ حصہ ختم هوجائیگا ' لیکن جب لکھنا شـــروع کیا اور یکے بعد دیگرے مطالب و حقائق سے پردے اٹھنے شروع هوے ' تو نظر آیا کہ پانچ چھہ جزو تو السبع المثاني کي صرف ایک آیة کیلیے بھي کافي نہیں! و للہ در ما قال :

هماں عشق ست بر خود چیدہ چندیں داستاں ' ورنہ
کسے بر معني یک حرف صـد دفتر نمي سـازد !

و في هذ المعني قول قائل اخر :

شربت الحـــب کاسا بعد کاس
فمـا نفد الشـــراب ولا رویت !

اور پھر با ایں همہ تفصیل و توسیع ' اگر اس عاجز کے دل سے پوچھیے تو سچ یہ ہے کہ جو کچھہ هو رها ہے ' یہ بھي ایک اشارہ و رمز سے زیادہ نہیں :

بہ رمز نکتہ ادا مي کنم ' کہ خلوتیاں
سر سبو بکشــادند و در فرو بستند !

البتہ حق سبحانہ و تعالی سے التجا ہے کہ اقلاً وہ عمر و فرصت میں اتني مہلت ضرور عطا فرماے کہ یہ ابتدا کسي نہ کسي طرح انتہاء تک پہنچ جاے' اور جو کچھہ اُس نے اپنے فضل عجز نواز سے مرحمت فرمایا ہے ' وہ تدوین و تحریر سے محروم نہ رہے - تاهم یہ بھي اپني آرزو ' اپني نظر ' اپنا پیمانۂ سود و زیاں ' اور اپنا علم نفع و ضرر ہے' اور حکم اسي کا حکم ' اور حکمت و مصلحت اسي کي حکمت و مصلحت ہے - اگر اسکي مرضي وہ نہو' جو اپني مرضي ہے ' تو پھر وهي هو جو اسکي مرضي ہے : وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ' ان اللہ کان علیما حکیما !

ولو قلت لي مت ' مت سمعاً و طاعة
و قلت لداعي الموت اهلاً و مرحبـــا !

وقال في المثنوي :

گر طمع خواهد ز من سلطان دیں
خاک بر فرق قناعت بعد ازیں !

تفسیر کے علاوہ ایک اهم و مستقل چیز تفسیر کا "مقدمہ" ہے - انشاء اللہ تعالی اسکے ابتدائي اجزا بھي البیان کي اولین اشاعة کے ساتھہ شائع هوجائینگے اور پھر اصل تفسیر کے ساتھہ چھپتے رهینگے - امید ہے کہ مقدمہ بہت جلد پورا هوجاے - کیونکہ وہ ایک محدود و مرتب چیز ہے -

عہد التواء و انتظار

یاد رفتہ کا ایک لمحۂ فکریہ !

رند ہزار شیوہ را طاعت حق گراں نبود
لیک صنم بہ سجدہ در ناصیہ مشترک نخواست !

(۱)

" البلاغ " جاري ہوگیا - یہ اسکا تیسرا نمبر ہے - مگر ہمیں جو کچھہ کہنا تھا وہ ابتک باقي ہے ' اور شاید ہمیشہ باقي ہي رہے :

بمحشر مي تواں گفت انچہ دردل ماندہ است امشب !

دارالارشاد کے اجراء ' رفتار تصنیف و تالیف کي غیر معمولي تیزي ' ترجمۃ القران اور تفسیر کي ترتیب و اشاعۃ ' اور بعض دیگر اسباب و موانع کے ہجوم میں اسي کو غنیمت سمجھا گیا کہ کسي نہ کسي طرح پرچہ جاري ہوجاے ' اور بہر صورت اسکے مقررہ اوراق سادہ نہ رہیں - اللہ کے فضل ذرہ نواز نے بہت سي ایسي نظریں اپني زمین پر پیدا کردي ہیں جو اس عاجز کے برے بھلے ' ادنی و اعلی ' کمتر و بہتر ' ہر طرح کي قلمي خدمات کو پذیرائي بخشنے کیلیے طیار رہتي ہیں ' اور جب تک وہ باقي ہیں ' مجھے باقي دنیا سے کوئي سروکار نہیں :

از رد و ہم قبول تو فارغ نشستہ ایم
اے آنکہ خوب ما نشناسي ز زشت ما !

رد و قبول اور تحسین و تقبیح سے متاثر ہونے کیلیے پہلا مسئلہ مخاطبین کے ذوق صحیح اور نظر سلیم کا ہے ' لیکن اس بارے میں زمانے کا جو کچھہ حال ہے ' اور صاحبان رد و قبول کے متعلق جو کچھہ اپنا فیصلہ ہو چکا ہے ' اسکے بعد اسکي گنجایش ہي کب رہي ہے کہ " رد و قبول " کي نمایشوں سے طبیعت متاثر ہو ؟ تاثر تو ایک بڑي چیز ہے - الحمد للہ کہ احساس تک باقي نہ رہا - اور اپنا دائمي ماتم یہ ہے :

مجلس چو بر شکست تماشا بما رسید
در بزم چوں نماند کسے ' جا بما رسید !

بہر حال رسالہ تو جاري ہوگیا ' مگر ابتک لکھنے کا موقعہ بالکل نہیں ملا - ابتدا کے دو نمبروں کے تمام ابتدائي صفحات عربي کے خطبۂ افتتاحیہ نے لے لیے ' اور وہ نہایت اہم اور ضروري مطالب جنکے لیے فواتح سنین ماضیہ کي طرح اردو کے ایک مبسوط و مستقل فاتحۂ البلاغ کا لکھنا نا گزیر ہے ' ابتک انضباط و تحریر سے محروم ہیں - اسي طرح وقت کے بعض مسائل مہمہ ہیں جنکے متعلق کچھہ نہ کچھہ لکھنا ضروري ہے - ازانجملہ " مسلم یونیورسٹي ایسوسي ایشن " کا گذشتہ اجلاس علي گڈہ ' اور خود موضوع " رد و قبول یونیورسٹي " اور اسکے بعض حوالي و اطراف ' ایسے مواضع نظر و انکشاف ہیں ' جنسے کسي طرح قطع نظر نہیں کیا جاسکتا -

(تذکار گذشتہ)

لیکن قبل اسکے کہ مستقبل کے آراء و عزائم کي طرف ہم متوجہ ہوں ' بہتر ہے کہ ایک الوداعي نظر اُس ماضي پر بھي ڈال لیں جو گزر جا چکا ہے ' لیکن اس کے نقش پا سے اب بھي بہت سي راہنمائیاں حاصل کي جاسکتي ہیں - اسکي یاد رفتہ میں بہت سے تذکار ایسے ہیں جن کو مستقبل بھي اپنے جیب و دامن میں ضرور جگہ دیگا -

ممکن ہے کہ مستقبل کے پر کشش ولولوں اور دلچسپ توقعات کے ہجوم میں ماضي مہجور کي یاد بعض دوستوں پر شاق گذرے ' جو اپنے وقت خوش کا تمام تر مستحق صرف مستقبل ہي کي حیات امید کو سمجھتے ہیں ' تاہم انہیں انصاف کرنا چاہیے کہ جو جا چکا ہے ' وہ ہماري مشغولیت کے مطالعہ کیلیے دوبارہ نہیں آئیگا - اگر چند لمحوں کي ایک سرسري نظر تودیع و آخرین کیلیے وہ مستمند و امیدوار ہے ' تو اسے ایک جاتے ہوے رفیق کي وہ آخري نظر سمجھیے ' جو گردن موڑ کر آپکو وداع کا سب سے پچھلا پیام پہنچاتي ہے :

مي دید و اشک حسرت مي ریخت ہمچو باراں !

(ماضي قریب)

اس سلسلے میں سب سے پہلے ہمیں ماضي قریب کا وہ حصہ بے اختیار یاد آجاتا ہے جو " الہلال " کے بند ہونے کي تاریخ سے شروع ہوتا ہے ' اور پھر نئے سال کے تمام ابتدائي و وسطي حصے سے گذر کر گذشتہ اگسست میں ایک طرح ختم ہوجاتا ہے - یہ پورے ایک سال چند ہفتوں کے التواء و انزوا ' انتظار و اضطرار ' اعتماد و انکار ' اور مواعید و اعلان کي ایک دلچسپ اور وسیع مدت تھي !

انسان کي ایک عالمگیر غلطي یہ ہے کہ وہ عبرۃ و بصیرۃ کیلیے ہمیشہ بڑے بڑے حادثوں اور وسیع الاثر مظاہر کا منتظر رہتا ہے ' پر صبح سے لیکر شام تک ہر انسان کي چھوٹي سے چھوٹي اور محدود سے محدود زندگي کے اندر جو صدہا صدائیں عبرۃ و موعظۃ کي بلند ہوتي رہتي ہیں ' انسے بالکل کان بند کرلیتا ہے - وہ چاہتا ہے کہ زلزلے آئیں تو میں چونکوں ' آتش فشاں پہاڑ پھٹیں تو میں آنکھیں کھولوں ' طوفان و امواج زمینوں کو غرق کردیں تو میں دیکھوں ' اور بڑي بڑي خونریز لڑائیوں کے شعلے بھڑکیں تو میں سمجھوں ' حالانکہ اگر اسکي دیدۂ بصیرۃ محجوب نہ ہوتي ' تو وہ دیکھتا کہ فطرۃ کو اُسکي بڑي بڑي خوفناک تیاریاں دکھلانے پر مجبور کرنا اسکے لیے کچھہ ضروري نہیں ہے ' اگر وہ سمجھنا چاہے تو جو کچھہ خود اُس کے واقعات حیات میں معمولاً ہو رہا ہے ' اسي کے اندر بہتر سے بہتر سمجھہ اور اعلی سے اعلی دانائي کي پکار رکھدي گئي ہے :

و کاین من آیۃ في السماوات و الارض ' یمرون علیها و هم عنها معرضون ؟ (یوسف)

اور خدا کي کتني ہي نشانیاں آسمان و زمین کے مظاہر و کائنات کے اندر پھیلي ہوئي ہیں جن پرسے غافل انسان گذرتا ہے ' مگر اسطرح منہہ پھیرے چلا جاتا ہے کہ اسکي حقیقتوں پر ایک سرسري نظر بھي نہیں پڑتي !

بلا شبہ یہ گذشتہ ایک سال چند ہفتوں کي مدت دنیا کا کوئي عظیم الشان واقعہ نہیں ہے ' اور اگر اسے محدود کرنے پر آئیے تو وہ بہت کچھہ سمٹ بھي سکتا ہے ' جسطرح کوشش کرنے پر بہت کچھہ پھیل سکتا ہے - تاہم میں سونچتا ہوں تو طرح طرح کي عبرتوں سے اسکي پوري راہ پر ہے ' اور محض شخصي حیثیت ہي سے نہیں ' بلکہ جماعتي اثرات و علائم اور نتائج و عواقب کے لحاظ سے کتني ہي غور طلب بصیرتیں اور ایمان پرور عبرتیں اسکے گوشے گوشے میں بکھري ہوئي ہیں ! و ان في ذالک لذکري ' لمن کان لہ قلب او القی السمع و ہو شہید ! (اواخر " ق ")

(مسئلہ ضمانت)

جبکہ " الہلال پریس " کي ضمانت ضبط کي گئي ہے اور اسکے لیے دو ہزار کے بعد دس ہزار روپیہ کي منزل کھولي گئي

ہے، تو اس وقت یہ واقعہ کوئی پہلا واقعہ نہ تھا، اور اسکے نظائر و امثال کے متعدد نمونے جسطرح باشندۂ ہند کے سامنے تھے، میرے سامنے بھی موجود تھے -

میں قومی جوش و خروش اور ایثار و انفاق کے وہ مناظر دیکھہ چکا تھا جو اس بارے میں گذشتہ تین سال کے اندر متواتر و مسلسل ظاہر ہوے، اور جنھوں نے تقلید و اتباع کی ایک مقبول راہ آیندہ کیلیے کھول دی تھی -

یکے بعد دیگرے پریسوں سے ضمانتیں مانگی گئیں اور انھوں نے عام پبلک سے اپیل کی - پبلک نے پورے جوش و خروش سے اسپر لبیک کہا، اور ایک ایسی مستعدی و سرگرمی کے ساتھہ جسکی نظیر ہندوستان کے تمام جماعتی کاموں میں نہیں ملسکتی، دو ہزار سے لیکر پندرہ ہزار تک کی رقمیں چند ہفتوں میں فراہم کردیں - ایک شخص کے حساب کے مطابق تقریباً چالیس ہزار روپیہ ابتک ضمانتوں کیلیے مسلمان دیچکے ہیں -

رفتہ رفتہ یہ حالت اسقدر عام ہوگئی کہ " ضمانت " کے بعد عام چندے کا ہونا ایک طرح کی لازمی بات سمجھہ لی گئی - اور ارباب مطابع اور پبلک، دونوں نے ایک قدرتی اور لا بدی حقیقت کی طرح اسپر اتفاق کرلیا -

چنانچہ جب کبھی ضمانت کی صورت پیش آئی تو اسکی اپیل اسطرح کی گئی جیسا کہ ایک طے شدہ اور قدرتی بات کو ہونا چاہیے، اور جب کبھی مانگا گیا، تو دینے والوں نے بھی اسیطرح بلا تامل و بے دریغ دیا، جس طرح ایک مدیون کو دائن کا مطالبہ بہر حال پورا کرنا ہے -

بلا شبہ جماعتی تغیرات و انقلابات کے اظہارات کی یہ بھی ایک منزل ہے جو ہمیشہ ایسے مواقع میں پیش آتی ہے، اور ایسا ہمیشہ ہوا ہے کہ جماعت نے بعض افراد کو اس غرض کیلیے چن لیا ہے کہ انکے نفع و ضرر کو اپنا نفع و ضرر سمجھیں، اور جو کچھہ انپر وارد ہو، اسے اپنے ایک ایک فرد پر مساویانہ تقسیم کرلیں - یہی چیز جب بڑھتی ہے تو اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ ایک وجود و شخص کا مسئلہ کروروں افراد کا مسئلہ بن جاتا ہے، اور زمین پر ایسے ایسے انسان چلنے پھرنے لگتے ہیں جنکی تکلیف ایک کرور انسانوں کی تکلیف، اور جنکی راحت ایک کرور انسانوں کی راحت ہو جاتی ہے !

مجھے یہاں اس سے کوئی بحث نہیں کہ ابھی خاک ہند میں ایسے افراد صالح پیدا ہوے ہیں یا نہیں ؟ اور جن لوگوں نے جماعتی ہیجان و انفجار کو مسئلۂ ضمانت کی طرف متوجہ کیا، انھوں نے ٹھیک اور بر وقت کیا یا نہیں ؟ نیز اس سے بھی مجھے کوئی تعلق نہیں کہ اصولاً جو کچھہ ہوا وہ کیسا ہوا ؟ بلکہ مقصود صرف ایک طرح کا سادہ بیان واقعہ ہے کہ اس طرح کا واقعہ ملک میں ہوا، اور اب بھی ہو رہا ہے، اور قسم کے اعتبار سے یہ چیز بھی در اصل اسی جماعتی ہیجان جذبات کا نتیجہ ہے جسکو آجکل کے علماء فلسفۂ اجتماعیہ " جماعۃ کے امیال و جذبات کا انقلابی انفجار " کہتے ہیں، اور جو ہر قوم و ملک کو اپنے تغیرات و اعمال اجتماعیہ کی منزلوں میں کم و بیش ضرور پیش آتا ہے - یہ ایک ایسی راہ ہے جو نہ تو عقل و استدلال سے تعلق رکھتی ہے اور نہ عقلی ترتیب اسکے لیے موثر ہے، مگر پیش ضرور آتی ہے، اور شاید بہتر اور صحیح وقت کا تعلق مستقبل سے ہو: و ان منکم الا واردھا، کان علی ربک حتماً مقضیا (وسط " مریم ")

(راہ اخبار نویسی اور راہ دعوۃ و تبلیغ)

با ایں ہمہ اس عاجز نے ابتدا سے اپنے کاموں کی بنیاد جن اصولوں پر رکھی تھی، وہ ایک لمحہ کیلیے بھی اس ... ساتھہ جمع نہیں ہوسکتے تھے -

سب سے بڑا اصولی اختلاف جو اساس و بنیاد ہی میں آکر پڑ گیا تھا، وہ کاموں کے طرز عمل اور قسم و نوع کا سوال تھا -

بلاشبہ اگر تم نے اخبار نکالا ہے اور پریس قائم کیا ہے، تو چاہیے کہ سب کچھہ اسی طرح کرو جسطرح اس راہ میں کیا جاتا ہے اور جسطرح کرنا چاہیے - پھر تمھاری ہمت کے آگے ہندوستان کے اخبار نویس طبقہ کے قرار دادہ اصول عمل کی راہ بھی ہے، اور ترقی یافتہ ممالک کی حقیقی اخبار نویسی بھی - تم اپنے اندر اس اخلاقی اور تجارتی کیریکٹر کو بھی پیدا کر سکتے ہو جو ابتک ہندوستانی پریس نے پیش کیا ہے، اور اس تجارتی اولوالعزمی اور اقتصادی بلند ہمتی کیلیے بھی اپنے تئیں طیار کر سکتے ہو جو ترقی یافتہ ممالک کے پریسوں میں پائی جاتی ہے -

تم چاہو تو " ہندوستانی اخبار نویسی " کی اس دکاندارانہ زندگی کو سیکھہ سکتے ہو جو " دکانداری " کی قسم میں بھی سب سے ادنہ درجہ کی دکانداری ہے، اور جسکے لیے ضرور ہے کہ تم ایک ایک پیسہ کے لیے روؤ، ایک ایک دھیلے کیلیے ماتم کرو، ایک ایک کوڑی کیلیے اپنے دماغ و قلم کی بہتر سے بہتر قوت کو یکسر وقف کردو، شخصی محاسن و فضائل کا معیار صرف اپنے اخبار کی خریداری کو قرار دو، جو خریدے اسکو فرشتہ سمجھو، جو بدبخت نہ خریدے اسے شیطان بتلاؤ، بلا طلب ہر خوش پوش کے نام اخبار جاری کردو، اور سال کے اخر میں وی پی بھیجدو، اگر اس نے وی پی واپس کردیا تو ٹکٹ کے ان پیسوں کو بھی اسکے حساب میں داخل کردو جو واپسی کی وجہ سے ضائع ہوے، اور پھر جن جن وسائل کو عمل میں لا سکو، اس " شریفانہ بل " کی وصولی کیلیے اختیار کرو - حتی کہ وہ بدبخت اپنی زندگی سے عاجز آجاے، اور اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھہ لے کہ براعظم ہند میں زندہ رہنے کی ضروری شرائط میں ایک بڑی شرط کسی " اخبار نویس " کے وی پی کو واپس نہ کرنا بھی ہے !

غرضکہ وہ مسکوک و منقوش وجود اعظم و اکرم جسکا ایمان شکن نام " پیسہ " ہے، بہر حال حاصل کرنا چاہیے، اور بہ حیثیت ایک " قومی اخبار نویس " ہونے کے اسکے حاصل کرنے کی ہر ممکن شکل تمھارے لیے جائز و حلال ہے !

اگر اس تقلید زار ہند میں نئے ارادوں اور مجتہدانہ عزائم کا وجود ناممکن نہیں ہے، تو اسیطرح دوسری راہ بھی تجارت اور دکانداری کی مگر شریفانہ و اولو العزمانہ تجارت کی تمھارے آگے باز ہے، اور تم یورپ کے اخبار نویس طبقہ اور فن صحافۃ (جرنلزم) کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھہ سکتے ہو - اسطرح تمھارے لیے ایک عمدہ تجارتی کام مہیا ہو سکتا ہے جو قوم و ملک کیلیے بھی مفید و ضروری ہے، اور تم ایک تاجر کی طرح خود بھی نفع اٹھا کر بہتر و احسن متاع اخوان ملت کو دیسکتے ہو - مگر اسکے لیے ضرور ہوگا کہ پہلے " ہندوستانی فن صحافۃ " کے اثرات دنائت اور جراثیم سفاہت سے اپنے تئیں یکقلم صاف و پاک کرلو، اپنے اندر بلند نظری مگر ایک تاجر کی طرح اقتصادی بلند نظری پیدا کرو، اور وسیع سرمائے اور تجارت کے عزائم صابرہ و متحملہ کے ساتھہ سفر شروع کرو - اس میدان میں تمھاری مثال ایک عقلمند و تجربہ کار کاشت کار کی سی ہوگی جو قیمتی سے قیمتی بیج بھی نہایت فیاضی کے ساتھہ زمین میں پھینک دیتا ہے اور ذرا بھی ہاتھہ نہیں روکتا، تاہم یہ اسکی بے دریغ بخشش اسلیے نہیں ہوتی کہ وہ اپنا سرمایہ زمین کو بخشدیتا ہے، بلکہ اسلیے کہ آج ایک خشک دانہ دیکر کل کو اسکے معاوضے میں ایک ہزار تر و تازہ خوشے لینا چاہتا ہے !

(دعوۃ و تبلیغ)

لیکن " دعوۃ و تبلیغ " کی راہ نہ صرف اخبار نویسی کی راہ سے (کیونکہ یہ تو شاخ ہے) بلکہ نفس تجارت اور اقتصاد سود و زیان کی راہ سے بالکل مختلف ہے، اور اس عالم کے جسطرح موثرات

دوسرے ھیں ' اسي طرح احکام بھي دوسرے ھیں :

مرنہ ایں رہ را نشانے دیگرست !

تجارت کي پہلي بنیاد مسئلۂ "عوض و بدل" ھے ' یعنے جو کچھہ دیا جاے ' اوس سے بہتر اوسکے معاوضے میں لیا جاے ' اور دینا صرف اسي لیے چاھیے ' تا کہ اسکے معاوضے میں لیا بھي جاے - لیکن یہي وہ اولین مقام ھے جہاں آکر " دعوۃ " اور " تجارت " میں محض اختلاف مسلک ھي نہیں بلکہ تبائن و تضاد کلي پیدا ھوجاتا ھے ' اور دونوں حقیقتیں ایک ساتھہ جمع نہیں ھوسکتیں - راہ " دعوۃ " کي پہلي بنیاد وہ چیز ھے ' جو بالکل اسکا عکس و تضاد ھے جو تجارت کے مذھب کا پہلا رکن تھا - تجارت نے اپنا مذھب " عوض و بدل " کے عقیدے پر قائم کیا ھے ' اور " دعوۃ " کے مذھب کا پہلا عقیدہ ایثار اور " قرباني " ھے - پھر کہاں " عوض " کي تلاش ' اور کہاں " قرباني " کي پکار ؟ کہاں اسلیے دینا کہ جو کچھہ ھے لٹانے کیلیے ھے ' اور کہاں اسلیے خرچ کرنا کہ اگر مخارج نہوں تو مداخل بھي پیدا نہیں ھوسکتے ؟ کجا دست طالب کي جستجو ' اور کجا دست معطي و مشتري کیلیے بیقراري ؟

فاین الثریا و این الثری ؟ * و این معاویۃ من علي ؟

کہاں نقد و متاع کي اسلیے فراھمي تا کہ خریدار پیدا ھو ' اور کہاں اسلیے گرد آوري تا کہ کوئي غارتگر ملے ؟

متاعے جمع کن شاید کہ غارتگر شود پیدا

ایک " تاجر " اپني تمام زندگي اور زندگي کي قوتوں کا مصرف صرف یہي سمجھتا ھے کہ کسي طرح اسکے " شخص خاص " کو نفع پہنچے ' اور اگر اسکا عمل و وجود دوسروں کیلیے سود مند بھي ھوتا ھے تو کسي رحم و احسان کي بنا پر نہیں ' بلکہ اسي جذبۂ نفع تجارت کي بنا پر - وہ ھمیشہ ایسے وقتوں کا متلاشي رھتا ھے جو اسکے نفع تجارت کیلیے بہتر ھوں ' وہ ایسے موسموں کا انتظار کرتا ھے جنکے ساتھہ اسکے نفع ذاتي کا کوئي پیام ھو ' وہ ایسے مواقع و حوادث کو ڈھونڈھتا رھتا ھے جنکا اثر تمام نوع انساني اور پورے کرۂ ارضي کیلیے خواہ کتنا ھي مہلک و برباد کن ھو ' مگر اسکي متاع تجارت اور اسکے وجود تجارتي کیلیے مفید ثابت ھو -

لیکن ایک " داعي " کے عقائد و اعمال اسکے بالکل ضد ھوتے ھیں - اسکے اندر خواہ کتني ھي خود غرضیاں چھپي ھوئي ھوں ' نمایش و شہرت کے کیسے ھي جذبات قویہ مخفي ھوں ' وہ کتنا ھي سخت خود پرست اور کیسا ھي شدید نفس خواہ ھو ' لیکن اگر دعوۃ و تبلیغ کے اوقات کا ایک لمحہ بھي اسپر گذرا ھے ' تو وہ اپنے کام اور زندگي کے بقاء کیلیے مجبور ھے کہ نفع تجارتي کي پرستش گاہ سے یکقلم باھر آجاے ' اور اسکا نفس خواہ کتنا ھي ذات پرست ھو ' مگر اپنے اعمال کو بالکل اس سے متضاد و متبائن کردے - اگر وہ ایسا نہ کریگا تو بہ حیثیت " داعي " کے اسکا وجود باقي نہ رھیگا - وہ اپنے وجود عمل کي بقاء کیلیے مجبور ھے کہ مشرب تجارت کي یکسر تکفیر (انکار شدید) کردے - تاجر کي تمام قوتوں کا مصرف " نفع خاص " تھا - وہ جسقدر زیادہ اس سبق کو یاد کریگا ' اتنا ھي زیادہ اچھا تاجر ھوگا - مگر " داعي " کي تمام قوتوں کا مصرف " نفع عام " ھے ' یعنے دوسروں کو فائدہ پہنچانا ' اور جسقدر سچائي ' جس قدر خلوص ' جس درجہ اذعان و یقین کے ساتھہ اس درس ایثار کو حاصل کریگا ' اتنا ھي زیادہ سچا " داعي " ھوگا - تاجر اپنے بنیادي عقیدے کي بنا پر صرف انھي چیزوں کا طالب رھتا ھے اور صرف انھي وقتوں ' موسموں ' مواقع ' اور مقامات کو ڈھونڈھتا ھے ' جو اگرچہ دوسروں کیلیے ضرر رساں ھوں ' پر اسکي تجارت کیلیے سود مند ھوں - ٹھیک ٹھیک اسي طرح ضرور ھے کہ " داعي " صرف انھي چیزوں کا طالب ھو ' اور صرف انھي وقتوں ' موسموں ' مواقع ' اور مقامات و حالات سے عشق کرے ' جو خواہ خود اسکي ذات اور اسکي ذات کے حوالي [illegible] کیلیے کتنا ھي دکھہ اور موت رکھتے ھوں ' لیکن دوسروں کیلیے ان میں راحت ' سکھہ اور زندگي ھو :

من و دل گر فنا شدیم ' چہ باک ؟

غرض اندر میاں سلامت اوست !

(عشق و رشتۂ عشق)

پھر آؤ ' ایک دوسرے عالم کي طرف جانکلیں ' اور وھاں سے ھوکر اس صحبت تک عود کریں - بات بظاھر بے تعلق ھے ' لیکن اسوقت بے اختیار دل اسي کي طرف کھنچ گیا ھے ' اور چند کلمے کہے بغیر طاقت عبور نہیں - عشق ' بلحاظ عشق اور خواص و نتائج عشق کے ایک ھي ھے ' اور اسمیں کسي نوعي امتیاز کا متعین کرنا ممکن نہیں - ھر عاشق عاشق ھوتا ھے ' اسلیے ھر عاشق خود رفتہ ھوگا ' دل بکف ھوگا ' جاندادۂ راہ الفت ھوگا ' اور حیران جادۂ ھجران و وصال - اس لحاظ سے قیس عامري کي نجد پرستي ' فرھاد کي کوہ کني ' اور نل کي شوریدگي ' سب یکساں ھیں - وہ جو اپنے گم گشتہ عزیزوں کیلیے روتا ھے ' وہ جو کسي بستر مرگ کا ماتم زدہ ھے ' وہ جو کسي کي یاد رفتہ کي کھٹک رکھتا ھے ' اور پھر وہ جو کشتۂ تغافل ھے ' اور وہ جو ھلاک تبسم ھے ' سب ایک ھي طرح کے عشق پیشہ ' اور ایک ھي راہ کے جادہ پیما ھیں ' اگرچہ مختلف ناموں سے مسمی ھیں :

و للناس فیما یعشقون مذاھب !

پس ایسي حالت میں تمیز عشق کیلیے عشق کرنے والوں کو دیکھنا بے سود ھوگا - چاھیے کہ " عاشق " کے قسم عشق کي پہچان کیلیے سب سے پہلے اسکے " معشوق " کو دیکھا جاے کہ وہ کون ھے ؟ یہي رشتہ اصلي سر رشتۂ تقسیم ھے ' اور اسي نسبت سے عشق کي مختلف راھیں متعین ھوجاتي ھیں :

دو چشم ساکن بیت الحزن بمن گرید

کہ من اسیر بمعشوق ' او بفرزند ست !

عشق کي ساري منزلیں اسي نسبت سے متحقق ھوتي ھیں - عاشق کے وجود کي بنیاد معشوق کا انتخاب ھے - اسکے تمام جذبات و امیال ' مذھب و مشرب ' اعمال و عقائد ' اوضاع و رسوم ' نظر و فکر ' سب کچھہ معلوم ھوجائیگا اگر یہ معلوم ھو جاے ' کہ اس نے اپنے عرض دل و جاں کیلیے کس کو انتخاب کیا ھے ؟ اپنے نذر شیفتگي و شوریدگي کیلیے کس کي چشم و آبرو پر نظر پڑي ھے ؟ اپني جبھہ سائي شوق کي عقیدت و نیاز کا کس کي چوکھٹ کو مستحق سمجھا ھے ؟ اور اپني اطاعت و عبودیت محبت کیلیے کس قہرمان حسن و جمال کے حکم عشق اور فرمان نیاز کے آگے سر بسجود ھوا ھے ؟

اسي راہ پہ چلکر " دعوۃ " اور " تجارت " کے باھم تضاد و تبائن مسلک کا بھي پتہ لگاؤ ' اور اندازہ کرو کہ دونوں راھیں ایک دوسرے سے کسقدر ابعد ھیں ' اگرچہ نفس عمل ' صرف قوي ' انفاق حیات کے اعتبار سے دونوں میں پوري پوري یکسانیت بھي پائي جاتي ھے ؟ " تاجر " اور " داعي " کو نہ دیکھو ' بلکہ یہ دیکھو کہ ایک تاجر کي حیات عشق کا معشوق کون ھونا چاھیے ' اور ایک داعي کي حیات محبت کي محبوبیت کس میں ھوتي ھے ؟ تاجر کو تم دیکھوگے کہ وہ تاجر نہیں ھے اگر " نفع خاص " اور " حصول زر " اسکا معشوق و مطلوب نہو - برخلاف اسکے " داعي " وھي ھوگا جسکا محبوب " نفع عام " اور اسلیے " حصول زر " نہیں ' بلکہ " طلب بے زري " ھو - تاجر اگر " پانے " کو اپنا معشوق نہ بناے تو اپني ھستي کھودے ' اور داعي اگر " کھونے " [illegible] ایک لمحہ کیلیے بھي غافل ھو تو اسپر لذت [illegible]

کسے [illegible] وصل ست ' با کوثر نمي سازد

[illegible] اگر عاشق رسد ' لب تر نمي سازد

[illegible] خطرناک ست ' پنہانش نظر در کن !

[illegible] وادي کہ عشق اوست ' تن با سر نمي سازد !

اسرار اسلام

خطـــابـه الــــم ! !
اور
تــــوصيــــه شـهـــــادت !

يا تفسير سورهٔ فاتحه کا ايک صفحه !

(۲)

همان عشق ست بر خود چيده چندين داستان ' ورنه
کسے بر معني يک حرف صد دفتر نمي سازد !

(ايک عالمگير غلطي)

انسان کي عالمگير غلطي يه هے که وه هر چيز کو اسکي روح کيليے اختيار کرتا هے ' ليکن آگے چلکر صرف اسکے جسم هي کي پرستش کرنے لگتا هے - مشاهير و سلف پرستي کا اصلي مقصد تو اعمال حسنه کي ياد ' اور نيکي و صداقت کے عملي نمونوں کو پيروي و اتباع کيليے قائم رکھنا تها ' ليکن نتيجه بالعموم يه نکلا که اعمال کي ياد مٹ گئي ' اور محض انسانوں کي شخصيتوں اور ناموں کي پوجا هونے لگي - يعني وه چيز که کسي دوسرے مقصد کيليے واسطه و ذريعه تهي ' خود هي مقصود بالذات بنکر لوگوں کے عقائد و اعمال ميں جا گزيں هوگئي ' اور حقيقت سے اسقدر بعد و نسيان هوگيا که محض رسوم و اسماء کي عظمت و پرستش هي پر هر شخص قانع هوگيا !

يهي وجه هے که مشاهير پرستي بسا اوقات دنيا ميں بت پرستي کا ذريعه ثابت هوئي هے ' اور اکثر ايسا هوا هے که اعمال کي جگه افراد و اسماء کي پرستش محض نے دو تين نسلوں کے بعد انسان کو بت پرستي تک پهنچا ديا -

(اُســـوهٔ حسنـــه)

اے برادران ملت ! يهي حقيقت اعلى هے جسے قران حکيم نے " اسوهٔ حسنه " کے جامع و مانع لفظ سے تعبير کيا هے ' اور يهي مقام هے جهاں آکر اسلام کي قوة اصلاح اور ختم نبوت کي اصلي علت آشکارا هوجاتي هے که کس طرح اُس نے دنيا کی تمام صداقتوں کو لے ليا ؟ اور ساتهه هي کسطرح اُن تمام خرابيوں اور ضلالتوں سے محفوظ بهي کرديا جنکے اختلاط و آلودگي سے انکي روح حقيقت اور تاثير عمل بالکل فنا هوگئي تهي ؟ :

لا يأتيه الباطل من بين يديه و لا من خلفـــه تنزيل من حکيم مجيد ! (۴۱ : ۴۲)

قران ايک ايسا معلم و هادي هے که نه تو اسکے آگے باطل جم سکتا هے ' اور نه اسکے پيچهے اُسے جگه مل سکتي هے - وه خداے حکيم و مجيد کا اُتارا هوا هے - پهر باطل کا يهاں کيا گذر ؟

هاں ' باطل کيونکر اب اسکے ساتهه مل سکتا هے جبکه وه "حق خالص " هے ' اور سچائي کے ساتهه جسقدر بهي گمراهي ملا دي گئي تهي ' اس سے انسانکے هر اعتقاد و عمل کو بالکل صاف و پاک کرديا هے ؟ نيز جا بجا قرآن حکيم کو " هادي " کها که وه انسان کو اسکے سفر اعمال ميں ٹهوکروں اور گمراهيوں سے بچاتا هے ' اور اسي طرح " شفا " کها ' کيونکه وه مثل مفيد و نافع ادويه کے هے جو مريض کي اصلي قوة طبيعي کو مزيد توانائي اور نشو و نما ديتي هيں ' اور مضر اثرات مرض جو داخل طبيعت هوگئے هيں ' انکو دور کرديتي هيں !

" اسوه " کهتے هيں کسي فکر ' کسي عمل ' کسي وصف ' کسي خاصه کے ايک ايسے نمونے کو ' جسے تم اسليے اپنے سامنے رکهه لو که اسکي پيروي اور نقل کروگے ' اور اسکي سي باتيں اپنے اندر بهي پيدا کرنا چاهوگے -

انساني سعادت کيليے تعليم محض بالکل بيکار هے ' جب تک که اس تعليم کے زنده نمونے بهي انسانوں کے سامنے نهوں - جو اثر طبيعت منفعلهٔ انسانية پر ايک انساني نمونهٔ عمل کا پڑتا هے ' وه محض تعليم کي سماعت سے نهيں پيدا کيا جا سکتا - اخلاق کي کتابيں اپني موثر تعليمات سے انسانوں کو رولا ديسکتي هيں مگر اسکے دلوں کو نهيں پهير سکتيں - عدالت کا قانون مجرم کے پانوں ميں بيڑياں ڈالديسکتا هے ليکن اسکو جرم سے باز نهيں رکهسکتا - حکماء کے حکيمانه نصائح نيکوں کي بڑي بڑي تعريفيں اور بروں کي بڑي بڑي برائياں بتلا ديسکتے هيں ' ليکن کسي برے انسان کو نيک نهيں بنا سکتے :

بڑهتا هے اور ذوق گنه ياں سزا کے بعد !

ليکن برخلاف اسکے اگر ايک پاک اور مزکى انسان اپني زندگي کے اندر نيکي کا عملي نمونه رکهتا هو ' اور اسکے اعمال حيات راست بازي کيليے " اسوه " کا حکم رکهتے هوں ' تو وه صرف اپنا نمونه دکهلاکر نه صرف افراد و اشخاص کو ' بلکه اقوام و امم کے اعمال کو يکسر پلٹ ديسکتا هے !

يهي وجه هے که الله تعالى نے هدايت خلق الله کيليے صرف کتابوں اور شريعتوں هي کو نهيں بهيجا ' بلکه اسکے ساتهه انبياء کرام عليهم السلام کا (که انکے حامل تهے) عملي نمونه بهي دکهلا ديا - وه جس دستور العمل کي طرف قوم کو بلاتے تهے ' اسکا عملي پيکر خود انکي پاک و مطهر زندگي تهي - اگر شريعت بصورت قانون تختيوں اور کاغذوں پر منقوش تهي ' تو بصورت وجود حي و قائم انکي زندگي کے اندر بهي پڑهي جا سکتي تهي - اگر اسکي آيات بينات حروف و اصوات کي شکل ميں دنيا کو دعوة ديتي تهيں ' تو انبياء کرام کي زندگي عمل و فعل کے اندر سے اسکي تصوير دکهلا ديتي تهي - اگر قانون کهتا تها که انسان کو ايسا کرنا چاهيے ' تو حياة نبوت ثابت کرکے دکهلا ديتي تهي که اسطرح کيا گيا اور اسطرح کيا جا سکتا هے !

يهي حقيقت هے جسکو حضرة عائشهٔ صديقه رضي الله تعالى عنها نے اُس وقت بيان کيا تها جبکه انسے آنحضرة صلى الله عليه وسلم کے اخلاق و اعمال کا حال پوچها گيا تها که " کان خلقه القران " اگر تم انکے خلق عظيم کو معلوم کرنا چاهتے هو تو قران کو ديکهه لو -

یہاں حروف و الفاظ ھیں' وھاں ایک پیکر مجسم تھا - یہاں قوۃ ھے' وھاں فعل تھا - یہاں چراغ ھے' وھاں اسکی روشنی تھی - حقیقت ایک ھی ھے جسنے ایک جگہ علم کی اور دوسری جگہ عمل کی صورت پا لی ھے !!

اور یہی وجہ ھے کہ " سنۃ " کتاب کا ایک حقیقی جزو' اور مفہوم " کتاب " میں تبعاً داخل ھے - کوئی علحدہ اور مستقل وجود نہیں رکھتی - جو ظاھر بیں اس حقیقت سے بے خبر ھیں' وہ قران کے ساتھہ " حدیث " کا لفظ سنتے ھیں تو اسکی اھمیت کا اندازہ نہیں کرسکتے - وہ سمجھتے ھیں کہ " حدیث " کی پیروی کا مطالبہ ایسا مطالبہ ھے جو " قران " کے علاوہ ایک دوسری قوۃ کا اثبات کرتا ھے - حالانکہ " سنۃ " کی اطاعت " کتاب " کی اطاعت میں داخل ھے' اور " سنۃ " علم قرانی ھی کی عملی تفسیر ھے -

اور اگر یہ سچ ھے کہ جناب امیر علیہ السلام نے خوارج و منکرین کے مقابلہ میں فرمایا تھا کہ " میں قران ناطق ھوں " تو میں اسکی تصدیق کرنے کیلیے طیار ھوں اگرچہ حقیقت نا شناس طبیعتیں سمجھتی ھیں کہ یہ بہت ھی بڑا دعوا تھا - یقیناً یہ بڑے سے بڑا دعوا تھا جو کوئی انسان کرسکتا ھے' لیکن اگر حضرۃ امیر نے کیا تھا تو غلط نہ تھا - اگر انکی مقدس زندگی آنحضرۃ صلی اللہ علیہ و سلم کے " اسوۂ حسنہ " کا ایک کامل عکس تھا' اور انکے اعمال کی روشنی سراج منیر رسالت ھی سے ماخوذ تھی' تو کیوں انھیں یہ حق حاصل نہ تھا کہ وہ اپنے تئیں " قرآن ناطق " کہیں ؟

جو کتاب الہی ما بین الدفتین حروف و نقوش کی شکل میں تھی' اسی کی ھستی ناطق تھی جو اعمال حضرۃ مرتضوی کے اندر سے پکارتی تھی - خوارج سمجھتے تھے کہ یہ علی بن ابیطالب کی آواز ھے' لیکن ابو ذر اور سلمان کی حقیقت شناسی جانتی تھی کہ یہ علی بن ابو طالب کی آواز نہیں ھے بلکہ " القران الحکیم " کی صداے الہی ھے' اور چونکہ " القران " کی آواز ھے' اسلیے یقیناً خود منزل القران کی آواز ھے : کنت سمعہ الذی یسمع بہ' و لسانہ الذی یتکلم بہ (بخاری)

بہر حال یہ مبحث بجاے خود محتاج تفصیل و نظر ھے - مختصر یہ کہ سعادت و ھدایت انسانی کیلیے " تعلیم " کے ساتھہ " نمونہ " اور " کتاب " کے ساتھہ " سنۃ " ایک ضروری حقیقت ھے - اسی لیے قران حکیم نے اپنی تعلیمات کیلیے اس چیز کو ایک اساسی حقیقت قرار دیا :

لقد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین ! (۵ : ۱۷)
بلا شبہ تمھارے پاس اللہ نے طرف سے نور ھدایت آیا' اور کتاب الہی جسکی تعلیم بالکل واضح و روشن ھے !

اس آیۂ کریمہ میں " نور " سے مراد حامل قران (صلی اللہ علیہ و سلم) کا وجود اقدس ھے' اور " کتاب مبین " قران ھے - یہ " نور " وھی " اسوۂ حسنہ " ھے جو حامل قران کی مقدس زندگی میں " علم " قرانی کا وجود " عملی " تھا :

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ (۳۳ : ۲۱)
بلا شبہ تمھارے لیے اللہ کے رسول کی زندگی میں پیروی و اتباع کیلیے ایک بہترین نمونہ ھے -

عربی میں " اسوہ " کا لفظ ھر نمونے کیلیے کہا جاتا ھے' اور نمونہ جسطرح خیر کا ھو سکتا ھے اسی طرح شر کا بھی ھو سکتا ھے - اسلیے قران حکیم نے " حسنہ " کے لفظ سے اسے متصف کیا' تاکہ واضح ھو جاے کہ فضائل و محاسن ھی کا نمونہ مقصود ھے - اسی طرح تمھیں معلوم ھے کہ سورۂ ممتحنہ میں بھی دو جگہہ ملۃ حنیفی و فطری کے اولین موسس حضرۃ ابراھیم علیہ السلام کے متعلق یہی لفظ آیا ھے : قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ -

(عود الی المقصود)

دنیا میں اعمال مقدسہ و حسنہ کی یادگار قائم کرنے کا مقصد بھی یہی " اسوۂ حسنہ " تھا' یعنی جن لوگوں نے کسی پاک و اعلی عمل کا بہترین نمونہ اپنی زندگی میں پیش کیا ھے' انکی یاد کو ھمیشہ باقی رکھا جاے' تاکہ انکی یاد کے ساتھہ انکے اعمال کی یاد بھی تازہ ھوتی رھے' اور اسکا نمونہ انسانوں کو عزائم امور کی طرف دعوۃ دے -

اب دیکھو کہ قرآن حکیم نے کس طرح دنیا کی اس قدیم ترین رسم کی اصلی حقیقت لیلی' اور کس طرح اسکی آلودگیوں کو اُس سے بالکل الگ کردیا ؟ اُس نے یادگاروں کیلیے پتھر کے بت نہیں بناے جنکو حوادث ارضی کا ایک طمانچہ گرادیسکتا ھے' اور جنکا وجود انسان کی عظمت کیلیے ایک سخت داغ تھا - اُس نے اینٹ اور چونے کی عمارتیں نہیں بنائیں جو طوفان و برق کے ایک حملے کی بھی تاب نہیں لا سکتیں' اور جنکا اثر ظواھر سے آگے نہیں بڑھتا - اُس نے سالانہ مجمعوں اور قومی تقریبوں پر زور نہیں دیا کیونکہ یہ وسائل ھمیشہ ظواھر و رسوم پرستی کا ذریعہ بن جاتے ھیں' اور یادگار کی معنویت مفقود ھوجاتی ھے - غرضکہ اس نے ان تمام وسائل تذکار سے یکقلم انکار کردیا جو عام طور پر تمام قوموں میں رائج تھے' اور جنکے ذریعہ خود انسانوں کی بڑائی تو کی جاسکتی تھی' پر عمل کی تقدیس و تعظیم کیلیے انکے اندر کچھہ نہ تھا' اور اسلیے ھمیشہ انکا وجود انسان کی حقیقت پرستی کی راہ میں ایک سخت پتھر ثابت ھوا تھا -

(سورۂ کریمۂ فاتحہ)

اے عزیزان من !

اب میں تمام تمہیدوں اور مقدمات کی مبادیات سے گذر کر اصل موضوع کے قریب آگیا ھوں' اور مجھے زیادہ تیز قدمی کرنی چاھیے - مجھے یاد کرنا چاھیے کہ میں نے اپنی تقریر کو سورۂ مبارکۂ " فاتحہ " کی تلاوت سے شروع کیا تھا جسے بظاھر آجکی صحبت سے کوئی ربط نہ تھا' مگر وہ " السبع المثانی " ھے' وہ تمام " الکتاب " کا متن ھے' اور وہ اسکی تمام تفصیلات کا وجود اجمالی ھے' پھر ھدایت انسانی کا کونسا مقام ھے جو قرآن کے سلطان احاطہ سے باھر رھگیا ھو ؟

غرضکہ قرآن حکیم نے یادگار و تذکار کے اُن تمام رسمی و ضلالت آمیز طریقوں سے انکار کردیا جو عام طور پر دنیا نے اختیار کرلیے تھے -

لیکن جبکہ اس نے وہ سب کچھہ نہ کیا جو سب کوئی کرتے آے تھے' تو سوال یہ ھے کہ خود اُس نے کیا کیا ؟

اُس نے " اُسوۂ حسنہ " کی اصلی حقیقت کو اپنی تمام تعلیمات کا جزو اعظم بنایا' اور اسکی یادگاروں کو انسان سے باھر نہیں جنکو انسان چھوڑ دیسکتا ھے' بلکہ خود انسان کے اندر قائم کردیا جو کبھی بھی اسکی نظروں سے اوجھل نہیں ھو سکتا - اُس نے مادی و جسمانی اعمال و اشکال کے اندر اسکی دعوۃ عمل و سعادت کو گم نہیں کردیا' جیسا کہ گم کردی گئی تھی' بلکہ اسکو ایک خالص معنوی و روحانی اعتقاد بنا کر اسطرح دلوں کے اندر قائم کردیا کہ اسکی حقیقت دائمی طور پر زندہ ھوگئی' اور ھر طرح کی آلودگیوں اور رسم پرستیوں کی آمیزش سے بالکل محفوظ و مصئون بنادیگئی !

اوسنے سب سے پہلے همیں ایک مقدس "دعا" بتلائي' اور حکم دیا که دن میں پانچ مرتبه جب اپنے پروردگار کے حضور بندگي و نیاز کیلیے حاضر هو تو سب سے پہلے اسي دعا کو پڑھو - یه وہ وقت هوگا جب تم رب العالمین کے سامنے کھڑے هوگے' اور اسکي رحمت کا دروازہ باز هوگا - پس ایک عاجز و درماندہ انسان فاطر السماوات و الارض کے حضور جاکر اپنے لیے سب سے بڑي نعمت اور سب سے زیادہ قیمتي دولت جو مانگ سکتا هے ' وہ اس دعا میں مانگي گئي هے ' اور چاهیے که تم اُسي نعمت کے سائل ' اُسي مطلوب کے طالب ' اور اسي محبوب کے عاشق هو !

یه "دعا" سورۂ فاتحه هے جو هر مومن دن میں پانچ مرتبه نماز کي هر رکعت کے اندر پڑھتا هے - اور وہ نعمت ' وہ دولت ' وہ متاع مطلوب و محبوب " الصراط المستقیم " هے جسکے مانگتے رهنے اور طلب کرتے رهنے کا حکم دیا گیا هے :

اهدنا " الصراط المستقیم " (فاتحه)	خدایا ! تو همیں الصراط المستقیم پر چلنے کي توفیق دے !

یه " الصراط المستقیم " کونسي راہ هے اور اس سے مقصود کیا هے ؟ اسکي یہاں کوئي تشریح نہیں کي گئي - البته یه بتلایا گیا هے که :

صراط الذین انعمت علیهم (فاتحه)	ان لوگوں کي راہ جن پر اے پروردگار تو نے انعام کیا -

پس اس تصریح سے صراط مستقیم وہ راہ هوئي جو "انعام یافته" لوگوں کي راہ هے - یعني جن لوگوں پر خدا نے اپني نعمتیں نازل کي هیں ' انهي کي راہ عمل الصراط المستقیم هوگي -

چنانچه سورۂ نساء میں " انعام یافته " جماعتوں کا بالتفصیل ذکر کیا گیا هے - اس سے معلوم هو جاتا هے که " انعمت علیهم " میں کن لوگوں کي طرف اشارہ تها ؟ :

و من یطع الله و الرسول فاولائك مع الــذین انعم اللـه علیهـم من النبیئین و الصدیقین و الشهداء و الصالحین ' و حسن اولائك رفیقا ! (۴ : ۷۱)	اور جن لوگوں نے الله اور رسول کي اطاعت کي ' تو وہ سب اُن خوش نصیبوں کے ساتهي هو جائینگے جن پر الله تعالی نے انعام کیا هے - اور جن پر انعام کیا هے وہ انبیاء هیں ' صدیقین هیں ' شهدا هیں ' اور صالحین هیں - جس کسي کو ایســي انعام یافته

جماعتوں کي معیت ملي ' تو کیا اچهي هے اسکي معیت ' اور کیا اچهے هیں اسکے رفیق ! !

اس آیۂ کریمه نے صاف صاف بتلا دیا هے که سورۂ فاتحه میں جس " الصراط المستقیم " کے تعین کیلیے صرف اسقدر اشارہ کیا گیا تها که وہ " انعام یافته لوگوں کي راہ " هے ' وہ کون لوگ هیں؟ نیز انکے مختلف مدارج و مقامات کیا کیا هیں ؟ جن جماعتوں کا یہاں ذکر کیا گیا هے اور انهیں " انعام یافته " کہا هے ' انهي کي راہ عمل ' وہ راہ هدایت و سعادت هوگي جسکا نام لسان الهي نے " الصراط المستقیم" رکها هے' اور جس پر چلے بغیر کوئي فرد اور کوئي قوم " مغضوب علیهم " اور " الضاٰلین " کي صراط مغضوبیت و ضلالت سے الگ نہیں هوسکتي -

سورۂ نساء کي اس آیۂ کریمه سے " انعمت علیهم " کي مزید تفسیر و تشریح کرنا ' ایک ایسي مسلم اور متفق علیه تفسیر هے جسے عهد صحابهؓ و اهل بیت نبوۃ (رضوان الله علیهم) سے لیکر طبقات متاخرہ تک' تقریباً تمام ارباب علم و رسوخ نے اختیار کیا هے' اور مفسرین " خاصه " و " عامه " سب نے اسے قبول کیا هے - چنانچه جسطرح محدث ابن جریر طبري نے اسکے متعلق مفسیرین صحابه کے آثار جمع کیے هیں ' اسي طرح علامۂ کلیني اور شیخ طبرسي (صاحب تفسیر مجمع البیان) بهي اس سے انکار نہیں کرتے - اس عاجز نے تفسیر " البیان " میں تصریحات حضرات ائمه کرام علیهم السلام و اقوال مفسرین خاصه بهي نقل کردیے هیں - فمـن شاء التفصیـل فلیرجع الیه -

بهر حال یه ایۂ کریمه بتلاتي هے که جس راہ پر چلنے کي سورۂ فاتحه میں هر مومن التجا کرتا هے' وہ راہ " انعام یافته " گروہ کي هے - انعام یافته گروہ چار هیں : الانبیاء ' الصدیقون ' الشهداء ' الصالحون -

اب دیکهو که قران حکیم نے یادگار و تذکار کے اصلي مقصد کو تمام آلودگیوں اور ضلالتوں سے صاف کر کے کس طرح قائم کردیا هے ' اور اسکے لیے کیسي دائم و قائم اور محفوظ و مصئون راہ اختیار کي هے؟ اس نے نیک انسانوں اور اعلی ترین هستیوں کي یادگاریں زمین پر قائم نہیں کیں لیکن انکے اعمال کو هر مومن کے دل پر نقش کردیا - اس نے هر مومن بالله پر پانچ وقت کي نماز فرض کي' اور حکم دیا که هر رکعت میں سورۂ فاتحه کي تلاوت کرو - سورۂ فاتحه کیا هے ؟ تحمید و تقدیس کے بعد ایک التجا هے جو انسان اپنے خداوند کے حضور کرتا هے - وہ التجا کیا هے؟ " الصراط المستقیم" پر چلنے کي التجا هے تا که اس راہ کي اوسے توفیق ملے' اور سعادت کونین حاصل هو -

اب آور آگے بڑھو ' اور دیکهو که " الصراط المستقیم" کونسي راہ هے جسے هر روز دن میں پانچ بار هر مومن یاد کرتا اور اپنے خدا کے حضور جا کر مانگتا هے ؟ فرمایا که وہ ان لوگوں کي راہ هے جن پر الله نے انعام کیا - یہاں اس راہ کا طریق حصول یا اسکے عقائد و اعمال نہیں بتلاے گئے بلکه صرف ان لوگوں کي طرف توجه دلادي گئي جنهوں نے ایسے عقائد ' ایسے اعمال ' ایسے عزائم ' ایسے اقدام کیے تهے جنکي وجه سے خدا کي نعمتوں کے مستحق ٹهہرے تهے - یهي چیز " یادگار " هے - یهي " تذکار " هے - یهي وہ " مشاهیر پرستي " کي حقیقت اصلي هے جسکو تمام دنیا نے ڈهونڈها مگر نه پایا - وہ کبهي پتهر کے بتوں ' کبهي اینٹوں کي عمارتوں ' کبهي انسانوں کے مجسموں ' کبهي ملکوں اور قوموں کي وقتي رسموں اور تقریبوں میں بهٹک کر رهگئي ' اور " صراط الذین انعم الله علیهم " کي جگه " الضاٰ لین " کي صراط پر چلي گئي !

عزیزان من ! "مشاهیرپرستي" کے زوائد و اباطیل کو چهوڑ دو ' صرف اسکي اصلي حقیقت کو اپنے سامنے لاؤ - وہ کیا هے ؟ کیا صرف یهي نہیں هے که جن انسانوں نے دنیا میں بڑے بڑے کام انجام دیے هیں اور نیکي و صداقت کي راہ پر چلے هیں ' انکي یاد کو همیشه زندہ رکها جاے' تاکه انکي یاد انکے مقدس کاموں اور نیک عملوں کي یاد کو تازہ کردے' اور اس یاد آوري و تازگي سے قوموں کیلیے پاک ارادوں اور اعلی کاموں کے کرنے کي تحریک هو؟ اگر یهي هے تو کیا تم نہیں دیکهتے که سورۂ فاتحه کے اندر یهي حقیقت کس طرح کار فرما هے ؟ سورۂ فاتحه نے انسان کي راہ سعادت و ترقي کیلیے نه تو عقائد و افکار بیان کیے ' اور نه اعمال و افعال ' بلکه اُن انسانوں کي طرف توجه دلائي جو انعام یافتۂ الهي تهے' یعني جو انسان راہ سعادت کو حاصل کرنا چاهتا هے' اسے چاهیے که انعام یافته انسانوں کي یاد کو هر روز اپنے سامنے لاے اور انکے عقائد و اعمال کے نمونے کو کبهي فراموش نکرے - پهر اگر یه دنیا کي پاک عمل هستیوں کي سچي یادگار او ر انکا حقیقي تذکار نہیں هے تو آور کیا هے ؟ یقیناً یه تذکار هے' مگر ایسا تذکار جو اپنے خصائص کے لحاظ سے تمام دنیا میں کوئي نظیر نہیں رکهتا !

پهر ان انعام یافته لوگوں کي تشریح کي که وہ انبیاء هیں صدیقین هیں' شهداء هیں ' صالحین هیں - پهر ان میں سے هر گروہ

کے وہ اعمال حسنہ جا[illegible] قرآن حکیم میں مشرح بیان کیے جنسے " الصراط المستقیم " کی راہ سعادت متعین ہوتی ہے - قصص القرآن کی اصلی غرض اسی " انعمت علیہم " کی تفسیر سمجھو - یہ چار گروہ ہیں جنکے اندر نوع انسانی کا تمام اصلح و اسعد حصہ آگیا ' اور انسانی عمل کی سچائی جب کبھی ظاہر ہوگی ' تو ضرور ہے کہ انہی انعام یافتہ چار جماعتوں میں سے اسی جماعت سے متعلق ہو - پس غور کرو کہ تم یادگار یادگار پکار رہے ہو ' تمام دنیا مشاہیر پرستی کیلیے بیقرار ہے ' کرۂ ارضی کی ہر متمدن انسانی جماعت انسانی بڑائیوں کا تذکار کرنا چاہتی ہے ' لیکن یہ کیسی یادگار کی عجیب و غریب خالص حقیقت ہے جو اسکی تمام خرابیوں کو دور کرکے قرآن حکیم نے ہمیں عطا کی ہے ؟ دنیا کی ہر قوم صرف اپنے ہی بڑوں کو تذکار کا مستحق سمجھتی ہے ' اور زیادہ سے زیادہ چند بڑے انسانوں کو یاد رکھنا چاہتی ہے - لیکن قرآن حکیم نے کرۂ ارضی کی تمام حقیقی بڑائیوں اور اعمال صالحہ کے تمام گھرانوں کو چن لیا ' اور حکم دیا کہ تم ان سب کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو ' اور سب کے بڑے بڑے کاموں ' بڑے بڑے عزموں ' بڑی بڑی نیکیوں سے اپنی راہ ایمان و اسلام کو مرکب و مقوم بناؤ - تم یادگاریں بناکر سال میں ایک مرتبہ انہیں یاد کرسکتے ہو ' اور عمارتی و سنگی اشکال میں کبھی کبھی ایک غلط انداز نظر ڈال لے سکتے ہو - اس سے زیادہ تمہارے تذکار کی حقیقت کچھہ نہیں ہے - لیکن دیکھو ' تمہارے قرآن نے کیسی یادگار قائم کی جو ہر روز دن میں پانچ مرتبہ ہر مومن انسان کے سامنے آتی ہے ' اور صرف ایک ہی بڑے انسان کو نہیں ' بلکہ تمام راست باز انسانوں کو جو انبیاء ' صدیقین ' شہداء ' اور صالحین میں گذرے ' وہ یاد کرتا اور انکے اعمال مقدسہ کے نمونوں پر چلکر راہ سعادت کی منزل مقصود تک پہنچنا چاہتا ہے !

نظرے خوش گذرے !

معاونین البلاغ

بعض اہم مسائل !

مسئلۂ اعراض نظر و مطالعہ

(۱) قرآن حکیم نے انسانی نظر و مطالعہ کے متعلق بار بار اور جا بجا فرمایا :

یمرون علیہا و ہم عنہا معرضون !

مناظر عالم پر سے گذرتے ہیں ' مگر اسطرح گذرتے ہیں کہ غور و فکر نہیں کرتے اور منہہ پھیرے ہوے چلے جاتے ہیں -

یہ حالت دراصل نظر و مطالعۂ عالم کے نہایت اہم مقامات و واردات سے تعلق رکھتی ہے - مگر اسکی جامعیت اور احاطہ کا حال یہ ہے کہ اگر کسی چھوٹی سی چھوٹی چیز کو بھی اپنے سامنے رکھہ لیجیے تو اس عام " اعراض نظر " کا نمونہ آپکو ملجائیگا -

انسانی مطالعۂ و نظر کے اعراض کی بڑی بڑی مثالیں جنکا تعلق علوم و اخلاق و مذہب سے ہے ' آپ دیکھہ چکے ہیں ' لیکن آئیے ' آج ایک چھوٹی سی بات میں اسکی مثال ڈھونڈھیں -

جو خطوط دفتر میں مختلف درخواستوں اور کاروباری امور کے متعلق آیا کرتے ہیں ' کبھی انپر نظر پڑجاتی ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ " اعراض نظر و مطالعہ " کی کتنی مثالیں صرف ہم اپنی روزانہ ڈاک ہی سے جمع کرسکتے ہیں ؟

بعض حضرات نہایت اصرار کے ساتھہ پوچھہ رہے ہیں کہ " ترجمان القرآن " اور " البیان " کی قیمت کیا ہے ؟

این سخن را چہ جوابست تو ہم میدانی

ترجمان القرآن اور البیان کے وجود کا علم تو انہیں اُن اعلانات سے ہوگیا جو البلاغ کے پہلے اور آخری صفحات پر درج ہوئیں ' مگر قمتیں معلوم نہ ہوئیں ! !

ان اعلانات کو انہوں نے پڑھا ہے ' لیکن اگر پڑھتے تو اس لا حاصل خط و کتابت کی زحمت سے خود بھی بچتے ' اور مکتوب الیہ کو بھی بچاتے -

بعض بزرگ نہایت ہی تاکید کے ساتھہ جواب طلب کرتے ہیں اور ساتھہ ہی جوابی پوسٹ کارڈ بھیجنے کا صرف بھی گوارا کرتے ہیں کہ " ترجمان القرآن بغیر اصل متن کے ہوگا یا مع اصل قرآن کے ؟ " حالانکہ اگر وہ اسکے اعلان کو پڑھتے تو اسمیں " حامل المتن " کا لفظ موجود ہے ' جسکے معنی غالباً یہی ہیں کہ مع اصل قرآن کے مرتب کیا گیا ہے !

متعدد حضرات جوابی کارڈ بھیجکر دریافت کرتے ہیں کہ " کیا ترجمان اور البیان کی قیمت بھیجدیں ؟ " گویا دنیا میں کسی شے کے بقیمت لینے میں خریدار کے ارادے اور طلب کو کوئی دخل نہیں - اسکے لیے اصلی موثر مسئلہ محض دفتر کا " حکم " ہے ' اور پھر اسکے لیے بھی چھپا ہوا اعلان کافی نہیں - خاص دفتر کا آخری و قلمی " حکم منصوص " مطلوب ہے ! !

اس سے بھی عجیب تر وہ احباب کرام ہیں جنکے لیے سب سے زیادہ اہم مسئلہ نہ توقیت کا ہے ' نہ طرز ترتیب اصل و ترجمہ کا ' اور نہ ہی ترسیل قیمت کے متعلق آخری منصوص و قطعی حکم ' بلکہ ایک دوسری حقیقت مستورہ و بعیدہ ہے ' جو باوجود کمال بعد و [illegible] ' انکی گرفت نظر و تعاقب فکر سے نہ بچ سکی ' اور بالآخر انہوں نے اسکا سراغ نکال ہی لیا :

آخر آمد ز پس پردۂ تفتیش پدید !

وہ مسئلۂ مہمۂ و مجہولہ ترجمان القرآن اور تفسیر البیان کی " زبان " کا ہے - یعنے اور سب باتیں تو بہر حال معلوم کر ہی لی جائینگی ' سب سے پہلے اسے واضح ہوجانا چاہیے کہ ان دونوں کتابوں میں کونسی زبان استعمال کی گئی ہے ؟ یہ ترجمہ اور تفسیر عربی میں ہے یا اُردو میں ؟

بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی ست ؟

سمجھہ میں نہیں آتا کہ اسکے جواب میں کیا عرض کیا جاے ؟ بجز اسکے کہ یمرون علیہا و ہم معرضون کی تفسیر میں اس سوال کو بھی مع جوابی پوسٹ کارڈ کے داخل کردیا جاے :

بمزاحمت نہ گفتم این گفتار
ہزل بگذار و جد ازو بردار !

آخر میں گذارش ہے کہ دفتر اپنے احباب و معاونین کے شوق و ذوق کی پوری تعظیم کرتا ہے ' اور انکے ان اہم سوالات کو بھی انکی مشتاقانہ محویت کی خود فراموشی کا نتیجہ سمجھکر نہایت احسانمند ہے ' تاہم اگر اس طرح غیر ضروری مراسلات کا بھی ایک نیا صیغہ کھولدیا جائیگا تو پھر دفتر کی مشکلات غیر محدود و لا علاج ہوجائینگی - مجبوراً یہ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اس طرح کے سوالات " معرضون " کی تفسیر کیلیے سرمایۂ بحث تو بن سکتے ہیں ' مگر انکے جواب دینے کی دفتر کو مہلت نہیں ملسکتی - خواستگار معافی ہے -

" پیشگی قیمت " اور " رعایت "

کا مطلب صرف یہی ہے کہ اسی وقت آپ قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں - جن جن حضرات نے وی پی کیلیے لکھا ہے انکو معلوم ہونا چاہیے کہ اُن سب کی درخواستیں بالکل بے فائدہ ہیں اور دفتر انکو کوئی درخواست قرار نہیں دیتا - نہ وہ رعایتی قیمت سے کچھہ تعلق رکھتی ہیں - جب یہ کتابیں مکمل شائع ہونگی تو انکی قیمت انکی آخری ضخامت کے مطابق قرار پائیگی - اس وقت اگر انہوں نے مکرر درخواست بھیجی تو کتاب اصلی قیمت پر بھیجی جائیگی - نہ بھیجی تو موجودہ درخواست سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑیگا -

بصائر و حکم

الســـلم و الحـــرب

یعني

جنـــگ اور صلـــح

دنیا کا مادہ قواء متضادہ کا گہوارہ هے - ایک طرف تو اسکا ایک ایک ذرہ متحرک ' پراگندہ ' اور ایک عام هیجان کي حالت میں نظر آتا هے - دوسري طرف وہ منجمد هوکے سمٹتا هے - سمت کے باهم ایک دوسرے سے ملتا هے - ملکر سکون و استقرار حاصل کرلیتا هے !!

اس بنا پر وہ تمام کیفیات متضادہ کي طرح جنگ و صلح کي بهي یکساں قابلیت رکھتا هے - وہ جنگوں کے اختلال و تصادم کي شکل میں سمندر کي لہر هے ' تو صلح و سکون کي حالت میں اوسکي سطح صامت و ساکن ! لیکن سوال یہ هے کہ ان دونوں حالتوں میں سے انسانیۃ کے بقا و ارتقاء ' سعادت ارضي کے حصول ' تمدن و تہذیب کي ترقي ' علوم و فنون کي اشاعت ' قوی و جذبات کي تنشیط ' اور قوت عمل کي تنظیم و تحریک کیلیے کون زیادہ مفید هے ؟

یہ سوال اگرچہ زمانۂ قدیم میں بهي فلسفہ اجتماع کا ایک معرکۃ الا راء مسئلہ رهچکا هے لیکن موجودہ عہد سے بڑھکر اس کے درس کیلیے اور کون وقت موزوں هوگا ؟

(مخالفین جنگ و امیدواران صلح عام)

جو لوگ دنیا کیلیے صلح و سلام کو مفید سمجھتے هیں ' اونکا استدلال یہ هے کہ انسان فطرتاً اتحاد و اتفاق کا طالب هے - ابتداء میں انسان کا هر فرد دوسرے فرد سے الگ تھلگ رهتا تھا ' لیکن دنیا کے تمام مادوں کي طرح قوت جاذبہ اوس میں بهي موجود تھي ' اسلیے اوس نے ان بکھرے هوے ذروں کو جمع کرنا شروع کیا - پہلے چھوٹے چھوٹے خاندان قایم هوے ' پھر خاندان نے ترقي کرکے قبائل کي صورت اختیار کرلي - رفتہ رفتہ مستقل جماعتیں پیدا هوگئیں ' اور جماعتوں کي وسعت نے قومیت کا نظام قائم کردیا - اسطرح گانوں سے شهر اور شهروں سے عظیم الشان ملک آباد هوگئے -

لیکن یہ فطري اتحاد محض بخت و اتفاق کا نتیجہ نہ تھا ' بلکہ علل و اسباب کے شکنجہ میں جکڑا هوا تھا - دنیا کا ایک ذرہ بهي دوسرے ذرہ سے بغیر کسي طبعي مناسبت کے نہیں ملسکتا - اسلیے انسان کا ایک فرد کسي دوسرے فرد سے صرف اس بنا پر نہیں ملا کہ وہ بهي اوسي کي طرح ایک انسان تھا ' بلکہ جذبات و خیالات کي یکرنگي اور مقاصد و اغراض کي یکجہتي نے اون میں باهم کشش پیدا کي ' اور وہ انهي نقطوں پر آکر باهم مل گئے - ایک متمدن انسان اپنے بھائي سے لیکر ایک غیر ملک کے باشندہ تک سے تعلقات رکھتا هے ' لیکن ان تعلقات میں جو عظیم الشان فرق مدارج نظر آتا هے ' وہ انهي اغراض و مقاصد کے اختلاف کا نتیجہ هے - اگر دو بھائیوں کے تعلقات میں ایک غیر منقطع اتصال و استحکام نظر آتا هے ' تو اسکي وجہ بهي یهي هے کہ اون کے جذبات و خیالات اور اغراض و مقاصد شدت کے ساتھہ باهم دست و گریباں هیں -

انسان نے اغاز خلقت میں بهي انهي اغراض کو نصب العین بنا کر دوسرے انسانوں سے سلسلۂ ارتباط و اتحاد پیدا کیا ' اور انهي اغراض کے تصادم و مقاومت نے جنگ کي بنیاد ڈالي - آج بهي انهي اسباب کي وجہ سے عظیم الشان لڑائیاں قائم هوتي هیں -

لیکن اب زمانہ نے بہت کچھہ ترقي کرلي هے - اتحاد و اتفاق کے وسائل بہ کثرت مہیا هوگئے هیں ' فطري احساس کے ساتھہ تہذیب و تمدن نے بهي صلح کے فوائد کو عام طور پر ذهن نشین کردیا هے - اس بنا پر انسان کے جذبات و خیالات اور اغراض و مقاصد کو یقیناً متحد کیا جا سکتا هے ' اور اس اتحاد میں اس شدت کے ساتھہ اتصال پیدا هوسکتا هے کہ دو مختلف ملکوں کے باشندے دو بھائیوں کي طرح زندگي بسر کریں -

اگرچہ کبهي کبهي اتحاد هي اختلاف بهي پیدا کردیتا هے ' لیکن جسطرح افراد کے اختلافات کو چھوٹي چھوٹي عدالتوں کے ذریعہ سے مٹادیا جاتا هے ' اوسیطرح قومي و ملکي اختلافات کو بهي ایک وسیع عدالت اور ایک عام حکم کے ذریعہ سے دور کیا جاسکتا هے - وحشي قومیں اختلافات و نزاعات کي حالت میں زبان تیغ سے اپنا فیصلہ سننا چاهتي تهیں ' مگر بیسویں صدي کے متمدن انسان کو عہد وحشت کي تجدید کي ضرورت نہیں ' اب خود زبان نے تلوار سے زیادہ جوهر پیدا کرلیے هیں -

صنعت و حرفت کي ترقي اور تجارت کي گرم بازاري نے دنیا کے دو ملکوں کو ایک هي گھر کے دو صحن بنا دیا هے - یعني اختلاط و امتزاج نے دو قوموں کے جذبات میں کمال یکرنگي و یکراهي پیدا کردي هے ' اور انکے مقاصد و اغراض بالکل توام هوگئے هیں - یهي وجہ هے کہ دنیا کے کسي ایک حصہ میں جب جنگ چھڑ جاتي هے ' تو هر ملک اوس سے متاثر هوجاتا هے - جب دنیا اسقدر متحد الاغراض هوگئي هے تو کیوں نہ سب صلح اور امن کیلیے متفق هوجائیں ؟

قدیم زمانہ میں جنگ انسان کا ذریعۂ معاش تھي ' یہاں تک کہ بعض لوگ لڑائیوں میں باجرت شریک هوتے تھے -

لیکن اب وہ اقتصادي حیثیت سے کوئي ذریعہ معاش نہیں خیال کي جاتي - اب انسان کا رزق نیزے کي نوک کے ساتھہ بندھا هوا نہیں هے بلکہ کارخانوں کي مشینوں کے ساتھہ متعلق هے - لیکن زمانہ جنگ میں تجارت و صنعت کا بازار اس قدر سرد پڑجاتا هے کہ یہ پرزے زنگ آلود هوجاتے هیں - یهي وجہ هے کہ زمانۂ جنگ میں تمام ملک دفعتاً فقر و فاقہ میں مبتلا هو جاتا هے - بالخصوص تاجروں کا گروہ تو جنگ کا نام سنکر کانوں پر هاتھہ دھرتا هے ' اور قیام امن کیلیے جان و مال تک سے دریغ نہیں کرتا -

اب جنگ کے عواقب وخیمہ و نتائج الیمہ اس درجہ آشکارا هوگئے هیں کہ خود سپہ سالاران فوج بهي اس کو دنیا کي بدترین چیز سمجھتے هیں - جنرل سر چارلس نیپیر نے جنگ کي هولناک صورت کو ایک نہایت بلیغ تشبیہ میں عریاں کیا هے - وہ کہتا هے :

" ایک فوجي آدمي کي زندگي اوس رقاصہ کے مشابہ هے جو کسي ایسے هال میں ناچتي هے جسکي دیوارں میں ٹوٹے هوے شیشے کے پرزے جڑے هوے هیں - جب وہ عالم نشاط و سرور میں مستانہ وار رقص کرتي هوئي اون دیواروں تک پهونچتي هے ' تو اوسکے اطراف و اعضاء شیشے کے ٹکڑوں سے لگ کر اور مجروح هوکر خون آلود هو جاتے هیں ' اور ناز و غرور کے جو پردے اوسکي آنکھوں پر پڑے هوے تھے ' دفعتاً اوتر جاتے هیں - اوسکو نظر آنے لگتا هے کہ وہ ایک سخت فریب میں مبتلا تھي - اسي طرح فوجي آدمي میدان جنگ کي طرف هتیاروں کي سراب آسا چمک دیکھکر نہایت خنداں و فرحاں روانہ هوتے هیں - لیکن چند هي دنوں کے بعد اونکي آنکھیں کھل جاتي هیں ' اور اونکو معلوم هو جاتا هے کہ جوهر تیغ

كي چكا چوندھ نے اونكو اندھا بنا ديا تها - اسي بنا پر ميں اس راہ كو صاف و روشن نہيں ديكهتا - مجھے اوس ميں خون اور كانٹوں كي وسيع چادر بچھي هوئي نظر آتي ھے ! "

نيز وہ كہتے هيں كه اب انسان كا اخلاقي معيار روز بروز بلند هوتا جاتا ھے - زمانۂ وحشت كي بيرحمياں اور دور بهيميت كي ظالمانه رسميں مٹتي جاتي هيں - اونكي جگه لطف و مراعات اور ايثار نفسي و فياضي كا عام ميلان پيدا هوتا جاتا ھے - زمانۂ قديم ميں جنگ ايک فعل ممدوح خيال كي جاتي تهي ' ليكن اب اسكو سخت معيوب خيال كيا جاتا ھے - آج سے چند دن پہلے لوگ مينڈھوں كے لڑانے پر فخر كيا كرتے تهے - اب هر متمدن انسان كو اس سے شرم آتي ھے - پہلے جانوروں كے لڑانے كيليے خاص خاص ميدان متعين كيے جاتے تهے ' اور اس طرح جانوروں كو سخت اذيت پہونچاكر لطف اندوزي كا سامان بهم پہونچايا جاتا تها - اب جانوروں كو انسان كے ظلم و جور سے بچانے كيليے متعدد انجمنوں كي بنياد پڑگئي ھے ' اور انسان كے دائرۂ لطف و كرم ميں بے زبان مخلوقات تـک شامل هوگئي هيں -

كہا جاتا ھے كه انسان كے مختلف طبقات فطرة باهم متحد نہيں هو سكتے ' اور اس فطري اختلاف كا لازمي نتيجه يه ھے كه كوئي ايسا جامع اور عام قانون نہيں بنايا جاسكتا جس پر هر سلطنت اور هر ملک و قوم كا اتفاق هو -

ليكن ابتو سلطنتيں اس اتفاق عام كي طرف قدم بڑھا چكي هيں ' اور جس چيز كو قانون شكن كہا جاتا تها ' وہ خود پابند قانون هوگئي ھے - يعني خود جنگ كے ليے ايک بين الملي قانون بناديا گيا ھے جسپر تمام سلطنتوں نے اتفاق كرليا ھے -

قديم زمانے ميں جنگ وحشت كا ايک نہايت بد نما مرقع تهي ' جس ميں صرف بغض ' انتقام ' توهين ' تذليل ' كا رنگ نظر آتا تها - اسيران جنگ كو عموماً قتل كرديا جاتا تها ' اونكے هاتهه پاؤں كاٹ ڈالے جاتے تهے ' اور دشمن كو هر ممكن طريقه سے ضرر پہونچايا جاتا تها - ليكن اب تمام مہذب سلطنتيں اس وحشت و همجيت كے تصور سے لرز جاتي هيں ' اور حتى المقدور جنگ كے مصائب كے كم كرنے ميں اپني كوششوں كو صرف كر رهي هيں - ليكن چونكه جنگ ميں سنگدلي اور قساوت قلبي سے بالكليه اجتناب نہيں كيا جاسكتا ' اسليے ايک ايسا معتدل قانون وضع كرديا گيا ھے جس پر عمل كرنے سے جنگ كا مقصد بهي حاصل هوسكتا ھے اور وحشيانه اعمال سے بهي احتراز كيا جاسكتا ھے - اس قانون كي رو سے بہت سے هتياروں اور بعض خاص اقسام كے گولوں كا استعمال ناجائز قرار ديديا گيا ھے ' اور زخميوں اور قيديوں كے ساتهه رفق و ملاطفت كا برتاو كيا جاتا ھے - اگر متخاصمين جنگ ميں كوئي فريق اس قانون كى خلاف ورزي كرتا ھے اور دوسرا فريق بهي اسي طريقه سے اوسكا مقابله كرنے پر مجبور هو جاتا ھے ' تو تمام سلطنتيں خود اونكے مقابله كيليے كهڑي هو جاتي هيں ' اور عالم تمدن كي بہترين همدردي اونكا ساتهه چهوڑ ديتي ھے - اس سے صاف ثابت هوتا ھے كه دنيا كي تمام قوميں ايک اخلاقي ' تمدني ' اور قانوني رشتے ميں منسلک هوگئي هيں ' اور اس نظام نے ايک قوم كو دوسرى قوم كے شدائد و مصائب كا متكفل اور ذمه دار بنا ديا ھے - قبائل اور خاندانوں نے اسي قسم كے نظام اتحاد كے ذريعه قوميت كي صورت اختيار كي تهي ' اسليے اتفاق كے ان آثار و علائم سے توقع كي جاتي ھے كه اب دنيا كي قوميت كا مفهوم پہلے سے بهي زيادہ وسيع هو جائيگا ' اور تمام قوميں اوسكے دائرے ميں داخل هو جائينگي - يہاں تک كه بالاخر ايک دن ايک فياض قانون خود جنگ هي كا انسداد كرديگا - نہر كے منافذ جب ايک ايک كركے بند هوتے جاتے هيں تو اسكا طبعي نتيجه بجز اسكے اور كچهه نہيں هوسكتا كه ايک دن خود نہر هي خشک هو جاے - اس اتفاق عام كي يه آخري منزل هوگي ' اور عنقريب اسي نقطے پر مصالحت عامه كا سفيد جهنڈا لہرائيگا -

بغض و انتقام جنگ كا مبدء اول هيں ' اور دنيا كي كوئي قوم ايسي نہيں جسكے سينے كے اندر يه آتشكدہ نه بهڑكتا هو - اس بنا پر صلح عام كا انعقاد بظاهر ناممكن معلوم هوتا ھے ' ليكن ايک زمانے كو دوسرے زمانے پر قياس كرنا غلطي ھے - قديم زمانے ميں تمام قوميں ايک انسانكے شخصي ارادہ كے جال ميں گرفتار تهيں ' اور وہ اپني ذات پر قوم كے تمام مصالح و اغراض كو قربان كرديتا تها - ليكن اب هر قوم مستقل بالذات هوگئي ھے ' اور اوس نے خود بادشاهوں كے جبر و سطوت كو اپنا تابع بنا ليا ھے - اب دنيا قهر و استبداد كے پنجۂ آهنيں سے نكل گئي ھے ' اور اپنے مصالح و فوائد كو سب سے زيادہ عزيز ركهتي ھے - يهي مصالح ايک قوم كو دوسري قوم سے ملاتے جاتے هيں - گرد و كدورت كا جو پردہ درميان ميں قائم هوگيا تها ' وہ اوٹهتا جاتا ھے - انگريزوں اور فرانسيسيوں سے زيادہ كون قوم بغض و عداوت كے نشے ميں سرشار تهي ؟ ليكن مصالح نے رفته رفته دونوں قوموں كو متحد كرديا ' اور آج فرانسيسي اور انگريزي فوج ميدان جنگ ميں دوش بدوش كهڑي هوكر لڑ رهي ھے - جرمني اور فرانس، اگرچه آج ايک دوسرے كے خون كے پياسے هيں ' ليكن همكو وقتي اسباب كے اثر سے مرعوب هوكر مصالح كي لا زوال قوت كا انكار نه كردينا چاهيے - ممكن ھے كه ايک دن جرمني بهي انگلستان بن جاے -

اُنكا اخري استدلال يه ھے كه جنگ كے علل و اسباب كي قوت روز بروز گهٹتي جاتي ھے ' اور صلح و اتحاد كے ذرائع وسيع اور ترقي پذير هوتے جاتے هيں ' بالخصوص بعض اسباب ايسے پيدا هوگئے هيں جو دنيا كو اتفاق عام كي دعوت دے رهے هيں :

(١) علوم و فنون كي ترقي اور ايجادات و اختراعات كي وسعت نے هر ملک كے علماء كو ايک دوسرے كا دوست بناديا ھے ؛ بالخصوص علوم طبيعيه اور علم طب نے تو تمام دنيا كو ايک مركز پر جمع كرديا ھے - ان علوم كا مقصد بالذات اگرچه قيام امن و انعقاد صلح نہيں ھے ' ليكن اونكي ترقي و اشاعت كا جو طريقه اختيار كيا گيا ھے ' اوس سے اتحاد و اتفاق كا مقصد نہايت آساني كے ساتهه حاصل هوسكتا ھے - هر ملک ميں ان علوم كي ترقي و استحكام كيليے عظيم الشان كانفرنسيں قائم كيجاتي هيں - اون ميں ممالک مختلفه كے علماء بلكه سلاطين و وزراء تـک شريک هوتے هيں ' جن كے يكساں نصب العين ميں كوئي اختلاف نہيں هوتا -

نمايشوں كے ذريعه سے بهي يه مقصد نہايت وسيع پيمانے پر حاصل هوتا جاتا ھے - انگريزوں اور فرانسيسيوں نے لندن ميں تين سال تـک جو نمايش قائم ركهي تهي ' اوسكي نسبت كہا جاتا ھے كه اوس نے دونوں قوموں كے اتحاد ميں بڑي مدد دي ھے -

(٢) ملكي اتفاق اور قومي اتحاد كا ايک بڑا ذريعه سلاطين ' وزراء ' اور اركان دولت كي باهمي ملاقات بهي ھے ' اور يه ذريعه اس زمانے ميں نہايت عام هوگيا ھے - فرانس اور انگلستان ميں اسي طريقه سے اتحاد پيدا هوا ' اور روس نے بهي انگلستان سے اسي طرح رسم مودت قائم كي -

ابتداء ميں تو اسكو ايک رسمي چيز سمجها جاتا تها - ليكن بعض غير متوقع نتائج نے اسكو اسقدر ترقي دي كه اسي غرض سے ايک عام انجمن قائم كيگئي جس ميں هر سلطنت كے عمال

شریک ہوے اور اوسکی ممبری قبول کی - اس انجمن کا مقصد یہ تھا کہ تمام سلطنتوں کے ارکان و عمال اور اعضاء حکومت میں باہم رابطۂ اتحاد قائم کیا جاے -

جو سلطنتیں صلح جو اور امن طلب تھیں ' اونھوں نے اسکو اور وسعت دی - چنانچہ ولایت متحدہ امریکہ میں ایک عظیم الشان انجمن قائم کی گئی ' جسکا مقصد یہ تھا کہ تمام سلطنتوں کے کارکن لوگوں کو باہم اسقدر متحد ہو جانا چاہیے کہ اگر ایک سلطنت دوسری سلطنت کے مقابلے میں آمادہ جنگ ہو' تو دونوں سلطنتوں کے تملم عمال اپنے اپنے کام سے علحدہ ہو جائیں - اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ سلطنت ایک دست شل بن کر رہجائیگی -

(٣) ان ذرائع کے علاوہ یورپ اور امریکہ میں سیکڑوں انجمنیں خاص اسی غرض سے قائم ہوگئی ہیں کہ دنیا کو امن و صلح کی دعوت دیں ' اور سیاسی و قومی اختلافات کو مٹائیں - اس مقصد کے لیے جو قوانین بنائے جاتے ہیں' وہ بجاے خود موثر ہیں ' لیکن سب سے زیادہ انکا اثر اخلاقی پڑتا ہے ' اور جو صدا ان انجمنوں سے بلند ہوتی ہے ' وہ صرف شرکاء کانفرنس ہی کے دلوں میں جذبۂ مودت نہیں پیدا کرتی ' بلکہ کانفرنس کے ہال سے باہر نکل کر تمام دنیا کو محیط ہوجاتی ہے ' اور ہر شخص کے دل میں محبت کا بیج بو دیتی ہے - اسکا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ایک عام کانفرنس صلح قایم ہوگئی ہے ' اور جرمنی ' اسٹریا ' روس ' اٹلی ' اسپین ' انگلستان ' غرض تمام ملکوں میں مقامی انجمنیں بھی قائم ہیں جو اس کانفرنس کے مقاصد کی تائید کرتی ہیں-

(۴) ایک خاص قانون ساز کانفرنس بھی قائم کیگئی ہے جسکے ممبر قانون کے بڑے بڑے فضلاء ہیں ' اور جو خاص طور پر ایسے قانون وضع کرتی ہے جو مختلف سلطنتوں کے مقاصد کو باہم ٹکرانے نہیں دیتے - یہ کانفرنس سنہ ١٨٧٣ میں مسیو رولاں فرانسیسی کی کوشش سے قائم ہوئی - اور رفتہ رفتہ امریکہ اور سوئٹزرلینڈ نے بھی اوسکی تقلید کی -

(٥) مختلف ممالک کی پارلیمنٹوں کے ممبروں کی کانفرنس ان سب سے الگ ہے - اوسکا مقصد یہ ہے کہ اختلافات و منازعات کا فیصلہ صرف حکم (پنچایت) کے ذریعہ سے کیا جاے -

(٦) سوشیالوجسٹ لوگوں کا ایک خاص فرقہ پیدا ہوگیا ہے جو ہمیشہ تعاون' اجتماع' اور مصالحت عامہ کی تائید میں سرگرم رہتا ہے- یورپ میں انکی تعداد آٹھ ملین ہے ' اسلیے جنگ کی طرح صلح بھی اپنے ساتھ جانباز سپاہیوں کی ایک فوج گراں رکھتی ہے -

(منکرین صلح عام و مویدین جنگ)

لیکن مویدین جنگ ان دلائل کے آگے نہیں جھکتے - وہ کہتے ہیں کہ ان دلائل کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ انسان کی ایک غیر محدود تعداد کو فطرتاً عیش و مسرت اور سکون و اطمینان کے ساتھہ زندگی بسر کرنا چاہیے ' لیکن سوال یہ ہے کہ اسقدر کثیر التعداد عیش پرست انسان آغوش صلح میں پیدا بھی ہوسکتے ہیں یا نہیں ؟

اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ جنگ کی وجہ سے دفعتاً افزایش نسل انسانی میں ایک نمایاں تنزل پیدا ہوجاتا ہے ' لاکھوں نوجوان طعمۂ تیغ و سناں ہوجاتے ہیں ' ہزاروں عورتیں بیوہ ہوجاتی ہیں ' قبیلے کے قبیلے ' خاندان کے خاندان جلا وطنی اختیار کرلیتے ہیں ' اس طرح ایک ملک کی گود دفعتاً اپنے فرزندوں سے خالی ہوجاتی ہے - لیکن یہ ایک عجیب بات ہے کہ توالد و تناسل پر عیش و راحت اور امن و صلح کا اس سے بھی زیادہ مضر اثر پڑتا ہے - جو قومیں جسقدر زیادہ جنگجو ہوتی ہیں' اوسی قدر کثیر الاولاد بھی ہوتی ہیں - برخلاف اسکے عیش پسند ' صلح جو' اور امن دوست قوموں میں بچوں کی تولید عموماً کم ہوجاتی ہے - عرب عموماً جنگجو تھے' لیکن اون میں بچوں کی کثرت تھی - فرانسیسیوں سے زیادہ عیش پرست کون سی قوم ہوگی ؟ لیکن وہاں کی آبادی روز بروز گھٹ رہی ہے - جرمنی کو ایک جنگجو ملک کہا جاتا ہے ' لیکن جس زمانے سے اوس نے یہ خطاب عام طور پر حاصل کیا ہے' اوسیوقت سے اوس کی مردم شماری نے غیر معمولی ترقی کی ہے - جانور تک اس کلیہ سے مستثنی نہیں ' شیر اپنے کٹھرے میں بہ نسبت جنگل کی خاردار جھاڑیوں کے زیادہ امن و سکون کی زندگی بسر کرتا ہے ' لیکن اس گہوارۂ عیش میں اوسکا سلسلۂ توالد و تناسل دفعتاً منقطع ہو جاتا ہے - قبائل اور عام تمدنی جماعتوں کی ترقی صرف تکثیر نسل پر موقوف ہے ' اور جنگ اس تمدنی نظام کو صلح سے زیادہ وسعت کے ساتھہ قائم رکھہ سکتی ہے -

بد قسمتی سے اگرچہ ایک مدت سے جنگ ہوا پرستی ' شہرت طلبی' اور خود غرضی کا ذریعہ بنا لیگئی ہے ' اور عموماً سلاطین و امراء فوج صرف اپنے جاہ و اقتدار کے قائم رکھنے کیلیے جنگی جہاز تیار کراتے ہیں' توپیں ڈھالتے ہیں ' تلوار پر صیقل چڑھاتے ہیں ' اور فوجوں کو آگ اور خون کے طوفان میں جھونک دیتے ہیں' لیکن جنگ کی نفس حقیقت پر اسکا کچھہ اثر نہیں پڑتا - امن و صلح کو بھی اسی طرح اغراض فاسدہ کا ذریعہ بنایا جاسکتا ہے- بہت سے لوگ صرف عیاشی و کاہلی کیلیے اطمینان و سکون اور صلح و سلام کی زندگی کے طالب ہوتے ہیں -

خدا نے انسان میں بغض و انتقام کا مادہ صرف اسلیے پیدا کیا ہے کہ وہ اپنے حقوق کی حفاظت کرے ' اور انتخاب طبیعی اور بقاے اصلح میں فطرۃ کا مساعد و مددگار ہو' پس جنگ کا فطری مقصد یہی ہے ' اور اس قسم کی لڑائیاں ہمیشہ دنیا کیلیے آگ اور خون کے ظاہری پردے میں ابر رحمت کا چھینٹا ثابت ہوئی ہیں - جو لوگ میدان جنگ میں جانبازانہ لڑتے ہیں' وہ کسی قوم کے فنا کرنے میں انتخاب طبیعی کو مدد ہی نہیں دیتے ' بلکہ وہ اپنے آپ کو اصلح بھی ثابت کردیتے ہیں' یا اپنے اندر بقاء و قیام کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں - ممکن ہے کہ وہ خود انتخاب طبیعی اور بقاء اصلح کی حقیقت ' اوسکے وقت ' اور طریق انتخاب سے واقف نہ ہوں ' تاہم قوت و صلاحیت کا احساس صحیح خود کسی قوم کے صالح ہونے کی دلیل ہے' اور دنیا کو اب تک اسی احساس نے قائم رکھا ہے - پس اس قوت و احساس صحیح کا اندازہ صرف میدان جنگ ہی میں ہوسکتا ہے - کوئی قوم میدان جنگ میں انتخاب طبیعی کا فرض ادا کرنے خود نہیں جاتی - بلکہ وہ فطرت کے سب سے بڑے امتحان گاہ میں لیجاکر کھڑی کرائی جاتی ہے' اگر اوس میں زندہ رہنے کی صلاحیت ہے تو زندہ رہتی ہے ' ورنہ انتخاب طبیعی کا اسلحۂ جنگ اوسکو فنا کر دیتا ہے -

جس اخلاقی شجاعت کے کارنامے ہسپتالوں ' کالجوں ' اور یتیم خانوں کی صورت میں نظر آتے ہیں' وہ بھی اوسی وحشیانہ شجاعت کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے جو میدان جنگ میں نہایت خوفناک نظر آتی ہے - جنگ بیرحمی کے ساتھہ جذبہ رحم و محبت کو بھی پیدا کر دیتی ہے ' اور چونکہ زمانۂ جنگ میں تمام قواء و جذبات متحرک رہتے ہیں ' اسلیے ہر جنگجو قوم ان چیزوں کو نہایت سرعت کے ساتھہ قائم کرلیتی ہے - تمدن نے ہمیشہ جنگ کے ساتھہ ساتھہ ترقی کی ہے ' عیش پرستی نے اوس میں ایک ذرے کا بھی اضافہ نہیں کیا ہے -

آج ملکوں اور سلطنتوں میں اتفاق و اتحاد کے جو ذرائع پیدا ہوگئے ہیں ' وہ بھی جنگ ہی کی برکت ہے - واقعات ثابت کر رہے ہیں کہ یہ جو کچھہ تھا ' خوف ' بزدلی' مصلحت ' ریاکاری' ڈپلومیسی کا نتیجہ تھا - خلوص صرف میدان جنگ ہی میں نظر آ سکتا ہے' اور ہمکو خلوص ہی کی جستجو کرنی چاہیے -

(باقی آیندہ)

اُسوۂ حسنہ

کائناتِ خلقت

یا

تاریخ " امۃ مسلمۃ "

ما طفل کم سواد و سبق قصہ ہاے دوست
صد بار خواندہ و دگر از سر گرفتہ ایم

(۳)

(۲) قران حکیم میں حضرات انبیاء کا تذکرہ ایک هي مقصد اور ایک هي استدلال کے ماتحت نہیں ھے' بلکہ ھر جگھہ وہ ایک نیا مقصد ' ایک نیا نتیجہ ' ایک نیا استدلال ' اور ایک نیا طرز استنباط بصائر و حکم رکھتا ھے - یہي وجہ ھے کہ یہ عاجز قران حکیم میں محض تاکید و ازدیاد اثر کیلیے تکرار بیان و مطالب کا قائل نہیں بلکہ اسکو کلام الهي کیلیے ایک نقص یقین کرتا ھے' اور مطالب متکررہ کو بھي ھر جگہ بلحاظ نتائج بالکل ایک نیا اور مستقل بیان پاتا ھے- اس بنا پر بلا شبہ ایک ظاھربیں نگاہ دیکھیگي کہ بہت سے مقامات بظاھر اس حقیقت کے خلاف ھیں ' اور جن انبیاء کرام کو ھم مجدد قرار دیتے ھیں' انکا نام موسسین کے ساتھہ اسطرح لیا گیا ھے' گویا صنف کے اعتبار سے ان میں باھم کوئي امتیاز نہیں - لیکن ایسا سمجھنا فی الحقیقت ایک سخت کوتاہ بیني اور حقیقت ناشناسي ھوگي اور اسي لیے کہا گیا ھے کہ :

و ما یعقلها الا العالمون ! حقائق قرانیہ کا ادراک نہیں کرسکتے مگر وہ لوگ جنکے قلوب کو اللہ تعالی نے علم حق کیلیے کھول دیا ھے !

نیز سورۂ عنکبوت میں فرمایا : بل ھو ایات بینات في صدور الذین اوتوا العلم - یعني جن خوش نصیبوں کے سینوں کو خدا نے علم نبوي و الهي کیلیے کھول دیا ھے ' صرف وھي ھیں جو قران حکیم کے حقائق و معارف کا آشیانہ بن سکتے ھیں ' ورنہ ارباب جہل کي نظروں سے دیکھا جاے تو " اساطیر الاولین " کے سوا اسکے قصص کے اندر اور دھرا ھي کیا ھے ؟

بھر حال' اس اختلاف طرز ذکر کا راز در اصل اس نکتہ کے حل ھونے پر موقوف ھے کہ قران حکیم کے قصص و اخبار کے مقاصد و اغراض پر سے پردہ اٹھایا جاے' اور جو حقائق و معارف ان میں پوشیدہ ھیں' اور اختلاف مقاصد بیان نے جسطرح بیان کے انداز و ترتیب کو بھي مختلف کردیا ھے' اسے واضح کیا جاے - مگر یہ موضوع تفسیر کا ھے - یہاں اسقدر کہدینا کافي ھے کہ جن سورتوں میں انبیاء موسسین کے ساتھہ ھي بغیر کسي فصل و امتیاز کے بعض انبیاء مجددین (علی نبینا و علیھم السلام) کا بھي ذکر کیا گیا ھے ' ان مقامات میں نہ تو مقصود ترتیب تاریخي ھے' نہ تفریق تاسیس و تجدید' اور نہ ھي قسم دعوة کي بنا پر مختلف طبقات کي تمییز- بلکہ وھاں انکے اعمال مشترکہ و عامہ اور اسکے نتائج غیر مخصوصہ و متعددہ میں سے بعض خاص امور کو پیش کرنا ھے' اور صرف انھي کي جانب مخاطب کو متوجہ کرنا یا مسلمانوں کو توجہ دلاني ھے- اس مقصد کے لیے انبیاء کے ازمنۂ ظھور و تبلیغ کي تقدیم و تاخیر اور اصناف تاسیس و تجدید بالکل غیر موثر تھے' اسلیے بالکل ضرورت نہ تھي کہ ان پہلوؤں کا وھاں لحاظ کیا جاتا -

یا پھر بعض مقامات میں یہ نظر آتا ھے کہ مقصود انبیاء کا ظھور نہیں بلکہ ایک خاص طرح کي دعوة ' ایک خاص طرح کي طرز تبلیغ ' ایک خاص طرح کي جماعت مومنین ' ایک خاص قسم کي ضلالت منکرین' اور ان سب امور کا کوئي خاص طرح کا نتیجۂ حسن و قبح یا عذاب و ثواب مقصود ھے' اسلیے قدرتي طور پر ترتیب زماني و صنف نبوت و قسم دعوة سے بالکل قطع نظر کرلیا گیا ھے ' اور صرف اُن نبیوں اور دعوتوں کو یکجا کرکے بیان کردیا ھے جو اُس پیش نظر و زیر مقصد امر میں باھم سب سے زیادہ مشابہت و مشارکۃ رکھتے تھے - اگر حضرة نوح اور حضرة موسی علیھما السلام کے زمانے میں وہ امر زیادہ یکسانیت و مشارکۃ کے ساتھہ ظاھر ھوا ھے' تو بلا خیال اسکے کہ حضرة نوح کا زمانہ کب تھا اور حضرة موسی کب ظاھر ھوے ' اور بغیر اس ترتیب کے کہ حضرة نوح موسس تھے اور حضرة موسی مجدد ' دونوں کا ذکر ایک ساتھہ کردیا ھے - کیونکہ مقصد زمانہ' صنف' اور وجود داعي نہیں ھے' بلکہ ایک اور چیز جو بہ نسبت دوسرے انبیاء کرام کے ان دونوں کے زمانے میں زیادہ وسعت کے ساتھہ ظاھر ھوي ' اور اسلیے عبرت و تذکیر کیلیے ان کا یکجائي ذکر زیادہ قوي و موثر ھے -

مگر جن مقامات میں اسطرح کے مقاصد نہ تھے بلکہ خاص طور پر زمانہ اور قسم دعوة و صنف ظھور مقصود تھا ' وھاں تم صاف صاف پاؤگے کہ موسسین بالکل الگ ھیں اور مجددین کي صف بالکل دوسري ھے - اور بالتصریح ظاھر کردیا ھے کہ ان میں موسسین امم کا سلسلہ اسطرح چلا اور مجددین امم اسطرح ظاھر ھوے -

(تمثیل دعوة اسلام)

اب اس مقدمہ کو ذھن نشیں کرنے کے بعد میرا ساتھہ دو اور قرآن حکیم کے ان بیانات کو جو جابجا متفرق ھیں یکجا کرکے غور کرو -

سب سے پہلي چیز یہ ھے کہ قران حکیم نے جن مقامات پر قسم دعوة و صنف انبیاء کي بنا پر کوئي تذکرہ کیا ھے' یا کسي موسس کو بر بناء دعوة و تبلیغ تشبیہ دي ھے' تو اسطرح کے تمام مواقع پر اس امتیاز و فرق کو ملحوظ رکھا ھے -

چنانچہ تمام قران میں ھم پاتے ھیں کہ حضرة ختم المرسلین کي دعوة کو حضرة نوح اور حضرة ابراھیم علیھما السلام کي قسم دعوة سے تشبیہ دي ھے - حضرة ھود یا حضرة صالح وغیرھم مجددین سے تشبیہ نہیں دي - کیونکہ اسلام کي دعوة موسسہ تھي - مجددہ نہ تھي - اور حضرة نوح اور حضرة ابراھیم ھي تمام انبیاء متذکرۂ قران میں موسس تھے - پس اسلام کے لیے انھي کي صف میں جگہ رکھي گئي -

سورہ نساء میں فرمایا :

انا اوحینا الیک کما اوحینا	ھم نے اُسي طرح تیرے وجود کو
الی نوح والنبیین من	مہبط وحي الهي بنایا ' جسطرح
بعدہ ' و اوحینا الی ابراھیم	حضرة نوح کو اور اُن انبیاء
و اسماعیل و اسحاق و یعقوب	(مجددین) کو جو دعوة نوحي کے
والاسباط ' و عیسی ' و ایوب '	بعد ھوے - نیز جسطرح حضرة
و یونس ' و ھارون و	ابراھیم پر ھم نے وحي کي اور انکے

سلیمـــان ' و اتینــا داود بعد اسماعیل ' اسحاق ' یعقوب '
زبورا (۴ : ۱۶۶) تمام اسباط اسرائیل ' عیسي ' ایوب
یونس ' هارون ' اور سلیمان آے ' اور داود کو هم نے زبور
عطا کیا -

اب دیکھو که اس آیة کریمه میں کسقدر تدبر و تفکر عمیق کي ضرورت هے ؟ آیت میں مخاطب آنحضرت صلی الله علیه و سلم هیں - پہلے انکو حضرة نوح سے تشبیه دي جنھوں نے ایک نئي امة صالحه کي بنیاد رکھي تھي - پھر کہا که " والنبیین من بعده " اور جو نبي انکے بعد آے - یه طرز بیان صاف بتلا تا هے که حضرة نوح کے بعد والے انبیاء دعوة نوحي کے اسطرح اتباع و متعلقین میں داخل تھے که صرف حضرة نوح هي کا نام لے دینا انکے لیے کافي تھا - پھر حضرة نوح کے بعد حضرة هود سے مزید تشبیه نہیں دي ' حضرة صالح سے نہیں دي ' حضـــرة لوط سے نہیں دي ' حضرة اسحاق سے نہیں دي ' حالانکه اگر مقصود محض وحي کے مورد و مہبط هونے کے لحاظ سے تشبیه تھي تو اسکے لیے تمام انبیاء کرام یکساں تھے ' مگر تم دیکھتے هو که حضرة نوح کے بعد هي دوسرا نام حضرة ابراهیم علیه السلام کا لیا گیا ' اور یه دوسري تشبیه و مماثلة هے جو دعوة اسلامي کو دي گئي - پھر حضرة ابراهیم کے بعد بہت سے انبیاء کا نام لیا جو سب کے سب بلا استثناء دعوة ابراهیمي هي کے مجدد تھے ' اور اسطرح صاف صاف بتلا دیا که تاسیس امم صالحه کے سلسلے دو هیں : ایک حضرة نوح اور " و النبیین من بعده " کا - دوسرا حضرة ابراهیم اور انکے مجددین اسماعیل و اسحاق و یعقوب علیهم السلام کا -

اگر کہا جاے که حضرة نوح کے بعد حضرة ابراهیم علیه الســلام کا نام محض ترتیب تاریخي کیلیے آگیا ورنه کوئي مخصـوص امتیاز نه تھا ' تو یه بھي صحیح نہیں - کیونکه اس آیة کریمه میں تاریخي ترتیب بالکل نہیں نظر آتي - تم دیکھه رهے هو که حضرة یعقوب و اسباط کے بعد هي حضرة عیسی کا نام آگیا هے جو سب کے بعد آے ' اور حضرة سلیمان کے بعد حضرة داود کا نام لیا گیا ' حالانکه حضرة داود حضرة سلیمان کے والد هیں -

پس اس آیة میں دعوة اسلامي کو تشبیه صرف دو دعوتوں سے دي گئي هے : دعوة نوحي اور دعوة ابراهیمي ' اور یه " کما اوحینا الی نوح " اور " و اوحینــــا الی ابراهیم " سے ظاهر هے - انکے علاوه یہاں جتنے انبیاء کا ذکر کیا گیا هے ' انسے مماثلة مقصود نہیں هے ' بلکه انکے نام تبعاً آئے هیں که وه ان دعوة هاے موسسه کے مجدد تھے -

رهي یه بات که حضرة نوح کے مجددین کي طرف تو صرف مجمل اشاره کردیا مگر حضـــرة ابراهیــــم کے مجددین کے نام بالتصریح الگ الگ لیے گئے ' تو اسکے بھي متعدد اسباب هیں - ازانجمله واضح تر یه که سورة نساء کے اس حصه میں تمام تر خطاب اهل کتاب سے هے ' اور انکي زیاده تر معلومات حضرة ابراهیم کے بعد کے انبیاء سے متعلق تھي - نیز تعلق موسوي و اسرائیلي کي وجه سے وه ان انبیاء کو زیاده محترم و مقدس سمجھتے تھے ' اور تورات انکے تذکره سے لبریز تھي - پس حضرة نوح کے مجددین کیلیے تو صرف اشاره کردیا ' اور حضرة ابراهیم کے مجددین کي تفصیل کي ' تاکه بیان زیاده اوقع اور زیاده پر حجة هو -

(ایک اعتراض)

اگر تم کو شبه هو که قران نے اســي طرح اور اسي طریق تشبیه کے ساتھه تو حضرة موسی اور آنحضرة علیهما السلام کو بھي باهم مشابه قرار دیا هے :

انا ارسلــنا الیکم رسولاً	هم نے تمهاري جانب اپنا ایک رسول
شاهداً علیکم کما ارسلنا	بھیجا ' تمهارے آگے حق کي شهادت
الی فرعـون رسـولاً -	دینے والا ' جس طرح فرعون کي جانب
(۷۳ : ۱۵)	اپنے ایک رسول (حضرة موسی)
	کو بھیجا تھا -

تو واضح رهے که یه مشابهت اس حقیقت کیلیے بالکل مخالف نہیں هے - بلا شبه قرآن نے حضرة موسی کی بعثت سے داعي اسلام کي بعثت کو تشبیه دي هے ' اور یه اوسي ارشاد الهي کا اعاده و یاد آوري هے جو اس سے پہلے حضرة موسی کو مخاطب کرکے کہا گیا تھا که " میں تیرے بھائیوں (بني اسماعیل) میں سے تیرا جیسا ایک نبي بھیجونگا " لیکن یه مشابهت قسم تاسیس و تجدید اور صنف نبوت میں نہیں هے ' بلکه صرف حق اور باطل کے مقابلے میں هے - سورة نساء کي آیة میں " کما اوحینا " هے " یعنے جسطرح هم نے حضرة نوح و ابراهیم پر نبوت و رسالت کي " وحي " کي - یہاں " ارسلنا " هے - یعني هم نے اس عهد کے باطل پرستوں اور متکبر و سرکش کفار کے مقابلے میں فتح رباني اور نصرة الهي کے ساتھه اسي طرح پیغمبر اسلام کو " بھیجا " هے ' جسطرح اسے پہلے ایک بہت بڑے ظالم و مغرور ابلیس کے مقابلے میں حضرة موسی کو بھیجا تھا ' اور باوجود اوس کے تمام ساز و سامان دنیوي کے وه اسیر غالب و فتح مند هوے تھے -

اس تشبیه سے صرف یه ظاهر کرنا مقصود هے که باطل کو اپني شیطاني قوتوں کے گھمنڈ میں مغرور نهوجانا چاهیے - جسطرح باوجود تنہائي و بے سرو ساماني کے حضرة موسی نے فرعون کو تباه و برباد کیا تھا ' اسي طرح هم نے پیغمبر اسلام کو بھي اس عهد کے فراعنه و نماروه کے مقابلے میں بھیجا هے - اب بھي وهي نتیجه نکلے گا جو اُس وقت نکل چکا هے -

اسکي مزید تائید اس ایة کریمه کے سیاق و سباق سے هوتي هے - یه آیة سورة مزمل کي هے جو اغاز ظهور اسلام کے زمانے میں نازل هوئي تھي - اسکا موضوع تنزیل یه تھا که تبلیغ حق کي مشکلات و مقامات کي نسبت آنحضرة صلی الله علیه و سلم کو آگاهي بخشي جاے ' اور بتلادیا جاے که حق کا ظهور همیشه ابتدا میں مظلومي و بے سرو ساماني هي کے ساتھه هوتا هے ' پر آخر میں فتحمندي چمکتي هے - چنانچه آیت زیر بحث سے پہلے راه حق کي مشکلات و تکالیف پر اور اس انکار و سرکشي پر جو باطل پرستوں میں نظر آتي تھي ' آپکو تسکین و تسلي دي هے اور فرمایا هے که ان حالات کو دیکھکر اپنے اندر مایوسي نه لاؤ - یه حق کي ابتدا هے ' مگر تھوڑے سے صبر و انتظار کے بعد اسکي انتها بھي آنے والي هے :

و اذکر اسم ربک و تبتل	اپنے پروردگار کا ذکر کرو اور سب کي
الیه تبتیلا ' رب المشرق	طرف سے آنکھیں بند کرکے صرف اُسي
و المغرب لا اله الا هو فاتخذه	کے هوجاؤ - وه پروردگار که تمام عالم
وکیلا - و اصبر علی ما یقولون	میں اسي کي ربوبیت کار فرما هے اور
واهجرهم هجــراً جمیلا -	اسکے سوا کارساز عالم اور کوئي نہیں '
و ذرني و المکذ بین اولي	سو جب ایسا کارساز تمهارے ساتھه
النعمة و مهلهم قلیلا -	هے تو تم اور کسیطرف کیوں نظر اٹھاؤ ؟
ان لدینا انکالا و جحیما -	بس اسي کو اپنا کارساز یقین کرو !
(۷۳ : ۱۰)	رها منکرین حق کا ظلم ' انکا کبر باطل '

اور اپني باطل پرستارانه کامیابیوں کے دعوے اور اعلانات ' سو چاهیے که انپر صبر کرو - سردست بغیر کسي سختي کے اُنسے الگ هوجاؤ ' اور انھیں اُنکے حال پر زیاده نہیں ' تھوڑے دنوں کیلیے چھوڑ دو - پھر دیکھو که حق کے یه جھٹلا نے والے جو طرح طرح کي خوش حالیوں اور دنیوي عزتوں میں اپنے تئیں پاکر بڑے هي متکبر و مغرور هوگئے هیں ' بالاخر کیسا نتیجه پاتے هیں ؟ همارے پاس اگر انکے لیے مہلت تھي تو اب انکے جکڑنے کیلیے بیڑیاں اور انکي عقوبت کیلیے آگ بھي هے ! "

اسکے بعد پھر اُن منکرین و مغرورین کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمھاری جانب اسی طرح حق کا یہ اعلان بھیجا گیا ہے ' جسطرح تمھاری نسل ابلیسی کے ایک صورت اعلی فرعون کے سامنے حق کا ظہور ہوا تھا ' اور جسطرح تم نے باطل پر گھمنڈ کیا ' اُس نے بھی کیا تھا - چنانچہ فرمایا کہ :

فعصی فرعون الرسول فاخذناه اخــذا وبيلا - فكيـــف تتقون ان كفـــرتم يومـــا يجعـــل الولـــدان شيبا ؟ (۷۳ : ۱۶)	فرعون نے ہمارے رسول کی نافرمانی کی سو ہمارے غضب نے اسے بڑا ہی سخت پکڑا اور اسکا سارا گھمنڈ اور غرور باطل بیکار گیا - پھر اے منکرین اسلام !

اگر تم بھی اسی طرح نافرمانی کروگے تو اُس دن کی مصیبت سے کیسے بچ سکوگے جسکی سختی بچوں کو مارے غم کے بوڑھا کردیگی ؟

یہ اشارہ بدر اور فتح مکہ کے طرف تھا ' سو وعید الہی نے جو کہا تھا پورا کر دکھایا -

بہر حال سورۂ مزمل کے موضوع تنزیل اور ایۃ زیر بحث کے سباق و سیاق سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں حضرۃ موسی سے آیۃ نساء کی طرح دعوۃ اور داعی میں تشبیہ نہیں دی گئی ہے' بلکہ دعوۃ و داعی کے انکار اور منکر میں دی گئی ہے - پس یہ تشبیہ آنحضرۃ اور حضرۃ موسی علیہما السلام میں نہ ہوئی - منکر موسی اور منکر محمد میں ہوئی (صلی اللہ علیہما و لعنۃ اللہ علی المنکرین الخاسرین !)

(۳) ٹھیک ٹھیک اسی طرح سورہ " شوری " میں جہاں وحدۃ ادیان و توحید شرائع کی طرف توجہ دلائی ہے ' تو وہاں بھی دعوۃ اسلامی کا ذکر حضرۃ نوح اور حضرۃ ابراہیم علیہما السلام ہی کی صف میں بلا فصل کیا گیا ہے' اور اسطرح اسکی قوۃ موسسہ کی نمایاں صنف واضح کردی ہے:

شرح لکم من الدین ما وصی بہ نوحا و الذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیـــم وموسی وعیسی ؛ ان اقیمـــوا الدین و لا تتفرقوا فیہ - (۴۲ : ۱۱)	تمھارے لیے دین کا وہی راستہ ٹھرایا ہے جس کے لیے نوح کو وصیت کی گئی تھی' اور اے پیغمبر اسلام ! جسکے لیے ہم نے تم پر وحی کی ہے - نیز یہ وہی راہ ہے کہ اسکے لیے ابراہیم' موسی' اور عیسی کو بھی ہم نے وصیت کی تھی کہ دین الہی کو قائم کرو اور اسمیں تفرقہ نہ ڈالو -

اب غور کرو کہ اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالی نے کسطرح پیغمبر اسلام کو نمایاں طور پر حضرۃ نوح کے ساتھہ کھڑا کیا ہے' اور جن انبیاء کرام علیہم السلام کو ہم نے دوسری صنف مجددین میں قرار دیا ہے' انمیں سے کسی کا نام نہیں لیا ہے ؟ پھر اسپر بھی نظر رہے کہ یہاں دعوۃ اسلام کا ذکر جسطرح ترتیب تاریخی و زمانی کو یکقلم نظر انداز کرکے کیا گیا ہے ' وہ اس حقیقت کیلیے بالکل ایک بے حجاب روشنی ہے - آیۃ کریمہ کا مقصود یہ تھا کہ دین الہی کی وحدۃ اور قانون ظہور رسالت کی یکساں حالت کی طرف توجہ دلائی جاے - پس فرمایا کہ وہ ایک ہی شریعۃ الاہیہ ہے جسکی طرف برابر ہر ظہور نے دعوۃ دی' اور سب کی دعوۃ کا مقصد قیام دین الہی و عدم تفرقۂ و اختلاف تھا - پھر اس سلسلے کو حضرۃ نوح سے شروع کیا - اگر بلحاظ صنف کے تمام ظہوروں میں کوئی فرق نہ تھا ' تو قدرتی ترتیب تو یہ تھی کہ حضرۃ نوح کے بعد اُنکے بعد کے انبیاء کا ذکر کیا جاتا ' اور اگر انکو کسی وجہ سے نظر انداز کردیا تھا تو حضرۃ ابراہیم' حضرۃ موسی ' حضرۃ عیسی کے تذکرہ کو تو ضرور ہی انکے بعد جگہ دی جاتی' اور پھر سب کے اخر میں اسلام کا ذکو کیا جاتا جیسا کہ سب کے بعد وہ ظاہر ہوا ' لیکن تم دیکھہ رہے ہو کہ حضرۃ نوح کے بعد یکایک لسان الہی اسلام کی جانب متوجہ ہوتی ہے اور پیغمبر اسلام کو مخاطب کرکے انکی دعوۃ کا ذکر کرتی ہے - پھر اونکا ذکر کرکے مکرر درمیانی کڑیوں کی طرف عود کرتی ہے' اور ان میں سے بھی سب سے پہلے حضرۃ ابراہیم علیہ السلام ہی کا نام لیتی ہے جو دعوۃ نوحی کے بعد دوسرے دور تاسیس کے موسس تھے - البتہ انکے ساتھہ حضرۃ موسی اور حضرۃ عیسی علیہما السلام کا ذکر بھی کردیا جاتا ہے !

حضرۃ نوح اور حضرۃ ابراہیم علیہما السلام کے درمیان اسلام کا ذکر بالکل ایک طرح کا جملۂ معترضہ معلوم ہوتا ہے' جو ترتیب بیان کے بالکل خلاف ہے -

پس بیان کا یہ انداز صاف صاف کہہ رہا ہے کہ سلسلۂ ادیان و توصیۂ شرائع میں اســلام کو کوئی ایسی خصوصیت حاصل ہے جسکی وجہ سے وہ حضرۃ نوح کے تذکرہ سے ایک خاص تعلق و ربط رکھتا ہے' اور اسلیے گو اسکا ظہور سب سے آخر ہوا ' تاہم اپنے تعلق و ربط کی بنا پر حضرۃ نوح کے ساتھہ اسکا ذکر نہایت ضروری تھا - اسی طرح اسلام کے بعد حضرۃ ابراہیم کا نام لیا گیا اور انکو حضرۃ موسی و عیسی کے ناموں پر مقدم رکھا - نہ اسلیے کہ بلحاظ زمانے کے وہ مقدم تھے ' کیونکہ زمانے کو تو یہاں بالکل نظر انداز کردیا گیا ہے اور دعوۃ نوحی کے بعد دعوۃ اسلامی کا نام آگیا ہے' بلکہ صرف اسلیے کہ حضرۃ ابراہیم بھی مثل حضرۃ نوح و حضرۃ ختم المرسلین کے موسس تھے - اسلیے وہی اس صف میں کھڑے ہوسکتے تھے - البتہ انکے بعد انکے مجددوں کا بھی خاص طور پر ذکر کیا گیا ' تاکہ ایک طرف تو یہ واضح ہو جاے کہ موسس و مجدد ' دونوں طرح کے نبیوں کا مقصد ہمیشہ ایک ہی رہا ہے اور سب کو ایک ہی دین الہی کی وصیت کی گئی ہے ' دوسری طرف یہودیوں اور عیسائیوں کے تخاطب میں اُن انبیاء کا ذکر آجاے جن کی ذات سے انکا اولین تعلق ہے -

(اتحـاد دعوۃ نوحـی و ابراہیمـی)

(۴) سورۂ انعام میں ایک مقام پر بہ تفصیل حضرۃ ابراہیم کے مقامات و درجات الاہیہ کا تذکرہ کیا ہے - وہاں فرمایا :

وتلک حجتنـا آتیناہا ابراہیم علی قومہ' نرفع درجات من نشآء ' ان ربک حکیـم علیـم - ووہبنـا لــہ اسحـاق ویعقـوب کلا ہدینـــا ' و نوحا ہدینا من قبل - و من ذریتـہ داود و سلیمـــان وایوب الخ (۶ : ۸۴)	" اور یہ ہماری ہی حجۃ تھی جو ہم نے ابراہیم کو اُسکی قوم کے مقابلے میں عطا کی - ہم اپنے بندوں میں سے جسکو ظہور حق کیلیے چن لیتے ہیں ' اسکے مدارج علم الہی کو اسی طرح بلند کرتے ہیں - بلا شبہ تمھارا پروردگار حکیم و علیم ہے کہ اسکے تمام کاموں کے اندر حکمتیں اور مصلحتیں ہوتی ہیں - اور پھر دیکھو کہ ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب جیسی نسل دی کہ اون دونوں کے آگے دین حق کی راہ ہم نے کھول دی تھی' اور یہاں یہ بھی یاد رہے کہ ابراہیم سے پہلے نوح کو بھی دین حق کی راہ اسی طرح ہم دکھا چکے ہیں - بہر حال ہم نے ابراہیم کو اسحاق و یعقوب کی نسل دی ' اور نیز اسکی ذریت میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب (الخ) کو پیدا کیا "

اس آیۃ کریمہ کا انداز بیان بھی کس قدر واضح و نمایاں طور پر اس حقیقت مستورہ کو بے حجاب کر رہا ہے ؟

یہاں تذکرہ صرف حضرۃ ابراہیم علیہ السلام کا ہے جو " واذ قال ابراہیم لابیہ اذر " سے شروع ہوا ہے اور مسلسل بڑھتا آیا ہے - اسی سلسلہ میں حضرۃ ابراہیم اور انکی قوم کے مباحثۂ حق و ضلالت کا ذکر کیا ہے اور ایک خاص برہان الہی کو نقل کرکے " حجۃ " قرار دیا ہے - پھر فرمایا ہے کہ یہ ہماری حجۃ ہے جو ہم نے ابراہیم کو دی اور اونکے درجات کو بلند کیا -

اب یه بالکل ظاهر هے که یہاں حضرة نوح کا کوئي تذکره نه تها - نه اس سے پہلے انکي طرف اشاره کیا گیا هے - ذکر صرف حضرة ابراهیم کا هے اور انکي اس فضیلت کا هے که خدا نے حضرة اسحاق اور انکے بعد حضرة یعقوب کے ذریعه نسل ابراهیمي کو پهیلایا او ر زمین پر قائم کیا - لیکن یکایک درمیان میں ایک جملۂ معترضه سا آگیا هے جو بظاهر ربط بیان کے بالکل مخالف هے که " و نوحا هدینا من قبل " اور نوح جنکو انسے پہلے هم نے هدایت بخشي - سوال یه هے که اس جملۂ معترضه کا یہاں کون موقعه تها ؟ اور حضرة ابراهیم کے تذکره میں بغیر ربط بیان کے صرف حضرة نوح کے ظهور و هدایت بخشي کي جانب اشاره کر دینا کیوں ضروري هوا ؟

ممکن هے که جن لوگوں کے نزدیک کلام الهي کي تقدیس و عظمت کیلیے ربط بیان و ترتیب مطالب کچهه ضروري نہیں هے (حالانکه وه خود انسان هوکر اپنے بیان کیلیے ضرو ري سمجهتے هیں) وه اس چیز کو چنداں قابل غور نه سمجهیں - لیکن الحمد لله هم که انسانوں کے اندر مربوط و مرتب بیان کرنے کي قدرت دیکهتے هیں ' کسي طرح اسکا تخیل بهي نہیں کر سکتے که خدا کے کلام کو بے ربط قرار دیں - انسان اگر نہیں سمجهتا تو اُسکے لیے بہتر هے که اپني سمجهه کا گله کرے ' به نسبت اُسکے که کلام الهي کي عظمت کو اپني کم فهمي سے آلوده کرے !

پس واضح هو که یه آیة کریمه بهي بلحاظ اپنے خاص موضوع بحث کے اسي طرح مربوط اور متصل بیان هے ' جیسا که اول سے لیکر آخر تک قرآن حکیم کا هر حصه مرتب و منظم هے - بلاشبه یہاں صرف حضرة ابراهیم هي کا تذکره هے - حضرة نوح کا کوئي تذکره نہیں ' لیکن حضرة ابراهیم کے مقامات میں سے اُس مقام کا تذکره آگیا هے جو انکي دعوة کي قوة موسسه اور اسکے آثار باقیه و جاریه سے تعلق رکهتا هے - یعني یه بیان شروع هوگیا هے که همنے انکے وجود کو هدایت ارضي کا ایک ایسا تخم بنایا جس سے بے شمار شاخیں آگے چلکر پهوٹیں اور پهیلیں ' اور انکو حضرة اسحاق و حضرة یعقوب کي نسل دي جس سے کتنے هي انبیاء و مجددین پیدا هوے ' اور اپنے اپنے عهدوں میں دعوة ابراهیمي کي تجدید کرتے رهے - و و هبنا له اسحاق و یعقوب - چونکه حضرة ابراهیم کا یه درجه اسي طرح کا تها ' جیسا که درجۂ تاسیس حضرة نوح کو انسے پہلے دیا گیا تها ' اور انکي دعوة موسسه کي نسل و ذریت عرصه تک قائم و جاري رهي تهي ' اسلیے ضرور تها که اسکي طرف بهي اشاره کردیا جاتا ' تا که حضرة ابراهیم کي اس فضیلت و خصوصیت کي صنف واضح هو جاے - چنانچه ایسا هي کیا گیا ' اور بتلادیا گیا که حضرة ابراهیم کو جو ایک نسل هدایت هم نے بخشي ' تو یه اُسي قسم کي بخشش الهي هے ' جیسي که انسے پہلے حضرة نوح کے ذریعه هوچکي هے - انکي نسل بهي نسل ابراهیمي کي طرح هدایت ارضي کیلیے عرصه تک قائم رکهي گئي -

حضرة نوح کا ذکر ' حضرة اسحاق و یعقوب کے بعد کیا هے نه که پہلے - تم جانتے هو که حضرة اسحاق و یعقوب هي سے نسل ابراهیمي بني اسرائیل کے نام سے بڑهي اور پهیلي ' اور یه بهي تمهیں معلوم هے که حضرة یعقوب هي کا دوسرا نام " اسرائیل " تها - پس یه کیسا کهلا ثبوت هے اس امر کا که حضرة نوح کا یہاں ذکر صرف بقاء نسل و ذریت کے اشتراک اور هم صنفي هي کي بنا پر کیا گیا هے ' اور چونکه اس وصف میں صرف وهي ایک ایسي دعوة تهي جو حضرة ابراهیم کي دعوة موسسه سے نسبت رکهتي تهي ' اسلیے صرف اسي کا ذکر کیا گیا - اُن کا ذکر نہیں کیا جو موسس کي جگه مجدد تهے - مثلاً حضرة صالح ' حضرة هود ' حضرة لوط ' علیهم السلام -

تاریخ و عبر

الحرب فی الاسلام

(از جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب پاني پتي)

(۱)

دور تہذیب و مدنیت کے آغاز میں انسانوں کي جرگه بندیاں هوا کرتي تهیں ' او ر ان کي فوجیں وهي خاندان و قبیله کے افراد - جس وقت لڑائي یا جنگ کي نوبت آتی یا جدال و قتال کي ضرورت هوتي ' تو هر ایک خاندان و قبیله کے اشخاص بلا کسي نظام و ترتیب کے یکجا جمع هوجایا کرتے تهے ' اور جنگ کے بعد هر شخص کو اتنا هي حصه مال غنیمت کا ملتا تها جتنا وه اپني بهادري ' زور و قوت ' اور جوانمردي سے حاصل کر سکتا - مگر جب لوگوں نے حضریت اختیار کي تو کارو بار باهم تقسیم کر لیے گئے ' حکومتیں قائم هوئیں ' الگ الگ پیشے ' جدا جدا عمل اختیار کیے گئے ' او ر اسیوقت سے فوجي ملازمت کي بنا پڑي - سب سے پہلے جس حکومت نے فوج کو بهرتي کیا ' وه " مصر کي فرعوني حکومت " تهي - خیال کیا جاتا هے که پہلے پہل اسکي ابتدا عیسی علیه السلام سے تقریباً دو هزار برس پیشتر اُس وقت پڑي جبکه فراعنۂ مصر نے حبشیوں او ر زنگیوں کي ایک تعداد کثیر کو بهرتي کرکے ایک باقاعده فوج مرتب کي ' اور اُسکي مدد سے " بحر احمر " کے سواحل پر آباد شده اقوام و قبائل کو مسخر کرلیا - بعد ازاں دوسري قوموں نے اس کي تقلید کي اور مختلف حکومتوں نے اسي کا تتبع کیا - چنانچه اشوریا ' بابل ' فینیقیه ' اور یونان کي قدیم حکومتوں نے اس طریقه کو اختیار کیا - یونان سے رومیوں نے اخذ کیا ' اور رومیوں سے مسلمانوں نے سیکها -

فراعنۂ مصر کے یہاں " فوجي نظام " بدیں شکل قائم هوتا تها که وه اپني افواج کو لنبي ' گنجان ' اور سیدهي صفوں میں کهڑا کیا کرتے تهے - اسکي تائید اُن عمارات کهنه کے کهنڈرات اور محلات شکسته کے بوسیده در و دیوار سے بخوبي هو سکتي هے جو مصر میں اپنے متکبر و متمرد مکینوں کي یادگار هیں ' اور جن پر صفوف لشکر کي متعدد تصاویر کهیچي هوئي پائي گئي هیں -

حکومت مصر سے اس طریقه کو اهل یونان نے استنباط کیا ' اور اپنے یہاں اسکو کسي قدر ترمیم و تنسیخ کے بعد رائج کیا - انهوں نے " پلٹنیں " تیار کیں جن کو وه (Phalanx) کهتے تهے - اُن کے نظم و ترتیب کي صورت یه تهي که فوجي سپاهي بالکل سیدهي صفوف میں کهڑے هو جاتے تهے - ۴۰۰۰ جوانوں سے ایک پلٹن مرتب هوتي - کهڑے هونے کا طریقه یه تها که ایک سپاهي دوسرے سپاهي سے چند قدم کے فاصلے پر اپنے مقابل والے سپاهي کي بالکل سیدهه میں کهڑا هوتا ' اور صفیں ایک دوسرے کے پیچهے برابر چلي جاتیں - ایک عرصے تک یه فوجي نظام بدستور اپني حالت پر قائم رها - لیکن مقدونیه کے بادشاه اور سکندر اعظم کے باپ " فیلقوس " نے پلٹن کے سپاهیوں کي تعداد مذکورۂ بالا شمار سے دگني کر دي ' اور پهر فیلقوس کي وفات کے بعد اُس کے بیٹے سکندر اعظم نے چوگني کردي - سکندر نے سپاهیوں کو اس قدر پاس پاس کهڑا کرنا شروع کیا که اُن کے کندهے باهم ملے رهتے تهے ' اور ان کی ڈهالیں ایک دوسرے سے ٹکراجاتي تهیں - نیز اس نے سپاهیوں کیلیے عجیب طرز اور نئے طریقے کے نیزے بنوائے تهے ' جنمیں سے اکثر نیزے چوبیس چوبیس فیٹ لنبے هوتے تهے - سب سے پہلي صف

کے نیزے چھوٹے ہوا کرتے تھے ' اور مابعد کی صفوف کے درجہ بدرجہ بڑے ہوتے چلے جاتے تھے - یہاں تک کہ صف پنجم کے نیزے تقریباً تین قدم آگے کو نکلے رہتے - فیلقوس نے سواروں کی بھی ایک جماعت مرتب کی تھی - سکندر نے اس جماعت کے اسلحہ میں بھی اضافہ کیا ' اور منجملہ جدید اسلحہ کے ایک ہتیار " منجنیق " بھی تھا -

فوج کا یہی زبردست نظام تھا جس کے ذریعہ سکندر تمام دنیا کو مغلوب کر سکا !

(رومی فوج)

رومی حکومت قائم ہوئی تو اُس نے یونانی صف بندی کے طریقہ کو اپنے یہاں رائج کیا - رومی لشکر آغاز حکومت میں ایک ایسے گروہ سے مرکب ہوتا تھا جسکے افراد کی تعداد ٦٠٠٠ ہوا کرتی تھی ' اور یہ تعداد تین طبقات کے اشخاص سے ترکیب پاتی :

(۱) - نوجوان لوگ - جن کی صف لڑائی میں سب سے آگے رہتی تھی -

(۲) - ادھیڑ عمر کے لوگ جو دوسری صف میں رہتے تھے -

(۳) - تجربہ کار اور جنگ آزمودہ لوگ - سب سے پیچھے تیسری صف میں -

ان میں سے ہر ایک کے آگے ایک جماعت سواروں کی بھی موجود رہتی جو تلواریں حمائل کیے ' جھنڈیاں ہاتھوں میں لیے ' اپنی ڈیوٹی پر مامور رہا کرتے تھے تاکہ پیادہ فوج کو بچانیکے کام آئیں - اور ضرورت پر اُن کی مدد کریں ' اور موقع پڑے تو دشمنوں کو اپنے ساتھہ الجھاے رکھیں -

بعد ازاں رومیوں نے فوج کی اس فرقہ بندی کو بغیر صف کی ترتیب کے متعدد ٹکریوں میں منقسم کردیا - ہر ایک ٹکری کی تین قسمیں ' ہر قسم کے دو حصے ' اور ہر حصے میں ایک سو سپاہی ہوا کرتے تھے - یہ طریقہ قدیم نظام مذکورہ سے بالکل خلاف تھا - کیونکہ اسمیں سپاہیوں کی صرف ایک ہی پلٹن نہیں ہوتی تھی ' بلکہ متعدد ٹکریاں ہوتی تھیں ' اور ہر ایک ٹکری بجاے خود ایک فوج ہوا کرتی - صفحات آیندہ میں اسکی تفصیل بیان کیجائیگی - اسلامی فتوحات شروع ہونے تک رومی فوج کا نظام اسی صورت پر قائم رہا ' اور اُسمیں کوئی تغیر نہیں کیا گیا -

ظہور اسلام کے وقت افواج رومیہ کی تعداد ١٢٠٠٠٠ تھی ' جس کے ہر دس ہزار سپاہیوں کا ایک جنرل ہوا کرتا تھا ' جو اکثر حالتوں میں " بطریق " ہوتا رہا ہے - اس بطریق کے ماتحت دو کپتان ہوتے تھے جن کو " طومرخان " کہتے تھے - انمیں سے ہر ایک ٥٠٠٠ سپاہیوں پر کمان کرتا ' اور ہر ایک طومرخان کے ماتحت پانچ " طربخاریہ " ہوتے تھے ' جنمیں سے ہر ایک ہزار آدمیوں کا افسر ہوتا - پھر ہر ایک طربخاریہ کے ماتحت پانچ " قومس " ہوتے - اور ہر ایک قومس ٢٠٠ سپاہیونکا افسر بنایا جاتا - قومس سے نیچے " قمطرح " اور اس کے ماتحت " دامرخ " ہوتا ' جسکے ماتحت دس سپاہی ہوتے - اس نظام میں آجکل کے فوجی نظام کے ساتھہ پوری مشابہت نظر آتی ہے -

اہل فارس کے یہاں لشکر کے چار طبقے ہوتے تھے - پہلا طبقہ بڑے بڑے سرداروں کا ہوتا تھا ' جنمیں سے ہر ایک کو " میر میران " کہا جاتا تھا - اسکے ماتحت چار اور افسر ہوتے تھے ' جنمیں سے ہر ایک کو " اسپہبد " کہتے - ہر اسپہبد کے نیچے چار " مرزبان " پھر ہر مرزبان کے نیچے چار " سالار " اور ہر سالار کے نیچے دس سوار اور پانچ پیدل ہوا کرتے - جنھیں " پیادہ " کہتے تھے -

(عربی فوج)

ظہور اسلام سے قبل اہل عرب بالکل بدوی تھے - وہ بالکل وحشیانہ اور بدویانہ زندگی بسر کرتے اور آسی میں مگن رہتے - اُن کے یہاں فوج کا بھی نظام نہ تھا - قبائل جدا جدا تھے - جب کوئی قبیلہ جنگ کیلیے طیاری کرتا تو اپنے یہاں کے مردوں کو چھانٹ کر انہیں سے فوج مرتب کرلیتا جن میں سوار اور پیدل دونوں طرح کے لوگ ہوتے تھے - اُن کے پاس زمانۂ جاہلیت کے مشہور اسلحہ مثلاً کمان ' نیزہ ' اور تلوار وغیرہ موجود ہوتے - ہاں اُن عربی سلطنتوں میں جنہوں نے اسلام سے قبل تمدن کا عروج پایا ' فوجی نظام کا وجود پایا جاتا ہے - جیسے شاہان تبع اور حکمرانان حمیر ' اور منذری گھرانے کے فرمانروا جنکا دارالسلطنت حیرہ ایک مشہور شہر تھا - مورخین نے ان مناذرہ کے یہاں دو فوجی جماعتوں کا ہونا بیان کیا ہے ' جنمیں سے ایک کو " دوسر " اور دوسری کو " شہبا " کے نام سے موسوم کرتے تھے - باقی رہے حجاز کے عرب ' تو وہ اسلام سے پہلے اسی بدوی فطرت پر قائم تھے جسکا اوپر ذکر آچکا ہے -

اسلام کا ظہور ہونیکے بعد اہل اسلام باقی تمام اہل عرب سے علیحدہ ہوگئے ' اور دین و مذہب کی اجتماعی قوت نے انہیں یکدست بنا کر دشمنان دین کے ساتھہ جنگ کرنے کیلیے متفق اور متحد کردیا - یہی وجہ ہے کہ اسوقت جسقدر اہل عرب مسلمان ہوے تھے ' سب کے سب سپاہی تھے - مسلمانوں کے اولین سپاہی تو مہاجرین تھے ' مگر وہ مدینہ میں آے تو انصار سے ملکر ایک ہی جماعت بن گئے ' جن کے کمان افسر خود نبی صلی اللہ علیہ و سلم تھے - اُن کا باہمی رابطہ اور معاہدہ دوستی اسلامی بھائی چارہ کی قوت تھی - اُن دنوں مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی -

اسکے بعد نبی صلی اللہ علیہ و سلم ' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ' اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانوں میں غزوات و فتوحات کیوجہ سے مسلمانوں کی تعداد بڑھتی گئی - کیونکہ اب روز بروز عربی قبائل کے ہر طرح کے لوگ نجد ' یمامہ ' یمن ' اور حجاز سے آ آکر ملتے جاتے تھے ' اور اسلامی اجتماعیت ان کو ایک جماعۃ بناتی جاتی تھی - آخرکار وہ تھوڑے سے بہت ہوگئے ' اور انہوں نے باہم ہمدوش ہوکر شام ' عراق ' اور مصر کے ملکوں پر حملے کیے ' اور ان سب کو فتح کرلیا ' نئے نئے شہر آباد کیے ' اور مختلف حصوں میں منقسم ہوکر علیحدہ علیحدہ مقامات میں رہنے لگے - چنانچہ کچھہ لوگ مصر میں ' کچھہ شام میں ' اور بعض عراق میں مقیم ہوگئے - بعض نے خاص خاص چھاؤنیوں میں سکونت اختیار کی -

ہر ایک چھاؤنی کی فوج قبائل اور گھرانوں کے اعتبار سے منقسم تھی - مثلاً " بصرہ " کے پانچ حصے تھے جن کو " اخماس " کہتے تھے - ہر ایک حصہ (خمس) میں ایک قبیلہ حسب ذیل قبائل میں سے رہتا تھا :

(۱) ازد (۲) تمیم (۳) بکر (۴) عبد القیس (٥) اہل عالیہ (قریش ' کنانہ ' ازد ' بجیلہ ' خثعم ' اور تمام گھرانا قیس عیلان کا اور مزینہ)

یہ سب مسلمان عربوں کے قبیلے تھے ' اور اہل کوفہ کے رہنے والوں کو اہل مدینہ کے نام سے موسوم کرتے تھے - ہر ایک خمس پر انہی قبائل کے اُمراء میں سے ایک شخص امیر ہوا کرتا - اسی نظام پر مسلمانوں کی اور تمام فوجی طاقتوں کو قیاس کرنا چاہیے - خواہ وہ کوفہ میں رہتے ہوں ' یا فسطاط اور مدائن کے شہروں میں جن کو مسلمانوں ہی نے آباد کیا تھا - یا اُنکے علاوہ عراق ' شام ' اور مصر کے قدیم متمدن شہروں میں بس گئے ہوں جنکی آبادیوں کو خدا نے انکے لیے کھول دیا تھا ' اور اسلامی عدل و رحمت کی برکات نے وہاں کے باشندوں کو انکا حلقہ بگوش بنا دیا تھا !

باوجود اس کے تمام مسلمان سر بکف سپاہی تھے - انمیں سے کوئی شخص سوائے شمشیر زنی کے دوسرا کوئی پیشہ یا کام اختیار نہیں کرتا تھا - حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کاشت و زراعت کے بکھیڑوں میں دخل دینے اور کھیتی باڑی کے دھندوں میں پڑنے سے بھی منع فرما دیا تھا - کیونکہ خلیفۂ ممدوح نے اس بات کو بخوبی سمجھہ لیا تھا کہ مسلمانوں نے ممالک کو فتح کرنے اور سرسبز زمینوں پر قابض و متصرف ہونیکے بعد آرام طلبی اختیار کرنا اور جنگ سے دست کش ہونا چاہا تھا - لہذا آپ نے تمام ممالک مفتوحہ میں منادی کرادی کہ امیر افواج (جنرل) اپنی اپنی رعایا (سپاہ) سے کہدیں : " بیت المال سے اُن کا وظیفہ مقرر کر دیا گیا ہے - ان کے اہل و عیال کیلیے بھی وظائف کی ایک مقدار معین ہوچکی ہے - اب وہ لوگ کھیتی کرنے یا بونے کی جانب مائل نہ ہوں "

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حکم میں اس دور اندیشی کو بھی ملحوظ رکھا تھا کہ جنگجو مسلمان کسی ملک کو اپنا وطن بنا کر کہیں ارسمیں با قاعدہ سکونت و قیام اختیار نہ کرلیں ' اور اسطرح اُن کو اپنے اُن بھائیوں کی اعانت و امداد کیلیے جو کسی اور جگہ مصروف جنگ ہوں ' جانا ناگوار خاطر ہو جاے - یا کسی علاقۂ مفتوحہ کی حفاظت و انتظام کی غرض سے روانہ ہوتے وقت (جسکا اتفاق اکثر پڑا کرتا تھا) نقل و حرکت شاق نہ گذرے -

مسلمانوں کی عام جماعتوں کے علاوہ فوج کی ایک علحدہ جماعت کو مرتب کرنا ' حضرت عمر کے عہد میں دفاتر کھلنے کے وقت سے شروع ہوا ' اور بنو امیہ کے عہد میں مکمل ہوا - اس کا بیان قارئین کرام آیندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائینگے -

تاریخ داں حضرات سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ خدمات جنگی کا لزوم اور با قاعدہ فوجی ملازمت کا دستور زمانۂ بنو امیہ کے وسط میں شروع ہوا تھا - اس سے پہلے لوگ محض جہاد کے طور پر لڑائیوں میں شریک ہوکر مال غنیمت ' اور اپنے ہاتھوں سے قتل کیے ہوے دشمن کے ساز و سامان سے فائدہ اُٹھاتے تھے - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت (سنہ ۳۵ ہجری) کے بعد اہل اسلام بیرونی دشمنوں کو چھوڑ کر آپس کے جھگڑوں میں مصروف ہوگئے ' اور باہمی اختلافات کی وہ افسوس ناک ابتدا شروع ہوگئی جس نے آگے چلکر ایک دائمی خانہ جنگی کی شکل اختیار کرلی - مگر جب بنو امیہ کے قبضہ میں انتظام و انصرام سلطنت چلا گیا اور مسلمانوں کی سلطنت کا شیرازہ مکرر باہم متحد ہوگیا ' اور اموی عنصر کے غالب آ جانے سے فرقہ بندیوں کا زور بھی گھٹ چلا ' تو اسوقت مسلمانوں کے خیالات کسی ایسے معاملہ پر رجوع اور مائل ہونے سے رک گئے ' جو انہیں جنگ پر آمادہ کرے اور لڑتے رہنے کا شوق دلاے - یہی وجہ تھی کہ اس زمانے میں قوم کے افراد کی مشغولیت میں آرام طلبی اور عیش و عشرت کا انداز شروع ہوگیا - اس حالت کو دیکھکر خلفاء نے آیندہ نتائج کے خوفناک اور تباہ کن انجام پر نظر کی اور مجبور ہوے کہ فوجی ملازمت کا سلسلہ شروع کریں -

سب سے پہلے جس عہد میں فوجی ملازمت کی بنیاد پڑی وہ عبد الملک بن مروان (سنہ ٦۵ ہجری - تا سنہ ۸٦ ہجری - مطابق ٦۸۴ع تا ۷۰۵ع) کا عہد حکومت تھا ' مگر اس کا موجد حجاج بن یوسف ثقفی کو خیال کیا جاتا ہے - یہ وہ زمانہ تھا جبکہ اموی حکومت اپنی ترقی و اقبال کے بلند ترین زینہ تک پہنچ چکی تھی ' مسلمانوں کی نہایت کثرت ہوگئی تھی ' اور لوگ ہر قسم کے کارو بار خصوصاً زراعت و تجارت کی جانب زیادہ مائل ہو چلے تھے -

اگرچہ اکثر اہل اسلام نے امیر معاویہ کے عہد سلطنت میں جنگی اور فوجی خدمت سے الگ رہ کر گوشہ نشینی اختیار کرنے یا دیگر مشاغل کیطرف مائل ہونیکا قصد کیا تھا - لیکن اس مدبر امیر نے ان سب کو اپنی حکمت عملی سے باز رکھا ' اور بالکل اپنے قابو میں کرلیا - بے دریغ انعامات اور عطیات کثیرہ سے وہ ہر شخص کو اپنا گرویدہ و مطیع بنالیا کرتے تھے - مگر جب امیر معاویہ کے بعد اُن کا بیٹا یزید (سنہ ٦۰ ہجری تا سنہ ٦۴ ہجری مطابق ٦۸۰ع تا ٦۸۳ع) اور اوسکے بعد معاویہ دوم (سنہ ٦۴ ہجری تا سنہ ٦۴ ہجری - مطابق ٦۸۳ع تا ٦۸۳ع) پھر اُسکے بعد مروان بن حکم (سنہ ٦۴ ہجری تا سنہ ٦۵ ہجری - مطابق ٦۸۳ع تا ٦۸۴ع) حکمراں ہوے - تو چونکہ اُن لوگوں میں سے ایک بھی اس ڈھنگ کا آدمی نہ تھا کہ لوگوں کے دل اپنی جانب مائل کرتا اور قابو میں رکھہ سکتا ' یا مسلمانوں کو اپنی اطاعت سے منحرف نہ ہونے دیتا ' اسلیے فوجی لوگوں کو آرام طلبی کی جرات ہوتی گئی ' اور وہ رفتہ رفتہ عیش و عشرت میں منہمک و مشغول ہوگئے - چنانچہ جب عبد الملک بن مروان خلافت کا والی ہوا ہے ' تو اُسوقت بھی فوج و لشکر کی وہی حالت تھی جو اوپر بیان کی گئی - نہ تو سپاہی اسکے ساتھہ کوچ کرتے تھے اور نہ اُسکے مقام کے ساتھہ قیام کرتے تھے - عبد الملک نے اِس بے ضابطگی کی شکایت اپنے " صاحب شرطہ " (پولیس کمشنر) " روح بن زنباع " سے کی - اُس نے کہا کہ " امیر المومنین ! میری ماتحتی میں ایک شخص ہے حجاج بن یوسف - اگر آپ اُسے اپنی فوج کا افسر بنادیں تو یقین ہے کہ وہ تھوڑے ہی عرصہ میں سب کو ٹھیک اور سیدھا کردیگا - وہ ضرور فوج کو آپکے ساتھہ مقیم کرائیگا ' اور آپ ہی کے ہمراہ کوچ کا حکم دیگا - میرا خیال ہے کہ وہ آپ کے لیے نہایت مفید ثابت ہوگا " عبد الملک نے اُس کی بات مان لی اور حجاج کو فوج کا افسر بنا دیا - حجاج نہایت تند مزاج اور ظالم شخص تھا ' اسلیے کسی سپاہی کو اُسکے حکم سے سرتابی کرنے کا یارا نہ تھا - اُسوقت سے فوج برابر خلیفہ کے ساتھہ کوچ و مقام کرنے لگی -

مگر خود " روح بن زنباع " کے ماتحت پھر بھی اس قاعدہ کی پابندی نہ ہوتی تھی - اسکے سپاہی حجاج کے حکم کی ذرا بھی پروا نہ کرتے - ایک دن حجاج نے ان لوگوں کو دیکھا کہ اور تو سب کوچ کرگئے ہیں لیکن وہ ابھی کھانا کھا رہے ہیں - حجاج نے یہ حالت دیکھہ کر اُن سے دریافت کیا : " تم لوگ امیر المومنین کے ساتھہ کوچ کرنے سے کیوں رک گئے ؟ " روح بن زنباع کے ملازموں نے بجاے اسکے کہ کوئی عذر یا اپنی خطا کا اقرار کرتے ' حجاج کو مخاطب کرکے جواب دیا : " اے نالائق ! تو بھی گھوڑے سے اُترکر ہمارے ساتھہ کھانا کھالے " حجاج نے انکی یہ گستاخی اور سرکشی دیکھکر کہا : " افسوس ! ابتو میری جو کچھہ ان کی پاسداری تھی وہ بھی جاتی رہی " یہ کہہ کر اُس نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو کوڑوں سے پیٹ کر تمام فوج میں پھراؤ اور تشہیر کرو - اور روح بن زنباع کے خیموں کو بھی آگ لگاکر جلادو - حجاج کے ماتحتوں نے اس حکم کی فوراً تعمیل کی - جب روح بن زنباع کو واقعہ کا علم ہوا تو وہ روتا پیٹتا عبد الملک بن مروان کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا : " امیر المومنین ! حجاج بن یوسف جو کل تک میری ملازمت میں ایک ادنی خادم کی حیثیت رکھتا تھا ' آج اُس نے میرے غلاموں کے کوڑے لگواے ' اور میرے خیمے جلوا دیے " عبد الملک نے جھلا کر حجاج کی طلبی کا حکم دیا - حجاج حضور میں پیش ہوا تو عبد الملک نے غضب ناک اس واقعہ کا سبب دریافت کیا :

حجاج : " امیر المومنین ! میں نے کیا کیا ؟

عبد الملک : " اگر تونے نہیں کیا تو اور کس نے کیا ؟ "

حجاج : " واللہ ! اے امیر المومنین !! یہ کام آپ نے کیا !! میرا کوڑا آپکا کوڑا اور میرا ھاتھہ آپکا ھاتھہ ہے - امیر المومنین کے نزدیک یہ کوئی بڑی بات نہیں کہ وہ روح بن زنباع کو ایک غلام کے بدلے دو غلام اور ایک خیمے کے بدلے دو خیمے عطا فرمادیں' مگر مجھے جو درجہ امیر المومنین نے عطا فرمایا ہے ' اس سے محروم کرنا شان کرم کے خلاف ہوگا "

خلیفہ نے یہ جواب سنا تو مسکرادیا اور روح بن زنباع کو اُسکے ضائع شدہ سامان کا کافی معاوضہ دلواکر حجاج کے منصب میں بھی ترقی کردی - یہ پہلا موقعہ تھا کہ خلیفہ کو حجاج بن یوسف کی کارگذاری اور لیاقت کا علم ہوا ' اور اُسی روز سے وہ اسکی قدر کرنے لگا -

البــلاغ :

شیخ اسماعیل صاحب پانی پتی مندرجۂ بالا موضوع پر ایک مسلسل مضمون لکھنا چاھتے ھیں جسکا یہ پہلا نمبر ہے - یہ ٹکرہ ہم نے شائع کردیا ' لیکن چند امور کی تصریح و تذئیل ضروری ہے :

(۱) آپکا یہ مضمون غالباً جارج زیدان مصری ایڈیٹر الہلال قاہرہ کے مضمون سے ماخوذ ہے ' جو بجنسہ اسی عنوان سے (یعنی " العرب فی الاسلام " سے) گذشتہ جنگ طرابلس کے زمانے میں شائع ہوا تھا - اگر ایسا نہیں ہے (کیونکہ محض حافظہ کی بنا پر میں کہہ رہا ھوں اور الہلال کے وہ نمبر پیش نظر نہیں ھیں) تو اسمیں تو کچھہ شک نہیں کہ تمام تر اسی کی تصنیفات اور علی الخصوص " تاریخ التمدن الاسلامی " سے ماخوذ ہے - چنانچہ ایک دو موقعوں پر آپنے انکا حوالہ بھی حاشیہ میں دیا تھا - میں نے انہیں کاٹ دیا ' کیونکہ یہ حوالہ مضمون کی توثیق کیلیے کچھہ مفید نہ تھا -

(۲) بلاشبہ جارج زیدان مصری کی تصنیفات نہایت مفید اور پر از معلومات ھیں ' علی الخصوص اسکے وہ حصے جو مستشرقین یورپ کی تحقیقات سے مترجم و مقتبس ھیں' اور براہ راست تحقیقات یورپ کا مطالعہ خالی از دقت نہیں - لیکن آپکو معلوم ہونا چاھیے کہ تاریخ اسلام کی تحقیق و تفتیش کے میدان میں اسکا مرتبہ ایک معمولی درجہ کے حاطب اللیل سے ہم لوگ زیادہ نہیں سمجھتے ' اور استخراج و استنباط مطالب میں تو وہ نہایت ھی کوتاہ نظر ہے - بڑی مصیبت یہ ہے کہ طرز بحث و استدلال و عقائد نظریات تاریخی میں یکقلم مستشرقین و مورخین یورپ کی تقلید کرتا ہے اور اسلیے وہ اپنے تمام مطالعہ و نظر سے صرف یہ کام لیتا ہے کہ جس چیز کو اسکے ائمۂ فرنگ نے اجتہاداً لکھدیا ہے ' اسکے لیے کوئی نہ کوئی شاھد پیدا کرلے - پھر اس راہ میں سخت سخت ٹھوکریں ھیں اور گمراھیاں ' سوء تفہم ہے اور سوء نظر ' غلطی استدلال ہے اور ضلالت استنباط ' جہل مصطلحات علوم ہے اور قلت معلومات فن: ظلمات بعضها فوق بعض !

تاریخ اسلام کا تمام تر ذخیرۂ اصلی قدماء مورخین ھیں' اور انکی مطبوعہ کتابوں سے وہ بے نصیب بھی نہیں ' لیکن اکثر مقامات میں معلوم ہوتا ہے کہ اس ذخیرہ کے صحیح مطالعہ و نظر سے وہ محروم ہے ' اور واضح سے واضح تصریحات پر بھی اُسکی نظر نہیں پڑتی - پھر بہت سے مقامات ایسے بھی ھیں جہاں فی الحقیقت اسکی عصبیۃ مسیحی نے احقاق حق سے بازرکھا ہے ' اور عمداً واضح ترین تصریحات سے بھی اعراض کر جاتا ہے - یہ حالت افسوس ناک ہو مگر تعجب انگیز نہیں - کیونکہ ہمیں قران حکیم نے بتلایا ہے کہ " تحریف الکلم عن مواضعہ " اور " کتمان حق " اہل کتاب

کا قدیم ترین علمی و قومی ورثہ ہے : وان فریقاً منهم لیکتمون الحق وهم یعلمون (۲ : ۱۴۱)

جارج زیدان کے متعلق یہ جو کچھہ ظاھر کیا گیا ' تو اسکی بنا صرف یہی نہیں ہے کہ پچھلے دنوں مولانا شبلی مرحوم نے " الانتقاد " لکھکر اسکے بہت سے متعصبانہ فریبوں کی پردہ دری کی تھی' اور وہ اپنی عمر میں پہلی مرتبہ عاجز و درماندہ ہوکر بیٹھہ گیا تھا - کیونکہ الانتقاد کے جزئیات و افراد اعتراضات میں بہت سے اعتراضات ایسے بھی ھیں جنکی نسبت میں مولانا مرحوم سے اتفاق نہیں کرسکتا ' اور ایک حد تک جارج زیدان کو (صرف انکے دائرہ کے اندر) بے قصور پاتا ھوں - مثلاً بحث کا وہ حصہ جہاں مولانا بنو امیہ اور حجاج وغیرہ کے اُن مظالم سے بھی قطعی انکار کردینے پر مائل ھیں جنکو یعقوبی ' طبری ' دینوری ' اور ابن اثیر وغیرہ صاف صاف لکھہ رہے ھیں ' اور دلیل میں حافظ سیوطی کی تاریخ الخلفاء کو پیش کرتے ھیں جس نے مسلم کی حدیث ائمۂ اثنا عشر کی گنتی پوری کرنے کیلیے یزید اور ولید تک کو (باوجود اقرار فسق و فجور) خلفاء و ائمۂ حقہ میں داخل کرلیا ہے !

بلکہ مصنفات جارج زیدان کے تاریخی نقائص کا میدان اس سے بھی زیادہ وسیع ہے' اور اسکی مسیحی عصبیۃ جاھلیۃ نے بے شمار نئے اصول و فروع وضع کرلیے ھیں - صرف تاریخ التمدن کے اگر حصۂ دوم و پنجم ھی کو پیش نظر رکھہ لیا جاے' تو مسلمانوں کی تمدنی و علمی تاریخ کے اقلاً پچاس ساٹھہ اغلاط گن کر بتلا دیے جاسکتے ھیں -

بہر حال مقصود اصلی یہ ہے کہ آپ لوگ جارج زیدان کی تصنیفات کو کوئی معتمد و مستند چیز نہ سمجھیں ' اور یہ عقیدہ نہ رکھیں کہ اسکی کتابوں کا حوالہ بقید جلد و صفحہ دیدینا کوئی بڑا ھی وسیلۂ توثیق و تصدیق ہے - حوالے سے مقصود تصدیق ہے مگر اس سے اور زیادہ تضعیف ہوجاتی ہے - اصلی چیز خود قدماء کا ذخیرۂ تاریخی ہے اور ہمت کرنی چاھیے کہ براہ راست اسی سے اکتساب مواد کیا جاسکے -

(۳) چنانچہ اس اعتماد و تقلید کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپکے مضمون میں جا بجا نہایت اہم غلطیاں پیدا ہوگئیں' اور مسلمانوں کے فوجی نظام کی تاریخ کا نصف ٹکرہ آپنے بالکل ضائع کردیا -

جارج زیدان کا تمام تر دار و مدار اپنے ائمۂ فرنگ پر ہے ' مستشرقین یورپ مسلمانوں کی ہر تمدنی ترقی کو کسی قدیم متمدن قوم کی تقلید ثابت کرنے کیلیے ہمیشہ بیقرار رہتے ھیں ' اسلیے اس نے بھی مسلمانوں کے فوجی نظام کی تاریخ میں دو سخت تاریخی فریب ڈالدیے :

(الف) مسلمانوں کا فوجی نظام تمام تر رومی نظام سے ماخوذ تھا -

(ب) چنانچہ اسی لیے جب تک مسلمانوں کو قدیم متمدن قوموں کی تہذیب سے متمتع ہونے کا موقعہ نہیں ملا ' وہ کوئی با قاعدہ نظام قائم نہ کرسکے - تمام عہد خلفاء راشدین اور اوائل عہد بنو امیہ فوجی نظام کی باقاعدگی سے خالی تھا - البتہ جب عبد الملک بن مروان کے عہد میں متمدن اقوام کا اختلاط پوری وسعت کے ساتھہ مسلمانوں کو نصیب ہوا' تو انہوں نے بھی اسکی تقلید کی اور اسی طرح کا ایک نظام قائم کرلیا -

لیکن آپ پر واضح ہونا چاھیے کہ یہ دونوں بیان یکسر غلط ھیں ' اور یا تو انکا مبدء فریب ہے یا جہل شدید - علامۂ بلاذری' ابن سعد ' ابن قتیبہ ' ابو حنیفہ دینوری ' طبری ' یعقوبی ' اور کتب حدیث و آثار کے واضح و مصرح شواھد اسکے خلاف اس کثرت سے موجود ھیں کہ جارج زیدان کی جرأت پر سخت تعجب ہوتا ہے ' اور غالباً کثرت اغلاط و دسائس سے گھبرا کر مولانا شبلی مرحوم نے ان امور کو بالکل نظر انداز کردیا تھا -

میں آیندہ نمبر میں اسکے متعلق چند کلمات لکھونگا -

اسیران جنگ

(۱)

یورپ نے جب کبھي اپنے تمدني احسانات کا افسانہ دنیا کو سنایا ہے' تو اوسکے با اثر بنانے کیلیے: "اسلام" اور "غلامي" کي داستان پارینہ کو بھي ضرور دہرایا ہے - حالانکہ اس آسمان کے نیچے صرف اسلام ھي ایک ایسا لفظ ہے جسکا ساتھہ "غلامي" کا لفظ کسي حالت میں بھي جمع نہیں ہوسکتا : والله یعلم انهم لكاذبون !

لیکن اسکے متعلق پہلا سوال یہ ہے کہ کیا اسلام ھي اس بدعت سئیہ کا موجد ہے ؟ کیا دنیا کي دوسري مہذب قومیں فاتحانہ حوصلہ مندیوں کے جوش میں گلا کاٹنا جانتي تھیں لیکن گلے میں طوق ڈالنا نہیں جانتي تھیں ؟ دنیا کي قدیم تاریخ اس سوال کا جواب نہایت مایوسانہ اور دردناک الفاظ میں دیتي ہے - گذشتہ قومیں اسیران جنگ کو ایسا مجرم خیال کرتي تھیں جنکي حمایت کوئي قانون نہیں کرسکتا تھا - اور اسلیے عموماً اُنھیں نہایت بیرحمي کے ساتھہ ذبح کر دیا جاتا تھا -

چنانچہ جنگ کے قیدیوں کے متعلق اشوري' فنیقي' مصري' اور یہودي قوموں کا عام طرز عمل یہي تھا' بلکہ انکا دست تطاول کبھي کبھي آزاد رعایا کي شہرگ تک بھي پہونچ جاتا تھا - فرعون نے بنو اسرائیل کے بچوں کو اسي ظالمانہ طرز عمل کي بنا پر ذبح کرنا شروع کیا تھا - ایک مدت کے بعد خود غرضي نے اس ظالمانہ نظام میں ایک نیا انقلاب پیدا کیا' یعني قتل کي جگہ غلام بنانے کا رواج ہو گیا جو فاتح و مفتوح' دونوں کیلیے قتل سے بہر حال بہتر تھا - سب سے پہلے روما نے اسکي ابتدا کي - ابتداء میں جو سپاھي جس شخص کو گرفتار کرتا' وھي اوسکا مالک ہوجاتا' مگر چند دنوں کے بعد سلطنت روما نے اونکي ملکیت اپنے ھي لیے مخصوص کرلي -

لیکن روم نے قرون وسطی میں پھر اسي وحشت قدیم کي تجدید کي' اور اسیران جنگ کي گردنیں غلامي کے طوق سے نکل کر تہ تیغ آگئیں - ساتھہ ھي سلطنت کو اسیران جنگ کے متعلق بیع اور غلامي کا بھي عام اختیار حاصل ہو گیا -

اسکے بعد خود غرضي نے ایک قدم اور آگے بڑھایا' یعني فدیہ لینے کا رواج پڑا - اسکي بدولت بہت سے جنرل دولت مند ہوگئے - اس اصول کو اس قدر ترقي ہوئي کہ فدیہ کي صورت نے ایک مستقل تجارت کي صورت اختیار کرلي' اور قیدیوں کے مختلف گروہوں کا خاص خاص نرخ مقرر کیا گیا -

لیکن اخیر زمانہ میں بونا پارٹ نے یافہ میں دو ہزار قیدیوں کو قتل کرکے قدیم خونیں منظر کو پھر نئے آب و رنگ کے ساتھہ دنیا کے سامنے پیش کیا' اور تہذیب و تمدن کے دربار میں یہ عذر کردیا کہ "یہ لوگ پہلي بار رہا کردیے گئے تھے' اونھوں نے پھر دوبارہ جنگ میں شرکت کي' اور یہ خونریزي اسي جرم کا نتیجہ ہے" لیکن یہ عذر نامقبول ہوا' اور اس وحشیانہ طرز عمل پر عام نکتہ چیني کیگئي - اسکے بعد رحمدلي کے جذبات نے رفتہ رفتہ اسقدر ترقي کي کہ قیدیوں کي جلا وطني بھي تہذیب کے خلاف سمجھي گئي - یہاں تک کہ جب روس نے فرنچ قیدیوں کو سایبریا کي طرف جلا وطن کردیا تو اوس پر بھي سخت اعتراضات کیے گئے -

لیکن قدیم علماے سیاست میں اب بھي یہ امر مختلف فیہ رہا کہ اسیران جنگ کے ساتھہ اس قسم کا وحشیانہ سلوک جائز ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ اب اگرچہ بہت سے بحث و مباحثہ کے بعد یہ اختلافات مٹ گئے ہیں' اور زمانہ حال کے مقننین نے یہ متفقہ فتوی دیدیا ہے کہ "اسیران جنگ کو ایک محدود زمانے تک کیلیے اگرچہ شرکت جنگ کے خوف سے قید رکھا جاسکتا ہے' لیکن اونکو بیچنا' قتل کرنا' غلام بنانا' کسي قسم کا ضرر پہونچانا' کسي حال میں بھي جائز نہیں" تاہم یہ مسئلہ اب بھي مختلف فیہ ہے کہ اگر خود قیدي فوج کے کسي سپاھي یا جنرل کو کوئي ضرر پہونچاے' یا اوسکو حراست میں رکھنا ناممکن ہوجاے' تو ایسي حالت میں اوسکا قتل جائز ہے یا نہیں ؟ بلونتسکي اور ھافنر نے جواز کا فتوی دیدیا ہے' لیکن عموماً ارباب سیاست کي راے یہ ہے کہ "اس حالت میں بھي قیدي کو بالکل رہا کردینا چاھیے - اگر کوئي جنرل کسي شہر یا کسي گاؤں کو اپنے قبضہ میں نہیں رکھہ سکتا تو اسکے جلانے یا برباد کرنے کا حق اُسے حاصل نہیں ہوجاتا' پھر جان تو اینٹ پتھر کے ڈھیر سے زیادہ بیش قیمت اور عزیز ہے - پس صرف اس عذر کي بنا پرکہ قیدي قابو میں نہیں رہتا' اوسکا قتل کسیطرح جائز نہیں ہو سکتا"

عام قیدیوں کے متعلق موجودہ قانون جنگ نے یہ فیاضانہ وسعت حاصل کي ہے - لیکن جب وزراء اور سلاطین و امراء دشمن کے ہاتھہ آجاتے ہیں' اور وہ بھي قیدیان جنگ میں محسوب ہوتے ہیں' تو اُسکي فیاضي کا دائرہ اور وسیع ہو جاتا ہے' اور انکے ساتھہ عام قیدیوں کي طرح برتاؤ نہیں کیا جاسکتا - چنانچہ عموماً تمام سلطنتوں نے ان کے حفظ مراتب کا لحاظ رکھا ہے - جرمني کي فوجوں نے جب سیدان میں نپولین ثالث شاہ فرانس کو گرفتار کیا تو اوسکے ساتھہ نہایت شریفانہ سلوک کیا تھا' اور اسکے رہنے کیلیے خاص ایک محل خالي کردیا تھا - روس نے بھي امیر شامل چرکسي کي عزت و توقیر کو قائم رکھا تھا' اور انگریزوں نے اگرچہ جزیرۂ ہیلانا میں نپولین کے ساتھہ اچھا برتاؤ نہیں کیا' لیکن زلوروں کے سردار اور ٹرانسوال کے جنرل کرونجي کے ساتھہ حالت قید میں وہ بھي نہایت عزت و احترام کے ساتھہ پیش آے تھے -

لیکن تمدن و تہذیب کي وسعت کے ساتھہ جنگ کي خونیں چادر کا دامن بھي وسیع ہوتا گیا' اور اسکے تمام نتائج کي ترقي کے ساتھہ قیدیوں کي تعداد میں بھي غیر معمولي اضافہ ہو گیا - چنانچہ پہلي جنگ جرمني و فرانس میں صرف فرانسیسي قیدیوں کي تعداد تین لاکھہ پینتالیس ہزار تک پہونچ گئي تھي' جن میں

١١١٢ افسر بھي شامل تھے - اس بناپر اسيران جنگ کے متعلق ايک خاص قانون بنانے کي ضرورت محسوس هوئي -

اب وہ قانون بنکر مکمل صورت ميں دنيا کے سامنے آگيا ھے ' اور کہا جاتا ھے کہ تمام مہذب سلطنتيں اوسپر عمل کر رھي ھيں - اسيران جنگ کے متعلق اسلام کا جو طرز عمل تھا ' اوس پر نظر ڈالنے سے پہلے اس قانون پر نگاہ ڈال ليني چاھيے -

(موجودہ قانون اسيران جنگ)

اس قانون کے نتائج و دفعات حسب ذيل ھيں :

(۱) اسيران جنگ کي آزادي کو صرف اسقدر محدود کيا جا سکتا ھے کہ وہ اپني فوج ميں نہ جاسکيں - اسکے علاوہ نہ تو اونکو کوئي سزا ديجاسکتي ھے ' نہ اونکي توھين کي جاسکتي ھے ' اور نہ اونپر آب و دانہ بند کيا جاسکتا ھے -

(۲) قيدي کو فاتح کے فوجي نظام کا پابند ھونا پڑيگا - اگر اوس نے خلاف ورزي کي تو فوجي عدالت سزا ديسکيگي -

(۳) قيديوں کے اسباب سے کسي قسم کا تعرض نہيں کيا جاسکتا ھے ' نہ اونکے بدن کا کپڑا اوتارا جاسکتا ھے ' نہ اونکي جيب سے کوئي رقم نکالي جاسکتي ھے ' اور نہ اونکے زيوروں کو ھاتھہ لگايا جاسکتا ھے - بوقت اشد ضرورت کے اگر اس پر عمل نا ممکن ھو جاے تو اس حالت ميں بھي ضرور ھے کہ واپسي کے وقت ان چيزوں کو لازمي طور پر واپس کرديا جاۓ جو انسے عليحدہ کي گئي ھيں - ليکن حسن سلوک کے طور پر عموماً افسروں کو تلوار واپس کر ديديجاتي ھے ' اور اب اسکا عام رواج ھو گيا ھے -

(۴) قيدي عموماً کسي محفوظ شہر يا قلعہ يا چھاوني ميں رکھے جاتے ھيں - اونکے ليے ايک محدود مقام متعين کرديا جاتا ھے - اوس ميں سير و تفريح کي بھي اجازت دي جاسکتي ھے - ليکن گننے کے وقت فوراً حاضر ھو جانا چاھيے -

(۵) افسروں کو عام قيديوں سے زيادہ آزادي دي جاتي ھے - قيدي کو بھاگ جانے کے خوف سے يا قانون جنگ کي خلاف ورزي کرنے پر جيلخانے ميں بھي قيد کيا جا سکتا ھے ' ليکن اونکو مجرموں سے علحدہ رکھا جائيگا -

(٦) اگر متخاصمين ميں شرائط مقرر ھوگئے ھيں تو اونکے مطابق کھانے پينے کے بارے ميں قيديوں کے ساتھہ عمدہ سلوک کيا جائيگا ' ليکن اگر اس قسم کے شرائط مقرر نہيں ھوے ھيں تو جو خوراک فاتح کي فوج کو ملتي ھے ' وھي قيديوں کو بھي ديجائيگي ' اور صلح و مبادلہ کے وقت تک مصارف کا بار فاتح ھي کے خزانے پر ھوگا -

(۷) ديانت اور شرافت کا اقتضا يہ ھے کہ قيدي کو اپنے ملک و قوم کے خلاف شريک جنگ ھونے پر اور اپني فوج يا اپنے وطن کے افشاء راز کرنے پر مجبور نہ کيا جاے - البتہ قيديوں سے اس قسم کے آسان کام ليے جاسکتے ھيں جو سخت تکليف دہ ' اور پر خطر نہوں ' اور جنگ سے غير متعلق ھوں ' نيز فوجي عزت کو اون سے صدمہ نہ پہونچے -

(۸) قيديوں کا بھاگ جانا کوئي جرم نہيں ھے ' البتہ اونکے گرفتار کرنے کي ھر ممکن تدبير اختيار کي جاسکتي ھے - يہاں تک کہ حالت فرار ميں گولي بھي مار دي جاسکتي ھے - ليکن اگر وہ بھاگ کر اپني فوج سے مل گيا اور دوبارہ گرفتار ھوگيا ' تو اس جرم پر کہ پہلے بھاگ گيا تھا ' کوئي مزيد سزا نہيں دي جاسکتي - البتہ اب اسکي نگراني سختي کے ساتھہ کي جائيگي -

ليکن اگر تمام قيدي بھاگنے کي سازش کرليں اور اسکا راز طشت ازبام ھوجاے ' تو پھر اونکو ھر قسم کي سخت سزا يہاں تک کہ پھانسي بھي ديجاسکتي ھے -

(۹) کوئي قيدي دوسرے قيدي کا ذمہ دار نہيں ھوسکتا ' اسليے اگر کوئي قيدي بھاگ جاے تو اوسکے دوسرے ساتھيوں سے باز پرس نہيں کي جاسکتي -

(۱۰) اگر قيدي عدم شرکت جنگ کا حتمي وعدہ کرليں تو اونکو اثناے جنگ ميں بھي رھا کيا جاسکتا ھے اور وہ اپنے وطن واپس جاکر دوسرے سياسي مشاغل ميں مصروف ھوسکتے ھيں ' نيز دوسرے ملکوں سے جنگ بھي کرسکتے ھيں ' بشرطيکہ وہ ملک اوس سلطنت کا حليف نہو جس نے اونکو رھا کيا ھے -

ليکن اگر قيديوں نے بد عہدي کي تو اس جرم ميں پھانسي تک ديجاسکتي ھے - قيدي جس حکومت کي رعايا ھيں ' اگر وہ فوج کے اخلاقي حقوق کا بھي لحاظ رکھتي ھے ' تو اونھيں خدمت فوجي سے مستثنی کرديگي ' اور اگر اوسکا قانون اسقدر فياض نہيں ھے ' تو قيديوں کو وظائف عسکري سے انکار کرنے پر سزا ديسکتي ھے - بااين ھمہ اخلاقي حيثيت سے ايسا نہيں کرنا چاھيے - والايات متحدہ امريکہ نے اس مسئلہ ميں دوسرا طرز عمل اختيار کيا ھے ' يعنے اگر وہ قيديوں کے قول و قرار کا احترام نہيں کرسکتي ' تو اُنھيں قيدي بناکر اوس حکومت کے پاس واپس کرديتي ھے جس نے اونکو رھا کيا ھے - اگر اوس نے قيدي بنانے سے انکار کرديا تو پھر ان پر اس معاھدہ کي پابندي باقي نہيں رھتي -

(۱۱) قيديوں کے مبادلہ سے قيد کي پابندياں اوتھہ جاتي ھيں ' اور قيدي بالکل آزاد ھوجاتے ھيں - مبادلہ بالکل اختياري ھے ' اور رھا شدہ قيديوں کے متعلق بہ صراحت طے کرلينا چاھيے کہ وہ دوبارہ فوج ميں شامل ھوسکينگے يا نہيں ؟

مبادلہ ميں قيديوں کے مدارج کا لحاظ رکھنا پڑتا ھے - افسر کا افسر کے بدلے ميں ' زخمي کا زخمي کے بدلے ميں ' مريض کا مريض کے بدلے ميں ' مبادلہ کيا جاتا ھے - نيز ايک افسر کا مبادلہ متعدد چھوٹے درجے کے سپاھيوں کے عوض کيا جا سکتا ھے -

(۱۲) اختتام جنگ کے ساتھہ ھي قيد کي مدت بھي ختم ھوجاتي ھے ' اور تاوان جنگ يا کسي دوسرے مال کے معاوضے ميں قيدي رھا کرديے جاتے ھيں - (از تاريخ علم الحقوق مصطفی رشيد پاشا)

گريٹ يوروپين وار ميپ

اڈيٹر الھلال کي راے

عام تعليم کے فقدان کيوجہ سے جغرافيہ و تقويم بلدان کي واقفيت عام اردو خوان پبلک کو بہت کم ھے ' اور اسليے واقعات عالم کے اخبار و حالات کو وہ پوري صحت کے ساتھہ سمجھہ نہيں سکتے - علی الخصوص موجودہ عالمگير جنگ کي خبرونکا صحيح اندازہ تو بغير اسکے ممکن ھي نہيں کہ يورپ ' ايشيا ' اور افريقہ کے تمام بحر و بر اور انکے حدود و علائق پيش نظر ھوں - اس بنا پر منشي محبوب حسين صاحب کي جانفشاني قابل داد ھے کہ اونھوں نے ايک نہايت عمدہ اور مکمل نقشہ اردو انگريزي ميں مرتب کيا ھے ' اور اسميں پوري احتياط و پابندي اصول نقشہ نويسي سے کام ليا ھے - نہ صرف عوام بلکہ خواص کيليے بھي ضروري ھے کہ اس نقشہ کي ايک ايک کاپي ضرور ليں اور اپنی سامنے لٹکا ديں - موجودہ جنگ دنيا ميں جو انقلاب کر رھي ھے اسکے اجمال کي يہ نہايت عمدہ شرح ھے - قيمت بغير رنگ ۴ آنہ - رنگين ۸ - آنہ فولڈينگ - خوبصورت مجلد کتاب کي شکل ايک روپيہ - مونٹڈ يعني کپڑا اور رول سے مکمل روغندار دو روپيہ چار آنہ -

ملنے کا پتہ : منيجر - ايم - حسن برادرس - نمبر ٦ نواب عبد الطيف لين - کلکتہ

ہر فرمایش میں البلاغ کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینلڈ کی مسٹریز اف دی کورٹ اف لندن

یہ مشہور ناول جوکہ سولہ جلدونمیں ہے ابھی چھپ کر نکلی ہے اور تھوڑی سی رہگئی ہے - اصلی قیمت کی چوتھائی قیمت میں دیجاتی ہے - اصلی قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ - کپڑیکی جلد ہے جسمیں سنہری حروف کی کتابت ہے اور ۴۱۶ ہاف ٹون تصاویر ہیں تمام جلدیں دس روپیہ میں وی - پی اور ایک روپیہ ۱۴ - آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بہو بازار - کلکتہ

Imperiai Book Depot, 6o Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت اور

تبلہ انعام

ہمارا سائنس فکسن فورٹ ہارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و ہوا میں یکساں رہنے والا ہمارے خاص کارخانہ میں کراسان لکڑی سے طیار کیا ہوا ہے جسکو ہم کبھی پوری قیمت اور کبھی نصف قیمت پر فروخت کرتے ہیں - ایک ماہ ایلیے یہ قیمت رکھی گئی ہے - ایک مرتبہ منگوا کر آزمایش کیجیے - نہیں تو پھر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچہ مال ناپسند ہوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے ہم واپس کرلیویگے - اس وجہ سے آپ دریافت کرلیجیے کہ یہ کمپنی کسی کو دھوکا نہیں دیتی ہے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیہ - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیہ - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیہ - و نصف قیمت ۳۲ ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیہ - ہر ایک باجہ کیواسطے مبلغ پانچ روپیہ پیشگی روانہ کرنا چاہیے اور اپنا پورا پتہ اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکھنا چاہیے - ہر ایک سنگل ریڈ کے ساتھہ ایک گھڑی اور ڈبل ریڈ کے ساتھہ ایک تبلہ و ڈگی انعام دیا جاویگا - ہندی ہارمونیم سکھپا کا قیمت ایک روپیہ ہے -

نیشنل ہارمونیم کمپنی ڈاکخانہ شملہ - کلکتہ

SALVITAE

یہ ایک اتنا مجرب دوا ان امراض کا ہے کہ جسکی وجہ سے انسان اپنی قدرتی قوت سے گرجاتا ہے - یہ دوا ان کھوئی ہوئی قوت کو پھر پیدا کر دیتی ہے - قیمت ایک روپیہ -

ASTHMA TABLETS

کسی قسم کا دمہ اور کتنے ہی عرصہ کا ہو اگر اس سے اچھا نہ ہو تو ہمارا ذمہ - کھانسی کے لیے بھی مفید ہے - قیمت ایک روپیہ -

PILES TABLETS.

بواسیر خونی ہو یا بادی - بغیر جراحی عمل کے اچھا ہوتا ہے - قیمت ایک روپیہ -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutt

ہر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے ہر قسم کا جنون خواہ نوبتی جنون، مرگی والا جنون، غمگین رہنے کا جنون، عقل میں فتور، بے خوابی وغیرہ وغیرہ دفع ہوتی ہے - اور وہ ایسا صحیح و سالم ہوجاتا ہے کہ کبھی ایسا گمان تک بھی نہیں ہوتا کہ وہ کبھی ایسے مرض میں مبتلا تھا - قیمت فی شیشی پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street. Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین

مستورات کے جملہ اقسام کے امراض - کا خلاصہ نہ آنا - بلکہ اسوقت درد کا پیدا ہونا - اور اسکے دیر یا ہونیسے تشنج کا پیدا ہونا - اولاد کا نہونا غرض کل شکایات جو اندرونی مستورات کو ہوتے ہیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبری دیجاتی ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجونکی تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور ثمرہ زندگانی حاصل کریں - یعنی ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد ہوں -

مستند مدراس شاہر - ڈاکٹر ایم - سی - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر مدراس فرماتے ہیں - "مینے اوبھرالین کو امراض مستورات کیلیے" نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جی - ویلس - ایل - ایم - اینڈ - آر - سی - پی اینڈ ایس - سی گوشا اسپتال مدراس فرماتی ہیں :- "نمونے کی شیشیاں اوبھرالین کی اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخش پا" -

مس ایم - جی - ایم - براڈلی - ایم - ڈی - (برن) بی - ایس - سی - (لندن) سینٹ جان اسپتال ارکارڈی بمبئی فرماتی ہیں: "اوبھرالین جسکو کہ مینے استعمال کیا ہے" زنانہ شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور کامیاب دوا ہے"

قیمت فی بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ ہدایت مفت درخواست آنے پر روانہ ہوتا ہے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

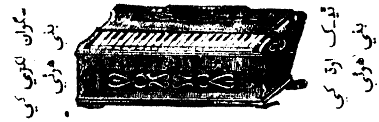

IMPERIAL FLUTE

بہترین اور نہایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیہ

قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیہ

ہر درخواست کے ساتھہ ۵ روپیہ بطور پیشگی آنا چاہیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیہ -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیہ

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

پوین ٹائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا - یہ دوا دماغی شکایتوں کو دفع کرتی ہے - پژمردہ دلونکو تازہ بناتی ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانک ہے جوکہ یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے ہوں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ کو قوت پہونچاتی ہے - ہسٹریا وغیرہ کو بھی مفید ہے - قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیرونی استعمال سے ضعف باہ ایکدم رفع ہو جاتی ہے اس کے استعمال کرتے ہی آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھہ آنہ -

AYESHA

مُفرح دماغ - حسن کی افزایش - رگوں کی تازگی - بال کا بڑھنا یہ سب باتیں اسمیں موجود ہیں - نہایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیہ -

نمونہ مُفت - مشورہ مُفت - فہرست مُفت

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت! مفت!!

راے صاحب ڈاکٹر کے - سی - داس صاحب کا تصنیف کردہ نوجوانوں کا رہنما و صحت جسمانی و زندگی کا بیمہ کتاب قانون عیاشی - مفت روانہ ہوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

البیان

فی

مقاصد القرآن

هــذا بـيـان لـلـنـاس ' و هـدى و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

يعنی قرآن حکیم کي مفصل تفسیر' اثر خامه اڈیٹر الهلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاهر کردینا کافي ہے کہ قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اوسکي محیط الکل معلمانه دعوة کا موجوده دور جس قلم کے فیضان سے پیدا هوا ہے' یه اسي قلم سے نکلي هوئي مفصل مکمل تفسیر القرآن ہے !

یه تفسیر موزوں کتابي تقطیع پر چهپنا شروع هوگئي ہے - هر مهینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۶۴ اور زیاده سے زیاده ۱۰۰ صفحے اعلی درجه کے ساز و سامان طباعة کے ساتهه شائع هوتے رهینگے - اس سلسلے کا پہلا نمبر جسمیں نصف حصه مقدمهٔ تفسیر اور نصف سورهٔ فاتحه کي تفسیر کا هوگا' انشاء الله ۱۵ - صفر کو شائع هوجائیگا - قیمت سالانه ۱۴ - صفر تک چار روپیه - بعد کو پانچ - روپیه -

اڈیٹر الهلال کي راے

میں همیشه کلکته کے یورپین فرم "جیمس مرے" کے یہاں سے عینک لیتا تها - اس مرتبه مجهے ضرورت هوئي تو میسرز ایم - ان - احمد - اینڈ سنز (نمبر ۱-۱۵ رپن اسٹریٹ کلکته) سے کئي مختلف قسم کي عینکیں خرید کیں' اور میں اعتراف کرتا هوں که وه هر طرح بهتر اور عمده هیں' اور یورپین کارخانوں سے مستغنی کردیتي ہے - مزید براں مقابلتا قیمت بهي ارزاں هیں - کام بهي جلد اور وعده کے مطابق هوتا ہے -

آپکو واجبي قیمت پر هر قسم کي اصلي پتهر کی عینک مضبوط صحیح وقت دینے والي گهڑیونکي ضرورت هو تو ان میں سے ایک منگواکر آزمایش کریں - رعایتی قیمت وغیره کي لالچ میں پڑکر دهوکا نه کهائیں -

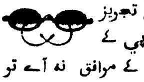

صرف اپني عمر و دور و نزدیک کي بینائي کي کیفیت تحریر فرمانے پر همارے لایق و تجربه کار ڈاکٹرونکي تجویز سے اصلي پتهر کي عینک بذریعه وي - پي کے ارسال خدمت کي جائیگي - اسپر بهي اگر آپ کے موافق نه آے تو بلا اجرت بدل دیجائیگي -

عینک نکل کمانی مع اصلي پتهر کے قیمت ۵ روپیه سے آٹهه روپیه تک -

عینک رولڈ گولڈ کماني مع اصلي پتهر کے قیمت دس روپیه سے پندره روپیه تک - محصول ڈاک وغیره ۶ - آنه -

دو نظر (یعني نزدیک و دور دیکهنے) کي عینک قیمت بالا نرخوں سے ۵ روپیه زیاده -

۱ - انگما واچ پتلي خوشنما مضبوط و صحیح وقت کي گارنٹي ۳ سال مع محصول ۵ روپیه -

۲ - ڈبل کیس خوبصورت و مضبوط وقت کي سچی گارنٹي ۳ سال مع محصول ۶ روپیه -

۳ - چاندیکي ڈبل کیس مڈل کورائیزر کے وقت کي سچي گارنٹي ۳ سال مع محصول ۱۰ روپیه -

۴ - نکل کیس و میگا واچ نهایت پائدار و وقت کي نهایت سچي گارنٹي ۵ سال مع محصول ۱۷ - روپیه -

۵ - نیو رست واچ هاتهه کي زیب دینے والي مع تسمه گارنٹي چار سال مع محصول ۱۵ - روپیه سے ۲۲ - روپیه تک -

ایم - اِن - احمد اینڈ سنز تاجران عینک و گهڑي نمبر ۱ - ۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانه ویلسلي کلکته

جسکا درد وهي جانتا ہے' دوسرا کیونکر جان سکتا ہے

یه سخت سردي کے موسم میں تندرست انسان کا جاں بلب هو رها ہے - سردي هٹانے کیلیے کتنے بندوبست کیے جاتے هیں - لیکن افسوس بدقسمتي سے دمه کے مریض نا قابل برداشت تکلیف دمه سے پریشان هوتے هیں' اور رات و دن سانس پهولنے کیوجه سے دم نکلے جاتے هیں' اور نیند تک حرام هو جاتي ہے -

دیکهیے ! آج اونکو کسقدر تکلیف ہے - لیکن افسوس ہے که اس لا علاج مرض کي بازاري دوا زیاده تر نشیلي اشیاء اور دهتوره' بهنگ' بلا ڈونا' پوٹاس' اے او ڈائڈ' دیکر بنتي ہے - اسلیے فائده هونا تو در کنار مریض بے موت مارا جاتا ہے - ڈاکٹر برمن کي کیمیائي اصول سے بني هوئي دمه کي دوا انمول جوهر ہے - یه صرف هماری هي بات نهیں ہے بلکه هزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکر مداح هیں - آپنے بهت خرچ کیا هوگا لیکن ایک مرتبه اسے بهي آزمالیں - اسمیں نقصان نهیں - قیمت ایک روپیه چار آنه فی شیشي - محصولڈاک ۵ آنه - اس دوا کي دو خاص فوائد هیں - (۱) ایک خوراک میں دمه دبتا ہے - (۲) اور کچهه روز استعمال سے جڑ سے چلا جاتا ہے اور جبتک استعمال میں رهے دوره نهیں هوتا ہے -

ڈاکٹر ایس - کے - برمن - نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکته -

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 45, Ripon L...

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا
انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۳ : ۵۲)

نمبر - ۴ - ۵ | کلکتہ : جمعه - ۹ - ۱۶ صفر سنه ۱۳۳۴ هجري | جلد ۱

Calcutta : Friday, December 24 - 17 1915.

ترجمان القرآن

یعني قرآن حکیم کا اردو ترجمه' از خامهٔ اڈیٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقیقي حامل و مبلغ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام هیں - پس انکي تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل ایک پیغمبرانه عمل هے' جس کي توفیق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهیں حق تعالی انبیاء کرام کي معیت و تبعیت کا درجه عطا فرماتا هے' اور انکا نور علم براہ راست مشکواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخیره میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفیق ملي' وه حضرت شاه عبد الرحیم رحمة الله علیه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام' امام الاعلام' مجدد العصر' حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي' اور فارسي میں اپنا عدیم النظیر ترجمه مرتب کیا - انکے بعد حضرة شاه رفیع الدین اور شاه عبد القادر رحمة الله علیهما کا ظهور هوا' اور اردو زبان میں ترجمة القرآن کي بنیاد استوار هولي - شکر الله سعیهم' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهیک ایک صدي گذر چکي هے' لیکن یه کهنا کسي طرح مبالغه آمیز نه سمجها جائیگا که نشر و تبلیغ قرآن حکیم کي جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي' اسکي تکمیل کا شرف حق تعالی نے اڈیٹر الهلال کیلیے مخصوص کردیا تها' جنهوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز' و بلاغت و انشاء مخصوص' و فهم حقائق و معارف قرانیه' و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکیم کا یه اردو ترجمه نهایت سلیس' عام فهم' معني خیز' حقیقت فرما عبارت میں مرتب کیا هے' اور بحمد الله که زیر طبع هے-

یه ترجمه کیسا هے ؟ ان لوگوں کیلیے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هیں' اسکا جواب دینا بالکل غیر ضروري هے-

یه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه لیتهو میں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو' اور بچوں' عورتوں' سب کے مطالعه میں آسکے- قیمت في جلد چهه روپیه رکهي گئي هے- لیکن جو حضرات اس اعلان کو دیکهتے هي قیمت بهیجدینگے' انسے صرف ساڑهے چار روپیه لیے جائینگے - درخواستیں اور روپیه منیجر البلاغ کے نام بهیجنا چاهیے -

---

نوٹ — ڈبل نمبر هونے کي وجه سے قیمت في پرچه چهه آنه

" كتاب مرقوم يشهده المقربون " (۸۳ : ۱۸)

" في ذالك فليتنافس المتنافسون ! " [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال في مجلدات الهلال

گاہ گاہے بازخوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

(۱) " الهلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا هفته وار رساله هے جو ایک هي وقت میں دعوۃ دینیۃ اسلامیۃ کے احیاء ' درس قرآن و سنت کي تجدید ' اعتصام بحبل الله المتین کا واعظ ' اور وحدۃ کلمۃ امۃ مرحومه کي تحریک کا لسان الحال ' اور نیز مقالات علمیه ' و فصول ادبیه ' و مضامین و عناوین سیاسیۃ و فنیه کا مصور و مرصع مجموعه تھا - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب الله الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا هے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الاهیه کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونه پیش کیا هے ' وہ اس درجه عجیب و موثر هے که الهلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے هیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور هیں - اسکا ایک ایک لفظ ' ایک ایک جمله ' ایک ایک ترکیب ' بلکه عام طرق تعبیر و ترتیب ' و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانه و مجتهدانه هے -

(۲) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الاهیه کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوي سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبي مثال تمام عالم اسلامي میں نہیں رکھتا -

(۳) وہ تمام هندوستان میں پہلی آواز هے جس نے مسلمانوں کو انکي تمام سیاسي و غیر سیاسي معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کي ' اور سیاسی آزادي و حریت کو عین تعلیمات دین و مذهب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک که دو سال کے اندر هي اندر هزاروں دلوں ' هزاروں زبانوں ' اور صدها اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانه نکلوا دیا !

(۴) وہ هندوستان میں پہلا رساله هے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادي و عملی الحاد کے دور میں توفیق الهي سے عمل بالاسلام والقران کی دعوت کا از سر نو غلغله بپا کردیا ' اور بلا ادنی مبالغه کے کہا جاسکتا هے که اسکے مطالعه سے بے تعداد و بے شمار مشککین ' مذبذبین ' متفرنجین ' ملحدین ' اور تارکین اعمال و احکام ' راسخ الاعتقاد مومن ' صادق الاعمال مسلم ' اور مجاهد في سبیل الله مخلص هوگئے هیں - بلکه متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر هیں جن میں ایک نئي مذهبي بیداري پیدا هوگئي هے : و ذلک فضل الله یوتیه من یشاء و الله ذو الفضل العظیم !

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل الله کے جو حقائق و اسرار الله تعالی نے اسکے صفحات پر ظاهر کیے ' وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و مرحمت خاص هے -

(۶) طالبان حق و هدایت ' متلاشیان علم و حکمت ' خواستگاران ادب و انشاء ' تشنگان معارف الاهیه و علوم نبویه ' غرضکه سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعه اور کوئي نہیں - وہ اخبار نہیں هے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی هوجاتی هوں - وہ مقالات و فصول عالیه کا ایک ایسا مجموعه هے ' جن میں سے هر فصل و باب بجاے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف هے ' اور هر زمانے اور هر وقت میں اسکا مطالعه مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید هوتا هے -

(۷) چھه مہینے کي ایک جلد مکمل هوتی هے - فہرست مواد و تصاویر به ترتیب حروف تہجي ابتدا میں لگا دی گئي هے - ولایتي کپڑے کی جلد ' اعلی ترین کاغذ ' اور تمام هندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھه بڑي تقطیع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلی اور دوسري جلد دوبارہ چھپے گي - تیسري ' چوتھي اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رهگئے هیں - تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھی جلد میں (۱۲۵) سے زاید هاف ٹون تصویریں بھی هیں ' اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں هوتی هیں تو اسکی قیمت دس روپیه سے کم نہیں هوتی

(۹) با ایں همه قیمت صرف سات روپیه هے - ایک روپیه جلد کی اجرت هے -

Tel Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No 648.

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول رئیس التحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۴ - ۵ | کلکتہ : جمعہ - ۹ - ۱۶ صفر سنہ ۱۳۳۴ هجری | جلد ۱
Calcutta : Friday, December 17 - 24 1915.

ترجمان القرآن

ترجمان القرآن اور البیان کیلیے بعض ارباب دل کو الله تعالی نے توفیق دي که وه اسکے متعدد نسخے لیکر طلبا و علماء اور مساجد و مدارس میں مفت تقسیم کریں' اور اسطرح انکي ترتیب و اشاعة کا اصلي نفع حاصل کیا جاے - چنانچه اس هفتے مولوي علیم الدین صاحب نے برار سے ' مولوي محمد حسن صاحب نے گجرات سے ' اور مولوي امین الدین صاحب اورسیر نے بمبئي سے بالترتیب ترجمان القرآن اور البیان کے دس دس نسخوں ' آٹھه آٹھه نسخوں ' اور سوله سوله نسخوں کي قیمت بهیجدي هے - فجزا هم الله تعالی خیر الجزاء في الدنیا و الاخره -

(۲) اس سے پہلے رنگون سے ایک صاحب دل دونوں کتابوں کے بیس بیس نسخوں کیلیے قیمت بهیج چکے هیں جنکو وه کسي مدرسه کے طالب علموں میں تقسیم کرینگے - ساتهه هي وه پسند نهیں کرتے که انکا نام شائع هو - یه انفاق في سبیل الله کا منتهاے مرتبه هے -

(۳) اس سے زیاده قابل ذکر جناب رستم علي صاحب سول هسپتال مالاکنڈ پشاور هیں جنهوں نے ایک ایسے مقام سے جہاں سوا متعلقین دفاتر کے اور کوئي تعلیم یافته آبادي نهیں ' ترجمان القرآن اور البیان کے نو نو نسخوں کي قیمت بهجوادي هے -

(۴) بعض احباب توسیع اشاعت کیلیے نمایاں طور پر کوشش کررهے هیں ' اور دفتر انکے اخلاص و محبت کا شکرگذار هے - هم نے بارها اس خیال کو ظاهر کیا هے که کسي پریس کي اعانت کا صحیح و اصلي طریقه چنده اور عطیه نهیں هے ' بلکه توسیع اشاعت کي کوشش - اگر ایک چیز کو آپ مفید یقین کرتے هیں تو دوسروں تک پہنچائیے اور اسکے فوائد کا دائره وسیع کیجیے - ابتدا سے البلاغ محض گذشته پیشگي قیمتوں میں تقسیم هورها هے اور اکثر حالتوں میں سال بهر تک اور بعض حالتوں میں چهه ماه تک یهي حالت جاري رهیگي - اسلیے سخت ضرورت هے که نئے خریدار پیدا کیے جائیں ' اور امید هے که احباب کرام حتی الوسع اسکے لیے کوشش کرینگے -

شذرات

عهد التواء و انتظار

یاد رفته کا ایک لمحۂ فکریه !

رند هزار شیوه را ' طاعت حق گراں نبود
ایک صنم به سجده در ' ناصیه مشترک نخواست !

(۲)

(مشرب تجارت اور مذهب دعوة)

میں نے اگر تاجر کے مقابلے میں ایک داعي کي زندگي کا امتیاز " نفع عام " اور " اخلاص عمل " کو قرار دیا هے ' اور کہا هے که تجارت لینا اور حاصل کرنا چاهتي هے ' پر راه دعوة کي اولین شرط دینا اور کهونا هے ' تو تم انکار کرنے میں جلدي نه کرو - کیونکه بہت ممکن هے که جن نظریات مخالف کي بنا پر تم ایسا کرنا چاهو ' انسے میں بیخبر نهوں :

چو بشنوي سخن اهل دل مگو که خطا ست
سخن شناس نه دلبرا خطا اینجا ست !

در اصل یه سوال اس مشهور اور مشکل مسئله کے حدود میں داخل هوجاتا هے جسکا تعلق عمل انساني کي خود غرضي اور طبعي خواهش حصول نفع سے هے ' اور جو فلسفه کے دائره میں آکر یه سوال بن جاتا هے که انسان کے تمام جذبات و اعمال ' اور اعمال و اقدام کا محور و محرک اصلي کیا هے ؟ اور اسکا کوئي جذبه و عمل خود غرضي یعني جلب نفع ذات سے خالي هو سکتا هے یا نهیں ؟

قدیم حکماء نے بهي اس مسئله پر نظر ڈالي هے اور حکماء جدید نے بهي - حکماء اسلام میں سے جن حکماء نے اخلاق و فلسفۂ اخلاق

کو اپنا موضوع قرار دیا ہے ، انکے مباحث و آراء کا بھی ایک ذخیرہ وافر موجود ہے - علامۂ ابن مسکویہ ، امام غزالی ، اور امام راغب اصفہانی نے اپنی تصنیفات میں ضمناً جابجا بحثیں کی ہیں - نئے دور کے حکماء میں مل نے اسپر خاص توجہ کی ، اور ایک خاص مقالہ " فلسفۂ خود غرضی " پر لکھا - یہ لوگ کہتے ہیں کہ انسان بالطبع خود غرض ہے ، اسکے تمام جذبات اسی کے تابع ہیں ، وہ جو کچھہ کرتا ہے اپنے نفع ذات کیلیے کرتا ہے - حتی کہ ماں باپ کی محبت بھی خود غرضی سے خالی نہیں - البتہ کوئی خود غرضی بہت واضح ہوتی ہے ، کوئی بہت مخفی ، کوئی بالکل سامنے کا قریبی نفع ہوتا ہے جسکو فوراً سمجھہ لیا جا سکتا ہے ، کوئی اسقدر دور ہوتا ہے کہ متعین و معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے ، اور اسلیے ایک نا واقف کہہ اٹھتا ہے کہ اس عمل میں اسی طرح کی ذاتی غرض پوشیدہ نہیں - یہ یکسر اخلاص ہے -

لیکن میں یہاں اس بحث کو نہیں چھیڑنا چاہتا ، قرآن حکیم میں اس سوال کے جواب کیلیے روشنی موجود ہے ، اور تفسیر البیان میں بہ تفصیل یہ بحث آچکی ہے - جو لوگ " اخلاص عمل " کے منکر ہیں ، انہوں نے خلوص کی ایک خاص تعریف کی ہے ، اور انکا انکار در اصل اسی خلوص سے ہے - لیکن یہ انکار ہماری موجودہ صحبت کیلیے کچھہ مضر نہیں - راہ دعوت کے خلوص اور طلب نفع عام سے مقصود یہ نہیں ہے کہ داعی کی کوئی ایسی غرض اپنے عمل سے وابستہ نہیں ہوتی جو خود اسکے لیے بھی مفید ہو ، بلکہ مقصود صرف یہ ہے کہ وہ تاجر کی طرح عوض و بدل مالی کا طالب نہیں ہوتا ، اور حصول زر اور طلب مال کو اپنا مقصد قرار نہیں دیسکتا - اسکے کاموں کا مقصد نفع جماعت ہے ، اور وہ جانتا ہے کہ یہ مقصد لینے اور حاصل کرنے کی راہ نہیں کھول سکتا ، بلکہ یکسر اسکے برعکس اور بالضد حکم رکھتا ہے - یہاں لٹنا اور لٹانا پڑیگا ، اور قدم قدم پر اپنی ذات ، اپنے جسم ، اپنے جذبات و امیال ، اپنی آزادی ، اپنی راحت ، اپنی صحت ، اپنا ہر طرح کا عیش و عشرت ، بلکہ اکثر حالتوں میں اپنی زندگی اور اپنی جان تک دیدینی پڑیگی - پس وہ جس لمحہ کے اندر اس امر کا فیصلہ کرتا ہے کہ مجھے راہ دعوۃ اختیار کرنی چاہیے ، اسی لمحہ کے اندر اسکا بھی فیصلہ کرلینا پڑتا ہے کہ تجارت کی کائنات عوض و بدل سے ہمیشہ کیلیے باہر آجانا چاہیے - وہ دیکھتا ہے کہ تجارت کی دکان اور دعوۃ کی قربانگاہ ، دونوں ایک جگہ نہیں بنائی جا سکتی - یہ دو سوکنیں ہیں جو ایک شوہر کے گھر میں کبھی بھی جمع نہ ہونگی - ضرتان ، ان رضیت احد اھما ، سخطت الاخری :

سراپا رھن عشق و ناگزیر الفت ھستی !
عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا !

(حقیقت اخلاص و خود غرضی)

اگر تم کہتے ہو کہ انسان کا کوئی فعل نفع ذات کی خواہش سے خالی نہیں ہوسکتا ، تو یہ کون کہتا ہے کہ داعی اپنے سامنے نفع ذات کی کوئی خواہش نہیں رکھتا ؟ یقیناً اپنی ذات کی نفع اسکے بھی مد نظر رہتی ہے ، لیکن وہ نہیں جو تاجر کے سامنے رہتی ہے - یقیناً نفع ذات کا ایک محبوب وہ بھی رکھتا ہے ، لیکن وہ نہیں جو تاجر کا معشوق ہے - یقیناً معاوضے اور بدلے کا ایک خیال وہ بھی دیکھتا ہے ، لیکن وہ نہیں جسکی طلب میں تاجر بیقرار ہوتا ہے - داعی کیلیے سب سے پہلی اور سب سے بڑھکر اپنی ذات کے نفع و سود کی غرض یہ ہوتی ہے کہ جس " یقین " کی قوۃ سے تجارت کی پوری زندگی یکسر محروم ہے ، اس یقین کامل کے ساتھہ وہ سمجھتا ہے کہ ایک سب سے بڑی اور سب سے بالا تر ذات ہے جسکی خوشی اور مرضی اسی کام میں ہے جو میں کر رہا ہوں ، اور جسکا پیار اور عشق مجھکو ، میرے نفس کو ، میرے وجود معین کو ، میرے نفس خاص کو اسی وقت ملسکتا ہے ، جبکہ اس راہ فنا فرمائے دعوۃ میں مضطربانہ و والہانہ دوڑوں ، پھولوں کی سیج سے اٹھوں اور کانٹوں کے اوپر لوٹوں ، لعل و جواہر کو پھینکوں اور آگ کے انگاروں سے کھیلوں ، خود اپنے ہاتھہ سے اپنی آسایش و راحت کے گھر کو جلادوں ، خود اپنے ہاتھوں اپنے مال و متاع کو غارتگروں کے حوالے کردوں ، لینے سے بھاگوں اور کھونے سے عشق کروں ، دست معطی سے دشمنی کروں اور دست سائل کیلیے پکاروں ، اپنے اپکو مٹادوں ، اپنے آپکو کھودوں ، اپنی آنکھوں کو ہمیشہ خونبار رکھوں ، اپنے جسم کو ہمیشہ زخموں سے چور دیکھوں ، اپنے ایک ایک زخم سے خون کی ندیاں بہادوں ، پھر اس پر بھی بس نہ کروں ، اور اگر اس محبوب حقیقی ، اس شاہد یکتا کی ایک چشم مہر ، ایک نگہ عشق پرور ، ایک تبسم جان نواز ، ایک اداء قبولیت ، بھی ملسکے ، تو سولی کے تختے کا طواف کروں ، جلاد کے ہاتھوں کو بوسہ دوں ، آب شمشیر کو آب زلال حیات سمجھوں :

مرتا ہوں اس آواز پہ ، ہر چند سر اڑجاے
قاتل سے وہ لیکن یہ کہے جاے کہ " ہاں اور "

یہی وہ مقام ہے جسکی طرف صحیح بخاری کی یہ حدیث اشارہ کرتی ہے :

والذي نفسي بيده ، لوددت اني اقتل في سبيل الله ثم احيا ، ثم اقتل ثم احيا ، ثم اقتل ثم احيـــاء ، ثم اقتل !

اس خدا کی قسم جسکے ہاتھہ میں میری جان ہے ، میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ ہوں اور قتل کیا جاؤں ، پھر زندہ ہوں اور قتل کیا جاؤں ، پھر زندہ ہوں اور قتل کیا جاؤں - اسکی راہ میں مجروح و مقتول ہونا اور تڑپنا وہ لذت رکھتا ہے کہ بار بار مقتول ہونے کیلیے بار بار کی زندگی کا طالب ہوں !

اے کاش بدے بجاے یک جان صد جان
تا میکشی و بار دگر میخرم !

تم کہتے ہو کہ اگر تاجر اپنی ذات کا نفع ڈھونڈھتا ہے ، تو وہ بھی نفع ذات اور خود غرضی سے خالی نہیں ہوسکتا جسکا نام داعی رکھا گیا ہے - ہاں ، یہ سچ ہے ، مگر پہلے اسے سمجھہ لو کہ داعی کی خود غرضی اور نفع ذاتی کی طلب کیا ہے ؟ تاجر اگر کسی ایک جنس کو زیادہ اچھی قیمت پا کر بیچتا ہے ، تو خوش ہوتا ہے کہ آج مجھے میرا مطلوب ملگیا ، کیونکہ اسکی خود غرضی کی ہوس طلب مال و زر میں پوشیدہ تھی - اسی طرح داعی اپنے کاروبار دعوۃ میں جس دن اپنے سرمایۂ مال و نفس کو زیادہ لٹنے ، زیادہ کھونے ، زیادہ قربان ہونے کے معاوضے میں فروخت کرتا ہے ، تو خوش ہوتا ہے کہ آج میں نے اپنے محبوب و مطلوب کو اپنے سے زیادہ راضی کیا ، اور آج اس روٹھے ہوے کو بہت زیادہ منا لیا جو بغیر کھونے اور مٹنے کے مجھسے من ہی نہیں سکتا تھا - کیونکہ داعی کی خود غرضی اور خود پرستی کی ہوس طلب رضاء الٰہی میں پوشیدہ تھی - وہ بھی تاجر کی طرح غرض ضرور رکھتا تھا ، مگر اسکو کیا کیجیے کہ غرض کی نوعیت ہی بدل گئی - تاجر کے حصے میں وہ غرض آئی جو پانے سے پرورش پاتی ہے ، اور داعی نے اس غرض کو پایا جسے کھونے سے نشو و نما ملتی ہے :

من و بیدل حریف سعی بیجا نیستم واعظ
تو و قطع منازلہـــا ، من و یک لغزش پاے !

تاجر جس دن کھوتا ہے ، سر پیٹتا ہے کہ تباہ ہو گیا - داعی جس دن نہیں کھوتا ہے ، ماتم کرتا ہے کہ آج اس نے اپنے محبوب کی رضا کیلیے کچھہ نہ پایا - وہاں اگر ایک پیسہ کا بھی نقصان

هوتا هے تو دل میں ٹیس اُٹھتي هے که سرمایۂ زندگي گهٹ گیا - یہاں اگر اشرفیوں کے ختم هوجانے پر بهي افسوس هوتا هے تو صرف اسلیے که کاش اور هوتا تو اور زیاده لٹاتے :

سارت مشــرقة و سرت مغــرب
شتان بین مشــرق و مغــرب !

یہاں کا عالم دوسرا هے' اور مل کے فلسفه هي پر کائنات انساني کے احکام ختم نہیں هوگئے هیں - اُس دنیا میں جہاں انسان راحت ذاتي کو سوچتا اور اپنے جسم کے سکهه اور امن کے عشق میں پاگل رهتا هے ' وه انسان بهي همیشه پیدا هوے هیں اور پیدا هوتے رهینگے جنکي زندگي کي بڑي محبوب و مطلوب غرض جسم کا راحت اور چین نہیں' بلکه درد و ایذا اور دکهه اور ٹیس هے - شاید هي دنیا میں کوئي مخلوق بڑي سے بڑي راحت اور بهتر سے بهتر سکهه پاکر اسقدر خوش هوتا هوگا' جسقدر دکهه اور زخم پاکر اُنکي روح عیش و نشاط سے معمور هوجاتي هے !

وه اپنے کاروبار دعوة کي راه میں جب نکلتے هیں تو صرف زخم و درد هي کے بهوکے پیاسے رهتے هیں - حتی که جب اُنہیں کوئي نیا زخم ملتا هے تو نئي صداے شکر انکے اندر سے اُٹهتي هے ' اور جب وه کسي نئي بربادي ' کسي نئي جسماني تباهي ' کسي نئي ضرب شمشیر ' کسي نئي حلقۂ زنجیر سے دو چار هوتے هیں' تو خوشیاں مناتے هیں که آج اپنے خدا کو اپنے سے راضي کرنے کیلیے سب سے بڑي دولت هاتهه آئي :

در عالم نقد جان بر دست دارند
بیا زارے که سوداے تو باشد !

حضرة رابعۂ بصریه سے پوچها که عبادت کا کیا حال هے ؟ قالت : رکعتان في العشق ' لا یصح وضوءهما الا بالدم - صرف دو رکعتیں ' مگر انکا وضو صحیح نہیں هوسکتا جب تک که اپنے گرم گرم خون کے چلو بهر کر منهه کو نه دهو لو :

گریزد از صف ما هر که مرد غوغا نیست
کسیکه کشته نشد از قبیلۂ ما نیست !

سید الطائفۂ بغدادي سے ایک شخص نے پوچها که چالیس اُونٹ هوں تو انکي زکواة کیا هوئي ؟ کہا : اما عندکم فواحد ' و اما عندنا فکله - تمهارے نزدیک تو چالیس میں صرف ایک ' اور همارے مشرب میں پورے چالیسوں - یہي مذهب حضرة صدیق کا تها ' جب وه سب کچهه لٹا کر آنحضرة صلی الله علیه و سلم کي خدمت میں حاضر هوے تهے' اور جب حضور نے انسے پوچها تها که : ما ابقیت لاهلك ؟ اپنے اهل و عیال کیلیے کیا چهوڑ آے هو ؟ عرض کیا : ابقیت لهم الله و رسوله ! الله اور اسکے رسول کو - من له المولی فله الکل :

آنکس که ترا بخواست جان را چه کند ؟
فرزند و عیال و خان و مان را چه کند ؟
دیوانه کني هر دو جهــانش بخشي
دیوانۂ تو هر دو جهــان را چه کند ؟

(تجارت و ربح دعوة)

اور اگر تم تجارت تجارت هي کہه رهے هو' تو پهر تمهاري دکانداري کے مقابلے میں یہاں بهي ایک خرید و فروخت موجود هے :

ان الــله اشتــری من المومنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة -	بلا شبه خدا نے مومنین مخلصین کي جانوں اور مالوں کو نعائم اخرة کے معاوضے میں خرید لیا هے !

یه نه کهو که راه دعوة میں " اخلاص " نہیں هو سکتا - اگر نہیں هوسکتا تو خرید و فروخت اور عوض و بدل کي خود غرضي هي سهي - لیکن یه کیا ضرور هے که تم جن معاوضوں پر مر رهے هو ' هر دل کیلیے اسي معاوضے میں کشش هو ؟ کیا یه ممکن نہیں که ایک مومن داعي اُس معاوضه کے نفع کیلیے اپنا جان و مال اور اپنا سب کچهه دیدے' جو روز ازل هي میں خریدار عالمین نے اس سے خرید لیا هے ؟ و انشد الاصمعي لجعفر الصادق علیه و علی ابائه و اجداده الصلواة و السلام :

اثا من بالنفــس النفیســة ربها
و لیــس لها فی الخلق کلهــم ثمن
بها تشتــري الجنات ان انا بعتهــا
بشــي سواها ' ان ذالکــم غبــن
اذا ذهبت نفســي بشي اصبتــه
فقد ذهب الدنیا و قد ذهــب الثمن !

اگر " غرض " کي تلاش هے تو اس سے بڑهکر بهي کوئي غرض دنیا میں ایک انسان کیلیے هوسکتي هے که رب السماوات و الارض کو اپنے نفس و مال جیسي حقیر و اذل متاع کا خریدار بنالے ؟ اور ایک ایسے مال کو دیکر جسے یقیناً ایک دن چهوڑنا هي پڑیگا ' اور ایک ایسي جان کو دیکر جو بجبر و اکراه ایک دن دیني هي پڑیگي ' اسکي رضا و محبت کي دولت لازوال حاصل کر لے ؟

جاں بجــاناں ده وگرنه از تو بستــاند اجل
خود تو منصف باش اے دل ایں بدیں یا آں بکیں !

(ابتغاء مرضات الله)

قرآن حکیم نے بهي اخلاص کے معني وه نہیں بتلاے هیں جو تم اپني فلسفیانه تفرید جذبات و اعمال کے بعد قرار دینا چاهتے هو - وه اخلاص کي حقیقت یہي بتلاتا هے که زخارف دنیوي اور زینۂ مادیه کي جگه محض الله کي خوشنودي کیلیے اپني جان و مال کو خرچ کرنا ' اور خدا کي مرضي کے حصول اور اسکي محبت کي پادشاهت کو اپني غرض وحید اور اپنا نفع مطلوب ٹهرانا :

و من الناس من یشري نفسه ابتغاء مرضات الله ' و الله رؤف بالعبــاد -	اور الله کے بندوں میں سے بعض ایسے مومنین مخلصین بهي هیں جو اپني جان کو فروخت کرتے هیں تاکه الله کي رضاء حاصل کریں !

سورۂ دهر میں اُن مخلصین کے اعمال بتلاے جو اپني خدمتوں کا کوئي دنیوي معاوضه طلب نہیں کرتے - خدا کے بندوں کي خدمت کرتے هیں ' بهوکوں کو کهلاتے هیں' پیاسوں کو پلاتے هیں' اور پهر کہتے هیں که :

انما نطعمکم لوجه الله لا نرید منکم جزاء و لا شکــورا !	یه جو هم نے تمهیں کهلایا پلایا ' سو اسکا کوئي بدله اور کوئی احسان مندي تم سے نہیں چاهتے - یه جو کچهه بهي تها صرف الله کیلیے تها اور اسیکي رضاء کیلیے !

(ایک اشارۂ حقیقت)

راه دعوة و تبلیغ کا اصلي مرکز و ماخذ مقام نبوت هے - تم نے کبهي غور کیا که یه کیا بات هے که قران حکیم نے جتنے انبیاء کرام کا ذکر کیا هے ' اُن میں سے تقریباً سب نے اپني قوم کو مخاطب کرکے همیشه کہا که هم داعي هیں' تاجر نہیں هیں ؟ حضرة نوح علیه السلام نے کہا : و ما اسئلکم علیه من اجر' ان اجري الا علی رب العالمین (هود) حضرة هود نے کہا : و ما اسئلکم علیه من اجر' ان اجـــري الا علی رب العالمیـــن (شعرا) حضرة صالح نے قوم ثمود سے کہا : و ما اسئلکـــم علیه من اجر' ان اجري الا علی رب العالمین (شعرا) حضرة لوط نے کہا : و ما اسئلکم علیه من اجر الا

علی رب العالمین (شعرا) حضرۃ خاتم المرسلین کی نسبت فرمایا :

و ما تسئلهم علیه من اجر ' ان هو الا ذکر للعالمین (اخر یوسف) یعنی سب سے کہدو کہ ہم اپنی خدمتوں کا کوئی معاوضہ ' کوئی بدلہ ' کوئی اجر ' تم سے نہیں چاہتے - ہمارا جو کچھہ بھی اجر و معاوضہ کا حساب ہے ' اسکی جگہ دوسری ہے ' اور وہ بارگاہ رب العالمین ہے !

یہ اسی حقیقت ثابتۃ و نبویہ کی طرف اشارہ ہے کہ تجارت اور اکتساب سود و زیاں کی راہ دوسری ہے ' اور دعوۃ و تبلیغ کی راہ دوسری ہے - جو تجارت کے مشرب کا ایک شائبہ بھی رکھتا ہو ' وہ داعی نہیں ہوسکتا ' اور جسپر دعوۃ کا ایک لمحہ بھی گذرجاے ' وہ بازار تجارت کا رہرو نہیں ہوسکتا - انبیاء کرام مقام دعوۃ و تبلیغ کا انتہائی مرتبہ تھے ' پس جب کبھی انہوں نے دنیا کو مخاطب کیا تو سب سے پہلے اپنی حیثیت کو واضح کیا اور کہا کہ ہم داعی ہیں ' تاجر نہیں ہیں - سورۂ ھود اور سورۂ شعراء کو دیکھہ جاؤ - حضرات انبیاء کرام علیهم الصلواۃ و السلام کے تمام مواعظ و خطاب کیا کہتے ہیں ؟ ان اجری الا علی رب العالمین : رب العالمین کے لفظ پر غور کرو - الله ' الله ' جو مزدور اپنی مزدوری تمام جہانوں کے مالک ' تمام عالموں کے شہنشاہ ' تمام کائنات خلق کے فاطر و پروردگار سے لینے والا ہو ' اسکی نظروں میں زمین پر چلنے پھرنے والے انسان جو اپنے ایک ایک دانے اور ذرۂ رزق کیلیے اسی سرکار کے محتاج ہیں ' کیا ہستی رکھتے ہیں کہ انکے آگے دست طلب دراز کرے اور انہیں اپنا خریدار بنانے ؟

مباش غمزدہ عرفی کہ زلف قامت یار
جزاے ہمت عالی و دست کوتہ ماست !

سب سے پہلے اور سب سے بڑی " غرض " (اگر غرض کی تلاش ضروری ہے) تو داعی کے سامنے یہی ہوتی ہے ' اور اسی کو قران حکیم نے وجه الله ' سبیل الله ' مرضات الله ' اور لقاء وجه رب سے تعبیر کیا ہے - تم چاہو تو اسکو اپنی فلسفیانہ زبان میں یوں سمجھ لے سکتے ہو ' کہ بلا شبہ انسان کا کوئی کام غرض سے خالی نہیں ہوتا ' لیکن مذہب کی یقین بخشی مرضات الہی کی طلب اسی جوش و عشق کے ساتھہ پیدا کردیتی ہے ' جس جوش و ہیجان سے ایک تاجر خریدار کی جیب کو دیکھتا ہے ' پس دنیا میں بعض ایسے مجنون ' لا یعقل ' اور سحر زدۂ مذہب انسان بھی ہوتے ہیں جو اس غرض کے آگے اور تمام غرضوں کو ہیچ دیکھتے ہیں ' اور اپنے اندر اور اپنے سے باہر جو کچھہ بھی رکھتے ہیں ' سب کو اسی غرض کیلیے لٹا دیتے ہیں - تم انکو مجنون سمجھکر اپنے جی کو سمجھا لو - لیکن وہ ایسے مجنوں ہیں کہ انکا جنون تمہاری ہشیاری پر ہنستا ہے - تم ساری دنیا کی دولت کما کر بھی وہ لذت ' وہ عیش ' وہ نشاط ' وہ سرور و انبساط ایک لمحہ کیلیے حاصل نہیں کرسکتے ' جو وہ اپنا سب کچھہ کھو کر ' اپنے ہاتھوں میں ہتکڑیاں پہن کر ' اپنے پانوں میں زنجیروں کے حلقے ڈالکر ' اپنے جسم کو زخموں سے چور کرکے ' بلکہ اکثر اوقات دار و رسن کے نیچے کھڑے ہوکر حاصل کیا کرتے ہیں - تم میں ایک انسان نہیں جو ہفت اقلیم کی پادشاہت کا تاج پہن کر بھی اس لذت کو پاسکے ' جو راہ دعوۃ کا ایک درویش و فاقہ مست اپنے تلووں میں کانٹے چبھاکر حاصل کرتا ہے ' اور اپنی شہنشاہی کے آگے تمہارے چاندی اور سونے کے بڑے بڑے بنڈلوں کو کنکر پتھر کے ایک ڈھیر سے زیادہ نہیں پاتا - تم اس سے انکار مت کرو ' البتہ کہو کہ تم ان باتوں کے مخاطب نہیں :

حریف کاوش مژگان خوں ریزش نئی ناصح
بدست آور رگ جانے و نشتر را تماشا کن

یہاں راہ دعوۃ کا تذکرہ ہے - کسی شخص خاص کے واردات سے بحث نہیں ' اور نہ اشخاص کی محرومی سے عمل کی تقدیس کو بٹہ لگ سکتا ہے - مانا کہ ہم خود محروم ہیں ' لیکن صدہا اور ہزارہا انسان اس مقام سے لذت یاب ہوچکے ہیں ' اور خدا کی زمین کبھی انسے خالی نہ رہیگی - عرفی شیرازی نے کیا خوب اسکا فیصلہ کردیا ہے :

منکر نتواں گشت اگر دم زنم از عشق
ایں نشه بمن گر نه بود با دگرے هست

البتہ یہ یاد رہے کہ حقیقت ' انسانی اعتراف کی منتظر نہیں ' اور دھواں جبھی اٹھتا ہے جب آگ سلگتی ہے - اگر آنکھوں میں بینائی ہے تو دیکھہ سکتے ہو :

فریاد حافظ ایں همه آخر بهرزه نیست
هم قصۂ غریب و بیان عجیب هست

(موثرات و داعیات دعوۃ)

اس مبحث میں سب سے زیادہ اہم نقطۂ نظر یہ ہے کہ داعی کے کاروبار اور مقاصد عمل کی نوعیت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ اگر وہ قربانی و بذل مال و متاع سے گریز کرنا بھی چاہے ' تو اسوقت تک نہیں کرسکتا جب تک کہ دعوۃ کی راہ سے یکقلم باہر نہ آ جاے -

داعی خواہ کسی درجہ ' کسی قسم کا ہو ' لیکن اگر وہ داعی ہے ' کوئی دعوۃ ' کوئی پکار ' کوئی تبلیغ اپنے سامنے رکھتا ہے ' تو قدرتی طور پر اسکی زندگی اور زندگی کی تمام جد و جہد کا مقصد صرف یہی ہوگا کہ کسی نہ کسی طرح اپنی دعوۃ کی کامیابی کو دیکھے ' اور کسی نہ کسی طرح انسانوں کے دلوں کو اسکی طرف مائل کردے - اگر وہ مخلص نہیں ہے ' اگر سچا جوش و خروش اپنے اندر نہیں رکھتا ' اگر شہرت کا بھوکا ہے ' ناموری پر جان دیتا ہے ' دعوۃ و تبلیغ کے ذریعہ اپنی زندگی کو محترم اور اپنے اوقات کو پر شرف بنانا چاہتا ہے ' یا ان اغراض کے علاوہ اور کوئی غرض و مقصد نفسانی و ذاتی اپنے سامنے رکھتا ہے ' تو بھی بہ حیثیت داعی ہونے کے ' بہ حیثیت ایک خیال ' ایک عقیدت ' کیطرف انسانوں کو بلانے اور مائل کرنے کے خواہشمند ہونے کے ' کام کی نوعیت ہی اسے مجبور کریگی کہ لینے کا وہم بھی دلمیں نہ لاے ' اور دینے اور لٹانے کیلیے ہر وقت طیار رہے - اسکو دلوں کا رخ بدلنا ہے ' اسکے آگے عقائد و افکار کا انقلاب ہے ' وہ لوگوں سے انکی مالوفات و محبوبات کو چھڑانا چاہتا ہے ' وہ ان سے اعتقاد ' عمل ' اور اعتراف و تصدیق کا طالب ہے ' پس اگر اسکو ہزارہا روپیے دیکر ایک انسان بھی ملیگا ' لاکھوں اور کروڑوں اشرفیوں کے لٹانے سے ایک قلب مصدق بھی ہاتھہ آئیگا ' سب کچھہ دیکر اور کھو کر اسکے معاوضے میں ایک چہرے کو بھی اپنی طرف مائل پائیگا ' تو وہ کہیگا کہ یہ نقصان مال نہیں ' یہ اتلاف متاع نہیں ' یہ ضیاع وقت و نفس نہیں ' یہ تو کامیابیوں کی شہنشاہی ہے ' کامرانیوں کا تاج و تخت ہے ' فوز و مراد کی فتح ہے ' حصول و وصول کی بہشت ہے - یہ لٹنا نہیں ' لوٹنا ہے - یہ دینا نہیں ' لینا ہے - یہ کھونا نہیں ' پانا ہے - یہ خسران نہیں ' ربح ہے - یہ تحبط اعمال نہیں ' فوز عظیم ہے - یہ موت نہیں ' حیات جاودانی ہے - کیونکہ یہی چیز اسکا مقصد تھی ' یہی مقام اسکا منزل مطلوب تھا - اگر وہ نام و نمود کا طالب تھا تو اسی میں ہے ' اگر وہ شہرت کا بھوکا تھا تو اسی راہ میں ہے ' اگر وہ عزت و شرف کا طالب تھا تو اسی میں ملیگی - وہ راہ دعوت میں آکر کھونے اور لٹنے سے بچیگا کیوں ؟ وہ تو کھونے ہی میں اپنی ہر غرض کو مخفی دیکھے گا -

لیکن برخلاف اسکے کاروبار تجارت کی نوعیت ہی ایسی ہے کہ وہ کھونے اور لٹانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا - اگر خواب میں بھی اپنی ایک کوڑی کو گرتے دیکھے گا ' تو اس زور سے چیخ ماریگا کہ پھانسی کا پھندا دیکھکر بھی ایسی بدحواسی کی چیخ نہیں نکل سکتی -

اسئلة و اجوبتها

فـاتحـــة البــــلاغ

بعـض اسئلـــة مهـمـه

حديث اختـــلاف امتي رحمة

[از جناب مولانا علي احمد صاحب مدراسي]

جناب کو معلوم هے که یه خاکسار آغاز اشاعة الهـــلال سے اسکا بالالتزام مطالعه کرتا رها هے' اور اس بارے میں جو خیالات رکهتا هوں' اسے زباني عرض کر چکا هوں جبکه حسن اتفاق سے دهلي میں شرف نیاز حاصل هوا تها - اب ایک عرصه کے انتظار و اضطراب کے بعد البــــلاغ نکلا تو اسکے محاسن و فضائل الهـــلال سے بهي دو چند بلکه ده چند نظر آے :

نقاش نقش ثاني بهتر کشد ز اول !

علی الخصوص عربي فاتحة البـــلاغ جو مسلسل دو اشاعتوں میں شائع هوا - اسکي فصاحت و بلاغت لفظي اور معارف معنوي کا حال صرف ارباب ذوق و کمال هي جان سکتے هیں - هندوستان کي سر زمین سے تو ادب عربي کي ایسي صدائیں مدتوں سے نهیں اٹهیں ' اور نه اُن معارف و مطالب کا کهیں سراغ لگ سکتا هے جو اسکے هر حصے میں موجود هیں - سچ یه هے که جناب کا معامله اب اس سے گذر چکا هے که معمولي و رسمي الفاظ تعریف و توصیف کے اسکے لیے استعمال کیے جائیں ;

ترا چنانکـه توئي هر کسے کجـا دانـد

بقدر طاقت خود مي کنند استدراک !

....

البته فاتحة البـــلاغ کے بعض مقامات ایسے هیں جنکے متعلق جناب سے مزید ارشادات کا طالب هوں - حاشا که اس سے مقصود اعتراض و ایراد مخالفانه هو - مقصود محض توضیح مزید هے' اور جو اخلاص و ارادت جناب کي سالها سال سے خاکسار رکهتا هے ' امید هے که وہ هر طرح سوء ظن کے دروازوں کو مسدود کردیگي -

سب سے پهلي بات یه هے که نمبر اول کے آخري صفحه میں جهاں جناب نے حدیث " لتسون صفوفکم او لیخالفن الله وجوهکم " پر بحث کي هے' وهاں تعجب و انکار کے لهجے میں یه بهي فرمایا هے که : و نعد هذا رحمة بنا و نعتقد بان الاختلاف بین الامة رحمة ؟ یعني آنحضرة صلی الله علیه و سلم تو نماز کي صف میں همارے قدموں کا اختلاف بهي پسند نهیں کرتے ' اور همارا یه حال هے که هم سرے سے نماز کي جماعتوں هي میں اختلاف کرتے هیں ' اور هر گروه اپني الگ جماعة کهڑي کرتا هے' اور پهر اس اختلاف کو اپنے لیے رحمت شمار کرتے هیں اور کهتے هیں که اختلاف امة کا رحمت هے ؟

لیکن نهیں معلوم جناب نے اختلاف امة کو رحمت قرار دینا کیونکر قابل اعتراض قرار دیا ' جبکه سمجهنے والوں کي یه اپني سمجهه هي نهیں هے بلکه مشهور حدیث خود سرور کائنات کي موجود هے که " اختلاف امتي رحمة " میري امة کا باهمي اختلاف رحمت هے - پس گو اختلاف کا اس حدیث میں اور مطلب هو ' مگر لفظ تو اختلاف کا آیا هے - اور جناب کا انکار و تعجب اس حدیث تک پهنچ جاتا هے - از راه لطف اسکي نسبت تشریح فرمائیے ' کیونکه بڑے بڑے مستند علماء نے اس حدیث کو اپني کتابوں میں درج کیا هے اور حضرة امام شعراني نے میزان میں اس حدیث کا مصداق اختلاف ائمۂ اربعه کو قرار دیا هے - کما لا یخفی علیکم -

البـــلاغ :

حدیث " اختلاف امتي رحمة "

بلا شبه آپکا یه خیال درست هے که فاتحه کي عبارت منقوله کا انکار و تعجب اس حدیث کے سوال تک منتہی هوتا هے - لیکن نفس حدیث تک نهیں ' بلکه حدیث کے اس مطلب تک جو عام طور پر لوگوں نے سمجها هے ' اور عموماً فتنۂ اختلاف و تحزب و تمذهب کے مباحث میں اس سے استدلال کیا جاتا هے -

فقیر کا اس جمله سے مقصد صرف یه تها که جس وجود اقدس (روحي فداه) کو امة کا تقدیم و تاخیر قدم میں اختلاف گوارا نه تها ' اسکي امة عقائد و عبادات میں مجسمۂ اختلاف و شقاق بنگئي هے ' اور پهر کهتي هے که یه رحمت هے - اگر یه " رحمت " الهي هے تو بقول جاحظ کے " عذاب الهي یقیناً اتفاق و اتحاد هوگا " فنعوذ بالله من شرور انفسنا و من سئیات اعمالنا !

رها اس حدیث کي صحت و عدم صحت کا سوال' تو اگر میں آپکے اور عامة الناس کے پیش کرده الفاظ هي پر اڑ جاؤں' تو بلا تامل کهدیسکتا هوں که اسکي کوئی اصلیت نهیں :

قصه کوته گشت ورنه درد سر بسیار بود !

مگر اس عاجز کا مقصود همیشه تحقیق و کشف حق رهتا هے ' نه که مکابرة و مجادله - پس واضح هو که جن الفاظ کے ساتهه آپنے اس حدیث کو لکها هے ' اگر اس سے قطع نظر کر لیا جاے ' اور صرف نفس اختلاف کو پیش نظر رکها جاے ' تو بلا شبه اختلاف اصحاب رسول الله صلی الله علیه و سلم کے متعلق (نه که اختلاف امة کے متعلق) باختلاف الفاظ ایک روایت بعض محدثین نے درج کي هے ' اور چاهیے که اسکے تمام طرق و مسانید پر نظر ڈالي جاے -

حافظ سخاوي نے مقاصد میں اسکي تمام روایتیں جمع کردي هیں' اور دیگر طرق کا حال بعض متاخرین کي کتابوں سے معلوم هوجاتا هے - میں اُن تمام طرق کو پہلے جمع کرتا هوں :

(۱) بیهقي نے مدخل میں روایت کیا هے :

"سلیمان بن ابي کریمه عن جویبر عن الضحاک عن ابن عباس : قال قال رسول الله صلعم : مهما اوتیتم من کتاب الله فالعمل به لا عذر لاحد في ترکه ' فان لـم یکن في کتاب الله فسنة مني ' فان لم تکن سنة مني فما قال اصحابي - ان اصحابي بمنزلة النجوم في السماء ' فایما اخذتم به اهتدیتم' و اختلاف اصحابي لکم رحمة - یعني انحضرة صلی الله علیه و سلم نے فرمایا : کتاب الله پر عمل کرو ' اسکے ترک کیلیے کسي کا عذر مسموع نهیں ' اگر کتاب الله میں کسي معامله کو نه پاؤ تو میري سنت پر عمل کرو ' اگر میري سنت نه پاؤ تو میرے اصحاب کے اقوال کو ڈهونڈهو - میرے اصحاب ایسے هیں جیسے آسمان میں ستارے - انسے جو کچهه لوگے' اسمیں هدایت هوگي - اور اختلاف میرے اصحاب کا تمهارے لیے رحمت هے - انتهی ملخصاً -

(۲) طبراني اور دیلمي نے اپني معجم و مسند میں بهي اسي طریق سے روایت کیا هے اور انهي الفاظ سے -

(۳) نصر مقدسي نے کتاب الحجة میں موقوفاً اسي روایت کو نقل کیا هے ' اور زرکشي نے اسکا ذکر کیا هے - مگر اسناد نهیں لکهي هے -

(۴) اسي طرح عراقي نے آدم بن ایاس کا حواله دیا هے ' لیکن لکها هے که مرسل اور ضعیف هے - انکي روایت کے الفاظ یه هیں : اختلاف اصحابي رحمة لامتي -

(۵) بیهقي نے رساله اشعریه میں بهي درج کیا هے' مگر بغیر اسناد -

(۶) بیہقي نے مدخل میں قاسم بن محمد کا قول بروایت سفیان عن افلح بن حمید نقل کیا ہے کہ : اختلاف اصحاب محمد صلی اللہ علیہ و سلم رحمۃ لعباد اللہ - اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اختلاف اللہ کے بندوں کیلیے رحمت ہے -

(۷) قتادہ کہتے ہیں کہ عمر ابن عبد العزیز کہا کرتے تھے : ما سرني او ان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ و سلم لم یختلفوا ' لانہم او لم یختلفوا ' لم تکن رخصۃ - یعني اگر انحضرۃ کے اصحاب میں اختلاف نہوتا تو امۃ کیلیے آساني او ر رخصت کی وسعت نہوتي -

یہاں تک تو ہم نے حافظ سخاوي کي المقاصد سے نقل کیا ہے (صفحہ ۱۲ - مطبوعہ لکھنؤ) لیکن طبقات ابن سعد میں بھي قاسم بن محمد کا وہ قول موجود ہے جو بیہقي نے مدخل میں نقل کیا ہے کہ اختلاف اصحاب رسول اللہ رحمۃ للناس -

ابن حجر مکي نے بھي الدر المنتثرہ میں اسکے مختلف طرق کو جمع کرنا چاہا ہے ' مگر ان میں جو قابل ذکر تھے وہ سب اوپر آگئے -

لیکن آپ دیکھہ رہے ہیں کہ ان تمام مخارج مندرجۂ صدر میں ایک صدا بھي ایسي نہیں ہے جس سے اس روایت کو کچھہ بھي تقویت مل سکے ' اور جس سے حسب اصول فن و قوم ثابت ہوسکے کہ یہ حدیث قابل احتجاج و استناد ہے -

اس حدیث کے تمام مخارج پر نظر ڈالیے - دفعہ ۲ سے ایکر ۷ تک جسقدر مخارج ہیں ' ان میں ایک حوالہ بھي ایسا نہیں ہے جس سے کوئي توثیق و سند حاصل کي جاسکے - طبراني اور دیلمي کا حوالہ کوئيْ نئي سند نہیں ہے- وهي روایت ہےجو بیہقي نے مدخل میں درج کي ہے - نصر مقدسي کے متعلق زرکشي ' حافظ سخاوي ' اور ابن حجر مکي ' سب کہتے ہیں کہ مرفوعاً روایت کي ہے ' مگر ساتھہ هي تصریح کرتے ہیں کہ اسناد معلوم نہیں ' اور جب اسناد معلوم نہیں تو محدثین نے فیصلہ کردیا ہے کہ ایک منت کیلیے بھي قابل قبول نہیں -

حافظ عراقي نے بہ تغیر الفاظ اسي روایت کو لکھا ہے' مگر اسناد اسکي بھي معلوم نہیں - حافظ سخاوي کہتے ہیں کہ انکے نزدیک مرسل و ضعیف ہے لیکن اگر اسناد بتلائي ہوتي تو معلوم کیا جاسکتا کہ ارسال میں بھي اسکا کیا حال ہے' اور ضعف کے کیا کیا اسباب ہیں ؟

بیہقي نے ایک اور رسالہ میں بھي اسي روایت کو درج کیا ہے' مگر حافظ سخاوي کي زباني آپ سن چکے ہیں کہ بغیر اسناد ! پس وہ بھي کوئي نئي اور مفید سند نہیں -

حدیث کے مخارج تو بس اسي قدر ہیں - اب اسکے بعد صحابہ و تابعین کے اقوال آتے ہیں - بیہقي نے مدخل میں قاسم بن محمد کا قول نقل کیا ہے کہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ و سلم کے اصحاب کا اختلاف بندگان خدا کیلیے رحمت ہے - لیکن یہ قاسم بن محمد کا قول ہے - وہ آسے اوپر رفع نہیں دیتے -

اسي طرح قتادہ کہتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز کہا کرتے تھے کہ اگر صحابہ اپنے اجتہاد و استخراج مسائل یا تنوع طریق و عمل میں مختلف نہوتے ' تو امۃ کیلیے رخصت اور وسعت و سہولت نہوتي - اول تو یہ چیز هي دوسري ہے ' اختلاف امتي یا اختلاف اصحابي کے عموم سے اسے کیا تعلق ؟ پھر جو کچھہ بھي ہے ' عمر بن عبد العزیز رضي اللہ عنہ کا قول ہے -

آخر میں طبقات ابن سعد کا ذکر آیا ہے' لیکن وہ بھي کوئي نئي سند نہیں - قاسم بن محمد کا وهي قول ہے جو بیہقي نے مدخل میں نقل کیا ہے -

اب صرف وہ ایک هي روایت رهگئي جو دیلمي نے مسند الفردوس میں ' طبراني نے معجم میں ' اور بیہقي نے مدخل میں درج کي ہے- اسکے سوا اور کوئي اسناد همارے سامنے نہیں ہے - لیکن اسکا یہ حال ہے کہ روایت حضرت ابن عباس کي ہے ' جنسے ضحاک نے' اور ضحاک سے "جویبر" نے روایت کي - ارباب فن و نظر کو معلوم ہے کہ حضرۃ ابن عباس کي روایت بذریعۂ ضحاک کا کیا حال ہے ؟ اور ائمۂ نقد کا کیا فیصلہ ہے ؟ یہ ضحاک ابن مزاحم البلخي مشہور مفسر ہیں' لیکن انکي احادیث کے متعلق ائمۂ حدیث نے اختلاف کیا ہے کہ درخور قبول ہیں یا نہیں ؟ اگر اس اختلاف سے قطع نظر کرلیا جاے' جب بھي یہ امر بالکل واضح طور پر تسلیم کرلیا گیا ہے کہ انکی ملاقات حضرۃ ابن عباس سے ثابت نہیں اور نہ انہوں نے خود ابن عباس سے کچھہ اخذ کیا ہے - اس بنا پر انکي تمام مرویات منقطع ہیں ' اور یہ روایت بھي اسي میں داخل -

پھر ضحاک کے بعد اسکا راوي "جویبر" ہے - یہ "جویبر" وهي جویبر ابن سعید الازدي الخراساني ہیں ' جن سے محمد بن عبد اللہ فلسطیني اور سلام بن یزید وغیرہ نے فضائل قران و نکاح وغیرہ میں بڑا ذخیرہ روایت کیا ہے' اور انکي مجروحیت کتب قوم میں مشہور ہے - ابن معین کہتے ہیں کہ "لیس بشي" یعنی وہ کچھہ نہیں - نسائي اور دار قطني جیسے آئمۂ فن کا فیصلہ ہے کہ "متروک الحدیث" جوزجاني نے کہا کہ "لا یشتغل بہ" مدارسي نے کشف الاحوال میں ابن جوزي اور سیوطي کا نقد نقل کیا ہے کہ "متروک بمرۃ' و قال في کتاب المبتدء هالک" (صفحہ ۲۹ - مطبوعہ لکھنؤ)

ان تصریحات سے معلوم هوا کہ دیلمي وغیرہ کي روایت کو اگرچہ " اختلاف امتی" سے کوئي تعلق نہیں بلکہ وہ صرف صحابہ کے اختلاف کے متعلق ہے ' تاهم اسکي صحت کیلیے بھي کوئي سامان همارے پاس نہیں ہے ' اور بہتر سے بہتر مخرج جو اسکا هوسکتا تھا ' اسکي اسناد بھي لائق احتجاج و اعتماد نہیں -

چنانچہ اسي بنا پر حافظ سخاوي نے لکھا ہے کہ :

و قد زعم کثیر من الائمۃ انہ لا اصل لہ - (المقاصد صفحہ ۱۲)	او ر ائمۂ فن میں سے ایک جماعت کثیرہ نے خیال کیا ہے کہ اس حدیث کي کوئي اصل نہیں !

اسکے بعد خطابي کي نسبت لکھا ہے کہ انہوں نے غریب الحدیث میں اسے لیا ہے' او ر جاحظ اور موصلي کے اس قول کا رد کیا ہے کہ " لو کان الاختلاف رحمۃ لکان الاتفاق عذابا ! " لیکن سوال اس رد و تغلیط کي نسبت نہیں ہے - کسي وجہ سے خطابي کي راے یہي هوگي - لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اصول مقررۂ فن کے مطابق بھي انہوں نے کوئي سند لکھي ؟ یا توثیق و تصدیق کا خارج سے کوئي مزید اثر ڈالا ؟ اسکا حال یہ ہے کہ خود حافظ سخاوي هي لکھتے ہیں : " ثم تشا غل الخطابي برد هذا الکلام و لم یقع في کلامہ شفاء في عزو الحدیث ' ولکنہ اشعر بان لہ اصلا عندہ " لیکن " اصلاً عندہ " کا حسن ظن همارے لیے کیا مفید ؟

کہ خضر از آب حیواں تشنہ مي آرد سکندر را !

آپ پر واضح هو کہ فن کا معاملہ نہایت نازک ہے' اور اعتماد شخصي او ر حسن ظن معتقدانہ یہاں کوئي چیز نہیں - متاخرین عموماً اس اعتماد کي بنا پر اکثر روایتیں قبول کر لیتے ہیں' اور کہتے ہیں کہ جب علماء نے لکھا ہے ' تو گو انہوں نے سند نہیں لکھي مگر ضرور کوئي نہ کوئي سند انکے پاس هوگي - یہ بات محض حسن ظن کیلیے تو اچھي چیز ہے ' لیکن اگر فن میں اس سے کام لیا جائیگا تو پھر کوئي فن فن باقي نہ رهیگا -

فن حدیث کے اصول ہیں' قواعد ہیں' جرح و نقد ہے' ائمۂ فن کي تصریحات ہیں ' روایت ہے ' درایت ہے ؛ اور محدثین کرام رحمہم اللہ نے بالاتفاق همیں بتلا دیا ہے کہ جس حدیث کي سند نہ بتلائي جاے' بلا تامل اُسے رد کردو - پھر هم ان بزرگوں کے اصولوں پر عامل هوں' یا انکي جمع و گردآوري پر ؟ کیا آپکو معلوم نہیں کہ محدثین کرام کي احتیاطات فن کا یہ حال ہے کہ وہ بغیر سند اور حوالۂ

مخرج کے نقل حدیث تک کو جائز نہیں رکھتے ؟ حافظ ابن الصلاح کے مقدمہ کو دیکھیے کہ نوع اول کے آخر میں کیا لکھتے ھیں ؟ علامۂ نووی کی شرح مسلم کی تصریحات پر نظر ڈالیے کہ انہوں نے نقل و روایت کیلیے کیا شرائط بیان کیے ھیں ؟ انھی چیزوں کے لیے طبقۂ محدثین متوسطین نے اصطلاح "الوجادہ" (بالکسر) وضع کی ' اور اسکی آٹھہ قسمیں قرار دیں جنکی رعایت کے بغیر نقل حدیث جائز نہیں : السماع ' و القراۃ ' و الاجازہ ' و المناولہ ' و المکاتبہ ' و اعلام الشیخ ' و الوصیۃ بالکتابہ -

اسکے مقابلے میں آجکل کی حالت دیکھیے کہ اگر تصوف و مواعظ کی کسی کتاب میں کوئی روایت نظر سے گذر گئی' تو بغیر علم اسناد و مخارج کے ھر صاحب عمامہ حق رکھتا ھے کہ بلا تامل استدلال و احتجاج کرلے اور پورے اطمینان سے کہدے کہ : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم - اور اگر متاخرین فقہاء و عامۂ مصنفین کے یہاں اسکا سراغ چل گیا' تو پھر تو اسکی توثیق میں کوئی شبہ ھی نہ رھا' اور جو شبہ کرے اسپر قطعاً انکار حدیث کا فتوی ھے !

بل ھی فتنۃ و لکن اکثر الناس لا یعلمون !

(معنی اختلاف صحابہ)

آئیے ' اس سے قطع نظر ھی کرلیں کہ اصل روایت کا کیا حال ھے ؟ اِسکو دیکھیں کہ جن علماء نے اس روایت پر اعتماد کیا ھے ' وہ اختلاف سے کونسا اختلاف مراد لیتے ھیں ؟ مختلف مذھبوں ' جماعتوں ' عقیدوں ' اور صور و اشکال عبادات و اعمال کا اختلاف ' یا کوئی اور اختلاف ؟

یہ تو آپکو معلوم ھوچکا کہ الفاظ مشہورہ "اختلاف امتی رحمۃ" کی کوئی اصلیت نہیں ملتی' البتہ اختلاف صحابہ کے رحمت ھونے کے متعلق ایک اسناد بیان کی گئی ھے' پس دیکھنا یہ ھے کہ بصورت صحت روایت' صحابہ کے اختلاف سے بھی کونسا اختلاف مراد ھے؟ کیا وہ اختلاف جس نے کئی دن تک حضرۃ عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے مکان کا محاصرہ کیا ' غذا اور پانی کو بند کیا ' اور بالاخر انکی مظلومانہ شہادت کا باعث ھوا ؟

کیا وہ اختلاف جسکی مختلف دو جماعتیں مدینہ اور مکہ سے نکلیں ' اور جسکا نام تاریخ نے " جنگ جمل " رکھا ھے ؟

اگر یہ نہیں تو کیا وہ اختلاف ' جسکی تلواریں صفین میں بے نیام ھوئیں' اور جسکی بدولت صدھا صحابۂ کرام مقتول و شہید ھوے ؟

آپ یقیناً کہینگے کہ " اختلاف صحابہ " سے مراد یہ اختلاف تو کسی طرح نہیں ھوسکتا ' بلکہ کوئی اور اختلاف جو موجب قتال و جدال ھونے کی جگہ موجب رحمت و فیضان ھوسکتا ھے -

چنانچہ جن علماء نے اس روایت پر اعتماد کیا ھے' اُن میں سے بھی بعض نے صاف صاف تصریح کردی ھے کہ اختلاف سے مراد مذھب و جماعت اور فرقہ بندی کا اختلاف نہیں ھے- بلکہ فہم و تدبر مسائل' اجتہاد و طرز اجتہاد' استنباط و طرز استنباط 'مسالک مختلفۂ علم و عمل' اور طریق سلوک و مجاھدات دینیہ کا اختلاف مراد ھے' یا اور کوئی اسی طرح کا اختلاف جو امۃ کیلیے ایک نظیر اور اسوہ ھونے کے لحاظ سے' نیز نتائج و اتباع کے لحاظ سے رحمت تھا -

اصل یہ ھے کہ روایت میں جسطرح " اختلاف " کا لفظ آیا ھے اور جس ترتیب سے آیا ھے ' وہ خود بتلا رھا ھے کہ اختلاف سے مقصود کیا ھے ؟

روایت کا موضوع یہ ھے کہ امۃ کیلیے عمل و اتباع کے اصول و مخارج کیا کیا ھیں ؟ فرمایا کہ سب سے پہلے کتاب اللہ ھے - قران حکیم میں جو کچھہ تمھیں دیدیا گیا اور جو کچھہ بتلا دیا گیا ' کسی حال میں اس سے اغماض و غفلت نہیں کرنا چاھیے - لیکن اگر ایسے معاملات پیش آجائیں کہ انکی تفصیل و جزئیات سے قران حکیم خاموش ھو' تو سنت کی طرف متوجہ ھو' اور دیکھو کہ حامل قران کا اسوۂ حسنہ کیا کہتا ھے ؟ اگر یہ بھی خاموش ھو تو پھر عہد نبوت کی صحبت یافتہ اور طیار کردہ جماعت کے اجتہاد اور قضایا ھیں ' انکو دیکھو کہ کیا روشنی بخشتے ھیں ؟

لیکن چونکہ فہم و استنباط مسائل و تعلیمات میں ھر دماغ ایک خاص حال رکھتا ھے ' اسلیے ضرور ھے کہ صحابہ کے اجتہادات میں بھی اختلاف ھو' اور ایک ھی مسئلہ کے متعلق مختلف صحابہ مختلف رائیں رکھتے ھوں - پس فرمایا کہ انکے اس اختلاف اجتہاد اور تعدد طرق فہم و استنباط سے مایوس نہیں ھونا چاھیے' بلکہ اسکے اندر حقیقت مرجحہ کو تلاش کرنا چاھیے - یہ اختلاف اجتہاد طبیعی ھے' اور یہ کوئی مصیبت نہیں بلکہ رحمت ھے - اگر فہم و اجتہاد میں اختلاف نہوتا تو دنیا کی عقلی و دماغی ترقی رک جاتی -

چنانچہ یہ بالکل بیان واقعہ ھے- ھر شخص جانتا ھے کہ فہم و استنباط مسائل و طرق استدلال و اجتہاد میں صحابۂ کرام مختلف تھے' مگر چونکہ جماعت بندی اور تمذھب و تحزب نہ تھا' " الی اللہ و الی الرسول " کے آگے سب کی گردنیں جھکی ھوئی تھیں' اور ھر شخص اپنی راے و قیاس کو کتاب و سنت پر عرض کرتا تھا' اسلیے انکا اختلاف یقیناً رحمت تھا' جس سے شریعت کے حقائق ابھرے' اور اسکا ھر گوشہ نمایاں ھوا - انکا اختلاف وہ اختلاف نہ تھا جو در اصل ایک عذاب الہی ھے' اور جسکی نسبت امۃ مرحومہ کو وصیت کی گئی تھی کہ:

" لا تکونوا کالذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ما جاءھم البینات اولائک لھم عذاب عظیم !

حضرۃ ابن عباس تمتع بالعمرۃ الی الحج کے وجوب کے قائل تھے' بعض دیگر صحابہ کو اس سے اختلاف تھا - جب عروہ نے انسے کہا کہ افراد حج افضل ھے' تو انہوں نے کہا : تمتع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم - عروہ نے کہا : ولاکن ابو بکر و عمر لم یفعلا - لیکن حضرۃ ابوبکر و عمر نے نہیں کیا - اسپر حضرۃ ابن عباس نے غضب ناک ھوکر اور " فردوہ الی اللہ و الرسول " کی روح القدس سے معمور ھوکر فرمایا : یوشک ان ینزل علیکم حجارۃ من السماء - اقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم' و تقولون قالا ابوبکر و عمر؟ ممکن ھے کہ تم پر آسمان سے سنگ باری ھو - میں کہتا ھوں کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ' اور اسپر تم حجۃ لاتے ھو کہ کہا ابوبکر و عمر نے ؟

چو غلام آفتابم ھمہ ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

اسی واقعہ سے اندازہ کرلیجیے کہ " فردوہ الی اللہ و الرسول " کا کیا جاہ و جلال صحابۂ کرام کی نظروں میں تھا؟ اور جب حالت یہ تھی تو ظاھر ھے کہ انکا اختلاف فہم و اجتہاد کیوں نہ موجب رحمت ھوتا؟

صحابہ کے اندر سماع موتی میں اختلاف تھا ' لیلۃ الاسراء کے متعلق اختلاف تھا ' تیمم جنابت کے متعلق اختلاف تھا ' وجوب غسل از اکسال کے متعلق حضرۃ عایشہ کا فتوی اور تھا ' حضرۃ علی ' عثمان ' طلحہ ' ابو ایوب ' اور ابن کعب (رضی اللہ عنہم) کا فتوی دوسرا تھا ' لیکن اُن میں سے کوئی اختلاف بھی فتنۂ تحزب و تشیع (۱) تک منجر نہوا - یہی معنی " اختلاف اصحابی رحمۃ " کے ھیں ' اور فی الحقیقت یہ اختلاف رحمت الہی تھا -

چنانچہ حضرۃ عمر ابن عبد العزیز کا جو قول قتادہ نے نقل کیا ھے ' وہ صاف صاف واضح کر رھا ھے کہ مقصود اختلاف سے اسی قسم کا اختلاف ھے' نہ کہ اختلاف تمذھب و تحزب - کیونکہ انہوں نے کہا کہ اگر اختلاف نہوتا تو امۃ کیلیے توسیع اور رخصت کی سہولت نہ ھوتی -

ابن حجر مکی نے یہ بھی لکھا ھے کہ : و قیل المراد اختلافھم فی الحرف و الصنائع - یعنی یہ بھی کہا گیا ھے کہ یہاں اختلاف

(۱) تشیع یعنی فرقہ بندی اور گروہ گروہ ھو جانا - یہاں تشیع سے مقصود مصطلحہ فرقۂ شیعہ نہیں ھے -

سے مقصود مختلف حرفتوں اور صنائع کا اختلاف ہے - اس سے بھي ظاہر ہوتا ہے کہ اختلاف تشیع و تمذہب کا مقصود نہیں -

(اختلاف صحابہ اور قران)

حضرة عمر ابن عبدالعزیز نے عزائم و رخص کي طرف اشارہ کیا ہے' اور یہ بتلایا ہے کہ مقصود اختلاف افکار نہیں بلکہ اختلاف اعمال ہے - یعني اگر تمام صحابۂ کرام ایک هي طرح کي عملي زندگي بسر کرتے' تو ایک طرف تو تقسیم عمل کے قدرتي اصول کي بنا پر صدها اعمال ضروریہ کا دروازہ بند ہوجاتا' دوسري طرف جو نمونہ امة کیلیے قائم ہوتا' وہ نا قابل عمل و اتباع ہوتا -

حضرات صحابۂ کرام کو هم دیکھتے ہیں کہ انھوں نے عمل صالح اور طلب مصالح کے وہ تمام مختلف طریقے اختیار کیے جنکا ہر امة عادلہ و صالحہ کے اندر ہونا ضروري ہے - سب ایک هي راہ جہد و طلب کے عامل نہ تھے - ایک جماعت تھي جس نے تفقہ في الدین کي طرف زیادہ توجہ کي' اور علوم نبویہ کي حامل و محافظ ہوئي - ایک جماعت تھي جس نے زیادہ وقت جہاد و قتال في سبیل اللہ میں صرف کیا اور دشمنان حق سے شریعة کو محفوظ کیا - ایک گروہ تھا جس نے طلب معاش صالح اور تجارت و کسب حلال پر زیادہ وقت صرف کیا اور اسطرح انکي تاجرانہ زندگي بھي اشاعة حق و تبلیغ احکام و تائید و نصرة دین کا ذریعہ بني - غور کیجیے کہ جو کچھہ کہہ رہا ہوں' کس طرح ٹھیک ٹھیک قران حکیم سے ماخوذ ہے - خود اللہ تعالی نے سورۂ مزمل کے آخر میں صحابۂ کرام کے مجموعي اعمال مقدسہ و طیبہ کي تصویر کھینچي ہے :

ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی اللیل و نصفہ و ثلثہ' و طائفة من الذین معک' و اللہ یقدر اللیل و النہار' علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فاقرؤا ما تیسر من القران' علم ان سیکون منکم مرضی' و اخرون یضربون فی الارض' یبتغون من فضل اللہ' و اخرون یقاتلون في سبیل اللہ' فاقرؤا ما تیسر منہ' و اقیموا الصلواة و اتوا الزکاة و اقرضوا اللہ قرضا حسنا - (۷۳ : ۲۰)

" بیشک تمہارا پروردگار تمہاري ہر حالت کي خبر رکھتا ہے' اور تم جو کچھہ کرتے ہو' سب اسکے سامنے ہے - وہ جانتا ہے کہ تم راتوں کو تقریباً دو تہائي رات تک یا آدھي آدھي رات اور ایک ایک پہر تک ذوق عبادت میں مستغرق کھڑے رہتے ہو' اور تمہارے اصحاب میں سے بھي ایک جماعت اس عالم میں تمہارے ساتھہ ہوتي ہے - اللہ نے رات اور دن کي تقسیم اوقات کي ایک تقدیر کردي ہے' اور وهي انکا اندازہ فرما ہے - اسکو یہ بھي معلوم ہے کہ تم ان اوقات عبادت کو نباہ نہیں سکتے' پس اس نے تم پر سے اسقدر شدید عبادت اٹھادي - یہ ضروري نہیں کہ تم آدھي آدھي رات اور تین تین پہر تک خداوند کے حضور کھڑے رہو- یوں کرو کہ جسقدر بھي آساني کے ساتھہ رات کي نوافل میں قرآن پڑھسکو' پڑھلیا کرو - خدا کو معلوم ہے کہ تم میں بعض عبادت گذار ایسے ضعیف الجسم ہیں کہ اگر آدھي آدھي رات تک اسي طرح عبادت کرینگے تو بیمار ہوجائینگے' اور خدا کا عبادت سے یہ مقصود نہیں - وہ جانتا ہے کہ کچھہ لوگ ان میں ایسے ہونگے جو تجارت اور کسب رزق نیز حصول فوائد و نعائم کي تلاش میں سفر کرینگے' اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سفر کي حالت میں ایسي شدید عبادت کو بھي جاري رکھیں - نیز وہ خبردار ہے کہ ان میں بعض لوگ حق و صداقت کیلیے دشمنان اسلام سے لڑتے ہیں' انکے شب و روز زیادہ تر اسي میں بسر ہونگے- بس چاہیے کہ راتوں کو وقت کي قید اوٹھا دو' جسقدر آساني سے ہوسکے' قرآن کو نماز میں پڑھو - اور صلواة الہی کو قائم کرو' زکواة ادا کرو' اپنے مال دولت کو خدا کي راہ میں لٹاؤ' یہ گویا اللہ کو قرض حسنہ دینا ہے جسکا بدلہ اسکے خزانے سے دونوں جہانوں میں پاؤگے "

اللہ اللہ! وہ کیا لوگ تھے جنکے اعمال کي یہ تصویر و تقسیم تھي' اور وہ کیسي پاک روحیں تھیں' جنکي جان نثاریوں اور عبادت گذاریوں کا حال ایک عاشقانہ محبت و شفقت کے لہجہ میں خود خدا تعالی نے فرمایا' اور انکے ذکر باقي کو صفحات کلام اللہ میں ہمیشہ کیلیے ثبت کردیا : فہم جلساء اللہ' لا یشقي جلیسہم' وہم الذین قال في حقہم : لئن سئلني لاعطینہ' و لئن استعاذني لاعیذنہ (بخاري)

بہر حال ان آیات کریمہ میں ضمناً قران حکیم نے خود هي بتلادیا ہے کہ صحابہ کرام کي راہ عمل مختلف تھي - فرمایا کہ بعض فضل الہي کي تلاش میں سیر و سیاحت کرتے ہیں' اور بعض جہاد فی سبیل اللہ کي راہ میں نکلتے ہیں - پھر کیوں آپ اس روایت میں لفظ اختلاف کا یہي مطلب نہ قرار دیں کہ انکا طریق کار حسب اصول تقسیم عمل مختلف تھا' اور یہ اختلاف قطعاً رحمت ہے' اور ایسي رحمت عظیم کہ اگر نہو تو دنیا کے عمران و تمدن کي بنیادیں ہل جائیں -

اس سے بھي ایک دو قدم اور آگے بڑھیے' اور دیکھیے کہ عزائم و رخص کے لحاظ سے بھي فی الحقیقت صحابہ کرام کي راہیں مختلف تھیں اور ان میں باہم اختلاف تھا - حضرة ابو ذر زہد و نسک میں منہمک تھے' حضرة عثمان بن مظعون اور حضرة عبد اللہ بن عمر پر استغراق عبادة و ترک لذائذ دنیوي کا غلبہ تھا' حضرة ابن کعب' ابن مسعود' ابن عباس' حفظ و درس علوم پر زیادہ وقت صرف کرتے تھے' مگر حضرة عثمان ابن عفان نے کسب و تجارت پر اوروں سے زیادہ توجہ کي- پس اگر صحابہ میں یہ اختلاف نہوتا اور سب کے سب مثل حضرة ابو ذر اور ابن مظعون کے زہد و ترک لذائذ میں مستغرق ہو جاتے' تو نتیجہ یہ نکلتا کہ انکا نمونہ امة مسلمہ میں آگے چلکر وہ غلو اور حرج پیدا کردیتا جو اہل کتاب کے رہبان میں پیدا ہوا' اور جسکو اسلام نے دور کیا : ورہبانیة ابتدعوہا - لیکن اگر سب کے سب مثل امیر معاویہ اور عمرو ابن العاص کے دہاء و سیاست اور محبت نعیم و زینة و ریاست میں منہمک ہوجاتے' تو تمام امة محض مادیة و جسمانیة هي میں غرق ہوجاتي اور روحاني لذتوں کا کوئي بھوکا نہ رہتا - لان القدوة و الاسوة اشد تاثیرا في نفوس البشر من التعالیم القولیة و العلمیہ - فہذا ہو الاختلاف الذي کان رحمة للامة -

یہ جو کچھہ عرض کیا گیا' یقین کیجیے کہ قرآن حکیم هي کي بخشي ہوئي روشني ہے' اور اپني راہ یہي ہے کہ ہر روشني جو آنکھہ دیکھے' اسکا اکتساب نور اسي آفتاب ہدایت سے کیا جاے - خود یہي زیر بحث روایت بتلاتي ہے کہ سب سے پہلے کتاب اللہ سے اخذ فیضان کرو' اور اسلیے ہر روایت کو بھي سب سے پہلے کتاب اللہ پر عرض کرنا چاہیے - اختلاف کي نوعیت کے متعلق سورہ مزمل کي آیات اوپر گذر چکي ہیں - اب ایک اور آیت آخر سورۂ توبہ کي تلاوت کیجیے :

و ما کان المومنون لینفروا کافة' فلو لا نفر من کل فرقة منہم طائفة لیتفقہوا في الدین و لینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم' لعلہم یحذرون (۹ : ۱۲۴)

سارے مسلمان تو اسي کام کیلیے ہوکر نہیں نکل سکتے' پس کیوں نہ ایسا ہو کہ ہر جماعت میں سے ایک گروہ اس غرض سے نکلے کہ دین کے علم و احکام کو حاصل کرے' اور دین کا مبلغ و داعي بنکر اپني قوم میں واپس جاے اور باطل پرستي کے نتائج سے اسکو ڈراے -

اس آیة کریمہ میں بتلایا ہے کہ سب لوگ خدمت دین کي ایک هی شاخ کے نہیں ہو جا سکتے - تقسیم عمل کا قدرتي طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ ہر جماعت میں سے ایک گروہ اپنے اپنے حلقوں میں تبلیغ دین کا کام اپنے ذمے لیلے' اور اپنے وقت کو حصول علم دین میں خرچ کرے - پس یہي اختلاف صحابہ کے مختلف گروہوں کا تھا جو امة کیلیے رحمت ہوا' اور یہي رحمت ہے جس سے اب ہم محروم ہیں -

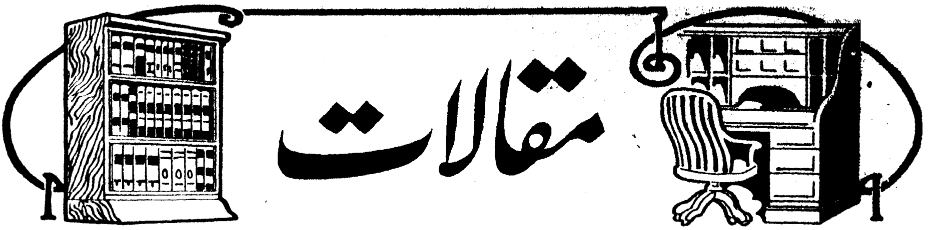

مقالات

اسیــــران جنــگ
(۲)

گذشته نمبر میں اُن قوانین و دفعات کا خلاصه هم درج کرچکے هیں جو اسیران جنگ کے متعلق آج یورپ کے ادعاء تمدن و تهذیب کا (بشرطیکه موجوده عالمگیر جنگ کے بعد یه ادعاء باقي رها هو) سدرة المنتهی هے ' اورجس سے زیاده وه آور کچهه نهیں کرسکتا - یه دفعات گذشته چالیس سال کے اندر بتدریج قرار پائے هیں ' اور سوئٹزر لینڈ کي آخري بین الملي کانگریس نے اپنا ایک پورا اجلاس انکي تکمیل میں خرچ کیا هے -

اس قانون کو پیش نظر رکهکراب چاهیے که هم اسلام کے اُس طرز عمل اور سلوک کي تفتیش میں نکلیں جو اُس نے اسیران جنگ کے ساتهه کیا هے - اورجس سے هم ایک " اسلامي قانون اسیران جنگ " کا استنباط کرسکتے هیں - لیکن اسکے لیے ضروري هے که ایک مختصر اور اجمالي نظر عرب جاهلیة کي حالت پر بهي ڈال لي جاے - کیونکه اسلام کا مبدء ظهور وهي ملک' اور وهیں کي آب و هوا کي نشوؤنما تهي -

(اهل عرب اور اسیران جنـگ)

اسلام کے زمانے تک اگرچه مهذب قوموں میں فدیه لیکر اسیران جنگ کے رها کر دینے کا رواج هوگیا تها ' لیکن عموماً ایک انتقام کیش عرب جاهلي بغض و کینه کے جذبات پر مال و دولت کو قربان کردیتا تها -

چنانچه ایک عورت کو جب معلوم هوا که اوسکا بهائي عمرو اوسکے دوسرے مقتول بهائي کا خوں بها لیکر صلح کرنا چاهتا هے ' تو اوسنے طنز آمیز لهجے میں انتقام لینے پر بیٹے کو اشتعال دلا یا :

ودع عنــك عمروا ان عمروا مسالم
وهل بطن عمــرو غیر شبر لمطــعم

عمرو کا ذکرنه کرو ' وه تو آماده صلح هے - عمرو کا پیٹ هے تو بالشت بهر کا - مگر پهربهي نهیں بهرتا ' اسلیے وه دیت لینا چاهتا هے :

فان انتـــم لم تثـــــاروا و تدیتم
فمشـــوا باذان النعــام المعلــم !

پس اگرتم لوگ خون کا انتقام نهیں لیتے ' بلکه خوں بها لیتے هو ' تو جاو ' اورهر جگه ذلت و خواري کے ساتهه رسوا پهرو !

اس بنا پر اهل عرب اسیران جنگ سے فدیه بهت کم لیتے تهے ' اور اکثر نهایت بیرحمي کے ساتهه قتل کرڈالتے - حرب کلاب میں جب کنده کا سردار گرفتار هوا ' تو قیس بن عاصم نے پہلے اپني کمان سے اوسکے دانت توڑ ڈالے ' پهر اپنے سردار نعمان بن حباس کے بدلے میں اُسے قتل کرڈالا - بنو ضبه نے جب محرق غسانی اور اوسکے بهائي حبش بن دلف کو قید کیا تو فوراً دونوں کي گردن ماردي - عامر بن مالک نے سعید بن زراره کے ساتهه اس قدر سختیاں کیں که وه حالت قید هي میں مرگیا - زمانۂ اسلام میں حباب کو بهي بنو عامر نے قید کرکے اسي طرح قتل کردیا تها -

پهر اهل عرب اگر قیدیوں کے ساتهه کچهه زیاده فیاضي کرتے بهي تهے ' تو وه فیاضي یه تهي که ذلت کا ایک داغ دیکر اُنهیں رها کرتے !

عون ابن احوص نے معاویه ابن جون کو گرفتار کیا تو پیشـــاني کے بال کاٹ کر رها کیا - قبیلـــهٔ بنو یربوع نے جب عرب کے مشهور پاد شاه منذر بن السماء کے بیٹے قابوس کو ایک معرکے میں قید کرلیا ' تو اسي قسم کا ذلت آمیز برتاؤ کیا -

آج مهذب دنیا حالت قید میں بادشاهوں کے ساتهه شریفانه برتاؤ کرنے پر فخر کرتي هے ' لیکن اهل عرب اونکي تذلیل و تحقیر کو اپنا مایۂ ناز سمجهتے تهے اور یهي عرب کي اصلي فطرة حریة هے چنانچه عرب کا مشهور شاعر عمرو بن کلثوم کهتا هے :

فابو بالنهــاب و بالسبا یا * و ابنا بالملوک مصفدینا

یعني عام لوگ تو مال غنیمت اور معمولي قیدیوں کو لیکر پلٹے ' مگر هم بادشاهوں کو هتهکڑیاں پهنا کر لاے - (۱)

لونڈیوں کے ساتهه اس سے بهي زیاده وحشیانه برتاؤ کیا جاتا تها - یهاں تک که قید کي حالت میں اون سے هر قسم کا تمتع جائز سمجها جاتا - عمرو بن عمرو نے جب قبیله بنو عبس کے بهت سے قیدي گرفتار کیے تو ایک نو خیز لڑکي سے ناجائز تمتع بهي کیا - اسي بنا پر فرقۂ شعوبیه نے (یه فرقه عرب کا دشمن تها) عرب پر اختلاط نسب کا بهي الزام لگایا هے ' کیونکه وه قیدي عورتوں سے جبراً علائق پیدا کرتے - صاحب عقد الفرید اور ابن قتیبه نے اسے بالتفصیل لکها هے -

(اسلام اور اسیران جنـگ)

اســــلام دنیا میں آیا تو پہلے معرکۂ جهاد هي میں اوسکے سامنے اسیران جنـگ کا مسئله پیش هوا - چنانچه غزوۂ بدر میں جب آنحضرة صلی الله علیه وسلــم کے سامنے ستر قیدي پیش کیے گیے ' تو اونکے بارے میں آپ نے حضرت ابو بکر سے مشوره کیا - اونهوں نے فدیه لیکر رها کردینے کي راے دي - لیکن حضرت عمر رضي الله عنه نے اس سے اختلاف کیا ' انهوں نے کها که دشمنان حق کو فدیه لیکر چهوڑنا کیسا ؟ هر مسلمان شخص کو چاهیے که خود اپنے هاتهوں سے اپنے کافر عزیزوں کو قتل کرکے محبت حق کا ثبوت دے - لیکن آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے حضرت ابوبکر رضي الله عنه کي راے پر عمل فرمایا ' اور فدیه لیکر تمام قیدیوں کو رها کردیا -

مفسرین کرام کے نزدیک حضرت عمر رضي الله عنه هي کي راے صحیح تهي - وه کهتے هیں که اسي بنا پر آنحضرت صلی الله علیه و سلم کے طرز عمل پر خدا نے یه عتاب آمیز آیت نازل فرمائي :

ما کان لنبي ان تکون له اسري حتي یثخن في الارض - تریدون عرض الــدنــیا و الـلـه یرید الاخرة ' و الله عزیز حکیم- لولا کتاب من الله سبق' لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم - فکلوا مما

پیغمبر کیلیے قیدي بنانا اوسوقت تک کیلیے جائزنهیں جبتک که وه فرض جهاد کو پوري طرح ادا نه کرلے - تملوگ دنیوي مال و دولت کے بهوکے هو اور خدا تو صرف اخرة کا ثواب چاهتا هے - وه غالب اور حکیم هے - اگر خدا کا حکم پہلے سے نه هوچکا هوتا ' تو جو مال تم نے لیا هے اوسکي پاداش میں تم پر بڑا

---

(۱) اس حصے کیلیے بلوغ الارب - ذکر ایام العرب از ص - ۶۱ - تا ص - ۸۳ کا مطالعه بهتر هوگا - کیونکه اسمیں احوال جاهلیة کے اکثر مطالب یکجا کردیے هیں -

غنمتم حلالاً طيباً و اتقو الله ان الله غفور رحيم (انفال)

سخت عذاب نازل هوتا - مگر اب جو کچهه مال غنیمت میں تم نے لوٹا هے ' اوسکو حلال اور پاک چیزوں کی طرح کهاؤ' بلا شبه الله بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا هے

لیکن ترمذي کي ایک روایت سے ثابت هوتا هے که اس آیت کو اسیران بدر کے فدیه سے کوئي تعلق نهیں ' بلکه وه مال غنیمت کے متعلق نازل هوئي هے :

فاما كان يوم بدر وقعوا في الغنائم قبل ان تحل لهم ' فانزل الله : لولا كتاب من الله سبق لمسكم فيما اخذتم عذاب عظيم (ترمذي كتاب التفسير ص - ٥٠٣)

جب معرکۂ بدر پیش آیا تو مال غنیمت کے حلال هونے سے پیشترهي لوگوں نے لوٹنا شروع کردیا - اسپر خدا نے یه آیت نازل فرمائي که اگر خدا کا حکم پہلے سے نه هوچکا هوتا ' توجوکچهه تم نے لوٹا هے اوسکي پاداش میں تم پر بڑا عذاب نازل هوتا -

یهي وجه هے که اس آیة کي تفسیر میں بر بناء احادیث صحیحه همارا مسلک عام مفسرین کي راه سے الگ هے ' اور اسکي پوري تحقیق سورۂ انفال و توبه کي تفسیر سے معلوم هوسکیگي -

غزوۂ بدر کے بعد آنحضرت صلی الله علیه و سلم کا جو طرز عمل رها ' اوس سے بهي ثابت هوتا هے که اس آیت نے فدیه پر کوئي اثر نهیں ڈالا - چنانچه آپ نے غزوۂ بني مصطلق میں تمام اسیران جنگ کو فدیه لیکر رها کردیا تها - (۱)

(فدیه کا مقصد)

اسلام اگرچه فدیه کا موجد نه تها ' بلکه زمانۂ قدیم سے جو رسم چلي آتي تهي وهي جاري رهگئي تهي ' با اینهمه اسلام کا طرز عمل اس معامله میں تمام دنیا سے مختلف تها - اعمال کے نتائج کا اثر خود عمل سے نهیں ظاهر هوتا بلکه نیت سے ظاهر هوتا هے - اختلاف نیت سے ایک هي عمل کا نتیجه مختلف صورتوں میں ظاهر هو سکتا هے - گذشته قوموں کے فدیه کي جو رسم قائم کي تهي ' اوس سے اسیران جنگ پر احسان تو ضرور هوجاتا تها ' لیکن وه بالکل عارضي تها - اونهوں نے اسے مال و دولت جمع کرنے کا ایک ذریعه بنا لیا تها - قدیم قوموں میں بهت سے جنرل اسیکي بدولت دولت مند هو گئے - لیکن اسلام نے اسکا دائره صرف رهائي کے احسان تک هي محدود کردیا - چنانچه کفار نے جب ایک سردار کي لاش کو فدیه دیکر واپس لینا چاها تها ' تو آنحضرت نے صاف انکار کردیا تها (۲) اسلام نے اگر فدیه کو مالي فائده حاصل کرنے کا ذریعه بنایا هوتا تو فدیه لیکر لاشوں کا واپس کرنا زنده انسانوں کي واپسي سے زیاده آسان اور بے ضرر تها - حضرت ابوبکر رضي الله عنه نے اسیران بدر کے متعلق فدیه لینے کا جو مشوره دیا تها ' اوس سے صرف مالي فائده اوٹهانا مقصود تها - چنانچه اونهوں نے صاف صاف کهدیا تها که اس سے فوجي مصارف میں مدد ملیگي - پس اگر اس آیت کا وهي شان نزول تسلیم کرلیا جاے جسکو حضرات مفسرین کرام نے بنایا هے ' تو اوس سے بهي صرف یهي نتیجه نکلتا هے که فدیه کو دنیوي فوائد کے حاصل کرنے کا ذریعه نهیں بنانا چاهیے - چنانچه خدا خود کهتا هے :

تریدون عرض الدنیا و الله یرید الاخرة !

تم دنیوي فوائد چاهتے هو اور خدا تمهارے لیے آخرة کا ثواب چاهتا هے -

لیکن اس سے فدیه لیکر بطور احسان رها کردینے کي نفي لازم نهیں آتي - اور دراصل اس مبحث سے اس آیة کو کوئي تعلق هي نهیں -

(۱) ترمذي ص - ۲۹۴
(۲) طبقات ابن سعد جلد ۲ - ص - ۶۴

مگر اسلام کا دریاے کرم ان خس و خاشاک کا بهي پابند نهیں هوسکتا تها - آنحضرة نے اگرچه بعض موقعوں پر فدیه قبول کرلیا تها ' لیکن آپ عموماً قیدیوں کو بغیر کسي مالي معاوضے کے آزاد فرمادیا کرتے تهے - قبیله بنو مصطلق کے بعض اسیران جنگ سے اگر آپنے فدیه لیا ' تو قیدیوں کا ایک گروه بلا معاوضه بهي رها کردیا (۱)

و كان منهم من من عليه رسول الله صلى الله عليه و سلم ' و منهم من افتدى ' فلم يبق امراة من بني المصطلق الا رجعت الى قومها (طبقات ابن سعد جلد ۲ - ص - ۴۶)

اونکے بعض قیدیوں کو آپ نے احساناً رها کردیا ' اور بعض سے فدیه لیا - اسطرح بنو مصطلق کي هر گرفتار شده عورت اپني قوم میں واپس چلي گئي - اور ایک عورت بهي نه بچي جو قید میں رهگئي هو !

(غزوۂ دومة الجندل)

غزوۂ دومة الجندل میں تقریباً ایکسو بچے اور عورتیں قید کرلي گئي تهیں - لیکن جب ابو زید مسلمان هوکر آپ کي خدمت میں حاضر هوا اور اونکے رها کرنے کي درخواست کي ' تو آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے حضرت علي کے ذریعه حضرت زید بن حارثه کو حکم دیا :

ان تخلي بينهم و بين حرمهم (ابن سعد جلد ۲ ص ۴۶)

اونکي عورتوں کو بالکل آزاد کردو -

(بني تمیم و هوازن)

غزوۂ بني تمیم میں صحابه گیاره عورتوں اور تیس بچوں کو گرفتار کر لاے - آنحضرت نے اونکو رمله بنت حارث کے گهر میں بند کردیا ' لیکن جب اوس قبیله کے سردار آئے اور اونکو دیکهکر قیدیوں نے رونا پیٹنا شروع کیا ' تو آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے تمام قیدیوں کو اونکے ساتهه رها کرکے واپس کردیا (۲)

غزوۂ هوازن میں علاوه بهت سے مال غنیمت کے ۶ هزار زن و مرد گرفتار هوے تهے (۳) لیکن جب وه لوگ مسلمان هوکر آپ کي خدمت میں حاضر هوے اور مال غنیمت کے واپس کرنے کي درخواست کي ' تو آپنے فرمایا : " مال اور قیدي دونوں واپس نهیں کیے جاسکتے - ایک کو اختیار کرسکتے هو " اونلوگوں نے قیدیوں کو واپسي کیلیے انتخاب کیا - چونکه تمام قیدي تقسیم کردیے گئے تهے ' اسلیے آنحضرت نے ایک خطبه دیا ' جسکا مطلب یه تها :

" جو لوگ قیدیوں کو بخوشي واپس کرنا چاهیں وه واپس کردیں - لیکن اگر کچهه لوگ مالي معاوضه چاهتے هوں تو چاهیے که صبر کریں - اسکے بعد میرے حصه میں جو مال خمس کا آئیگا ' میں اوس میں سے هر قیدي کے عوض ۱۶ اونٹ دیدونگا "

لیکن تمام صحابه نے قیدیوں کو بخوشي واپس کردیا (۴)

(قاتلوں کے ساتهه سلوک)

بعض حالتوں میں آپ پر دشمنوں نے کمینگاهوں سے نهایت خداعانه حملے کیے هیں اور وه گرفتار هوکر آے هیں - کفار مکه کي ایک جماعت نے جو ۸۰ - اشخاص سے مرکب تهي ' عین نماز فجر میں آپ پر حمله کرنا چاها اور صحابه نے اونکو گرفتار کرلیا - لیکن آپنے ان کو بهي بغیر کسي مالي معاوضه کے بلا تامل آزاد کردیا (۵)

عهد نبوت میں متعدد قبائل کے ڈاکوؤں نے ایک جتهه قائم

(۱) طبقات ابن سعد جلد ۲ - ص - ۱۱۶
(۲) طبقات ابن سعد جلد ۲ - ص - ۱۱۱
(۳) یه واقعه ابو داؤد ' بخاري ' مسلم ' سب میں هے -
(۴) ابو داؤد جلد ۲ - ص - ۱۰
(۵) مقریزي جلد ۲ - ص - ۷۸

کرلیا تھا ' اور عام طور پر ڈاکہ مارتے پھرتے تھے - آپ نے اونکی گرفتاری کیلیے فوج بھیجی مگر جب وہ گرفتار ھوکر آے تو سب کو آزاد کردیا - چنانچہ عرب نے اونکو عتقاء (آزاد شدہ) کا خطاب دیا - آگے چل کر اسی نام سے اُنھوں نے ایک مستقل قبیلہ کی شکل اختیار کرلی ' اور بعہد عمرو بن عاص مصر میں آباد ھوگئے -

(واقعۂ شمامہ بن آثال)

مالی معاوضہ کی سب سے زیادہ توقع امراء اور روساء سے ھوسکتی تھی ' اسلیے اگر اسلام نے فدیہ کو حصول دولت و مال کا ذریعہ بنایا ھوتا ' تو وہ سب سے زیادہ امراء کے آگے اپنے دامن کو وسیع کرتا - لیکن اوس نے امراء کو بھی اوسی طرح آزاد کردیا ' جسطرح وہ ایک غریب بدوی کو آزاد کردیتا تھا - صحابہ کرام اھل یمامہ کے سردار شمامہ بن آثال کو گرفتار کر کے لاے ' اور مسجد کے ایک ستون سے باندہ دیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاے تو اوس سے پوچھا کہ تیرے پاس کیا ھے ؟ اوس نے کہا : " اگر آپ قتل کرنا چاھتے ھیں تو میرے پاس رگوں میں خون ھے ' اگر احسان کرنا چاھتے ھیں تو میرے پاس زبان شکرگذار ھے ' اور اگر مال چاھتے ھیں ' تو جس قدر مطلوب ھو باسانی دیا جاسکتا ھے " آنحضرت سنکر واپس گئے اور دوسرے دن پھر یہی سوال کیا ' اوس نے بھی اپنے پہلے ھی جواب کا اعادہ کیا - آپ آج بھی واپس گئے ' تیسرے دن پھر وھی سوال کیا ' اوس نے پھر وھی پہلا جواب دیا - آپنے حکم دیا کہ بلا کسی معاوضے کے اسے بالکل آزاد کردو ! وہ آزاد ھوکر مسجد سے نکلا تو ایک کھجور کے درخت کے پاس جاکر پہلے غسل کیا ' پھر مسجد میں آکر کلمۂ توحید پڑھا اور کہا :

" اے محمد ! خدا کی قسم ' دنیا میں میرے لیے تمھارے چھرہ سے زیادہ مکروہ کوئی چھرہ نہ تھا - لیکن آج مجھے تمھارے رخسار سب سے زیادہ محبوب نظر آتے ھیں - میرے نزدیک تمھارے مذھب سے زیادہ مبغوض کوئی مذھب نہ تھا ' لیکن آج تمھارا دین مجھے تمام مذاھب سے زیادہ عزیز معلوم ھوتا ھے - میں تمھارے شہر سے زیادہ کسی شہر کو قابل نفرت نہیں سمجھتا تھا ' لیکن آج تمھارا شہر مجھے تمام شہروں سے زیادہ دلفریب نظر آتا ھے - میں عمرہ کی غرض سے چلا تھا - راستے میں آپ کی فوج نے مجھے قید کرلیا - اب آپ کا کیا حکم ھے " ؟

آپ نے اوسکو عمرہ ادا کرنے کا حکم دیا - لیکن جب وہ مکہ میں آیا تو اھل مکہ نے طعنہ دینا شروع کیا کہ " یہ گمراہ ھوگیا " لیکن اوس نے کہا : " تم غلط کہتے ھو - میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و سلم) کے پاس مسلمان ھوا ھوں' پھر گمراہ میں ھوں یا تم ؟ اب جبتک آنحضرت حکم نہ دینگے ' یمامہ سے مکہ میں گیہوں کا ایک دانہ بھی نہ آسکیگا " - (۱)

(آستانۂ اسلام اور غلامان عرب)

غلاموںکے ساتھہ آنحضرت کے اس کریمانہ برتاؤ کی شہرت ھوئی' تو کفار مکہ کے بہت سے غلام آپکی خدمت میں بھاگ بھاگ کر آگئے کہ آپ کے دامن کرم میں پناہ لیں - یہ رنگ دیکھکر کفار نے آپکو خط لکھا کہ " ان غلاموں کو آپ کے مذھب سے کوئی خوش اعتقادی نہیں ھے ' صرف آزادی کی کشش اونکو آپ کی خدمت میں کھینچ لیگئی ھے " صحابہ نے بھی اسکی تائید کی اور کہا : " کفار سچ کہتے ھیں - آپ ان کو واپس کردیجیے " لیکن آنحضرت صحابہ پر سخت برھم ھوے اور فرمایا : " اب ان کو واپس نہیں کیا جاسکتا - یہ خدا کی راہ میں آزاد ھیں " (۲) کفار کا بیان کیونکر سچ ھوسکتا

(۱) مسلم جلد ۲ - ص - ۷۵
(۲) ابو داود جلد ۲ - ص - ۱۳

تھا ؟ انھوں نے کہا کہ اُن غلاموں کو اسلام سے کوئی خوش اعتقادی نہیں جو اُسکے آستانۂ کرم پر آزادی کیلیے آئے ھیں ' لیکن اگر یہ سچ تھا کہ وہ آزاد ھونے کیلیے آئے تھے تو اسکا یہی مطلب تھا کہ وہ مسلمان ھونے کیلیے آئے تھے - کیونکہ اسلام اسکے سوا کیا ھے کہ وہ ھر طرح کے دماغی و جسمانی غلاموں کو آزاد کردینے کیلیے ظاھر ھوا ؟

(اسیران بنو قریظہ)

تمام غزوات میں آپ نے بظاھر سب سے زیادہ سختی بنو قریظہ کے ساتھہ کی تھی جنھوں نے اپنے تخلف عہد و میثاق سے اپنے تئیں سخت سے سخت تشددات کا مستحق بنا دیا تھا ' لیکن اون کے قیدی بھی آپ کے لطف و مراعات سے محروم نہ رھے ' اور آپ نے بہت سے قیدیوں کو آزاد کردیا (۱)

(قیدیوں کی ضروریات)

دور جدید کے فیاضانہ قانون کی رو سے قیدیوں کے بدن سے زیور یا کپڑا نہیں اوتارا جاسکتا ' لیکن اسلام کی فیاضی نے صرف اتنا ھی نہیں کیا بلکہ خود قیدیوں کو کپڑا بھی پہنا دیا - غزوۂ بدر میں جب حضرۃ عباس رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے برھنہ کھڑے ھوے ' تو آپنے اونکو عبد اللہ بن سلول کی قمیص لیکر پہنائی - یہ اوسی احسان کا معاوضہ تھا کہ آپ نے اوسکے مرنے کے بعد اپنا کرتہ اوسکے کفن کیلیے دیا تھا - قبیلۂ ھوازن کے قیدیوں کی تعداد تقریباً ۶ ھزار تھی' لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے سب کو کپڑا پہنا کر واپس کیا - (۲)

(اسیران جنگ کے جذبات کی رعایت)

قید کی حالت میں جسمانی تکلیفوں سے زیادہ انسان کے جذبات کو صدمہ پہونچتا ھے ' لیکن آج تک دنیا کی کسی قوم نے قیدیوں کے جذبات کا لحاظ نہیں رکھا - صرف اسلام ھی ایک ایسا مذھب ھے جس نے جسم کے ساتھہ قیدیوں کی روح کو بھی سکھہ پہونچایا ھے - قید کی حالت کا وہ منظر نہایت درد انگیز اور رقت خیز ھوتا ھے جب بھائی بھائی سے ' بیٹا باپ سے ' شوھر بی بی سے بجبر ایک غیر متعین مدت کیلیے جدا کردیے جاتے ھیں - لیکن اسلام نے قید کی حالت میں ھمیشہ عزیزوں کی باھمی یکجائی سے اونکے لیے تسکین کا سامان مہیا کیا - جب حضرت علی نے ایک لونڈی کو اوسکی لڑکی سے جدا کرنا چاھا تھا ' تو آنحضرت نے اسکی ممانعت فرمائی تھی (۳) یہی وجہ ھے کہ اسلام نے کبھی قیدیوں کے مذھبی جذبات و عقائد سے بھی تعرض نہیں کیا - مدینہ میں یہود کے مذھبی اثر نے اس قدر وسعت حاصل کرلی تھی کہ اگر کسی عورت کے بچے زندہ نہیں رھتے تھے تو وہ نذر مانتی تھی : " اگر اوسکا بچہ زندہ رھیگا تو وہ اوسکو یہودی بنائیگی" - چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہود بنو نضیر کو جلا وطن کیا ' تو اون میں اس قسم کے بہت سے بچے بھی تھے - انصار نے انکو روکنا چاھا ' لیکن اسپر یہ آیت نازل ھوئی :

لا اکراہ فی الدین	مذھب میں اکراہ و جبر نہیں '
قد تبین الرشد	بلا شبہ اب حق باطل کے مقابلے
من الغی - (۴)	میں بالکل واضح و روشن ھوگیا ھے -

(مبادلہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے قیدیوں کے ساتھہ قیدیوں کا مبادلہ بھی کیا ھے - ابن سلمہ کا بیان ھے :

" جب قبیلہ بنو فزارہ پر حملہ کیا گیا ' تو میں اوس قبیلہ کی

(۱) طبقات ابن سعد جلد ۲ - صفحہ - ۵۴
(۲) ایضاً جلد ۲ - ص - ۱۱۱
(۳) ابو داود جلد ۲ - ص - ۱۲
(۴) ابو داود جلد ۲ - ص - ۹

ایک عورت کو گرفتار کر لایا - اسکے ساتھہ اوسکی نو خیز لڑکی بھی تھی - حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ امیر الجیش تھے ' اونھوں نے مال غنیمت کو تقسیم کیا تو وہ لڑکی مجھہ کو ملی - میں اوسکو مدینہ لے آیا - بازار میں حسن اتفاق سے آنحضرت کا سامنا ہوگیا - آپ نے اوس لڑکی کو دیکھہ کر فرمایا کہ اس عورت کو مجھپر ھبہ کردو - میں نے کہا : خدا کی قسم میں نے اب تک اسے ھاتھہ بھی نہیں لگایا ھے ' اور اب اسکو آپ کی نذر کرتا ھوں ! لیکن آپنے اوس لڑکی کو لیکر اھل مکہ کے پاس واپس بھیجدیا ' اور کفار نے اوسکے عوض میں متعدد مسلمان قیدیوں کو رھا کر دیا " (۱)

(واقعۂ حضرۃ صفیہ)

اس واقعہ سے ایک دوسرے اھم مسئلہ کا فیصلہ کیا جاسکتا ھے ' آنحضرت کے زمانے میں امراء کے خاندان کی جو عورتیں گرفتار ھوکر آتیں ' اون میں جویریہ اور صفیہ کے ساتھہ آپنے خود نکاح فرمایا - چونکہ وہ اور باتوں کے ساتھہ حسن و جمال میں بھی نہایت ممتاز تھیں ' اسلیے یورپ اسکو بد گمانی کی نگاہ سے دیکھتا ھے ' لیکن واقعہ یہ ھے کہ آنحضرت قید کی حالت میں بھی شرفاء کی عزت کا ھمیشہ لحاظ رکھتے تھے - صفیہ پہلے دحیہ کلبی کے حصہ میں آئی تھیں ' لیکن وہ ایک امیر وقت کے خاندان کی چشم و چراغ تھیں ' ظاھر ھے کہ ایک رئیسہ کے حفظ مراتب کا دحیہ لحاظ نہیں رکھہ سکتے تھے - جویریہ اپنے بدل آزادی کیلیے جسطرح پریشان حال پھرتی تھیں ' وہ اونکے لیے بھی سخت توھین کا باعث تھا - اور صفیہ نے تو خود اس خیال کو ظاھر بھی کردیا تھا - اس بنا پر آنحضرت نے اونکی اس ذلت کو گوارا نہیں کیا ' اور خود اونکے ساتھہ نکاح کر کے اونکی خاندانی عزت میں اور اضافہ کر دیا - چنانچہ آپ کے طرز عمل سے صحابہ کو خود بھی اسکا احساس ھوگیا تھا - صفیہ کو ایک شخص نے یہ کہکر آنحضرت کی خدمت میں پیش کیا :

یا نبی اللہ ! اعطیت دحیۃ صفیۃ بنت حیی ابن اخطب سید قریظۃ و النضیـــر ' لا تصلـــح الا لک - (۲)	یا رسول اللہ ! آپ نے صفیہ کو جو حیی ابن اخطب سردار قریظہ و نضیر کی لڑکی ھے ' دحیہ جیسے معمولی شخص کے حوالے کیا ھے - لیکن وہ صرف آپ ھی کیلیے موزوں ھے -

(مطعم بن عدی)

آنحضرت احسان کے معاوضے میں بھی قیدیوں کو رھا فرمایا کرتے تھے - زمانۂ جاھلیۃ میں مطعم بن عدی نے آپ کے ساتھہ ایک احسان کیا تھا - اسکا آپ پر اس قدر اثر تھا کہ جب اسیران بدر آپ کی خدمت میں حاضر کیے گئے تو آپ نے فرمایا : " اگر مطعم بن عدی آج زندہ ھوتا اور وہ ان قیدیوں کے معاملے میں گفتگو کرتا ' تو میں سبھوں کو رھا کر دیتا "

(وحشیانہ مراسم کا انسداد)

لیکن سب سے زیادہ آپ نے اون مظالم اور اون ذلت آمیز طریقوں کو مٹایا ' جو غلاموں کے متعلق تمام عرب میں رائج تھے - عرب میں یہ ایک نہایت درد انگیز طریقہ جاری ھوگیا تھا کہ غلاموں کے ھاتھہ پاؤں باندھکر نہایت بیدردی سے قتل کردیتے تھے - چنانچہ بنو عامر نے حضرت خبیب کو اسی طریقہ سے قتل کیا تھا - لیکن آپنے نہایت سختی کے ساتھہ اس ظلم و وحشت کو روک دیا -

لونڈیوں کے ساتھہ بغیر انقضاء مدت کے لوگ تعلق کرلیتے تھے یہاں تک کہ حاملہ لونڈیاں بھی اس سے مستثنی نہ تھیں - لیکن

---

(۱) ابو داود جلد ۲ - ص - ۱۲

(۲) مسلم جلد ۱ - ص - ۵۴۶ کتاب النکاح

آنحضرت نے نہایت سختی کے ساتھہ اس کی بھی ممانعت فرمائی - آپنے ایک لڑائی میں ایک حاملہ لونڈی کو دیکھکر فرمایا : " شاید اسکے آقا نے اسکے ساتھہ یکجائی کی ھے " صحابہ نے بھی آپ کے خیال کی تائید کی - اسپر آپنے فرمایا :

ھممت ان العنہ لعنۃ تدخل معہ فی قبرہ (۱)	جی میں آتا ھے کہ اس فعل کے کرنے والے پر ایسی دائمی لعنت بھیجوں جو اُسکی قبر تک اوسکے ساتھہ جائے !

پھر غزوۂ اوطاس میں عام حکم دیدیا :

لا توطاء حاملۃ حتی تضع ' ولا غیر ذات حمل ' حتی تحیض حیضۃ (۲)	حاملہ لونڈیوں سے وضع حمل کے قبل نزدیکی نہ کی جائے ' نیز غیر حاملہ عورتوں سے بھی اوسوقت تک علحدگی ضروری ھے جب تک کہ اون پر ایک مہینہ طہارت ایام مخصوصہ کا نہ گذر جائے -

(رقاصہ لونڈیاں)

زمانۂ جاھلیۃ میں عموماً لونڈیوں سے رقص و سرود کا کام لیا جاتا تھا ' اور اس قسم کی لونڈیوں کا ایک خاص طبقہ پیدا ھوگیا تھا جسکو " قینہ " کہتے تھے - اس طبقہ میں وہ لونڈیاں نہایت مودب سمجھی جاتی تھیں ' جو عین محفل کے اندر لمس و مس کا حیا سوز موقع دیتی تھیں - اس بے حیائی کا اثر اونکی وضع و لباس سے بھی ظاھر ھوتا تھا - وہ نہایت ڈھیلا ڈھالا کرتہ پہنتی تھیں - اوسکا گریبان نہایت کشادہ اور کھلا ھوتا تھا - چنانچہ طرفہ نے ان لونڈیوں کا ذکر اپنے مشہور قصیدۂ معلقہ میں نہایت تفصیل سے کیا ھے ' اور ارباب فن کو معلوم ھے -

عرب جاھلیۃ کی یہ حالت بعینہ قدیم تمدن روم سے ملتی جلتی ھی جسکی رقاصہ اور مغنیہ عورتوں کے نیم برھنہ لباس کی تصویریں اور تماثیل تم نے دیکھی ھونگی - آج یورپ کا لباس محفل رقص جسکو " فل ڈریس " کا عجیب و غریب لقب دیا گیا ھے :

بر عکس نہند نام زنگی کافور

اسی کا بقایا ھے ' اور اس سے عرب جاھلیۃ کی رقاصہ لونڈی کے کھلے گریبان اور منظر عریانی کا اندازہ کیا جاسکتا ھے -

بہت سے لوگ جبراً لونڈیوں سے بدکاری کرواتے تھے ' اور اس طریقہ سے مالی فائدہ اوٹھاتے تھے - آج بھی تمام متمدن قوموں میں یہ ھو رھا ھے -

لیکن اسلام کی اخلاقی تعلیم نے ان تمام وحشیانہ رسموں کو مٹا دیا - قران حکیم کی مندرجۂ ذیل آیت پر غور کرو :

ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیاۃ الدنیا و من یکرھن فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم (۳۴ : ۳۳)	اور اپنی لونڈیوں کو زنا پر دنیوی فائدہ کیلیے مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاکدامن رھنا چاھتی ھیں ' اور اگر لوگ اونکو مجبور کرتے ھیں ' سو اس جبر کے بعد اگر وہ مرتکب زنا ھوجائیں تو خدا بڑا ھی معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ھے -

اسطرح لونڈیوں نے قعر مذلت اخلاقی سے نکل کر ایک نئی شریفانہ زندگی کے عالم میں قران حکیم کی بدولت قدم رکھا - یہاں تک کہ قرآن نے اونکو " فتاۃ " کا خطاب دیا ' جسکے معنی عربی میں شریف لڑکی کے ھیں ' لونڈی نہیں کہا -

(باقی آیندہ)

(باقی آیندہ)

---

(۱) ابوداود جلد ۱ - ص - ۲۹۲ کتاب النکاح

(۲) ابوداود جلد ۱ - ص - ۲۹۲

مرحوم مولانا شبلي نعماني

حياة علمي و ادبي پر ايک سرسري نظر

گذشته سال کي ايک صحبت

گذشته سال ايک يادگار جلسه مسلم انسٹي ٹيوٹ هال کلکته ميں زير صدارت جسٹس سيد حسن امام منعقد هوا تها - اس غرض سے که يه عاجز شمس العلما مولانا شبلي نعماني مرحوم کي حياة علمي و ادبي کے متعلق لکچر دے -

کسي کثيرالتصانيف مصنف کي علمي زندگي کے متعلق (علی الخصوص جبکه وه مختلف علوم سے تعلق رکهتي هو) ايک دو گهنٹے کي صحبت ميں کيا کها جاسکتا هے ؟ تاهم ايک تقرير کي گئي' اور چونکه مجمع هر طرح کا تها' اسليے کوشش کي گئي که خالص علمي مباحث کا خشک مذاکره هي نهو' بلکه زياده تر انهي پهلوؤں پر نظر ڈالي جاے' جو عام طور پر بهي کوئي ادبي و علمي بصيرة سامعين کے ليے رکهتے هيں -

ميرے ايک عزيز و مخلص مولوي محمد يعقوب صاحب نے اس تقرير کے نوٹ بطور خود لے ليے تهے - وه انکو مرتب کرکے اس غرض سے ميرے پاس لاے که کسي بيان ميں غلطي تو نهيں رهگئي هے - چنانچه وه کاغذ ليکر ميں نے رکهه ليا - ليکن اسکے بعد نه تو مجهے اسکي ياد آئي اور نه مولوي صاحب نے ياد دهاني کي ضرورت سمجهي - آج ايک سال کے بعد ايک ضرورت سے کاغذات کو ديکهنے لگا تو يه پورا مضمون نکل آيا - مضمون نے پہلے سال گذشته کا وه زمانه ياد دلايا جب ميں نے ان کاغذات کو حوالۂ نسيان کيا تها ' اور اس ياد کے ساتهه هي مولانا شبلي مرحوم ' اور انکي نا قابل فراموش علمي و ادبي صحبتيں ياد آگئيں !

جرت الرياح علی مکان ديار هم * فکانهـــم کانوا علی ميعـــاد !

اگرچه يه ايک محض زباني اور سرسري تقرير تهي ' اور پهر اسکے بهي يه نامکمل و متفرق نوٹ هيں ' تاهم خيال آيا که گذشته کي هر ياد ' اور رفته کا هر تذکره کچهه نه کچهه دلچسپي ضرور رکهتا هے - اسے شائع کرديا جاے تو بہتر هے - ممکن هے که اسکے سرسري اشارات سے کوئي مفيد بات کسي کو معلوم هوجاے - اور پهر تذکرۂ علم و ارباب علم بهر حال عدم تذکره سے بهتر هے :

(آغـــاز تـقـريـــر)

" ميں اس موثر اور عظيم الشان اجتماع پر اس هال کو مبارکباد ديتا هوں' اسليے نهيں که انسانوں کا ايک بهت بڑا مجمع مجهے اپنے ارد گرد نظر آتا هے' کيونکه مجامع هميشه هوتے هيں اور هميشه هونگے - اسليے نهيں که شوق اور محويت کا ايک غير معمولي اجتماع ميرے سامنے هے' کيونکه ميں نے اس سے بهي وسيع تر حلقه هاے محويت و ذوق ديکهے هيں' اور اسليے بهي نهيں که ايک منتخب اور تعليم يافته صحبت يهاں منعقد هوگئي هے' کيونـــکه ايسا بارها هوا هے' اور يه ميرے ليے کوئي نئي چيز نهيں - مگر اے حضرات ! صرف اسليے که آج کا اجتماع ان تمام موجبات تبريک سے بهي بڑهکر ايک خصوصيت اپنے اندر رکهتا هے' اور وه کسي متمدن اور زنده اجتماع کيليے سب سے بڑي عظمت هے جو دنيا ميں حاصل هو سکتي هے - همارا آج کا اجتماع طاقت کے ماتم ميں نهيں هے' جسکا ماتم هميشه کيا جاتا هے - همارا ماتم دولت کے لٹنے کا نهيں هے جسکے ليے غلام دولت مجمعوں نے هميشه ماتم کيا هے - همارا ماتم دنيوي عزتوں کيليے نهيں هے جسپر حلقه بگوشان دنيا نے هميشه سينه کوبي کي هے - هم کو کسي دنيوي عز و جاه کي کشش کهينچ کر يهاں نهيں لائي هے جسکي طاقتور زنجيروں نے هميشه بندۂ هوس انسانوں کو مقيد کيا هے - بلکه آج هم صرف علم اور فن کے ماتم کيليے يهاں جمع هوئے هيں' جسکي تقديس سب سے بالاتر' اور جسکي عظمت کے آگے دنيا کي هر بڑي سے بڑي قوت بهي هيچ هے - (چيرز) هم ايک ايسے انسان کے غم ميں اشکبار هيں جو ايک فقير بے نوا تها' جسکو کسی طرحکي دنيوي عزت حاصل نه تهي' جو نه کبهي بڑے بڑے ايوانوں ميں رها ' اور نه چاندي سونے کے خزانے اپنے وارثوں کيليے اسنے جمع کيے (چيرز) البته اس نے دنيوي شهنشاهيوں کي جگـــه چاليس سال تک سلطان علم کي خدمت گذاري کي (چيرز) پس مبارک هے وه اجتماع جو علم اور ارباب علم کيليے هو' اور مبارک هو تم که آج طاقت' حکومت' عزت' اور دولت کي جگهه' صرف علم اور اهل علم کي عظمت کيليے جمع هوے هو (چيرز) "

اسکے بعد مقرر نے اصل موضوع پر توجه کي' اور اپني مشکلات کو ظاهر کيا - انهوں نے کها که " آپ اعلان ميں پڑه چکے هيں' که ميرا موضوع " مولانا شبلي مرحوم کي حيات علمي و ادبي " هے' ليکن حيران هوں که ڈيڑه دو گهنٹے کي صحبت کے اندر ايک چهل ساله علمي زندگي کے متعلق آپکو کيا بتلا سکتا هوں ؟ اس قسم کے علمي موضوعوں کيليے بهت کافي وقت کي ضرورت هے - همارے سامنے ايک ايسي زندگي هے جو يکسر تصنيف و تاليف ميں بسر هوئي' اور جسکي تصنيف و تاليف کا ميدان نهايت وسيع تها - اگر صرف ايک فن هي کا تذکره هوتا تو اسکے ليے بهي ايک مختصر صحبت کافي نه تهي يهاں تو مختلف علوم کي تصنيفات و مباحث کے مسائل درپيش هيں' اور جن ميں بعض ايسے علوم بهي هيں' جنکا ذوق باهم متضاد و مختلف هے - انهوں نے ايک هي زندگي ميں ايک هي وقت کے اندر تاريخ' سيرة' کلام' فقه' حديث' اور ادب و شعر کے متعلق تصنيفات مرتب کي هيں' اور اسليے همين بهي ايک هي وقت کے اندر علوم دينيه کے خشک اور مقدس مباحث کے ساتهه عالم حسن و عشق اور ادب و شعر کي گليوں ميں بهي سرگرم‌سائي کرني هے - پهر اس سے بهي مشکل تر يه که کسي مصنف کي زندگي پر نقد و بحث کرنے کے ليے خالص علمي بحث کي ضرورت هے - اس نے جن مواضيع پر اپني مصنفات يادگار چهوڑي هيں' انکے مقاصد اور اطراف و متعلقات کو واضح کرنا چاهيے - پهر ان مقاصد کيليے جو ذخيره متقدمين کا موجود هے' اسکي حالت کو بکثرت مثاليں ديکر اور اقتباسات پيش کرکے ذهن نشين کرنا چاهيے - اسکے بعد دکهلانا چاهيے که ايک ايسے متفرق' غير مرتب' غير منظم' اور پريشان سامان سے کيونکر ايک کامل و جامع اور مرتب و منظم عمارت طيار کي گئي ؟ اور اجتهاد فکر' دقت نظر' وسعت مطالعه' اور حسن اخذ و استدلال نے کس طرح ان تمام نقصوں کو پورا کرديا جو قلت مواد اور تساهل مصنفين سے پيدا هوگئے تهے ؟

ليکن علاوه قلت وقت کے يه ايک ايسي خشک بحث هوگي جو شايد بعض طبائع پر شاق گذرے -

پهر اس سے بهي مقدم تر امر فن تصنيف و تاليف کا تذکره هے اور اسکے بغير ميري بحث کامل نهيں هوسکتي - تصنيفات کي مختلف قسميں هيں' اور مجهے بتلانا چاهيے که انکے فرائض و مقاصد کيا کيا هيں ؟ نيز يه که ايک مصنف کے ليے استعداد دماغي' حسن مطالعه' اور وسعت معلومات کيونکر بهم هوسکتے هيں' اور همارے قديم علم و فن کا ان ضروري ارکان ثلاثه تصنيف ميں کيا حال تها ؟

ايسي حالت ميں آپ سمجهه سکتے هيں که اس موضوع کو قلت وقت نے کسقدر مشکل کرديا هے ؟ تا هم مجهے کچهه نه کچهه کهنا هے اور اسي موضوع پر کهنا هے - ميں مختصر اشارات سے کام لونگا ' اور کوشش کرونگا که اس علمي زندگي ميں جو عبرتيں اور بصيرتيں خواستگاران علم و بزرگي کيليے پوشيده هيں ' انهيں اپنے سفر بيان کے هر قدم پر نماياں کروں - کيونکه ان تمام مذاکرات و بيانات کا مقصد اصلي يهي هے : لقد کان في قصصهم عبرة لاولی الالباب "

اسکے بعد انہوں نے مختصر طور پر تصنیفات کی بلحاظ موضوع و مقاصد چند قسمیں بیان کیں، اور سب سے پہلے مولانا مرحوم کی تاریخی تصنیفات کو بحث کیلیے منتخب کیا -

اس سلسلے میں انہوں نے سب سے پہلے اسلام کے تاریخی ذخیرہ کی ایک مختصر تاریخ بیان کی - انہوں نے کہا کہ "اگرچہ اسلام کی تدوین تاریخ کے مختلف دور ہیں، مگر میں تسہیل بیان و اختصار مطلب کی غرض سے انہیں صرف دو بڑی قسموں میں تقسیم کردیتا ہوں، یعنی قدماء مورخین کا دور جو سنہ ٦٠ سے شروع ہوتا ہے، جبکہ بروایۃ ابن الندیم بعض روایات غزوات قلمبند کی گئیں، اور متاخرین مورخین کا دور جنہوں نے چوتھی صدی کے بعد نئی ترتیبات و مقاصد سے تاریخیں مدون کیں"

اسکے بعد انہوں نے قدماء کی خصوصیات تحریر و تدوین کو بیان کیا، اور دیر تک اسکی تفصیل مثالوں کو پیش کرکے ذہن نشین کرتے رہے - مثلاً انہوں نے کہا کہ "سادگی بیان، سلسلۂ روایت، صحت نقل، عدم تاثر موثرات سیاسیۂ و دینیہ، اور تمام اجزاے ضروریۂ واقعہ نگاری کے لحاظ سے ہمارا اصلی ذخیرہ (مثل تمام علوم اسلامیہ کے) صرف متقدمین ہی کا ہے - لیکن افسوس کہ یہی دولت اصلی ضایع ہوچکی ہے، اور مستشرقین یورپ علی الخصوص علم پرستان جرمنی کی بدولت جو چند کتابیں میسر آئی ہیں، وہ ہماری ضرورتوں کیلیے کافی نہیں ہیں - سب سے قدیم تر کتاب طبقات "ابن سعد" ہے جو صحابۂ کرام کا تذکرہ ہے، اور گذشتہ آٹھہ سال کے اندر مستشرقین جرمن کی مساعی حسنہ سے شایع ہوا ہے - اسکے بعد ابن قتیبہ، ابو حنیفہ، طبری، ابن الندیم، بلاذری، یعقوبی، اور ابن ہشام ہیں، اور تمام متاخرین تقریباً انہی کتابوں سے مواد اخذ کرتے ہیں"

پھر انہوں نے متاخرین کا ذکر کیا اور کہا: "مواد تاریخ کیلیے تقریباً یہ تمام ذخیرہ بیکار ہے کیونکہ اول تو کوئی نئی شہادت نہیں، پھر ترتیب و تنظیم اور جزئیات تاریخ کے لحاظ سے بھی کچھہ مفید نہیں" انہوں نے ابن خلدون کے مقدمہ، مقریزی کی تاریخ مصر، اور اندلس کے مورخین کو اس عام تنزل تاریخی سے مستثنی کردیا، اور محی الدین مراکشی، ابن وزیر غرناطی، اور مقری کی بہت تعریف کی "جنہوں نے قرون مدینۂ اندلس کے متعلق بہترین مواد تاریخی جمع کیا، اور مذاق تصنیف کے تنزل اور تدوین علوم کی اس بد مذاقی سے محفوظ رہنے میں کامیاب ہوے جو تمام مشرق پر طاری تہا"

سلسلۂ بیان میں انہوں نے تاریخ مصنفات اسلامیۂ و عربیہ کے متعلق جا بجا نہایت مفید اور دقیق اشارات کیے جو افسوس ہے کہ اردو مختصر نویسی کے رائج نہونے کی وجہ سے قلمبند نہیں کیے جا سکتے - مثلاً انہوں نے طرز تصنیف، طریق ترتیب، تنظیم مطالب، تقسیم ابواب و فصول، تبویب عناوین و مواضیع، اور حسن ضبط و تسلسل بیان کے لحاظ سے بھی قدماء مصنفین کو متاخرین پر ترجیح دی، اور کہا کہ "تمام دنیا میں علوم و تمدن کی ترویج و ترقی کے ساتھہ اقوام متمدنہ کے علمی ذخیرہ میں بھی نئی نئی خوبیاں پیدا ہوئی ہیں، مگر تاریخ اسلام کا حال اس لحاظ سے نہایت عجیب اور بالکل برعکس ہے - یہاں مذہب، علم، اخلاق، اور سیاست، سب کی خوبیاں قدماء کے حصے میں آئیں، اور جسقدر زمانہ گذرتا گیا، ترقی کی جگہہ ہر شے میں انحطاط ہوتا گیا - حتی کہ آجکل کے ترقی یافتہ فن تصنیف کے لحاظ سے بھی تمام خوبیاں قدماء اہل اســـلام ہی کے یہاں مل سکتی ہیں"

اسی سلسلے میں انہوں نے ایک نئی بات کہی جسپر ممکن ہے کہ عام طور پر تعجب کیا جاے -

جب وہ سلسلۂ بیان میں فن تدوین علوم کے متعلق قدماء کے حالات بیان کرنے لگے، تو انہوں نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ "نہ صرف عظمت موضوع و تقدس مضمون کے لحاظ سے، بلکہ طرز تصنیف و ترتیب، ضبط مطالب، اور حسن تقسیم و تنظیم کے لحاظ سے بھی تمام تاریخ اسلام میں بہترین کتاب "صحیح بخاری" لکھی گئی ہے، اور کوئی اسلامی تصنیف اس تک نہیں پہنچ سکتی - امام بخاری کے بعد بقیہ اصحاب صحاح و جامعین سنن و معاجم و مسانید نے نئے نئے اسلوب مطالب پیدا کیے، مگر کوئی کتاب صحیح بخاری تک نہ پہنچ سکی، اور یہ میں محض فن حدیث کی قدیم خوش اعتقادیوں کی بنا پر نہیں کہہ رہا ہوں، بلکہ یقین کیجیے کہ اس فن تصنیف کو پیش نظر رکھکے جو ترقی یافتہ علمی زبانوں میں آج پایا جاتا ہے، میں نے علی وجہ البصیرۃ یہ راے قائم کی ہے"

اسکے بعد انہوں نے مثالیں دیکر واضح کیا کہ اس تمام ذخیرہ کا کیا حال ہے؟ متقدمین کی تصنیفات ناپید، اور متاخرین کا ذخیرہ غیر مفید:

" پھر یہ حال بھی صرف مواد تاریخ و واقعات کے لحاظ سے ہے - طرز تصنیف و ترتیب و تفحص جزئیات و علل کی راہیں تو تقریباً بالکل مسدود ہیں - آجکل کے مصنف کے فرایض پچھلے مصنفین سے بالکل مختلف ہوگئے ہیں، اور اسکا کام بہت مشکل ہے - اب محض سلسلۂ سنین و اعصار سے واقعات غیر مربوط و غیر معلل کو جمع کردینا کسی مکمل تاریخ کا نام حاصل نہیں کرسکتا - فلسفۂ تاریخ کی وہ راہ جسے ابن خلدون نے پیدا کیا مگر ہمیں اسپر نہ چلا سکا، اور جسے اب یورپ نے اپنا طریقۂ کار قرار دیا ہے، ہمارے سامنے ہے، اور ہمیں اسی پر چلنا چاہیے - غور کیجیے کہ اس لحاظ سے موجودہ زمانے کے ایک مورخ کے کیا فرائض ہیں؟"

اسکے بعد انہوں نے ان فرائض کی تشریح کی، اور پھر مثالیں دیکر بتلایا کہ "قدماء کے غیر مکمل اور متاخرین کے غیر مفید ذخیرہ سے ایک ایسی تاریخ کا مرتب کرنا کسقدر مشکل کام ہوگیا ہے - آجکل کی تاریخوں اور سیرتوں کے جو ضروری ابواب ہیں، ان میں سے ایک باب کیلیے بھی ہمیں مکمل ذخیرہ نہیں ملسکتا یہ کمی اب صرف اجتہاد فکر، سلامتی ذوق، اعتدال راے، قوۃ استدلال و استنباط، اور بہت زیادہ وسعت مطالعہ و نظر ہی سے دور ہوسکتی ہے - ہماری بہت سی قیمتی معلومات ہیں جنکو کوئی با قاعدہ جگہ نہیں ملی ہے، مگر وہ کہیں نہ کہیں پریشان اور آوارہ گرد ضرور موجود ہیں - اسقدر وسیع نظر ہونی چاہیے کہ صدہا غیر متعلق کتابوں سے آپ اپنے موضوع کا مواد حاصل کرسکیں - بہت ممکن ہے کہ جو تاریخی واقعہ تاریخ ابن اثیر میں آپکو ملنا چاہیے تہا، وہ خوارزمی کے کسی خط میں آپ کو ملجاے اگرچہ وہ ادب کی کتاب ہے - ہوسکتا ہے کہ آپ کسی اہم واقعہ کی تفصیل کیلیے تمام تاریخوں کی ورق گردانی کرچکے ہوں اور ناکام رہے ہوں، لیکن وہ ایک کتاب حدیث کی شرح میں ملجاے، جہاں ضمناً اسکا کچھہ تذکرہ آگیا ہے!

آپ ایک عمارت بنارہے ہیں، مگر اسکا مصالحہ صدہا میلوں کے رقبہ میں پھیلا ہوا ہے، اور ایسے ایسے گوشوں میں پوشیدہ ہے جنکا وہم و گمان بھی نہیں ہوسکتا - پس بہت ہی وسیع تلاش و تفحص کی ضرورت ہے، اور صرف ایک فن ہی کی نہیں، بلکہ واقفیت عامہ کی - ارباب کار سمجھہ سکتے ہیں کہ یہ کسقدر مشکل کام ہے؟"

اسی سلسلے میں مطالعہ کا ذکر آگیا، اور طالبان علم کیلیے نہایت مفید نکات اونہوں نے بیان کیے - مثلاً اونہوں نے کہا کہ "محض کثرت مطالعہ ہی مفید نہیں ہے بلکہ اصل شے "حسن مطالعہ" و "قوت اخذ و نظر" ہے - بہت سی کتابوں کو پڑھکر بھی ایک شخص جاہل رہسکتا ہے - جب اخذ مطالب و تفحص نوادر کی قوت دماغ میں پیدا ہوجاتی ہے، تو پھر اسکی ضرورت نہیں ہوتی کہ ہر کتاب کو اول سے لیکر آخر تک پڑھا جاے، اور اسکے تمام کار آمد مطالب کے نوٹس لکھے جائیں - بڑے مصنفین نے کبھی

بھي با قاعدہ مطالعہ نہيں کيا ھے ' وہ ايک بڑي سے بڑي کتاب کو اُٹھا ليتے ھيں اور محض ايک سر سري نظر ڈالکے اور ادھر اودھر سے ديکھکے بہترين معلومات حاصل کر ليتے ھيں - انکي نظروں کو کام کي باتوں سے کچھہ ايسي مقناطيسيت ھو جاتي ھے کہ وہ جب صفحوں پر پڑتي ھيں تو صرف کام کي باتوں ھي پر پڑتي ھيں ' اور انکے بيکار اطراف کو اسطرح چھوڑ ديتي ھيں گويا انکے غير مفيد ھونے کي نسبت وہ پہلے سے فيصلہ کرچکي ھيں ! - اس حقيقت کي صرف وھي لوگ تصديق کرسکتے ھيں جنپر يہ فيضان عام کھل چکا ھے ' کيونکہ يہ بحث و استدلال کا مسئلہ نہيں ھے - زيادہ تر ذوق و کيفيت کا سوال ھے " -

درميان ميں لکچرر نے اور بہت سے نکات مطالعہ اور فن تصنيف و تاليف کے متعلق بيان کيے ' پھر مولانا شبلي مرحوم کي بعض تصنيفات کو مثال کيليے چنکر اپنے تمام گذشتہ بيانات کو منطبق کيا ' اور دکھلايا کہ انھوں نے اسلامي تاريخ کي تدوين و تہذيب کے ان مشکل ترين مراحل کو کہانتک کاميابي کے ساتھہ طے کيا ' اور پرانے مصالحہ سے کيسي باقاعدہ اور منظم عمارتيں کھڑي کيں ؟

اسي سلسلہ ميں انھوں نے طريق استدلال ' تعليل واقعات ' توجيہ امور ' اور ترتيب و انطباق حوادث پر بھي بحث کي -

پھر فرمايا کہ " مختلف فنون کے مطالعہ کا ذکر آگيا ھے ' اور ميں بتلانا چاھتا ھوں کہ ھمارے فقيد ملت کي ايک خصوصيت " جامعيت ذوق " بھي تھي "

اونھوں نے کہا کہ " اس تعليم يافتہ مجمع ميں جو ميرے سامنے ھے ' يہ کہنا مزيد تفصيل کا محتاج نہوگا کہ ايک ھي وقت ميں مختلف علوم کا مطالعہ اور ذوق پيدا کرنا ايک ايسي خصوصيت ھے جو ھميشہ اور ھر علمي عہد ميں کمياب رھي ھے - علي الخصوص ايسي چيزوں کا ايک ھي وقت ميں ذوق صحيح پيدا کرنا جو باھم متضاد سمجھي جاتي ھوں - ايک دماغ ايک ھي وقت ميں فلسفہ اور شاعري کا مطالعہ نہيں کرسکتا ' اور بہت مشکل ھے کہ ايک شخص تاريخ کے ساتھہ ادب اور کلام کا بھي مطالعہ جاري رکھے - قدماء اھل اسلام ميں بھي جامعيت کي مثاليں زيادہ نہيں مليںگي - حضرت امام غزالي کي احياء علوم الدين جس درجہ کي کتاب ھے وہ کسي سے پوشيدہ نہيں - تصوف و اخلاق ' معارف شريعت ' اور علوم اسرار الدين ميں حجۃ اللہ البالغہ کو مستثني کرديںے کے بعد اور کوئي کتاب اسکے سامنے نہيں لائي جاسکتي - مگر ساتھہ ھي فن حديث کے متعلق اسقدر بے احتياط کتاب ھے کہ اکثر صوفيوں اور حکماء الاھيين کے اقوال کو حديث قرار ديديا ھے ' اور اسرائيليات سے تو اسکے متعدد ابواب مملوء ھيں - چنانچہ امام حجۃ الاسلام علامہ ابن تيميہ کو کہنا پڑا کہ " کلامہ في الاحياء غالبہ جيد ' لاکن فيہ اربع مواد فاسدۃ : مادہ فلسفيۃ و مادۃ کلاميۃ و مادۃ الاحاديث الموضوعہ " الخ

ليکن اس سے امام غزالي کے جلالۃ مرتبۃ پر کوئي اثر نہيں پڑتا ' کيونکہ وہ متکلم ' حکيم ' فقيہ ' اور صوفي تھے ' نہ کہ محدث و ناقد حديث - و لکل فن رجال -

ليکن مولانا شبلي مرحوم کو اگر ھم ايک ھي وقت کے اندر مختلف علوم کے مطالعہ ميں منہمک پاتے ھيں ' تو اسکي قدر شناسي سے انکار نہيں کرنا چاھيے - انھوں نے ايک ھي زندگي ميں متعدد زندگيوں کے کام انجام دیے - انکي تصنيفات انکے تعدد مذاق و تنوع مطالعہ کي شہادت ديتے ھيں - وہ ايک ھي وقت ميں مورخ خلفاء ' مورخ ملوک ' مورخ علوم ' اور پھر اديب ' انشا پرداز ' اور شاعر تھے - بارھا تم نے ديکھا ھوگا کہ تاريخ و کلام کي علمي صحبتوں سے اُٹھکر حسن و عشق کي شاعرانہ بزموں ميں نغمہ طراز ھيں ' اور ادب و شعر کي مجلسيں ان کي دقيقہ سنجيوں سے رونق پا رھي ھيں ! "

(باقي آيندہ)

بصائر و حکم

فلسفۂ اجتماع

اور جنگ

(١)

دنيا اور دنيا کي دلچسپياں نہايت مختلف ھيں - ايک شخص فلسفہ سے دلچسپي رکھتا ھے ' دوسرا شعر و سخن سے - ايک شخص حسن شوخ پر جان ديتا ھے ' دوسرا سادہ اداؤں پر - ايک شخص مسجد ميں شب بيداري کرتا ھے ' دوسرا اسي بتخانے ميں - ايک شخص شہر کي تنگ گليوں ميں ذوق نظارہ کو پورا کرتا ھے ' دوسرا کھلے ھوے ميدانوں ميں - غرض دنيا کے اسي اختلاف مذاق نے ھر چيز کو با کار اور محبوب و مرغوب بنا ديا ھے - اور اسکے دسترخوان کي کوئي غذا بيکار نہيں -

ليکن دنيا کي تمام چيزوں ميں صرف جنگ ھي ايک ايسي چيز ھے جس سے ھر شخص يکساں دلچسپي رکھتا ھے - زاھدان شب گذار بھي واقعات جنگ کو اوسي ذوق و شوق سے سنتے ھيں ' جس طرح ايک ماھر سياست ميدان جنگ کي خبروں پر کان لگاے رکھتا ھے - ھيگ کانفرنس کا حال کتنے لوگوں کو معلوم ھے جو " صلح " اور " امن " کيليے قائم ھوئي تھي ؟ ليکن موجودہ جنگ کے واقعات بچے بچے کي زبان پر ھيں اور کوئي فرد بشر نہيں جسے اسکي خونين سرگذشتيں معلوم نہوں !

پس زمانۂ "جنگ" ميں تمام دنيا متحد المذاق اور متحد الخيال ھوکر ايک نئي "جماعت" بن جاتي ھے - زمانۂ جنگ ميں دنيا ايک انجمن ھوتي ھے ' جس ميں صرف جنگ ھي کے واقعات بار بار دوھراے جاتے ھيں - تمام انجمنوں کے چراغ بجھہ جاتے ھيں ' صرف لڑائي کي آگ دنيا کي اس مشترک انجمن کيليے شمع ھوتي ھے - " جماعت " کے متعلق تم کو معلوم ھے کہ اسکے اعمال کسي ترتيب عقلي کے پابند نہيں ھوتے - جماعت صرف جذبات کي مخلوق ھے - اسليے يہ " کائنات منفعلۂ جنگ " نہايت زود اعتقاد ' سريع الانفعال ' اور يکسر خيال پرست ھوتي ھے - جنگ کے ساتھہ ھي سريان خيال کي ايک برقي رو تمام دنيا ميں دوڑ جاتي ھے - ايک بات جہاں کسي زبان سے نکلي ' تمام دنيا اوسيکا کلمہ پڑھنے لگتي ھے -

قواے عقليہ بالکل بيکار ھو جاتے ھيں ' دنيا پر صرف قوت غير شاعرہ حکومت کرتي ھے ' ھربات نہايت آساني سے قبول کرلي جاتي ھے ' درايت کا تمام دفتر پارينہ اُلٹ ديا جاتا ھے ' مبالغہ ھر واقعہ کا جزو لازمي ھوجاتا ھے ' ھر واقعہ کي اصلي صورت مسخ کردي جاتي ھے ' دوست و دشمن ميں کوئي تفريق نہيں کي جاتي - آج ايک فريق کي فتح پر اظہار مسرت کيا جاتا ھے ' تو کل دوسرے فريق کي شجاعت کي داد دي جاتي ھے - ايک جہاز پورے بيڑے کي طاقت حاصل کرليتا ھے - ايک سپاھي لاکھوں افراد سے زيادہ قوي تسليم کرليا جاتا ھے - لوگ اوس سے اوسي قدر مرعوب ھوجاتے ھيں ' جس قدر ايک عظيم الشان بحري طاقت اور ايک کثير التعداد مجموعۂ افواج سے مرعوب ھوسکتے تھے -

ساتھ ہی جماعت پر جو موثرات فرداً فرداً اثر ڈالتی تھی، وہ اب مجموعی طور پر منظر عام پر آجاتے ہیں۔ دنیا کا سویا ہوا نفوذ و اقتدار دفعتاً بیدار ہو جاتا ہے۔ جنرل، سپہ سالار، فوج، سلاطین، اپنی زرق برق وردیوں کے ذریعہ اپنے ذاتی اقتدار کا مجموعی اثر ڈالتے ہیں، مذہب و وطنیت کا جوش تازہ کیا جاتا ہے، مقرروں کی تقریریں میدان جنگ سے لیکر ایوان سلطنت تک میں آگ لگاتی رہتی ہیں، تجارب قدیمہ کا بار بار اعادہ کیا جاتا ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ قوم ہماری پرانی دشمن ہے، ہمارے تہذیب و تمدن کو اس نے سینکڑوں بار برباد کر دیا ہے، بائسکوپ میں فوجی نقل و حرکت کے تماشے دکھلائے جاتے ہیں۔ قلعے فتح کیے جاتے ہیں، گرجوں میں آگ لگائی جاتی ہے، دارالعلوم اور کتب خانے لوٹ لیے جاتے ہیں، قوم دیکھتی ہے کہ ہمارے علوم و فنون کا، ہماری دولت و ثروت کا، ہماری گذشتہ مجد و عظمت کا، سرمایہ کیوں دفعتاً برباد ہوا جاتا ہے۔ قوم زخمیوں کا چہرہ نہیں دیکھتی، اونکے چہرے کا زخم دیکھتی ہے۔ تلوار کی چمک، توپ کی گرج، کمان کی چرچراہٹ، گھوڑوں کی ہنہناہٹ، جنگی جہازوں کے مستول، لہراتے ہوے پرچم، رنگین جھنڈے، اور ان سب کا مجموعی ساحرانہ اثر، دنیا کے دفتر حواس کا شیرازہ درہم برہم کر دیتا ہے، حقیقت صورت کے پردے میں چھپ جاتی ہے، تکرار و اعادہ جسکا جماعت پر سب سے زیادہ اثر پڑتا تھا، ایک عام چیز ہو جاتی ہے۔ ہر شخص خواہش کرتا ہے کہ باتوں کو دہراؤ، واقعات کا اعادہ کرو، ایک ہی خبر کو بار بار اغراق و شاعری کا اضافہ کر کے سناتے رہو!

ایک ہی خبر مختلف اخباروں میں بار بار شائع ہوتی ہے، اور دنیا اوسکو مختلف زبانوں سے سنتی ہے۔ سریان خیال کا معنوی اثر عام ہو جاتا ہے، اور پریس کی مادی طاقت اوس میں اور بھی بال و پر لگا دیتی ہے۔

پس زمانۂ جنگ میں دنیا جماعت کا ایک مشترکہ جولانگاہ بن جاتی ہے، اور جماعت کے تمام موثرات نیچے سے، اوپر سے، اندر سے، باہر سے، مشرق سے، مغرب سے، جنوب سے، شمال سے، غرض ہر طرف سے اپنی پوری طاقت کے ساتھ عمل کرنے لگتے ہیں۔ اسلیے تمام دنیا اندھی ہو جاتی ہے، خیرہ سر ہو جاتی ہے، بدحواس ہو جاتی ہے۔ افلاطون اپنے رواق میں افلاطون تھا، مگر ان موثرات کے ہجوم میں وہ بھی مثل اوروں کے ایک انسان ہے۔ فلسفہ یہاں کیا کام دے سکتا ہے؟ وہ بھی اسی آب مدہوشی کا ایک گھونٹ پیکر عالم حالت میں مدغم ہو جاتا ہے!!

اس عالم میں دنیا واقعات کو مجسم کر دیتی ہے، رات کو خواب میں ہوائی جہاز اڑتا ہوا دیکھتی ہے۔ تناقض واقعہ بن جاتا ہے، تمام متناقض واقعات کو وہ قبول کر لیتی ہے، "التوحید فی التثلیث و التثلیث فی التوحید" کی حقیقت اوسکے لیے اوتنی ہی ناقابل انکار ہو جاتی ہے، جتنا فلسفہ، تناقض و تضاد کے استحالہ کو بدیہی اور ناقابل انکار قرار دیتا تھا!

پس زمانۂ جنگ میں دنیا ایک ظلمت کدہ بن جاتی ہے، جس میں تلوار کی چمک کے سوا دوسری روشنی نظر نہیں آتی، اور اسی برق عالم سوز کی چمک نے دنیا کو اندھا کر دیا ہے!

(نامہ نگاران جنگ اور فلسفۂ اجتماع)

اب بیسویں صدی میں نامہ نگاران جنگ نے مشغلہ دکھانا شروع کیا ہے، لیکن ہمکو اونکے فن روایت کا بھی نقد کرنا چاہیے اور اونکی روایت کی حقیقت پر فلسفۂ اجتماع کی روشنی میں نظر ڈالنی چاہیے۔ بہت کم لوگ ہونگے جنہوں نے اس حیثیت سے اس موضوع کا مطالعہ کیا ہوگا۔

زمانۂ جنگ میں دنیا ایک نئی جماعت بن جاتی ہے، اور اسکے تمام افراد کے معتقدات و خیالات، بلکہ کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں، سب ایک ہو جاتے ہیں۔ نامہ نگاران جنگ بھی اسی دنیا میں رہتے ہیں، اسلیے وہ بھی اسی نئی متحدہ جماعت کا ایک جزو ہوتے ہیں۔ کہیں باہر سے نہیں آتے۔ دنیا پر جن چیزوں کا اثر پڑ سکتا ہے، وہی اون پر بھی پڑتا ہے۔ بلکہ میدان جنگ کے مناظر خونیں اور اونکا دائمی مطالعہ اون پر جنگ کا سب سے زیادہ اثر ڈالتا ہے۔

اگر دنیا اندھی ہے تو وہ بھی اندھے ہیں، اگر دنیا بہری ہے تو وہ بھی بہرے ہیں۔ اسلیے وہ جو کچھ دیکھتے ہیں، اور جو کچھ سنتے ہیں، وہ بھی اوتنا ہی مشتبہ، قابل جرح، اور غلط آمیز ہوتا ہے۔ جتنا خود ہمارے مشاہدات و مرئیات۔ و لیس المسئول باعلم من السائل؟

پھر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جب دنیا اندھی ہوتی ہے تو اندھوں سے بینائی مانگتی ہے؟ جب وہ بہری ہو جاتی ہے تو بہروں سے سامعہ طلب کرتی ہے؟ جب محروم العقل ہو جاتی ہے تو اپنے ہی جیسے محروم العقل ہستیوں سے عقل و دانائی کا سوال کرتی ہے؟ جنگ کا جو عالمگیر اجتماعی اثر جماعت کے حواس و اعمال پر پڑتا ہے، اس سے نامہ نگاروں اور مورخین عصر کو کیوں مستثنی سمجھ لیا جائے؟ وہ بھی اسی جماعت کے افراد ہیں جو جنگ کے جماعتی ہیجان و انفجار جذبات کے سوا اور سب کچھ کھو چکی ہے، اور عقل و استدلال و مشاہدات عقلیہ سے یکقلم محروم ہے۔ وہ نہ تو آسمان سے اترے، اور نہ زمین ہی شق ہوئی تاکہ نامہ نگاروں کی ایک صف اسکے اندر سے ابھرتی۔ وہ جماعت ہی کی اندھی نظر، جماعت ہی کے بہرے کان، جماعت ہی کے محروم العقل دماغ کو ساتھ لیکر اس کوہ فراموشی کے عین دامنوں میں چلے گئے، جسکا ساحرانہ اثر ہزارہا میلوں اور فرسنگوں کے فاصلے سے تمام دنیا کو مسحور کر رہا تھا۔ پس جس سمندر کی لہریں دور کی بستیوں کو پیام ہلاکت دے رہی تھیں، وہ عین اسکے اندر ڈوب گئے، جس آتش فشاں پہاڑ کی باران سنگی دور دور کی آبادیوں کیلیے بارش ہلاکت تھی، وہ عین اسکے کناروں میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ اب وہ صرف اوروں جیسے ایک معطل دماغ ہیں، بلکہ اوروں سے زیادہ کھوے ہوے، اوروں سے زیادہ گم کردہ، اوروں سے زیادہ عقل فراموش، اوروں سے زیادہ مدہوش و حواس فروش!

کہا جاتا ہے کہ اونکی خبریں یقینی مشاہدات کا نتیجہ ہوتی ہیں، لیکن اوپر کی مثالوں اور عام بیانات سے ثابت ہو چکا ہے کہ جماعت کا مشاہدہ بالکل غلط ہوتا ہے، اور وہ بھی اسی جماعت کے زیادہ غلط بین افراد ہیں۔

نامہ نگاران جنگ کو جو خصوصیت تمام دنیا سے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ایک مخصوص جماعت ہیں جنکو عینی گواہوں کی جماعت کہنا چاہیے، اسلیے ہمکو گواہوں کی خصوصیات نفسانیہ پر بحث کرنا چاہیے، تاکہ انکی قوت شہادت واضح ہو سکے۔

شہادت کیلیے عموماً تعلیم یافتہ اور روشن خیال لوگ منتخب کیے جاتے ہیں، لیکن جماعت تو عقل سے خالی ہوتی ہے، اسلیے اگرچہ وہ لوگ شخصی حالتوں میں بہت بڑے دانا و ہوشمند تو، لیکن جماعت میں داخل ہو کر اونہوں نے بھی اپنے قواے عقلیہ کو بالکل کھو دیا ہے، اور اونکی حیثیت ایک عام فرد کی سی ہو گئی ہے۔

عقل ایک روشنی ہے، لیکن روشنی ہر جگہ کام نہیں دیتی۔ سورج کو ہر شخص یکساں طور پر دیکھتا ہے، لیکن یکساں طور پر اسکی روشنی سے کام نہیں لیا جاتا۔ اسلیے شاہد کتنا ہی بڑا

فلسفي هو ' لیکن جب وہ کسی عام واقعہ کے متعلق شہادت دیگا ' تو اوسکي حیثیت ایک مزدور کے علم و یقین سے زیادہ نہ ہوگي - جس آنکھہ اور کان سے ایک مزدور اوس واقعہ کو دیکھتا ہے اور سنتا ہے ' اوسي کان سے سنکر ' اوسي آنکھہ سے دیکھہ کر ' ارسطو بهي شہادت کے کٹھرے میں کھڑا ہوگا - اگر وہ حالت شہادت میں عقلي اصول پر واقعات کا نقد کریگا ' تو جج اِسے اپنے فرائض کي توہین سمجھے گا اور سپاهي کو حکم دیگا کہ ارسطو کو توہین عدالت کي پاداش میں سزا دے !

سنہ ۱۸۴۸ ع میں فرانس کے عام سیاسي معاملات میں شہادت لینے کیلیے مخصوص لوگ منتخب کیے جاتے تھے - مدرسین ' اهل منصب ' مصنف ' اور انشا پردازوں کي شہادتوں سے عام ملکي مسائل کا فیصلہ کیا جاتا تھا - لیکن اب تاجر ' زمیندار ' معمولي ملازمین ' اور حرفت پیشہ لوگوں کي شہادت لي جاتي ہے - جب شہادتوں کا مقابلہ کیا گیا تو دنیا نے حیرت سے دیکھا کہ نتائج میں کوئي فرق نہیں - چنانچہ بڑے بڑے ججوں نے اسکا اعتراف کیا ہے - ایک جج اپنے یاد داشت میں لکھتا ہے :

" اب شاهدوں کے انتخاب کا حق میونسپلٹي کو حاصل ہوگیا ہے ' اور میونسپلٹي هي سیاسي اغراض کے لحاظ سے ایک شہادت کو رد اور دوسرے کو قبول کرتي ہے - میونسپلٹي کے تعلق سے معمولي درجہ کے تاجروں کي شہادت قبول کي جاتي ہے ' حالانکہ اس سے پہلے بڑے بڑے عہدہ دار شاهد بنائے جاتے تھے - لیکن گواهوں کي حالت میں اس سے کوئي محسوس فرق پیدا نہیں هوا - نتائج جیسے پہلے تھے ' ویسے هي اب هیں ' اسکي وجہ یہ ہے کہ جبکہ تمام پیشوں کا عطر اور خلاصہ ہے - جو تعلیم یافتہ جماعت شہادت کے کٹھرے میں کھڑي هوتي ہے ' اوسکو اجتہاداً عام پیشہ ور لوگوں کے تجارب کي طرف رجوع کرنا پڑتا ہے - اسلیے نتیجہ وهي هوتا ہے جو دوسري صورت میں تھا - روایت کے لحاظ سے ادنی درجہ کے لوگوں میں بهي ثقات کي کمي نہیں ' اسلیے بصارت کے معاملات میں هر شخص جج کو یکساں نتیجہ پر پہونچا سکتا ہے "

شاهدوں پر بهي واقعات خارجیہ کا اوسي طرح اثر پڑتا ہے ' جسطرح ایک عامي پر پڑتا ہے - ایک جج کہتا ہے :

" ایک شگفتہ رو عورت مسکرا کر گواهوں کي سراسیمگي کو اپنا فریفتہ بنا لے سکتي ہے "

ایک بیرسٹر کا قول ہے :

" ایک دودهہ پلانے والي عورت ' اور چند غریب یتیم بچوں کي مصیبت ' گواهوں سے بلا تامل جهوٹ بلوا سکتي ہے "

اگر ایک شخص کوئي پولیٹکل یا تمدني جرم کرتا ہے ' اور گواہ سمجھتا ہے کہ ملک و قوم پر اسکا عام اثر هوگا ' تو وہ اوسکے خلاف نہایت بیدردانہ شہادت دیگا - لیکن اگر ایک شخص کسي لڑکي کو بهگا لیگیا ہے ' تو شاهد کي شہادت میں بیرحمي کي وہ جهلک نظر نہ آئیگي - کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس جرم کا کوئي عام قومي اور پبلک اثر نہیں پڑیگا -

گواہ اکثر نفوذ و اقتدار سے بهي متاثر هوجاتے هیں - ایک دولت مند ' خطاب یافتہ ' اور مشہور آدمي کے خلاف اگر کسي تعلیم یافتہ شخص کو شہادت دیني هو ' تو اوسکي حالت اوس سے بالکل مختلف هوگي ' جب وہ چور کے خلاف شہادت دیگا - ایک بیرسٹر کہتا ہے :

" وکلاء کو چاهیے کہ گواهوں کے حرکات و اشارات کو بار بار دیکھیں - جسطرح ایک عام آدمي سے خطاب کیا جاتا ہے ' ٹھیک اوسي طرح اوس سے بهي خطاب کرنا چاهیے - شاهد پر جو خارجي اثر پڑ رہا ہے ' اوس سے پورا فائدہ اوٹھانا چاهیے "

اُسوۂ حسنہ

کائناتِ خلَت

یا

تاریخ " امۃ مسلمہ "

ما طفل کم سواد و سبق قصہ هاے دوست
صد بار خواندۂ و دگر از سر گرفتہ ایم

(۴)

(٥) سورۂ انعام کي آیۃ کریمہ کا پہلا ٹکڑہ آپ پڑھچکے هیں لیکن اسکے بقیہ حصہ سے بهي اس حقیقت پر روشني پڑتي ہے :

و وهبنا لہ اسحاق	اور ابراهیم کو هم نے اسحاق و یعقوب کي
و یعقوب کلا هدینا '	نسل بخشي ' از نوح کہ جنکو اسسے
و نوحا هدینا من	پہلے هم نے راہ دعوۃ حق دکھلائي تھي
قبل ' و من ذریتہ	ایسي هي ایک نسل حق کي بخشش
داؤد و سلیمان و ایوب	سے ممتاز هوے تھے ' اور انکي ذریت میں
و یوسف و موسی	سے داؤد ' سلیمان ' ایوب ' یوسف ' موسی
و هارون ' و کذالک	اور هارون کو هم نے پیدا کیا ' جو اقوام
نجزی المحسنین - و	و امم کي هدایت کا وسیلہ بنے - یہ بہت
زکریا و یحیی و عیسی	هي بڑي فضیلت ہے ' اور جو صاحبان احسان
و الیاس ' کل من	هیں ' انکو اسي طرح خدا تعالی جزاء خیر
الصالحین -	دیتا ہے - نیز زکریا ' یحیی ' عیسی ' اور
و اسماعیل و الیسع	الیاس کہ یہ سب کے سب صالحین میں
و یونس و لوطا و کلا	سے تھے - اور اسماعیل ' الیسع ' یونس '
فضلنا علی العالمین -	اور لوط کہ ان سب کو هم نے تمام جہاں
(٦ :)	میں فضلیت و امتیاز سے سر بلند کیا ! !

سورۂ انعام کي یہ ایۃ اس لحاظ سے نہایت اهم ہے کہ جسطرح ایک مقام پر انبیاء کرام کي ایک بڑي تعداد کا یہاں ذکر کیا گیا ہے ' اسطرح اور بہت کم کیا گیا ہے - اس آیۃ نے بغیر کسي پیچیدگي کے بالکل صاف صاف واضح کردیا ہے کہ حضرۃ ابراهیم کي دعوۃ موسسہ تھي ' اسکے لیے انبیاء مجددین کا ایک بڑا سلسلہ قائم هوا '

(پہلے کالم کا بقیہ مضمون)

پس نامہ نگاروں کي جماعت بهي عام افراد کي طرح هر خبر سے متاثر هوتي ہے - اگر جرمن قوم کا نامہ نگار ہے تو اوسکو همیشہ جرمن جھنڈا هي بلند نظر آئیگا - جرمني کے مظالم کي داستان کتني هي درد انگیز هو ' جرمن نامہ نگار اسکي کوئي بہتر تاویل کرلے گا - مگر فرانس کا نامہ نگار اس میں اصلیت سے زیادہ مبالغہ کي رنگ آمیزي کرے گا - غرضکہ دنیا کي قدیم و جدید تاریخ پر اعتبار کرنے کا همارے پاس کوئي صحیح ذریعہ نہیں - قدیم عہد ظلمت کو جدید دور برق و کہربائیت نے کچھہ زیادہ روشن نہیں کیا - دنیا جسطرح پہلے تاریک تھي اب بهي ہے -

وہ سب کے سب دعوۃ ابراهیمی هي کے ذیل میں داخل هیں ' کیونکه وہ سب " ذریۃ ابراهیمی " کي نسبت سے بیان کیے گیے ' اُن تمام انبیاء کرام میں سب سے زیادہ نمایاں اور عظیم الاثر انبیاء چودہ تھے' جنکے نام بعض پیش نظر مقاصد کے لحاظ سے خاص طور پر لیے گئے هیں -

لیکن قبل اسکے که اس آیۃ کریمه سے هم استدلال کریں ' چند اهم مباحث کا صاف کردینا نہایت ضروری ہے' کیونکه انکي وجه سے اس آیۃ کا صاف صاف اور ایک هي مطلب خواہ مخواہ کو پیچیدگیوں میں پڑ گیا ہے' اور حضرات مفسرین کرام رحمهم الله تعالی نے مختلف بحثیں اسکے ضمن میں چھیڑ دي هیں -

مرجع ضمیر " ذریۃ " و حقیقت " ذریۃ ")

یه بالکل ظاہر ہے که اس آیۃ اور اسکے ماقبل کي آیتوں میں تذکرہ صرف حضرۃ ابراهیم علیه السلام کے مقامات و درجات هي کا ہے (جیسا که گذشته نمبر میں گذر چکا) اور درمیان میں محض ایک ضمني اشارہ حضرۃ نوح علیه السلام کي جانب بھي کردیا گیا ہے ' لیکن چونکه حضرۃ نوح کے ضمني تذکرہ کے بعد پھر ایک ضمیر آگئي ہے ' اسلیے حضرات مفسرین رحمهم الله کے سامنے یه بحث آگئي که اس ضمیر کا مرجع کون ہے ؟ حضرۃ نوح یا حضرۃ ابراهیم ؟ (علی نبینا و علیهما السلام)

وضاحت مبحث کیلیے آیۃ کریمه کا وہ ٹکڑہ پھر ایک بار پڑھ لیجیے :

" و وهبنا لــه اسحاق و یعقوب کــلا هدینا ' و نوحا هدینا من قبل ' و من " ذریته " داؤد و سلیمان و ایوب - الخ یعني هم نے ابراهیم کو اسحاق اور یعقوب جیسا فرزند اور پوتا دیا ' اور نوح جنکو انسے پہلے هدایت کي ' اور " انکي " ذریت میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب پیدا ہوے - الخ - چونکه حضرۃ نوح کے ذکر کے بعد هي " و من ذریته " (اور انکي ذریت میں سے) آگیا ہے ' اسلیے سوال پیدا هوگیا که یه " اُنکي " کي ضمیر کس کي طرف راجع ہے ؟

یه بالکل واضح تھا که تذکرہ اصلي حضرۃ ابراهیم کا ہے' اسلیے اس ضمیر کو بھي انہي کي طرف راجع هونا چاهیے ' لیکن حضرات مفسرین کو اسمیں ایک سخت مشکل نظر آئي - انهوں نے دیکھا که یہاں لفظ " ذریۃ " کا آیا ہے اور اسکے بعد متعدد انبیاء کرام کا ذکر کیا گیا ہے' پس اس ضمیر کا مرجع وهي هوگا ' جسکي ذریۃ اور نسل سے وہ تمام انبیاء مذکورہ مابعد پیدا هوے هوں - لیکن جن انبیاء کا بعد میں ذکر کیا گیا ہے' اُن میں حضرۃ لوط اور حضرۃ یونس علیهما السلام کا بھي نام آیا ہے' اور یه بالکل ظاهر ہے که حضرۃ لوط حضرۃ ابراهیم کے معاصر تھے - انکي نسل میں سے نه تھے - اسي طرح اُنکے نزدیک حضرۃ یونس کو بھي نسل ابراهیمي سے تعلق نه تھا - پس ضرور ہے که " ومن ذریته " کي ضمیر کا مرجع حضرۃ نوح هوں' اور ترتیب بیان کے لحاظ سے بھي اسکا قریبي مرجع وهي هیں - چنانچه امام ابن جریر طبري رحمة الله علیه لکھتے هیں :

و الهاء التي في قولـه : " و مـن ذریتـه " مـن ذکر نـوح ' و ذالـك ان الله ذکر في سیاق الایات التي تتلـو هـذه الا یة ' لوطا ' و معلوم ان لوطا لم یکن من ذریة ابراهیم .... لو ارید بالذریة ذریة ابراهیم لما دخل یونس و لـوط فیهم ' ولا

اور ضمیر کي " هاء " جو " ومن ذریته " میں ہے ' حضرۃ نوح کے متعلق ہے - اسلیے که الله تعالی نے اس آیۃ کے سلسلے میں حضرۃ لوط کا بھي نام لیا ہے ' اور یه معلوم ہے که حضرۃ لوط حضرۃ ابراهیم کي نسل سے نه تھے - ...... اگر قران کا مقصود لفظ " ذریۃ " سے حضرۃ ابراهیم کي " ذریۃ " هوتا ' تو انکي نسل میں حضرۃ لوط اور حضرۃ یونس کے ناموں کو کبھي داخل نه

شك ان لوطا لیس من ذریة ابراهیم و لکن من ذریة نوح ' فلذالـك وجب ان تکون الهاء في " الذریة " من ذکر نوح - (جلد ۷ صفحه : ۱۷۲)

کرتا ' اور اسمیں کوئي شک نہیں که حضرۃ لوط حضرۃ ابراهیم کي نسل سے نهیں بلکه حضرۃ نوح کي نسل سے تھے - اس بنا پر ضروري هوا که " ذریته " کي " هاء " کو ذکر حضرۃ نوح هي میں سے قرار دیا جاے -

اس تفسیر کے مطابق تاویل عبارت یوں هوگي که " و نوحا وفقنا للحق من قبل ابراهیم و اسحاق و یعقوب ' و هدینا ایضاً من ذریة نوح ؛ داؤد و سلیمان " یعني نوح کو هم نے ابراهیم و اسحاق و یعقوب سے قبل راہ ارشاد دکھلائي ' اور نیز نوح کي نسل میں سے داؤد و سلیمان وغیرهم کي بھي هدایت کي -

تاهم چونکه آیۃ کا موضوع اور سیاق و سباق کي ترتیب صاف صاف ظاهر کرتي تھي که اصل تذکرہ حضرۃ ابراهیم کا ہے نه که حضرۃ نوح کا ' اسلیے ایک جماعة محققین کي اس طرف بھي گئي که یه ضمیر حضرۃ ابراهیم هي کی طرف راجع ہے' اور اُنہی کی ذریۃ کي آگے چلکر مزید تشریح کي ہے -

چنانچه امام رازي نے دونوں جماعتوں کے قول نقل کیے هیں ' اور دونوں کو " قیل " کے لفظ سے تعبیر کیا ہے' نیز قائلین ذکر نوح کے دلائل بھي زیادہ تفصیل سے بیان کیے هیں :

قیل المراد و من ذریة نوح و یدل علیه وجوہ (الاول) ان نوحا اقرب المـذکورین - (الثاني) ذکر في جملتهم لوطا و هو کان ابن اخ ابراهیم و ما کان من ذریتـه بل کان من ذریة نوح' و کان رسولاً في زمان ابراهیم (الثالث) ان ولد الانسان لا یقال انه ذریته فعلی هذا اسمـاعیل ما کان من ذریة ابراهیم بل هو من ذریة نــوح (الرابع) قیل ان یونس ما کان من ذریة ابراهیم - و القـول الثاني - ان الضمیـر عائد الی ابراهیم علیه السلام و احتج القائلون بهذا القول بان ابراهیم هو المقصود بالذکر في هذه الآیات (ج۳-ص-۷۶)

" کہا گیا ہے که مراد اس ضمیر سے ذریۃ حضرۃ نوح کي ہے اور اسکے لیے متعدد وجوہ هیں :

(۱) اس ضمیر کیلیے سب سے زیادہ قریبي مرجع حضرت نوح هي کا ہے -

(۲) من جمله انبیاء ذریۃ کے حضرۃ لوط هیں' اور وہ حضرۃ ابراهیم کے بھتیجے اور انکے عهد کے ایک رسول تھے ' انکي نسل سے نه تھے -

(۳) کسي آدمي کے بیٹے کو اُسکي نسل نہیں کهینگے - ذریۃ کا اطلاق اولاد کي اولاد در اولاد پر هوتا ہے - پس اس بنا پر حضرۃ اسماعیل بھي حضرۃ ابراهیم کي ذریۃ میں نہوے - ذریۃ حضرۃ نـوح کي هـوئي ' مگر انکا ذکر بھي اس سلسلے میں آیا ہے -

(۴) حضرۃ یونس کا بھي نام آیا ہے اور کہا گیا ہے که وہ بھي نسل ابراهیمي سے نه تھے - دوسرا قول اس آیۃ کي تفسیر میں یه ہے که ضمیر حضرۃ ابراهیم هي کي طرف راجع ہے - اس تفسیر کے قائلین نے اس دلیل سے حجة پکڑي ہے که ان آیات میں اصل مقصود حضرۃ ابراهیم کا تذکرہ ہے - پس ضرور ہے که انهي کي نسل کا ذکر جاري رہے "

چنانچه عام متداول تفاسیر مثلاً مدارک و خازن وغیرہ میں تم پاؤگے که دونوں قول نقل کردیے هیں' مگر ترجیح حضرۃ نوح کے مرجع هونے کو دي ہے - اور قدماء میں امام ابن جریر کے علاوہ فراء ' قشیري ' ابن عطیه (رحمهم الله) بھي اسي طرف گئے هیں - بغوي نے زجاج کا یه قول نقل کیا ہے : " کلا القولین جائز لان ذکرهما جمیعا قد جری " (دونوں طرح تفسیر کرنا جائز ہے کیونکه دونوں کا وهاں ذکر کیا گیا ہے)

اصل یه ہے که حضرۃ لوط اور حضرۃ یونس کے ناموں کا آ جانا ایک ایسي سخت مشکل سمجھي گئي ' جسکا کوئي عمدہ حل نظر

نہیں آتا تھا - اسلیے تمام متاخرین اس سے متاثر ہوے' اور اس مشکل سے بچنے کیلیے سب نے ضروری سمجھا کہ حضرت نوح ہی کی طرف ضمیر کو لیجائیں - یہاں تک کہ ہمارے جلالین نے تو اختلاف کا ذکر بھی نہیں کیا - بطور ایک مسلم قول کے " و من ذریته " کی تفسیر " و من ذریة نوح " ہی کر دی !

جن لوگوں نے اس ضمیر کا مرجع حضرة ابراہیم کو قرار دیا ' انہوں نے تذکرۂ حضرة لوط و یونس کی مشکل کا کیا حل کیا ؟ اسکی تفصیل امام رازی نے نہیں کی حالانکہ پہلے قول کے دلائل پوری تفصیل کے ساتھہ جمع کیے ' لیکن تفسیر بالروایة کے امام فن' اور تمام طبقۂ مفسرین متاخرین میں اکمل و افضل ' حافظ ابوالفداء ابن کثیر (رحمة الله علیه) نے اپنی بے نظیر تفسیر میں انکے دلائل نقل کیے ہیں :

انه دخل في الـذرية تغليباً كما في قوله تعالى : " ام كنتم شهداء اذ حضر يعقوب الموت اذ قال لبنيه : ما تعبدون من بعدي ؟ قالوا : نعبد الاهك و اله آبائك ابراهيم و اسماعيل و اسحاق " فاسماعيل عمه و دخل في آبائـــه تغليبـــاً (بر حاشیۂ فتح البیان جلد ۴ صفحه ۹۳۰)

حضرة لوط کا ذکر اس سلسله میں بطور تغلیب کے آگیا ہے اگرچہ وہ نسل ابراہیمی سے نہ تھے ' جیسا کہ اس آیة میں ہے کہ " جبکہ یعقوب نے اپنے بیٹوں سے پوچھا : میرے بعد تم کس کی پرستش کروگے ؟ تو اونہوں نے کہا : ہم تیرے خدا اور تیرے آباؤ اجـداد ابراهیـــم ' اسماعیل ' اور اسحاق کے خداء واحد کی پرستش کرینگے -

یہ ظاہر ہے کہ حضرة اسماعیل حضرة یعقوب کے چچا تھے ' باپ نہ تھے - لیکن اولاد یعقوب نے ارنکو بھی " آبائك " میں داخل کیا - پس جسطرح یہاں تغلیباً انکا نام لیا گیا ہے ' اسی طرح نسل ابراہیمی میں حضرة لوط کو بھی داخل کر دیا -

اس سے معلوم ہوا کہ جو محققین اس طرف گئے کہ ضمیر حضرة ابراہیم کی طرف عائد ہے ' وہ بھی اس مشکل سے پوری طرح متاثر ہوے کہ حضرة لوط و یونس کا ذکر سلسلۂ ذریة میں کیوں آگیا ہے ؟ اور اسکے سوا اور کوئی حل نہ قرار دیسکے کہ حضرة لوط کو تغلیباً ذریة ابراہیم علیه السلام میں داخل کردیا جاے -

لیکن کیا یہ جواب تشفی بخش ہوسکتا ہے ؟ دلیل میں انہوں نے ایک آیة پیش کی ہے جسمیں اولاد یعقوب نے حضرة یعقوب کے چچا (حضرة اسماعیل) کو بھی انکے آباء میں داخل کیا تھا ' لیکن کیا یہ مثال واقعی اس مشکل کا حل کردیتی ہے ؟

زیادہ غور کی ضرورت نہیں ' ایک سرسری نظر ڈالکر ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ یہ جواب نہ صرف ضعیف بلکہ ضعیف سے بھی کچھہ زیادہ ہے ' اور قرار دادہ تغلیب کے ثبوت میں جو آیة پیش کی گئی ہے ' اس سے پیش نظر مشکل کیلیے کوئی مدد نہیں ملتی -

بلا شبہ اولاد یعقوب نے حضرة اسماعیل کو بھی " آبائک " میں شامل کیا ' لیکن یہ کوئی طرز بیان کی مخصوص تغلیب نہیں ہے بلکہ لغت و زبان اور اطلاقات رسم و ملک کا عام سوال ہے - " چچا " اپنی بزرگی اور رشتے کی عظمت کے لحاظ سے ہر جگہ مثل باپ کے سمجھا جاتا ہے ' اور علی الخصوص عربی زبان میں تو " اب " کا اطلاق بکثرت " عم " پر ہوتا ہے - خالہ کو بھی اہل عرب " ام " کہتے ہیں - " آذر " حضرة ابراہیم کے چچا تھے - باپ نہ تھے - توارت میں حضرة ابراہیم کے باپ کا نام " تارح " ہے ' اور حضرة ابن عباس ' مجاهد ' ابن جریح ' اور سدی نے اسکی تصریح کردی ہے - لیکن قرآن حکیم نے " آذر " کو اسی آیة کریمه کے آغاز میں حضرة ابراہیم کا " باپ " کہا : و اذ قال ابراهيم لابيه اذر - خود احادیث میں اس اطلاق کے شواہد ملسکتے ہیں - ایک موقع پر آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے حضرت عباس کی نسبت فرمایا تھا : ردوا علی ابی - حالانکہ حضرة عباس آپکے چچا تھے - پس اگر " آبائک " میں حضرة اسماعیل داخل کیے گئے ' تو یہ ایک ایسی تغلیب ہے جو لغة عرب میں عام طور پر رائج ہے ' اور " اب " کا اطلاق " عم " پر بر بناء لغة کیا جاسکتا ہے - بلکہ لغة کی بنا پر " اب " کے مفہوم کا دائرہ اس سے بھی زیادہ وسیع ہے - فن لغة و الفاظ قرآنیه کا ایک مسلم الثبوت امام لکھتا ہے :

" الاب " الوالد ' و يسمي كل من كان سببـــاً في ايجاد شي ' او اصلاحه ' او ظهوره ' اباً ' . . . . . . و يسمي العـــم مع الاب ابوين ' و كذالك الام مع الاب و الجد مـع الاب - (مفردات امام راغب اصفهانی صفحه ۴)

" الاب " یعنی باپ ' اور ہر اس وجود کو جو کسی چیز کی ایجاد یا اصلاح یا ظہور کا سبب ہو ' اب کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں - - - - - اور اہل عرب ابوین میں باپ کے ساتھہ چچا کو بھی داخل کرتے ہیں اور ماں اور دادا بھی اب کے ساتھہ تبعاً مفہوم میں داخل ہوسکتے ہیں -

لیکن اس سے یہ کیونکر ثابت ہوگیا کہ اُن اشخاص کو بھی کسی شخص کی نسل میں داخل کردیا جاسکتا ہے ' جو اسکی نسل سے نہیں ہیں ؟ " اب " کا اطلاق خود زبان عربی میں چچا پر ہوتا ہے اور اسلیے حضرة اسماعیل بھی آباء یعقوب میں شامل کیے گئے ' لیکن عربی میں ذریة کا اطلاق غیر ذریة و نسل پر کب ہوتا ہے کہ حضرة لوط اور حضرة یونس بھی " ذریة " کے اطلاق میں آسکتے ؟ مثال جو دی گئی ہے وہ یقیناً لغة کے مطابق ہے' اور اسلیے بالکل ٹھیک ہے ' لیکن جس دعوے کیلیے اس سے شاہد کا کام لیا گیا ہے ' اسکے لیے لغة میں گنجائش کہاں ہے ؟ کہا گیا ہے کہ وہ بھی تغلیب ہے اور یہ بھی تغلیب ہے - لیکن وہ تو ایسی تغلیب ہے جو لغة نے کی' عرف و رسم نے کی ' اور اسکے شواہد موجود ہیں ' مگر یہ کیسی تغلیب ہے جسکے لیے نہ تو لغة موید ہے' نہ عرف و عوائد' اور نہ اور کوئی وجہ و سبب ؟

غرضکہ قائلین قول ثانی نے جو وجہ بتلائی ہے وہ تشفی بخش نہیں ' اور لیس بشی میں داخل ہے -

(کشف حقیقت)

اب چاہیے کہ بطور خود اس آیة کریمه پر تدبر کریں -

بلا شبہ اس آیة میں " و من ذریته " کی ضمیر حضرة ابراہیم علیه السلام ہی کی طرف عائد ہے' اور جن مفسرین کرام نے اسکا مرجع حضرة نوح کو قرار دیا ہے' انکی تفسیر بوجوہ متعددہ و بینه مرجوح ہے -

یہ بالکل واضح ہے کہ اِن آیات میں ابتدا سے حضرة ابراہیم علیه السلام کا تذکرہ ہو رہا ہے ' انہی کے فضائل و مدارج کی خبر دی گئی ہے ' انہی کی نسبت اپنے اس فضل و کرم کو بتلایا ہے کہ بقاء نسل و دوام ذکر کا مرتبه عطا کیا گیا ' وہی ہیں جنکو حضرة اسحاق اور یعقوب کی سی اولاد و احفاد دی گئی ' جنکے ذریعه نسل ابراہیمی نے ایک وسیع سلسله اقوام و انبیاء کا پایا -

اب درمیان میں حضرة نوح علیه السلام کی طرف صرف استقدر اشارہ آگیا ہے کہ حضرة ابراہیم سے پہلے انپر بھی ایسا ہی فضل الہی ہوا تھا ' لیکن یہ بالکل ایسا درمیانی و غیر مسلسل جمله ہے ' جیسا ہم لوگ درمیان میں جملۂ معترضه بول جاتے ہیں - اور ترتیب بیان ' ربط مضمون ' احاطۂ موضوع ' سلسلۂ ما سبق ' داعیۂ مطالب ' یہ سب باتیں ثابت کرتی ہیں کہ اس درمیانی تذکرۂ نوح کے بعد بھی حضرة ابراہیم علیه السلام کا ذکر ہونا چاہیے - اگر ایسا نہیں

ہے تو یہ ربط و نظم بیان کے بالکل خلاف ہے' اور لوگ اسے کلام الہی کیلیے جائز رکھیں' مگر ہم جائز نہیں رکھ سکتے -

جن مفسرین نے اس رائے کو قبول نہ کیا' بلا شبہ انہوں نے حقیقت شناسی کا زیادہ ساتھہ دیا' لیکن افسوس کہ جسقدر ذخیرہ ہمارے پاس موجود ہے' اسمیں انکی جانب سے کوئی تشفی بخش حل ان مشکلات کا نہیں ملتا جو قائلین مذہب اول نے پیدا کردیے ہیں -

" ذریۃ " کے لفظ' اور حضرۃ لوط اور حضرۃ یونس کے تذکرہ نے کچھہ ایسا الجھاؤ پیدا کردیا ہے کہ پہلی جماعت نے تو اس کو لا علاج قرار دیکر سرے سے ضمیر ہی کو وہاں سے ہٹا دیا' اور دوسری نے بھی تغلیب کے سوا اور کچھہ چارۂ کار نہ دیکھا -

لیکن دراصل اسکا حل دوسرا ہے - ممکن ہے کہ ہم حقیقت سے کوئی قریب کی جگہ پالیں - " ذریۃ " کی ضمیر تو ضرور حضرۃ ابراہیم ہی کی طرف پھرتی ہے' اسمیں کوئی شک نہیں - لیکن " ذریۃ " کے لفظ سے یہاں مقصود محض جسمانی نسل ہی نہیں ہے - انبیا کی ذریۃ اصلی' ذریۃ جسمانی نہیں ہوتی' اور نہ جسمانی نسل کوئی ایسی چیز ہے کہ اسے انبیاء کیلیے خدا ایک بہت بڑی نعمت قرار دے - بلکہ یہاں حضرۃ ابراہیم کی وہ عظیم الشان " ذریۃ " معنوی مراد ہے جو انکی " دعوۃ موسسہ " سے مثل حضرۃ نوح کے پیدا ہوئی اور پھیلی' اور جسکے بڑے بڑے مجدد وہ انبیاء کرام علیہم السلام تھے' جنکے اسماء گرامی اس آیۃ کریمہ میں لیے گئے ہیں -

خدا تعالی یہاں اپنے احسان و فضل کا ذکر کر رہا ہے' جو خصوصیت کے ساتھہ حضرۃ ابراہیم علیہ السلام پر مبذول ہوا -

اس احسان کا ایک ٹکڑہ تو خاص انکی ذات و عہد سے تعلق رکھتا تھا کہ اللہ نے انکے قلب کو تمام نقائص خارجیہ سے " سلیم " رکھا اور انکی فطرۃ اصلیہ و اسلامیہ کسی خارجی اثر ضلالت و نمائش بطلان سے مرعوب نہوئی' نیز انکو وہ " حجج الاهیہ " عطا کیے گئے جنکے ذریعہ انہوں نے اپنے پاس عقل و ادراک انسانی کیلیے سب سے بڑا پیام ہدایت پایا' اور انکے مراتب معنویہ مرتفع و سرفراز ہوے -

دوسرا حصہ احسان الہی کا وہ ہے جسے قرآن حکیم بقاء ذکر اور لسان صدق " فی الاخرین " کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے - اسکی حقیقت تم گذشتہ صحبتوں میں سن چکے ہو کہ مرتبۂ نبوت کی قوۃ " موسسہ " کی طرف اشارہ ہے' جو اپنی دعوۃ کے ذریعہ ایک باقی و قائم امۃ صالحہ پیدا کردیتی ہے' اور اسطرح آنے والے قرون و اجیال میں اس دعوۃ کا سلسلۂ ہدایت ہمیشہ جاری و ساری رہتا ہے - انکی دعوۃ کے گھرانے اور نسل کی زندگی افراد و اشخاص کی موت و حیات کے دائرۂ اثر سے باہر ہوجاتی ہے - اگرچہ وجود موسس دنیا سے چلا جاے' لیکن اسکی " تاسیس " پر موت طاری نہیں ہوتی -

پہلے قسم کے احسان کا ذکر اس آیۃ میں وہاں ختم ہوتا ہے جہاں فرمایا کہ : و تلک حجتنا اتیناها ابراهیم علی قومه' نرفع درجات من نشاء' ان ربک حکیم علیم - اور دوسرا احسان بقاء دعوۃ اور " لسان صدق فی الاخرین " کا وہ ہے جسکو یوں تعبیر کیا کہ ! و وهبنا له اسحاق و یعقوب کلا هدینا - نیز ہم نے حضرۃ ابرہیم کو اسحاق اور یعقوب جیسی اولاد و احفاد دی جنکے ذریعہ دعوۃ ابراہیمی کے بقاء و تسلسل کا سلسلہ شروع ہوا' اسرائیل (حضرۃ یعقوب) سے بنو اسرائیل کی امۃ پیدا ہوئی' اور انکی اصلاح و تجدید و احیاء کیلیے یکے بعد دیگرے انبیاء کرام (بہ تبعیت تاسیس ابراہیمی) آتے رہے -

پس وہ " ذریۃ " اور " نسل " جو حضرۃ ابراہیم کو خدا نے دی' جسم اور خون کی نسل نہیں ہے جسکے ماتحت تم حضرۃ لوط اور حضرۃ یونس کو کسی طرح نہیں لا سکتے' اور اسلیے حیران ہو - جسمانی نسل حضرۃ ابراہیم کیلیے کوئی بڑا انعام نہ تھا' بلکہ کسی پیغمبر کیلیے اللہ کا ممتاز انعام نہیں ہوسکتا - انکا گھرانا دیوار و در کا احاطہ نہیں بلکہ حق اور تبلیغ حق کا رشتہ ہے' انکا وجود گوشت اور پٹھوں کا ڈھانچ نہیں بلکہ شریعۃ اور شریعۃ کی پکار ہے' انکا وطن گرد اور غبار کا کوئی منجمد ٹکڑہ نہیں' بلکہ سچائی اور راست بازی کی دعوۃ کا رقبہ ہے' پھر کیوں نہیں کہدیتے کہ انکی ذریۃ بھی جسم اور خون کی نہیں بلکہ دعوۃ الہی اور رسالۃ ربانی کے بقاؤ قیام کی ہے ؟

ساری مشکل اس آیۃ کی تفسیر میں لفظ " ذریۃ " سے پیدا ہوگئی ہے کہ حضرۃ لوط اور حضرۃ یونس نسل ابراہیمی سے نہ تھے' اور یہ مشکل سر تا سر نتیجہ اسکا ہے کہ صنف " تاسیس " و " تجدید " کی جو حقیقت گذشتہ صحبتوں میں واضح کی گئی ہے' وہ پیش نظر نہیں ہے -

یہاں " ذریۃ " سے مراد دعوۃ ابراہیمی کی وہ " ذریۃ " ہے جو انکی دعوۃ " موسسہ " نے پیدا کی - وہ " موسس " تھے - مجدد نہ تھے - پس جو انبیاء مجددین دعوۃ ابراہیمی کے ذیل میں ظاہر ہوے' قران حکیم نے ان میں سے چند ناموں کی طرف یہاں توجہ دلائی ہے' اور درمیان میں حضرۃ نوح کی " تاسیس " کی طرف اشارۂ مماثلۃ کردیا ہے' تاکہ واضح ہوجاے کہ اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم کو کیسا کچھہ موسس بنایا ؟ اور کیسی نسل دعوۃ انسے پھوٹی اور پھلی پھولی ؟

سب سے پہلی دقت اس تفسیر میں حضرۃ لوط کے متعلق ہے کہ انکا نام کیوں آگیا ہے ؟ لیکن یہ دقت' دقت ہی کب ہے جب کہ خود قران حکیم نے بتلا دیا ہے :

و ابراهیم اذ قال لقومه :	اور ابراہیم نے جب قوم سے مخاطب
اعبدوا الله و اتقوه'	ہوکے کہا : اللہ کی پرستش کرو اور
ذالکم خیر لکم ان کنتم	اسی سے ڈرو - اگر تم سمجھہ رکھتے ہو
تعلمون • • • • • •	تو تمہیں سمجھنا چاہیے کہ تمہاری
• • • • • • • • •	فلاح اسی میں ہے - • • • • • • • •
فامن له لوط و قال انی	لیکن قوم کی جہالت و ضلالۃ کیلیے
مهاجر الی ربی' انه	یہ دعوۃ حق کچھہ سودمند نہ ہوئی'
هو العزیز الحکیم -	اور صرف لوط ابراہیم پر ایمان لاے -

تورات کتاب پیدایش سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرۃ لوط حاران برادر تارح کے بیٹے اور حضرۃ ابراہیم کے بھتیجے تھے - (۱۱ : ۲۷).

اور قران حکیم کی مندرجۂ بالا آیت بتلاتی ہے کہ وہ حضرۃ ابراہیم پر ایمان لاے' اور انکی دعوۃ کے ساتھی ہوگئے - پس حضرۃ لوط گو حضرۃ ابراہیم کی نسل سے نہیں تھے' انکے بھتیجے تھے' لیکن چونکہ انکی دعوۃ' دعوۃ موسسۂ مستقلہ نہ تھی بلکہ دعوۃ ابراہیمی ہی کے تابع تھی' وہ اسی دعوۃ موسسہ کے ایک مجدد تھے' اسلیے وہ حضرۃ ابراہیم کی " ذریۃ رسالت " ہی میں داخل تھے' اور اسی لیے اس آیۃ میں انکو بسلسلۂ مجددین دعوۃ ابراہیمی شامل کیا گیا -

(مجددین دعوۃ ابراہیمی)

اس آیـۃ کریـمہ میں " و من ذریتـہ " کے بعد سے " علی العالمین " تک جتنے انبیاء کرام کا ذکر کیا گیا ہے' وہ سب کے سب بلا استثناء دعوۃ موسسۂ ابراہیمیہ کے مجدد ہیں' اور اسی لیے " ذریۃ " ابراہیمی میں داخل -

انکی تعداد ۱۴ - ہے' اور بیاں میں ترتیب تاریخی نہیں ہے کیونکہ یہاں استقراء تاریخی مقصود نہ تھا' صرف دعوۃ موسسۂ ابـراہیمی کی بقاء ذریـۃ' اور قیـام سلسلہ کو ظاہر کرنا تھا -

چنانچه فرمایا که : و من ذریته : داؤد ' و سلیمان ' و ایوب ' و یوسف ' و موسیٰ ' و هارون ' و کذالک نجزي المحسنین - و ذکریا ' و یحییٰ ' و عیسي ' و الیاس ' کل من الصالحین - و اسماعیل ' و الیسع ' و یونس ' و لوطا ' کلاً فضلنا علی العالمین !

گو اسکا موقع نہیں لیکن کہنے کیلیے طبیعت میں بے اختیار بیقراري اٹھتي ھے که گو یه مقام محض چند اسماء کو عطف کے ساتھه جمع کردینے کا تھا ' لیکن بلاغت قراني یہاں بھي اپنے اعجاز سے غافل نہیں - تم دیکھه رھے ھو که ان چودہ نبیوں کے ناموں کو ایک ھي جمله میں نہیں گن دیا ھے ' بلکه اسکے تین ٹکڑے کردیے ھیں اور سب کے درمیان وقف ھے - پہلا ٹکڑہ " محسنین " پر ختم ھوا ' دوسرا " صالحین " پر ' تیسرا " عالمین " پر - ایک بہت بڑا نکتهٔ بلاغت اسمیں یه ھے که اگر ایک ھي جملهٔ تامه کے اندر یه پورے چودہ نام آجاتے ' تو وہ ناموں کے اجتماع کا اتنا بڑا جمله ھو جاتا ' جسکو بیک دم پڑھنے سے طبیعت نہایت گراني و ثقالت محسوس کرتي - اسلیے به لحاظ اوصاف غالبه ان انبیاء کي تین جماعتیں کردیں ' اور ھر جماعة کے اسماء کے بعد آن کي زندگي کے آن غالب اوصاف کي طرف اشارہ کردیا ' اور اسطرح ایک لنبا سلسله جسمیں یکے بعد دیگرے معطوف ھوتے ھوے چودہ نام آجاتے ' تین چھوٹے چھوٹے ھم وزن جملوں میں منقسم ھوگئے

بہر حال اس سلسلے میں بقیه انبیاء کے متعلق تو بالکل ظاھر ھے که وہ حضرة ابراھیم کے بعد بني اسرائیل میں آے ' اور ھمارا استدلال یه ھے که یه تمام سلسله دعوة ابراھیمي کے مجددین ھي کا تھا - لیکن حضرة لوط ' حضرة یونس ' حضرة الیاس ' اور حضرة الیسع کے متعلق مفسرین کو مشکلات پیدا ھوگئي ھیں -

حضرة لوط کا ذکر اوپر آچکا ھے - حضرة یونس بھي انبیاء اسرائیل کے سلسلے کے ایک نبي ھیں جنکا اصلي عبراني نام " یوناہ " ھے - وہ " متی " کے بیٹے تھے - عہد عتیق کے صحائف میں عبدیاہ نبي کے بعد انکے ظہور و مواعظ کا بھي ایک مستقل تذکرہ ھے - مثل متعدد انبیاء متاخرین کے یه بھي امة اسرائیلي کے آخري ماتم گذاروں میں سے تھے -

پس تعجب ھے که حضرات مفسرین (رحمهم الله) نے کیونکر یه قرار دے لیا که حضرة یونس نسل ابراھیمي سے نه تھے ؟ اگر وہ مثل حضرة لوط کے نہوتے ' جب بھي وہ ذریة ابراھیمي ھي میں داخل تھے کیونکه سلسلۂ بنو اسرائیل میں جتنے انبیاء کرام آئے ' سب کے سب دعوة موسسهٔ ابراھیمي کے مجدد تھے - لیکن لطف یه ھے که جسماني نسل کے اعتبار سے بھي حضرة یونس نسل یعقوب سے ھیں اور یعقوب حضرة اسحاق کے بیٹے تھے ' اور اسحاق حضرة ابراھیم کے (علیهم السلام) !

حضرت " الیاس " کے متعلق بھي لوگوں نے عجیب عجیب قیاسات کیے ھیں ' اور بعضوں کا یه حال ھے که وہ انبیاء کے عبراني الاصل ناموں کیلیے عربي مادوں اور مصدروں کو ڈھونڈھتے ھیں - در اصل تورات میں جو نام " ایلیاہ " کي شکل میں تم دیکھتے ھو ' وھي عربي میں آکر " الیاس " ھوگیا ھے - حضرة ایلیاہ کا مفصل تذکرہ کتاب سلاطین اول اور دوم ' دونوں میں موجود ھے - انکا ظہور " اخي اب " پادشاہ کے زمانے میں ھوا ' جو یہودي ھوکر بعلبک کے بتوں سے مرعوب ھوگیا تھا - انکے متعلق کتاب سلاطین دوم (۲ : ۱۰) میں لکھا ھے که جب یرون پار اترے ' تو ایک آتشیں رتھه آسمان سے اترا - اور وہ یکایک غائب ھوگئے - صدر قیوں کو انھي کے دوبارہ ظہور کا انتظار تھا -

بہر حال یه بھي ایک رسول اور مجدد اسرائیلي تھے ' اور دعوة ابراھیمي کي ذریة میں جسم و روح دونوں اعتبار سے داخل -

حضرة " الیسع " کے متعلق انسے بھي زیادہ غلط فہمیاں پیدا ھوئي ھیں ' اور انکي شخصیت کے متعلق کوئي صاف فیصله نہیں کیا گیا ھے -

بعض تو اس عام غلط فہمي کي بنا پر که یه نام عربي ھیں ' الیسع مصادر و مواد ڈھونڈھنے لگے ' بعض نے " الیاس " اور " الیسع " دونوں کو ایک قرار دیا ' بعض نے کہا که اسپر الف لام کا آنا اسکي عربیت کي پوري دلیل ھے -

اس سے بھي زیادہ آجکل کے بعض مدعیان تحقیق جدید نے ٹھوکر کھائي ھے ' اور لکھا ھے که تورات میں جس نبي کا نام " یسعیاہ " آیا ھے اور جنکا ایک صحیفه بھي موجود ھے ' وھي الیسع ھیں -

لیکن در اصل یه تمام تحقیقات بے سود ھے - مثل اور ناموں کے یه نام بھي عبراني ھے ' مگر بغیر اسي تبدیلي کے بجنسه عربي میں آگیا ھے - کتاب سلاطین اول و دوم میں جہاں حضرت ایلیاہ کا ذکر کیا گیا ھے ' وھاں انکے ایک ساتھي " الیسع " بھي ھیں ' جو انکي غیبت کے بعد انکي نبوة کے وارث ٹھہرے ' اور جب یرون پار اترے تو یریحو کے انبیاء زادوں نے پکارا : " ایلیاہ کي روح الیسع پر اتري " (سلاطین ۲ : ۱۵)

اگر ھمارے مصنفین نے تورات کا مطالعه کیا ھوتا ' تو یه دقتیں پیدا نه ھوتیں -

بہر حال حضرة " الیسع " علیه السلام بھي قطعاً اسرائیلي ھیں ' اور اسلیے قطعاً حضرة ابراھیم علیه السلام کي جسماني ذریة سے بھي ھیں ' اور انکي روحاني ذریة سے بھي ' وہ بھي مثل دیگر انبیاء بنو اسرائیل کے تجدید دعوة ابراھیمي کیلیے آے جو شریعت موسوي کے نام سے موسوم تھي -

(تفسیر آئمهٔ اهلبیت علیهم السلام)

اور الحمد لله که " و من ذریته " کي یہي تفسیر بعض ائمهٔ اھلبیت کرام علیهم السلام نے بھي کي ھے ' اور في الحقیقت آن خزائن و ینابیع علوم نبوت سے بڑھکر اور کون ھے جسکي تفسیر مقبول و مطلوب ھوسکتي ھے ؟

حجاج بن یوسف نے ایک مرتبه حضرة امام باقر علیه و علی اجداده و آبائه الصلواة والسلام سے پوچھا که آپ لوگ حضرات حسنین علیهما السلام کو آنحضرة صلی الله علیه و سلم کي ذریة قرار دیتے ھیں ' اور کہتے ھیں که یه قران سے ثابت ھے - مگر میں نے تمام قران کا مطالعه کیا ' مجھے کہیں انکا ذکر نہیں ملا -

اسپر حضرة امام علیه السلام نے فرمایا :

الیس تقرء سورة الانعام	" کیا تو نے سورۂ انعام میں یه ایة
" ومن ذریته داؤد و سلیمان "	نہیں پڑھي که : و من ذریته داؤد
حتی بلغ : ویحیی و عیسیٰ "	و سلیمان " اور کیا اسي سلسله
فقال : الیس من ذریة	میں حضرة عیسي علیه السلام کا
ابراھیم و لیس له اب ؟	بھي نام نہیں آیا ھے ؟ اگر آیا ھے

تو حضرة عیسیٰ حضرة ابراھیم کي ذریة کیونکر ھوے - حالانکه انکا باپ نه تھا ؟

جواب کا مطلب یه ھے که جب حضرة مریم علیها السلام کے نسب کي بنا پر خدا نے حضرة عیسیٰ کو ذریة ابراھیم قرار دیا ' تو پھر حضرة سیدة النساء فاطمة الزهراء علیها السلام کے لخت جگر کیوں رسول الله صلی الله علیه و سلم کي ذریة نہوں ؟

امام رازي وغیرہ نے اس جواب کو حضرة امام باقر علیه السلام کي طرف نسبت دي ھے ' لیکن حافظ ابو الفداء نے بسلسلۂ روایت یحییٰ بن یعمر کي طرف منسوب کیا ھے - میں نے حضرات مفسرین اثنا عشریه کي مصنفات اس غرض سے دیکھیں ' تو تفسیر صافي میں بجنسه حضرة امام کا مندرجهٔ صدر قول ملگیا -

اس جواب سے ثابت ھوا که آیة انعام میں " و من ذریته " کي ضمیر کا حضرت ابراھیم کي طرف عود اسدرجه مسلم تھا که جب حضرة امام نے استدلال کیا ' تو معترضین کادمین کچھه جواب نه دیسکے -

نیز یه که حضرات آئمهٔ اهل بیت نبوة علیهم السلام کا بھي یہي مسلک تھا - و الحمد لله علی ذالک -

مواعظ وخطب

الحرية في الاسلام

ان القوة لله جميعـــاً (۲ : ۱۶۰)

اس سے پہلے کہ دنیا نور اسلام سے منور ہو' انسان کا کیا حال تھا؟

وہ دنیا کے ذرہ ذرہ کو خدا سمجھتا تھا' جنگل کا ہر بڑا درخت اوسکا خدا تھا' زمین کا ہر خوفناک کیڑا اوسکا خدا تھا' پہاڑ کا ہر سیاہ پتھر اوسکا خدا تھا - وہ سانپ کو پوجتا تھا کہ سانپ دیوتا تھا' وہ دریا کو پوجتا تھا کہ دریا دیبی تھی' وہ پہاڑ کو پوجتا تھا کہ وہ دیوتاؤں کا مسکن تھا' وہ آگ کو پوجتا تھا کہ وہ کبھی اکنی دیبی تھی اور کبھی خدا کا مظہر تھی' وہ عام ستاروں کو پوجتا تھا کہ وہ حکمران عالم تھے - وہ چاند اور سورج کو پوجتا تھا کہ وہ نور اکبر تھے' وہ حیوانوں کو پوجتا تھا کہ اون میں انسانوں سے زیادہ قوت تھی' وہ انسانوں کو بھی پوجتا تھا کہ خدا کے اوتار تھے!

هندوستان جو علوم ریاضیہ کا سر چشمہ تھا' پتھروں اور مورتوں کا بندہ تھا' یونان جو علوم عقلیہ کا مرکز تھا' طرح طرح کے دیوتاؤں کا مسکن تھا' مصر و بابل جو علم هیئة و فن تعمیر کے سب سے پہلے گھر تھے' ستاروں کے هیکل سے آباد تھے - دنیا اسی تاریکی میں گھری ہوئی تھی' کہ کلدان میں "مسلم اول" کا ظہور ہوا' جسنے:

فلما جن عليه الليل را كوكبا قال هذا ربي فلما افل قال لا احب الافلين - فلمـاء را القمر بـازغـا قال هذا ربي فلما افل قال لئن لم يهـــدني ربي لا كونن من القوم الضالين - فلما را الشمس بازغـــة قال هذا ربي هذا اكبر' فلما افلت قال يا قوم اني بريء مما تشركون' اني وجهت وجهـــي للذي فطـــر السموات و الارض حنيفاً و ما انا من المشركين -

رات کو ستاروں کو دیکھا تو کہا یہ میرا خدا ہے' لیکن جب ستارے چھپ گئے تو اوسنے کہا: میں چھپ جانے والوں کو خدائی کیلیے نہیں پسند کرتا - پھر چاند نظر آیا تو پکار اُٹھا کہ یہ میرا خدا ہے' پر جب وہ ڈوب گیا' تو کہا: میرا سچا خدا میری هدایت نکرتا تو یقیناً میں گمراہ ہو چکا تھا! پھر دن کو جب سورج چمکتا ہوا نکلا تو اوسنے کہا: ہاں یہ میرا خدا ہے کہ یہ سب سے بڑا ہے' لیکن جب وہ بھی غروب ہوگیا تو اوسنے اپنی قوم کو مخاطب کیا: لوگو! میں اون سب سے تبری کرتا ہوں جنکو تم خدا کا شریک بناتے ہو' میں تمام جھوٹے معبودوں سے منہہ پھیر کر اوس سچے خدا کیطرف رخ کرتا ہوں جسنے آسمان و زمین کو پیدا کیا - میں اپنے خدا کا کسیکو شریک نہیں بناتا -

یہ پہلا دن تھا جب اسلام نے حقیقت انسانی کے چہرہ سے پردہ اُٹھایا' اور اوسنے بتایا کہ اے انسان! تو مخلوقات کا بندہ نہیں - تو مخلوقات کا آقا ہے - تو انکے لیے نہیں پیدا کیا گیا - وہ تیرے لیے پیدا کیے گئے ہیں - تو انکا غلام نہیں بنایا گیا' وہ تیرے غلام بنائے گئے ہیں تو تمام مخلوقات سے اشرف ہے' اور تیری ذات ان تمام هستیوں سے ارفع ہے - تو صرف خالق مخلوقات کا بندہ ہے' اور اور تمام مخلوقات کا آقا ہے - پھر تو جنکا آقا ہے' حیف ہے کہ اونکو اپنا خدا بنائے اور انکے آگے غلامی کا سر جھکائے؟

و لقد كرمنا بني آدم و حملنهم في البر و البحر و رزقناهم من الطيبت و فضلنهـــم على كثير ممن خلـقنا تفضيـــلاً: (۱۷ - ۷۱)

هم نے انسان کو عزت و بزرگی بخشی' اوسکو خشکی و تری میں سواری دی' اچھی چیزیں روزی کیں' اور اپنی اکثر مخلـوقات پر فضیلت کامل عطا کی -

اے انسان! تمام دنیا تیرے هي لیے بنی ہے - تو اسکی پرستش نکر:

الم تر ان الله سخر لكم مـــا فـــي الارض؟ (۲۲ - ۶۴)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا نے جو کچھہ زمین میں ہے' تمہارے لیے مسخر کردیا؟

هو الذي خلـق لكم ما في الارض جـميعـــاً! (۲ : ۲۷)

خدا وهي ذات اقدس ہے جسنے تمہارے لیے تمام زمین کی چیزیں پیدا کیں!

بلکہ آسمان و زمین کی سب چیزیں تیرے هي لیے ہیں - تو اُنکے لیے نہیں ہیں - پس تو انکو خدا نہ جان:

الم تروا ان الله سخـــر لكم ما في السمـــوات و مـــا في الارض؟ (۳۱ : ۱۹)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ آسمان و زمین کی تمام چیزیں تمہارے لیے خدا نے مسخر کردیں؟

و سخر لكم ما في السموات و مـا في الارض جميـــعا (۴۵ : ۱۲)

خدانے تمہارے لیـــے آسمان و زمین کی تمام چیزیں مسخر کردیں -

تو دریا کو دیبی نکہہ کہ وہ تو تیری ضروریات کا ایک خزانہ ہے:

سخرلكم البحرلتجري الفلك فيه بامره و لتبغوا من فضله (۴۵ - ۱۱)

تمہارے لیـــے دریا کو مسخر کردیا تاکہ اوسمیں خدا کے حکم سے کشتیاں چلیں اور اپنی رزق کو تلاش کرو -

و هو الذي سخر البحر لتاكلوا منه لحما طريا و تستخرجوا منه حلية تلبسونها' و ترى الفلك مواخر فيه و تبتغوا من فضله و لعلكم تشكرون (۱۶:۱)

خدا وهي ذات قدوس ہے جسنے دریا کو مسخر کیا تاکہ تم اوس سے تازہ گوشت کھاؤ' اوس سے اپنی زیب و زینت کی اشیاء نکالو' اوسمیں تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں' تاکہ اوس سے خدا کی برکت تلاش کرو' اور اوسکا شکر ادا کرو -

تو حیوانات کو دیوتا نہ سمجھہ کہ وہ تیرے هي فائدہ کے لیے مخلوق ہوے ہیں:

و جعل لكم من الفلك و الانعام ما تركبون' لتسووا على ظهوره ثم تذكروا نعمة ربكـــم اذا استويتم عليه' و تقولوا سبحان الذي سخر لنا هذا و ما كنا له مقرنين (۴۳ : ۱۲)

کشتی اور جانور تمہارے لیے پیدا کیے تاکہ تم اونکی پیٹھہ پر سیدھے سوار ہو' پھر اپنے خدا کے احسان کو یاد کرو' اور کہو کہ پاک ہے وہ ذات جسنے ہمارے لیے مخلوقات کو مسخر کردیا! ہم اپنی قوت سے انکو مسخر نہ کرسکتے!

آگ دیبی نہیں وہ تو تیرے هي لیے پیدا ہوئی ہے:

والذي جعل لكم من الشجر الاخضر نارا (۳۷ ; ۸۰)

خدا وہ ہے جسنے سبز لکڑی سے تمہارے لیے آگ پیدا کی!

پہاڑ دیوتاؤں کا مسکن کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ تو خود انسان کے تابع ہے اور خدا کا فرمانبردار ہے:

انا سخرنا الجبال معه يسبحن بالعشي و الاشراق (۳۸ : ۱۷)

هم نے داؤد نبی کیلیے پہاڑ کو مسخر کردیا کہ صبح و شام خدا کی تسبیح کریں -

آفتاب و مہتاب اور دیگر ستارے بھی اے انسان تیرے خدا نہیں' تو خود اونکا خداوند و آقا ہے' اسلیے تو اونکو سجدہ نکر!

و سخر لكم الشمس و القمر دائبين و سخر لكم الليل

تمہارے لیے آفتاب و ماهتاب کو مسخر کردیا جو حرکت کرتے ہیں' اور اسیطرح

و النهار (۱۴ - ۲۷)	رات اور دن اور انکے خواص و موثرات کو بھي تمھارا تابع فرمان بنا دیا !
و سخر لكم الليل و النهار' و الشمس و القمر و النجوم مسخرات بامره (۱۶ : ۲)	رات' دن' سورج' چاند' سب کو تمھارے تابع کردیا کیونکه تمام ستارے خدا کے حکم کے تابع هیں -

غورکرو' ایک "مشرک" اور ایک "مسلم" کي زندگي میں کتنا فرق هے ؟ مشرک پتھروں سے ڈرتا هے که وه خدا هیں' ستاروں سے ڈرتا هے که وه خدا هیں' کہنه اور بوسیده قبروں کي اینٹوں سے ڈرتا هے که وه خدا هیں' خود انسانوں سے ڈرتا هے که وه خدا هیں' لیکن ایک مسلم کا عقیده یه هے که " فاطر السموات و الارض " کي ایک ذات کے سوا دنیا میں کوئي وجود نہیں جس سے ڈرا جاے - ایک مشرک اپنے کو دنیا کي هرشے سے کمزور و حقیر سمجھتا هے' لیکن ایک مسلم وجود ذات " عزیز و متکبر " کے سوا خود کو سب سے بلند اور سب سے اعلی سمجھتا هے' کیونکه هر لحظه اوسکے کان میں یه آواز آتي رهتي هے :

ان العـــزة لله و لرسوله و للمومنين -	عزت صرف خدا کیلیے هے' اوسکے رسول کیلیے هے' اور مسلمانوں کیلیے هے -

اے مشرک انسان ! تو کیوں خدا کے سوا آوروں کیطرف هاتھه پھیلاتا هے ؟ کیا تو اونمیں سے بعض سے بہتر اور بعض کے برابر نہیں هے ؟ اے مشرک انسان ! تو کیوں خدا کے سوا آوروں سے ڈرتا هے ؟ کیا وه بھي تیرے هي طرح خدا کي مخلوق نہیں ؟ اے مشرک انسان ! تو خدا کو چھوڑ کر کن سے حاجت بر آري کي درخواست کرتا هے ؟ کیا وه خود خدا کے محتاج نہیں ؟ پس ایک هي هے جسکي طرف هاتھه پھیلانا هے' ایک هي هے جس سے ڈرنا هے' ایک هي هے جسکے آگے جھکنا هے' ایک هي هے جسکے آگے گڑگڑانا هے' ایک هي هے جسکو اپنے سے بالاتر سمجھنا هے' اور هاں ایک هي هے جس سے حاجت بر آري کي درخواست هے :

قل افرايتم ما تدعون من دون الله' ان ارادني الله بضر هل هن كاشفات ضره ؟ او ارادني برحمة هل هن ممســكات رحمتـه ؟ قل حسبي اللـــه' عليـــه يتـوكـــل المتـوكلـــون -	اگر خدا مجھے مصیبت پہونچانی چاهے تو کیا تمھارے معبود جنکو تم پکارتے هو' اوس مصیبت کو دور کرسکتے هیں ؟ اگر خدا اپني رحمت مجھپر نازل کرني چاهے تو کیا وه روک سکتے هیں ؟ هاں کہدو که خدا هي کا رشته بس کرتا هے' بھروسه کرنے والے صرف اوسیکي ذات پر بھروسه کرتے هیں !

پس جو مسلم هے وه خود دار هے' کیونکه خدا کے بندوں میں اوسکا کوئي همسر نہیں' پھر کس سے وه اپني ذات کو حقیر سمجھے اور اوسکے سامنے جھکے ؟ اوسنے صرف ایک هي سے اپني ذات کو حقیر سمجھا' اور اوسیکے سامنے جھکا -

جو مسلم هے وه آزاد هے' کیونکه مخلوقات میں کون بڑا هے جس سے وه ڈرے ؟ اوسنے ایک کو بڑا سمجھا اور اوسي سے وه ڈرا -

مسلم خدا کے سوا کسي سے کیوں نہیں ڈرتا ؟ اسلیے که وه دل سے اعتقاد رکھتا هے که :

خدا کے سوا نفع و ضرر کسي کے هاتھه میں نہیں -
دنیا کي هر قدرت و قوت کا مالک وهي هے -
اوسکے سوا کسي میں قوت و قدرت نہیں -
مخفي دعاؤں کا سننے والا تنہا وهي هے -
دنیا کي تمام قوتوں کي عنان حکومت صرف اوسي کے دست قدرت میں هے -
عطاے موت و حیات و نفع و ضرر صرف اوسیکا کام هے -
هماري طرح دنیا کا ذره ذره اوسیکا محتاج هے' پر وه کسي کا محتاج نہیں -

تاریخ و عبر

امر بالمعروف و نهي عن المنكر

تاریخ معتزله کا ایک صفحه

غیلان دمشقي

ذیل کے مضمون میں اور اسکے بقیه سلسلے میں نه تو همیں فرقۂ معتزله کے عقائد و کلام سے کوئي تعلق هے' اور نه انکے صحت و عدم صحت پر کوئي تبصره کرنا هے - ایک ایسے دور میں جبکه تمام نئے مصنفوں اور مصلحوں نے اپنے لیے راه عمل صرف اعتزال هي کي تقلید میں پائي هے' الله تعالی نے اپنے فضل و کرم سے اس عاجز کي رهنمائي کي' اور اشاعره و معتزله' دونوں کي راهوں سے بلند تر ایک تیسري راه حقیقت و استقامت دکھلا دي - اگر اسکي هدایت و توفیق دستگیر نه هوتي تو سچ یه هے که ان دونوں راهوں کي دلدل بڑي هي قدم گیر تھي ;

بندۂ را که بفرمان خـــدا راه رود
نگزارند که در بند زلیخـــا مانـــد

تمام عالم اسلامي نے حقیقت کو اشاعره کي وراثت میں دیدیا تھا - اب بعض نئے مصلحین اٹھے هیں اور اعتزال کي مفقود و منهدم راه از سر نو درست کرني چاهتے هیں - پر افسوس که سلف صالح اور مومنون اولون کي اس راه کي کسي کو خبر نہیں' جو اس وقت سے هے' جبکه نه تو اعتزال کي پکار بلند هوئي تھي' اور نه امام ابو الحسن اشعري کا وجود تھا - بهر حال یه موقعه اس تذکره کا نہیں - صرف یه

(پہلے کالم کا بقیه مضمون)

پھر کیونکر ممکن هے که شدائد و خطرات کا مهیب دیو اوس مسلم کو خوفزده بنا سکے' جسکا قلب مطمئن خدا کے سوا کسي سے خوفزده نہیں ؟ اور کیونکر ممکن هے که خوف و هراس اوس دل پر قبضه کرسکے جو خدا کے سوا کسي کے قبضه میں نہیں ؟ اور هاں کیونکر ممکن هے که متکبران کي هیبت و عظمت' جبابرۂ عالم کا قهر و غضب' سپاهیوں کي تیغ و سنان' اور فرعونوں کا جاه و جلال اوس انسان کو مرعوب کرسکے' جسکي نظر میں یه سب کے سب ایک دست شل اور ایک عضو معطل سے زیاده نہیں ؟

پھر جسکي یه حقیقت هے' کیونکر ممکن هے که وه شدائد و خطرات سے خوف کھاکر نصرت حق سے باز آجاے ؟ اوسکا دل راستي اور سچائي کي سختیوں کو دیکھکر لرز جاے' اوسکي زبان قول حق سے خاموش رهے ؟ اوسکا قدم جادۂ صداقت سے متزلزل هو جاے ؟ کیونکه مسلم کي حقیقت یه هے که وه خدا کے سوا دنیا میں کسي سے نہیں ڈرتا - اپنے نفع و ضرر کي باگ اوسکے سوا کسي کے هاتھه میں نہیں دیکھتا -

پھر کیا یه سچ نہیں که مسلم فطرتاً خود دار هے که اکثر مخلوقات سے وه برتر اور بعض کے برابر هے ؟ کیا یه صحیح نہیں که مسلم فطرتاً آزاد اور حر هے که خالق کے سوا وه کسي مخلوق سے نہیں ڈرتا' کیونکه قوتوں کا منبع اور قدرتوں کا مرکز اوسکي نظر میں ایک هي هے :

ان يمسسك الله بضر فلا كاشف له' و ان يمسسك بخير فهو على كل شيئ قدير' و هو القاهر فوق عباده' و هو الحكيم الخبير (انعام)	اگر وه ضرر پہونچانا چاهے تو کوئي اوسکو هٹانے والا نہیں' اور اگر نیکي و برکت دینا چاهے تو وه هر بات پر قادر هے' وه بندوں پر غالب هے' وه هر نکته سے آگاه هے' اور هر خبر سے واقف هے -

واضح کرنا ہے کہ اپنی راہ دوسری ہے ' اور اس عہد ضلالت کیش میں الحمد للہ کہ صراط مستقیم سے مہجور نہیں :

راہے کہ خضر داشت ز سر چشمہ دور بود
لب تشنگی ز راہ دگر بردہ ایم ما !

لیکن عقائد و کلام سے باہر آ کر تاریخی حیثیت سے اس نامور فرقہ کا مطالعہ کرنا چاہیے جو صدیوں تک مسلمانوں کی علمی و سیاسی زندگی کا ایک بہت بڑا رکن رہا ' اور جسمیں ہر علم و فن کے اساطین و راسخین پیدا ہوئے - ہمارا موجودہ تاریخی ذخیرہ اس کے لیے بالکل بیکار ہے - تاہم بعض ذرائع ایسے بھی بچ رہے ہیں جن سے تھوڑا بہت سراغ لگ سکتا ہے - ہم چاہتے ہیں کہ گاہ گاہ بغیر کسی ترتیب کے بعض بصائر و حکم اسکے متعلق شائع کریں -

(امر بالمعروف و نہی عن المنکر)

جس زمانے میں فرقۂ معتزلہ کے نشو و نما پائی تھی ' اسلام تمام دنیا پر فیاضانہ حکومت کر رہا تھا ' اور تمام دنیا اوسکے فیض عام سے گل بداماں ہو رہی تھی - بالخصوص علماء و فقہاء کو سلاطین و خلفاء کی قدردانیوں نے مالامال کر دیا تھا -

لیکن اس حالت میں بھی اس فرقے نے اپنے دامن کو درہم و دینار کے چمکنے والے داغ سے آلودہ ہونے نہیں دیا - ایسے وقت میں جبکہ دست بہار پھولوں کا انبار لگا رہا تھا ' اور ابر کرم موتیوں کا مینہ برسا رہا تھا ' اس فرقہ نے اپنا دامن قناعت ہمیشہ سمیٹے ہوئے رکھا ' اور خار زار حرص و طمع سے الجھنے نہ دیا -

استغناء اور بے نیازی کی شان مختلف مظاہر میں نظر آتی ہے ' لیکن اوسکا اعلی ترین مظہر امر بالمعروف والنہی عن المنکر ہے - وہ ایک امانت الہی ہے جسکا بار سب سے پہلے علماء کے سر پر ڈالا گیا ہے : و لتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یأمرون بالمعروف و ینہون عن المنکر ' و اولئک ہم المفلحون (۳ : ۱۰۰)

لیکن اس گروہ کی راہ میں سب سے زیادہ درہم و دینار کے خزف ریزے حائل ہوتے ہیں - سلاطین بنو امیہ نے اسی درہم و دینار کی مہر لگا کر علماء کی زبانوں کو بند کرنا چاہا تھا ' لیکن علماء حق کی بے نیازی نے اس سنگ راہ کو ہمیشہ اپنے آگے سے ہٹایا ' اور اس فرض کے ادا کرنے میں جان تک سے دریغ نہ کیا - خلفاء بنو امیہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے وراثت شاہی میں جو خزانہ پایا تھا ' وہ اوس مال و متاع سے لبریز تھا جسکو دست تظلم نے سمیٹ سمیٹ کر اوس میں بھر دیا تھا ' اسلیے یہ دولت اون کے سینے کا بوجھ تھی - وہ اوس سے خزانے کو خالی کرنا چاہتے تھے -

لیکن اس عادلانہ اقدام کی طرف سب سے پہلے اونکو غیلان دمشقی نے توجہ دلائی جو اکابر معتزلہ میں ایک مشہور نامور متکلم گذرا ہے - اوس نے اونکو ایک خط لکھا کہ :

" اے عمر ! تم نے اسلام کو ایک دلق کہن ' اور ایک بوسیدہ صورت میں پایا ہے ' اے وہ شخص جو تمام مردوں میں سے ایک مردہ ہے ' تو کوئی قابل تقلید راہ اور کوئی زبان سے راستہ بتانے والا آدمی نہیں پاتا جس کی رہنمائی سے فائدہ اوٹھائے - آہ ' سنت کا چراغ بجھ گیا ' بدعات کی تاریکی چھا گئی ' دنیا کو ڈرا دیا گیا ہے ' عالم لوگ خود نہیں بولتے ' اور جاہلوں کو بولنے کی اجازت نہیں ملتی - امام کی ذات سے قوم نجات بھی پا سکتی ہے اور ہلاک بھی ہو سکتی ہے ' خدا خود کہتا ہے :

و جعلناہم ائمۃ یہدون بامرنا -	ہم نے اونکو امام بنایا اور وہ ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے ہیں -

یہی امام دنیا کو گمراہی سے بچاتے اور انکو تاریکی سے روشنی میں لاتے ہیں ' لیکن ایک قسم کے امام اور بھی ہوتے ہیں :

و جعلناہم ائمۃ یدعون الی النــار -	اور ہم نے اونکو ایسا امام بنایا جو آگ کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں -

لیکن اس قسم کے ائمہ صاف صاف یہ نہیں کہتے کہ آگ کی طرف آؤ بلکہ دنیا کے سامنے گناہوں کا دروازہ کھولدیتے ہیں - تو اے عمر ! جو لوگ خود دنیا کو گناہوں کی دعوت دیتے ہیں ' کیا وہ دنیا کو گناہوں سے بچا سکتے ہیں ؟ کیا کوئی ایسا حاکم ہے ' جو اپنے اعمال پر خود نکتہ چینی کرتا ہے ؟ کیا کوئی ایسا قاضی ہے کہ جو فیصلہ خود کرتا ہے ' اُسی فیصلہ کے خلاف ایک حاکم کو سزا بھی دیتا ہے ؟ کیا کوئی ایسا رہنما ہے جو دنیا کو سیدھی راہ دکھاتا ہے ' اور خود منزل مقصود سے بھٹک جاتا ہے ؟ کیا کوئی رحمدل انسان بھی تکلیف مالا یطاق دیتا ہے ؟ یا لوگوں سے بجبر اطاعت کراتا ہے ؟ کیا انصاف بھی ظلم پر آمادہ کر سکتا ہے ؟ کیا سچ بھی جھوٹ بول سکتا ہے ؟ "

یہ خط اگرچہ خلفاء بنو امیہ کے مظالم کا ایک اجمالی متن ہے ' لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز تو خود ہی اونکے ستون سلطنت کو گرا کر عدل و انصاف کا منارہ قائم کرنا چاہتے تھے ' اسلیے اونکو ایک معمار ہاتھ آ گیا - اونہوں نے خوش ہو کر خود غیلان کو طلب کیا ' اور اقامۂ عدل میں اوس سے اعانت کی درخواست کی - غیلان نے خزانہ اور توشہ خانہ کے انتظام کو اپنے ہاتھ میں لیا ' اور عام منادی کر دی کہ " خیانت پیشہ ظالموں کا ' ان ظالموں کا جنہوں نے رسول کی جانشینی کا تو دعوی کر دیا ' لیکن رسول کے سنت کی تقلید نہ کی ' مال و متاع بک رہا ہے - جسکو لینا ہو وہ آئے "

چنانچہ توشہ خانہ سے ایک موزہ نکلا جسکے دام ۳۰ ہزار درہم اوٹھے - غیلان نے اوسکو ہاتھ میں لیکر کہا : " لوگو ! خدا کے لیے بتاؤ کیا یہ لوگ امام بنکر دنیا کی رہنمائی کر سکتے تھے ؟ وہ ۳۰ ہزار درہم کے موزے اوس حالت میں پہنتے تھے جبکہ دنیا بھوک سے مرتی تھی "

اسی حالت میں ہشام ابن عبد الملک آ گیا اور کہا ; " یہ میری اور میرے باپ دادا کی علانیہ پردہ دری کر رہا ہے - اگر موقع ملا تو اسکے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دونگا " ہشام کے چلے جانے کے بعد غیلان اپنے دوست صالح کے ساتھ آرمینیا کی طرف روانہ ہو گیا - ہشام نے موقع پا کر اوسکو گرفتار کرایا ' اور چند روز قید رکھکر صالح اور غیلان دونوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیے ' اور کہا " تمہارے خدا نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ؟ " غیلان نے کہا " خدا یہ ظلم کیوں کرنے لگا ؟ یہ اوسکے کیا ہے جس پر خدا لعنت کرتا ہے " (مسئلۂ جبر و قدر کی طرف اشارہ تھا) اسکے بعد صالح نے پانی مانگا ' ہشام کے درباریوں نے جواب دیا کہ تمکو آب زقوم پینا پڑیگا جو دوزخیوں کے لیے مخصوص ہے - غیلان نے اس مایوسانہ جواب پر صالح کو تسکین دی ' اور وہ اسی حالت تشنگی میں شہید ہو گیا - غیلان نے نماز جنازہ پڑھی اور نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا " خدا ان ظالموں سے سمجھے ' انہوں نے زندہ حق کو مردہ اور مردہ باطل کو زندہ کیا ' شریف لوگوں کو ذلیل اور ذلیل لوگوں کو معزز بنایا " لوگوں نے اسکی اس آزادانہ تقریر سے متاثر ہو کر ہشام سے کہا " ہاتھ پاؤں کاٹنے سے تو اوسکی زبان اور تیز ہو گئی " ہشام نے حکم دیا کہ اسکی زبان بھی کاٹ دی جائے - چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ' اور شمع ہدایت کی یہ لو ہمیشہ کیلیے خاموش ہو گئی : بل احیاء و لکن لا یشعرون !

یہ علماء حق تھے ' یہ اسلام کی بخشی ہوئی وراثت علم تھی ' اور یہ وہ ہستیاں تھیں جنکا افسانۂ حق تو آج پڑھلو مگر انکی نسل کی تلاش میں نہ نکلو ' کیونکہ اب دنیاء اسلام میں نہیں بستی - ان علماء حق کے مقابلے میں آجکل کے اُن علماء منافقین و شیاطین اخرس کی ملعنت بھی ہمارے سامنے ہے جو اپنی چند روٹیوں کیلیے ' یا کسی مدرسہ کی نوکری کیلیے ' یا کسی امیر کے مردے کے قل کی متہائی کیلیے ' یا شمس العلماء کے خطاب کے تحفظ کیلیے ' ایک چھوٹے سے چھوٹے حق کے اظہار کی بھی طاقت اپنے اندر نہیں رکھتے !

مراسلات

سورہ والتيـــن

[از مولانا مظہر الدين صاحب شيركوٹي]

(ا)

انسان جب غور و فكر كي آنكهيں كهولتا هے تو ديكهتا هے كه نيچے زمين هے اور سر پر آسمان هے - انكي وسعت اوسكے خيال سے بالاتر اور انكي قدامت اوسكے ادراک سے باهر هے - ايک طرف وه عظيم الشان پہاڑوں ميں گهرا هے ' جنكي چوٹياں نامعلوم بلنديوں تک مرتفع هيں' دوسري طرف بلاخيز سمندر كي لہريں اوسكے ارد گرد طوفاں خيز هيں' جن کے سامنے انسان كي هستي تو كيا اوسكي زمين بهي كائي كي طرح چهٹ جاتي هے - ان عظيم ترين هستيوں سے قطع نظر كرکے جب وه چهوٹے چهوٹے جسموں كي قوت پر توجه كرتا هے' تو اور زياده متعجب هوتا هے كه هستي و حيات کے يه حقير ذرات طاقت و عمل كي كيسي حيرت انگيز مثاليں اپنے اندر ركهتي هيں ؟ ! !

وه ڈسنے والے سانپوں كي برق رفتاري پر خيال كرتا هے ' خونخوار جانوروں كي طاقت كو ديكهتا هے ' ابر کے ايک معمولي ٹكڑے سے بڑے بڑے شہروں كا زير و زبر هونا اوسكے سامنے آتا هے ' پهونک سے اوڑ جانے والي چنگاري كي قوت اوسكے پيش نظر هوتي هے ' اور جب ان تمام مناظر قدرت كو اپنے سامنے لاتا هے ' تو بے اختيار پكار اوٹهتا هے كه اے هستي انساني ! تو كيا هے ؟ تيري حقيقت كچهه بهي نہيں ! بحر وجود ميں پاني كا ايک بلبله ' عالم خلق ميں هوا كا ايک جهونكا ' ميدان تكوين ميں مجموعۂ غبار كا ايک نقش پا !

ليكن سورۂ مباركه " و التين " ميں قرآن حكيم نے اس خيال كي ترديد كي هے' اور شرف انساني کے دلائل بينه پيش كيے هيں - اُس نے بتايا هے كه عالم وجود كي دوسري چيزوں کے ساتهه انسان كو كيا نسبت هے ؟ بلا شبه انسان پاني كا بلبله هے ' مگر كونسا پاني ؟ وه ' جو آب بقاء كا ايک سرچشمه هے ! كچهه شک نہيں كه انسان هوا كا ايک جهونكا هے' مگر كس هوا كا ؟ وه ' جو باغ وحدت كي ايک لہر هے ! هاں' يقيناً انسان كا وجود ايک نقش پا هے ' مگر كيسا نقش پا ؟ وه ' جو وجود بحت كا سب سے زياده مكمل نشان هے ! خلاصه يه كه سرير ظہور كا تاجدار اور منصه شہود كي رونق ' وجود انساني هي هے !

انسان كا اشرف خلائق هونا ايک ايسا بين دعوى هے جسكے ليے احتياج دليل نه تهي - ليكن اپني هستي سے خود فراموشي هي كبهي كبهي مانع كار هو جاتي هے' اور اكثر دنيا کے بڑے بڑے اعمال صرف اسي ليے ناتمام رهجاتے هيں كه اونكے كرنيوالے اپنے آپ كو نہايت ضعيف و ناتواں سمجهكر همت هار ديتے هيں - لهذا ايک ايسے ناموس الهي كيليے جو " تبيانا لكل شي " اور " نور مبين " كي حيثيت ركهتا هو' ضرور تها كه انساني فضيلت كي كامل حقيقت كو اوسكے سامنے صاف صاف پيش كردے -

علاوه ازيں يه دين حنيف کے اوس اهم ترين ركن كي ايک تمهيد اور مقدمه بهي تها' جسے ميں حضرة شاه ولي الله (رحمة الله عليه) كي اصطلاح ميں " قانون مجازاة " کے لقب سے تعبير كرونگا -

پس اس سورة کے مضمون كي تقسيم دو قسموں ميں هو سكتي هے :
(۱) شرف انساني كا ثبوت - (۲) قانون مجازاة -

(مبحث اول)

و التين و الزيتـــون	انجير' زيتون ' طور سينا ' مكۂ
و طور سينين و هذ البلد	معظمه ' اس دعوے پر شاهد هيں
الامين' لقد خلقنا الانسان	كه هم نے انسان كو بہتر سے بہتر
في احســن تقـــويم -	حالت ميں پيدا كيا هے -

" تقويم " كي تفسير ميں قاضي بيضاوي تحرير فرماتے هيں :

تعـديـل بان خـص	تقويم کے معني تعديل کے هيں ' اور
بانتصاب القامة و حسن	اوس سے مراد يـه هے كه انسان
الصـورة و استجمـاع	سرو قامتي ' حسن صورة ' اور كائنات
خواص الكائنات و نظائر	کے تمام خواص ' اور تمام ممكنات
سائر الممكنات (انتهى)	كي تمثيلات كا مجموعه هے -

اسي مضمون كو امام رازي ان الفاظ ميں ادا كرتے هيں :

" التقويم " تصيير الشي	تقـويم کے معني هيں كسي شی
على ماينبغي ان يكون	كا ايسي حـالت ميں پيـدا كرنا
في التاليف و التعديل	جسكے لائق وه اپني تاليف و تعديل
يقال قومته تقويما فاستقام	ميں تهي - ايسے موقعه پر جب
و تقـــوم (انتهى)	كوئي شے چند چيزوں سے ترتيب ديكر

بنائي گئي هو اور وه درست هو' تو اهل عرب كہا كرتے هيں : قومته تقويما فاستقام و تقوم -

محدث ابن جرير طبري اپني شہرۂ آفاق تفسير ميں " تقويم " کے مختلف معني نقل كرتے هوے اپني راے ان الفاظ ميں ظاهر فرماتے هيں :

واولى الاقوال في ذلك بالصواب	تقويم کے معني ميں بہترين
ان يقال ان معني ذالک في	قول يه هے كه اسكے معني احسن
احسن صورة واعدلها - (انتهى)	و اعدل حالت کے هيں -

يه تينوں مفسر اور انكے سوا اور مفسرين بهي اگرچه ترتيب الفاظ و تعبير مقصد ميں مختلف هيں ' تاهم منشاء و مآل سب كا ايک هے - يه ضرور هے كه بيضاوي نے نہايت مفصل اور جامع الفاظ ميں " تقويم " كا مفہوم ادا كيا هے ' جسكا خلاصه يه هے كه " كيا بلحاظ حسن صورت ' اور كيا بلحاظ بلندي قامت ' انسان تمام ممكنات كي تمثيل اور كل كائنات کے خواص كا مجموعه هے " اور يه انساني شرف كي بہت بڑي دليل هے كه جو اوصاف (مثلاً حيوانات ميں حركت و اراده و انتقام ' نباتات ميں نشوونما ' ملائكه ميں طاعت رب كريم وغيره وغيره ') فرداً فرداً ديگر مخلوقات ميں موجود هيں' وه سب کے سب ايک وجود انساني ميں مكنون هيں - فلينظر الناظرون و ليمحص المشتاقون -

اسي مضمون كو قرآن حكيم نے دوسرے مقامات پر بهي بيان كيا هے - صرف اجمال و تفصيل كا فرق هے ورنه مقصود ايک هے -

ايک جگه ارشاد هوتا هے :

و صوركم فاحسن صوركم	اے انسانو ! خدا نے تمكو بہترين صورت ميں پيدا كيا هے -

يہاں صورة سے مراد صرف نقش و نگار جسماني يا خد و خال نہيں' بلكه صور معقوله و قواء ادراكيه بهي هيں - (كما صرح به الاصفهاني في الذريعة و المفسرون في تفسيرهم) -

دوسري جگه جو بہت زياده مفصل هے اسطور پر مذكور هے :

و لقد كرمنا بني آدم و حملناهم في البر و البحر ' و رزقناهم من الطيبات ' و فضلناهم علی كثير ممن خلقنا تفضيلا	هم نے بني آدم كو بزرگي عطاء فرمائي اور تري و خشكي ميں اونكے چلنے كيليے سوارياں بنائيں - عمده عمده چيزيں كهانے كو ديں - يهانتک كه مخلوقات كے اكثر حصه پر اونكو فضيلت و سيادت حاصل هے -

ان تمام آيات كو ايک دوسرے كے ساتهه ملا كر پڑهنے سے معلوم هو جاتا هے كه انكا مقصود فضيلت انساني كا ثبوت هے - " سورة التين " ميں اس دعوے كو مدلل و مشرح كيا گيا هے ' اور ثبوت ميں چار دليليں بصورت قسم پيش كي گئي هيں -

محققين نے محاورات عرب و اشعار جاهلية سے اسكا فيصله كرديا هے كه قسم اپنے ما بعد بيان كيليے شهادت و دليل هوتي هے - امام رازي سورة ذاريات كي تفسير لكهتے هوے شروع هي ميں تحرير فرماتے هيں :

ان الايمان التي حلف الله تعالی بها ' كلها دلائل اخرجها في صورة الايمان - مثاله قول القائل لمنعمه و حق نعمک الكثيرة ' اني لا ازال اشكرک - فذكر النعم و هي سبب مفيد لدوام الشكر -	" تمام وه قسميں جو الله تعالی نے قران شريف ميں بيان فرمائي هيں ' سب كي سب قسم كي صورتوں ميں دلائل هيں - جس طرح كوئي اپنے محسن كا شكريه ادا كرنيكے ليے كهتا هے : و حق نعمتک الكثيرة ' اني لا ازال اشكرک -

اور اس قول ميں نعمتوں كا ذكر دوام شكر كيليے سبب قرار ديتا هے "

اس مسئله كو پيش نظر ركهتے هوے اب همارا فرض هے كه هم يه ثابت كريں كه " لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم " پر يه چار قسميں " تين ' زيتون ' طور سينين ' بلد امين " كيونكر دليل هوسكتي هيں ؟

(تين و زيتون كي شهادت)

" تين " كے معني بعض مفسرين نے دمشق كے ايک پهاڑ اور بعض نے بيت المقدس كے ايک پهاڑي مقام كے بيان كيے هيں - ليكن يه سب اقوال مرجوح هيں - اور انكے ضعف كي طرف بيضاوي وغيره مفسرين نے اشاره بهي كيا هے - مناسب هي نهيں بلكه ضروري هے كه اس كے معني اوسي پهل كے ليے جائيں جسكو هم اپني زبان ميں " انجير " كهتے هيں - اسيطرح زيتون سے بهي مراد وهي مشهور پهل هے جس سے روغن نكالا جاتا هے ' اور جو اهل عرب كي هر دل عزيز و جان پرور غذا هے -

ابن جرير لكهتے هيں :

حدثنا ابن بشار ... عن الحسن في قول الله والتين والزيتون قال تينكم هذ الذي يوكل و زيتونكم هذ الذي يعصر	حضرت حسن سے مروي هے كه قرآن شريف ميں تين سے مراد وهي پهل هے جسے لوگ كهاتے هيں - اور زيتون سے مراد وهي هے جس سے روغن نكالتے هيں -

امام رازي اپنے تفسير ميں تين و زيتون كے معني بيان كرتے هوے حضرت ابن عباس رضي الله كا قول نقل كرتے هيں " هو تينكم و زيتونكم هذا " اے اهل عرب ! تين و زيتون سے مراد يهي تمهارے مشهور پهل هيں -

ان دونوں الفاظ كے معني متعين هونيكے بعد غور كرو كه يه شرف انساني پر كسطرح شاهد هيں ؟ تم جانتے هو كه انجير ايک نهايت چهوٹا سا پهل هے ' ليكن غذا و دوا ميں بيشمار فوائد ركهتا هے - ذائقه كے لحاظ سے نهايت شيريں هے - باعتبار طبي فوائد كے قاطع بلغم ' ملين طبع ' مطهر كليتين ' مسمن بدن وغيره ' اسكے معمولي خواص هيں -

پس انجير شاهد هے كه جسطرح يه جسم صغير هوكر بيشمار فوائد كا مجموعه هے ' اسي طرح وجود انساني بهي جسماً مختصر ليكن مختلف قوتوں كا پتله ' گونا گوں جذبات كا سراپا ' بو قلموں اسرار كا مجسمه هے !

بيشک اسكي مٹهي بهر هڈيوں كا ڈهانچ عالم تكوين كي غير محدود كوه پيكر هستيوں كے سامنے كچهه حقيقت نهيں ركهتا ' مگر ان هڈيوں هي ميں وه طاقت هے جو پهاڑوں كي چوٹيوں اور سمندروں كے طوفانوں كو مسخر كرسكتي هے !

دوسري شهادت زيتون كي هے - وه يه كه جسطرح زيتون ميں روغن حلول كيے هوے هے ' اور زيتون كي قدر اوسكے روغن هي كيوجه سے هے ' اسي طرح انساني جسم ميں بهي روح كا حلول هے ' اور اسكا شرف بهي اوسكي روح هي سے هے - ورنه انسان مٹي كا ايک ڈهير يا حشرات الارض كي گهناؤني غذا هے اور بس -

يهاں پر دو سوال اور قابل غور هيں - ايک يه كه جناب باري نے زيتون هي كو شهادت كيليے كيوں منتخب كيا ' جبكه يه فائده اور روغن دار پهلوں يا اسي قسم كے تخموں سے بهي حاصل هوسكتا تها ؟

اسكا جواب يه هے كه اهل عرب جو قرآن كريم كے اولين مخاطب هيں ' اونكے سامنے جو چيز بكثرت موجود تهي ' وه زيتون هے ' اور جو فوائد غذاء و دواء كے اعتبار سے انهيں حاصل هورهے تهے ' وه بالكل آنيو واضح و آشكارا تهے -

دوسرا سوال يه هوسكتا هے كه جبكه روح جسم سے اعلی و اشرف اور اوسپر حاكم هے ' تو اسكي شهادت كو جسم كي شهادت سے مقدم هونا چاهيے ' اور اسليے والتين كي جگه والزيتون كے لفظ سے سورة كو شروع كرنا چاهيے تها - يه درست هے ' مگر ياد ركهنا چاهيے كه دليل و اثبات كے موقعه پر مقدم هونيكا وه چيزيں حق ركهتي هيں جو تجارب و محسوسات كے دائره ميں هوں - قطع نظر فلسفۂ جديده كے جسكي بنياد كا سنگ اولين هي تجربه هے ' اگر ارسطو و افلاطون كے فلسفه كو ديكهو - اور كم از كم علامه بهاري كي سلم كے آخر ميں برهان كي بحث سامنے ركهو ' تو معلوم هوجائيگا كه دليل مفيد يقين وهي هوسكتي هے جسكے مقدمات كي ترتيب امور يقينيه اور تجربه پر هو ' يا كم از كم ايسے مقدمات كيطرف اونكي تحصيل هوتي هو - بهرحال جسم اور اوسكے فوائد محسوس اور بالكل ظاهر هيں ' اور روح غير محسوس هے - پس اسليے جسم كي شهادت كو حق تها كه وه روح كي شهادت پر مقدم هو ' اور سورة كو والتين هي كے لفظ سے شروع كيا جاے -

(نكته)

زيتون كے لفظ ميں ايک اور لطيف اشاره هے - وه يه كه جب زيتون سے روغن نكال ليا جاتا هے تو اوس سے دوسرے فوائد كے علاوه چراغ بهي روشن هوسكتا هے ' اور وه اپنے ارد گرد تمام چيزوں كو منور كرديتا هے - اسي طرح وه روح جو قفس عنصري ميں مقيد هے ' اگر بقدر طاقت بشري اوسكو بهي علائق ماديه سے پاک و صاف كرليا جاے ' تو پهر اس سے بهي بهت سي تاريک روحيں منور ' اور ظلماتي قلوب روشن هوسكتے هيں !

(طور سينين كي شهادت)

" طور سينين " كي تفسير ميں تمام مفسرين اپني عادت قديم كے موافق بهت سے احتمالات بيان كرتے هيں ' مگر در اصل يه سب تكلف هے - اس سے مراد وهي پهاڑ هے جو حضرة موسی كيليے جلوه گاه رباني اور بني اسرائيل كيليے قانون شريعت كا

مہبط تھا - ابن جریر نے بھی اسی کو پسند فرمایا ہے - چنانچہ لکھتے ھیں :

و اولی الاقوال فی ذالك بالصواب قول من قال طور سینین جبل معروف -	صواب تر قول اس بارہ میں اوس شخص کا ہے جو کہتا ہے کہ طور سینین سے مراد مشہور و معروف پہاڑ ہے -

یہ شہادت ایک عجیب و غریب شہادت ہے جو ثابت کرتی ہے کہ ضعیف و ناتواں انسانی پتلہ میں مادی ترقی کی قوۃ کہانتک ہے' اور وہ اپنے کمال کے بازوؤں سے اڑ کر کہانتک پہونچ سکتا ہے؟ اس سے پہلے تم بنی اسرائیل کی حالت پر نظر کرو' وہ ایک ایسی قوم تھی جس نے اسرائیلی برکت اور حضرۃ ابراھیم کے خدا کے وعدے کو فراعنہ کے قدموں میں پامال کردیا تھا - اوس بدبخت قوم نے فطرت کی سب سے زیادہ گراں قدر نعمت (یعنی حریۃ) کو ہمیشہ غیروں کی چوکھٹوں پر قربان کیا !

یہی بد نصیب بنو اسرائیل تھے جو انسانی عبدیۃ کے خون سے پیدا ہوئے - غلامی کے دودھ سے پلے - استبداد کی آب و ھوا میں بڑھتے رہے - یہاں تک کہ شرف قومی کا پاک جذبہ جسکی حفاظت دل کے خون اور دماغ کی روح سے ھونی چاھیے تھی' فراموش کردیا گیا - آہ' صرف یہی نہیں بلکہ اُنہوں نے دیکھا کہ ظالم مصریوں کی خون آشام تلواریں اپنی پیاس اونکے معصوم بچوں کے خون سے بجھاتی ھیں' اور اونکی مخدرات کی عصمت کی فرعونیوں کے وحشت کدہ پر قربانی ھورہی ہے - یذبحون ابنائهم و یستحیون نسائهم - مگر تاھم اس بے حسی کی صدا سے باز نہ آتے کہ : فاذهب انت و ربك فقاتلا انا ھھنا قاعدون -

بد قسمت عبرانیوں کی یہ حالت تھی' مگر جب جبل طور پر (جسکی قسم اس سورۃ میں کھائی گئی ہے) موسیٰ علیہ السلام کو قانون ملۃ عطا ھوا' اور اوسپر آیندہ نسل نے عمل کیا' تو پھر وہ حالت ہوئی کہ جو غلام تھے وہ شہنشاہ ھوگئے - جس قوم کو مصر میں سوکھی روٹیوں کے ٹکڑے بھی پیٹ بھرنیکے لیے چین سے نصیب نہ تھے' اوسکے قدموں پر شام کے خزانے جمع کیے - کنعانیوں اور حبشیوں کے دلفریب سبزہ زاروں کی یہ قوم مالک ھوئی - اموریوں (۱) اور فرزیوں' حویوں اور یبوسیوں' کی دودھ و شہد بہانیوالی زمین اونکے قبضہ میں آگئی - اُسی کے آفتاب جلالت و سطوت سے بابل و نینوا کے قصر جگمگا اوٹھے' اور اُسی کے رعب و شوکت نے مصر کے ایوانوں کو ھلادیا - یہ سب کیوں ھوا؟ صرف اسلیے کہ پہلے وہ صراط مستقیم و راہ حق سے بے خبر تھی' اور اب اوسپر عامل ھوگئی - پہلے وہ اوس قانون الٰہی سے جو طور پر نازل ھوا جو ترقی کے بے شمار اسرار سے معمور تھا' محروم تھی اور اب اوسکی پرستار ھوگئی - پس خداوند تعالیٰ نے اسی لیے طور کو جس سے ایک بہت بڑی قوم کے عروج و زوال کی تاریخ وابستہ تھی' بطور شاھد کے پیش کیا ہے کہ دیکھو' یہ طور شاھد ہے کہ انسان کو ہم نے اشرف ترین پیدا کیا - کیا باوجود ایک حقیر و ضعیف ھستی ھونے کے اسکی پرواز سب سے زیادہ بلند نہیں ہے ؟

جسطرح کہ پہلے جسم کی شہادت اور اسکے بعد روح کی شہادت بیان کی گئی تھی' اسی طرح تیسری شہادت میں پہلے جسمانی و مادی ترقی کا ثبوت دیکر چوتھی شہادت اوسکی روحانی ترقی کی دلیل قرار پائی -

(بلد امین کی شہادت)

و ھــذ البلد الامین - امین امن سے مشتق ہے' جسکے معنی حفاظت کرنیکے ھیں - امانۃ کو امانۃ اسی لیے کہتے ھیں کہ اوسمیں حفاظت کی جاتی ہے - امین اگر اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اپنے حقیقی معنی امن میں یہاں مستعمل ہے' تو اسکے معنی ھونگے " حفاظت کرنیوالا " یا مثل قتیل بمعنی مقتول اسم مفعول کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے' تو اسوقت اسکے معنی ھونگے محفوظ - بہر حال دونوں صورتوں میں بلد امین سے مراد مکہ معظمہ (زادھا اللہ شرفها) ہے - کذا صرح الکشاف والرازی والبیضاوی وغیرھــم -

پہلی صورت میں مطلب یہ ہے کہ خانۂ کعبہ فار من الدم (جو شخص کسیکو قتل کرکے بیت اللہ میں آ چھپے) کے قصاص سے اور جانوروں کے شکار سے جبکہ وہ حرم میں داخل ھو جائیں' حفاظت کرنیوالا ہے - کیونکہ نص قرانی میں دوسری جگہ "حرما آمنا" موجود ہے -

دوسری صورت میں مطلب یہ ہے کہ یہ کعبۂ محترمہ قتل و غارت' جنگ و جدال وغیرہ سے محفوظ ہے - یہ چوتھی قسم ہے' اور انسانی شرف کے جس شعبہ پر شہادت لائی گئی ہے' اسکو ہم اوپر لکھ آئے ھیں - اسکی تفصیل کیلیے ایک مختصر مقدمہ پیش نظر رھنا ضروری ہے -

محبت کے دو درجے ھیں - ایک یہ کہ محبوب اور اوسکے جمیع متعلقات سے الفت ھو - اوسکے دیار و لباس کی یاد بھی وھی دل پر اثر کرے جو اوسکی چشم بیمار کے اشارے کرتے ھیں - امرؤ القیس نے جب ایک سفر میں اپنی محبوبہ کی قیام کے اثار کو دیکھا' تو بیخود ھوگیا' اور یاران سفر سے کہنے لگا :

قفانبك من ذکری حبیب و منزل
بسقط اللوی بین الدخول فحومل

دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ محبوب کے سوا کسی سے محبت نہ ھو - اوسکا روے آتشیں قلب میں وہ آگ روشن کردے کہ ماسوا کی الفت خاکستر ھو جاے' اور یہ عالم ھو :

جدھر دیکھتا ھوں اودھر تو ھی تو ہے !

یہ مرتبہ پہلے سے اعلیٰ ہے اور اسی کا نام مرتبۂ خلت ہے' جسکا نمونہ حضرت ابراھیم و اسمعیل علیھما السلام تھے - حضرت ابراھیم کیلیے تو یہ مقام ظاھر ہے کہ جب اون سے اونکے جگر گوشہ و چشم و چراغ اسمعیل کی قربانی کیلیے ارشاد ھوا تو وہ بلا تامل تیار ھوگئے' اور اسپر حضرت باری سے یہ خطاب عطا ھوا :

و اتخذ اللہ ابراھیم خلیلا	اللہ تعالیٰ نے ابراھیــم کو اپنا خلیل بنایا -

لیکن حضرت اسمعیل بھی اس مقام خلت سے محروم نہ تھے - چنانچہ جب راہ حق میں اونکو قربان کرنیکے لیے کہا گیا (انی اذبحك فانظر ما تری) تو انہوں نے بلا تامل عرض کیا کہ اے باپ اگر آپ قربان کرنیکے لیے طیار ھیں' تو میں بھی قربان ھونے کے لیے حاضر ھوں -

یا آبت افعل ما تومر ستجدنی انشآء اللہ من الصابرین (۲۳ : ۷)

کعبہ مکرمہ جو انہی پرستاران حق و فداکاران ملت کی بناء کردہ تعمیر ہے' گویا تعلیم خلت کی درسگاہ ہے' جسکو یہ بزرگوار تعمیر کرتے جاتے تھے اور اپنے جذبۂ عشق میں معمور ھوکر کہتے جاتے تھے :

ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم' ربنا واجعلنا مسلمین	اے ھمارے خدا تو ھمارے اس کام بناء کعبہ کو قبول فرما اسلیے کہ تو ھی ھماری دعا کو سنے والا اور ھمارے کاموں کو جاننے والا ہے -

(۱) ان تمام الفاظ سے شام کے قبائل مراد ھیں' اور یہ تلمیح ہے کتاب خروج $\frac{۳}{۱۷ و ۱۷}$ کے اوس مضمون کیطرف جسمیں حضرۃ موسیٰ علیہ السلام سے انعامات کا وعدہ کیا گیا تھا

لک ومن ذریتنـــا امة مسلمة لک وارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم - ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلو علیهم آیاتک ویعلمهم الکتاب والحکمـة ویزکیهم انک انت العـــزیز الحکیــم (۱ : ۱۴)	اے پروردگار ! اب تو همکو اپنا فرمانبردار بنده بنالے اور هماري نسل سے ایک مطیع و منقاد امة قائم کر - اے خدا اپنے ارکان عبادت همکو هدایت کر اور همپر رحمت نازل فرما کیونکه تو هي تواب و رحیم هے - اور پهراس امة میں ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو اونهیں سے هو' وه رسول تیرے احکام انکو سناوے اور تیري کتاب و حکمت کي باتیں اونکو سکهلاے - تو سب کچهه کرسکتا هے ' اسلیے که تو سب پر غالب اور سر چشمه حکمت هے -

پس درسگاه خلت یعنی بیت ابراهیمي اس پر شاهد هے که انساني روح کہاںتک ترقي کرسکتي هے ' اور اسکي انتها کیا هے ؟ تمکو معلوم هوگیا که اسکي ترقي اس حد تک هے جہاں پهونچکر ایک هي مقصود ' ایک هي مطلوب ' اور ایک هي شاهد و مشهود سامنے هوتا هے' جسکي چشم و ابرو کے اشاروں اور دهن حق طلب کي مسکراهٹ پر اپني عزیز ترین چیزونکو بهي قربان کردیا جاتا هے -

اے گم شتگان طریق حق ! اگر دین حنیف تمهارے هاتهوں میں' اسمعیلي خون تمهاري رگوں میں' اور ابراهیمي دعاء کي امة مسلمه تم هو' تو پهر تمهارے لیے ذریعـۂ فلاح و نجات وهي جذبه خلت ' وهي جوشـہ محبت ' وهي سوداء عشق ' وهي طریق ابراهیمي هے ' جسکي شهادت تمهارا کعبۂ مکرمه بزبان حال پیش کررها هے - اور اوسکي صدا اوسکے در و دیوار سے آرهي هے -

حضرة شاه ولي الله نے حجة الله البالغه میں اس امرکو مفصل بیان کیا هے که روح و جسم کا وجود اور اونکا اجتماع دوسرے جانداروں میں بهي هے - لیکن حصول سلطنت اور مقام خلت جن پر تیسري و چوتهي قسم شاهد هے' یه انسان هي کیساتهه مخصوص هے - ان دو آخري خصوصیتوں میں سے پہلے قوة حیوانیۂ انسانیه ' اور دوسري قوة ملکوتیه کا خاصه هے - پس ان خصائص و قوی' ان فوائد و منافع کے انکشاف کے بعد کون هے جو اسمیں شک کرسکتا هے که : لقد خلقنا الانسا في احسن تقویم ؟

(اشتـــهار)

اکسیر اعظم یا زندگی کی بہـار

(ایجاد کرده حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین)

—:o:—

" ایک سریع الاثر اور مجرب مرکب "

ضعف دماغ و جگر کیلیے یه ایک مجرب اور موثر دوا هے - خصوصا ضعف معدہ اور ان مایوس کن امراض کیلیے جنکا سلسله بعض اوقات خود کشي تک مسلسل هوتا هے ایک بے خطا اور آزموده مرکب هے - صحت کي حالت میں اگر اسے استعمال کیا جاے تو اس سے بهتر اور کوئي شے محافظ قوت نهیں هوسکتي -

قیمت في شیشي ۲ - روپیه محصول ڈاک ۲ - آنه

المشتهر : منیجر دي یوناني مڈیکل اسٹورس فوارۂ صحت

نمبر ۱/۱۵ زین اسٹریٹ ڈاکخانه ویلسلي - کلکته

الهـــلال :

(از جناب مولانا السید مرتضی نونهروي)

جب دوسرے سال دفعتاً یه نوراني پرچه نظر فقیر سے گزرا تها تو میں نے محرر و مدیر الهلال جناب علامه دوراں' وحید الزماں مولانا ابوالکلام آزاد کو لکها تها که یه هلال نهیں هے - اسکا نام " البدر" هونا مناسب هے - اسنے بدرية کے افق پر تدریجاً حرکت و ترقي نهیں کي هے بلکه بدو تکوین هي سے وه بدر هے - لهذا مستحق تسمیة البدر عین الکمال روزگار هے - لیکن اس قمرکو محاق میں چند روز رهنا پڑا - ان ایام ظلمت میں افکار اهل علم و بصیرت کے اندر جو ماتم برپا تها اوس ماتمگساري کا بزبان حال یه نوحه تها :

خون دل خود کن که شرابے به ازیں نیست
آتش بجگر زن که کبابے بـه ازیں نیست

مگر بمقتضاے : والقمر قدرناه منازل حتی عاد کالعرجون القدیم - اب پهر تاریکي محاق سے نکلکر' عالم اسلام و علوم و ادب کو منور کرنے لگا' اور سماے حریة راے' و معارف قرآني' و حقائق حکمة و بیان یزداني کا آفتاب عالمتاب بنکر نصف النهار و نقطه وسط النهار پر چمکنے لگا -

هنود و براهمه اور عوام شیعه قمر در عقرب کي نحوست کے قائل هیں - گو جناب مجلسي حق الیقین جلد ۱۴ بحار میں بقاعده هیئة و ریاضي اسکي تضعیف پر مائل هیں - دفاتر روایات اهل سنة و جماعت بهي اس روایت سے خالي نهیں هیں مگر محققین و ناقدین نے اسکو قابل وثوق نهیں سمجها هے - بهرحال همارا قمر عقربیة کے خطرات سے بالکل نکل آیا هے ' اور امید هے که البلاغ کے بلوغ رشد وکمال کا یه روز دنیاے اسلام میں بهتر از صد عید و تقریب نشاط هو' جوکسي رسم و قید کي پابند نهیں !●

هماري آرزوؤں اور امیدوں نے بصورت البـــلاغ اپنـا ظهور موفور السرور کیا هے' مگر قلم جادو نگار علامه عصر حضرت آزاد هي کا هے - وهي غلغلۂ آفریں عالم ارواح و معاني سے بلند هے ' وهي علم و فن کي رنگیني هے' وهي معارف قرآنیه کي نور افشاني هے جس پر فصاحت و بلاغت هزارها سجده کرتي هے' وهي متانت افکار اور آزادي راے کا نظاره هے جو پہلے تها' وهي انکشاف حقائق و علوم هے جو اسکي خصوصیت تهي' وهي معارف قرآنیه و نبویه کي جلوه فرمائیاں هیں جنکے لیے وه عالمگیر شهرت حاصل کرچکا هے - فافهم و تامل و تبصر -

بهر رنگے که خواهي جامه مي پوش * من انداز قدت را مي شناسم

البـــلاغ فقیرکي نظر سے گزرا تو زبان پریه شعر جاري هوا :

یا بـدردجی بوصله احیــاني * اذ زاروکـــم بهجره افنـــاني
بالله علیک عجل سفلک دمي * لا طاقة لي بلیلة الهجـــران

ایک ماهــوار تاریخی رســاله

میں ایک ماهوار تاریخي رساله جاري کرنے کا مصمم اراده کرچکا هوں' جو تهذیب اخلاق اور تهذیب نفس کا کام انجام دیتا هوا ملک و قوم کي صحیح تاریخ پیش کرسکیگا ' پہلا نمبر انشاء الله تعالی جنوري میں شایع هوجائیگا - احباب کي خدمت میں گذارش هے که اس نگارش کے ملاحظه فرماتے هي اپنے اراده سے مطلع فرمائیں که آیا آپ رساله کي (جسکا نام عبرت هوگا) خریداري پر آماده هیں ؟ نیز اپنے قیمتي مشوره اور اعانت سے دریغ نه فرمائیں - رساله کي قیمت صرف ایک روپیه ششماهي' اور ضخامت تیس چالیس صفحات هوگي - مجهکو مخاطب کرنیکے لیے ذیل کا پته کافي هے -

اکبر شــاه خان - نجیب آباد

هر فرمایش میں البلاغ کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینلڈ کی مسٹریز اف دي کورٹ ف لندن

یہ مشہور ناول جو کہ سولہ جلدوں میں ہے ابھی چھپ کر نکلی ہے اور تھوڑي سي رهگئي ہے - اصلي قیمت کي چوتھائي قیمت میں دیجاتي ہے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ - کپڑیکي جلد ہے جسمیں سنهري حروف کي کتابت ہے اور ۳۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیہ میں وي - پي اور ایک روپیہ ۱۲ - آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بہوبازار - کلکتہ

Imperiai Book Depot, 6o Srigopal Mullick Lane, Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت اور تبلہ انعام

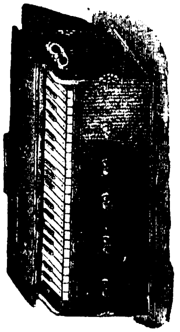

همارا سائنس فکسن فورسٹ هارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا میں یکساں رهنے والا همارے خاص کارخانہ میں کواسان لکڑي سے طیار کیا هوا ہے اسوجہ سے کبھي پوري قیمت اور کبھي نصف قیمت پر فروخت کرتے هیں - ایک ماہ کیلیے یہ قیمت رکھي گئي ہے - ایک مرتبہ منگوا کر آزمایش کیجیے - نہیں تو پھر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچہ مال ناپسند هوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرلینگے - اس وجہ سے آپ دریافت کرلیجیے کہ یہ کمپني کسي کو دهوکا نہیں دیتي ہے - گرانٹي تین برس - سنگل ریڈ اصلي قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیہ - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیہ - و ڈبل ریڈ اصلي قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیہ - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیہ - هر ایک باجہ کیواسطے مبلغ پانچ روپیہ پیشگي روانہ کرنا چاهیے اور اپنا پورا پتہ اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکھنا چاهیے - هر ایک سنگل ریڈ کے ساتھہ ایک کھوپي اور ڈبل ریڈ کے ساتھہ ایک تبلہ و ڈگي انعام دیا جاریگا - هندي هارمونیم سکھچھا کا قیمت ایک روپیہ ہے -

نیشنل هارمونیم کمپني ڈاکخانہ شملہ - کلکتہ

SALVITAE

یہ ایک اتنا مجرب دوا ان امراض کا ہے کہ جسکي وجہ سے انسان اپني قدرتي قوت سے گرجاتا ہے - یہ دوا ان کھوئي هوئي قوت کو پھر پیدا کر دیتي ہے - قیمت ایک روپیہ -

ASTHMA TABLETS

کسي قسم کا دمہ اور کتنے هي عرصہ کا هو اگر اس سے اچھا نہ هو تو همارا دمہ - کھانسي کے لیے بھي مفید ہے - قیمت ایک روپیہ -

PILES TABLETS.

بواسیر خوني هو یا بادي - بغیر جراحي عمل کے اچھا هوتا ہے - قیمت ایک روپیہ -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta.

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواہ نوبتي جنون ' مرگي والا جنون ' غمگین رهنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي وغیرہ وغیرہ دفع هوتي ہے - اور وہ ایسا صحیح و سالم هو جاتا ہے کہ کبھي ایسا گمان تک بھي نہیں هوتا کہ وہ کبھي ایسے مرض میں مبتلا تھا - قیمت في شیشي پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین

مستورات کے جملہ اقسام کے امراض - کا خلاصہ نہ آنا - بلکہ اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر یا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نہونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبري دیجاتي ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجونکي تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور ثمرہ زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهو - ڈاکٹر ایم - سي - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنر مدراس فرماتے هیں - " میں نے اوبھرالین کو امراض مستورات کیلیے " نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ریلس - ایل - ایم - اینڈ - آر - سي - پي اینڈ ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں : - " نمونے کي شیشیاں اوبھرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخش پایا " -

مس ایم - جي - ایم - براڈلي - ایم - ڈي - (برن) بي - ایس - سي - (لندن) سینٹ جان اسپتال ارکاڈي بمبئي فرماتي هیں : " اوبھرالین جسکو کہ میں نے استعمال کیا ہے " زنانہ شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور کامیاب دوا ہے "

قیمت في بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ هدایت مفت درخواست آنے پر روانہ هوتا ہے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

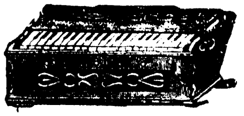

IMPERIAL FLUTE

بہترین اور نہایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیہ
قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیہ

هر درخواست کے ساتھہ ۵ روپیہ بطور پیشگي آنا چاهیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیہ -
ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیہ

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane Bowbazar, Calcutta.

پوہن ٹائین

ایک مجرب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز شفا ' یہ دوا کل دماغي کمزوریونکو دفع کرتي ہے - پژمردہ دلونکو تازہ بناتي ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانک ہے جو کہ یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اضافہ رطوبت کو قوت پھر چلي آتي ہے - هسٹریا وغیرہ کو بھي مفید ہے جو اس کو لوگوں کا اس کي قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ضعف باہ اکثر زائل هو جاتي ہے اس کے استعمال کرتے هي آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھہ آنہ -

AYESHA

مفرح دماغ - حسن کي افزایش - رگوں کي تازگي - بال کا بڑھنا یہ سب باتیں اسمیں موجود هیں - نہایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیہ -

نمونہ مفت - مشورہ مفت - فہرست مفت

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت ! مفت ! !

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف کردہ نوجوانوں کا رهنما و صحت جسماني و زندگي کا بیمہ کتاب قانون عیاشي - مفت روانہ هوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

البيان

في

مقاصد القرآن

هــذا بــيــان لــلــنــاس، و هــدى و موعظة للمتقين (٣ : ٣٣)

يعني قرآن حكيم كي مفصل تفسير، از خامه اڈيٹر الهلال

اس تفسير كے متعلق صرف اسقدر ظاهر كرديناكافي هے كه قرآن حكيم كے حقائق و معارف اور اوسكي محيط الكل معلمانه دعوة كا موجوده دور جس قلم كے فيضان سے پيدا هوا هے' يه اسي قلم سے نكلي هوئي مفصل اور مكمل تفسير القرآن هے !

يه تفسير موزوں كتابي تقطيع پر چهپنا شروع هوگئي هے - هر مهينے كے وسط ميں اسكے كم سے كم ٦٤ اور زياده سے زياده ١٠٠ صفحے اعلى درجه كے ساز و سامان طباعة كے ساتهه شائع هوتے رهينگے - اس سلسلے كا پهلا نمبر جسميں نصف حصه مقدمة تفسير اور نصف سورة فاتحه كي تفسير كا هوگا' انشاء الله ١٥ - صفر كو شائع هوجائيگا - قيمت سالانه ١٤ - صفر تك چار روپيه - بعد كو پانچ - روپيه -

اڈيٹر الهلال كي راے

ميں هميشه كلكته كے يوروپين فرم "جيمس مرے" كے يهاں سے عينك ليتا تها - اس مرتبه مجهے ضرورت هوئي تو ميسرز ايم - ان - احمد - اينڈ سنز (نمبر ١-١٥ رپن اسٹريٹ كلكته) سے كئي مختلف قسم كي عينكيں خريد كيں' اور ميں اعتراف كرتا هوں كه وه هر طرح بهتر اور عمده هيں' اور يورپين كارخانوں سے مستغني كرديتي هے - مزيد براں مقابلتا قيمت بهي ارزاں هيں - كام بهي جلد اور وعده كے مطابق هوتا هے -

آپكو واجبي قيمت پر هر قسم كي اصلي پتهر كي عينك مضبوط صحيح وقت دينے والي گهڑيونكي ضرورت هو تو ان ميں سے ايك منگواكر آزمايش كريں - رعايتي قيمت وغيره كي لالچ ميں پڑكر دهوكا نه كهائيں -

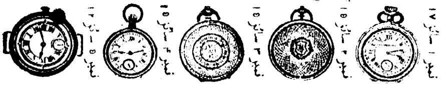

١- انگما واچ پتلي خوشنما مضبوط و صحيح وقت كي گارنٹي ٣ سال مع محصول ٥ روپيه -

٢- ڈبل كيس خوبصورت و مضبوط وقت كي سچي گارنٹي ٣ سال مع محصول ٦ روپيه -

٣ - چاندي كي ڈبل كيس مثل كورا ليزر كے وقت كي سچي گارنٹي ٣ سال مع محصول ١٠ روپيه -

٤ - نكل كيس و ميگا واچ نهايت پائدار و وقت كي نهايت سچي گارنٹي ٥ سال مع محصول ١٧ - روپيه -

٥ - نيو رسٹ واچ هاتهه كي زيب دينے والي مع تسمه گارنٹي چار سال مع محصول ١٥ - روپيه سے ٢٢ - روپيه تك -

صرف اپني عمر و دور و نزديك كي بينائي كي كيفيت تحرير فرمانے پر همارے لايق و تجربه كار ڈاكٹرونكي تجويز سے اصلي پتهر كي عينك بذريعه وي - پي كے ارسال خدمت كي جائيگي - اسپر بهي اگر آپ كے موافق نه آے تو بلا اجرت بدل ديجائيگي -

عينك نكل كماني مع اصلي پتهر كے قيمت ٥ روپيه سے آٹهه روپيه تك -

عينك رولڈ گولڈ كماني مع اصلي پتهر كے قيمت دس روپيه سے پندره روپيه تك - محصول ڈاك وغيره ٦ - آنه -

دو نظر (يعني نزديك و دور ديكهنے) كي عينك قيمت بالا نرخوں سے ٥ روپيه زياده -

ايم - اِن - احمد اينڈ سنز تاجران عينك و گهڑي نمبر ١ - ١٥ رپن اسٹريٹ ڈاكخانه ويلسلي كلكته

جسكا درد وهي جانتا هے' دوسرا كيونكر جان سكتا هے

يه سخت سردي كے موسم ميں تندرست انسان كا جاں بلب هو رها هے - سردي هٹانے كيليے كتنے بندوبست كيے جاتے هيں - ليكن افسوس بدقسمتي سے دمه كے مريض نا قابل برداشت تكليف دمه سے پريشان هوتے هيں' اور رات و دن سانس پهولنے كيوجه سے دم نكلے جاتے هيں' اور نيند تك حرام هو جاتي هے -

ديكهيے ! آج اوندو كسقدر تكليف هے - ليكن افسوس هے كه اس لا علاج مرض كي بازاري دوا زياده تر نشيلي اشياء اور دهتوره' بهنگ' بلا ڈونا' پوٹاس' اے او دائڈ' ديگر بنتي هے - اسليے فائده هونا تو دركنار مريض بے موت مارا جاتا هے - ڈاكٹر برمن كي كيميائي اصول سے بني هوئي دمه كي دوا انمول جوهر هے - يه صرف هماري هي بات نهيں هے بلكه هزاروں مريض اس مرض سے شفاء پاكر مداح هيں - آپنے بهت خرچ كيا هوگا - ليكن ايك مرتبه اسے بهي آزماليں - اسميں نقصان نهيں - قيمت ايك روپيه چار آنه في شيشي - محصولڈاك ٥ آنه - اس دوا كي دو خاص فوائد هيں - (١) ايك خوراك ميں دمه دبتا هے - (٢) اور كچهه روز كے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا هے اور جبتك استعمال ميں رهے دوره نهيں هوتا هے -

ڈاكٹر ايس كے برمن - نمبر ٥ و ٦ تاراچند دت اسٹريٹ كلكته

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 45, Ripon Lane Calcutta.

لا تهنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس و لينذروا به و ليعلموا انما هو اله واحد و ليذكر اولوا الالباب (١٤ : ٥٢)

نمبر - ٦ - ٧ | کلکته : جمعه ٨ - ١٥ ربيع الاول سنه ١٣٣٤ هجري | جلد ١

Calcutta : Friday, January 14 , 21 1916.

ترجمان القرآن

يعني قران حكيم كا اردو ترجمه ' از خامه اديٹر الهــلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقيقي حامل و مبلغ حضرات انبياء کرام و رسل عظام هيں - پس انکي تبليغ و تعليم اور نشر و توزيع کا مقدس کام دراصل ايک پيغمبرانه عمل هے ' جس کي توفيق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهيں حق تعالى انبياء کرام کي معيت و تبعيت کا درجه عطا فرماتا هے ' اور اونکا نور علم براه راست مشکواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله يوتيه من يشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفيق ملي ' وه حضرت شاه عبد الرحيم رحمة الله عليه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاه ولي الله قدس سره تھے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکيم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ' اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب کيا - انکے بعد حضرة شاه رفيع الدين اور شاه عبد القادر رحمة الله عليهما کا ظهور هوا ' اور اردو زبان ميں ترجمة القران کي بنياد استوار هوئي - شکر الله سعيهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذرچکي هے ' ليکن يه کهنا کسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جائيگا که نشر و تبليغ قرآن حکيم کي جو بنياد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ' اسکي تکميل کا شرف حق تعالى نے ايڈيٹر الهلال کيليے مخصوص کرديا تها ' جنهوں نے بعض داعيان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرانيه ' و ضروريات و احتياجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکيم کا يه اردو ترجمه نهايت سليس ' عام فهم ' معني خيز ' حقيقت فرما عبارت ميں مرتب کيا هے ' اور بحمد الله که زير طبع هے -

يه ترجمه کيسا هے ؟ ان لوگوں کيليے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هيں ' اسکا جواب دينا بالکل غير ضروري هے -

يه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه ليتهو ميں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعه ميں آسکے - قيمت في جلد چهه روپيه رکهي گئي هے - ليکن جو حضرات اس اعلان کو ديکهتے هي قيمت بهيجدينگے ' انسے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جائينگے - درخواستيں اور روپيه منيجر البلاغ کے نام بهيجنا چاهيے -

نوٹ — ڈبل نمبر هونے کي وجه سے قيمت فی پرچه چهه آنه

" كتاب مرقوم يشهده المقربون " (٨٣ : ١٨)

" في ذالك فليتنافس المتنافسون ! " [٨٣ : ٢٣]

السحر الحلال في مجلدات الهلال

گاہ گاہے باز خواں این دفتر پارینہ را

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

(١) " الھلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۃ اسلامیۃ کے احیاء، درس قرآن و سنت کی تجدید، اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ، اور وحدۃ کلمۃ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال، اور نیز مقالات علمیہ، و فصول ادبیہ، و مضامین و عناوین سیاسیۃ و فنیہ کا مصور و مرصع مجموعہ تھا - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الٰہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے، وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الھلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ، ایک ایک جملہ، ایک ایک ترکیب، بلکہ عام طریق تعبیر و ترتیب، و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(٢) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الٰہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا -

(٣) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی، اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر ہزاروں دلوں، ہزاروں زبانوں، اور صدہا اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا !

(٤) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الٰہی سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا، اور بلا ادنیٰ مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین، مذبذبین، متفرنجین، ملحدین، اور تارکین اعمال و احکام، راسخ الاعتقاد مومن، صادق الاعمال مسلم، اور مجاہد في سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے : و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(٥) علی الخصوص علم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالیٰ نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے، وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و مرحمت خاص ہے -

(٦) طالبان حق و ہدایت، متلاشیان علم و حکمت، خواستگاران ادب و انشاء، تشنگان معارف الٰہیہ و علوم نبویہ، غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں - وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جن میں سے ہر فصل و باب بجائے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے، اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(٧) چھہ مہینے کی ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی گئی ہے - ولایتی کپڑے کی جلد، اعلی ترین کاغذ، اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑی تقطیع کے (٥٠٠) صفحات !

(٨) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپے گی - تیسری، چوتھی اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں - تیسری جلد میں (٩٩) اور چوتھی جلد میں (١٢٥) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں، اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی

(٩) با ایں ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے -

Tel. Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No. 648

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول و رئیس التحریر
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

جلد ۱

کلکتہ : جمعہ ۸ - ۱۵ - ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, January 14, 21, 28 1916.

نمبر ۶ - ۷ - ۸

البلاغ كي اشاعت ميں تاخير اور اينده كيليے اعلان

اينده سے البلاغ بدستور قديم هفته وار شايع هوگا

(۱) البلاغ كي اشاعت ميں ابتک نہايت بدنظمي رهي - ابتدا ميں اراده كيا تها كه كچهه دنوں تک مہينے ميں دوبار شائع كيا جاے' اور اسطرح جو وقت اس سے بچے وہ تصنيف و تاليف ميں صرف هو' ليكن تجربے سے ثابت هوا كه اپنے ليے ايام اشاعت كي هر صورت يكساں هے' اور كام كي كثرت و قلت دل كي جمعية اور دماغ كے استعداد پر موقوف هے' صرف وقت هي كا سوال نہيں هے - محنت اور ذمه داري ميں اس سے كوئي فرق نہيں آتا' صرف اتني تبديلي هو جاتي هے كه چار مرتبه كي جگه دو مرتبه كام كا اختتام و آغاز هوتا هے - مگر يه تبديلي اپني مشكلات كيليے كچهه زياده سودمند نہيں -

(۲) اس سے بهي بڑهكر يه كه ابتک يكے بعد ديگرے كچهه ايسے افكار و حالات گرد و پيش رهے' جنكي وجه سے طبيعت برابر بجهي رهي' اور انہماک و محويت عمل كا شعله نه بهڑک سكا - اوروںكي خبر نہيں' مگر اپنے كاموں كو ديكهتا هوں تو يہي انہماک اور محويت ميري زندگي كي اصلي قوت اور ميرے تمام ضعف جسم و ناتواني صحت كا علاج حقيقي هے :

اے تو افلاطون و جالينوس ما !

ليكن اب تک يه حال رها كه البلاغ كي تحرير و ترتيب ميں ميرے ليے وہ لذت و كيفيت هي نه تهي' جو اپنے ذوق و شوق كے تمام كاموں ميں پاتا هوں' اور جو اگر مجهه سے چهين لي جاے تو ميري قوة شغل و عمل يكسر هلاک هوجاے - اسي كا نتيجه هے كه نه تو البلاغ كے كسي نمبر كو اسكي اصلي تقسيم و ترتيب كے مطابق طيار كيا گيا' نه تمام ابواب و فصول هي شروع هوسكے' اور نه پيش نظر مطالب مهمه كيليے زبان كهلي - صرف يہي خيال سامنے رها كه كسي نه كسي طرح البلاغ مرتب هوكر نكل جاے اور سلسله برابر جاري رهے -

(۳) ليكن الحمد لله كه ميرے دلكي افسردگيوں كا موسم اب بدل گيا هے' كيونكه مجهسے باهر بهي تبديلي هوگئي هے - اب ميں مستعد هوں كه اپنا جسقدر وقت البلاغ كيليے نكالوں' ذوق و انہماک كے ساتهه خرچ كروں' اور پرچه بهي هفته وار شائع هو - مجهے معلوم هوا هے كه تاخير اشاعت دوستوں پر بہت شاق هے -

(۴) اس نمبر كي اشاعت ميں بہت دير هوگئي - يه تين هفتوں كي مجموعي اشاعت هے - اُن احباب كرام سے اميد وار معافي هوں جنهوں نے هميشه ميري مشكلوں اور معذوريوں پر نظر ركهكر ميري كمزوريوں كو معاف كيا هے :

سخن طرازي و دانش هنر نظيري نيست
قبول درست مگر نالۂ حزيں كردد

(۵) آينده نمبر سے انشاء الله هر جمعه كو البلاغ ڈاک ميں پڑ جائيگا' اور بہت سي تبديلياں اسكي ترتيب و مضامين ميں نظر آئيں گي - الهلال كے زمانے ميں اكثر بزرگوں نے لكها تها كه رساله كے مضامين كو طرز تحرير و انتخاب مباحث كے اعتبار سے دو بڑي قسموں ميں منقسم كرديا جاے - چند مضامين نہايت آسان و سهل زبان اور تمام دقيق مطالب و علمي اشارات سے معرى هوں' تاكه هر شخص ان سے دلچسپي حاصل كرسكے' اور چند مضامين مخصوص طور پر اهل علم و نظر هي كيليے هوں' اور صرف انهي كو رساله اپنے مطالب دقيقه' مباحث مهمه' اور انشاء مخصوص كيليے محدود كردے -

اگرچه يه طريق تبليغ و درس ابتدا سے پيش نظر رها هے' ليكن آينده سے اسكي مزيد كوشش كي جائيگي' اور انشاء الله البلاغ كے هر نمبر كے مضامين ميں يه تقسيم ملحوظ رهيگي - الهلال كے جسقدر ابواب مضامين تهے' وہ بهي اب انشاء الله بالالتزام البلاغ ميں آپ ملاحظه فرمائينگے - بعض كے مضامين مرتب هوچكے هيں' ليكن ابتک انكي اشاعت كيليے جگه نه نكل سكي -

البيان و ترجمان القران

كيليے احباب كرام كو كسي قدر اور انتظار كرنا چاهيے - حتى الامكان پوري كوشش كر رها هوں كه كسي نه كسي طرح اسكا سلسله جلد شروع هو جاے - تفسير اور ترجمه شائع هوجاتا ليكن انكے مقدمه كي وجه سے دير هوگئي كيونكه ضروري معلوم هوا كه پہلے نمبر كے ساتهه مقدمه پورا شائع كرديا جاے - بهر حال اميد هے كه اب زياده انتظار نه كرنا پڑيگا - البيان كا جب تک پہلا نمبر شائع نہيں هوا هے' رعايتي قيمت كے بهيجنے كي مهلت باقى هے -

عہد التواء و انتظار

ما نبودیم بدیں مرتبہ راضي غالب
شعر خود خواهش آں کرد کہ گردد فن ما !

البلاغ کي پہلي دو اشاعتوں میں اس عاجز کے مشرب تجارت اور راہ دعوۃ کے متعلق جو کچھہ عرض کیا تھا ' امید ہے کہ احباب کرام کے پیش نظر ہوگا -

پس اس سلسلے میں سب سے پہلي حقیقت جو میں آنکے آگے واضح کرنا چاهتا ہوں ' یہ ہے کہ وہ ایک مرتبہ الهلال و البلاغ کے متعلق اچھي طرح سمجھہ لیں کہ اسکے تمام کام اصولاً کس قسم میں داخل ہیں ؟ اگر ایسا کیا گیا تو وہ صدها فروعي اور جزئي معاملات صاف ہو جائینگے جو ہمیشہ پیش آتے رهتے ہیں ' اور جنکے لیے نہ تو میرے پاس وقت ہے کہ بار بار کہوں ' اور نہ دوستوں کا وقت بیکار ہے کہ مقصد اصلي کي جگہ محض شخصي حالات و معاملات کي سماعت میں ضائع ہو -

گذشتہ صحبتوں میں یہ حقیقت ایک حد تک واضح ہوچکي ہے کہ تجارت اور دعوۃ کي راهیں بالکل متضاد ہیں' اور ایک وقت میں دونوں کا رشتہ جمع نہیں کیا جا سکتا - تجارت حاصل کرنا چاهتي ہے مگر دعوۃ کي پہلي شرط کہونا ہے -

اخبار نویسي اور تجارتي مطبوعات کي تمام شاخیں تجارت کے ماتحت ہیں' اور یورپ جو تحریر و تصنیف کے اس طریق کا موجد ہے ' اسکو تجارت هي کے اصول پر چلا رہا ہے -

هر اُس شخص کو جسکي نظروں سے میرے مطبوعہ کاموں کي ایک سطر بهي گذري ہے' اور نیز ہر اُس شخص کو جس تک میري آواز پہنچ سکتي ہے' یہ معلوم ہوجانا چاهیے کہ میں تاجر نہیں ہوں' اُس خدا کیلیے جسکي زمین لاکھوں کروروں تجارت گاهوں اور تجارت کے قافلوں سے بھري ہوئي ہے' یہ کچھہ ضروري نہیں ہے کہ وہ اپنے هر بندے کو تاجر هي بنائے - اُسکي ربوبیت و رحمت انسان کو هر طرح کا دل' هر طرح کا دماغ' هر طرح کا فکر' اور هر طرح کا عشق بخش سکتي ہے' اور کسي شخص اور جماعت کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ اگر اپنے اندر کسي چیز کو نہ پاے تو ساري دنیا کو اس سے محروم سمجھے :

ایں نشہ بمن گر نبود با دگرے هست !

پس میں جو کچھہ اور جیسا کچھہ بھي ہوں' لیکن اس حقیقت کے اظہار کیلیے اپني زندگي کے هر اثر کو شاهد رکھتا ہوں کہ میں تاجر نہیں ہوں' اور تجارت نہیں کرتا - خلاق فطرۃ نے مجھکو تجارت کي کوئي چھوٹي سے چھوٹي استعداد بھي نہیں دي ' اور ابتداے عمر سے جن حالات و موثرات کے ماتحت رکھا' انکي دنیا تجارت گاہ سود و زیان سے اسقدر دور ہے کہ اگر میں خود چلکر وهاں جانا بھي چاهوں تو نہیں پہنچ سکتا -

بلا شبہ میں نے پریس کھولا' اور یقیناً میں نے ایک رسالہ جاري کیا' لیکن یہ صرف اسلیے کیا کہ اظہار خیال اور تبلیغ مقصد کا اس سے بہتر اور زود عمل طریق آور کوئي نہ تھا' اور میرے پاس اتني دولت نہ تھي کہ میں مفت چھاپکر تقسیم کیا کرتا -

پس میرے تمام کاموں کي بنیاد تبلیغ ہے' نہ کہ تجارت - میري اخبار نویسي کو تم اخبار نویسي نہ قرار دو' کیونکہ میں نے اسے ضمناً اختیار کیا ہے اور وہ میرا اصلي کام نہیں ہے - میں نے اگر اُسے اختیار کیا تو یہ هندوستان کي اخبار نویسي اور مطبوعہ اشاعات کیلیے بہتر ہوا اور اسکے لیے ترقي کي ایک بالکل نئي راہ کھلي ' مگر خود میرے لیے اسمیں کوئي شرف نہیں' کیونکہ میرے کاموں کیلیے اصل راهیں دوسري تھیں :

ما نبودیم بدیں مرتبہ راضي غالب
شعر خود خواهش آں کرد کہ گردد فن ما !

یہ ایک اصولي بنیاد ہے - اب اسکے ماتحت طرز عمل و طریق کار کي تمام چیزیں آ جاتي ہیں -

اگر تمھارے سامنے الهلال کي پوري زندگي موجود ہے ' تو تم صدها نشانیاں اسکي پا سکتے ہو کہ تجارت اور تجارتي زندگي و اوضاع سے اسکي زندگي کي هر شاخ بالکل متضاد تھي -

تجارتي زندگي کیلیے سب سے پہلي چیز پریس کا نفع و نقصان تھا ' لیکن دنیا جانتي ہے کہ اس چیز سے زیادہ میں نے کسي چیز سے بے پروائي نہیں کي ' اور مال و صحت کے نقصان کے سوا اس سے کوئي تجارتي معاوضہ مجھے حاصل نہ ہوا -

مجھے ملک کے دولتمند و دولت بخش طبقہ سے یکقلم بے پروا اور کنارہ کش رهنے کي خدا نے توفیق دي ' جو راہ دعوۃ کي اولین شرط مگر راہ تجارت کیلیے بربادي اور موت ہے - مجھے ارباب دولت کے عطیوں اور اعانتوں کو بلا تامل رد کردینے کي قوت ملي جسکے بغیر راہ تبلیغ میں ایک قدم بھي نہیں اُٹھایا جاسکتا لیکن جسکا تصور بھي تجارتي اخبار نویسي کیلیے گناہ ہے - میں نے اپنے کاموں کي کوئي قیمت (اُس قیمت کے سوا جو کاغذ اور سیاهي کي هر الهلال کے پڑھنے والے نے دي) کبھي بھي کسي انسان سے نہ چاهي' اور کبھي بھي اس کیلیے کسي انسان کے چہرہ پر میري نگاہ نہیں پڑي - یہ الله کا احسان ہے' اسکا فضل و کرم ہے' اسکي ذرہ نوازي ہے ' اور میري طرف سے تم میں سے هر شخص کو اجازت ہے کہ ان تذکروں کو میرا غرور اور گھمنڈ قرار دے ' مگر میں راہ تبلیغ کو باز کرنے کیلیے اور طلبگاران دعوۃ کے آگے نمونہ رکھنے کیلیے یہ سب کچھہ کہتا ہوں اور همیشہ کہونگا :

مي گویم و بعد از من گویند بدستانها !

میں نے تجارت کي دکان نہیں کھولي تھي ' اسلیے کبھي بھي میں نے اپنے کار و بار کے نفع و نقصان کو تجارت کے ترازو سے نہ تولا - میرا میزان سود و زیاں دوسرا تھا ' اور با وجود اسکے کہ الهلال پریس جاري کرکے میں نے اپنا وہ سب کچھہ کھودیا جو مال دنیوي میں سے میرے پاس تھا' میرے منافع اور فوائد کا خزانہ اتنا وسیع و عظیم ہے کہ آج هندوستان میں کسي انسان کے پاس نہ اتني چاندي ہے اور نہ اتنا سونا ہے ' نہ لعل و جواهر ہیں ' نہ زمین کي زراعت - میں اپني آنکھوں سے دیکھہ رہا ہوں کہ اس سر زمین میں سب سے بڑا دولت مند آدمي میرے سوا آور کوئي نہیں :

فیالیت قومي یعلمون بما غفر لي ربي و جعلني من المکرمین -

پھر تم اُس کي نسبت کیا کہتے ہو جس نے خاک دي اور اوسکے معاوضے میں سونا پایا ؟ میں نے تین چار سال تک اپني تبلیغ و دعوۃ کي تجارت کي' اور زخارف دنیوي کي ایک حقیر پونجھي اسمیں لگا کر کھو دي - لیکن دیکھو کہ خدا نے اسکے معاوضہ میں هزاروں انسانوں کے دل ' لاکھوں مسلمانوں کي روحیں ' متعدد بڑي بڑي آبادیاں اور بستیاں' ان کے عقائد و اعمال کي تبدیلیاں' صدها مومنین کاملین اور عباد الله مخلصین کي ایمان پرستیاں ' اور ان سب سے بھي بڑھکر یہ کہ کلمۂ حق و قران کا ایک انقلابي دور عظیم میرے خزانۂ اقبال میں کسطرح جمع کردیا ہے ؟

تــذكار مــقــدس

مــاه ربــيــع الاول

ولادة نبوي - صلی الله عليه و سلم

و مــا ارسلنــاك الا رحمــة للعــالميــن !

جب زمين پياسي هوتي هے تو رب السماوات و الارض پاني برساتا هے ' جب انسان اپني غذا كيليے بيقرار هوتا هے تو وه موسم ربيع كو بهيجديتا هے ' جب خشك سالي كے آثار چها جاتے هيں ' تو آسمان رحمت پر بدلياں پهيل جاتي هيں :

الله الــذي يرسل الــرياح فتثير سحابا ' فيبســطه في السماء كيف يشــاء و يجعله كسفاً فتری الودق نخرج من خــلالــه ' فاذا اصاب بــه من عباده ' اذا هــم يســتبشــرون - (۳۰ : ۷۴)

وه خدا هي تو هے جو هواؤں كو بهيجتا هے ' اور هوائيں بادلوں كو اپني جگه سے ابهارتي هيں ' اور جسطرح اسكي مرضي نے انتظام كرديا هے ' بادل فضا ميں پهيل جاتے هيں - پس تم ديكهتے هو كه انكے اندر سے مينه برسنے لگتا هے اور تمام زمين سرسبز و شاداب هوجاتي هے - پهر جب وه اپنے بندوں پر جو بارش سے مايوس هوگئے تهے ' پاني برسا ديتا هے ' تو وه كامياب و خرم هوكر خوشياں منانے لگتے هيں !!

خدا كي تمام مثاليں اور دانائياں جو وه اپنے بندوں كي هدايت كيليے كهولتا هے ' هميشه عام اور قدرتي مظاهر سے تعلق ركهتي هيں ' تاكه زمين كي هر مخلوق انكي تصديق كرسكے اور ان سے دانائي حاصل كرسكے - وه ايسے تغيرات و حوادث اور غير فطري و صناعي چيزوں كا ذكر نهيں كرتا جنكو ديكهنے اور سمجهنے كيليے كسي خاص طرح كي زندگي ' خاص طرح كے علم ' اور خاص طرح كے گرد و پيش كي ضرورت هو - بلكه اسكي هر تعليم ايسي عام اور خالص فطري حالات سے متعلق هوتي هے ' جسكو سنكر جنگل كا ايك چرواها اور متمدن آباديوں كا ايك فيلسوف ' دونوں يكساں اثر كے ساتهه خدا كي سچائي كو پاسكتے هيں - پس اگر تم نے فلسفه و حكمت نهيں پڑها هے ' اگر تم نے اجرام سماويه كے ديكهنے كيليے كسي رصد خانے كي قيمتي دوربين نهيں پائي هے ' اگر تم كو ماده كے خواص كا تجربه نهيں هے ' اگر تم كسي دار العلوم كے اندر برسوں تك نهيں رهے هو ' اگر تم صحرائي هو ' اگر تم پهاڑوں كي چوٹيوں پر گوشه نشيں هو ' اگر پهونس كي ايك چهت اور بانسوں كي ايك شكسته ديوار هي رهنے اور بسنے كيليے تمهارے حصے ميں آئي هے ' اور اسطرح تم نهيں جانتے كه اپنے خدا كو آسمان كے عجيب و غريب ستاروں كے اندر كيونكر ديكهو اور اسكے حسن و جمال كو عناصر و ذرات خلقة كي آميزش و آويزش كے اندر كيونكر ڈهونڈهو ' تا هم تم انسان هو ' تم كو روح دي گئي هے اور تم زمين پر بستے هو ' تم آسمان كي هر بدلي كے اندر ' بادلوں كے هر ٹكڑے كے اندر ' هواؤں كے هر جهونكے كے اندر ' باران رحمت كے هر قطره كے اندر ' اپنے خداوند حي و قيوم كو ' اسكي حكمت و قدرت كو ' اسكي رافت و رحمت كو ' اسكے پيار اور محبت كو ديكهه سكتے هو اور اُسے پاسكتے هو - تم ميں سے كون هے جس نے اميد و بيم كي نظروں سے كبهي آسمان كو نهيں ديكها هے ' اور اسكي بجليوں كي چمك اور بادلوں كي گرج كے اندر اپني كهوئي هوئي اميد كو نهيں ڈهونڈها هے ؟

و من آياتــه ان يريكــم البرق خوفا و طمعا -

اور قدرت الهي كي ايك بڑي نشاني يه هے كه جب زمين پياسي هوتي هے اور خشك سالي كے آثار هر طرف چها جاتے هيں ' تو وه آسمان پر بارش كي علامتوں كو پيدا كرديتا هے ' اور تم اميد و بيم كي نظروں سے اُنهيں ديكهتے هو !

پهر وه كون هے كه جب تم اور تمهاري تشنه و بيقرار زمين پاني كے ايك ايك قطره كيليے ترس جاتي هے ' خاك كا ايك ايك ذره رطوبت و نموء كيليے بيقرار هو جاتا هے ' كرهٔ ارضي اپني بيخودانه حرارت ميں آفتاب كے آتشكده سے قريب تر هوتي جاتي هے ' اسكي تمام كائنات نباتاتي اپنا حسن و جمال فطري كهوديتي هے ' پرند اپنے گهونسلوں ميں ' ٹهنياں درختوں ميں ' اور انسان اپنے گهروں ميں پاني كيليے ماتم كرتا اور هردم آسمان كي گرم و خشك فضاء كي طرف مايوسي كي نگاهيں اُٹهاتا هے ' تو وه اپني محبت و ربوبيت كے نقاب ميں آتا هے ' اور مايوسي كے بعد اميد كا ' نا مرادي كے بعد مراد كا ' موت كے بعد زندگي كا پيام زمين كے ايك ايك ذره تك پهنچا ديتا هے ؟

و ينزل من السماء مــاء فيحيي بــه الارض بعــد موتهــا ' ان في ذالــك لايات لقوم يتفكــرون !

اس كي ربوبيت و رحمت كو ديكهو كه جب تم اميد و بيم كي نظروں سے آسمان كو ديكهتے هو اور تمام زمين پر مردني اور هلاكي چها جاتي هے ' تو وه آسمان سے پاني برساتا هے اور زمين پر مــوت كے بعد زندگي طاري هو جاتي هے - يقيناً قدرت الهي كي اس نمود ميں صاحبان فكر و عقل كيليے بڑي هي نشانيــاں ركهي گئي هيں !

(۲)

يه وه انتظام الهي هے جو پروردگار عالم نے انسان كے جسم كي غذا كيليے كيا هے ' پهر كيا اس نے انسان كي روح كيليے كچهه نه كيا هوگا ؟ وه رب الارباب جو زمين كي پكار سنكر اسے پاني ديتا اور جسم كي بيقراري ديكهكر اسے غذا بخشتا هے ' كيا سرزمين روح و معني كي تشنگي كيليے كچهه نهيں ركهتا ' اور دل كي بهوكهه كيليے اسكے خزانوں ميں كوئي نعمت نهيں ؟

وه كه اسكي محبت زمين كي مٹي كو خشك نهيں ديكهه سكتي ' اور درختوں كي ٹهنيوں كو وه سبز پتوں اور سرخ پهولوں كي زيبائش سے محروم نهيں ركهتا ' كيا روح انساني كو هلاكت و برباني كيليے چهوڑ ديگا ' اور عالم انسانية كا مرجها جانا اسے خوش آئيگا ؟ وه رب العالمين جو تمهارے جسم كو غــذا ديكر مرنے سے بچاتا هے ' كيونكر ممكن هے كه تمهاري روح كو هدايت ديكر ضــلالت سے نه بچاے ؟

جب فرعون نے حضرة موسیٰ عليه الســلام سے پوچها كه :

من ربكــما يا موسیٰ ! تمهارا پروردگار كون هے اے موسیٰ ! (۲۰ : ۵۱)

تو حضرة موسیٰ نے نه صرف اپنے " رب العالمين كي نسبت خبر هي دي ' بلكه اسكي ربوبيت كي دليل قطعي و فطري بهي چند لفظوں ميں فرمادي :

ربنــا الذي اعــطی كل شي خلــقه ثم هــدی (۲۰ : ۵۲)

همارا رب وه هے ' جو " رب " هے ' اور اسليے اُسكي ربوبيت نے كائنات كي هر چيز كو اُسكي خلقي ضروريات بخشيں ' پهر اسكے بعد اُنكي هدايت كردي تاكه صحيح اور فطري طريقه پر كاربند رهكر اپني خلقت كے مقصد كو حاصل كريں -

پس اُس نے كه زمين كي مٹي كے اندر قوة نشوونما ركهي ' اور پهر پاني برسا كر اُسكي هدايت كردي ' يعنے اُسكے آگے نفوذ و عمل كي راه كهولدي ' اور جس كي ربوبيت نے عالم هستي كے ايك ايك ذره كيليے خلقت اور هدايت ' دونوں كا سامان كرديا ' انسان كو بهي جسم اور روح دونوں كے ساتهه پيدا كيا هے ' اور اُسكے ليے بهي خلقت اور هدايت ' دونوں كا سامان ركهتا هے -

اسكي ربوبيت نے جسطرح جسم كيليے زمين كے اندر طرح طرح كے خزانے ركهے هيں ' اسي طرح روح كي غذا كيليے بهي اسكے

آسمانوں کي وسعت معمور هے - جسطرح جسم کي غذا اور زمین کي مادي حیات و نمو کیلیے آسمانوں پر بدلیاں پهیلتیں' بجلیاں چمکتیں ' اور موسلا دهار پاني برستا هے - ٹهیک اسي طرح اقلیم روح و قلب کي فضاء میں بهي تغیرات هوتے هیں - یہاں اگر زمین کي مٹي پاني کیلیے ترستي هے ' تو وهاں بهي انسانیت کي محرومي هدایات کیلیے تڑپنے لگتي هے - یہاں پتے جهڑتے هیں ' ٹہنیاں سوکهنے لگتي هیں' اور پهولوں کے رنگین ورق بکهر جاتے هیں' تو تم کہتے هو که آسمان کو رحم کرنا چاهیے - وهاں بهي جب سچائي کا درخت مرجها جاتا هے' نیکي کي ٹہنیاں سوکهه جاتي هیں' عدالت کا باغ ویران هوجاتا هے' اور خدا کے کلمۂ حق و صدق کا شجرۂ طیبه دنیا کے هر گوشه اور هر حصه میں بے برگ و بار نظر آنے لگتا هے' تو اسوقت روح انسانیت چیختي هے که خدا کو رحم کرنا چاهیے - یہاں زمین پر موت طاري هوتي هے تو خدا کي بارش اسے زندگي بخشتي هے - وهاں انسانیت هلاک هوجاتي هے تو خدا کي هدایت اسے پهر اٹهاکر بٹها دیتي هے :

وهــو الذي یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتــه ' حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقناه لبلد میت ' فانــزلنا به الماء فاخرجنا به من کل الثمــرات ' کذالک نخرج الموتی لعلــکم تذکرون - (۷ : ۵۵)

اور وه پروردگار عالم هي تو هے که بارش سے پہلے هواؤں کو بهیجتا هے جو باران رحمت کے آنے کي خوشخبري سنا دیتي هیں - یہاں تک که جب اسکا وقت آجاتا هے تو وه وزني بادلوں کو حرکت دیتي هیں' اور هم انهیں ایک ایسے شہر کے اوپر لیجاکر پهیلا دیتے هیں جو هلاک هوچکا هے اور زندگي کیلیے پیاسا هے - پهر پاني برستا هے اور زمین کي موت کو زندگي سے بدلدیتا هے - اسکي نمو بخشي سے طرح طرح کے پهل پیدا هوتے هیں اور مخلوقات اپني غذا حاصل کرلیتي هے - ٹهیک اسي طرح هم مردوں کو بهي اٹهاتے هیں - اور یه جو کچهه کہا گیا هے سو دراصل ایک مثال هے ' تاکه تم دانائي اور سمجهه حاصل کرو -

(۳)

عالم انسانیت کي فضاء روحاني کا ایک ایسا هي انقلاب عظیم تها جو چهٹي صدي عیسوي کے وسط میں ظاهر هوا - وه رحمت الهي کي بدلیوں کي ایک عالمگیر نمود تهي جسکے فیضان عام نے تمام کائنات هستي کو سرسبزي و شادابي کي بشارت سنائي ' اور زمین کي خشک سالیوں اور محرومیوں کي بد حالي کا دور همیشه کیلیے ختم هوگیا - وه خداوند قدوس جس نے سینا کي چوٹیوں پر کہا تها که میں اپني قدرت کي بدلیوں کے اندر آتشیں بجلیوں کے ساتهه آؤنگا ' اور دس هزار قدوسیوں کے ساتهه میرے جاه و جلال الهي کي نمود هوگي ' سو بالاخروه آ گیا' اور سعیر و فاران کي چوٹیوں پر اسکے ابر کرم کي بوندیں پڑنے لگیں !

یه هدایت الهي کي تکمیل تهي ' یه شریعت رباني کے ارتقاء کا مرتبۂ آخري تها' یه سلسلۂ ترسیل رسل و نزول صحف کا اختتام تها ' یه سعادت بشري کا آخري پیام تها ' یه وراثت ارضي کي آخري بخشش تهي ' یه امة مسلمه کے ظهور کا پهلا دن تها ' اور اسلیے یه حضرة ختم المرسلین و رحمة للعالمین محمد بن عبد الله کي ولادت باسعادت تهي - صلی الله علیه وعلی آله و صحبه و سلم -

(۴)

یهي واقعۂ ولادة نبوي هے جو دعوة اسلامي کے ظهور کا پهلا دن تها ' اور یهي ماه ربیع الاول هے جسمیں اس امة مسلمه کي بنیاد پڑي جس کو تمام عالم کي هدایت و سعادت کا منصب عطا هونے والا تها - یه ریگستان حجاز کي بادشاهت کا پهلا دن نه تها ' یه عرب کي ترقي و عروج کے باني کي پیدایش نه تهي ' یه محض قوموں کي طاقتوں کا اعلان نه تها ' اسمیں صرف نسلوں اور ملکوں کي بزرگي کي دعوة نه تهي ' جیسا که همیشه هوا هے ' اور جیسا کچهه که دنیا کي تمام تاریخ کا انتہائي سرمایه هے ' بلکه یه تمام عالم کي رباني بادشاهت کا یوم میلاد تها ' یه تمام دنیا کي ترقي و عروج کے باني کي پیدایش تهي ' یه تمام کرۂ ارضي کي سعادت کا ظهور تها ' یه تمام نوع انساني کے شرف و احترام کا قیام عام تها ' یه انسانوں کي پادشاهتوں' قوموں کي بڑائیوں' اور ملکوں کي فتوحات کا نهیں ' بلکه خدا کي ایک هي اور عالمگیر پادشاهت کے عرش جلال و جبروت کي آخري اور دائمي نمود تهي ! !

پس یهي دن سب سے بڑا هے' کیونکه اسي دن کے اندر دنیا کي سب سے بڑي بڑائي ظاهر هوئي - اسکي یاد نه تو قوموں سے وابسته هے اور نه نسلوں سے' بلکه وه تمام کرۂ ارضي کي ایک عام اور مشترک عظمت هے' جسکو وه اسوقت تک نهیں بهلا سکتي جب تک که اسکو سچائي اور نیکي کي ضرورت هے' اور جب تک که اسکي زمین اپني زندگي اور بقاء کیلیے عدالت و صداقت کي محتاج هے -

(۵)

دنیا میں بـڑے بـڑے انقـلابات هوے هیں - یه انقـلابات خاص خاص انسانوں کے وجود سے تعلق رکهتے هیں ' اسلیے ان انسانوں کي پیدایش کے ایام کو بهي دنیا عظمت کے ساتهه یاد رکهنا چاهتي هے' اور اس اعتبار سے اسکي یادگاروں کي فہرست بڑي هي طویل هے - اسمیں پادشاهوں کے زر نگار تختوں کي قطاریں هیں' فاتحوں کي بے پناه تلواروں کي جهنکار هے' سپه سالاروں کے زره بکتر کي هیبت هے' حکیموں کي حکمتوں اور دانائیوں کے دفاتر هیں ' فلاسفه و علماء کے علوم و صحائف کے خزائن هیں' صناعوں کي ایجادیں هیں ' وطن پرستوں کے مواعظ هیں ' قومي پیشواؤں اور ملکي داعیوں کي جانفشانیوں اور سر فروشیوں کي داستانیں هیں - لیکن سوال یه هے که دنیا اگر اپني عظمت کے اصلي دن کو یاد رکهنا چاهتي هے' تو ان میں سے کس کو یاد رکهے ؟

ان میں سے کون هے جس نے دنیا کو سب سے بڑي چیز دي هے' تاکه وه بهي سب سے پہلے اور سب سے زیاده اوسیکي یاد کو پیار کرے ؟

(٦)

آؤ' هم سب سے پہلے بڑے بڑے اولوالعزم شہنشاهوں کو دیکهیں جنهوں نے دنیا کے بڑے بڑے رقبوں کو نوک شمشیر پر رکهه لیا ' اور ایسے ایسے عجیب و غریب ایوانوں اور محلوں میں بسے جنکي دیواریں اور چهتیں چاندي سونے اور لعل و جواهر سے بنائي گئي تهیں - انهوں نے بهت زیاده مال و متاع جمع کیا ' انکے پاس لوهے کے بهت زیاده آلات خونریزي تهے ' اور انکي اطاعت و غلامي میں انسانوں کا سب سے بڑا گله تها - پس انکي پیدایش کے واقعه کو بهي سب سے زیاده عظیم الشان اور نا قابل فراموش هونا چاهیے -

لیکن اگر دنیا انکي پیدایش کو یاد رکهے ' تو بتلاؤ که دنیا کیلیے انهوں نے کیا کیا ؟ انکي فتوحات بهت وسیع تهیں' اور انکي وه دولت جو انهوں نے زمین کي بستیوں کو اجاڑ کر لوٹي تهي ' بڑے بڑے وسیع رقبوں کے اندر آتي تهي ' لیکن دنیا کو اس سے کیا ملا که دنیا کي گردن انکي یاد کے آگے جهکے ؟ اگر وه بهت بڑے فاتح تهے' تو اسکو یوں کہو که انهوں نے سب سے زیاده زمین کو ویران کیا' سب سے زیاده اسکي آبادیوں کو اجاڑا' سب سے زیاده خون کي ندیاں بهائیں' اور سب سے زیاده خدا کے بندوں کے گلے میں اپني غلامي کي لعنت کا طوق ڈالا - پهر کیا دنیا اپني ویرانیوں ' اپنے قتل و غارت ' اپنے نهب و سلب ' اور اپني غلامي کي ملعنت کے ناپاک دنوں کو یاد رکهے ؟ اور جنکي ابلیسیت نے یه لعنت پهیلائي تهي ' انکي پیدائش کي نحوست پر خوشیاں منائے ؟

سکندر دنیاے قدیم کا سب سے بڑا فاتح تھا' جس نے تمام دنیا سے اپنے تخت کی پوجا کرانی چاھی ' لیکن دنیا اگر اسکی پیدایش کو یاد رکھے تو یہ یاد کن واقعات کی یاد ھوگی ؟

یہ دنیا کی ویرانیوں ' ھلاکتوں ' اور غلامیوں کی لعنتوں کا ایک بہت بڑا سرمایہ ھوگا جو اسے ھاتھہ آئیگا !

دنیا میں جسقدر پادشاہ پیدا ھوے ' اگر تم انکی زندگی کے تمام کارناموں کا حاصل معلوم کرنا چاھو' تو اسکے سوا اور کچھہ نہوگا کہ وہ جتنے بڑے پادشاہ تھے ' اتنے ھی زیادہ انسانوں کو غلام بنانے والے تھے ' اتنے ھی زیادہ انکی فطری قوتوں کیلیے پتھر تھے ' اتنے ھی زیادہ انکی قدرتی حرکت و نشؤ کیلیے زنجیر تھے ' اور اتنے ھی زیادہ خدا کی عطا کردہ جبلت صالحہ اور انسان کے نوعی شرف و احترام کیلیے انکے اندر بربادیوں اور ھلاکتوں کی نحوست تھی -

پس جنکا وجود خود دنیا کیلیے ایک زخم تھا' وہ انکی یاد میں اپنی گم شدہ شفا کیونکر پاسکتی ھے ؟

(۷)

حکماء کی حکمت ' فلاسفہ کا فلسفہ ' صناعوں کی ایجادیں ' بلا شبہ تاریخ عالم کے اھم واقعات ھیں ' لیکن اگر وہ اپنی یاد کے آگے دنیا کو جھکانا چاھتے ھیں' تو انہیں بتلانا چاھیے کہ انھوں نے اپنی حکمت سرائیوں اور عجیب عجیب ایجادوں سے دنیا کے اصلی دکھہ اور زمین کی حقیقی مصیبت کیلیے کیا کیا ؟ آسمان کی فضاء میں ان گنت ستاروں کی قطاریں پھیلی ھوئی ھیں - بلا شبہ وہ شخص بہت بڑا غور کرنے والا دماغ اور بڑی ھی کاوش کرنے والی نظر رکھتا تھا جس نے ھم کو سب سے پہلے بتلایا کہ یہ بڑے بڑے ستارے ھیں ' ان میں ثوابت ھیں ' سیارات ھیں ' اور انکی حرکتوں کے معین اوقات و ایام ھیں - لیکن دنیا جب ستاروں کی یہ بہت بڑی سچائی نہیں جانتی تھی' تو اس وقت بھی بیمار تھی' اور یہ معلوم کرکے بھی بیمار ھی رھی - اسکا اصلی دکھہ یہ نہ تھا کہ انسان آسمان کے متعلق تھوڑا جانتا ھے' بلکہ ھمیشہ سے وہ اس ایک ھی مرض میں گرفتار رھی ھےکہ انسان خود اپنی نسبت' اپنی فطرۃ صالحہ کی نسبت ' اپنی راہ سعادت کی نسبت کچھہ بھی نہیں جانتا -

اُس صناع کو اگر تم بڑا سمجھتے ھو جسنے انسان کیلیے فن تعمیر ایجاد کیا ' تاکہ وہ پائدار مکانوں اور خوبصورت چھتوں کے نیچے بیٹھے ' تو تمھیں بتلانا چاھیے کہ انسان درختوں کے نیچے بیٹھکر نیک اور سچا انسان نہ تھا ' مگر بڑے بڑے محلوں کے اندر بسکر اس نے اپنی گم شدہ حقیقت پالی ؟ دنیا کا اصلی مرض انسانیت حقیقی کی گم شدگی ھے - سعادت انسانی اور امن ارضی ھی وہ نعمت ھے جسکی ڈھونڈھہ میں ابتدا سے کائنات کا ذرہ ذرہ تہ و بالا ھو رھا ھے - پھر بتلاؤ کہ اگر یہ بڑے بڑے صناع اور موجد ھی انسانیت کی سب سے بڑی بڑائی رکھتے ھیں' تو انکی ایجادوں نے انسان کو کسقدر امن دیا ؟ کسقدر سلامتی بخشی ؟ کہاں تک صراط سعادت پر چلایا ؟ طلسم حیات انسانی کا کونسا راز افشاء کیا ؟ خدا اور بندوں کے رشتوں کو کہاں تک جوڑا ؟ پھر اگر وہ یہ نہ کرسکے تو دنیا انکی ایجادات کو اپنے خزانے میں رکھہ سکتی ھے' پر انکی یاد میں اسکے لیے کوئی خوشی نہیں ھوسکتی ' کیونکہ اُنھوں نے اسکے اصلی دکھہ کیلیے کچھہ نہیں کیا !

(۸)

اچھا' دنیاے قدیم کے ذخیرہ میں جو کچھہ ھے اُسے چھوڑ دو' کلدان و بابل اور یونان و اسکندریہ کے کھنڈر اور مسمار شدہ آثار کے اندر اگر دنیا کیلیے کچھہ نہ تھا ' تو بہت ممکن ھےکہ آج لنڈن اور برلن و پیرس کی عجیب و غریب آبادیوں اور عقل و فہم کو مبہوت کردینے والے تمدن کے اندر دنیا کو وہ چیز ملجاے' جسکے لیے ابتداے خلقت سے حیران و سرگشتہ رھی ھے !

موجودہ تمدن یورپ کی ابتدا جن بڑے بڑے دعووں سے ھوتی ھے' ضرور ھےکہ وہ سب کے سب اس وقت تمھارے سامنے ھوں' کیونکہ ھماری موجودہ صحبت انکے اعادے کی متحمل نہیں - ھم کو بتلایا گیا تھا کہ موجودہ تمدن کو دنیا کے قدیم تمدنوں سے کوئی مشابہت نہیں - اُن کی مختلف شاخوں میں باھم ربط و علاقہ نہ تھا' انکی بنیادیں صحت و حقیقت پر نہ تھیں' وہ انسانی علم و عمل کی تمام شاخوں کو بیک وقت مکمل نہ کرسکی تھیں' اُنھوں نے معلومات و اعمال میں کوئی صحیح نظم و ترتیب پیدا نہیں کی' اور اُنھیں اپنے تمدن کی اشاعت اور پھیلاؤ کے وہ ذرائع حاصل نہ تھے جنکے ذریعہ ھم نے تمام کرۂ ارضی کو علم و تمدن کا ایک گھر بنا دیا ھے - پس گذشتہ تمدنوں کی ناکامی سے موجودہ تمدن کی ناکامی پر استدلال نہیں کیا جاسکتا - یہ اور اسی طرح کے دعوے تھے' جنسے موجودہ تمدن کی فضاء بھر گئی تھی' اور جنکے ذریعہ اعلان کیا جاتا تھا کہ دنیا میں سب سے بڑی طاقت موجودہ تمدن کی ھے' حالانکہ سب سے بڑا صرف خدا ھے :

لقد استکبروا فی انفسهم وعتوا عتوا کبیرا - (۲۵ : ۲۱)

بلا شبہ اُنھوں نے یہ کہکر اپنے اندر بڑا گھمنڈ پیدا کیا اور بڑی سخت درجہ کی سرکشی کی !

سو اب تم دیکھو کہ دنیا اپنے اعتراف کا سر جھکانے کیلیے جب تمدن کے اس سب سے بڑے مغرور بت کی طرف جاتی ھے' تو اُسے کیا جواب ملتا ھے ؟

آج تمدن کے ابلیسانہ گھمنڈ کا ملعون بت چور چور کردیا گیا ھے' اور خدا کا وہ زبردست اور بے پناہ ھاتھہ جو قوم ثمود و عاد ' اور بڑی بڑی آبادیوں' اور بڑے بڑے خیموں والوں کو سزا دیچکا تھا ' اپنے جلال اور ھولناکی کی آتشیں چمک دکھلا رھا ھے - تم یورپ کی موجودہ جنگ اور متمدن اقوام کی باھمی قتل و خوں ریزی پر چار پایوں کی طرح نہیں بلکہ انسانونکی طرح نظر ڈالو' اور دیکھو کہ یہ کیا ھے جو تمھارے سامنے ھو رھا ھے ؟ یہ تمدن اور وحشت کی پیکار نہیں ھے ' یہ علم اور جہل کی ٹکر نہیں ھے - یہ تمدن ھے جو تمدن سے ٹکرا رھا ھے ' یہ علم ھے جو علم کو ذبح کر رھا ھے ' یہ صناعت ھے جو صناعت کو پیس رھی ھے ' یہ ایجاد کا مغرور شیطان ھے' جو ایجاد ھی کے شیطان لعین کو ڈس رھا ھے' اور اسطرح تمدن کا گھمنڈ ھی ھے جو تمدن کے گھمنڈ کو ریزہ ریزہ اور پاش پاش کر رھا ھے :

یخربون بیوتهم بایدیهم - (۵۹ : ۲۰)

اپنے گھروں کو وہ اپنے ھاتھوں ھی سے اُجاڑ رھے ھیں -

پس اگر مسکین دنیا اُن انسانوں کو یاد رکھنا چاھتی ھے جو تمدن کے پادشاہ تھے ' علم کے فرمان فرما تھے' اور ایجاد و صناعت کے دیوتا تھے ' تو تم اُسکا ھاتھہ پکڑو ' اور اسے آج یورپ کے اُن میدانوں کے سامنے لیجاکر کھڑا کردو' جہاں تمدن و علم کا تخت عظمت و اجلال آگ اور لہو کی بدلیوں اور دھویں اور زھریلی گیسوں کی مسموم فضاء کے اندر بچھایا گیا ھے' اور مسمار عمارتوں کے کھنڈروں' سرخ سرخ خون کی ندیوں ' اور انسانوں کی تڑپتی ھوئی لاشوں کے تودوں پر اُسکے سنہری ستون عظمت نصب کیے گئے ھیں - پھر اس سے کہو کہ وہ اپنی احسانمندی اور شکر گذاری کیلیے اُن عظیم الشان انسانوں میں سے کسی بڑائی کو چھانٹ لے ' جو آج گیہوں اور جو کیلیے روتے ھیں کیونکہ ھوا میں اڑنے کے آلات اور پانی کو مفرد اجزا میں بدل لینے کا علم انکے لیے کچھہ کام نہ آیا !!

وہ ان میں سے کس کو اپنی پرستش اور یاد کیلیے چنیگی ؟ کیا وہ اس سب سے بڑے فلسفی کو یاد کریگی' جو چودھویں صدی عیسوی میں آیا اور اس نے تجربہ کی راہ کھولی' جس راہ نے کہ انسانوں کو ھلاکت اور خونریزی کے سب سے زیادہ روح پاش آلات تک پہنچادیا ؟ وہ کیمسٹری کے اس دیوتا کو یاد کریگی جسپر موجودہ تمدن کو سب سے زیادہ ناز ھے اور جس نے ایسی زھریلی گیسیں'

اسی طرح بم اور شیل ' اور ایسے بے پناہ مہلکات بنادیے جنکے آگے انسانی جماعتیں بالکل بے بس ہوجاتی ہیں ' اور ملکوں کے اندر بڑی بڑی آبادیاں موت کی لعنت سے بہہ جاتی ہیں ؟ اچھا ' بھاپ کی طاقت کے موجد کو لاؤ ' اسکی بڑائی ایسی عجیب تھی جس نے بھاپ کی غیر معلوم طاقت کو انسان کے تابع کردیا ؟ لیکن اہ ! وہ اس دنیا کیلیے کیا لاے جو موت کی نہیں ' بلکہ زندگی کی بھوکی ہے ' اور دیکھہ رہی ہے کہ بھاپ کے شیطان ہی کے اندر وہ سب سے بڑی بے پناہ خباثت ہے ' جس نے آج جنگ کے میدانوں میں مختلف بھیسوں اور مختلف صورتوں کے اندر موت کی سب سے بڑی پھاڑ ماری ہے ' اور تمام انسانی علم و دانائی اسکے بچاؤ کیلیے بیکار ہے ؟

پھر کیا دنیا تمدن و علم کے اُن مغرور بانیوں کی پیدائش پر خوشیاں منائے جنہوں نے اسکی موت اور ہلاکت کیلیے تو سب کچھہ کیا ' پر اسکے امن و سلامتی اور سعادت و طمانیت کیلیے کچھہ نہ کرسکے ؟ انکے پاس انسان کے اوڑنے ' سمندروں کے اندر جانے ' بجلی کو قابو میں کرنے ' ہوا کے تموج اور ذرات کو اپنے نامہ و پیام کا سفیر بنانے ' اور خود بخود بجنے والے باجوں اور بڑی تیزی سے چلنے والی سواریوں کیلیے تو بڑا ذخیرہ ہے ' لیکن انسان کو نیک اور راست باز بنانے ' خدا کی عدالت و صداقت سے زمین کو معمور کرنے ' امن اور راحت کی پادشاہت کے قائم کرنے ' ظلم و فساد کے بیج سے زمین کو صاف کرنے ' طاقت اور حکم کے جبر سے ضعف اور ناتوانی کو بچانے ' اور انسانوں کو درندوں اور سانپوں کی طرح نہیں ' بلکہ انسانوں کی طرح بسادینے کیلیے کچھہ بھی نہیں ہے !

تم نے یورپ کے تمدن کی کتوں کی طرح لوٹ کر اور بھیڑوں کی طرح جاکر ہمیشہ پرستش کی ہے ' اور مذہب کی تعلیمات کی ہنسی اوڑائی ہے کہ وہ اخرة کہتا ہے مگر یورپ کی طرح دنیا کیلیے کچھہ نہیں بتلاتا ' لیکن شاید تم آج قران حکیم کی اس آیت کو سمجھہ سکو جسکے متعلق حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اسکی تلاوت آخری زمانے کے فتنہ سے بچائیگی :

هل ننبئكم بالاخسرين	تم کو بتلاؤں کہ سب سے زیادہ ناکام
اعمالا ؟ الذين ضل سعيهم	و نامراد کام کرنے والے کون ہیں ؟
في الحيواة الدنيا	وہ جنکی تمام قوة سعی صرف دنیا کی
وهم يحسبون انهم	زندگی سنوارنے ہی میں کھوئی گئی
يحسنون صنعا اولائك	اور جہل حقیقت نے ان میں
الذين كفروا بايات ربهم	یہ گھمنڈ پیدا کردیا کہ وہ
و لقائه فحبطت اعمالهم	بہت ہی خوبیوں کا کام کررہے ہیں '
فلا نقيم لهم يوم القيامة	یہی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی
وزنا (۱۸ : ۱۰۴)	نشانیوں اور اسکے رشتے کو نہ سمجھا

اور اس سے انکار کیا ' پس انکا تمام کیا دھرا برباد گیا ' اور قیامت کے دن انہیں کوئی وزن نصیب نہوگا -

دوسری جگہ ارباب کفر کے اعمال یہ بتلاے :

يعلمون ظاهرا من	صرف دنیا کی زندگی کا ایک ظاہری
الحيواة الدنيا و هم عن	پہلو انہوں نے جان لیا ہے اور وہ آخرة
الاخرة غافلون	کے علاقوں سے بالکل غافل ہوگئے ہیں !

" اخرة " سے مقصود یہ نہیں ہے کہ دنیا اور دنیا کے اعمال ترک کردیے جائیں ' بلکہ اسکی عملی تفسیر یورپ کی موجودہ زندگی کو سمجھو جسنے اپنے تئیں صرف دنیا ہی کیلیے وقف کردیا اور اسکے گھمنڈ میں وہ اللہ اور اوسکے رشتے کیلیے کوئی وقت اور فکر نہ نکال سکی - نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے وہ چیز تو حاصل کرلی جسکا نام تمدن رکھا گیا ہے ' لیکن وہ شے حاصل نہ کرسکی جو انسان کیلیے امن حقیقی کی راہ ' اور سلام و سعادت فطری کی صراط مستقیم ہے -

(۹)

تم کہہ سکتے ہو کہ یہ اُن انسانوں کا حال ہے جنکی برائیاں صرف جسم و مادہ تک محدود تہیں - لیکن اگر دنیا کیلیے اُونکی پیدایش کی یاد میں کوئی تسکین اور راحت نہیں ہے تو وہ ان تمام صفوں سے باہر آجائیگی ' اور دنیا کے بڑے بڑے مذہبوں کے دامن میں پناہ لیگی - وہ بانیان مذہب کی عظمتوں کا نظارہ کریگی ' وہ خدا کے رسولوں اور اُسکے پاک پیاموں کے پیغامبروں کو ڈھونڈھیگی !

ہاں ' اگر دنیا ایسا کرے تو یہ فی الحقیقت اُسکی مصیبتوں کا خاتمہ ہوگا ' اُسکے دائمی درد اور بیقراریوں کیلیے سکھہ اور راحت کی ایک حیات بخش کروٹ ہوگی ' اور وہ بلا شبہہ منزل مقصود کو پالیگی - قرآن حکیم نے بھی اُسکے دکھہ کا یہی علاج بتلایا ہے ' اور جبکہ وہ پادشاہوں ' قومی پیشواؤں ' کاہنوں ' اور علم و مذہب کے جھوٹے مدعیوں کے دامن غرور میں لپٹی ہوئی تھی ' تو اسے وصیت کی کہ وہ سچائی کے رسولوں اور خدا کے داعیوں کی راہ اختیار کرے ' اور اُنہی کی زندگی کو اپنا نصب العین بنائے :

اهدنا الصراط المستقيم	خدایا تو ہمیں صراط مستقیم پر چلا '
صراط الذين انعمت عليهم	وہ صراط مستقیم جو تیرے نبیوں '
	صدیقوں ' شہیدوں ' صالح بندوں کی راہ عمل ہے !

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس میدان میں بھی آکر وہ کونسی زندگی ہے ' جس کے اعمال دعوة کے اندر دنیا کو پیام امن و سعادت ملسکتا ہے ؟

دنیا میں آج جو بڑے بڑے مذاہب موجود ہیں ' وہ علم الاقوام کی تقسیم کے مطابق دو قسموں میں منقسم کیے جاسکتے ہیں - ایک سمیاٹیقی سلسلہ ہے جسکے ماتحت یہودی اور مسیحی قومیں ابتک دنیا میں باقی ہیں - دوسرا آرین سلسلہ ہے جس سے گوتم بدھہ اور ہندوستان کے تمام داعیان مذاہب وابستہ ہیں -

پھر دنیا کیلیے اگر سب سے بڑا رسول یہودی مذہب کی تاریخ میں ہے ' تو وہ حضرة موسی علیہ السلام کی زندگی اور انکی پیدایش کو سب سے بڑا واقعہ قرار دیگی - لیکن اگر اس نے ایسا کرنا چاہا تو اسے یہ سمجھنے کا حق حاصل ہے کہ حضرة موسی علیہ السلام کے اعمال حیاة میں اپنے لیے پیام امن ڈھونڈھے - حضرة موسی کی حیاة مقدس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے مصر کی ایک جابر و ظالم گورنمنٹ کے پنجۂ استبداد سے بنی اسرائیل کو نجات دلائی ' اور اسے غلامی کی ناپاکی سے نکالکر جو انسانیت کیلیے سب سے بڑی ناپاکی ہے ' حکومت اور امن و عزت کی طہارت تک پہنچادیا -

بلا شبہ اُنہوں نے اپنی قوم یعنی بنی اسرائیل کی نسل کیلیے بڑا ہی مقدس جہاد کیا ' اور یہ انکا یادگار عالم اسوۂ حسنہ ہے جسکی دنیا کو تقدیس کرنی چاہیے - لیکن سوال یہ ہے کہ اُنہوں نے تمام دنیا کیلیے کیا کیا ؟ دنیا صرف بنی اسرائیل ہی کا نام نہیں ہے - غیر الہی عبودیت کی زنجیریں صرف بنی اسرائیل ہی کے پاؤں میں نہیں تھیں ' بلکہ کرۂ ارضی کی تمام آبادی کے پاؤں اس کے بوجھہ سے زخمی تھے ' پس دنیا کیلیے وہی تلوار محبوب ہوسکتی ہے جو صرف فرعون کی ڈالی ہوئی زنجیروں ہی کو نہ کاٹے ' بلکہ دنیا کے تمام فرعونوں کے تخت غرور کو اُلٹ دے ؟

انہوں نے صرف بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلائی ' مگر تمام دنیا غلامی سے نکلنے کی آرزو مند ہے -

دوسرا سب سے بڑا اسرائیلی مذہب مسیحی تحریک کا ہے - لیکن مسیحی دعوت کی تعلیم ہمارے سامنے ہے - اسکے علاوہ مسیحیت سے منسوب قومیں جو کچھہ کہینگی ' ہم اُنہیں حضرة مسیح کے نام سے قبول نہیں کرسکتے - حضرت مسیح نے کہا کہ میں

صرف توراۃ کو قائم کرنے آیا ھوں' خود کوئی نئی دعوت نہیں لایا - (متی ۵ : ۱۷) انہوں نے تصریح کی کہ میرا مشن صرف بنی اسرائیل کی اصلاح تک محدود ھے - نیز انہوں نے غیر قوموں میں منادی کرنے سے روکا (۱) اور ھمیشہ اپنے کاموں اور اپنی وصیتوں میں اپنی تعلیم کو اسرائیل کے گھرانے تک ھی محدود رکھا - پس در اصل انہوں نے جو کچھہ بھی خدمت کرنی چاھیے' وہ محض بنی اسرائیل نامی ایک مسخ شدہ قوم کی تھی - تمام دنیا کیلیے انکے پاس کچھہ نہ تھا -

پھر انکا ظہور اس وقت ھوا جبکہ روم کی ظالمانہ حکومت نے شام کے مقدس مرغزاروں کو روند ڈالا تھا' اور بت پرست قوموں کی جابر و مستبد گورنمنٹیں دنیا کے بڑے حصے کو اپنا غلام بنائے ھوے تھیں' لیکن انہوں نے نہ تو اس ظلم و طغیان کے متعلق کچھہ کہا' اور نہ اس سے کچھہ تعرض کیا -

پہلی صدی مسیحی کے بعد جسقدر مسیحی قومیں دنیا میں آباد ھوئیں' انکو حضرۃ مسیح کی تعلیم و دعوت سے کچھہ تعلق نہ تھا' اور وہ سر تا سر یونان کے ایک تعلیم یافتہ یہودی پولس کے مذھب کی پیرو تھیں - پولس نے تمام حواریان مسیح کے مذھب کے خلاف غیر اسرائیلی انسانوں کو بپتسما دینا شروع کیا' اور اسطرح روم و یونان کے مختلف جزیروں اور دیہاتوں میں ایک نیا گروہ پیدا کرادیا - پس اگر دنیا حضرۃ مسیح کی طرف جھکنا چاھیگی' تو دنیا کو انکے کارنامۂ حیات کے لیے بمشکل ایک چوتھائی صدی ھاتھہ آئیگی' جسکے اندر انکے تربیت یافتہ حواریوں کے اعمال نظر آ سکتے ھیں - اور یہ چند سال فضائل و محاسن اخلاق کا کیسا ھی عمدہ نمونہ پیش کریں' لیکن ان میں دنیا کیلیے کوئی عام پیام نجات نہیں ھے -

پھر اس سے بھی قطع نظر کرو - نتائج کی بحث بعد کو آتی ھے' سب سے پہلے دعوۃ' اعلان' ادعاء' اور نفس تعلیم کا سوال ھے - دنیا حضرۃ مسیح کی یاد پر کیونکر قناعت کرلے جبکہ خود انہوں نے دنیا کیلیے کچھہ نہ کیا' بلکہ ھمیشہ اسے ٹھکرایا' مردود کیا' اور اسکے ساتھیوں کو' اسکے دوستوں کو' اور اس سے رشتہ رکھنے والوں کو خدا کی پادشاھت کی مہربانی سے محروم بتلایا؟ حتی کہ ایک آخری فتوی دیدیا "تم خدا اور دنیا' دونوں کی خدمت نہیں کرسکتے" (متی ۶ : ۲۵) "اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکل جانا اس سے آسان ھے کہ دولت مند خدا کی پادشاھت میں داخل ھو" (متی ۱۹ : ۲۳)

اس سے بھی درگذر کرو' اور اسکی بہتر سے بہتر توجیہہ جو کرسکتے ھو کرلو - نیز پولس کی دعوۃ ھی کو حضرۃ مسیح علیہ السلام کی دعوۃ تسلیم کرلو' اور ان تمام قوموں کو جنھوں نے مسیح کے نام پر بپتسما کا پانی اپنے اوپر چھڑکا' مسیحی دعوۃ کا پھل مان لو' لیکن پھر بھی مسیحی تحریک کی پوری تاریخ کا کیا حال ھے؟ جبتک مسیحیت دنیا پر حکمراں رھی' جسوقت تک مسیحی مذھب کا دینی تسلط انسانوں سے اطاعت کراتا رھا' اور جب تک کہ مسیحی راھنماؤں اور خلیفوں کی غلامی سے دنیا نے انحراف نہ کیا' تاریخ شاھد ھے کہ اس وقت تک اسکا وجود دنیا کیلیے' دنیا کے علم و تمدن کیلیے' آبادی و عمران کیلیے' اخلاق و پاکیزگی کیلیے' اور ان سب سے بڑھکر یہ کہ انسان کی فطری حریت اور شرف انسانیۃ کیلیے ایک بدترین لعنت رھا' جس نے جلایا' ویران کیا' مسمار کیا' قتل کیا' جیل خانے بھرے' زبانوں پر مہریں لگائیں' انسانی دماغوں کو معطل کیا' لیکن انسان اور انسانیت کی راستی و ترقی کیلیے چند لمحوں کا بھی ایک دور پیدا نہ کیا - مشہور مورخ گبزو' سیدلو' لکارے' اور ڈریپر اس بارے میں ھمارے لیے بہترین راوی ھیں -

لیکن جس وقت سے کہ مسیحیت کی قوۃ نے شکست کھائی' تمدن کا غیر دینی دور شروع ھوا' مذھبی جماعتوں اور مذھبی خلافت (پوپ) کے حلقۂ غلامی سے یورپ آزاد ھوگیا' تو اسوقت سے یورپ کے موجودہ تمدن کی بنیاد پڑی اور مسیحی قوموں نے ترقی شروع کی -

اگر تم کہتے ھو کہ دنیا کیلیے سب سے بڑی عظمت مسیحی مذھب کے بانی میں تھی' تو خود اسکے بانی ھی نے ھمیں معیار حق و باطل بھی بتلا دیا ھے کہ "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ھے" (مرقس ۱۹ : ۱۶) پس دنیا اگر مسیحی مذھب کی پیدایش کے اندر اپنی خوشی کو ڈھونڈھے' تو اسکو انسان کی امن و سلامتی اور فطرۃ کی آزادی و سعادت کی جگہ قتل و غارت اور ھلاکت و غلامی کی یادگار کا جشن منانا پڑیگا - کیونکہ مسیحیت کے درخت کا صرف یہی پھل ھمارے سامنے ھے -

پھر کیا دنیا اسکے لیے طیار ھے؟

یہ جو کچھہ تھا' مسیحی اقوام کی تاریخ قدیم کی بنا پر تھا' لیکن اگر اسپر گذشتہ دو صدیوں کے واقعات و نتائج کا بھی اضافہ کردیا جاے جو اقوام یورپ کے اعمال تمدن سے وابستہ ھیں' تو دنیا کی مایوسی اور زیادہ درد انگیز ھو جاے -

اسکے بعد مذاھب عالم میں آرین نسلوں کی دعوتیں ھمارے سامنے آتی ھیں لیکن افسوس کہ دنیا کیلیے انکے پاس بھی کوئی پیام سعادت نہیں - عظیم الشان گوتم بدھہ کی تمام تعالیم و وصایا کا ما حصل یہ بتلایا جاتا ھے کہ "نجات دنیا کے ساتھہ رھکر حاصل نہیں ھوسکتی" پس دنیا کو جن لوگوں نے ٹھکرادیا' دنیا انکے پاس جاکر کیا سکھہ حاصل کریگی؟ پھر اس نے جو کچھہ بھی بتلایا اور سکھلایا ھو' لیکن قوموں اور ملکوں کے دائرہ ھی میں اسکی دعوۃ محدود رھی - ھندوستان میں اسے شکست ملی تو جاپان اور چین میں جاکر محدود ھوگئی - پس زمین اپنی اس مصیبت کیلیے جو رقبوں اور ملکوں میں محدود نہیں ھے' عظیم الشان بدھہ سے کیا حاصل کرسکتی ھے؟

ھندوستان کے مذھبی ذخیرۂ تعلیمات اور انکی پر اثر قدامت کی وقعت سے ھم انکار نہیں کرسکتے' تاھم دنیا کیلیے انکے بانیوں کی عظمت کے اندر کیا خوشی ھوسکتی ھے جبکہ کوہ ھمالہ کی دیواروں اور بحر عرب کی موجوں سے باھر بھی دنیا ھے' مگر ھندوستان کے مذھبی داعیوں نے صرف ھندوستان کے اندر بسنے والوں ھی کو اپنی ھدایتیں سپرد کیں -

(۱۰)

پس دنیا اگر اپنی نجات کیلیے بیچین ھے تو اسکے لیے راحت اور تسکین کا پیام صرف ایک ھی ھے' اور صرف ایک ھی کی زندگی میں ھے - اسکا دکھہ ایک ھی ھے' اسلیے اسکی شفا کے نسخے بھی ایک سے زیادہ نہیں ھوسکتے - اسکا پروردگار ایک ھے' جو اپنے ایک ھی آفتاب کو اسکے خشک و تر پر چمکاتا' اور ایک ھی طرح کی بدلیوں سے اسکے آباد و ویرانہ کو شاداب کرتا ھے' پس اسکی ھدایت و رحمت کا آفتاب بھی ایک ھی ھے' اور گو بہت سے ستارے اسکی روشنی سے اکتساب نور کرتے ھوں' مگر ان سب کا مرکز و مبدء نورانیت ایک ھی ھے:

قرآن حکیم نے آفتاب کو "سراج" کہا:

وجعلنا سراجاً وھاجاً (۷۸ : ۱۳) اور ھم نے آسمان میں سورج کے چراغ کو بڑا ھی روشن بنایا -

اور اسی طرح اسکے ظہور کو بھی "سراج" کہا جسکی ھدایت و رحمت کی روشنی تمام کرۂ ارضی کی ظلمتوں کیلیے پیام صبح تھی:

---

(۱) غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور نہ سامریوں کے کسی شہر میں داخل ھونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ھوئی بھیڑوں کے پاس جانا (متی ۹ : ۶)

انا ارسلناک شاهداً ومبشراً و نذیراً ' و داعیاً الی الله باذنه و سراجاً منیراً - | اے پیغمبر اسلام ! هم نے تمکو دنیا مے آنے حق کی گواهي دینے والا ' سعادت انسانیة کی خوشخبري پهیلانے والا ' الله کی طرف اسکے بندوں کو بلانے والا ' اور دنیا کی تاریکیوں کیلیے ایک چراغ نوراني بنا کر بهیجا -

پس تمام کرۂ ارضی کی روشنی کیلیے کہیں ایک آفتاب هدایت هے' جسکی عالم تسخیر کرنوں کے اندر دنیا اپني تمام تاریکیوں کیلیے نور بشارت پاسکتي هے ' اور اس لیے صرف وهي ایک هے جسکے طلوع کے پہلے دن کو دنیا کبھي نہیں بهلا سکتي ' اور اگر اس نے بهلا دیا هے تو وه وقت دور نہیں جب اسے کامل عشق و شیفتگي کے ساتهه صرف اسي کے آگے جهکنا پڑیگا ' اور اُسي کو اپنا کعبۂ امید بنانا پڑیگا -

اس مقدس پیدایش نے دنیا میں ظاهر هوکر یه نہیں کہا که میں صرف بني اسرائیل کو فرعون کي غلامي سے نجات دلانے آیا هوں' بلکه اس نے کہا که تمام عالم انسانیت کو غیر الہي غلامیوں سے نجات دلانا میرا مقصد ظہور هے - اس نے صرف اسرائیل کے گھرانے کي گم شده رونق هي سے عشق نہیں کیا ' بلکه تمام عالم کي اُجڑي هوئي بستي پر غمگیني کي ' اور انکي دوباره رونق و آبادي کا اعلان کیا - اس نے اُس خدا کی محبتوں کي طرف دعوة نہیں دي جو صرف سینا کي چوٹیوں یا همالہ کي گهاٹیوں میں بستا هے' بلکه اُس رب العالمین کي طرف بلایا جو تمام نظام هستي کا پروردگار هے' اور اسلیے تمام کائنات عالم کو اپني طرف بلا رها هے - هم کو دنیا میں سکندر ملتا هے جس نے تمام عالم کو فتح کرنا چاها تها ' لیکن هم دنیا کي پوري تاریخ میں خدا کے کسي رسول کو نہیں پاتے جس نے تمام عالم کي ضلالتوں اور تاریکیوں کے خلاف اعلان جہاد کیا هو - اسکا صرف ایک هي اعلان هے جو آغاز خلقت سے ابتک کیا گیا هے' اور اسلیے اگر دنیا نسلوں' قوموں' اور رقبوں کا نام نہیں هے بلکه مخلوقات الہي کي اُس پوري نسل کا نام هے جو کرۂ ارضي کي پیٹهه پر بستي هے ' تو وه مجبور هے که هر طرف سے مایوسي کي نظریں هٹاکر صرف اس ایک هي اعلان عام کے آگے جهک جاے اور صرف اسي کي پیدایش کے دن کو اپني عمر کا سب سے بڑا دن یقین کرے :

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا (٢٥ : ١) | کیا هي پاک اور برکتوں کا سرچشمه هے ذات اُسکي جس نے اپنے برگزیده بندے پر الفرقان نازل کیا تاکه وه قوموں اور ملکوں هي کیلیے نہیں بلکه تمام عالموں کي ضلالت کیلیے ڈرانے والا هو !

دنیا میں جسقدر داعیان حق و صداقت کے اعلانات موجود هیں' اگر دنیا انکو بهلا دیگي' تو یه صرف قوموں اور ملکوں کي سعادت کي فراموشي هوگي ' کیونکه اس سے زیاده انهوں نے کچهه نه کہا ' لیکن اگر ربیع الاول کو اس نے بهلا دیا ' تو یه تمام کرۂ ارضي کي نجات کو بهلا دینا هوگا ' کیونکه ربیع الاول کي رحمت کسي ایک سرزمین کیلیے نہیں بلکه تمام عالمین کیلیے تهي -

(١١)

یہاں تک جو کچهه حوالۂ قلم هوا ' یه محض ایک تمہید تهي از اسلام کي رحمت عامه کا ایک سرسري مطالعه لیکن اسکے بعد اصلي سوال همارے سامنے آتا هے - یعني اس پیدایش نے دنیا کي حقیقي اور عالمگیر مصیبت کیلیے کیا کیا ؟ اور انسانیت کي سعادت و ارتقاء فطري کي کیونکر تکمیل کي ؟ اس مبحث عظیم کا احاطه و استقصاء تو ممکن نہیں' لیکن چند سرسري اشارات آینده نمبر میں ملینگے -

مواعظ و خطب

ماه ربیـــع الاول

اور جشن تذکار ولادت نبوي صلی الله علیه و سلم

آن راز که در سینه نهانست نه وعظ ست
بر دار تواں گفت ' به منبر نه تواں گفت !

عزیزان ملت ! ماه ربیع الاول کا ورود تمهارے لیے جشن و مسرت کا ایک پیغام عام هوتا هے - کیونکه تم کو یاد آجاتا هے که اسي مہینے کے ابتدائي هفتوں میں خدا کي رحمت عامه کا دنیا میں ظهور هوا ' اور اسلام کے داعي برحق کي پیدایش سے دنیا کي دائمي غمگینیاں اور سرگشتگیاں ختم کي گئیں - صلی الله علیه و علی اله و صحبه و سلم -

تم خوشیوں اور مسرتوں کے ولولوں سے معمور هو جاتے هو' تمهارے اندر خدا کے رسول برحق کي محبت و شیفتگي ایک بیخودانه جوش و محویت پیدا کردیتي هے - تم اپنا زیاده سے زیاده وقت اسي کي یاد میں ' اسي کے تذکره میں ' اور اسي کي محبت کے لذت و سرور میں بسر کرنا چاهتے هو !

تم اسکے ذکر و فکر کي مجلسیں منعقد کرتے هو' انکي آرایش و زینت میں اپني محنت و مشقت کي کمائي بے دریغ لٹاتے هو' خوشبودار اور تروتازه پهولوں کے گلدستے سجاتے هو' کافوري شمعوں کے خوبصورت فانوس اور برقي روشني کے بکثرت کنول روشن کرتے هو' عطر و گلاب کي مہک اور اگر کي بتیوں کا بخور جب ایوان مجلس کو اچهي طرح معطر کردیتا هے ' تو اسوقت مدح و ثنا کے زمزموں اور درود و سلام کے مقدس ترانوں کے اندر اپنے محبوب و مطلوب مقدس کي یاد کو ڈهونڈهتے هو' اور بسا اوقات تمهاري آنکهوں کے آنسو اور تمهارے پر محبت دلوں کي آهیں اسکے اسم مبارک سے والهانه عشق کرتیں اور اُسکے عشق سے حیات روحاني حاصل کرتي هیں !

پس کیا مبارک هیں وه دل جنهوں نے اپنے عشق و شیفتگي کیلیے رب السماوات و الارض کے محبوب کو چنا ! اور کیا پاک و مطهر هیں وه زبانیں جو سید المرسلین و رحمة للعالمین کي مدح و ثنا میں زمزمه سنج هولیں !

مصلحت دید مـن آنست که یاراں همه کار
بگذارنـد و خـم طـرۂ یارے گیـرند !

انهوں نے اپنے عشق و شیفتگي کیلیے اسکي محبوبیت کو دیکها' جسکو خود خدا نے اپني چاهتوں اور محبتوں سے ممتاز کیا' اور انکي زبانوں نے اُسکي مدح و ثنا کي' جسکي مدح و ثنا میں خود خدا کي زبان' اسکے ملائکه اور قدوسیوں کي زبان' اور کائنات ارضي کي تمام پاک روحوں اور سعید هستیوں کي زبان ' انکي شریک و هم نوا هے :

ان الله و ملائکته یصلون علی النبي ' یا ایها الذین امنوا ' صلـوا علیـه و سلمـوا تسلیما (٣٣ : ٥٦)

(کائنات هستي کي محبوبیة اعلی)

بلا شبه محبت نبوي اور عشق محمدي کے یه پاک ولولے اور یه مخلصانه ذوق و شوق تمهاري زندگي کي سب سے زیاده قیمتي

متاع ھے' اور تم اپنے ان پاک جذبات کی جتنی بھی حفاظت کرو کم ھے - تمھارا یہ عشق الھی ھے ' تمھاری یہ محبت ربانی ھے ' تمھاری یہ شیفتگی انسانی سعادت اور راست بازی کا سرچشمہ ھے' تم اُس وجود مقدس و مطہر کی محبت رکھتے ھو جسکو تمام کائنات انسانی میں سے تمھارے خدا نے ھر طرح کی محبوبیتوں اور ھر قسم کی محمودیتوں کیلیے چن لیا ' او رمحبوبیۃ عالم کا خلعت اعلی صرف اسی کے وجود اقدس پر راست آیا - کرۂ ارضی کی سطح پر انسان کیلیے بڑی سے بڑی بات جو لکھی جاسکتی ھے' زیادہ سے زیادہ عشق جو کیا جاسکتا ھے ' اعلی سے اعلی مدح و ثنا جو کی جاسکتی ھے ' غرضکہ انسان کی زبان انسان کے لیے جو کچھہ کہہ سکتی اور کرسکتی ھے' وہ سب کا سب صرف اُسی ایک انسان کامل و اکمل کیلیے ھے ' اور اسکا مستحق اسکے سوا کوئی نہیں :

مقصود ما ز دیر و حرم جز حبیب نیست
ھر جا کنیم سجدہ بـــداں آستـــاں رســد

و للہ در مـا قال :

عبـاراتنـا شتی و حسنك واحد
و کل الـــی ذاک الجمال یشیر !

(وحـدہ لا شـریک)

خدا کی الوھیت و ربوبیت جس طرح وحدہ لا شریک ھے کہ کوئی ھستی اُسکی شریک نہیں ' اسی طرح اس انسان کامل کی انسانیۃ اعلی اور عبدیت کبری بھی وحدہ لا شریک ھے کیونکہ اُسکی انسانیت و عبدیت میں کوئی اسکا ساجھا نہیں' اور اُسکے حسن و جمال فردانیت کا کوئی شریک نہیں :

منـزہ عــن شریــک فی محاسنہ
فجوھرالحسن فیـــہ غیـــر منقسم

یہی وجہ ھے کہ قران حکیم میں تم دیکھتے ھو کہ تمام انبیاء کرام علیھم الصلواۃ و السلام کا ذکر جہاں کہیں کیا گیا ' وھاں اُن سب کو اُنکے ناموں سے پکارا ھے ' اور انکے واقعات کا بھی ذکر کیا ھے تو انکے ناموں کے ساتھہ کیا ھے - لیکن اس انسان کامل ' اس فرد اکمل' اس صفات عبدیۃ کے وحدہ لا شریک کا اکثر مقامات میں اسطرح ذکر کیا ھے کہ نہ تو اُسکا نام لیا گیا ' نہ ھی کسی دوسرے وصف سے نامزد کیا گیا ' بلکہ صرف " عبد " کے لفظ سے اسکے پروردگار نے اُسے یاد فرمایا :

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی -	کیا پاک ھے وہ خداوند قدوس جس نے ایک رات اپنے " عبد " کو مسجد حرام سے مسجد اقصی تک کی سیر کرائی !

سورۂ جن میں فرمایا :

و انــہ لمـا قام عبد اللہ یـدعـوہ کادوا یـکونـون علیہ لبدا -	اور جب اللہ کا بندہ (عبد) تبلیغ حق کیلیے کھڑا ھوتا ھے تاکہ اللہ کو پکارے ' تو کفار اُسکو اِسطرح گھیر لیتے

ھیں گویا قریب ھے کہ اُس پر آ گرینگے !

سورۂ کہف کو اس آیۃ سے شروع کیا :

الحمد للــہ الذي انزل علی عبدہ الکتــاب -	تمام تعریفیں اللہ کیلیے ھیں جسنے اپنے " عبد " پر کتاب اُتاری -

سورۂ فرقان کی پہلی آیت ھے :

تبـــارک الذي نـزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعـــالمیـن نـذیـرا -	کیا ھی پاک ذات ھے اُسکی جسنے " الفرقان " اپنے " عبد " پر اُتارا تاکہ وہ تمام عالم کی ضلالتوں کیلیے ڈرانے والا ھو !

اسی طرح سورہ نجم میں کہا : فاوحی الی " عبدہ " ما اوحی ' حدید میں کہا : ینزل علی " عبـدہ " آیات - پس ان تمام مقامات میں آپکا اسم گرامی نہیں لیا ' بلکہ اسکی جگہ صرف " عبد " فرمایا - حالانکہ بعض دیگر انبیاء کے لیے اگر عبد کا لفظ فرمایا ھے تو اسکے ساتھہ نام کی تصریح بھی کردی ھے - سورہ مریم میں حضرۃ ذکریا کیلیے فرمایا : ذکر رحمـۃ ربك عبـدہ ذکریا - سورہ ص میں کہا : و اذکر عبدنا داؤد - نیز : و اذکر عبدنا ایوب -

اس خصوصیت و امتیاز سے اسی حقیقت کو واضح کرنا مقصود الہی تھا کہ اس وجود گرامی کی عبدیۃ اور بندگی اس درجۂ آخری و مرتبۂ قصوی تک پہنچ چکی ھے جو انسانیۃ کی انتہا ھے' اور جسمیں اور کوئی عبد اس عبد کامل کا شریک و سہیم نہیں - پس عبدیۃ کا فرد کامل وھی ھے ' اور اسلیے بغیر اضافت و نسبت کے صرف " عبد " کا لقب اسکو ناموں اور علموں کی طرح پہچنوا دیتا ھے - کیونکہ تمام کائنات ھستی میں اُسکا سا اور کوئی عبد نہیں !

پس یہ وہ تھا کہ اسکے صفات الاھیہ کا یہ حال ھے' اسکی انسانیت و عبدیۃ کی وحدت اسطرح فرمانفرماے جمیع کائنات ھے' اسکی محبت و محبوبیت کا خود رب السماوات والارض نے اعلان کیا' اور اسکی رحمت او اپنی ربوبیت کی طرح تمام عالمین پر محیط کردیا' اُسکو اللہ نے اپنی صفات رافت و رحمت سے متصف فرمایا ' اور اگر اپنے آپکو الرحمن الرحیم کہا تو اسے بھی بالمومنین رؤف الرحیم قرار دیا - اسکو تمام قرآن حکیم میں کبھی بھی نام لیکر نہ پکارا ' بلکہ کبھی صداے عزت سے نوازا کہ یا ایھا الرسول اور کبھی طریق محبت سے پکارا کہ یا ایھا المزمل ! اسکے وجود کی عزت و عظمت کو اپنی عزت کی طرح اپنے بندوں پر فرض کردیا ' اورجابجا حکم دیا کہ تعزروہ و توقروہ (اسکی عزت کرو اور اسکی توقیر بجا لاؤ) پھر وہ کہ اسکی محبوبیتوں اور عظمتوں کا یہ حال تھا کہ اسکا وجود مقدس و اطہر تو بڑی چیز ھے ' وہ جس آبادی میں بسا اورجس شہر کی گلیوں میں چلا پھرا ' اسکی عزت کو بھی خداے زمین و آسمان نے تمام عالم میں نمایاں کیا :

لا اقســم بھـذ البـــلد و انت حل بھذ البلد -	ھم مکہ کی قسم کھاتے ھیں مگر اسلیے کہ تیرا وجود اُسکی سرزمین میں رھا اور بسا ھے !

و من مـذھبي حب الدیــار لاھلھـــا
و للنـــاس فیما یعشقـــون مـــذاھب

پس جسکی قدوسیت و جبروتیت کا یہ مرتبہ ھو ' اُسکی یاد میں جتنی گھڑیاں بھی کٹ جائیں' اُسکے عشق میں جتنے آنسو بھی بہہ جائیں' اُسکی محبت میں جتنی آھیں بھی نکل جائیں' اور اُسکی مدح و ثنا میں جسقـدر بھی زبانیں زمزمہ پیرا ھوں ' انسانیت کا حاصل' روح کی سعادت ' دل کی طہارت ' زندگی کی پاکی' اور ربانیت و الاھیت کی پادشاھی ھے - و للہ درما قال :

راہ تو بھـر قـــدم کہ پویند خوش ست
وصل تو بھـر سبب کہ جویند خوش ست !
روے تو بھـر دیـدہ کہ بینـند نکوست
نام تو بھـر زبان کہ گویند خوش ست !

(جشن حصول و ماتم ضیاع)

لیکن جبکہ تم اس ماہ مبارک میں یہ سب کچھہ کرتے ھو ' اور اس ماہ کے واقعۂ ولادت کی یاد میں خوشیاں مناتے ھو ' تو اسکی مسرتوں کے اندر تمھیں کبھی اپنا وہ ماتم بھی یاد آتا ھے جسکے بغیر اب تمھاری کوئی خوشی نہیں ھو سکتی ؟ کبھی تم نے اس حقیقت پر بھی غور کیا ھے کہ یہ کس کی پیدایش ھے جسکی یاد کیلیے تم سر و سامان جشن کرتے ھو؟

یہ کون تھا جسکی ولادت کے تذکرہ میں تمہارے لیے خوشیوں اور مسرتوں کا ایسا عزیز پیام ہے ؟

آہ ! اگر اس مہینہ کی آمد تمہارے لیے جشن و مسرت کا پیام ہے' کیونکہ اسی مہینے میں وہ آیا جسنے تم کو سب کچھہ دیا تھا ' تو میرے لیے اس سے بڑھکر اور کسی مہینے میں ماتم نہیں' کیونکہ اس مہینے میں پیدا ہونے والے نے جو کچھہ ہمیں دیا تھا ' وہ سب کچھہ ہم نے کھو دیا - اسلیے اگر یہ ماہ ایک طرف بخشنے والے کی یاد تازہ کرتا ہے' تو دوسری طرف کھونے والوں کے زخم کو بھی تازہ ہو جانا چاہیے :

ما خانہ رمیدگان ظلمیم
پیغام خوش از دیار ما نیست

تم اپنے گھرونکو مجلسوں سے آباد کرتے ہو' مگر تمہیں اپنے دل کی اجڑی ہوئی بستی کی بھی کچھہ خبر ہے ؟ تم کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو' مگر اپنے دل کی اندھیاری کو دور کرنے کیلیے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈھتے ؟ تم پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو' مگر آہ' تمہارے اعمال حسنہ کا پھول مرجھا گیا ہے - تم گلاب کے چھینٹوں سے اپنے رومال و آستین کو معطر کرنا چاہتے ہو' مگر آہ تمہاری غفلت ' کہ تمہاری عظمت اسلامی کی عطر بیزی سے دنیا کی مشام روح یکسر محروم ہے ! کاش تمہاری مجلسیں تاریک ہوتیں ' تمہارے اینٹ اور چونے کے مکانوں کو زیب و زینت کا ایک ذرہ نصیب نہ ہوتا ' تمہاری آنکھیں رات رات بھر مجلس آرائیوں میں نہ جاگتیں ' تمہاری زبانوں سے ماہ ربیع الاول کی ولادت کیلیے دنیا کچھہ نہ سنتی ' مگر تمہاری روح کی آبادی معمور ہوتی ' تمہارے دل کی بستی نہ اُجڑتی ' تمہارا طالع خفتہ بیدار ہوتا ' اور تمہاری زبانوں سے نہیں مگر تمہارے اعمال کے اندر سے اسوۂ حسنۂ نبوی کی مدح و ثنا کے ترانے اٹھتے : فانہـــا لا تعمی الابصار و لکن تعمی القلوب التی فی الصدور :

صبح یہ ڈر ہے دل زنـدہ ' تو نہ مرجاے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے !

پھر آہ وہ قوم ' اور صد آہ اس قوم کی غفلت و نادانی ' جسکے لیے ہر جشن و مسرت میں پیام ماتم ہے ' اور جسکی حیات قومی کا ہر قہقہۂ عیش فغان حسرت ہوگیا ہے ' مگر نہ تو ماضی کی عظمتوں میں اسکے لیے کوئی منظر عبرت ہے ' نہ حال کے واقعات و حوادث میں کوئی پیام تنبہ و ہوشیاری ہے ' اور نہ مستقبل کی تاریکیوں میں زندگی کی کسی روشنی کو اپنے سامنے رکھتی ہے - اسے اپنی کامجوئیوں اور جشن و مسرت کی بزم آرائیوں سے مہلت نہیں ' حالانکہ اسکے جشن و طرب کے ہر ورود میں ایک نہ ایک پیام ماتم و عبرت بھی رکھدیا گیا ہے - بشرطیکہ آنکھیں دیکھیں ' کان سنیں ' اور دل کی دانائی غفلت و سرشاری نے چھین نہ لی ہو : و ان فی ذالــک لذکری لمــن کان لہ قلب او القی السمــع و هـــو شهـــیـــد !

(ظـهـور و مقصد ظـهـور)

ماہ ربیع الاول کی یاد میں ہمارے لیے جشن و مسرت کا پیام اسلیے تھا کہ اِسی مہینے میں خدا کا وہ فرمان رحمت دنیا میں آیا جسکے ظہور نے دنیا کی شقاوت و حرمانی کا موسم بدل دیا ' ظلم و طغیان اور فساد و عصیان کی تاریکیاں مٹ گئیں ' خدا اور اُسکے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ جڑ گیا ' انسانی اخوت و مساوات کی یگانگت نے دشمنیوں اور کینوں کو نابود کردیا ' اور کلمۂ کفر و ضلالت کی جگہ کلمۂ حق و عدالت کی پادشاہت کا اعلان عام ہوا :

لقـد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین ' یهـدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام -

اللہ کے طرف سے تمہاری جانب ایک نور ہدایت اور کتاب مبین آئی - اللہ اسکے ذریعہ اپنی رضا چاہنے والوں کو سلامتی اور زندگی کی راہوں پر ہدایت کرتا اور انکے آگے صراط مستقیم کو کھولتا ہے !

لیکن دنیا شقاوت و حرمانی کے درد سے پھر دکھیا ہوگئی ' انسانی شر و فساد اور ظلم و طغیان کی تاریکی خدا کی روشنی پر غالب ہونے کیلیے پھیل گئی ' سچائی اور راست بازی کی کھیتیوں نے پامالی پائی ' اور انسانوں کے بے راہ گلہ کا کوئی رکھوالا نہ رہا - خدا کی وہ زمین جو صرف خدا ہی کیلیے تھی ' غیروں کو دیدی گئی ' اور اُسکے کلمۂ حق و عدل کے غمگساروں اور ساتھیوں سے اُسکی سطح خالی ہوگئی :

ظہر الفساد فی البر و البحـر بما کسبت ایدی النـــاس !

زمین کی خشکی اور تری دونوں میں انسان کی پیدا کی ہوئی شرارتوں سے فساد پھیل گیا اور زمین کی صلاح و فلاح غارت ہوگئی !

پھر آہ ! تم اسکے آنے کی خوشیاں تو مناتے ہو' پر اسکے ظہور کے مقصد سے غافل ہوگئے ہو ' اور وہ جس غرض کیلیے آیا تھا ' اسکے لیے تمہارے اندر کوئی ٹیس اور چبھن نہیں ؟

یہ ماہ ربیع الاول اگر تمہارے لیے خوشیوں کی بہار ہے ' تو صرف اس لیے کہ اسی مہینے میں دنیا کی خزان ضلالت ختم ہوئی ' اور کلمۂ حق کا موسم ربیع شروع ہوا - پھر اگر آج دنیا کی عدالت سموم ضلالت کے جھونکوں سے مرجھا گئی ہے' تو اے غفلت پرستو ! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ بہار کی خوشیوں کی رسم تو مناتے ہو' مگر خزاں کی پامالیوں پر نہیں روتے ؟

(آتشین شریعت)

اس موسم کی خوشیاں اس لیے تھیں کہ اسی میں اللہ کی عدالت کی وہ " آتشین شریعت " کوہ فاران پر نمودار ہوئی جسکی سعیر کی چوٹیوں پر صاحب تورات کو خبر دی گئی تھی ' اور جو مظلومی کے آنسو بہانے' مسکینی کی آہیں نکالنے' ذلت و نامرادی سے ٹھکراے جانے کیلیے دنیا میں نہیں آئی تھی ' بلکہ اسلیے آئی تھی تاکہ اعداء حق و عدالت ناکامی کے آنسو بہائیں' دشمنان الہی مسکینی کیلیے چھوڑ دیے جائیں' ضلالت و شقاوت نامرادی و ناکامی کی ذلت سے ٹھکرائی جاے ' اور سچائی و راستی کا عرش عظمت و اجلال نصرۃ الہی کی کامرانیوں اور اقبال و فیروزی کی فتح مندیوں کے ساتھہ تمام کائنات ارضی میں اپنی جبروتیت و قدوسیت کا اعلان کرے - پس وہ اللہ کے ہاتھہ کی چمکائی ہوئی ایک تلوار تھی ' جسکی ہیبت و قہاریت نے باطل پرستی کی تمام طاقتوں کو لرزا دیا اور کلمۂ حق کی پادشاہت اور دائمی فتح کی دنیا کو بشارت سنائی :

هـــو الـــذی ارسل رســوله بالهـــدی و دین الحق لیظهـــره علی الـــدین کلـــه و لو کره المشـــرکون -

وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو دنیا کی سعادت کے قیام اور ضلالت کی مقہوریت کیلیے دین حق کے ساتھہ بھیجا تاکہ وہ تمام دینوں پر اُسے غالب کردے ' پس اسکی حقانیت کی طاقت ہی آخر میں دائمی اور عام فتح پانے والی ہے اگرچہ مشرکوں پر ایسا ہونا بہت ہی شاق گذرے -

وہ ذلت کا زخم نہ تھا بلکہ نامرادی کا زخم لگانے والا ہاتھہ تھا' وہ مظلومی کی تڑپ نہ تھی بلکہ ظلم کو تڑپانے والی شمشیر تھی ' وہ مسکینی کی بیقراری نہ تھی ' بلکہ دنیا کو بیقرار کرنے والوں نے اس سے بیقراری پائی ' وہ درد و کرب کی کروٹ نہ تھی ' بلکہ درد و کرب میں مبتلا کرنے والوں کو اس سے بے چینی کا بستر ملا -

وہ جو کچھه لایا اسمیں غمگینی کی چیخ نه تهی ' ماتم کی آہ نه تهی ' ناتوانی کی بے بسی نه تهی ' اور حسرت و مایوسی کا آنسو نه تها ' بلکه یکسر شادمانی کا غلغله تها ' جشن و مراد کی بشارت تهی ' کامیابی و عیش فرمائی کی بہار تهی ' طاقت اور فرمان فرمائی کا اقبال تها ' امید اور یقین کا خندۂ عیش تها ' زندگی اور فیروز مندی کا پیکر و تمثال تها ' فتح مندی کی همیشگی تهی ' اور نصرة و کامرانی کی دائمی :

ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا و ابشروا بالجنة التی کنتم توعدون - نحن اولیائکم فی الحیواة الدنیا والاخرة و لکم فیها ما تشتهی انفسکم و لکم ما تدعون -	الله کے وہ صالح بندے جنهوں نے دنیا کی تمام طاقتوں سے کٹ کر کہا که الله هی همارا رب هے اور اسکے سوا کوئی نہیں ' پهر ساتهه هی اسپر جم گئے اور ثابت قدمی کے ساتهه اپنی خدا پرستی کو قائم کیا ' سو یه وہ لوگ هیں که کامرانی و فتح مندی کیلیے خدا نے انکو چن لیا هے - وہ اپنی ملائکه نصرت کو انپر بهیجتا هے جو هردم پیام شادمانی و

کامیابی پہنچاتے هیں که نه تو تمهارے لیے خوف هے اور نه کسی طرح کی غمگینی - دنیا کی زندگی میں بهی تم خدا کی نصرة و حمایت سے فتح مند و کامیاب هوگے اور اخرة میں بهی خدا کی مہربانیوں سے بامراد - الله کی تمام نعمتیں صرف تمهارے هی لیے هیں ' تم جو نعمت چاهوگے تمهیں ملیگی اور جس چیز کو پکاروگے پاؤگے -

(لا تہنوا ولا تحزنوا).

کیونکه وہ جو ربیع الاول میں آیا ' اس نے کہا که غم اور ناکامی انکے لیے هونی چاهیے جنکے پاس کامیابی و نصرة بخشنے والے کا رشته نہیں هے ' پر وہ جو جنهوں نے تمام انسانی اور دنیاوی طاقتوں سے سرکشی کرکے صرف خدا کی قدوس طاقت کے ساتهه وفاداری کی ' اور اس ذات کو اپنا دوست بنا لیا جو ساری خوشیوں کا دینے والا اور تمام کامیابیوں کا سر چشمه هے ' تو وہ کیونکر غمگینی پاسکتے هیں ' اور خدا کے دوستوں کے ساتهه اسکی زمین میں کون هے جو دشمنی کرسکتا هے ؟

ذالك بان الله مولی الذین آمنوا ' وان الکافرین لا مولی لهم (۴۷ : ۱۲)	اسلیے که الله مومنوں کا دوست اور حامی هے مگر کافروں کا نہیں جنهوں نے اس سے انکار کیا -

جن پاک روحوں نے خدا کی سچائی اور کلمۂ حق و عدل کی خدمت گذاری کیلیے اپنے آپکو وقف کردیا ' وہ کسی سے نہیں ڈرسکتے ' البته انکی هیبت و قہاریت سے دنیا کو ڈرنا چاهیے :

فلا تخافوهم ' وخافون ان کنتم مومنین (۳ : ۱۷۰)	دشمنان حق کی شیطانی هیبتوں سے نه ڈرو ' الله سے ڈرو اگر فی الحقیقت تم مومن هو -

دنیا میں متضاد سے متضاد اجزا باهم جمع هوسکتے هیں - آگ اور پانی ممکن هے که ایک جگه جمع هو جائیں ' شیر اور بکری هوسکتا هے که ایک گهاٹ سے پانی پی لیں ' لیکن خدا کا " ایمان " اور " انسان کا خوف ". یه دو چیزیں ایسی متضاد هیں جو کبهی بهی ایک دل میں جمع نہیں هوسکتیں ' اور اگر ایک بد بخت ایمان الہی کا دعوا کرکے انسان کے ڈر سے بهی کانپ رها هے ' تو تم اسے اُن کنکروں اور پتهروں کی طرح ٹهکرا دو جو انسان کی راہ میں لڑهکر آجاتے هیں ' تاکه دوڑنے والوں کیلیے ٹهوکر بنیں ' کیونکه وہ ایمان کے یقین سے محروم هے :

لا تہنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مومنین -	نه هراساں هو اور نه غمگین هو ' تمهیں سب پر غالب آنے والے هو اگر تم سچے مومن هو !
الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم و لا هم یحزنون -	یاد رکهو که جو لوگ الله کے دوست اور اسکے چاهنے والے هیں ' انکے لیے نه تو کوئی خوف هے اور نه کبهی وہ غمگین هونگے !

(استبدال نعمت)

لیکن آج جبکه تم عید میلاد کی مجلسیں منعقد کرتے هو ' تو تمهارا کیا حال هے ؟ وہ تمهاری دولت کہاں هے جو تمهیں دی گئی تهی ؟ وہ تمهاری نعمت کامرانی کدهر گئی جو تمهیں سونپی گئی تهی ؟ وہ تمهاری روح حیات کیوں تمهیں چهوڑ کر چلی گئی ' جو تم میں پهونکی گئی تهی ؟ آہ ! تمهارا خدا تم سے کیوں روٹهه گیا ؟ اور تمهارے اقا نے کیوں تم کو صرف اپنی هی غلامی کیلیے نه رکها ؟ کیا ربیع الاول کے آنے والے نے خدا کا وعدہ نہیں پہنچایا تها که عزت صرف تمهارے هی لیے هے ؟ اور اس دولت کا اب زمین پر تمهارے سوا کوئی وارث نہیں ؟

ان العزة لله و لرسوله و للمومنین و لکن المنافقین لا یعلمون -	عزت الله کیلیے هے ' اسکے رسول کیلیے ' اور مومنوں کیلیے ' لیکن جن کے دل نفاق سے کهوے گئے وہ اس حقیقت کو نہیں جانتے -

پهر یه کیا انقلاب هے که تم ذلت کیلیے چهوڑدیے گئے هو ' اور عزت نے تم سے منهه چهپالیا هے ؟ کیا خدا کا وعدۂ نصرة تم تک نہیں پہنچایا گیا تها که :

و کان حقا علینا نصر المومنین (۳۰ : ۴۷)	مسلمانوں کو نصرت و فتح دینا همارے لیے ضروری هے -

یه کسی طرح نہیں هوسکتا که هم غیروں کو فتحیاب کریں اور مومن ناکام رهجائیں -

پهر یه کیوں هے که تم نے کامیابی نه پائی اور کام و مراد نے تمهارا ساتهه چهوڑ دیا ؟ کیا خدا کا وعدہ سچا نه تها ؟ اور کیا وہ اپنے قول کا پکا نہیں ؟ تم جو انسانوں کے وعدوں پر ایمان رکهتے اور انکے حکموں کے آگے گرنا جنتے هو ' خدا کے وعدۂ لا یخلف المیعاد کیلیے اپنے اندر ایمان کی کوئی صدا نہیں پاتے ؟ آہ ! نه تو اسکا وعدہ جهوٹا تها اور نه اس نے اپنا رشته توڑا ' مگر تم هی هو ' تمهاری هی محرومی و بے وفائی هے ' تمهارے هی ایمان کی موت اور راستی کی حرمانی هے ' جس نے اپنے پیمان وفا کو توڑا ' اور خدا کے مقدس رشتے کی عزت کو اپنی غفلت و بد اعمالی اور غیروں کی پرستش و بندگی سے بٹه لگایا :

ذالک بان الله لم یک مغیرا نعمة انعمها علی قوم حتی یغیروا ما بانفسهم و ان الله لیس بظلام العبید (۸ : ۵۵)	اسلیے که خدا کبهی کسی قوم کی نعمت کو محرومی سے نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود هی اپنے اندر تبدیلی نه کردے اور وہ اپنے بندوں کیلیے ظالم نہیں هے که اُنکو بغیر جرم کے سزا دے -

خدا اب بهی غیروں کیلیے نہیں بلکه صرف تمهارے هی لیے هے ' بشرطیکه تم بهی غیروں کے لیے نہیں بلکه صرف خدا هی کیلیے هوجاؤ :

ان تنصرو الله ' ینصرکم و یثبت اقدامکم -	اگر تم خدا کے کلمۂ حق کی مدد کروگے تو الله بهی تمهاری مدد کریگا اور تمهارے اندر ثابت قدمی اور مضبوطی پیدا کردیگا -

(یادگار حریت)

تم ربیع الاول میں آنے والے کی یاد اور محبت کا دعوا رکهتے هو ' اور مجلسیں منعقد کرکے اسکی مدح و ثنا کی صدائیں بلند کرتے هو ' لیکن تمهیں کبهی بهی یه یاد نہیں آتا که جسکی یاد کا تمهاری زبان دعوا کرتی هے ' اسکی فراموشی کیلیے تمهارا هر عمل گواہ هے ؟ اور جسکی مدح و ثنا میں تمهاری صدائیں زمزمه سرا هوتی هیں ' اسکی عزت کو تمهارا وجود بٹه لگا رها هے ؟ وہ دنیا میں اسلیے آیا تها تاکه انسانوں کو انسانی بندگی سے هٹا کر صرف الله کی عبودیت کی صراط مستقیم پر چلائے ' اور غلامی کی اُن تمام زنجیروں سے همیشه کیلیے نجات دلا دے جنکے بڑے بڑے بوجهل حلقے اُنهوں نے اپنے پاؤں میں ڈال لیے تهے :

یضع اصرهم و اغلالهم التی کانت علیهم	پیغمبر اسلام کے ظهور کا مقصد یه هے که گرفتاریوں اور بندشوں سے انسان کو

نجات دلاے ' اور غلامي کے جو طوق انھوں نے اپني گردنوں میں پہن رکھے ھیں ' انکے بوجھہ سے رھائي بخشے -

اس نے کہا کہ اطاعت صرف ایک ھي کي ھے اور حکم و فرمان صرف ایک ھي کیلیے سزاوار ھے :

ان الحکم الا للہ - حکم و طاقت کسي کیلیے نہیں ھے مگر صرف اللہ کیلیے !

اس نے سب سے پہلے انسان کو اسکي چھني ھوئي آزادي و حریت واپس دلائي اور کہا کہ مومن نہ تو پادشاھوں کي غلامي کیلیے ھے ' نہ دھنوں کي اطاعت کیلیے ' نہ کسي آور انساني طاقت کے آگے جھکنے کیلیے ' بلکہ اسکے سر کیلیے ایک ھي چوکھت ' اسکے دل کیلیے ایک ھي عشق ' اسکے پانوں کیلیے ایک ھي زنجیر ' اور اسکي گردن کیلیے ایک ھي طوق اطاعت ھے - وہ جھکتا ھے تو اسي کے آگے ' روتا ھے تو اسي کے لیے ' اعتماد کرتا ھے تو اسي کي ذات پر ' ڈرتا اور لرزتا ھے تو اسي کي ھیبت سے ' امید کرتا ھے تو اسي کي رحمت پر - وہ مشرک نہیں ھے کہ خدا کي طرح انسانوں کو بھي ھیبت اور قہاریت کي صفت بخشے :

ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار ؟ ما تعبدون من دونہ الا اسماء سمیتموھا انتم و اباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطان - ان الحکم الا للہ امر الا تعبدوا الا ایاہ - ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون -

پرستش اور غلامي کیلیے کئي اک معبود بنا لینا اچھا یا ایک ھي خداے واحد و قہار کا ھو رھنا ؟ یہ جو تم نے اپني بندگي کیلیے بہت سی چوکھٹیں بنا رکھي ھیں ' تو بتلاؤ ؟ انکي ھستي بجز اسکے کیا ھے کہ چند وھم ساز نام ھیں جو تم نے اور تمھارے بڑوں نے اپني گمراھي سے گڑھہ لیے اور مدت کي ضلالت و رسم پرستي نے انکے اندر مصنوعي ھیبت و مرعوبیت پیدا کردي - حالانکہ خدا نے نہ تو انکے اندر کوئي طاقت رکھي اور نہ انکي معبودیت و محبوبیت کیلیے کوئي حکم اُتارا - یقین کرو کہ تمھاري غلامي کے یہ تمام مصنوعي بت کچھہ بھي نہیں ھیں - حکم و سلطاني دنیا میں نہیں ھے مگر صرف اللہ کیلیے ' اس نے حکم دیا کہ پرستش نہ کرو مگر صرف اسي کي - یہي انسان کي فطرۃ صالحہ کي راہ ھے اور اسلیے یہي دین قیم ھے -

اور دیکھو کہ اس نے انسان کي حریت صادقہ اور آزادي حق کو کس طرح مثالوں کي دانائي میں سمجھایا :

ضرب اللہ مثلاً : عبداً مملوکا لا یقدر علی شيء ' و من رزقناہ منا رزقاً حسناً ' فھو ینفق منہ سراً و جھراً ' ھل یستون ؟ (١٦ : ٧٧)

اللہ ایک مثال دیتا ھے - یوں فرض کرو کہ ایک شخص ھے جو کسي دوسرے انسان کا غلام ھے - خود اسے کوئي اختیار حاصل نہیں - وہ اپني کسي چیز پر باوجودیکہ اُسیکي ھے ' کچھہ قدرت نہیں رکھتا اور صرف اپنے آقا کے حکموں کا بندہ ھے - مگر اسکے مقابلے میں ایک دوسرا آزاد و خود مختار انسان ھے جسپر کسي انسان کي حکومت نہیں ' اسے اپني ھر چیز پر قدرت و اختیار حاصل ھے ' اور جو کچھہ خدا نے دیا ھے ' وہ اسے ظاھر و پوشیدہ ' جس طرح چاھتا ھے بے دھڑک خرچ کرتا ھے ' تو کیا یہ دونوں آدمي ایک ھي طرح کے ھوے ؟ کیا دونوں کي حالت میں کوئي فرق نہیں ؟ اگر فرق ھے تو پھر وہ کہ اُسکا مالک صرف خدا ھي ھے ' اور وہ کہ اُسکے گلے میں انسانوں کي اطاعت کے طوق پڑے ھوے ھیں ' دونوں ایک طرح کے کیسے ھوسکتے ھیں ؟

پس اگر ربیع الاول کا مہینا دنیا کیلیے خوشي و مسرت کا مہینا تھا ' تو صرف اسلیے کہ اسي مہینے میں دنیا کا وہ سب سے بڑا انسان آیا جسنے مسلمانوں کو اُنکي سب سے بڑي نعمت یعنی " خدا کي بندگي اور انسانونکي آقائي " عطا فرمائي ' اور اُسکو اللہ کي خلافت و نیابت کا لقب دیکر خدا کي ایک پاک و محترم امانت ٹھہرایا - پس ربیع الاول انساني حریت کي پیدایش کا مہینا ھے ' غلامي کي موت اور ھلاکت کي یادگار ھے ' خلافت الہي کي بخشش کا اولین یوم ھے ' وراثت ارضي کي تقسیم کا اولین اعلان ھے - اسي ماہ میں کلمۂ حق و عدل زندہ ھوا ' اور اسي میں کلمۂ ظلم و فساد اور کفر و ضلالت کي لعنت سے خدا کي زمین کو نجات ملي -

لیکن آہ ' تم کہ اس ماہ حریت کے ورود کي خوشیاں مناتے ھو ' اور اسکے لیے ایسي طیاریاں کرتے ھو ' گویا وہ تمھارے ھي لیے اور تمھاري ھي خوشیوں کیلیے آیا ھے ' خدا را مجھے بتلاؤ کہ تم کو اس پاک اور مقدس یادگار کي خوشي منانے کا کیا حق ھے ؟ کیا موت اور ھلاکي کو اسکا حق پہنچتا ھے کہ زندگي اور روح کا اپنے کو ساتھي بناے ؟ کیا ایک مردہ لاش پر دنیا کي عقلیں نہ ھنسینگي اگر وہ زندوں کي طرح زندگي کو یاد کریگي ؟ ھاں یہ سچ ھے کہ آفتاب کي روشني کے اندر دنیا کیلیے بڑي ھي خوشي ھے ' لیکن ایک اندھے کو کب زیب دیتا ھے کہ وہ آفتاب کے نکلنے پر آنکھوں والوں کي طرح خوشیاں مناے ؟

پھر تم بتلاؤ کہ تم کون ھو ؟ تم غلاموں کا ایک گلہ ھو جس نے اپنے نفس کي غلامي ' اپني خواھشوں کي غلامي ' ما سوی اللہ رشتوں کي غلامي ' اور غیر الہي طاقتوں کي غلامي کي زنجیروں سے اپني گردن کو چھپا دیا ھے - تم پتھروں کا ایک ڈھیر ھو ' جو نہ تو خود ھل سکتا ھے اور نہ اسمیں جان اور روح ھے ' البتہ چور چور ھوسکتا اور ایک دوسرے پر پٹکا جاسکتا ھے - تم غبار راہ کي ایک مشت ھو ' جسکو ھوا اُڑا لیجاے تو اُڑ سکتي ھے ' ورنہ وہ خود صرف اسلیے ھے تاکہ ٹھوکروں سے روندي جاے اور جولان قدم سے پامال کي جاے - فیا للمرزیۃ و یا للمصیبۃ !

گلگونۂ عارض ھے نہ ھے رنگ حنا تو
اے خوں شدہ دل ' تو تو کسي کام نہ آیا !

پھر اے غفلت کي ھستیو ' اور اے بیخبري کي سرگشتۂ خواب روحو ! تم کس منھہ سے اسکي پیدائش کي خوشیاں مناتے ھو جو حریت انساني کي بخشش ' حیات روحي و معنوي کے عطیہ ' اور کامراني و فیروز مندي کي خسروي و ملوکي کیلیے آیا تھا ؟ اللہ اللہ غفلت کي نیرنگي اور انقلاب کي بو قلموني ! ماسوي اللہ کي عبودیت کي زنجیریں پاؤں میں ھیں ' انسانوں کي مملوکیت و مرغوبیت کے حلقے گردنوں میں ' ایمان باللہ کے ثبات سے دل خالي ' اور اعمال حقہ و حسنہ کي روشني سے روح محروم ! ان سامانوں اور طیاریوں کے ساتھہ تم مستعد ھوے ھو کہ ربیع الاول کے آنے والے کي یاد کا جشن مناؤ ' جسکا آنا خدا کي عبودیت کي فتح ' غیر الہي عبودیت کي ھلاکت ' حریت صادقہ کا اعلان حق ' عدالت حقہ کي ملوکیت کي بشارت ' اور امۃ عادلہ و قائمہ کے تمکن و قیام کي بنیاد تھا ! فما لھا اولاء القوم ' لا یکادون یفقھون حدیثا !

پس اے غفلت شعاران ملت ! تمھاري غفلت پر صد فغاں و حسرت ' اور تمھاري سرشاریوں پر صد ھزار نالۂ و بکا ' اگر تم اس ماہ مبارک کي اصلي عظمت و حقیقت سے بے خبر رھو اور صرف زبانوں کے ترانوں ' در و دیوار کي آرائشوں ' اور روشني کي قندیلوں ھي میں اسکے مقصد و یادگاري کو گم کردو - تمکو معلوم ھونا چاھیے کہ یہ ماہ مبارک امۃ مسلمہ کي بنیاد کا پہلا دن ھے ' خداوندیہ پادشاھت کے قیام کا اولین اعلان ھے ' خلافت ارضي و وراثت الہي کي بخشش کا سب سے پہلا مہینا ھے - پس اسکے آنے کي خوشي اور اسکے تذکرہ و یاد کي لذت ھر اُس شخص کي روح پر حرام ھے ' جو اپنے ایمان اور عمل کے اندر اس پیغام الہي کي تعمیل و اطاعت اور اس اسوۂ حسنہ کي پیروي و تاسي کیلیے کوئي نمونہ نہیں رکھتا : فبشر عبادي الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ' اولائک الذین ھدا ھم اللہ و اولائک ھم اولو الالباب !

الـــديـــن و السيــاســة

(۱)

دنیوي حکومتوں نے اگرچه سیاست کو ظلم و جور' تمرد و طغیان' خود غرضي و هواے نفس' کذب و فریب' دسائس و حیل' اور حرص و مطامع کا مرادف بنا دیا ' لیکن در حقیقت وہ ایک روحاني صداقت هے' جسپر دنیا کي تمام صداقتوں کي طرح ابتلاء و امتحان' ترقي و تنزل' اور ظهور و خفاء کے مختلف دور گذر چکے هیں - آغاز خلقت میں جب انسان جنگل کے تاریک گوشوں اور پہاڑوں کي اندھیري غاروں میں رهتا تھا' تو سیاست بھي اوسکے تمام محاسن و فضائل کي طرح انھي تاریکیوں میں عزلت گزیں رهي - پھر جب دنیوي تمدن نے ترقي کي اور متمدن سلطنتیں قائم هوئیں' تو سیاست نے بھي اس تاریک افق سے سر نکالا ' اور سلاطین کے هواے نفس کے ساتھه ساتھه مدتوں تک دنیا پر جابرانه حکومت کرتي رهي -

لیکن اوسکا یه جابرانه دور حکومت خدا کي مرضي کے مطابق نه تھا ' اسلیے وہ پادشاهوں کے عظیم الشان درباروں سے رخصت هوئي ' اسنے تاج و تخت کو ٹھوکر لگایا ' اور مذهب کے داعیان الهي کے دامن میں جاکر پناہ لي -

دنیا کي تمدني تاریخ میں یه ایک عظیم الشان انقلاب تھا ' اس نے دنیا کي غیر متحرک فضا میں شعاع آفتاب کي رعشه دار اونگلیوں کي طرح ایک نوراني تموج پیدا کردیا ' جسکي پہلي لہر دریاے نیل سے اوٹھي ' اور پھر ریگستان عرب میں پہونچکر آب زمزم کي سطح ساکن کے اندر مل گئي !

(القـران الحکـیـم)

قرآن حکیم ایک مجموعه صداقت هے' اسلیے اوس نے دنیا کي تمام صداقتوں کے ساتھه سیاست کو بھي اپنے دامن میں سب سے پہلي جگه دي' اور جو نور چند لمحوں کیلیے کوہ طور پر چمکا تھا' وہ همیشه اوسکے تاج حقیقت کا طرۂ زرنگار رها' سیاست الهي فرعون کے تاج و تخت کي ذمه دار نہیں تھي' اوسکا کام ابو جهل و ابو سفیان کي سیادت کو محفوظ رکھنا نه تھا ' وہ دنیا میں صرف میزان عدل کے قائم کرنے کیلیے آئي تھي ' اسلیے اوس نے ایک فطري مذهب کي آغوش میں اپنے آپ کو نمایاں کیا ' کیونکه فطرۃ هي ایک ایسي چیز هے جو خود عدل و انصاف سے سر مو تجاوز نہیں کرسکتي ' اور اگر وہ اپنے مرکز سے هٹ جاے تو دنیا کا تمام قدرتي نظام دفعة درهم برهم هو جاے -

(الـمـیـزان)

آفتاب و ماهتاب دنیا پر ایک لا زوال طاقت کے ساتھه حکومت کر رهے هیں ' اور اونکا دور حکومت سلاطین کي حکومت سے بہت زیادہ وسیع و طویل هے - گھنے درختوں کا سایه بادشاهوں کے دامن دولت سے بہت زیادہ فراخ هوتا هے - امیر و غریب کو یکساں طور پر جگه دینے کیلیے اوسکي آغوش هر وقت کھلي رهتي هے - آسمان کي حکومت سب سے زیادہ قدیم اور پائدار هے که وہ ازل هي سے تمام دنیا کے سر پر محیط هے - لیکن فطرت نے ان کو بھي خود سر' مغرور' اور سرکش نہیں بنایا ' بلکه ایک عادلانه نظام کا پابند کردیا هے ' اور اونھوں نے فطرۃ الهي کے آگے اپني اپني گردنیں جھکا دي هیں :

الشمس و القمر بحسبان
و النجم و الشجر یسجدان
و السماء رفعها و وضع
المیزان (۴ : ۵۵)

سورج اور چاند ایک خاص نظام کے ماتحت گردش کر رهے هیں' درختوں نے بھي اپنے بلند سروں کو اوسي نظام کے آگے جھکا دیا هے' یه فطري نظام قدیم سے هے' خدا نے جب آسمان کو پیدا کیا اور وہ اوسکو بلند کیا تو اوسي وقت ایک میزان عدل بھي قائم کردیا -

انسان فطرت کا اعلی ترین مظهر هے ' اس بنا پر خدا کي ان عظیم الشان مخلوقات کي طرح وہ بھي اسي فطرتي نظام عدل کا پابند هے ' اور اگر وہ خدا کي تمام مخلوقات میں بڑا هے تو اسکو خدا کے نظام عدل کا بھي سب سے زیادہ پابند هونا چاهیے - چنانچه الله تعالی نے آفتاب و ماهتاب کي پابندیوں کے جلوے دکھا کر انسان کو بھي اسي عادلانه قانون کي پابندي کا حکم دیا :

الا تطغوا فی المیــزان
و اقیموا الــوزن بالقسط
و لا تخســروا المیــزان
(۸ : ۵۵)

جسطرح آفتاب و ماهتاب ' درخت اور آسمان' اپنے محور و نظام عدل سے تجاوز نہیں کرتے ' اسي طرح تم بھي اس میزان عدل کو پوري عدالت کے ساتھه قائم رکھو' اور اوس میں کسي قسم کي کمي بیشي نه کرو !

(عــدالت الهي)

یهي نظام عدل هے جو سیاست مذهبي کي روح هے - مذهب دنیا میں اسیکے پھیلانے کیلیے آیا تھا ' لیکن انسان کا دست ستم همیشه اس نظام کو درهم برهم کرتا رها هے ' اسلیے فطرت الهي همیشه اوسکو سزا بھي دیتي رهتي هے' اور سیاست کا میزان همیشه قوت هي سے قائم رہ سکتا هے -

فطرت کي عدالت دنیوي عدالتوں سے بالکل مختلف مگر اون سے زیادہ منصف هے - دنیوي عدالتیں سزائیں دیتي هیں ' لیکن جرم و سزا میں کوئي مناسبت نہیں ڈھونڈھتیں - اگر ایک شخص نے چوري کي هے تو عدالت حکم دیتي هے که وہ تین برس تک ایک عمارت کے اندر قید کردیا جاے ' اگر ایک شخص نے مکر و فریب سے کسي کو دھوکا دیا هے تو عدالت اسکے اخلاقي مرض کا یه علاج تجویز کرتي هے که روز ایک من گیهوں پیسے - مگر فطرت جرم و سزا میں همیشه دقیق مناسبت تلاش کرتي هے ' اور اوسي مناسبت کي بنا پر سزا دیتي هے - مثلاً جن قوموں نے احکام الهي کي خلاف ورزي کي' میزان عدل و قسط کو پامال کیا' اور خدا کے بندوں پر ظلم و جبر کے ساتھه مسلط هوگئے' تو خداوند تعالی نے بھي اون پر اپني عظیم الشان مخلوقات کو مسلط کردیا '

جنھوں نے انکے سر غرور و طغیان کو چور چور' ریزہ ریزہ' پاش پاش کردیا :

کذبت ثمود و عاد بالقارعه فاما ثمود فاهلكوا بالطاغيه و اما عاد فاهلكوا بريح صرصر عاتيه ' سخرها عليهم سبع ليال و ثمنية ايام حسوما فترى القوم فيها صرعى كانهم اعجاز نخل خاويه ' فهل ترى لهم من باقيه ؟ (٥ : ٦٩)

ثمود و عاد نے هلا دینے والي چیز یعنے قیامت کا انکار کیا جو خدا کي عدالت کا دن تھا' پس هم نے دنیا هي میں اسکا نمونہ دکھا دیا ' ثمود کي قوم زلزلہ سے تباہ کردي گئي ' اور عاد پر آندھي کا طوفان آیا جو متصل سات رات اور آٹھہ دن تک قائم رھا - وہ لوگ اوس میں گرے ھوے کھوکھلے درختوں کي طرح نظر آتے تھے ' وہ کہ اپني آبادیوں اور عمارتوں پر ناز کیا کرتے تھے اور ظلم و فساد کے غرور میں عذاب الهي سے غافل تھے' آج زمین پر انکي ایک یادگار بھي نہیں دکھائي جاسکتي !

ایک مدت تک اسي نظام عدل اور اصول فطرت کي بنا پر دنیا میں قومیں بنتي بگڑتي رھیں- جب تک دنیا میں کوئي قوم یا کوئي سلطنت عدل و انصاف کے قیام کے ذریعہ خود صالح رھي ' اور اپنے ساتھہ دوسروں کي بھي اصلاح کي ' اوسوقت تک وہ هلاکت و بربادي سے محفوظ رھي :

وما كان ربك ليهلك القرى بظلم و اهلها مصلحون - (٥ : ٦٩)

تمھارا پروردگار کسي آبادي کو اوسوقت تک ھلاک نہیں کرتا جب تک کہ وہ اصلاح کي خدمت انجام دیتي ھے -

دنیا کي بادشاھت و سیاست صرف اصلاح کیلیے ھے - " اصلاح" اور " افساد " کي تشریح کا یہ موقعہ نہیں لیکن تم سورۂ انبیاء میں بار بار پڑھچکے ھو :

ان الارض يرثها عبادي الصلحون (١٠٥ : ٢١)

زمین کے وارث صرف همارے صالح بندے ھوے اور ھونگے -

لیکن بر خلاف اسکے جب کسي قوم نے عدل کو ظلم سے ' اور اصلاح کو افساد سے بدل دیا ' اور خدا کے بندوں کو خدا کي غلامي سے هٹا کر اپنا غلام بنانا چاھا تو وہ دفعۃً ھلاک کردي گئي :

الم تر كيف فعل ربك بعاد ارم ذات العماد التي لم يخلق مثلها في البلاد و ثمود الذين جابو الصخر بالواد و فرعون ذي الاوتاد الذين طغوا في البلاد فاكثروا فيها الفساد فصب عليهم ربك سوط عذاب (٥ : ٨٩)

کیا تم نہیں دیکھتے کہ تمھارے پروردگار نے عاد ارم کے ساتھہ کیا سلوک کیا ' جو ایسے قوي و متمدن تھے کہ دنیا میں ویسي قوي قوم اب تک پیدا نہیں ھوئي؟ اور قوم ثمود جنھوں نے اپنے رھنے کیلیے پہاڑوں کو تراشکر گھر بنائے تھے' اور فرعون جو اپني شان و شوکت خسروي کیلیے خیمہ و خرگاہ رکھتا تھا؟ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے انساني آبادیوں میں فتنہ و ظلم کا بڑا سر اوٹھایا تھا' اور عدل و اصلاح کي جگہ ان میں فساد پھیلا رکھا تھا - پس قانون الهي نے اپنے تازیانۂ عذاب کو حرکت دي اور ان سب کو نابود کردیا -

ان آیات کریمہ نے ظلم و عدوان اور تمرد و طغیان کے نتائج ھي کي تصریح نہیں کي بلکہ اسکے سر چشمۂ اصلي کي طرف اشارہ بھي کردیا' یعني قوت کا صحیح استعمال جس طرح دنیا کے نظام عدل و معیار انصاف کو قائم رکھہ سکتا ھے' اوسي طرح اوسکا غلط استعمال اس شیرازہ کو درھم و برھم بھي کردیتا ھے -

(عذاب الهي کا پہلا دور)

لیکن ھواے نفساني قوت کا مرکز ثقل اکثر بدل دیتي ھے' اور جب تک کوئي روحاني طاقت ان اغراض فاسدہ کي مقاومت نہیں کرتي' قوت همیشہ بیراہ روي اختیار کرتي رھتي ھے- ان قوموں نے دنیا میں ظلم و عدوان کي جو آگ بھڑکا دي تھي' اسکي وجہ صرف یہ تھي کہ انکے ضمیر کا احساس بالکل فنا ھوگیا تھا- یہ وسیع ملک رکھتے تھے ' دولت و ثروت کا ذخیرہ اونکے پاس تھا' اور قوت جسماني نے پہاڑوں کو اونکے لیے روئي کا تودہ بنا دیا تھا - خدا کي زمین صالح تھي - اوس نے نیکي کے بیج کیلیے اپني آغوش کو کھول دیا تھا' اور عدل و انصاف کا چشمہ اسکے ایک ایک مسام سے اوبل سکتا تھا - اگر یہ قومیں زمین کي اصلاح پر آمادہ ھوتیں تو وہ بھي اونکو صالح قوم کا خطاب دیتي' اور اپنے آپ کو ھمیشہ کیلیے اونکے قدموں کے نیچے ڈالدیتي' لیکن اونھوں نے زمین کو اپني اھواء فاسدہ کا مرغزار بنایا ' اور اوس میں گل و ریحاں کے بجاے کانٹے بوے ' اسلیے جو چیزیں نیکي کے بیج کي تربیت و نشو و نما کر سکتي تھیں' وھي ان کیلیے عذاب الهي بن گئیں- ثمود کو خود زمین ھي نے پیس دیا ' عاد کي نسل کو خود ھوا ھي اوڑا لیگئي ' اور فرعون کو خود دریاے احمر کي موجیں نگل گئیں - چنانچہ خداوند تعالی نے قران حکیم کي دوسري آیتوں میں اس اصول کو نہایت وضاحت کے ساتھہ بیان فرمایا ھے :

فاما من طغى و آثر الحيوة الدنيا فان الجحيم هي المأوى - واما من خاف مقام ربه و نهى النفس عن الهوى فان الجنة هى المأوى (٣٧ : ٧٩)

لیکن جو شخص سرکش ھوا' اور دنیوي زندگي کو آخرت پر ترجیح دي تو اسکا ٹھکانا صرف جہنم ھے ' لیکن جو شخص خدا سے ڈرا ' اور اپنے دل کو ان نفساني خواھشوں سے روکا جو ظلم و تمرد اور طغیان و فساد کي طرف لیجاتي ھیں تو اوسکا ٹھکانا جنت ھے -

(عذاب الهي کا دوسرا دور)

لیکن دنیا کي ترقي کے ساتھہ قوانین فطرت نے بھي ترقي کي ھے اور اس ترقي کي حرکت نہایت عجیب و غریب ھے - دنیا کي ھر چیز ترقي کرتي ھے تو بڑھتي ھے' ابھرتي ھے' پھیلتي ھے ' لیکن قوانین فطرت کي نشو و نما بالکل اسکے بر عکس ھوئي - اونھوں نے ترقي کي تو سکڑنا شروع کیا ' اور سمٹ کر انسان کے گرد جمع ھو گئے - وہ پہلے خاک کے ذرات میں ملے ھوتے تھے' ھوا کے اجزا میں بکھرے ھوے تھے ' پاني کي موجوں کے ساتھہ تیرتے پھرتے تھے' اسلیے جب کوئي قوم نظام عدل کي خلاف ورزي کرتي تھي ' تو خاک کے تودوں ' ھوا کے جھونکوں ' اور دریا کي لہروں کے اندر ھیجان پیدا ھوتا تھا' اور وہ زمین کي زلزلہ انگیز حرکت' ھوا کے قیامت خیز تموج ' اور سمندر کي طوفاني لہروں کي صورت میں نمود کرکے پیس ڈالتے تھے' اوڑا لیجاتے تھے' بہا کر ساحل عدم تک پہونچا دیتے تھے - لیکن اب اونھوں نے صرف انسان ھي کے دل و دماغ کو اپنا نشیمن بنایا کہ وہ تمام مظاھر فطرت کا مجموعہ تھا ' پس اب ان تمام ذمہ داریوں اور ان تمام فرائض کا بوجھہ صرف انسان ھي کے سر پر آگیا' جس کو آسمان و زمین نے گھبرا کر اپنے کندھے سے پھینک دیا تھا :

انا عرضنا الامانة على السموات والارض و الجبال فابين ان يحملنها واشفقن منها و حملها الانسان انه كان ظلوما جهولا (٧٢ : ٣٣)

ھم نے اپني امانت کو آسمان ' زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا ' لیکن سب نے اوسکے اوٹھانے سے انکار کیا' اور اوس سے ڈر گئے - لیکن انسان آگے بڑھا اور اس بوجھہ کو اوٹھا لیا- بلا شبہ ایسا کرکے اس نے اپنے اوپر ظلم کیا اور بڑي ھي نادانستگي کي-

انبیاء کرام کا ظہور اسي ترقي کي مکمل صورت تھي' لیکن آغاز فطرت سے انساني قوت نے جو بے راہ روي اختیار کي تھي' اب وہ اپنے

انتهائي درجه تک پهونچ چکي تهي' اور انبياء عليهم السلام نے زباني وعظ و نصائح اور هدايت و ارشاد کا جو طريقه اختيار کر رکها تها' وه دنيا کيليے کافي نه تها - اب دنيا قوت کے نشه ميں بالکل چور چور هوگئي تهي ' اور ايسي حالت ميں اوسکا مقابله صرف قوت هي سے کيا جاسکتا تها - انسان پر فطرت نے جو ذمه دارياں عايد کردي تهيں ' تمدن کي ترقي اور جذبات و عواطف کي رقت و لطافت نے اونکے احساس کو اور بهي سريع الاشتعال بناديا تها ' اسليے قلب کي يه حرکت هاتهه پاؤں ميں بهي جنبش پيدا کرنا چاهتي تهي ' اور انسان زبان کے ساتهه هاتهه سے بهي کام لينا چاهتا تها -

(دعـــوة موسوي)

اس آتشکده کي آگ سب سے پہلے مصر کي سر زمين ميں بهڑکي' جسکو فراعنه نے ظلم و عدوان اور تمرد و طغيان کا جولان گاه بنا ديا تها' جہاں ايک قوم کے ساتهه اسر و غلامي کي حالت ميں جانوروں کي طرح سلوک کيا جاتا تها' غلامي کي لعنت کي زنجيريں اسکے پانوں ميں تهيں' اور انساني حکومت کي پرستش کا داغ پيشاني پر' يه ظالمانه طرز عمل صرف فرعون کے قصر شاهي تک هي محدود نه تها' بلکه اوسکا نظاره هر گلي کوچے ميں نظر آتا تها - حاکم قوم اپني قومي حکومت کے گهمنڈ ميں بني اسرائيل کے هر فرد کو اپنا زر خريد غلام سمجهتي تهي' اور اُسکو يقين تها که سر زمين کنعان کا يه مهجور گله صرف اسي ليے هميں ديا گيا هے تاکه چار پايوں کي طرح همارے آگے جهکے' اور کتے کي طرح هماري جوتيوں کي گرد چاٹے - پس خدا تعالى کے ايک اولو العزم ' صاحب قوت و نفوذ ' اور ذکي الحس بندے نے راه جور و ستم کا يه درد انگيز نظاره ديکها ' اور ايک مظلوم اسرائيلي شخص کي اچانک فرياد ' اور غيرت قومي کے فوري احساس نے اوسکے جذبات رقيقه کے برقي خزانے ميں آگ لگا دي :

و دخل المدينة علـــى حين غفلة من اهلهـــا فوجد فيها رجلين يقتتلن هذا من شيعته و هذا من عــدوه فاستغـــاثه الذي من شيعته على الذي من عدوه فوكزه موسى فقضي عليـــه قال هـــذا من عمـــل الشيطان انه عدو مضل مبين (۱۴ : ۲۸)

اور ايک ايسي حالت ميں جب که تمام شهر غافل تها' موسى شهر ميں آے ' اور دو آدميوں کو ديکها که لڑ رهے هيں' اون ميں ايک موسى کي قوم کا تها' دوسرا اوسکے دشمـــن کے گـــروه کا - موسى کو ديکهکر اوسکي قوم کے آدمي نے اپنے دشمن کے مقابله ميں مدد مانگي - موسى نے اوسکي مدد کي - اوسکے دشمن کو ايک گهونسا مارا اور وه مرگيا - موسى نے اپنے دل ميں کہا که يه تو ايک شيطاني کام هوگيا' بے شک شيطان انسان کا دشمن اور گمراه کن هے -

اسکے بعد اگرچه فرعون کے غلبه اور جبر و استبداد کے خوف سے موسى عليه السلام گهبرا گئے ' ليکن قومي حميت کي آگ دل ميں برابر سلگتي رهي - بسوء اتفاق سے دوسرے دن پهر يهي ناگوار موقعه پيش آگيا :

فاصبح في المدينـــة خائفا يترقب فاذا الذي استنصره بالامـــس يستصرخه قال له موسى انك لغوي مبين - فلما ان اراد ان يبطش بالذي هو عدو لهما قال يموسى اتريد ان تقتلني كما قتلت نفسا بالامس ان تريد الا ان تكون جبارا في الارض و ما تريد ان تكون من المصلحيـــن (۱۷ : ۲۸)

اب موسى شهر ميں خوف زده هو کر چهپنے لگے' اتفاق سے پهر وهي پہلا سا موقع پيش آگيا - اور جس شخص نے کل اون سے مدد طلب کي تهي ' اوس نے آج پهر اون سے فرياد کي - موسى نے کہا تو تو بڑا گمراه آدمي هے - پهر جب موسى نے اوس قبطي پر حمله کرنا چاها جو اون دونوں کا دشمن تها' تو اوس نے کہا : کيوں موسى ! جسطرح تم نے کل ايک آدمي کو مار ڈالا هے - کيا آج اوسيطرح مجهے بهي قتل کرنا چاهتے هو؟ تم زمين ميں ظالم بنکر رهنا چاهتے هو امن دوست بننا تمهيں پسند نہيں ؟

(هجـــرت)

اب تمام شهر ميں اس واقعه کي شهرت هوگئي ' اور حضرت موسى عليه السلام کے سامنے جلا وطني کا وه مقدس مرحله پيش آگيا' جو هر حقاني جد و جهد کي پہلي منزل هے :

و جاء رجل مـــن اقصا المدينة يسعى - قال يموسى ان الملاء يا تمرون بـــک ليقتلـــوک فاخرج انـــي لک من النصحين - فخرج منها خائفا يترقب - قال رب نجني من القـــوم الظلميـــن (۱۹ : ۲۸)

شهر کے کنارے سے ايک آدمي دوڑتا هوا آيا اور کہا که اے موسى ! ارکان سلطنت تمهارے قتل کے بارے ميں مشوره کر رهے هيں - اب تم يہاں سے نکل جاؤ ' ميں تمهيں خير خواهانه مشوره ديتا هوں - موسى شهر سے خوف زده هوکر خفيه طور پر نکلے' اور خدا کي جناب ميں دعا مانگي که : خداوندا ! مجهکو ظالموں کے پنجه سے نجات دے !

(حريت کا بيروني مرکز)

مصر سے نکل کر اونکو خدا کے اوس صالح بندے کي باريابي کا شرف حاصل هوا جو مصر کي غلامانه اور مستبدانه آبادي کي جگه آزادي کي آب و هوا ميں آزادانه زندگي بسر کر رها تها' اور حضرة موسى کي دعوة حريت کيليے يه دوسري منزل تهي که ايک آزاد و خود مختار سر زمين ميں رهکر آنے والے وقت کيليے طيار هوں :

فلما جاء و قص عليـــه القصص قال لا تخـــف نجوت من القوم الظلمين (۲۵ : ۲۸)

جب حضرت موسى عليه السلام حضرت شعيب کے پاس مدين ميں آے ' اور ان سے اپنے واقعات بيان کيے ' تو اونهوں نے اونکي حوصله افزائي کي اور کہا مت ڈرو' تم نے ظالم قوم کے پنجه سے نجات حاصل کرلي -

(تکميل و اعلان)

مذهبي حيثيت سے يه پہلا قدم تها جو سياست کي طرف بڑهايا گيا تها - ليکن قومي حميت کي جو آگ حضرت موسى عليه السلام کے دل ميں سلگ رهي تهي' اس کيليے اس سے بهي زياده حرارت درکار تهي - چنانچه جب فرعون کے تخت و تاج کے اولٹنے کا وقت آگيا تو آتشکده طور نے اپني حرارت کو اونکي دل کے کانوں مقدس کے اندر مشتعل کرديا :

فلما قضى موسى الاجل و ســار باهلــه آنـــس من جانب الطور نارا قال لاهلــه امکثوا اني آنست نارا لعلي آتيکم منها بخبر او جذوة من النار لعلکم تصطلون - فلما اتها نودي من شاطي الواد الايمن في البقعة المبارکة من الشجرة ان يموسى اني انا الله رب العالمين (۲۹ : ۲۸)

جب موسى نے شعيب کي خدمت ميں اپنے درس و فکر کے دن پورے کرليے اور اپنے اهل و عيال کو ليکر وهاں سے چلے ' تو طور کے دامن ميں ايک آگ نـــظـــر آئـــي - اونـــهوں نے اپني بيوي سے کہـــا : تم لوگ ٹهرو ' ميں اوس آگ کا پته لگاؤں ' يا آگ کا کوئي انگارا ساتهه لے آؤں تاکه تمهارے تاپنے کے کام آے - ليکن جب وه اوس آگ کے پاس پهونچے تو وادي ايمن کے کنارے سے ايک رباني صدا آئي : اے موسى! يه آگ نہيں هے جسکے ليے تم دوڑے هو' بلکه ميں هوں تمام دنيا کا پالنے والا !!

خدا تعالی کو دنیا کے ایک سب سے بڑے سرکش اور مستبد بادشاہ' اور سب سے بڑی ظالم حکمراں قوم کو ہلاک کرنا منظور تھا' اسلیے وہ خود ہی دنیا میں اوترا ایا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنی جلال و قہارت کی فضا میں اترتا رہا ہے' اور حضرت موسی علیہ السلام کے وجود مطہر کے اندر سے اس نے اپنی پاک حریت اور انسانیۃ کی مدنی آزادی کے ظہور کا اعلان کردیا - لیکن ابھی حضرت موسی اس راہ کے پہلے مرحلہ میں تھے' اور اقتضاے بشریت سے انکے دل میں خوف و ہراس باقی تھا - وہ جب اپنی تنہائی اور فرعونیوں کی اکثرت و قوت کا مقابلہ کرتے تھے تو قدرتی طور پر انکے اندر ہراس پیدا ہوجاتا تھا - پس قوۃ مربیۂ الہی نے سب سے پہلے انکے قلب کو مختلف طریقوں سے عزم و ثبات کا کامل جوہر بخشا' اور دکھلا دیا کہ طاقت صرف انسانوں کی قلت و کثرت ہی میں مخفی نہیں ہے' حق اور ربانی نصرت کی روح سے معمور ہوکر ایک تنہا انسان لاکھوں انسانوں پر غالب آسکتا ہے - چنانچہ سب سے پہلے انہیں حکم دیا :

و ان الق عصاک' فلما راہا تہتز کانہا جان ولی مدبرا و لم یعقب - یموسی اقبل ولا تخف انك من الامنین (۳۱ : ۲۸)	اے موسی اپنی لاٹھی پھینک دو! جب موسی نے اپنی لاٹھی کو دیکھا تو وہ سانپ کی طرح حرکت کررہی تھی' وہ ڈرے اور پیٹھہ پھیر کر بھاگے - خدا نے کہا اے موسی! تم پیچھے ہٹنے کیلیے

پیدا نہیں کیے گئے ہو' تمہارا کام صرف آگے بڑھنا ہے - آگے بڑھو' کیونکہ تمہیں آگے ہی بڑھانے کیلیے یہ سب کچھہ کیا گیا ہے' خوف نکرو' تم ہمیشہ امن میں رہوگے -

موسی علیہ السلام کے ہاتھہ نے اب تک اگرچہ تلوار کا قبضہ نہیں پکڑا تھا' لیکن خدا نے اونکو دکھا دیا کہ جو ہاتھہ حق کی حمایت میں اوٹھتا ہے' اسکے پاس گو لوہے کی تلوار نہو لیکن وہ خود اپنی انگلیوں کے اندر ہی تلوار کی چمک رکھتا ہے :

اسلك یدک فی جیبك تخرج بیضاء من غیر سوء اضمم الیك جناحك من الرھب فذنك برھانن من ربك الی فرعون و ملائه انھم کانوا قوما فاسقین (۳۳ : ۲۸)	اپنے گریبان میں ہاتھہ ڈالو' وہ اوسکے اندر سے چمکتا ہوا نکلیگا - اور اس سے تمہیں کچھہ نقصان نہ پہنچیگا - اپنے بازو کو سمیٹ لو' تمہارے خدا کی طرف سے فرعون اور اسکی قوم کیلیے یہ دو نشانیاں ہیں' یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے عدالت الہی کے قانون کو

توڑ دیا تھا اور اللہ کی اطاعت سے باہر ہوگئے تھے -

حضرت موسی علیہ السلام اب اگرچہ ان معجزانہ آلات حرب سے مسلح ہوگئے' لیکن سیاسی میدان میں تلوار کی چمک اور توپوں کی گرج سے زیادہ دل کی قوت اور زبان کی طاقت و روانی کام آتی ہے' اسلیے اونہوں نے اپنی کمزوریوں کا عذر کیا :

قال رب انی قتلت منھم نفسا فاخاف ان یقتلون و اخی ھرون ھو افصح منی لسانا فارسله معی ردا یصدقنی انی اخاف ان یکذبون (۳۳ : ۲۸)	الہی! اونکی قوم کے ایک آدمی کو میں نے مار ڈالا ہے - ایسا نہ ہو کہ وہ اوسکے عوض میں مجھے قتل کردیں' میرا بھائی ہارون مجھہ سے زیادہ فصیح و مقرر ہے' اوسکو میرا حامی بنا کر میرے ساتھہ کردے کہ وہ میری تصدیق کرے' ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ مجھے جھٹلائیں -

خدا نے اونکی تمام دعائیں قبول کیں اور حضرۃ ہارون علیہ السلام کی مدد سے اونکے دست و بازو کو قوی تر کردیا :

قال سنشد عضدك باخیک و نجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما بایتنا انتما و من اتبعکما الغلبون (۳۵ ; ۲۸)	خدا نے کہا : ہم تیرے بھائی کے ذریعہ تیرے دست و بازو کو قوی کردینگے اور تم دونوں کو اپنے معجزات قاہرہ کی برکت سے ایسا غلبہ عطا کرینگے کہ وہ لوگ تمہارے پاس پہنچ بھی نہ سکینگے - صرف تم اور تمہارے ساتھیوں ہی کو غلبہ حاصل ہوگا -

(حضرت موسی کا مطالبہ)

خدا تعالی نے ان معجزات قاہرہ اور ان بشارات عظیمہ کے ساتھہ حضرت موسی علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیجا - فرعون مشرک بھی تھا' مے نوش بھی تھا' بدکار بھی تھا' فاسق بھی تھا' فاجر بھی تھا - غرض وہ سب کچھہ تھا جو دنیا کا ایک سیاہ کار اور شریر و ظالم انسان ہوسکتا ہے -

لیکن اب غور کرو کہ تفسیر قران کا کیسا اہم مقام تمہارے سامنے ہے' اور افسوس کہ تم نے قران کا حق فہم کبھی بھی ادا نہ کیا - حضرت موسی علیہ السلام ایک پیغمبر حق تھے - توحید الہی' رد شرک و اصنام پرستی' تزکیہ نفس و اخلاق' درس کتاب و حکمت' انکے فرائض نبوت کے حقیقی ارکان ہیں - انکا مخاطب ایک مشرک و فاجر پادشاہ اور ایک مشرک و فاجر حکمران قوم تھی - اگر " سیاست " اور " دین " دو الگ الگ چیزیں ہیں جیسا کہ نادانی اور جہل کے ابلیس نے تمہیں سمجھایا ہے' اور اگر ایک قوم کو غلامی سے نجات دلانا ایک غیر دینی عمل ہے جیسا کہ بد بختانہ تم سمجھتے آئے ہو' تو اب ضرور تھا کہ حضرۃ موسی کی دعوت و تبلیغ بھی اس چیز سے بالکل الگ رہتی جسکا نام تم نے " سیاست " رکھا ہے - وہ آتے اور فرعون سے سب کچھہ چاہتے' مگر وہ نہ چاہتے جو نہ تو دین ہے اور نہ پیغمبرانہ دعوۃ کا کوئی جزو حقیقی' مگر قران حکیم تمہارے سامنے موجود ہے - خدا نے فرعون کو نہ تو توحید کی دعوت دی' نہ اوسکی شراب کی بوتلیں توڑ ڈالیں' نہ اوسکی سیہ کاریوں کا جائزہ لیا' بلکہ حضرت موسی علیہ السلام کو اس دعوت کا صرف ایک ہی مقصد بتا کر رخصت کیا :

اذھب الی فرعون انه طغی (۲۵ : ۲۰)	فرعون کے پاس جاو کیونکہ وہ بڑا سرکش اور ظالم ہوگیا ہے -

حضرت موسی علیہ السلام اوسکے پاس آے' اور اونہوں نے بجز اسکے اور کچھہ نہ کہا کہ :

ان ادوا الی عباد الله انی لکم رسول امین (۱۷ : ۴۴)	خدا کے بندوں یعنی قوم بنی اسرائیل کو مجھے واپس دیدو جسے تم نے اپنا محکوم بنا رکھا ہے - میں تمہارے پاس ایک امانت دار رسول بنکر آیا ہوں -

تم نے غور کیا یعنی حضرۃ موسی نے فرعون کے آگے اپنی تبلیغ کا مقصد یہ نہیں کہا کہ فسق و فجور چھوڑ دو' گناہ اور شرارت سے باز آجاؤ' نیک زندگی اختیار کرو' پاک طریقوں پر عمل کرو' بلکہ اولین مطالبہ یہ کیا کہ خدا کے جن بندوں کے پاؤں میں تو نے اپنی محکومی اور غلامی کی زنجیریں ڈالدی ہیں' انہیں چھوڑ دے اور مجھے واپس دیدے - خدا نے مجھے اس قوم کا امین بنایا ہے - اسکے بندوں کو میں آزادی دلاؤنگا - محکومی کی جگہ ایک حکمراں قوم بناؤنگا - خدا کے بندے خدا کی امانت ہیں - تو ظالم و مستبد ہے - اسلیے تو اس امانت کا مستحق نہیں - یہ شرف اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے کہ میں اس امانت کو ٹھیک ٹھیک اپنے پاس رکھونگا !

یہ مطالبہ اگرچہ نہایت مختصر الفاظ میں کیا گیا' لیکن درحقیقت وہ سیاست کی روح' سیاست کا مغز' اور سیاست کی حقیقی تفسیر تھا - پہلے تو حضرت موسی علیہ السلام نے اپنا مطالبہ " ادوا " کے لفظ سے کیا " ادوا " کا اصل " الاداۃ " ہے اور

اسکے معني هیں ' دفع الحق " کے ' یعنے کسي ایسي چیز کو دیدینا جو لینے والے کا حق تھا ' تم نے اپنے پاس سے اسے نہیں دیا - یہي وجه ہے که اداء خراج' اداء جزیه ' اداء امانت ' عربي میں بکثرت آتا ہے - خراج اور جزیه حکومت کا حق ہے - امانت ' امانت رکھنے والے کي چیز ہے - اسے واپس دینا ' اسکے حق کو ادا کرنا ہے - پس حضرة موسی نے " ادوا " فرمایا یعنے ایک ایسي چیز مانگي جو فرعون کي ملکیت نه تھي ' حضرة موسی کا حق تھا - اس سے ثابت ہوتا ہے که رعایا کسي قوم کے ظلم و ستم کا تختۂ مشق نہیں بنائي گئي ہے ' اگر خدا نے کسي گروہ کو کسي شخص کے ھاتھه میں دیدیا ہے تو اوسکا یه مقصد نہیں ہے که وہ اوس سے آله بے جان کي طرح کام لے اور اپنا غلام بنالے ' اگر ایک قوم کسي ضعیف فرقه کي قسمت کي مالک ہوگئي ہے ' تو وہ اوسکو اپنے اغراض ذاتي و قومي کا ذریعه نہیں بنا سکتي - رعایا صرف ایک امانت الہي ہے ' اور جب کوئي قوم اس امانت میں خیانت کرتي ہے تو خدا اوسکو واپس لیکر اپنے دوسرے امانت دار بندوں کے حوالے کردیتا ہے -

پھر اونھوں نے بنو اسرائیل کو " عباد الله " کے لفظ سے تعبیر کیا ' جس میں یه اشارہ تھا که رعایا بادشاھوں کي محکوم ھوکر اونکي غلام نہیں بن جاتي ' بلکه اوسکے گلے میں غلامي کا صرف ایک ھي حلقه ڈالا گیا ہے ' اور وہ حلقه صرف خدا کي عبودیت کا ہے - وہ " عباد الله " ھیں - " عباد السلاطین " نہیں ھیں - انکو خدا کي بندگي کیلیے پیدا کیا گیا ہے - انسانوں کے تخت غرور کے آگے جھکنے کیلیے نہیں بنایا گیا - پھر اونھوں نے اپنا تعارف " رسول امین " کے لقب سے کرایا ' جس سے یه ظاہر کرنا مقصود تھا که فرعون نے امانت الہي میں خیانت کي ' اسلیے خدا اب اپني امانت کو ایک دوسرے امین بندے کے سپرد کرنا چاھتا ہے -

خدا نے اپنے صالح بندوں کو جہاں کہیں تاج و تخت کي بشارت عظیمه دي ہے ' اوس سے حکومت کرنے کي صلاحیت ھي مراد ہے' اور دنیا کي جس سلطنت نے سیاست کے اس اصول زریں کو پامال کردیا ' وہ دفعتاً برباد ہوگئي - دنیا کے جبابرہ میں فرعون نے سب سے زیادہ بیدردي کے ساتھه اس اصول کو پامال کیا تھا ' وہ بنو اسرائیل کو نه صرف غلام بلکه اپني جائداد غیر منقوله سمجھتا تھا ' اور اونکے واپس کرنے پرکسي طرح راضي نہیں ہوتا تھا ' اسلیے حضرة موسی نے جبراً اونکو چھین لینا چاھا که جبر کا علاج صرف جبر ھي سے ہوسکتا ہے - خدا تعالی نے حکم دیا :

فاسر بعبادي لیلا انکم متبعون (۴۴ : ۲۲)

میرے بندوں کو لیکر راتوں رات نکل جاؤ ' تمہارا تعاقب کیا جائیگا -

(عذاب الہي کا ظہور)

حضرت موسي علیه السلام اس امانت الہي کو لیکر نکلے تو حسب اطلاع الہي فرعون نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھه اونکا تعاقب کیا - اب اگرچه اس قسم کے سرکشوں کي سزا کیلیے خدا نے خود انسان ھي کو مسلط کردیا تھا ' اور دوسري فطري مخلوقات نے اپنا یه منصب انسان ھي کو دیدیا تھا ' تاہم فرعون کي ہلاکت و بربادي میں سب نے کچھه نه کچھه حصه لیا - دریاے احمر کي موجیں اونکو نگل گئیں ' خوش فضا باغوں نے اونکا ساتھه چھوڑدیا ' زمین سے اوبلنے والے چشمے اون سے علحدہ ہوگئے ' لہلہاتي ہوئي کھیتیاں اون سے روٹھه گئیں ' اور آسمان و زمین تک کو اون پر رحم نه آیا :

واترک البحر رھوا انہم جند مغرقون - کم ترکوا من جنت و عیون و زروع و مقام کریم و نعمة کانوا فیہا فکہین کذلک و اورثنہا قوما آخرین ' فما بکت علیہم السماء والارض وما کانوا منظرین (۴۴ : ۲۳)

ہم نے موسی کو حکم دیا که دریا کو ساکن چھوڑدو اور نکل بھاگو - فرعون اپنے لشکر سمیت اوسمیں ڈوب جائیگا ' چنانچه حکم الہي پورا ہوا ' اور وہ سب کے سب دریا کي لہروں میں نابود ہوگئے - پھر دیکھو که یه کون لوگ تھے ؟ انکي کیسي شان و شوکت تھي ؟ کیسا جاہ و جلال تھا ؟ کیسا گھمنڈ اور کیسي شرارتوں سے بھري ہوئي صدائیں تھیں ؟

لیکن بالآخر خدا کے عذاب سے کوئي طاقت انہیں نه بچاسکي - کسقدر سر سبز باغ ' کیسي کیسي دلفریب نہریں ' شاداب و پرثمر زراعت گاھیں ' عالیشان و پرتکلف عمارتیں ' عیش و نشاط کي نعمتیں ' غرضکه وہ سب کچھه جو دنیوي جاہ و جلال میں سے انکے پاس تھا اور جنکے اندر وہ بیفکري کے مزے اوڑا رہے تھے ' اپنے بعد چھوڑ گئے ' اور ہم نے دوسري قوموں کو انکا وارث بنایا جو ان پر قابض ہوگئیں ' اور باوجود اس درد انگیز انقلاب کے نه تو آسمان ھي انپر رویا اور نه زمین ھي نے آنسو بہاے ' اور نه انکو اپني حالت کے اصلاح کي مہلت دیگئي - کیونکه مہلت پوري ہوگئي تھي ' اور آسمان و زمین کا خداوند جب ناراض ہو جاے تو پھر تمام کائنات ہستي میں کون ہے جو ان بدبختوں سے راضي ہوسکتا ہے ؟

(سیاست حقه کا آخري ظہور)

قوت اگرچه سیاست کا جزو لازمي ہے ' لیکن اوس میں رحم و تلطف اور رفق و ملاطفت کي بھي آمیزش کي جا سکتي ہے ' چنانچه حضرت موسی علیه السلام کو خدا نے جب فرعون کے پاس بھیجا ' تو سب سے پہلے اسي پیغمبرانه اخلاق کے اظہار کي تلقین کي :

اذھبا الی فرعون انه طغی فقولا له قولا لینا لعله یتذکر او یخشي (۴۶ : ۲۰)

اے موسی تم اور ھارون فرعون کے پاس جاؤ کیونکه وہ سرکش ہوگیا ہے ' با اینہمه اوسکے ساتھه نرمي سے گفتگو کرنا - شاید وہ عبرت حاصل کرے ' یا اوسکے دل میں خوف خدا پیدا ہو جاے -

(اخلاق اور سیاست)

لیکن فرعون کے جبر و استبداد ' غرور و عناد ' اور حکومت ابلیسي کے گھمنڈ نے اوسکو حضرت موسی علیه السلام کے دریاے لطف کے ایک قطرے سے بھي تشنه لب رکھا ' اور دریاے احمر کي لہروں میں اونکي معجزانه قوت نے نہایت عبرت ناک طور پر بحر عدم کے ساحل تک پہونچا دیا - تاہم الہي سیاست فطرتاً رحم کے ساتھه ہم آغوش رہنا چاھتي تھي - فرعون کو اوسکے تمرد نے اگرچه اس تلطف آمیز سیاست سے فائدہ اوٹھانے کا موقع نہیں دیا ' لیکن جب دنیا کے ساتھه تمدن نے اور زیادہ ترقي کي ' تو اخلاق و سیاست کي تصویریں ایک مرقع میں نظر آگئیں - اسلام اسي اخلاق و سیاست کا مجموعه ہے -

لیکن ہر اجتماع و ترکیب سے پہلے اسکے متفرق اجزاء کا الگ الگ ہونا ضروري ہے ' اور ہر اعتدال کیلیے افراط و تفریط کا وجود لازمي ہے ' سیاست کا ایک جزو یعني قوت کو تو حضرت موسی علیه السلام نے پیدا کردیا تھا ' اور اوس کي آخري نمایش دریاے احمر میں ہوچکي تھي - لیکن دوسرا جزو یعني اخلاق اب تک معدوم تھا - حضرت عیسی علیه السلام نے اوسکو بھي پیدا کردیا ' اور اوسکے حریف یعني سیاست و قوت کي رگ گردن کاٹ ڈالي - یہود ٹھوس پتھر کي طرح سخت تھے ' لیکن حضرة مسیح نے اپني معجزانه آتش بیانیوں سے اونکو اس قدر گداز کردیا که وہ ایک سیال مادہ بن گئے ' جو ہر قوت کے سامنے جھک جاتا تھا ' لچک جاتا تھا ' دب جاتا تھا !

اگر کوئي شخص اونکے گال پر ایک طپانچه مارتا تھا تو انھوں نے کہا که وہ اپنا دوسرا گال بھي اوسکے سامنے پیش کردینگے ' اگر کوئي شخص ایک میل اون کو بیگار لیجانا چاھتا تھا تو وہ دو میل تک اوسکا بوجھه پہونچادیتے تھے - اظہار قوت کا سب سے بڑا ذریعه حکومت ہے ' لیکن اونھوں نے دنیوي حکومت کیلیے کچھه نه چاھا ' اور صرف خدا کے غریب بندوں ھي کو آسماني حکومت کي بشارت دي - قوت

کي نمائش کيليے جنگ ناگزير هے ' ليکن اونهوں نے کہا که اپنے دشمنوں کو بهي پيار کرو - غرض حضرت موسى عليه السلام کے زمانے ميں قوت جس درجه افراط تک پهونچ گئي تهي ' ٹهيک اوسي کے مقابل حضرة مسيح نے اوسکو درجه تفريط تک پهونچا ديا - اگرچه اپنے اپنے وقتوں ميں دونوں چيزيں صحيح اور عين اعتدال تهيں -

(امـــة وسطـــا)

اس بنا پر اعتدال کلي و دائمي کيليے جس قسم کے الگ الگ افراط و تفريط کي ضرورت تهي ' اب وہ پوري هوگئي ' اور قوانين ارتقاء جس جامع و مکمل مذهب کو ڈهونڈه رهے تهے ' اوسکے ظهور کا وقت آگيا - پس زبان الہي نے اوس معتدل امت کے پيدا هونے کي بشارت دنيا کو سنا دي :

وکذالک جعلناکم امة وسطا لتکونوا شهداء على الناس و يکون الرسول عليکم شهيدا (۱۳۷ : ۲)

اسي طرح هم نے تمکو ايک عدل و توسط کي قوم بنايا ' تاکه تمام دنيا کيليے نمونه بنو ' اور پيغمبر تمهارے ليے نمونه هو -

داعي مذهب اسلام نے اس " امة وسطا " کيليے اپنا اعلى نمونه قائم کرديا - حضرت موسى عليه السلام کو چونکه ايک سخت طاقتور بادشاه اور سخت جابر قوم کا مقابله کرنا تها ' اسليے خدا نے اونکو فطرتاً پر جلال بنايا تها - اسي بنا پر فرعون کے سامنے نرم کلامي کي تلقين کرنا پڑي ' ليکن پيغمبر اسلام خود هي فطرتاً رحم و شفقت ' کرم و رافت ' عفو و درگذر کا خلق عظيم تها :

فبما رحمة من الله لنت لهم و لو کنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولک (۱۵۳ : ۳)

يه الله کي رحمت هے که تم اونکے ليے فطرتاً نرم خو پيدا کيے گئے ' اور اگر تم سخت و سنگدل هوتے تو لوگ تمهارے گرد جمع هي نه هوتے اور بهاگ جاتے -

حضرت موسى عليه السلام سے اپني قوم کي ذلت برداشت نه هوسکي ' اور وہ چند دنوں کے بعد اسکو ليکر چلے گئے - ليکن پيغمبر اسلام نے کامل ۱۳ برس تک اپني قوم کي هدايت ياب هونے کا انتظار کيا ' طرح طرح کي تکليفيں برداشت کيں ' اور اپنے متبعين کو مختلف قسم کے جسماني مصائب ميں مبتلا ديکها ' با اينهمه خدا نے اونکو صبر و سکون کا اعلى ترين معيار بتلاديا تها :

و اصبر نفسک مع الذين يدعون ربهم بالغدوة و العشي يريدون وجهه و لا تعد عينک عنهم (۲۷ : ۱۸)

اونلوگوں کے ساتهه رهکر صبر کرو جو صبح و شام اپنے خدا کي پکار ميں سرگرم رهتے هيں ' اور صرف خدا کي مرضي تلاش کرتے هيں ' اپني نگاه اون سے نه پهيرو -

کفر زار مکه کي ايک ايک کنکري اگرچه اوسکے متبعين کو ٹهوکر لگانا چاهتے تهي ' ليکن اون لوگوں نے داعي اسلام کے اسوهٔ حسنه کي اس عديم النظير طاقت کے ساتهه تقليد کي که ايک تنکے کو بهي نگاه کرم سے نه ديکها ' بلکه بعض موقعوں پر تو وہ کيا که اخلاق مسيحي اسکے آگے هيچ هے :

و عباد الرحمن الذين يمشون على الارض هونا و اذا خاطبهم الجهلون قالوا سلاما (۶۳ : ۲۵)

اور خدا کے وہ بندے جو زمين پر آهسته آهسته چلتے هيں - اور جب جهلاء اونکو نامعقول طريقے سے مخاطب کرتے هيں تو وہ کہتے هيں که تم سلامت رهو - هميں اپني راه چلنے دو !

ليکن اسي ضعف ميں اونکي قوت کا راز بهي چهپا هوا تها - دنيا ميں ايک هي اصول متضاد نتائج پيدا کرتا هے - کبهي تو قوت دبکر بالکل فنا هوجاتي هے ' اور کبهي وہ جسقدر دبائي جاتي هے اوسيقدر اوبهرتي بهي هے ' اور آهسته آهسته اپنے بکهرے هوے اجزاء کو جمع کرليتي هے - پاني کي سوتيں بعض اوقات تو خاک پتهر کے اندر دب کر بالکل خشک هوجاتي هيں ' ليکن کبهي اندر هي اندر منافذ پيدا کرکے زمين کے اندروني حصے ميں اپنا جال پهيلا ديتي هيں ' اور ايک دن چشمه کي صورت ميں اوبل پڑتي هيں - يه کوئي تعجب انگيز بات نهيں - قوت کي موت اور اوسکي زندگي درحقيقت تربيت هي پر موقوف هے - حضرت عيسى عليه السلام چونکه يهود کي شقاوت کو توڑنا چاهتے تهے اسليے اونهوں نے اپنا ايک خاص مظلومانه نمونه قائم کيا ' ليکن پيغمبر اسلام مسلمانوں کو ايک طاقتور قوم و عزيز ترين هستي بنانا چاهتا تها - وہ آسمان کي بادشاهت غريبوں اور مسکينوں کو نهيں ديتا تها بلکه دنيا کي بادشاهت کي بشارت سے مسکينوں کو صاحب تاج و تخت بنانے والا تها ' اسليے اسنے ابتدا هي سے اون کو عزم و استقلال کي تعليم دي - اور ايک بلند تر مطمح نظر کيليے تيار کيا - چنانچه اوس مظلومي کے زمانے ميں جب که ارض مکه کي ايک ايک کنکري مسلمانوں کو ٹهوکر لگاتي تهي اور دنيوي عيش و نعم کے تمام دروازے اونپر بند هوگئے تهے ' اُس نے خدا کي نصرت سے معمور هوکر بشارت دي که آج ظلم و جبر کے پتهروں کو اٹها لو ' کل کو تمام دنيا تمهارا بوجهه اوٹهاليگي :

شکونا الى رسول الله صلى الله عليه و سلم قلنا له الا تستنصر لنا الا تدعو الله لنا ؟ قال کان الرجل فيمن قبلکم يحفر له في الارض فيجعل فيه فيجاء بالمنشار فيوضع على راسه فيشق باثنتين و ما يصده ذلک عن دينه و يمشط بامشاط الحديد ما دون لحمه من عظم او عصب و ما يصده ذلک عن دينه والله ليتمن هذا الامر حتى يسير الراکب من صنعاء الى حضر موت لا يخاف الا الله - (بخاري جزء ۴ - ص - ۲۰۱)

صحابه کہتے هيں که هم نے آنحضرت سے اپنے مصائب کي شکايت کي ' اور کہا که آپ همارے ليے خدا سے مدد نهيں مانگتے اور اوسکي درگاه ميں دعا نهيں کرتے ؟ آپ نے فرمايا که گذشته قوموں ميں ايسے راسخ العزم لوگ تهے که زمين ميں گڑهے کهود کر انهيں ڈال ديا جاتا تها ' پهر آرے سے اونکے دو ٹکڑے کرديے جاتے تهے اور لوهے کي کنگهياں اونکے بدن پر چلائي جاتي تهيں جو اونکي رگوں کو هڈيوں تک سے الگ کرديتي تهيں - تاهم يه آزمائشيں بهي اونکو سچائي سے نهيں هٹا سکتي تهيں - خدا کي قسم دين اسلام اسقدر کامل اور غالب هوگا که ايک سوار يمن سے حضرموت تک اسطرح بے خوف و خطر چلا جائيگا که خدا کے سوا اوسکو کسي چيز کا ڈر نهوگا -

دنيا کے خزائن و دفائن ميں قوت کا خزانه سب سے زياده قيمتي اور مستحق حفاظت هے - اسليے اوسکو هر وقت اور هر جگهه آساني کے ساتهه صرف نهيں کيا جاسکتا - هر چيز اجزاء کي تقسيم سے فنا هوجاتي هے ' اور کوئي عظيم الشان نتيجه پيدا نهيں کرسکتي - عرب جاهليه سے زياده فياضي کے ساتهه کسي قوم نے جنگي قوت کو خرچ نه کيا هوگا - ليکن انتشار و پراگندگي کے سوا اس سے کوئي نتيجه حاصل نه هوا :

لا يقاتلونکم جميعا الا في قرى محصنة او من وراء جدر باسهم بينهم شديد تحسبهم جميعا و قلوبهم شتى ذلک بانهم قوم لا يعقلون

وہ متفق هوکر تم سے نهيں لڑ سکتے ' صرف قلعه بند گانوں ميں يا کسي ديوار کي آڑ ميں چهپکر حمله کرينگے - وہ باهم نهايت سخت جنگ کرتے تهے ' اسلئے تم اونکو ايک متحده جماعت سمجهتے هو ' ليکن جماعت صرف اتفاق هي سے پيدا هوتي هے اور اونکے دلوں ميں اتفاق کہاں ؟ وہ ايک نادان و بے عقل قوم هے ' اتفاق و اجتماع قواء کے فوايد نهيں سمجهتي -

ليکن تکميل مذهب ' نشر امن و سلام ' اور عدل و انصاف کے قيام کا جو مقصد اسلام کے پيش نظر تها ' وہ ايک متفقه جماعت اور متحده قوت کا محتاج تها ' اسلئے وہ اپني قوت کا خزانه اوس طرح نهيں صرف کرسکتا تها ' جس احمقانه طريقے سے اهل عرب

صرف کیا کرتے تھے - متبعین اسلام کو کفار مکہ کی سفیہانہ آویزشوں پر صبر و تحمل کا جو حکم دیا گیا تھا' وہ نہ تو کسی قسم کی کمزوری پر مبنی تھا' اور نہ اوس سے اخلاق مسیحی کی تکمیل مقصود تھی' بلکہ سیاسی مصالح کی بنا پر اوس کے ذریعہ قوت کے خزانے کو ایک اجتماع عظیم اور مقصد وحید کیلیے جمع کرنا اور محفوظ رکھنا مقصود تھا - چنانچہ جب اس سیاست الہی کے اظہار کا وقت آگیا' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ :

یا ایها النبی جاهد الکفـــار و المنفقین و اغلظ علیهـــم (۷۴ : ۹)	اے پیغمبر کفار اور منافقین سے جہاد کرو' اور اونکے ساتھہ پوری سختی سے پیش آو -

تو قوت کا یہ سرچشمہ دفعتاً اوبل پڑا' اور وہی فقیر و مظلوم مسلمان جنھوں نے سالہا سال تک دشمنان حق کے مظالم خاموشی کے ساتھہ سہے تھے' اس جوش و قوت کے ساتھہ سر فروشی کیلیے طیار ہوگئے کہ آگ کے شعلے' سمندر کی موجیں' پہاڑوں کی چوٹیاں' تیروں کی بارش بھی انکے سیلاب کو نہ روک سکی :

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم شاور حین بلغہ اقبال ابی سفیان' فقـــام سعد بن عبادہ فقال ایانا ترید یا رسول اللہ والذی نفسی بیـــدہ لو امرتنـــا ان نخیضها البحر لا خضناها و لو امرتنا ان نضرب اکبادهـــا الی برک العماد لفعلنا (مسلم ج - ۲ - ص - ۸۴)	آنحضرت کو جب معلوم ہوا کہ ابو سفیان نے بدر کی طرف پیش قدمی کی ہے تو آپنے صحابہ سے مشورہ کیا' انصار میں سے سعد بن عبادہ اوٹھے اور کہا : کیا آپ کا روی سخن ہماری طرف ہے ؟ اوس ذات کی قسم جس کے ہاتھہ میں ہماری جان ہے' اگر آپ فرمائیں تو ہم دریا میں

گھس پڑیں' اور اپنے سینوں کو تلواروں کی میان سے ٹکرادیں -

لیکن یہ سیلاب ایک معتدل قوم کے دل سے اومڈا تھا' اسلیے وہ دریاے احمر کی موجوں کی طرح ہر جسم کے نگلنے کیلیے اندھا دھند تیار نہ تھا' بلکہ اسکا حال بالکل مختلف تھا - جو تنکا اوس کی سطح پر جسقدر جنبش پیدا کرتا تھا' اوسی قدر مساوی و ہم وزن طاقت کے ساتھہ وہ اوسے تھپیڑے بھی لگاتا تھا :

فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم و اتقو اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین (۲ : ۱۹۰)	جو شخص تم پر ظلم کرے' تم بھی اوسپر اوسی قدر ظلم کرو جس قدر اوس نے تم پر کیا ہے' اس سے آگے بڑھنے میں خدا سے ڈرو اور یقین رکھو کہ خدا صرف پرہیز گاروں کے ساتھہ ہے -

سیاست و اخلاق کے جو اجزاء شریعت موسوی و عیسوی میں الگ الگ بکھرے ہوے پڑے تھے' اسلام نے اون میں باہم ترکیب دیدی' اور رحمت اور فیاضی سے سیاست پر اخلاق کے جزء کو غالب کردیا - لیکن مضمون بہت طویل ہوگیا ہے اور ہم اس بحث کو نہیں چھیڑنا چاہتے - یہ ایک مستقل عنوان ہے' اور اللہ تعالی درس و بیان معارف اسلامیہ کی ہم سب کو توفیق عطا فرماے -

بہرحال صفوۃ القول یہ کہ اسلام جسطرح اخلاق و عقائد اور عادات و خصائل کا مکمل مجموعہ ہے' اوسی طرح سیاسیات میں بھی وہ ایک کامل ترین مذہب ہے - اور سیاست صحیحہ اور دین الہی دو الگ الگ حقیقتیں نہیں ہیں' بلکہ دین حق کا اہم ترین مقصد سیاست حقہ کا قیام ہی ہے - اس حقیقت کو صرف وہی سمجھہ سکتا ہے جسنے قران حکیم کو پڑھا ہے' مگر قران کے پڑھنے والے زیادہ نہیں ہیں -

یہی وجہ ہے کہ جب عقائد و عبادات کے تمام ارکان قائم ہوگئے تو اونکے ساتھہ اوسکے سرچشمۂ سیاست یعنی حکومت کی بھی تکمیل ہوگئی' اور دنیا کو اوسکی تکمیل کا مژدہ سنا دیا گیا : الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا -

بصائر و حکم

جنگ اور مطالعۂ علم النفس
(۲)

(سپاہیوں کی روایت)

واقعات جنگ کے متعلق نامہ نگاروں سے زیادہ قابل اعتبار شہادت خود فوجی سپاہیوں کی خیال کی جاتی ہے - لیکن اوسکی حقیقت بھی سراب سے زیادہ نہیں - چنانچہ ذیل کی مثال سے اسکی تشریح ہوسکتی ہے جو پیرس کے ایک اخبار میں شائع ہوئی تھی اور ہم اسے موسیو لیبان کی زبانی نقل کرتے ہیں :

"دریا میں طوفان آیا اور تند ہوا کے جھونکوں نے ایک اسٹیمر کو جنگی جہاز سے دور پھینکدیا - طوفان اور برق و باد کے تھمنے کے بعد جہاز اوسکی تلاش میں روانہ ہوا - دن کا وقت تھا' سورج نہایت تیزی کے ساتھہ چمک رہا تھا' مطلع بالکل صاف تھا - ایک شخص نے ایک ڈوبتے ہوے اسٹیمر کی طرف اشارہ کیا' تمام لوگوں کی نگاہیں اوسکی طرف اوٹھہ گئیں - ہر سپاہی نے دیکھا کہ ایک اسٹیمر ہچکولا کہا رہا ہے' اور اوسپر ڈوبنے کی خبر دینے والی جھنڈیاں لہرا رہی ہیں - کپتان نے فوراً ایک کشتی بھیجی کہ اوسکو بچاے - کشتی نہایت سرعت سے آگے بڑھی - جو لوگ اس کشتی میں تھے' وہ جوں جوں ڈوبنے والے اسٹیمر سے قریب ہوتے جاتے تھے' اونکو مصیبت زدہ لوگوں کا ایک غول نظر آتا جا تھا' وہ ڈوبتے تھے' اوچھلتے تھے' ہاتھہ پاؤں مارتے تھے' شور و شغب کرتے تھے - لیکن جب کشتی قریب پہونچی تو معلوم ہوا کہ یہ سب وہم کی کرشمہ سازیاں تھیں' نہ اسٹیمر تھا' نہ ڈوبنے والے آدمی - ساحل کے قریب چند سرسبز درختوں کی ٹہنیاں کاٹ کے دریا میں ڈال دی گئی تھیں' جنکو ہوا کے جھونکے حرکت دیتے تھے' وہی ٹہنیاں اسٹیمر' جھنڈیاں' ڈوبنے والے آدمیوں کا غول' غرضکہ سب کچھہ بنگئی تھیں" ! !

اس مثال سے ثابت ہوتا ہے کہ فوج کے مشاہدات میں وہم کی قوت اختراعی کسطرح عمل کرتی ہے' اور سریان خیال اوس وہم پرستی کو کیونکر عام کردیتا ہے -

فوج کے سپاہیوں سے زیادہ خود سپہ سالاروں کی شہادت وقیع ہوتی ہے - لیکن اون کی رپورٹیں عموماً سپاہیوں کے بیان سے مرتب کی جاتی ہیں' اور سپاہیوں کی شہادت کی جو وقعت ہے اوسکا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں - یہ رپورٹ جب کسی محکمہ کے سامنے پیش ہوتی ہے تو وہ اوسکو بدل دیتا ہے' اور جدید رپورٹ مرتب کرتا ہے - یہ رپورٹیں فوجی افسر اعلی کی خدمت میں پیش ہوتی ہیں' وہ ان سب کو بدلکر ایک نئی رپورٹ لکھتا ہے' اس حک و محو اور تغلیط و ترمیم میں اصل حقیقت بالکل گم ہو جاتی ہے -

پس ہم جنگ کے متعلق یقینی طور پر صرف اتنا جان سکتے ہیں کہ کس نے فتح پائی اور کسنے شکست کھائی - اسکا علم بھی آخر میں ہو سکتا ہے' اور صرف اسی کا انتظار کرنا چاہیے -

(جنگ اور تمدن)

مصائب جنگ میں تمدن کی بربادی سب سے بڑی مصیبت ہے' ہم مال و دولت کی بربادی کی تلافی کرسکتے ہیں' مقتولین جنگ

کی یاد بھی بھلا دیسکتے ھیں ‘ مجروحین کے زخموں سے بھی آنکھ بند کر لے سکتے ھیں ‘ لیکن ھم تاریخ کو بھلا نہیں سکتے ‘ وہ ھمیشہ ھمارے سامنے رھیگی ‘ اور اگر ھمکو یہ یقین ھے کہ جن واقعات کو وہ نہایت آب و رنگ کے ساتھہ ھمارے سامنے پیش کرتی ھے ‘ اونپر کذب و مبالغہ کا رنگ چڑھا ھوا ھے ‘ تو اسکی پھانس ھمارے دلوں کیلیے تلوار کی نوک سے بھی زیادہ تکلیف دہ ھوگی -

جنگ اگر جنگ ھے تو قتل اور تمام مصائب کے اس تاریخی غلطی کی مصیبت بھی اوسکے لیے لازمی ھے - لیکن ایک جماعت نے تمدن و تہذیب کی چادر کے اندر ایک خوشنما خواب دیکھا ھے ‘ اور وہ کہتی ھے کہ اسکی تعبیر ایک صلح عام کی صورت میں ظاھر ھوگی جنگ کے ساتھہ جنگ کے تمام مصائب کا بھی خاتمہ کردیگی - اگر یہ تعبیر صحیح ھے تو ھمکو اسکا خیر مقدم کرنا چاھیے - فلسفۂ تاریخ کا سنگ بنیاد کہا جاتا ھے کہ ابن خلدون نے رکھا ھے ‘ لیکن اگر اس زمانہ میں جنگ کا ھمیشہ کیلیے خاتمہ ھوجاے ‘ تو اوسکے حقیقی نتائج اب ظاھر ھونگے ‘ اور دنیا کی صحیح تاریخ کا دور جدید بیسویں صدی سے از سرنو شروع ھوجائیگا -

لیکن ھم کہیں حالت خواب میں فریب تو نہیں کہاتے ؟

کیا تمدن جنگ کو مٹا سکتا ھے ؟

چند ظاھر بیں لوگ مایوسانہ جواب اس بنا پر دیتے ھیں کہ فن جنگ کی جدید ترتیب ‘ مصارف قواے بحریہ و بریہ کی وسعت ‘ آلات مہلکہ کی ایجادات نے تو اور زیادہ جنگ کے دست و بازو کو قوی کردیا ھے - پھر عالمگیر صلح کی تشکیل کیونکر ممکن ھے ؟ لیکن یہ تو کوئی مایوسی کی وجہ نہیں - بگاڑنا بنانے سے زیادہ آسان ھے ‘ جس دولت نے بحر و بر میں یہ خزانہ لٹایا ھے ‘ وھی اوسکو سمیٹ بھی سکتی ھے - جن دماغوں نے جدید فوجی نظام قائم کیا ھے ‘ وھی اوسکو درھم برھم بھی کر سکتے ھیں ‘ جن مشینوں نے مہلک آلات جنگ ڈھالے ھیں ‘ وھی اونکو پھر خاک آلود لوھے کے قالب میں ڈھال بھی سکتے ھیں - یہ کام بہت آسان ھے ‘ اور مادی طاقت اسکو بآسانی کر سکتی ھے -

لیکن اصلی بحث یہ ھے کہ کیا ھمارا دل بھی قساوت کے جذبات سے خالی ھوسکتا ھے ؟ فوجی بارکیں سپاھیوں سے خالی کردی جائیں ‘ کارخانوں سے توپوں کے ڈھالنے کی مشینیں نکال دی جائیں ‘ بارود کے مخازن سے بارود نکالکر گیہوں بھر دیا جاے ‘ لیکن انسان کے دل و دماغ کے اندر جو کچھہ ھے ‘ اسے کیونکر نکالکر پھینکدیں ؟

کیا تمدن رحمدلی پیدا کرتا ھے ؟ جذبات و تمدن میں کیا علاقہ ھے ؟ تمدن کا اصلی کام کیا ھے ؟

یہی سوالات جنگ و صلح کا فیصلہ کر سکتے ھیں ‘ اگر علم و تہذیب کی برکت سے دنیا جنگ کو مٹانا چاھتی ھے تو یہ ایک دماغی جہاد ھے ‘ اسلیے اسپر صرف عقلی حیثیت ھی سے بحث کرنی چاھیے - اس میدان میں زنگ آلود تلوار اور جوھر دار خنجر ‘ دونوں بیکار ھیں - تمدن نظام عالم میں کسی قسم کی کمی نہیں کر سکتا - وہ ایک ذرہ کو بھی نہیں مٹا سکتا - اوس کا کام کسی جدید چیز کو پیدا کرنا نہیں ھے ‘ بلکہ دنیا کے مواد کو مختلف قالب میں بدلدینا ھے -

دنیا پہلے زمین پر بیٹھہ کر کھاتی تھی ‘ اب میز کرسی پر کھاتی ھے ‘ پہلے ھمارے دسترخوان پر پتوں کے اندر کھانا چنا جاتا تھا ‘ اب رنگین تشتریاں سامنے رکھی جاتی ھیں ‘ پہلے ھم چلو سے پانی پیتے تھے ‘ اب گلاس میں پیتے ھیں - مادہ ایک ھے ‘ لیکن مختلف قالبوں میں جلوہ گر ھورھا ھے - جنگ بھی دنیا کی ایک قدیم ذھنی و مادی طاقت ھے - تمدن اسکو مٹا نہیں سکتا ‘ اوسکی شکل کو بدل سکتا ھے - آج یورپ و ایشیاء کے بحر و بر میں جو طوفان خیز نظارہ نظر آتا ھے ‘ وہ تمدن کی اسی ترقی یافتہ جنگ کی ایک مہیب شکل ھے - کہا جاتا ھے کہ تمدن اسکو مٹا دے گا ‘ لیکن اگر وہ اس میں کامیاب ھوا تو وہ تمدن نہیں ‘ بلکہ وقت ھے - اگر تمدن تمدن ھے تو اوسکا حقیقی فرض یہ ھے کہ وہ اسکو اور زیادہ ترقی دے ‘ اور وہ اپنے فرض کو پوری مستعدی کے ساتھہ انجام دے رھا ھے ‘ پس جنگ کو مٹانا بعینہ تمدن کو مٹانا ھے - تمدن جذبات کو بہت زیادہ لطیف و رقیق کردیتا ھے ‘ وحشی قومیں گالی گلوچ کو معمولی بات سمجھتی تھیں ‘ لیکن تمدن کے زمانے میں اسی پر لڑائیاں چھڑ جاتی ھیں - وحشی قومیں صرف اپنے قبیلہ کی نگرانی کرتی تھیں ‘ لیکن ڈاوننگ اسٹریٹ کا دفتر خارجیہ آج ھر اوس طالب العلم کی مردم شماری کررھا ھے جو جرمنی میں رھتے ھیں اور اپنے آپ کو انگریزی سلطنت کا شہری باشندہ کہتے ھیں - اخبارات کی اشاعت معمولی سے معمولی واقعہ کو بھی اھم بنا دیتی ھے جو آگے چل کر جنگ کا سبب بن جاتے ھیں - پس ھم کو یقین کرنا چاھیے کہ تمدن اسباب جنگ کو اور زیادہ ترقی دیتا ھے اور بہت زیادہ ترقی دیگا -

جنگ تو پھر بھی ایک بہت بڑی مصیبت ھے ‘ لیکن تمدن نے دنیا کی کس مصیبت کو کم کیا ھے ؟ تعلیم کی اشاعت کے ساتھہ ساتھہ جرائم نے بھی غیر معمولی ترقی کی ھے ‘ فرانس کا ایک جج کہتا ھے : ” اسوقت چار ھزار مجرموں میں صرف تین ھزار طالب العلم ھیں “ اوس نے مجرموں کی جو فہرست مرتب کی ھے ‘ اوس سے ثابت ھوتا ھے کہ زیادہ تر جرم وھی نوجوان طلباء کرتے ھیں ‘ جنسے انکے اصلی پیشہ کی تعلیم چھڑا دی گئی ھے اور علوم و فنون کی نری تعلیم دی جاتی ھے -

کمیت کے ساتھہ اگر کیفیت کا لحاظ کیا جاے تو تعلیم کا چہرہ اور بھی سیاہ نظر آئیگا - پہلے سادہ طریقہ سے جرائم کیے جاتے تھے ‘ اب اون میں علمی آفرینش کرلی گئی ھے - جو چیز برقی صندوق میں رکھی جاتی ھے ‘ وہ بجلی ھی کی کنجی سے کھولی جاتی ھے - پس تمدن دنیا کے ایک ذرے کو بھی نہیں مٹا سکتا ‘ البتہ ذرے کو آفتاب بنا دیتا ھے - بیسویں صدی میں فلسفہ کتنی ھی ترقی کرجاے ‘ لیکن جنگی تاریخ اوتنی ھی مشتبہ رھیگی جسقدر وہ اوس دن تھی ‘ جب قابیل نے اپنے بھائی کے اوپر تلوار اوٹھائی تھی - یہی وجہ ھے کہ قرآن حکیم میں غزوات اسلامیہ کا حال بہت کم مذکور ھے ‘ اور مغازی کے دفتر کو صحاح ستہ نے نہایت مختصر کردیا ھے - اکثر صحابہ مغازی کے متعلق بہت کم روایت کرتے تھے ‘ اور اس باب میں اسلام کی تاریخ کو ایک خاص درجۂ امتیاز حاصل ھے -

(دماغ کا اثر جنگ پر)

لیکن ھر قوت کا ایک رد عمل بھی ھوتا ھے ‘ اگر ھم کسی گیند کو زمین پر پٹکیں تو وہ اوچھل کر ھماری طرف آئیگا - یہی فطری اصول جنگ اور دماغ کے اثرات پر بھی راست آتا ھے - جنگ دماغ کو ایک فانوس خیال بنادیتی ھے ‘ لیکن دماغ پر صرف جنگ ھی کا حملہ نہیں ھوتا ‘ بلکہ کبھی کبھی دماغ بھی میدان جنگ پر حملہ کردیتا ھے - اگر تم کسی قوم کے مظالم کی ‘ وحشت کی ‘ خونریزی کی ‘ داستان ایک قوم کو بار بار سناتے رھو ‘ اوسکی طرف سے قوم کے دلوں میں بدگمانی پیدا کرتے رھو ‘ اوسکے اعمال کو بد ترین شکل میں دکھاتے رھو ‘ تو آھستہ آھستہ دماغ اوس سے متاثر ھوتا رھیگا ‘ رفتہ رفتہ کاسۂ دماغ میں یہ قطرے جمع ھوکر ایک دن چھلکنے جائینگے ‘ اور وھی دن ھوگا جب مقدمات جنگ کا شعلہ ایک

آتشکده جنگ کي صورت میں نمایاں هوگا - سلطنتیں اسي بنا پر ایک چهوٹي سي چهوٹي بات پر گرفت کرتي رهتي هیں - صلیبي لڑائیاں ایک دن میں نہیں قائم هوئیں ' عیسائي پادریوں نے ایک مدت تک مسلمانوں کي وحشت کي داستان سنا سنا کے تمام یورپ کو اس جنگ پر آماده کیا تها - شورش فرانس سو برس کي آتش بیانیوں کا نتیجه تهي - دولة عثمانیه کا جمہوري انقلاب ایک مدت کي کوششوں کا حاصل تها - غدر سنه ٥٧ - ایک زمانه کي بدگمانیوں کي آخري شکل تهي -

حقیقت یه هے که جماعت کسي محکم عقیدے کي پابند نہیں هوتي' اسلیے کوئي عقیده کتنا هي صحیح و مستحکم هو' مگر دفعتاً اوسکے دماغ پر کوئي اثر نہیں ڈال سکتا - البته وه اوسکو سنتي هے اور اپنے دماغ میں محفوظ رکهتي هے - یه برق کا خزانه نہیں هوتا جس میں دفعتاً آگ لگ جاے ' البته جماعت پر خیالات عرضیه نہایت قوي اثر ڈالتے هیں - عقائد محکمه ایک پہاڑ هیں ' لیکن پہاڑ میں جنبش نہیں هوتي' بر خلاف اسکے عام اور وقتي افکار پاني کي ایک رو هیں جو پہاڑوں کو بهي هلا دیسکتي هے - پاني کتنا هي ٹیڑها ترچها هوا کرے لیکن اوسکي قوت میں کوئي فرق نه آئیگا - اسیطرح عام خیالات کتنے هي متناقض اور ایک دوسرے سے لڑ رهے هوں اور ادنی درجه کے هوں' تاهم جماعت پر اونکا یکساں اثر پڑتا هے - حامیان جنگ صلیبي نے التوحید في التثلیث کي اوتني هي محافظت کي تهي ' جسقدر مسلمانوں نے کلمه توحید کي - غدر سنه ٥٧ ایک معمولي بات پر برپا هوگیا تها - شعبده گر مختلف رنگ کي ڈبیه اپنے جهولي سے نکالتے هیں ' اور جماعت سب کو یکساں دلچسپي سے دیکهتي هے - وه اون میں تلازم ' تشابه ' اتحاد ' مناسبت' ربط و توافق نہیں ڈهونڈهتي' اسي طرح وقتي اسباب سے جو عقائد و خیالات پیدا هو جاتے هیں ' جماعت اونهي کے سہارے پر چلتي هے ' اور اون میں مناسبت نہیں ڈهونڈهتي - یهي وه موقع هے جہاں جماعت کے لیڈر کو دور اندیشي سے کام لینا چاهیے - اوس نے عقائد محکمه کا جو بیج ایک مدت سے بویا تها ' اوسکے کاٹنے کا وقت یهي هے - اوسکو چاهیے که ان وقتي عوارض و اسباب سے کام لیکر قوم کے دماغ کو میدان جنگ کے ٹیلیفون سے دفعتاً ٹکرا دے - دنیا کي تمام لڑائیوں میں توپ اور گولے کے حملوں کا بڑے شوق سے نظاره کیا جاتا هے ' حالانکه وه ایک دماغي حمله هوتا هے - کارتوس سپاهي کے پیٹي سے نہیں نکالے جاتے ' بلکه کاسه دماغ سے نکالے جاتے هیں جس میں ایک مدت سے بهر دیے گئے تهے - یهي وجه هے که زمانه جنگ میں دماغي انتشار کیوجه سے اکثر ملکوں میں بغاوتیں هو جاتي هیں - اسي ڈر سے شکست کي خبروں کو چهپایا جاتا هے ' فتح و ظفر کي جهوٹي خبریں اوڑائي جاتي هیں - پس اگر همکو جنگ کي حقیقي مصیبتوں سے بچنا هے ' تو زره اور خود سے زیاده اپنے دماغ کو مضبوط کرنا چاهیے که ان خیالات عرضیه کي کہیں ٹهوکر نه کها جاے -

(استـــدراک)

گذشته اشاعة میں به تحت " بصائر و حکم " جو مضمون " فلسفهٔ اجتماع اور جنگ " کے عنوان سے نکلا تها ' اسي سلسلے کا یه دوسرا نمبر هے - لیکن چونکه اپنے ربط و ترتیب بیان میں ایک مستقل حیثیت رکهتا هے ' اسلیے نئے عنوان سے درج کردیا گیا -

اس مضمون میں اور اس سے قبل کے تمام اُن مضامین میں جو بصائر و حکم کے ذیل میں شائع هوے هیں' اور جہاں جہاں واقعات سے استدلال کیا گیا هے ' وه سب کے سب موسیو لیبان صاحب تمدن عرب و هند کي ایک تصنیف سے ماخوذ هیں ' جسکا ترجمه سعد پاشا زغلول وزیر مصر نے " روح الاجتماع " کے نام سے شائع کیا هے -

اُسوهٔ حسنه

اسوهٔ محمدی صلی الله علیه و سلم کا ایک صفحه

اعمال نبوت به حیثیت محتسب

(احـتساب)

احتساب ایک سنہري زنجیر هے ' جس میں تمدن ' اخلاق ' مذهب ' اور معاشرت کے تمام جزئیات جکڑے هوے هیں - اگر اس کي بندشیں ڈهیلي پڑ جائیں ' تو دفعتاً نظام عالم کي ایک ایک کڑي درهم برهم هو جاے - اسي غرض سے دنیا نے احتساب کو مختلف صورتوں میں قائم رکها - خاندانوں اور کنبوں نے مختلف رسم و رواج اختیار کیے جنکي خلاف ورزي موجب ملامت بلکه بعض اوقات قومي جرم خیال کي جاتي هے - سلطنتوں نے قوانین بناے جو انسان کو ایک خاص نظام کے ماتحت هر قسم کي مادي ' اخلاقي ' اور مذهبي ترقي کرنے کا موقع دیتے هیں - حکماء نے فلسفه اخلاق ایجاد کیا ' جو اخلاقي قوانین کي پیروي پر جمعیة بشري کو مجبور کرتا هے -

اگر یورپ کو اپني تہذیب پر فخر هے که وه انسان کي هر فرو گذاشت پر سختي کے ساتهه گرفت کرتي هے ' اگر رومن لا کو اپنے اوپر ناز هے که وه دنیا کے قواے متضاده کو اپنے مرکز سے هٹنے نہیں دیتا - اگر یونان کو اپنے فلسفهٔ اخلاق پر گهمنڈ هے که وه اخلاقي قواء کي تربیت کرتا هے ' تو همکو اون کے بڑے بول سے مرعوب نہیں هوجانا چاهیے - هم رسم و رواج کے غلام نہیں هیں که یورپ کے قوانین معاشرت پر فریفته هو جائیں' هم قانوني سختیوں کے برداشت کرنے کے خوگر نہیں هیں که اپنے هاتهه کو هر هتکڑي کے حوالے کردیں - قیاسات عقلي همارې غذاے روحاني نہیں هے که یونانیوں کے طلسم میں پهنس جائیں' بلکه همارے رگ اور پٹهے ایک پاک مذهب کے سلسلے میں جکڑے هوے هیں' همارے گوشت و خون پر چمڑے کي جگه مذهب کا غلاف چڑها هوا هے' همارے قلب کو ایک غیر متزلزل مذهبي احساس حرکت دے رها هے ' پس همکو هر دلفریب رسم و رواج ' هر مرعوب کرنے والے قانون' اور هر متحیر کردینے والے فلسفه کو چهوڑکر اپني باگ صرف اسلام هي کے هاتهه میں دیدیني چاهیے ' اور اسپر فخر کرنا چاهیے که :

رشتـــه در گردنم افـگنـــده دوست
میبرد هر جا که خاطر خواه اوست

مذهب کي قوت احتساب ان تمام چیزوں سے بالا تر هے - یهي وجه هے که الله تعالی نے هم پر آنحضرة (صلی الله علیه و سلم) کا اتباع فرض کر کے همکو تمام دنیا کي مادي و اخلاقي غلامي سے آزاد کر دیا هے :

لقد کان لکم في رسول الله اسوة حسنـــة -	یقیناً تمهارے لیے الله کے رسول کي زندگي میں پیروي و اتباع کیلیے بہترین نمونه رکها گیا هے -

الله تعالی نے یه نہیں فرمایا که تم رسول الله کي تقلید کرو ' کیونکه ایک شخص کي تقلید کرنے سے دوسرے اشخاص کي تقلید کي نفي نہیں هو جاتي - بلکه یه فرمایا که تمهاري تقلید صرف

اسي پاک ذات ميں محدود هے ' كيونكه تمهيں اعمال صالحه كا يه خزانه دوسري جگهه نهيں مل سكتا - اس طرز بيان سے نه صرف جناب رسول الله صلى الله عليه و سلم كا اتباع لازم كرديا گيا ' بلكه ساتهه هي دوسرے تمام بڑے بڑے انسانوں كے اتباع كي نفي بهي كردي ' اسليے صرف ايک هی آفتاب هے جسكي روشني ظلمت زار دنيا كي هر اندهيري راه اور هر تيره و تاريک راستے ميں هماري رهنمائي كر سكتي هے :

چو غـلام آفتابم همه ز آفتاب گويم
نه شبم نه شب پرستم كه حديث خواب گويم

اسي آفتاب كي روشني سے اور سيارے بهي نور حاصل كرتے هيں ' اسليے اونكا اتباع بهي هم پر واجب هو جاتا هے :

خير القرون قرني '	بهترين زمانه ميرا زمانه هے ' اسكے بعد
ثم الذين يلونهم	اون لوگوں كا دور جو اسكے بعد آئينگے '
ثم الذين يلونهم -	پهر وه لوگ جو اسكے بعد ان اسوه هاے حسنه كي تقليد كرينگے -
اصحابي كالنجوم -	ميرے اصحاب مثل ستارے كے هيں -

اسي بنا پر الله تعالى نے قرآن حكيم ميں جناب رسول الله صلى الله عليه و سلم اور صحابه كرام كي اس خصوصيت كا بار بار ذكر كيا هے :

و هو الرسول النبي الامي المكتوب في التوراة و الانجيل : يامر بالمعروف و ينهى عن المنكر و يحل لهم الطيبات و يحرم عليهم الخبائث	اور يه وهي پيغمبر امي هے ' جسكي بعثت توراة و انجيل ميں لكهي هوئي هے - وه نيكي كے كاموں كا حكم ديتا هے ' برائيوں سے روكتا هے ' پاک و مفيد چيزوں كو انپر حلال ' اور ناپاک و مضر چيزوں كو حرام كرتا هے -

(۷ : ۱۵۶)

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر وتومنون بالله	تم لوگ بهترين امت هو جسكو خدا نے دنيا كي هدايت و رهنمائي كيليے نماياں كيا - تم نيكي كا حكم ديتے هو ' برائي سے روكتے هو ' اور خدا پر ايمان لاتے هو !

ليكن ان آيتوں كي عملي تفسير همكو صرف احاديث كي كتابوں ميں ڈهونڈهنا چاهيے ' جنكے ذريعه جناب رسول الله صلى الله عليه و سلم اور صحابهٔ كرام كے مواقع احتساب كے ايک ايک جزئيات كا پته لگ سكتا هے ' اور اوس سے ثابت هوتا هے كه خدا نے هدايت و ارشاد كيليے جو آفتاب و سيارے پيدا كيے تهے ' وه هميشه ضياء گستر رهتے تهے -

(اسوۂ نبوي)

احتساب كي ترتيب اصلاح نفس سے شروع هوكر بالترتيب محتسب كے قبيله ' اور قوم تک منتهى هو جاتي هے - جناب رسول الله صلى الله عليه و سلم نے فرض احتساب كو اسي ترتيب كے ساتهه ادا فرمايا هے -

(اصلاح نفس)

آنحضرت كي ذات پاک جامع فضائل تهي ' الله تعالى نے آپ كے تمام زلات كو معاف كرديا تها ' با اينهمه آپ اس كثرت سے نماز پڑهتے تهے كه پاؤں پهول كر پهٹ پهٹ جاتے تهے - صحابه نے اس رياضت شاقه كو ديكهكر عرض كيا : " يا رسول الله ! خدا نے تو آپ كے تمام اگلے پچهلے گناهوں كو معاف كر ديا هے ' پهر آپ كيوں اس قدر مصروف عبادت رهتے هيں ؟ آپ نے فرمايا :

افلا اكون عبدا شكورا (۱)	كيا ميں خدا كے شكر گذار بنده هونے كي كوشش نه كروں ؟

(۱) بخاري مطبوعه بولاق ص - ۹۹ جزء - ۸

چنانچه جب كبهي اس قسم كے مواقع پيش آتے تهے جو قلب كو خدا كي طرف سے پهير ديسكتے تهے ' يا نفس ميں غرور و تكبر پيدا كر سكتے تهے ' تو آپ نهايت سختي كے ساتهه اونكا انكار فرماتے - حضرت عائشه رضي الله عنها نے گهر ميں ايک پرده لٹكا ركها تها جس ميں تصويريں بني تهيں ' آپ كي نظر پڑي تو فرمايا :

اميطي عناقرا مک فانه لاتزال تصاويره تعرض في صلاتي (۱)	همارے سامنے سے اپنا پرده هٹالو كيونكه اوسكي تصويريں هميشه ميري نماز ميں خلل اندازهوتي رهتي هيں -

ايک صحابي نے بطور تحفه كے آپ كو حرير كا ايک چغه ديا ' آپ نے اسكو پهنكر نماز پڑهي - نماز سے فارغ هونے كے بعد نهايت ناگواري سے اوتار كر پهينكديا اور فرمايا :

لا ينبغي هذا للمتقين (۲)	يه پرهيز گاروں كے قابل نهيں هے -

غرور و كبر كا سرچشمه مدح و تعريف هے ' امراء و سلاطين كو اسي مرض نے دنيا كي تمام چيزوں سے بالا تر بنا ديا هے ' آنحضرت اگرچه خيرالبشر تهے ' ليكن اگر كوئي شخص آپ كو انبياے سابقين پر ترجيح ديتا تها ' تو آپ اسكو منع فرماتے تهے - ايک صحابي اور ايک يهودي ميں جهگڑا هو گيا - صحابي نے غصه ميں قسم كهائي اور كها : " اسي خدا كي قسم جس نے محمد كو تمام دنيا سے افضل بنايا هے " يهودي نے بهي قسم كهائي اور كها : " اس خدا كي قسم جس نے موسى كو تمام دنيا پر ترجيح دي هے " صحابي نے اسپر غصه ميں آكر يهودي كے منهه پر طپانچه مارا ' اس نے آنحضرت سے شكايت كي - آپ نے حكم ديا كه " مجهے موسى پر ترجيح ندو " (۳)

(احتساب قبيله و خاندان)

خيرات گهر هي سے شروع هوتي هے ' اسي بنا پر الله تعالى نے آنحضرت كو حكم ديا تها : و انذر عشيرتك الاقربين ' اپنے خاندان كے قريبي رشته داروں كے آگے حق كو پيش كرو اور عذاب الهي سے ڈراؤ - جب يه آيت نازل هوئي تو آپ نے اپنے تمام قبيله اور تمام خاندان كو جمع كرکے ايک پيغمبرانه لهجه ميں اس حكم الهى كو سنايا :

" يا معشر قريش ! يا معشر بني عبد مناف ! يا معشر بني قصى ! يا معشر بني عبد المطلب ! اے فاطمه محمد كي بيٹي ' تم سب اپنے آپ كو دوزخ كي آگ سے بچاؤ ' كيونكه ميں تمهيں قيامت كے دن كچهه بهي نفع و نقصان نه پهونچا سكوں گا ! اے فاطمه تجهكو مجهه سے صرف جسماني تعلق هے ' اور ميں رشتے كي بيل كو صرف دنيا هي ميں سر سبز و شاداب ركهه سكوں گا " (۴)

يه ايک عام احتساب تها ' ليكن مخصوص مواقع پر بهي آپ ازواج مطهرات اور اهل و عيال كو نيكي كي ترغيب ديتے ' اور برائي سے روكتے رهتے تهے - ام سلمه سے روايت هے كه آپ ايک رات كو اٹهے اور فرمايا : " سبحان الله ! آسمان سے فتنۂ و فساد كي بارش هو رهي هے ' اور بركات و فضائل كے خزانے كهل گئے هيں - حجروں ميں سونے واليوں كو (ازواج مطهرات) كو جگادو كيونكه دنيا كي بهت سي كپڑے پهننے والي عورتيں آخرت ميں برهنه نظر آئينگي " (۵)

آپ نے تنزه نفس اور استغناء و قناعت كيوجه سے باوجود فقر و فاقه كے اپنے اوپر اور اپنے تمام خاندان كے اوپر صدقه كو حرام كرديا تها -

(۱) بخاري جزء ۱ - ص - ۷۰
(۲) بخاري جزء ۱ - ص - ۸۰
(۳) بخاري جزء ۸ - ص - ۱۰۸
(۴) ترمذي صفحه ۵۲۶ كتاب التفسير -
(۵) بخاري جزء ۲ - ص - ۳۰

امام حسین علیه السلام نے ایک مرتبه بچپن میں صدقه کي ایک کھجور اوٹھا کر منھه میں ڈال لي - آپکي نگاه پڑي تو فوراً ٹوکا: "کخ کخ" کیا تمھیں خبر نہیں که همارا خاندان صدقه نہیں کھاتا" (۱)

آپ ایک مرتبه شب کو حضرت علي (ع) اور حضرت فاطمه کے پاس آے اور فرمایا : "تملوگ اوٹھکر تہجد نہیں پڑھتے ؟" حضرت علي علیه السلام نے جواب دیا " یا رسول الله ! هماري نیند اور بیداري تو خدا کے اختیار میں هے ' اگر وه جگائیگا تو جاگینگے " آنحضرت خاموش هوگئے مگر اپني ران پر افسوس کے ساتھه هاتھه مارا اور یه آیت پڑھي :

کان الانسان اکثر شي جدلا　　آدمي بڑا هي جھگڑا لو هے - (۲)

(احتساب قوم)

اگرچه وه تمام جزئي مواقع جہاں آنحضرت نے احتساب کا فرض ادا کیا هے ' احتساب قومي کے تحت میں داخل هیں ' لیکن آپ نے کلي طور پر دو موقعوں پر نہایت بلیغ تشبیه کے ساتھه اپني اس خصوصیت کا اظہار تمام قوم کے سامنے فرمایا -

ایک موقع پر فرمایا :

" میري اور میري شریعت کي مثال بعینه اوس شخص کي سي هے' جس نے ایک قوم کے پاس آکر یه وحشت انگیز خبر سنائي که میں نے اپني آنکھوں سے ایک لشکر تمھاري طرف آتے هوے دیکھا هے ' میں ایک نذیر عریاں هوں (عرب میں کسي اهم و انقلابي واقعه کي خبر ننگے هوکر دیتے تھے) پس تمکو هوشیار هوجانا چاهیے - چنانچه ایک گروه نے اوسکا کہنا مانا اور وه رات هي رات بچکے نکل گیا اور دوسرے گروه نے اوسکو جھٹلایا' نتیجه یه هوا که لشکر نے دھاوا مارا' اور اوسکا استیصال کردیا "

دوسرے موقع پر آپ نے فرمایا :

" میري اور تمام لوگوں کي مثال اوس شخص کي سي هے جس نے آگ بھڑکائي ' جب آگ کي روشني چاروں طرف پھیلي ' تو پروانے اوس پر ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے' اوس نے پروانونکو آگ میں جانے سے روکنا چاها ' لیکن وه سب اوسکے قابو میں نه آ سکے اور آگ میں گھس گئے -

اسي طرح میں تم لوگوں کي کمر پکڑ کر کھینچتا هوں تاکه آگ میں داخل هونے نه پاؤ ' لیکن لوگ اوسمیں گھسے جاتے هیں" (۳)

(عقــائـد)

آنحضرت کي بعثت کا سب سے بڑا مقصد تصحیح عقائد تھا - عقائد میں بد ترین چیز شرک في الله تھي ' اور آنحضرت نے صرف شرک هي کے مٹانے کیلیے جهاد کیا جو احتساب کي آخري منزل هے - لیکن اسکے علاوه اور بھي بہت سے عقائد هیں جو عام دسترس سے باهر هیں - اگر عام لوگوں کو اون میں غور و فکر کرنے کا موقع دیا جاے ' تو مذهبي عقائد میں بہت سے مفاسد پیدا هوجائیں' اور اسلامي عقائد کي سادگي فنا هوجاے جو اسلام کا سب سے بڑا زیور هے - اسي غرض سے آنحضرت نے مسلمانوں کي یه خصوصیت قرار دی تھي که وه غیر ضروری چیزوں میں وقت ضائع نہیں کرتے - چنانچه عهد نبوت میں جب کبھي اس قسم کے مواقع پیش آے هیں' آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے سختي کے ساتھه صحابه کو زجر و توبیخ کي هے -

(۱) بخاري جزء ۲ - ص - ۱۲۸
(۲) بخاري جزء اول - ص - ۵۰
(۳) بخاري جزء ۸ صفحه ۱۰۱ - ۱۰۲

ایک مرتبه صحابه مسئله قضا و قدر کے متعلق مباحثه کر رهے تھے ' جس نے آگے چل کر مسلمانوں کے دو عظیم و حریف مقابل فرقے پیدا کردیے - آنحضرت نے دیکھا تو چهره مبارک غصے سے سرخ هوگیا ' اور فرمایا :

لهذا خلقتم تضربون القرآن بعضه ببعض لهذا هلك الامم قبلكم (۱)	کیا تملوگ اسي لیے پیدا کیے گئے هو ؟ تملوگ قران کو ٹکڑے کررهے هو ' گذشته قوموں کو اسي قسم کے لا یعني مسائل نے برباد کردیا -

اسلام نے اگرچه عرب جاهلیت کے تمام توهم آمیز عقائد کو مٹادیا تھا ' تاهم بعض باتیں باقي ره گئي تھیں ' اور کبھي کبھي اونکا ظهور هوجاتا تھا - عرب کا خیال تھا که جب کوئي بڑا شخص مرتا هے تو سورج میں گہن لگ جاتا هے - آنحضرت صلی الله علیه وسلم کے صاحبزادے ابراهیم نے انتقال کیا تو اتفاق سے اوسي دن سورج میں گہن بھي لگ گیا - لوگوں کو خیال هوا که یه حضرت ابراهیم هي کي موت کا اثر هے - لیکن آپنے فوراً اس خیال سے لوگوں کو روکا ' اور فرمایا : " چاند اور سورج میں کسي کے مرنے جینے سے گہن نہیں لگتا "

(عبــادات)

عبادات چونکه روزکي چیز تھي جس میں سهو و غفلت اور بے عنواني کا پیدا هونا ضروري تھا' اسلیے آنحضرت کو اس کے متعلق احتساب کي اکثر ضرورت پیش آتي تھي (۲) - اسلام نے اداے نماز کیلیے جماعت کو واجب کردیا تھا ' لیکن اکثر لوگ اس میں غفلت کرتے تھے - ایک مرتبه آنحضرت نے جماعت میں چند اشخاص کو ڈھونڈھا تو نہیں پایا' نہایت برهم هوے اور فرمایا : "جي میں آتا هے که ایک شخص کو امام بناکر خود اون لوگوں کے پاس چلا جاؤں اور لکڑیوں کا ڈھیر لگاکر اونکو آگ میں پھونک دوں (۳)

بعض لوگ جب امامت کرتے تھے تو نماز میں طول دیتے تھے جس سے کار و باري اور ضعیف لوگ گھبرا جاتے تھے - ایک شخص نے اسي بنا پر امام کي شکایت کي ' آپ کو معمول سے زیاده غصه آگیا ' اور فرمایا " تم لوگوں کو مذهب سے متنفر کررهے هو - امام کو نماز میں تخفیف کرني چاهیے' کیونکه اون میں مریض' ضعیف' کار و باري هر قسم کے لوگ هوتے هیں (۴)

نماز کا اصلي مقصد خشوع و خضوع هے ' لیکن جب کسي کے طرز عمل سے انکا ظهور نہیں هوتا تھا تو آنحضرت اوسکو تنبیه فرماتے تھے - ایک بار ایک شخص نے نہایت عجلت کے ساتھه نماز پڑھي - نماز پڑھ چکا تو آپنے فرمایا : " نماز کو پھر دوهراؤ " تم نے نماز پڑھي هي نہیں - اوس نے تین بار نماز دوهرائي اور آپنے تینوں بار ٹوکا ' آخر میں اوس نے کہا : " اب میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا " آپنے تکبیر' قرات ' رکوع ' سجود ' قیام و قعود کے وه طریقے بتاے جن سے اطمینان ' سکون ' وقار' اور اعتدال کا اظهار هوتا تھا - (۵)

عبادات اور مقدمات عبادات کے متعلق آپ نہایت معمولي اور جزئي باتوں پر بھي گرفت فرماتے تھے - ایک بار سفر میں تھے' نماز عصر کا وقت آگیا' صحابه نے پانوں کا مسح کیا' آپ نے دیکھا تو دور سے چلاکر آواز دي :

(۱) سنن ابن ماجه - ص - ۱۹
(۲) بخاري جزء ۲ - ص - ۳۴
(۳) صحیح مسلم مطبوعه مصر جلد ۱ - ص - ۲۴۳
(۴) بخاري جزء ۱ - ص - ۲۶
(۵) بخاري جزء ۱ - ص - ۱۴۸

ویل للاعقاب من النار (۱) ایڑیوں کیلیے آگ کا عذاب ہے -

ابتداے اسلام میں نماز کے قیام و ادا کی حالت بالکل ابتدائی تھی اور تمام جزئیات و فروعات ابھی واضح نہیں ہوے تھے - اس طرح کا بتدریج ارتقاء مذہب کی ہر تعلیم میں ہوتا ہے - موجودہ حالت ایک مدت کے تغیرات کے بعد پیدا ہوئی تھی - چنانچہ ابتدا میں اکثر لوگ مسجد کے اندر تھوک دیتے تھے - ایک مرتبہ آپ نے مسجد میں تھوک کا دھبہ دیکھا' خود اوٹھے اور اپنے دست مبارک سے اوسکو مٹا دیا' پھر فرمایا: " نماز میں ہر شخص خدا سے سرگوشی کرتا ہے' اسلیے اسی شخص کو قبلہ کی طرف تھوکنا نہیں چاهیے' البتہ دائیں بائیں' یا اپنے پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے - (۲)

(یہاں یہ واضح رہے کہ اسوقت مسجد کا فرش پختہ نہ تھا - صحن مسجد اور عام سطح زمین میں سوا حدود عمارت کے اور کوئی امتیاز قائم نہ تھا - ریتلی زمین تھی اور وہ ہر طرح کی رطوبات جذب کرلیتی تھی - لیکن اب مسجدوں کا داخلی حصہ پختہ ہوتا ہے' پس وہاں تھوکنا مسجد کی صفائی اور نمازیوں کے حقوق نشست و مقام پر حملہ کرنا ہے -)

(بدعت)

نظام مذہبی کا سب سے زیادہ خطرناک مرض بدعت ہے' آنحضرة صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اگرچہ اسلام اس مرض میں مبتلا نہیں ہوسکتا تھا تاہم جاہلیة کے زمانے کی بہت سی بدعتوں کی جھلک کبھی کبھی نظر آجاتی تھی - اسلیے آپ ہمیشہ اونکے مٹانے میں مصروف رہتے تھے -

بدعت کی اگرچہ مختلف قسمیں اور مختلف مظاہر ہیں' لیکن اسکی بدترین شکل رہبانیت اور جوگ ہے' جو یہود و نصاری کے مذہب کا جزء بن گئی ہے - و رہبانیہ ابتدعوہا - عرب پر چونکہ یہود و نصاری کا مذہبی اثر غالب تھا' اسلیے وہاں اس قسم کی بدعات پیدا ہوگئی تھیں - ایک مرتبہ آنحضرت نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے کاندھے پر ہاتھہ رکھہ کے جا رہا ہے - آپ نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے ؟ لوگوں نے کہا " اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے - ضعف کیوجہ سے بیٹوں کے سہارے چلتا ہے " آپ نے فرمایا : " اوس نے اپنے آپ کو کیوں عذاب میں مبتلا کر دیا ہے ؟ خدا اس سے بے نیاز ہے " عقبہ بن عامر کی بہن نے خانہ کعبہ تک ننگے پاؤں پیدل جانے کی منت مانی' اور عقبہ کو آنحضرت کے پاس بھیجا کہ پوچھہ آئیں - آنحضرت نے فرمایا : " سواری پر بھی جا سکتی ہے " (۳)

ایک مرتبہ آپ خطبہ دے رہے تھے اور لوگ نہایت سکون و اطمینان کے ساتھہ بیٹھہ کر سن رہے تھے' لیکن ایک شخص کھڑا تھا آپ نے دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ اوس نے نذر مانی ہے کہ ہمیشہ کھڑا رہے گا' سایے میں نہ بیٹھے گا' کسی سے بات چیت نہ کرے گا' اور روزہ رکھے گا - آنحضرت نے حکم دیا کہ اوسکو بیٹھنا چاهیے' سایے میں آنا چاهیے' گفتگو کرنی چاهیے' اور روزہ کو بھی پورا کرنا چاهیے (۴)

اسی طرح آپ کو ایک شخص نظر آیا جسکو ایک آدمی ناک میں نکیل ڈالکر خانہ کعبہ کا طواف کرا رہا تھا - آپ نے اوسکی ناک کی رسی کاٹ دی اور فرمایا " اسکا ہاتھہ پکڑ کر طواف کراؤ " (۵)

(۱) بخاری جزء ۱ - ص - ۲۷
(۲) بخاری جزء ۱ - ص - ۸۶
(۳) صحیح مسلم جلد ۲ - ص - ۱۷
(۴) بخاری جزء ۸ - ص - ۱۴۳
(۵) بخاری جزء ۸ - ص - ۱۴۳

لیکن ان بدعات سے زیادہ ان اصولوں کا مٹانا ضروری تھا جن کی بنا پر بدعات پیدا ہوتی ہیں - بدعت کا سب سے بڑا سرچشمہ' تشددآمیز مذہبی انہماک ہے - یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اپنے نظام عبادت کو نہایت سہل و آسان طریقے پر قائم کیا ہے' اس لحاظ سے اگرچہ خود اسلام کے سنگ بنیاد پر بدعت کی عمارت نہیں قائم کی جاسکتی تھی' تاہم ابتداء میں صحابہ کا ایک پرجوش و مخلص گروہ نہایت شدت کے ساتھہ عبادت میں مصروف رہنا چاہتا تھا - جب آنحضرت نے ایک دن چھوڑ کے روزہ رکھنا شروع کیا' تو اکثر صحابہ نے بھی اسکی تقلید کی - لیکن آپ کو نظر آیا کہ یہی چیز بدعت کا پیش خیمہ بھی ہے - آپ نے صحابہ کو سختی کے ساتھہ منع فرمایا - اسپر بھی لوگ باز نہیں آے' تو معمول کے خلاف متصل روزہ رکھنا شروع کردیا کہ لوگ خود گھبرا کر باز آجائیں گے - (۱) عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو کثرت صوم و صلاة سے اسی بنا پر روکدیا تھا - حضرت سلمان رضی اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ کو بھی شدت زہد سے منع فرمایا تھا' اور آپ نے اونکی تائید کی تھی (۲)

(رسم و رواج کا انسداد)

رسم و رواج کو جب استحکام ہوجاتا ہے تو بدعات کی طرح اونکا چھوڑنا بھی نہایت شاق گذرتا ہے - حالانکہ اکثر حالتوں میں وہ بدعات سے کم ضرر رساں ثابت نہیں ہوتیں' اور بڑی قیامت یہ ہے کہ بعض اوقات مذہبی حیثیت پیدا کرلیتی ہیں -

عرب میں بہت سے مضر رسمیں قائم ہوگئی تھیں جن کی پابندی نہایت ضروری خیال کی جاتی تھی' اسلیے بدعات کے ساتھہ ساتھہ ان کا بھی انسداد کیا گیا -

عرب کے جذبات نہایت رقیق و لطیف تھے' اسلیے وہ اعزہ و اقارب کی موت سے نہایت متاثر ہوتے تھے جسکا اظہار مختلف حیثیتوں سے کیا جاتا تھا - عورتیں نہایت شدت کے ساتھہ میت پر گریہ و بکا کرتی تھیں' منہ نوچنا' بال منڈوا ڈالنا' گریباں چاک کردینا' شوہر کی موت پر برسوں تک خاص خاص پابندیوں کے ساتھہ گھر سے باہر رہکر ماتم کرنا' عرب کی عورتوں کا عام شعار تھا - آنحضرت نے ان تمام رسوم کو نہایت سختی سے مٹایا' لیکن شخصی حالتوں کے علاوہ میت پر قومی حیثیت سے بھی ماتم کیا جاتا تھا - یعنی قبیلہ کی بہت سی عورتیں جمع ہوکر میت کے محاسن و فضائل بیان کرتیں اور باہم روتی تھیں' اسی رسم کا نام " نیاحہ " ہے - آنحضرت کے زمانے تک یہ رسم قائم تھی' لیکن آپ کے سامنے جب کبھی اس قسم کے مواقع پیش آے تو اس طرح کی عورتوں کو سختی کے ساتھہ تنبیہ کی -

حضرت ام سلمہ کو جب اپنے شوہر کے انتقال کی خبر ملی تو بہ حسرت بولیں : " مسافر مسافرت میں مرا - اوس پر اسقدر گریہ و بکا کروں گی کہ یادگار رہے گا " چنانچہ اس غرض سے اوٹھیں تو عرب کے دستور قدیم کے مطابق ایک عورت نے گریہ و بکا میں اونکا ساتھہ دینا چاہا - آنحضرت نے دیکھا تو فرمایا : " کیا اوس گھر میں شیطان کو داخل کرنا چاہتے ہو جس سے خدا نے اوسکو نکال دیا ہے " (۳)

جب حضرة جعفر بن ابی طالب کے قتل کی خبر آئی تو اونکی عورتوں نے اسی طریقہ سے نوحہ کرنا شروع کیا - ایک شخص نے آنحضرت کو خبر کی - آپ نے منع کرنے کا حکم دیا لیکن وہ ناکامیاب

(۱) بخاری جزء ۸ - ص - ۱۷۴
(۲) بخاری جزء ۸ - ص - ۳۲
(۳) صحیح مسلم جلد ۱ - ص - ۳۴۰

واپس آیا - آپ نے اسي غرض سے دوسري مرتبه پهر اوسیکو بهیجا ' اسپر بهي کچهه اثر نه هوا تو تیسري بار فرمایا : " جاکر اون عورتوں کے منه میں خاک جهونک دو " (١)

جنازه کے متعلق بهي اسي قسم کي متعدد رسمیں پیدا هوگئي تهیں - مثلاً اهل عرب جنازه کے ساتهه سواري پر جاتے تهے - آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے چند اشخاص کو دیکها که وه ایک جنازه کے ساتهه سوار هوکر جا رهے هیں - فرمایا : " کیا تمهیں شرم نهیں آتي که فرشتے پیدل هیں اور تم سواري پر جا رهے هو ؟ " (٢

جنازه کي مشایعت صرف کرته پهنکر کرتے تهے' اظهار غم کیلیے چادر اوتار ڈالتے تهے' چادر عرب کا عام لباس تها - آنحضرت نے اسي وضع میں چند اشخاص کو دیکها تو فرمایا : " کیا جاهلیة کے طریقه پر عمل کررهے هو ؟ " (٣)

جنازه میں عورتیں بهي عموماً شریک هوتي تهیں ' چنانچه آپ نے چند عورتوں کو بیٹهے هوے دیکها تو پوچها " کیوں بیٹهي هو ؟ بولیں : " ایک جنازے کا انتظار هے " فرمایا : " کیا اوسکو غسل دوگي ؟ " اون سبهوں نے کہا " نهیں " پهر فرمایا " توکیا لاش کو کاندها دوگي " اون سبهوں نے کہا " نهیں " پهر فرمایا " توکیا لاش کو قبر میں اوتاروگي ؟ " بولیں " نهیں " - تو آپ نے فرمایا : " پهر واپس جاؤ " (٤)

عرب کي فخر پسند طبیعت همیشه باپ دادا کے کارناموں کا ذکر نهایت بلند آهنگي سے علي رؤس الاشهاد کرتي تهي - یهاں تک که زمانۂ حج میں بهي یه داستان پارینه تازه کي جاتي تهي : و اذکر واسم الله کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا - اس کو " مناشرت " کهتے تهے - فخر و غرور کے اظهار کا یه طریقه اکثر بڑي بڑي نزاعیں قائم کردیتا تها - اسلام نے اس رسم کو بالکل هي مٹا دیا - لیکن اسکا اثر مختلف صورتوں میں پهیل گیا تها ' منجمله اونکے ایک صورت یه تهي که باپ دادا کے نام کي قسم کهاتے تهے - ایک مرتبه حضرت عمر نے بهي قسم کهائي - آپنے فرمایا : " خدا باپ دادا کے نام کي قسم کهانے سے منع کرتا هے ' صرف خدا کي قسم کهاني چاهیے ' ورنه خاموشي بهتر هے " (٥)

(اخــــلاقي اصـــلاح)

آنحضرت صلی الله علیه و سلم کي بعثت کا اصلي مقصد اصلاح اخلاق و تزکیه نفس تها ' جسکو خود آپ نے ظاهر فرما دیا تها :

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق -	میں اخلاق کي تکمیل کیلیے مبعوث هوا هوں -

اور یه مقصد همیشه آپ کے پیش نظر رهتا تها ' اصولي طور پر آپنے اخلاق کے متعلق جو اصلاحیں کیں ' وه اونکے علاوه هے ' جزئي طور پر جب کسي شخص سے کسي قسم کي بد اخلاقي کا ظهور هوتا تها تو آپ فوراً اوسکو تنبیه فرمادیتے تهے - چنانچه احادیث میں اسکي به کثرت مثالیں ملتي هیں' جنکے جزئیات کي تفصیل حسب ذیل هے :

(انســداد گداگــري)

اسلام نے زکواة کا ایک مستقل نظام قائم کردیا کیونکه خاص خاص لوگ اوسکے حقیقي مستحق تهے' لیکن عام طور پر اسلام گداگري اور مفت خواري کو نهایت ذلیل پیشه قرار دیتا هے - یهي وجه هے که آنحضرت صلی الله علیه و سلم غیر مستحق لوگوں کو اس سے نهایت سختي کے ساتهه روکتے تهے -

(١) صحیح - مسلم جلد ١ - ص - ٣٤٥
(٢) سنن ابن ماجه - ص - ٢٥٠
(٣) سنن ابن ماجه - ص - ٢٥١
(٤) سنن ابن ماجه - ص - ٢٦٩
(٥) بخاري جزء ٨ - ص - ٢٧

ایک مرتبه ایک انصاري نے آپ سے سوال کیا ' آپنے پوچها : " تمهارے گهر میں کچهه پونجي بهي هے " اوس نے کہا " ایک ٹاٹ هے جسکو اوڑهتا بچهاتا هوں - ایک پیاله هے جس میں پاني پیتا هوں " - آپنے فرمایا " اوسکو جاکر لے آؤ " وه جاکر اوٹها لایا ' آپنے تمام صحابه کے سامنے اوسکو بغرض فروخت پیش کیا - ایک صحابي نے ایک درهم پر لینا چاها ' دوسرے صحابي نے قیمت میں اضافه کرکے دو درهم پر لے لیا - آپنے دونوں درهم اوس انصاري کے حوالے کیے اور فرمایا " ایک درهم کا غله لیکر گهر میں دے آؤ ' دوسرے درهم کا ایک بسولا خرید کر میرے پاس لاؤ " وه بسولا خرید لایا ' آپنے خود دست مبارک سے اوس میں دسته لگایا ' اور حکم دیا که " جنگل میں جاکر لکڑي کاٹو اور بیچو - ١٥ دن تک میں تمهاري صورت نه دیکهوں - " وه لکڑي کاٹ لایا اور اوسکو فروخت کیا - دس درهم هاتهه آے - اس رقم کو لیکر آنحضرت کي خدمت میں حاضر هوا - آپنے فرمایا : " اس رقم سے کچهه غله اور کچهه کپڑا خرید کر کهاؤ پهنو ' گداگري سے یه بهتر هے ' وه تو آدمي کے چهرے کا داغ هے - صرف اپاهج لوگوں کیلیے هي جائز هوسکتي هے " (١)

(رشــوت خـــواري)

عدل و انصاف کي بربادي اور ظلم کي روح خبیث کا سب سے بڑا سبب رشوت خواري هے - عهد نبوت میں چونکه آنحضرت کے فیض صحبت سے صحابه کا معیار اخلاق نهایت بلند هوگیا تها - اسلیے رشوت خواري کي مثالیں نهیں ملتیں - تاهم جب کبهي کسي کے طرز عمل پر رشوت کا شبهه بهي هوتا تها تو آنحضرت اوسپر تنبیه فرماتے تهے - حکام و عمال کو اکثر رشوتیں نذر و هدیه کے ذریعه سے دي جاتي هیں - آنحضرت کے زمانه میں بهي اسي قسم کا ایک واقعه پیش آیا - آپنے قبیلۂ ازد کے ایک شخص کو صدقه وصول کرنے کیلیے بهیجا ' اوس نے واپس آکر آنحضرت کے سامنے صدقه کا مال پیش کیا اور کہا " اتنا مسلمانوں کا مال هے ' اور اس قدر مجهے هدیتاً ملا هے " چونکه اس قسم کا هدیه رشوت کا ذریعه بن سکتا تها اور اگر علانیه اسکا انسداد نه کیا جاتا تو اور لوگ بهي اس طریقه سے فایده اٹهاتے ' اسلیے آپ نے ایک خطبه دیا اور فرمایا : " اس عامل کو دیکهو جو کهتا هے که یه مال مسلمانوں کا اور یه مال میرا هے - ذرا وه اپنے گهر میں تو بیٹهه کے دیکهے که اوسکے پاس هدیه آتا هے یا نهیں ؟ (٢)

(خیانت کا انسداد)

معاملات میں سب سے زیاده خیانت' چالاکي' اور خدع و فریب کا موقعه تجارتي کارو بار میں مل سکتا هے ' اسلیے آنحضرت خاص طور پر اسکي طرف اپني توجه مبذول رکهتے تهے - ایک مرتبه بازار میں سے گذرے اور ایک شخص کے غله کے ڈهیر کے اندر هاتهه ڈال کے دیکها تو نمي محسوس هوئي - چونکه بهیگنے سے غله کا وزن بڑه جاتا هے اسلیے آپ نے فرمایا : " جو شخص دهوکا دیتا هے ' وه هم میں سے نهیں هے " (٣)

عرب میں چونکه غله بهت کم آتا تها ' اسلیے جب باهر سے سوداگر غله لاتے تهے تو لوگ شهر سے باهر هي تخمیناً خرید لیتے تهے' لیکن اس سے کئي طرح کے نقصانات پیدا هوتے تهے - اولاً تو تمام شهر محروم ره جاتا تها ' دوسرے یه ایک غیر معین وغیر معلوم بیع تهي ' اسلیے آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے اس سے روکا - آپ عموماً لوگوں کو اسپر سزا دیتے تهے (٤)

(١) سنن ابن ماجه - ص - ٣٩٧
(٢) صحیح مسلم جلد ٢ - ص - ١١٣
(٣) سنن ابن ماجه - ص - ٤٠٣
(٤) بخاري جزء ٣ - ص - ٦٨

(حفظ الید و حفظ اللسان)

اسلام نے ایک عظیم الشان اخلاقی اصول یہ قائم کیا تھا :

المسلم من سلم المسلمون من یدہ و لسانہ — مسلمان وہ ہے ' جس کے ہاتھہ اور زبان سے مسلمانوں کو ایذا نہ پہونچے -

اس اصول کی خلاف ورزی کا اثر اگرچہ ہر موقع پر برے نتائج پیدا کرتا ہے ' تاہم برابر درجہ کے لوگ انتقام لیکر اپنے دل کو تسکین دے لیتے ہیں ' کمزور انسانوں کو تو اسکا بھی موقعہ نہیں ملسکتا - چنانچہ اس قسم کے موقعوں پر جب کوئی شخص اس اخلاقی جرم کا مرتکب ہوتا تھا ' تو آپ فوراً ٹوکدیتے تھے - حضرت ابو ذر غفاری فرماتے ہیں کہ میںنے اپنے غلام کو ماں کی گالی دی - آپ نے فرمایا " تم ابھی گالی دیتے ہو؟ تم میں زمانۂ جاهلیة کا اثر ابھی باقی ہے - تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں جنکو خدا نے تمہارے سپرد کردیا ہے - جو تم کھاؤ ' وهي انکو کھلاؤ - جو تم پہنو ' وهي انکو پہناؤ ' اور انکی طاقت سے زیادہ ان سے کام نہ لو ' اگر لیتے ہو تو انکی اعانت کرو " (۱)

حضرت ابو مسعود انصاری کہتے ہیں : " میں اپنے غلام کو مار رہا تھا - یکایک پیچھے سے ایک آواز آئی کہ اے ابو مسعود ! ہوشیار ! خدا کو تم پر اس سے زیادہ قدرت حاصل ہے - میںنے پیچھے مڑ کے دیکھا تو آنحضرت تھے " حضرت ابو مسعود پر اس کا یہ اثر پڑا کہ انہوں نے غلام کو آزاد کردیا (۲)

(مداحی کا انسداد)

انسان خوشامد پسند ہے ' اور مداحی اس دبی ہوئی چنگاری کو اور بھی ابھار دیتی ہے - امرا و سلاطین کو اسی نے تباہ کردیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو خود مدح سے نفرت تھی ' اور لوگوں کو بھی اس سے منع فرماتے تھے - چنانچہ ایک آدمی نہایت مبالغہ آمیز طور پر ایک شخص کی مدح کر رہا تھا ' آپ نے دیکھا تو فرمایا : " تم نے اسکو ہلاک کردیا " (۳)

(عیش پرستی کا انسداد)

عیش پرستی بظاہر تمدن کا زیور ہے ' لیکن درحقیقت اسکے اندرونی نظام کا اصلی گھن یہی چیز ہے - آنحضرت کی زندگی نہایت سادہ تھی ' آپ تمام لوگوں کو اسی سادگی کی تعلیم دیتے تھے ' اور جب کبھی کوئی چیز اسکے خلاف نظر سے گذرتی تو اوس سے بیزاری ظاہر فرماتے تھے -

ایک مرتبہ آپ راستے سے گذرے تو ایک بلند عمارت نظر آئی - آپ نے فرمایا کسکا مکان ہے ؟ لوگوں نے ایک انصاری کا نام لیا - آپ خاموش ہوگئے ' لیکن دل میں بات رکھہ لی - وہ انصاری آپ کی خدمت میں حاضر ہوے اور سلام کیا ' آپ نے منهہ پھیر لیا - انہوں نے کئی بار سلام کیا لیکن آپ کا اعراض بدستور قائم رہا - انہوں نے اپنے دوستوں سے آنحضرت کی ناراضی کا سبب پوچھا تو لوگوں نے واقعہ بیان کیا - وہ فوراً گئے اور اوس مکان کو منہدم کردیا - آپ دوسری بار اوس طرف سے گذرے تو فرمایا کہ وہ عمارت کیا ہوگئی؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ! صاحب خانہ نے آپ کی ناراضی کے خوف سے اسکو گرادیا - آپنے فرمایا ہر یہ گھر جو ضرورت سے زائد ہو ' صاحب خانہ پر وبال ہے - (۴)

ایک مرتبہ آپ کسی لڑائی سے واپس آ ے ' حضرت عائشہ نے شوق و محبت سے گھر کو ایک نہایت رنگین پردہ سے سجادیا - آپ تشریف لاے تو حضرت عائشہ نے سلام کیا ' لیکن آپ کے چہرے سے ناراضی کے آثار ظاہر ہوے اور سلام کا جواب تک نہیں دیا - پھر خود اپنے دست مبارک سے پردے کے دو ٹکڑے کردیے اور فرمایا کہ خدا نے ہمکو مٹی اور پتھر کے آراستہ کرنے کا حکم نہیں دیا ہے - (۱)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھہ بھی اس قسم کے مواقع پیش آے ہیں -

(عفت و عصمت)

اسلام پاکبازی اور عفت کی تعلیم دینے کیلیے آیا تھا :

والذین لفروجهم حافظون — کامیاب مسلمان وہ ہیں جو عفیف اور پاکباز ہیں -

اس بنا پر جب کبھی اس قسم کے مواقع پیش آتے تھے جن سے مسلمانوں کی اس خصوصیت پر حرف آسکتا تھا ' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم فوراً اوس سے تعرض فرماتے تھے -

حضرت فضل ابن عباس نہایت وجیہ آدمی تھے ' زمانہ حج میں آنحضرت نے انکو اپنے ساتھہ سوار کرلیا تھا - ایک خوشرو عورت آنحضرت کی طرف فتوی پوچھنے کیلیے بڑھی - فضل نے اوسکو شوق کی نگاہوں سے دیکھنا شروع کیا ' آنحضرت نے خود دست مبارک سے انکی ٹھڈی پکڑ کر انکا منه اوسکی طرف سے پھیر دیا - (۲)

یورپ کو آج اپنے تہذیب و تمدن پر بڑا ناز ہے اگرچہ یورپ کی اخلاقی حالت کے اصلی منظر نہایت نفرت انگیز ہیں - بظاہر انگریز کو ستر عورت کا خیال رہتا ہے اور کسی نے کسی انگریز کو راہ میں برہنہ تن بہت کم دیکھا ہوگا ' لیکن اسلام کی تہذیب اس بارے میں صرف نمائشی لباس آرائی ہی کو کافی نہیں سمجھتی - ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک شخص کو میدان میں برہنہ نہاتے ہوے دیکھا ' فوراً منبر پر تشریف لاے اور ایک عام خطبہ دیا :

ان اللہ حیی ستیر یحب الحیاء و الستر فاذا غسل احدکم فلیستر - — خدا صاحب حیا اور پردہ دار ہے ' وہ حیا اور ستر پوشی کو پسند کرتا ہے پس تم میں سے جو کوئی غسل کرے چاہیے کہ پردہ ڈال لیا کرے -

آنحضرت کو ستر عورت کا اسقدر خیال تھا کہ ایک مرتبہ مسور بن مخرمہ نے ایک بھاری پتھر اوٹھایا - اس حالت میں انکا کپڑا گرگیا - آپ نے فوراً ٹوکا کہ کپڑا اوٹھاؤ - برہنہ نہ ہو (۳) لیکن یورپ کی ستر پوشی کا یہ حال ہے کہ غسل خانوں ' حماموں ' بحری ساحلوں ' اور پیراکی کے حوضوں میں صدہا متمدن انسان برہنہ ہوکر ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں -

(اصلاح شئون النساء)

اس معاملہ میں عورتوں کی حالت مختلف حیثیتوں سے قابل توجہ و محتاج اصلاح تھی - عرب میں مخنثوں کا ایک گروہ موجود تھا ' جو علانیہ گھروں میں آتا جاتا تھا - ایک بار ایک مخنث نے ازواج مطہرات کے سامنے ایک عورت کے محاسن بالکل ایک مرد کی نظر و ذوق سے بیان کیے - آنحضرت نے فوراً حکم دیا کہ یہ لوگ گھر میں نہ گھسنے پائیں (۴)

عرب کی عورتوں میں جو بد اخلاقیاں پھیل گئی تھیں ' ان میں ایک بد اخلاقی یہ بھی تھی کہ بعض عورتیں مردوں کی وضع اختیار کرتی تھیں - آنحضرت نے ان پر عموماً لعنت بھیجی ہے - لیکن جب کبھی کسی عورت کی وضع کو مردوں سے بلا قصد بھی

(۱) بخاری جزء ۱ - ص - ۱۱
(۲) ابو داود ص - ۳۴۷ - جلد - ۲
(۳) بخاری جزء ۳ - ص - ۱۷۷
(۴) ابو داود جلد - ۲ - ص - ۳۵۶

(۱) ابو داود ص - ۲۱۶ - جلد - ۲
(۲) بخاری جزء - ۸ - ص - ۵۱
(۳) ابوداؤد جلد - ۲ - ص - ۲۰۱
(۴) مسلم جلد - ۲ - ص - ۲۴۴

مشابہت ہوجاتي ' تو آپ فوراً ٹوکدیتے - ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ دوپٹا اوڑہ رہي تہیں - آپ نے دیکھا تو فرمایا :

لیة لا لیتین　　　ایک تہ کر کے اوڑہو دو تہ نہ کرو

کیونکہ دو تہ کرنے سے عمامہ کے ساتہہ مشابہت پیدا ہوجاتي تہي ' جو مردوں کی خاص وضع ہے - آپ کو اسپر اسقدر اصرار تہا کہ ایک عورت نے پردہ سے آپ کو ایک خط دینا چاہا ' اوسکے ہاتہوں میں منہدي نہ تہي - آپ نے فرمایا : یہ مرد کا ہاتہہ ہے یا عورت کا ؟ اسنے کہا میں عورت ہوں ' فرمایا " اگر تم عورت ہو تو منہدي لگاؤ "

اکثر عورتیں نہایت غیر محتاط لباس پہنتي تہیں - اسکے متعلق خود قرآن حکیم میں آیتیں نازل ہوئي ہیں - خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم جب کبہي اس قسم کي بی احتیاطي ملاحظہ فرماتے تہے تو فوراً روکدیتے تہے - حضرت اسماء بنت ابي بکر آپ کے سامنے باریک کپڑا پہن کے آئیں تو آپ نے منہ پہیر لیا ' پہر فرمایا : " عورت بلوغ کے بعد صرف منہ اور ہاتہہ کہلا رکہہ سکتي ہے " (۱) -

عورتیں عموماً راستوں میں مردوں کے دوش بدوش چلتي تہیں - ایک مرتبہ آپ مسجد سے نکلے تو دیکہا کہ مرد و عورت دونوں ساتہہ ساتہہ راہ میں چل رہے ہیں ' آپ نے فرمایا : " تم کو درمیان راہ چلنے کا کوئي حق حاصل نہیں ' تم کو راستے کے کنارے چلنا چاہیے " اسکے بعد سے عورتیں دیواروں سے لگ کر چلنی لگیں -

اس قسم کے بیسیوں واقعات کتب حدیث میں مذکور ہیں -

(رفع نزاع باہمي و اصلاح ذات البین)

اسلام نے مسلمانوں پر سب سے بڑا احسان الہي یہ جتایا ہے :

فاصبحتم بنعمتہ اخوانا　　　خدا نے تمکو باہم دشمني کے بعد بہائي بہائي بنادیا -

لیکن باہمي اختلاف و تنازع سے یہ رشتۂ اخوت ٹوٹ سکتا تہا ' اسلیے آنحضرت کے فرائض احتساب میں سب سے اہم فرض رفع نزاع تہا - چنانچہ جب کبہي آپ کو کسي شر و فساد خانگي کي خبر ملتي تو آپ جاتے اور اصلاح فرماتے - ایک مرتبہ آپ کو خبر ملي کہ قبیلہ بني عمرو بن عوف میں باہم کچہہ نا چاقي پیدا ہوگئي ہے - آپ چند صحابہ کے ساتہہ تشریف لیگئے ' اور معاملہ کے سلجہانے میں اسقدر دیر لگي کہ نماز کا وقت آگیا - چنانچہ حضرت بلال کے درخواست کرنے پر حضرت ابو بکر نے نماز پڑہائي (۲)

عبداللہ بن سلول ایک بار نہایت گستاخانہ پیش آیا ' یہاں تک کہ صحابہ سے ضبط نہوسکا اور وہ لڑنے بہڑنے پر تیار ہوگئے ' اسپر عبد اللہ بن سلول کے حامي بہي اوٹہے ' اور فریقین باہم دست و گریباں ہوگئے ' لیکن آنحضرت نے مسلمانوں کو سمجہا بجہا کر الگ کیا اور فرمایا کہ صلح فساد سے بہتر ہے (۳)

واقعہ حک کے متعلق خود مسلمانوں کے دو قبیلوں اوس و خزرج میں سخت نزاع قائم ہوگئي ' اور دونوں فریق آمادہ جنگ ہوگئے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو سمجہا بجہا کر ٹہنڈا کیا -

(مراعـــاۃ ادب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو بڑوں کے ادب و تعظیم کا نہایت خیال رہتاتہا ' معمولي باتوں پر بہي گرفت کرتے تہے - ایک موقع پر جب حضرت عبد اللہ بن مسعود کے چہوٹے بیٹے نے گفتگو میں مسابقت کرني چاہي تو آپ نے فوراً ٹوکدیا :

الکبر الکبر (۴)　　　یعني پہلے بڑے کو بولنے دو !

(۱) ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۲۱۱

(۲) ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۲۱۸

(۳) ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۲۱۱

(۴) ابو داؤد جلد - ۲ - ص - ۳۶۰

اسئلۃ و اجوبتہا

حکومـۃ شـوری اور اســلام

خــلافۃ راشدۂ اسلامیہ کا نظام جمہـوري

منہــاج نبــوۃ اور شـــوری

(از جناب مولوي مصباح الدین صاحب - لشکر گوالیـار)

عرصہ ہوا الہـــلال میں جناب نے اسلام کے حکم شوری اور خلافۃ راشدہ کے نظام حکومت کے متعلق ایک مضمون تحریر فرمایا تہـا ' اور دہلي کے کسي شخص نے اسپر اعتراض کیا تہا - خاکسار نے وہ مضمون جو پیسہ اخبار میں شائع کیا گیا تہا ' حضور کي خدمت مبارک میں بہیجا تہا اور استدعا کي تہي کہ اس مسئلہ کو ایک بار بالکل واضح کردیا جاے - جناب نے از راہ کرم لکہا تہا کہ عنقریب اسپر توجہ کي جائیگي - اسکے بعد جب الہـــلال میں " القارعہ " کے عنوان سے جناب نے مسئلہ خلافۃ اسلامي پر مضمون لکہا تو اسمیں یہ بہي لکہا تہا کہ اسلام نے اپنا نظام حکومت ایک خاص طرح کا جمہوري قرار دیا ہے ' اور کوئي حکومت اسلامي نہیں ہوسکتي جب تک کہ وہ پارلیمنٹري طرز حکومت پر عامل نہو - اسپر بہي بعض لوگوں نے اعتراض کیا تہا ' اور اس وقت مکرر خاکسار نے جناب کو اس اہم مسئلہ پر توجہ دلائي تہي ' لیکن صد افسوس کہ اسکے بعد مقدس الہـــلال کي اشاعت بند ہوگئي ' اور دل کي حسرت دل ہي میں رہگئي -

اب تیسري بار جناب کو زحمت دیتا ہوں اور ملتمس ہوں کہ البـلاغ میں اس کے لیے بہي کچہہ جگہ نکالي جاے - معترضین کا بیان ہے کہ خلافت راشدہ کا طرز حکومت ایک طرح سے شخصي تہا - ایک شخص خلیفۃ المسلمین ہوتا تہا ' اور سب اسکي متابعت کرتے تہے - حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید کو معزول کردیا اور باوجود مخالفت کے مسلمانوں کے مشورہ کي کچہہ پروا نہ کي - حضرۃ ابوبکر نے منکرین زکواۃ سے قتـال کیا اور بہت سے صحابہ اسکے مخالف تہے - پس پارلیمنٹ کہاں ہوئي اور ارکان شوری کي راے کي متابعت خلیفہ کیلیے کیونکر واجب ہوئی ؟ وغیرہ وغیرہ - ضرورت اسکي ہے کہ سب سے پہلے جناب خلفاء راشدین کے طرز حکومت کو واضح فرمادیں تاکہ موجودہ زمانے کي اصطلاحات پارلیمنٹ وغیرہ کو اس سے ملاکر معلوم کیا جاسکے کہ کسقدر حالت مختلف اور کسقدر متحد تہي ؟ خاکسار نے الفاروق کو اسي خیال سے بار بار دیکہا تاکہ کم از کم حضرۃ عمر کے عہد کا نمونہ صاف ہوجاے ' لیکن تشفي نہوئي - بعض حضرات کا یہ بہي خیال ہے کہ جب تک سلطان عبد الحمید سریر آراے خلافت تہے ' اس وقت تک دولۃ عثمانیہ ٹہیک ٹہیک اسلامي خلافۃ کي مصداق تہي ' لیکن اسکے بعد یورپ کے اثرات سے متاثر ہوکر نوجوان ترکوں نے شورش کي ' اور انکو معزول کرکے تمام رشتۂ حکومت اپنے ہاتہوں میں لے لیا - اب سلطان ترکي کوئي اختیار نہیں رکہتے ' اور تمام اختیار پارلیمنٹ کے ہاتہہ میں ہے - اسمیں عیسائي ممبر بہي ہیں ' یہودي ممبر بہي ہیں ' دروز بہي ہیں - اب امیر المومنین کي اسلامي طاقت محض براے نام ہے -

البــــلاغ :

آپ نے ایک نہایت اہم دینی اور تاریخی بحث چھیڑدی ہے جو بغیر اسکے صاف نہیں ہوسکتی کہ نہایت شرح و بسط کے ساتھ نظر ڈالی جائے - آپکے سوال کو میں چند ٹکڑوں میں منقسم کردیتا ہوں تاکہ بسہولت تمام پہلو بحث میں آسکیں :

(۱) خلافۃ راشدۂ اسلامیہ کا طرز حکومت جسکو آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے " علی منہاج النبوۃ " فرمایا یعنے وہ طریق نبوۃ پر قائم ہوگی' کیا تھا ؟

(۲) موجودہ پارلیمنٹری طرز حکومت اور اسلامی طریق شوریٰ -

(۳) ایک ایسا دار الشوریٰ جسمیں غیر مسلم ارکان بھی ہوں' کیا اسلامی دارالشوریٰ ہوسکتا ہے ؟

الہلال کی جلد (۳) میں جو سلسلۂ مضامین " الحریۃ فی الاسلام " کے عنوان سے شائع ہوا ہے' آپ اسپر مکرر نظر ڈال لیں - نہایت شرح و بسط کے ساتھہ اس مسئلہ کا حل شرعی اسمیں موجود ہے اور ایک طالب حق کو کفایت کرتا ہے - البتہ یہ سلسلہ نا تمام رهگیا تھا' اور ایک پورا ٹکڑہ جو " حکم شوریٰ " کے عنوان پر لکھا گیا تھا ' اس خیال سے شائع نہوا کہ زیادہ مفصل و مدلل کرکے شائع کرنا مقصود تھا - لیکن اس ٹکڑے کو بھی اب شائع کردیا جاتا ہے - یہ ایک مختصر اور اجمالی نظر ہے - آپکے مطالعہ میں آجائے - اسکے بعد بقیہ سوالات کا جواب عرض کرونگا -

(حکــــم شوریٰ)

یعنی تمام داخلی و خارجی معاملات ملکی اور امور انتظامی و قانونی ملک کے اہل الرائے اور وکلاء ملت اشخاص کے مشورہ سے انجام پائیں' اس مسئلہ کے اثبات و تفصیل سے پہلے ایک تمہید کی ضرورت ہے -

ہر دستوری (مقید بقانون) حکومت کیلیے ایک اصولی قانون ہونا ہے' جو باہمی مشورہ سے منفصل ہوکر آیندہ تمام قوانین کیلیے ایک اصول موضوعہ اور سنگ بنیاد قرار پاتا ہے - یورپ کے جمہوری و پارلیمنٹری دور نے اسے " قانون اساسی " کے لفظ سے تعبیر کیا ہے - حکومت ہمیشہ اس بنیادی قانون کی متابعت پر مجبور ہوتی ہے اور جتنے قوانین و اصول وضع ہوتے ہیں' سب کے سب اسی اولین قانون اساسی کے ماتحت رہتے ہیں - اسکی تمام دفعات اصولی و کلی ہوتی ہیں - وہ جزئیات سے کوئی تعلق نہیں رکھتا - ہر شاخ حکومت و نظام سلطنت کیلیے اصولی دفعات وضع کردیتا ہے -

اسلام کا بھی ایک قانون اساسی ہے یعنی " قرآن " اور اسکی عملی تفسیر جسکا نام " سنت " ہے - اسی پر تمام قوانین اسلامی کی بنیاد ہے -

اسلام کا یہ قانون اساسی دنیا کے تمام دیگر قوانین اساسیہ کے خلاف انسانوں کا گھڑا ہوا نہیں ہے بلکہ اوس مقنن اعظم کی تاسیسات ہیں جسکے قوانین فطرت سے دنیا کا ذرہ ذرہ جکڑا ہوا ہے' اور جسکے کلمات و سنن میں کبھی تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا : لا تبدیل لکلمات اللہ - و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا -

اس قانون اساسی کے مادرا جو معاملات ملکی اور امور انتظامی و قانونی ہیں' اسلام کا حکم ہے کہ وہ ہمیشہ باہمی مشورۂ عام سے طے ہوں - مسجد نبوی ہماری مجلس شوریٰ تھی - مہاجرین و انصار مجلس کے ارکان خاص' اور عام مسلمان اوسکے ارکان عام تھے - " الصلوۃ جامعۃ " انعقاد مجلس کا اعلان تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم جو مشورۂ انسانی سے مستغنی تھے' وہ بھی بربناے تعلیم امت استشارہ فرماتے تھے اور تمام خلفاے راشدین کا اسی پر عمل تھا - ہمکو اس مسئلہ میں زیادہ کاوش کی ضرورت نہیں' خود قرآن حکیم نے اس مسئلہ کو فیصل کردیا ہے :

و شـــاورهـم في الامر (۳-۱۵۳)	معاملات حکومت میں مشورہ کرلیا کرو !

دوسری جگہ صحابۂ کرام کی توصیف و مدح میں خدا فرماتا ہے :

وامرهـــم شوریٰ بینهـم (۴۲-۳۶)	اونکے معاملات حکومت باہمی مشورہ سے طے ہوتے ہیں -

پہلی آیۃ نے حکم دیا ' اور دوسری نے اسکی تعمیل کی خبر دیدی -

پہلی آیت کی تفسیر میں صاحب فتح البیان نے ایک نامور عالم ابن خواز مداد کا یہہ قول نقل کیا ہے :

واجب علی الولاۃ مشاورۃ العلماء فیمـــا لایعلمون و فیمـــا اشکل علیهم من امور الدنیا و مشاورۃ وجوہ الجیش فیمـــا یتعلق بالحرب و وجوہ الناس فیما یتعلق بالمصالح و وجوہ الکتاب والعمال والوزراء فیما یتعلق بمصالح البلاد و عمارتها (ج-۲-ص-۱۳۰ مصر)	حکام ملک پر اون معاملات میں جنکو وہ نہیں جانتے اور دیگر امور دنیاوی میں واقف کاروں سے' معاملات جنگ میں افسران فوج سے' مصــالح عــامہ میں معززین ملک سے ' اور معاملات ملکی میں اہل دفتر و حکام و وزرا سے مشورہ کرنا واجب ہے -

وہ امام یا سلاطین جو حکم شوریٰ کی تعمیل نہیں کرتے' امام قرطبی حسب ذیل فتوی اونکے متعلق نقل کرتے ہیں :

لا خلاف في وجوب عزل من لایستشیر اهل العلم و الدین - (فتح البیان ج - ۲ - ص-۱۳۰)	جو خلیفہ اہل علم و اہل دین سے مشورہ نہ کیا کرے ' اوسکی معزولی کے واجب ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں -

" الحریۃ فی الاسلام " کی گذشتہ صحبتوں میں ہم حکم شوریٰ کی تشریح کرچکے ہیں - اب دیکھنا چاہیے کہ عمل کی حیثیت سے اسلام نے اسکا کیا نمونہ پیش کیا ؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے متعلق حضرت عائشہ کی شہادت ہے کہ :

ما رایت رجلاً اکثر استشارۃ للرجال من رسول اللہ صلعم - (رواہ البغوی)	میں نے رسول اللہ سے زیادہ کسیکو اس بارے میں نہ پایا کہ لوگوں سے مشورہ کرکے کام کیا جائے -

حضرۃ ابو ہریرہ سے مروی ہے :

ما رایت احدا اکثر مشورۃ لاصحابہ من رسـول اللہ صلعـم (رواہ الترمذي)	میں نے آنحضرت صلعـم سے زیادہ کسیکو اپنے اصحاب سے مشورہ لیتے نہیں دیکھا -

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص کو لکھا تھا :

ان رسول اللہ صلعم شاورنا في الحرب فعلیك بـــه (کنزہ العمال - ج - ۱ - ص ۱۶۲)	رسول اللہ صلعم امور جنگ میں ہم لوگوں سے مشورہ لیتے تھے' پس تم بھی ایسا ہی کیا کرو -

اس حدیث سے نہ صرف آنحضرت کا طرز عمل ظاہر ہوتا ہے بلکہ حضرت ابوبکر کا بھی اصول عمل واضح ہوجاتا ہے -

اسکے بعد حضرت عمر کا دور ہے - اونہوں نے مہاجرین و انصار کی باقاعدہ مجلسیں قائم کیں' اون سے ہمیشہ امور مملکت میں مشورہ لیا - عام مسلمانوں کو بھی ہر مسئلہ میں اعتراض کا حق حاصل تھا' عہد فاروقی کی تاریخ ان واقعات سے اسقدر لبریز ہے کہ انکو کسی ایک مضمون میں ضمناً سمیٹنا ممکن نہیں - مثالاً چند واقعات حوالۂ قلم ہیں :

عن ابن شهاب كان عمــر بن الخطاب اذا نزل الامر المعضل دعا الفتيــان فاستشــارهــم ليقتفي حــدة عقــولهــم (كنز العمال ج - ۱ - ص - ۱۶۳)

زهری روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر کو جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا تو نوجوانوں کو طلب فرماتے اور ان سے مشورہ لیتے، تاکہ انکی ذکاوت عقل کا اتباع کریں -

بلاذری جو مشہور مورخ ہے، ایک ضمنی موقع پر لکھتا ہے :

كان للمهاجرين مجلس في المسجد فكان عمــر يجلس معهم و يحدثهــم عما ينتهى اليه من امر الآفاق (فتوح البلدان -)

مسجد نبوی میں مہاجرین کی ایک مجلس تھی - حضرت عمر انکے پاس بیٹھتے تھے اور ملک کے جو واقعات ان تک پہونچتے تھے انکو بیان کرتے تھے -

قرآن و حدیث کے بعد فقہ کا درجہ ہے - فقہ اسلامی کا تیسرا رکن اجماع ہے، جو مشورۂ ملت کی سب سے کامل اور محتاط حد ہے - یعنی علماے امت کا کسی مذہبی غیر منصوص مسئلہ پر اور قوم کے ارباب سیاست کا کسی طریقہ سیاست پر اتفاق کرنا - آنحضرۃ نے جماعت کی اکثریت کو ہمیشہ ایک بالاتر جگہ دی - کبھی فرمایا کہ لا تجتمع امتي على الضلالة - میری امۃ کبھی بھی ضلالت پر اجماع نہیں کرسکتی - کبھی ارشاد ہوا کہ يد الله على الجماعة - جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے - اس سے تخلف نہ کرو - شخصیت کے مقابلہ میں جماعت کی قوت کو قائم کرنا جمہوریت کی اصلی بنیاد ہے، اور اس سے بڑھکر اسکے لیے تصریح کیا ہوسکتی ہے ؟

ان تصریحات کے علاوہ تاریخ و احادیث کے بکثرت واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خود آنحضرت باتباع حکم الہی اور نیز خلفاے راشدین باقتداے سنت نبوی، ہر امر اہم میں لوگوں سے مشورہ لیتے تھے، اور مسائل پر اجماع کرتے تھے - مسجد نبوی اسلام کی مجلس عمومی یا سینیٹ تھی - اکابر مہاجرین و انصار ارکان خاص، اور عام مسلمان ارکان عام تھے - مدینہ کی گلیوں میں الصلوۃ جامعۃ کی ندا انعقاد مجلس کا اعلان کردیتی - اس قسم کی مجالس میں جو واقعات پیش ہوے، انکی ایک مختصر فہرست ذیل میں ہم پیش کرتے ہیں :

(عہد نبوت)

طریقۂ اذان، تکذیب واقعۂ افک، جنگ بدر میں آگے بڑھنا، بدر کے کنویں پر مقیم ہونا، فدیۂ اسیران جنگ بدر، جنگ احد میں مدینہ سے نکلکر لڑنا، غزوۂ خندق میں مدینہ کے اندر محصور ہوکر لڑنا، ایام خندق میں حملہ آوروں سے مدینہ کی ایک تہائی پیداوار پر صلح کرنیکی بحث، حدیبیہ میں جنگ کا مسئلہ، وغیرہ

(عہد خلافــت راشدہ)

کتابت قرآن، قتال اہل ارتداد، جنگ شام، مجوسیوں سے جزیہ لینے کی بحث، ملک عراق و شام کو فوج کی جاگیر میں دینے کا مسئلہ، نہاوند کی لڑائی میں حضرت عمر کی شرکت کی بحث، بعض عمال و حکام کا تقرر، امراء فوج کا انتخاب، تقسیم غنیمت، فوج کی تنخواہ، سنہ ہجری کا تعین، غسل جنابت بغیر خروج، ترتیب دفاتر، وبا زدہ ملک میں داخل ہونیکی بحث، تجارت غیر قومی پر محصول، جنگ افریقہ، بیت المال کا تعلق و تصرف، وغیرہ ذالک -

شخصی اور غیر شخصی حکومتوں میں بڑا فرق یہی ہے کہ شخصی حکومتوں میں ہمیشہ سلاطین و ملوک نے ملک کی آمدنی کو اپنی خاص چیز سمجھا ہے، جسپر وہ ہر قسم کا اختیار تصرف و اقتدار کا رکھتے ہیں، اور اپنے فوائد ذاتی سے بچا کر جو کچھ رعایا کیلیے خرچ کرتے ہیں، اسکو اپنا احسان قرار دیتے ہیں لیکن دستوری و جمہوری حکومت کی سب سے پہلی خصوصیت یہ ہے کہ محاصل ملکی کو انکے دست قہر سے نجات دلاے، کیونکہ وہ پبلک کی چیز ہے، اور پبلک ہی کی ضرورتوں میں اسکو صرف ہونا ہے - البتہ رئیس ملک کو اپنی خدمات و انتظام کے معاوضہ میں بقدر ضرورت اس سے دیا جاسکتا ہے - لیکن یہ ایک ایسی مساوات ہے جسکی تعمیل یورپ کی دستوری حکومتوں میں بھی اب تک نہوسکی، اور لاکھوں روپے ہر سال ملوک و سلاطین اور ارکان خاندان شاہی کے اسراف و نشاط کیلیے دیے جاتے ہیں ہم الحرية في الاسلام کے ایک نمبر میں سلاطین یورپ اور پریسیڈنٹ جمہوریت فرانس و امریکہ کی تنخواہوں کا حال درج کرکے اسکا مقابلہ خلفاء راشدین کی تنخواہوں سے کرچکے ہیں -

لیکن اسلام اپنے اول ظہور سے اسپر عامل ہے - ملک کی آمدنی کو وہ مال اللہ اور پھر مال المسلمین سمجھتا ہے، اور اسی لیے خزانۂ ملکی کا نام اسکی اصطلاح میں بیت مال المسلمین ہے یعنی تمام مسلمانوں کے مال کا خزانہ !

عہد نبوت میں خراج و جزیہ کی جو رقم ممالک مفتوحہ سے آتی تھی، آپ اس سے صرف اسقدر لیتے جسقدر ایک فقیر الحال شخص کی ناگزیر ضرورتوں کیلیے لابدی ہے، اور تمام رقم ملک کے اہل حاجت کی امداد اور مسلمانوں کی عام ضروریات میں صرف ہوتی تھی - اکثر ایسا ہوتا تھا کہ بادشاہ عرب بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھتا تھا، اسکے گھر میں مہینوں چولہا نہیں جلتا تھا، اکثر راتونکو چراغ میں تیل تک میسر نہ آتا تھا، لیکن خزانۂ ملکی سے وہ اس حالت میں بھی ایک پیسہ لینا گوارہ نکرتا تھا - جب اسنے وفات پائی تو اسکی زرہ ایک یہودی کے ہاں چند سیر جو پر رہن تھی !

حکومت کو ذاتی ملک نہ قرار دینے پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ آپ نے اپنا جانشین اپنے کسی عزیز کو قرار نہیں دیا -

خلفاے راشدین بھی اس اسوۂ حسنہ کے بہترین نمونہ تھے، خلفاے اربعہ میں سے کسیکو بھی یہ حق نہ تھا کہ بمعاوضۂ خدمت ملکی چند درہم ماہوار سے زیادہ حاصل کرے - حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے آغاز ایام خلافت میں بھی تجارت کرتے تھے، اور اپنے لیے بیت المال سے کچھہ نہ لیتے تھے، جب خدمات خلافت کی گرانباری سے مجبور ہوگئے اور تجارت کیلیے وقت نہ نکال سکے تو مسلمانوں کے مشورہ کے بعد خود بھی بقدر احتیاج لینے لگے - حضرت عمر بھی بیت المال سے حق مقررہ سے زیادہ نہیں لیتے تھے، اور اس حق مقررہ کی بھی خود انہوں نے تفصیل کر دی تھی - یعنی گرمی اور جاڑوں کیلیے دو جوڑے کپڑے، ایک متوسط الحال قریشی کیطرح اہل و عیال کے اخراجات، حج کیلیے سال میں ایک بار سواری، اور بس !

ایک بار ایک مسلمان نے صرف اس بنا پر انکی اطاعت سے انکار کیا کہ اسکو شبہہ ہوا کہ حضرت عمر نے اپنے حق سے زیادہ چادر لیلی ہے - بیت المال سے ایک اونٹ گم ہوتا تھا تو حضرت عمر (ض) گھبرا جاتے تھے کہ میں جوابدہ ہوں - کار و بار خلافت کیلیے جب چراغ جلاتے تھے تو فراغت کے بعد فوراً بجھادیتے تھے کہ اب مجھے اس سے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں !

ایک بار حضرت عمر کی بیوی نے ایک مسلمان قاصد کی معرفت جب وہ خلافت کے طرفسے قسطنطنیہ جا رہا تھا، قیصر کی بیوی کو کچھہ تحفہ بھیجا - قیصرہ نے رومی قاصد کے ہاتھہ ایک گرانبہا ہدیہ حضرت عمر کی بیوی کے لیے بھیجدیا - حضرت عمر کو جب معلوم ہوا تو گھر میں تشریف لاے اور وہ گرانبہا ہدیہ لیکر بیت المال میں داخل کردیا، اور فرمایا " یہ عام مسلمانوں کی چیز ہے، کیا اس سے پہلے بھی قیصر نے تجھکو ہدیہ بھیجا تھا ؟ "

اس واقعہ سے زیادہ واضح اور زیادہ روشن حضرت عمر کا وہ خطبہ ہے جسمیں اونہوں نے خلیفہ اور عام اہل ملک کے حقوق مالي کا ذکر کیا ہے :

انما انا و ما لکم کولی الیتیم ان استغنیت استعففت ' و ان افتقرت اکلت بالمعروف ' لکم علی ایہا الناس خصال فخذونی بہا ' لکم علی ان لا اجتبی شیئاً من خراجکم و لا مما افاء اللہ علیکم الا من وجہہ ' ولکم علی اذا وقع فی یدی ان لا یخرج منی الا فی حقہ ' ولکم علی ان ازید فی اعطیاتکم (کتاب الخراج ابو یوسف - ص ۶۷)

تمہارے مال کي اور میري مثال ایک یتیم کے مربي کیطرح ہے ' اگر میں مستغني ہونگا تو کچھہ نہ لونگا اور اگر محتاج ہونگا تو حسب دستور کچھہ کہانیکو لے لونگا - لوگو ! مجھپر تمہارے چند حقوق ہیں جنکا تمکو مجھسے مطالبہ کرنا چاہیے - مجھپر تمہارا حق ہے کہ ملک کا خراج اور مال غنیمت بیجا طور سے جمع نکروں ' مجھپر تمہارا حق ہے کہ جب میرے ہاتھہ تمہارا خراج و غنیمت آئے تو میرے ہاتھہ سے بیجا طور سے نہ نکلے ' مجھپر تمہارا حق ہے کہ میں تمہارے وظائف میں اضافہ کروں -

اللہ اللہ ! آج رعایا گورنمنٹوں سے اپنا حق مانگتي ہے اور نہیں ملتا ' اور ایک زمانے میں مسلمانوں کو عادت دلائي گئي تھي کہ اگر وہ اپنا حق مانگنا بھول جائیں تو خود بادشاہ وقت انکو یاد دلاے کہ تمہیں مجھسے مطالبہ کرنا چاہیے ! !

حضرت عثمان رضي اللہ عنہ کا بھي خود اپنے متعلق یہي طرز عمل تھا ' آخر ایام میں جب بعض اعزہ کے متعلق طرفداري کا میلان ان سے ظاہر ہوا تو فوراً مسلمانوں کي ایک بڑي جماعت انکي طرف سے مشتبہ ہوگئي - حضرت علي علیہ السلام کا بھي بشدت اسي پر عمل تھا - عبد اللہ بن زمعہ نے جب اون سے بلا استحقاق کچھہ طلب کیا تو فرمایا :

ان ہذا المال لیس لي و لك و انما ہـو فيء للمسلمین !

یہ مال نہ میرا ہے اور نہ تیرا ' یہ عام مسلمانوں کي آمدني ہے -

(نہج البلاغۃ ص - ۴۸۹)

ولید بن عبد الملک دمشق میں جب بے انتہا مصارف سے جامع مسجد بنوا رہا تھا تو مسلمانوں نے فوراً اعتراضات کیے کہ بیت المال کا اسقدر روپیہ کیوں بیکار صرف کیا جا رہا ہے ؟ حضرت عمر بن عبد العزیز سلطنت کے کاغذات دیکھنے کیلیے ایک خاص چراغ رکھتے تھے جسمیں بیت المال کا تیل ڈالا جاتا تھا ' اور اپنے ذاتي مطالعہ کیلیے دوسرا چراغ رکھتے تھے جسمیں اپني ذاتي تنخواہ سے تیل ڈالتے تھے -

کیا ان واقعات کے بعد بھي اسمیں شبہہ ہوسکتا ہے کہ حکومت اسلامیہ کا نظام دستوري یا جمہوري نہ تھا ؟ کیا اس سے بہتر مثال حکومت عامہ کي کوئي قوم پیش کرسکتي ہے ؟ کیا تاریخ ماضي کے خزانہ میں اس سے بہتر کوئي نظیر موجود ہے ' اور مستقبل کو اس سے بہتر نمونہ مل سکتا ہے ؟

یہ تو مسلمانوں کي حکومۃ ماضیہ کا افسانہ تھا جو اونکي مذہبي تعلیمات کي سطح پر ٹھیک تیرہ سو برس ہوے کہ قائم ہوئي تھي ' لیکن آج مسلمانوں نے اگر زندگي حاصل کي ہے ' اگر مذہبي احساس اونمیں پھر پیدا ہوگیا ہے ' اگر جوہر و روح اسلام کے وہ پھر طالب ہیں ' تو دین کے بعد اونکي سب سے پہلي کوشش دنیا کي صحیح سیاست کیلیے ہوني چاہیے ' کیونکہ اسلام نے دین اور سیاست کو الگ الگ نہیں رکھا ہے - وہ ایک ہي حقیقت شرعي ہے - قران حکیم نے ' احادیث نے ' تاریخ اسلام نے ' ہمکو جس طرز سیاست کي آب و ہوا میں زندہ رکھنا چاہا ہے ' اوسي میں ہمارے لیے زندگي ہے ' اور اوسکے بغیر موت ہے -

تاریخ و عبر

تاریخ معتزلہ کا ایک ورق

نظائر و امثال

(۲)

معتزلہ میں اگرچہ دعوۃ حق کي آخري منزل شہادت سے گذرجانیکا فخر صرف غیلان دمشقي ہي کو حاصل ہوا ' تاہم احتساب کي وہ خصوصیت جو کسي گروہ کو سلاطین سے بے نیاز ' جاہ پرستي سے متنفر ' مناصب دنیا سے بیزار کردیتي ہے ' اس فرقہ کے ہر فرد میں نمایاں طور پر نظر آتي ہے -

محمد بن اسمعیل عسکري کي بے نیازي کا یہ عالم تھا کہ ایک بار بادشاہ وقت نے اونکے پاس خط بھیجا - سلاطین کے خطوط دنیادار اشخاص کي تاریخ زندگي کا روشن صفحہ ہوتے ہیں - لیکن اوس نے نہایت بے پروائي سے کہا : " میں ذرہ ہاے خاک کے برابر بھي اس خط کي وقعت نہیں کرتا " -

جعفر بن بشر اگرچہ اس عسرت کے ساتھہ زندگي بسر کرتا تھا کہ وہ مستحقین زکوۃ میں داخل ہوگیا تھا ' تاہم جب اوس کو ایک بادشاہ نے دس ہزار درہم کا عطیہ دینا چاہا ' تو اوس نے صاف انکار کردیا ' البتہ ایک دوست کے دو درہم قبول کر لیے - لوگوں نے اسکي وجہ پوچھي - اوس نے کہا : " جن لوگوں کو دس ہزار کي ضرورت ہے ' وہ مجھہ سے زیادہ اوسکے مستحق تھے - میري ضروریات کیلیے یہ دو درہم کافي ہیں "

ابوبکر محمد بن ابراہیم کو ایک بادشاہ نے عطیہ لینے پر اسقدر مجبور کیا کہ اوسکے ناخنوں میں کیلیں ٹھوکوادیں - با اینہمہ اوس نے قبول نہیں کیا -

صلہ و عطیہ ہي کي خصوصیت نہ تھي ' بلکہ علماے حق کو ہر اوس چیز سے احتراز تھا جو سلاطین و امرا کي طرف منسوب ہوتي تھي - ابو عبد اللہ حسین بن علي کي فاقہ مستي اس درجہ تک پہنچ گئي تھي کہ ایک مرتبہ ابو الحسن ازرق اوسکے پاس آیا - دیکھا تو وہ تصنیف و تالیف میں مصروف تھا - ابو الحسن نے حجرے میں پاني ڈھونڈھا تو نہیں ملا ' ادھر اودھر نگاہ دوڑائي ' کھانے پینے کي کوئي چیز نظر نہیں آئي ' اوس نے تعجب کے ساتھہ پوچھا : " آپ اس فاقہ مستي میں کیونکر تصنیف و تالیف کرتے ہیں ؟ " حسین بن علي نے کہا : " اگر میں مشاغل علمیہ کو چھوڑ دوں تو کیا سامان معاش فراہم ہوجائیگا ؟ " ابو الحسن نے کہا " نہیں " حسین بن علي نے کہا " تو پھر وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ ؟ تصنیف و تالیف میں مصروف رہنا ہي بہتر ہے "

لیکن با اینہمہ اُسکے زہد کي یہ کیفیت تھي کہ عضد الدولہ اوسکے لیے خوان شاہي سے طعام خاصہ بھیجتا تھا اور وہ اوس میں سے ایک لقمہ بھي منہہ میں نہیں ڈالتا تھا -

ابو مسلم نقاش ایک معتزلي تھا جو نگینہ پر نام کھودا کرتا تھا - ایک مرتبہ ایک امیر کا خادم ایک نگینہ لیکر آیا ' اوس نے نام کھودنے سے انکار کردیا - خادم نے کہا : " اگر اجرت کم ہے تو میں اس سے زیادہ دیسکتا ہوں " چنانچہ اوس نے سو دینار تک اُجرت دینا چاہي ' لیکن ابو مسلم نے منظور نہیں کیا - یہاں تک کہ گھر میں سے اُسکي عورتوں نے پکارا : " تنگدستي سے ہم سب کا برا حال ہورہا ہے ' اس رقم سے انکار کردینا کسي طرح مناسب نہیں " لیکن اوسکا

انکار برابر قائم رہا - اسکے بعد ایک تاجر نے ایک نگینہ کھدوایا اور دس درھم اُجرت دي - ابومسلم نے ان درھموں کو گھر میں لاکر عورتوں کے سامنے پھینک دیا ' اور کہا : " میں دس سال سے متصل یہ کوشش کررھا ہوں کہ تمکو مال حرام نہ کھلاؤں "

جعفر بن حرب کا باپ پادشاہ کے درباریوں میں تھا ' اسلیے وہ اپني دولت اور جائداد کو ھمیشہ مشتبہ نگاہ سے دیکھتا تھا - چنانچہ آخر عمر میں تمام مال و دولت چھوڑ کر برھنہ تن گھر سے نکل گیا ' اور ستر پوشي کیلیے ایک تالاب میں جاکر بیٹھہ گیا - اسي حالت میں ایک دوست کي نگاہ پڑگئي ' اوس نے ایک کرتہ پہنا کر تالاب سے باھر نکالا -

عیسي بن صبیح نے بھي اسي اشتباہ کي بنا پر مرنے سے پہلے اپني تمام دولت لٹادي -

محدثین کرام کي سب سے نمایاں خصوصیت یہ ھے کہ وہ علم و مذھب کي خدمت پر کسي سے ایک حبہ معاوضہ لینا پسند نہیں کرتے تھے - تاریخ معتزلہ میں بھي اس خصوصیت کے نظائر بکثرت ملتے ھیں - جعفر بن مشیر نہایت فقیرانہ زندگي بسر کرتا تھا - ایک بار اوس نے خطبہ نکاح پڑھا ' اور ایک تاجر اوسکي طلاقت لساني پر فریفتہ ھوگیا - وہ فوراً اپنے گھر گیا اور پانسو اشرفیاں جعفر بن مشیر کے یہاں بھجوادیں - لیکن جعفر نے اونکو واپس کردیا - لوگوں نے کہا : " آپ بادشاھوں کے عطیہ کو تو واپس ھي کردیتے تھے لیکن یہ تو تاجر کا مال ھے ' اور اوس نے اپنے ھاتھہ سے کمایا ھے " جعفر نے کہا : " ھاں لیکن میں اپني خوش بیاني پر معاوضہ لینا نہیں چاھتا "

معتزلہ اگرچہ زھد و قناعت کي بنا پر تعلقات سلطنت سے ھمیشہ احتراز کرتے تھے ' یہاں تک کہ ابوالقاسم عبید اللہ بن احمد کو ایک مرتبہ اُمور سلطنت سے کچھہ تعلق پیدا ھوگیا تو آخر میں اُونھوں نے اس سے توبہ کي ' لیکن اگر یہ گروہ نظام سلطنت کا جزو بنایا جاتا ' تو ھمیشہ کیلیے ظلم کي بنیاد متزلزل ھوجاتي ' اور عدل و انصاف کا منارہ دوبارہ قائم ھوجاتا - عمال کے مظالم کا سب سے بڑا سبب حرص و ھوا ھے جو خزانہ شاھي سے زیادہ اون کے جیب و دامن کو بھرتي رھتي ھے - لیکن علماء حق مال و دولت سے بالکل بے نیاز تھے ' اسلیے وہ ان مناصب پر فائز ھوکر احتساب کے غرض کو پوري قوت و نفوذ کے ساتھہ ادا کرسکتے تھے - واثق باللہ کے زمانے میں جب تحصیلداروں کا ظلم حد سے گذر گیا تو اوس نے حکم دیا کہ تمام عہدہ داروں کي نگراني کیلیے صیغہ مال میں صرف فرقہ معتزلہ ھي کے لوگ منتخب کیے جائیں - چنانچہ قاضي ابن ابي داؤد نے ابویعقوب شحام کا انتخاب کیا ' اور خضل بن مروان کي نگراني کي خدمت اوسکو تفویض کي - نتیجہ یہ ھوا کہ فضل کا جو ھاتھہ رعایا کي ھر چیز کي طرف بے روک ٹوک بڑھتا تھا ' اب احتساب کي سخت زنجیروں میں جکڑ گیا ' اور اوسکي مطلق العناني دفعتاً جاتي رھي -

(معتزلہ کي علمي زندگي)

اسلام نے جو آزادي فکر اور حریت اظہار تمام غیر مذاھب کو بخشي تھي ' اسکو مسلمانوں کي علمي ترقي ' اور خلفاے عباسیہ کي بے تعصبي نے اور زیادہ ترقي دیدي تھي - اسلیے ھر فرقہ نہایت آزادي کے ساتھہ اپنے مذھبي عقائد کا اظہار کرسکتا تھا ' اور عموماً بحث و مناظرہ کا بازار گرم رھتا تھا - یہ میدان معتزلہ کي علمي خدمات کا بہترین جولانگاہ بنا -

قدیم مذاھب میں یہود و نصاری کا فرقہ مدت سے اسلام کا حریف مقابل رھچکا ھے اسلیے معتزلہ نے اونکي مذھبي کتابوں کا کافي مطالعہ کیا تھا - ابراھیم بن سیار نظام نے توراۃ و انجیل اور زبور کو مع شروح و تفاسیر کے ازبر یاد کرلیا تھا - واصل بن عطاء نے فرقہ مانویہ کے رد میں ایک مستقل کتاب لکھي تھي جو عموماً پڑھي پڑھائي جاتي تھي - ابو یعقوب نے مخالفین اسلام کے رد میں مختلف کتابیں تصنیف کیں ' ابو علي نے اسي غرض سے علم نجوم میں مہارت حاصل کي اور منجمین کے رد میں ایک کتاب لکھي -

لیکن معتزلہ نے سب سے زیادہ ملاحدہ و دھریہ کي طرف توجہ کي - ملاحدہ میں ایک شخص ابن الراوندي تھا جسکا پورا نام ابوالحسین احمد بن یحیی ھے - وہ بعض ذاتي اغراض سے ملحد ھوگیا اور الحاد کي تائید میں متعدد کتابیں لکھیں - ایک کتاب خود قرآن حکیم کے رد میں لکھي تھي جسکا نام واسغ تھا ' ایک کتاب میں موحدین کا رد کیا تھا ' ایک کتاب تمام انبیاء کے رد میں تصنیف کي تھي جسکا نام فرید تھا ' ایک کتاب معتزلہ کي ھجو میں بھي لکھي تھي - وہ نہایت تنگدست تھا ' اور غالباً شکم پروري ھي کي غرض سے ملحد ھوگیا تھا ' اسلیے دوسرے مذاھب کي تائید میں بھي معاوضہ لیکر اُجرتي کتابیں لکھدیا کرتا تھا - بعض کتابوں میں یہود و نصاری اور ثنویہ اور ارباب تعطیل کے مذاھب باطلہ کي تائید کي تھي -

معتزلہ نے اس فتنہ کے دبانے کیلیے ھر قسم کي کوششیں کیں ' پہلے بادشاہ کو اوسکے قتل پر آمادہ کیا ' لیکن ابن راوندي نے بھاگ کر کوفہ کے ایک یہودي کے دامن میں پناہ لي اور وھیں مرگیا ' اوسکے بعد اُسکي تصنیفات کے رد میں معتزلہ کي مجموعي طاقت نے حصہ لیا - فضائح المعتزلہ کا رد ابوالحسین نے کیا جسکا نام الانتقض والانتصار ھے - کتاب الفرید کي تغلیط ابو ھاشم نے کي ' شیخ ابو علي ابوالحسین خیاط اور زبیري نے اوسکے رد میں بکثرت کتابیں لکھیں - ابو بکر محمد بن ابراھیم نے اوسکي چاروں کتابوں کا رد کیا -

لیکن ان مذھبي سرگرمیوں میں قلم سے زیادہ معتزلہ نے زبان سے کام لیا - تمدني ترقیوں نے بغداد کو ھر فرقہ ' ھر مذھب ' اور ھر گروہ کا مرکز بنا دیا تھا ' اسلیے بغداد کے اندر دجلہ کي لہروں کے ساتھہ مختلف عقائد اور مختلف خیالات کا تلاطم بھي برپا رھتا تھا - خلفاے عباسیہ کي علمي بے تعصبي نے ھر گروہ کو اظہار خیالات کا نہایت فیاضانہ موقع دیا تھا ' اس آزادي سے یہودي ' سوفسطائی ' ثنوی ' مجوسي ' سب کے سب یکساں فائدہ اوٹھاتے تھے - خیالات کے اس تراکم اور زبان کي اس آزادي نے مناظرہ کا ایک اکھاڑا قائم کردیا ' خلفاے بنو عباس کے دربار میں اگرچہ دوسرے سامان آرائش کے ساتھہ ' فقہاء ' محدثین ' اور ادباء کا گلدستہ بھي سجایا جاتا تھا ' لیکن اس دنگل کے مرد میدان صرف معتزلہ ھي ھوسکتے تھے -

لیکن اون مناظروں میں اس زمانہ کي طرح محض علمي زور آزمائیاں نہیں ھوتي تھیں ' بلکہ وہ اشاعت اسلام کا سب سے بڑا ذریعہ تھے ' اور اسي غرض سے معتزلہ نے اوس کو اپني علمي طاقت کا جولانگاہ بنایا تھا - ایک مرتبہ فرقہ سمنیہ کے ایک شخص نے جہم بن صفوان معتزلي سے پوچھا : " کیا کوئي چیز حواس خمسہ کے ادراک سے باھر بھي ھے ؟ " جہم نے کہا " نہیں " اوس نے پھر پوچھا : " تم نے اپنے خدا کو کس حاسہ کے ذریعہ سے پہچانا ؟ " جہم بند ھوگیا ' لیکن اوس نے واصل بن عطاء سے بذریعہ خط و کتابت کے جواب دریافت کیا ' واصل نے جواب دیا کہ " حواس خمسہ کے علاوہ ایک چیز عقل اور حجت بھي ھے ' زندہ اور مردہ میں عقل ھي کے ذریعہ سے تفریق کي جاسکتي ھے ' ھوشیار اور دیوانے کو دلیل ھي کے ذریعہ پہچانا جاتا ھے " جہم نے اوسکو یہي جواب دیا ' معترض نے کہا " یہ سچ ھے ' لیکن یہ کسي دوسرے کي بتائي ھوئي بات معلوم ھوتي ھے " جہم نے اسکا اعتراف کیا ' چنانچہ معترض

انکار برابر قائم رہا - اسکے بعد ایک تاجر نے ایک نگینہ کھدوایا اور دس درہم اُجرت دي - ابومسلم نے ان درہموں کو گھر میں لاکر عورتوں کے سامنے پھینک دیا ' اور کہا : " میں دس سال سے متصل یہ کوشش کررہا ہوں کہ تمکو مال حرام نہ کھلاؤں "

آزادي کے ساتھہ اپنے مذھبي عقائد کا اظہار کرسکتا تھا ' اور عموماً بحث و مناظرہ کا بازار گرم رھتا تھا - یہ میدان معتزلہ کي علمي خدمات کا بہترین جولانگاہ بنا -

قدیم مذاھب میں یہود و نصاری کا فرقہ مدت سے اسلام کا حریف مقابل رہچکا ھے اسلیے معتزلہ نے اونکي مذھبي کتابوں کا

کافي مطالعہ کیا تھا - ابراھیم بن سیار نظام نے توراۃ و انجیل اور زبور کو مع شروح و تفاسیر کے ازبر یاد کرلیا تھا - واصل بن عطاء نے فرقہ مانویہ کے رد میں ایک مستقل کتاب لکھي تھي جو عموماً پڑھي پڑھائي جاتي تھي - ابو یعقوب نے مخالفین اسلام کے رد میں ... علي نے اسي غرض سے علم نجوم کے رد میں ایک کتاب لکھي -

... ملاحدہ و دھریہ کي طرف توجہ ... الراوندي تھا جسکا پورا نام ... ذاتي اغراض سے ملحد ہوگیا ... لکھیں - ایک کتاب خود قرآن ... واسع تھا ' ایک کتاب میں ... انبیاء کے رد میں تصنیف کي تھي ... ھجو میں بھي لکھي تھي - وہ ... وري ھي کي غرض سے ملحد ... تائید میں بھي معاوضہ لیکر ... کتابوں میں یہود و نصاری اور ... اطلہ کي تائید کي تھي -

... ہر قسم کي کوششیں کیں ' لیکن ابن راوندي نے بھاگ کر ... پناہ لي اور وھیں مرگیا ' اوسکے ... معتزلہ کي مجموعي طاقت نے ... حسین نے کیا جسکا نام النقض ... ابو ھاشم نے کي ' شیخ ابوعلي ... رد میں بکثرت کتابیں لکھیں - ... چاروں کتابوں کا رد کیا -

... قلم سے زیادہ معتزلہ نے زبان ... ھر فرقہ ' ھر مذھب ' اور ھر گروہ ... اندر دجلہ کي لہروں کے ساتھہ ... الات کا تلاطم بھي برپا رھتا تھا - ... نے ھر گروہ کو اظہار خیالات ... آزادي سے یہودي ' سوفسطائی ' ... فائدہ اوٹھاتے تھے - خیالات ... ي نے مناظرہ کا ایک اکھاڑا ... بار میں اگرچہ دوسرے سامان ... ور ادباء کا گلدستہ بھي سجایا ... میدان صرف معتزلہ ھي

... مانہ کي طرح محض علمي ... وہ اشاعت اسلام کا سب سے ... نے اوس کو اپني علمي ... ہ فرقہ سمنیہ کے ایک شخص ... کیا کوئي چیز حواس خمسہ کے ... ا " نہیں " اوس نے پھر پوچھا : ... ذریعہ سے پہچانا ؟ " جھم بند ھوگیا '

لیکن اوس نے واصل بن عطاء سے بذریعہ خط و کتابت کے جواب دریافت کیا ' واصل نے جواب دیا کہ " حواس خمسہ کے علاوہ ایک چیز عقل اور حجت بھي ھے ' زندہ اور مردہ میں عقل ھي کے ذریعہ سے تفریق کي جاسکتي ھے ' ھوشیار اور دیوانے کو دلیل ھي کے ذریعہ پہچانا جاتا ھے " جھم نے اوسکو یہي جواب دیا ' متعرض نے کہا " یہ سچ ھے ' لیکن یہ کسي دوسرے کي بتائي ھوئي بات معلوم ھوتي ھے " جھم نے اسکا اعتراف کیا ' چنانچہ معترض

باب قاف فصل ت ج ح ۳۲۷ لغات سروری

توفیق - موافق کرنا برابر کرنا کسي اوپر مقدار ہر ایک چیز کی
توافق - یکجا ہونا موافق ہونا درست ہونا -
توفق - یکسان ہونا ایکسا ہونا -
توثیق - محکم و استوار کرنا مضبوط کرنا
توق - آرزو مندی و غلبہ شہوت و ترقی حرص -

تا با یا

تیق - بدخو و بدمزاج و بدگو و بدکلام آدمی

چوتھی فصل

ادن لغات کے بیان مین جن کے اول حرف جیم اور آخیر مین قاف ہے

جیم با الف

جاثلیق - رئیس ترسایان یعنی قوم نصارا کا سرگروہ
جابلقا ... چھوٹا شہر اور چھوٹا سرا ...
جاق - سالم و تندرست و صحیح الجسم

جیم با فاء

جفنۃ طاق - کنایۃ ابرو یعنے انسان کی بھوین

جیم با قاف

جق بق - شور و غوغا و گفتگو لاحاصل یعنی بک بک -
جقا جاق - آواز تیغ یعنے تلوار کی آواز
جقماق - وہ لوہا جو پتھر مار کر آگ نکالتے ہین
جق - دھانی ذرہ بونے کی جو چار گوشہ بنی ہوئی ہوتی ہے

جیم با لام

جلق - مشت مارنا و دخل سے ادل انزال کرنا یہ لفظ زلق کے لفظ سے بدل ہوا ہے -

جیم با میم

جماق - گرز آہنی ... پہلو دو دستی سطر ...

دار ہو کنایۃ آلہ تناسل -

جیم با واو

جوزق - دوده کپاس کا جس مین روئی ہوتی ہے
جوق - فوج و گروہ و مجمع و ہجوم لشکر کا

پانچوین فصل

ادن لغات کے بیان مین جن کے اول حرف حا اور آخیر مین قاف ہے

حا با الف

حاق - میانہ ہر چیز کا اوسط ہر چیز کا -
حاذق - زیرک و دانا و عقلمند و ہوشیار و حکیم ماہر

حا با دال

حدق - گرد کرنا اور دورہ اور گولائش ہر چیز کی
حدق - سیاہی آنکھون کی اور یاد نجان ... جو ... مشہور ترکاری ہے -
حدائق - باغہای پر درخت جسکے گرد دیوار ...

حا با ذال

حذاق - دانا و زیرک و عقلمند -

حا با را

حراق - سوختہ جسپر چقماق سے آگ ... اوس مین آگ سرایت کرجاتی ہے
حراق - بہت جلانی والا جسکی گرمی سے دوسری چیز جل اوٹھے -
حریق - سوزش اور جلا ہوا اور آگ شعلہ زن مجازاً دوزخ
حروق - ایدھن یعنی سامان آگ جلانے کا -
حرق - جلنا آگ سے -

اس واقعہ سے زیادہ واضح اور زیادہ روشن حضرت عمر کا وہ خطبہ ہے جسمیں اونہوں نے خلیفہ اور عام اهل ملک کے حقوق مالی کا ذکر کیا ہے :

انما انا و ما لکم کولی الیتیم ان استغنیت استعففت ' و ان افتقرت اکلت بالمعروف ' لکم علی ایها الناس خصال فخذوني بها ' لکم علی ان لا اجتبي شیئاً من خراجکم و لا مما افاء الله علیکم الا من وجهه ' ولکم علی اذا وقع في یدي ان لا یخرج مني الا في حقه ' ولکم علی ان ازید في اعطیا تکم (کتاب الخراج ابو یوسف - ص٦٧)

تمہارے مال کي اور میري مثال ایک یتیم کے مربي کیطرح ہے ' اگر میں مستغني هونگا تو کچهه نه لونگا اور اگر محتاج هونگا تو حسب دستور کچهه کهانیکو لے لونگا - لوگو ! مجهپر تمہارے چند حقوق هیں جنکا تمکو مجهسے مطالبه کرنا چاهیے - مجهپر تمہارا حق ہے که ملک کا خراج اور مال غنیمت بیجا طور سے جمع نکروں ' مجهپر تمہارا حق ہے که جب میرے هاتهه تمہارا خراج و غنیمت آئے تو میرے هاتهه سے بیجا طور سے نه نکلے ' مجهپر تمہارا حق ہے که میں تمہارے وظائف میں اضافه کروں -

الله الله ! آج رعایا گورنمنٹوں سے اپنا حق مانگتي ہے اور نہیں ملتا ' اور ایک زمانے میں مسلمانوں کو عادت دلائي گئي تهي که اگر وہ اپنا حق مانگنا بهول جائیں تو خود پادشاہ وقت انکو یاد دلائے که تمہیں مجهسے مطالبه کرنا چاهیے !!

حضرت عثمان رضي الله عنه کا بهي خود اپنے متعلق یہي طرز عمل تها ' آخر ایام میں جب بعض اعزہ کے متعلق طرفداري کا میلان ان سے ظاهر هوا تو فوراً مسلمانوں کي ایک بڑي جماعت انکي طرف سے مشتبه هوگئي - حضرت علي علیه السلام کا بهي بشدت اسي پر عمل تها - عبد الله بن زمعه نے جب ان سے بلا استحقاق کچهه طلب کیا تو فرمایا :

ان هذا المال لیس لي و لك و انما هو فيء للمسلمین !

یه مال نه میرا ہے اور نه تیرا ' یه عام مسلمانوں کي آمدني ہے -

(نهج البلاغة ص - ٩ ٤٨)

ولید بن عبد الملک دمشق میں جب بے انتہا مصارف سے جامع مسجد بنوا رہا تها تو مسلمانوں نے فوراً اعتراضات کیے که بیت المال کا اسقدر روپیه کیوں بیکار صرف کیا جا رہا ہے ؟ حضرت عمر بن عبد العزیز سلطنت کے کاغذات دیکهنے کیلیے ایک خاص چراغ رکهتے تهے جسمیں بیت المال کا تیل ڈالا جاتا تها ' اور اپنے ذاتي مطالعه کیلیے دوسرا چراغ رکهتے تهے جسمیں اپني ذاتي تنخواہ سے تیل ڈالتے تهے -

کیا ان واقعات کے بعد بهي اسمیں شبه هوسکتا ہے که حکومت اسلامیه کا نظام دستوري یا جمهوري نه تها ؟ کیا اس سے بہتر مثال حکومت عامه کي کوئي قوم پیش کرسکتي ہے ؟ کیا تاریخ ماضي کے خزانه میں اس سے بہتر کوئي نظیر موجود ہے ' اور مستقبل کو اس سے بہتر نمونه مل سکتا ہے ؟

یه تو مسلمانوں کي حکومة ماضیه کا افسانه تها جو اونکي مذهبي تعلیمات کي سطح پر ٹهیک تیرہ سو برس هوے که قائم هوئي تهي ' لیکن آج مسلمانوں نے اگر زندگي حاصل کي ہے ' اگر مذهبي احساس اونمیں پهر پیدا هوگیا ہے ' اگر جوهر و روح اسلام کے وہ پهر طالب هیں ' تو دین کے بعد اونکي سب سے پہلي کوشش دنیا کي صحیح سیاست کیلیے هوني چاهیے ' کیونکه اسلام نے دین اور سیاست کو الگ الگ نہیں رکها ہے - وہ ایک هي حقیقت شرعي ہے - قران حکیم نے ' احادیث نے ' تاریخ اسلام نے ' همکو جس طرز سیاست کي آب و هوا میں زندہ رکهنا چاها ہے ' اوسي میں همارے لیے زندگي ہے ' اور اوسکے بغیر موت ہے -

تاریخ و عبر

تاریخ معتزلہ کا ایک ورق

نظائر و امثال

(٢)

معتزله میں اگرچه دعوة حق کي آخري منزل شہادت سے گذر جانیکا فخر صرف غیلان دمشقي هي کو حاصل هوا ' تاهم احتساب کي وہ خصوصیت جو کسي گروہ کو سلاطین سے بے نیاز ' جاہ پرستي سے متنفر ' مناصب دنیا سے بیزار کردیتي ہے ' اس فرقه کے هر فرد میں نمایاں طور پر نظر آتي ہے -

محمد بن اسمعیل عسکري کي بے نیازي کا یه عالم تها که ایک بار بادشاہ وقت نے اونکے پاس خط بهیجا - سلاطین کے خطوط دنیادار اشخاص کي تاریخ زندگي کا روشن صفحه هوتے هیں - لیکن اوس نے نہایت بے پروائي سے کہا : " میں ذرہ هاے خاک کے برابر بهي اس خط کي وقعت نہیں کرتا " -

جعفر بن بشر اگرچه اس عسرت کے ساتهه زندگي بسر کرتا تها که وہ مستحقین زکوة میں داخل هوگیا تها ' تاهم جب اوس کو ایک بادشاہ نے دس هزار درهم کا عطیه دینا چاها ' تو اوس نے صاف انکار کردیا ' البته ایک دوست کے دو درهم قبول کر لیے - لوگوں نے اسکي وجه پوچهي - اوس نے کہا : " جن لوگوں کو دس هزار کي ضرورت ہے ' وہ مجهه سے زیادہ اوسکے مستحق تهے - میري ضروریات کیلیے یه دو درهم کافي هیں "

ابوبکر محمد بن ابراهیم کو ایک بادشاہ نے عطیه لینے پر اسقدر مجبور کیا که اوسکے ناخنوں میں کیلیں ٹهوکوادیں - با اینهمه اوس نے قبول نہیں کیا -

صله و عطیه هي کي خصوصیت نه تهي ' بلکه علماے حق کو هر اوس چیز سے احتراز تها جو سلاطین و امراء کي طرف منسوب هوتي تهي - ابو عبد الله حسین بن علي کي فاقه مستي اس درجه تک پہنچ گئي تهي که ایک مرتبه ابو الحسن ازرق اوسکے پاس آیا - دیکها تو وہ تصنیف و تالیف میں مصروف تها - ابو الحسن نے حجرے میں پاني ڈهونڈها تو نہیں ملا ' ادهر اودهر نگاہ دوڑائي ' کهانے پینے کي کوئي چیز نظر نہیں آئي ' اوس نے تعجب کے ساتهه پوچها : " آپ اس فاقه مستي میں کیونکر تصنیف و تالیف کرتے هیں ؟ " حسین بن علي نے کہا : " اگر میں مشاغل علمیه کو چهوڑ دوں تو کیا سامان معاش فراهم هوجائیگا ؟ " ابو الحسن نے کہا " نہیں " حسین بن علي نے کہا " تو پهر وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ ؟ تصنیف و تالیف میں مصروف رهنا هي بہتر ہے "

لیکن با اینهمه اسکے زهد کي یه کیفیت تهي که عضد الدوله اوسکے لیے خوان شاهي سے طعام خاصه بهیجتا تها اور وہ اوس میں سے ایک لقمه بهي منهه میں نہیں ڈالتا تها -

ابو مسلم نقاش ایک معتزلي تها جو نگینه پر نام کهودا کرتا تها - ایک مرتبه ایک امیر کا خادم ایک نگینه لیکر آیا ' اوس نے نام کهودنے سے انکار کردیا - خادم نے کہا : " اگر اجرت کم ہے تو میں اس سے زیادہ دیسکتا هوں " چنانچه اوس نے سو دینار تک اجرت دینا چاهي ' لیکن ابو مسلم نے منظور نہیں کیا - یہاں تک که گهر میں سے اسکي عورتوں نے پکارا : " تنگدستي سے هم سب کا برا حال هورها ہے ' اس رقم سے انکار کردینا کسي طرح مناسب نہیں " لیکن اوسکا

اس واقعہ سے زیادہ واضح اور زیادہ روشن حضرت عمر کا وہ خطبہ ہے جسمیں اونہوں نے خلیفہ اور عام اہل ملک کے حقوق مالی کا ذکر کیا ہے :

انما انا وما لكم كولي اليتيم ان استغنيت استعففت ' و ان افتقرت اكلت بالمعروف ' لكم علي ايها الناس خصال فخذوني بها ' لكم علي ان لا اجتبي شيئاً من خراجكم و لا مما افاء الله عليكم الا من وجهه ' ولكم علي اذا وقع في يدي ان لا يخرج مني الا في حقه ' ولكم علي ان ازيد في اعطياتكم (كتاب الخراج ابو يوسف - ص۶۷)	تمہارے مال کی اور میری مثال ایک یتیم کے مربی کیطرح ہے ' اگر میں مستغنی ہونگا تو کچھہ نہ لونگا اور اگر محتاج ہونگا تو حسب دستور کچھہ کھانیکو لے لونگا - لوگو ! مجھپر تمہارے چند حقوق ہیں جنکا تمکو مجھسے مطالبہ کرنا چاہیے - مجھپر تمہارا حق ہے کہ ملک کا خراج اور مال غنیمت بیجا طور سے جمع نکروں ' مجھپر تمہارا حق ہے کہ جب میرے ہاتھہ تمہارا خراج و غنیمت آئے تو میرے ہاتھہ سے بیجا طور سے نہ نکلے ' مجھپر تمہارا حق ہے کہ میں تمہارے وظائف میں اضافہ کروں -

اللہ اللہ ! آج رعایا گورنمنٹوں سے اپنا حق مانگتی ہے اور نہیں ملتا ' اور ایک زمانے میں مسلمانوں کو عادت دلائی گئی تھی کہ اگر وہ اپنا حق مانگنا بھول جائیں تو خود بادشاہ وقت انکو یاد دلائے کہ تمہیں مجھسے مطالبہ کرنا چاہیے !!

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بھی خود اپنے متعلق یہی طرز عمل تھا ' آخر ایام میں جب بعض اعزہ کے متعلق طرفداری کا میلان ان سے ظاہر ہوا تو فوراً مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت انکی طرف سے مشتبہ ہوگئی - حضرت علی علیہ السلام کا بھی بشدت اسی پر عمل تھا - عبد اللہ بن زمعہ نے جب ان سے بلا استحقاق کچھہ طلب کیا تو فرمایا :

ان هذا المال ليس لي و لك	یہ مال نہ میرا ہے اور نہ تیرا ' یہ
و انما هو فيء للمسلمين !	عام مسلمانوں کی آمدنی ہے

(نہج البلاغۃ ص- ۹ ۴۸)

ولید بن عبد الملک دمشق میں جب بے انتہا مصارف سے جامع مسجد بنوا رہا تھا تو مسلمانوں نے فوراً اعتراضات کیے کہ بیت المال کا اسقدر روپیہ کیوں بیکار صرف کیا جا رہا ہے ؟ حضرت عمر بن عبد العزیز سلطنت کے کاغذات دیکھنے کیلیے ایک خاص چراغ رکھتے تھے جسمیں بیت المال کا تیل ڈالا جاتا تھا ' اور اپنے ذاتی مطالعہ کیلیے دوسرا چراغ رکھتے تھے جسمیں اپنی ذاتی تنخواہ سے تیل ڈالتے تھے -

کیا ان واقعات کے بعد بھی اسمیں شبہ ہوسکتا ہے کہ حکومت اسلامیہ کا نظام دستوری یا جمہوری نہ تھا ؟ کیا اس سے بہتر مثال حکومت عامہ کی کوئی قوم پیش کرسکتی ہے ؟ کیا تاریخ ماضی کے خزانہ میں اس سے بہتر کوئی نظیر موجود ہے ' اور مستقبل کو اس سے بہتر نمونہ مل سکتا ہے ؟

یہ تو مسلمانوں کی حکومۃ ماضیہ کا افسانہ تھا جو اونکی مذہبی تعلیمات کی سطح پر ٹھیک تیرہ سو برس ہوے کہ قائم ہوئی تھی ' لیکن آج مسلمانوں نے اگر زندگی حاصل کی ہے ' اگر مذہبی احساس آونمیں پھر پیدا ہوگیا ہے ' اگر جوہر و روح اسلام کے وہ پھر طالب ہیں ' تو دین کے بعد اونکی سب سے پہلی کوشش دنیا کی صحیح سیاست کیلیے ہونی چاہیے ' کیونکہ اسلام نے دین اور سیاست کو الگ الگ نہیں رکھا ہے - وہ ایک ہی حقیقت شرعی ہے - قرآن حکیم نے ' احادیث نے ' تاریخ اسلام نے ' ہمکو جس طرز سیاست کی آب و ہوا میں زندہ رکھنا چاہا ہے ' اوسی میں ہمارے لیے زندگی ہے ' اور اوسکے بغیر موت ہے -

تاریخ و عبر

تاریخ معتزلہ کا ایک ورق

نظائر و امثال

(۲)

معتزلہ میں اگرچہ دعوۃ حق کی آخری منزل شہادت سے گذر جانیکا فخر صرف غیلان دمشقی ہی کو حاصل ہوا ' تاہم احتساب کی وہ خصوصیت جو کسی گروہ کو سلاطین سے بے نیاز ' جاہ پرستی سے متنفر ' مناصب دنیا سے بیزار کردیتی ہے ' اس فرقہ کے ہر فرد میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے -

محمد بن اسمعیل عسکری کی بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ ایک بار بادشاہ وقت نے اونکے پاس خط بھیجا - سلاطین کے خطوط دنیادار اشخاص کی تاریخ زندگی کا روشن صفحہ ہوتے ہیں - لیکن اوس نے نہایت بے پروائی سے کہا : " میں ذرہ ہاے خاک کے برابر بھی اس خط کی وقعت نہیں کرتا " -

جعفر بن بشر اگرچہ اس عسرت کے ساتھہ زندگی بسر کرتا تھا کہ وہ مستحقین زکوۃ میں داخل ہوگیا تھا ' تاہم جب اوس کو ایک بادشاہ نے دس ہزار درہم کا عطیہ دینا چاہا ' تو اوس نے صاف انکار کردیا ' البتہ ایک دوست کے دو درہم قبول کر لیے - لوگوں نے اسکی وجہ پوچھی - اوس نے کہا : " جن لوگوں کو دس ہزار کی ضرورت ہے ' وہ مجھہ سے زیادہ اوسکے مستحق تھے - میری ضروریات کیلیے یہ دو درہم کافی ہیں "

ابوبکر محمد بن ابراہیم کو ایک بادشاہ نے عطیہ لینے پر اسقدر مجبور کیا کہ اوسکے ناخنوں میں کیلیں ٹھوکوادیں - با اینہمہ اوس نے قبول نہیں کیا -

صلہ و عطیہ ہی کی خصوصیت نہ تھی ' بلکہ علماے حق کو ہر اوس چیز سے احتراز تھا جو سلاطین و امراء کی طرف منسوب ہوتی تھی - ابو عبد اللہ حسین بن علی کی فاقہ مستی اس درجہ تک پہنچ گئی تھی کہ ایک مرتبہ ابو الحسن ازرق اوسکے پاس آیا - دیکھا تو وہ تصنیف و تالیف میں مصروف تھا - ابو الحسن نے حجرے میں پانی ڈھونڈھا تو نہیں ملا ' ادھر ادھر نگاہ دوڑائی ' کھانے پینے کی کوئی چیز نظر نہیں آئی ' اوس نے تعجب کے ساتھہ پوچھا : " آپ اس فاقہ مستی میں کیونکر تصنیف و تالیف کرتے ہیں ؟ " حسین بن علی نے کہا : " اگر میں مشاغل علمیہ کو چھوڑ دوں تو کیا سامان معاش فراہم ہوجائیگا ؟ " ابو الحسن نے کہا " نہیں " حسین بن علی نے کہا " تو پھر وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ ؟ تصنیف و تالیف میں مصروف رہنا ہی بہتر ہے "

لیکن با اینہمہ اُسکے زہد کی یہ کیفیت تھی کہ عضد الدولہ اوسکے لیے خوان شاہی سے طعام خاصہ بھیجتا تھا اور وہ اوس میں سے ایک لقمہ بھی منہہ میں نہیں ڈالتا تھا -

ابو مسلم نقاش ایک معتزلی تھا جو نگینہ پر نام کھودا کرتا تھا - ایک مرتبہ ایک امیر کا خادم ایک نگینہ لیکر آیا ' اوس نے نام کھودنے سے انکار کردیا - خادم نے کہا : " اگر اجرت کم ہے تو میں اس سے زیادہ دیسکتا ہوں " چنانچہ اوس نے سو دینار تک اجرت دینا چاہی ' لیکن ابو مسلم نے منظور نہیں کیا - یہاں تک کہ گھر میں سے اُسکی عورتوں نے پکارا : " تنگدستی سے ہم سب کا برا حال ہورہا ہے ' اس رقم سے انکار کردینا کسی طرح مناسب نہیں " لیکن اوسکا

انکار برابر قائم رها - اسکے بعد ایک تاجر نے ایک نگینه کهدوایا اور دس درهم اُجرت دي - ابومسلم نے ان درهموں کو گهر میں لاکر عورتوں کے سامنے پهینک دیا ' اور کها : " میں دس سال سے متصل یه کوشش کررها هوں که تمکو مال حرام نه کهلاؤں "

جعفر بن حرب کا باپ پادشاه کے درباریوں میں تها ' اسلیے وه اپني دولت اور جائداد کو همیشه مشتبه نگاه سے دیکهتا تها - چنانچه آخر عمر میں تمام مال و دولت چهوڑ کر برهنه تن گهر سے نکل گیا ' اور ستر پوشي کیلیے ایک تالاب میں جاکر بیٹهه گیا - اسي حالت میں ایک دوست کي نگاه پڑگئي ' اوس نے ایک کرته پهنا کر تالاب سے باهر نکالا -

عیسي بن صبیح نے بهي اسي اشتباه کي بنا پر مرنے سے پہلے اپني تمام دولت لٹادي -

محدثین کرام کي سب سے نمایاں خصوصیت یه هے که وه علم و مذهب کي خدمت پر کسي سے ایک حبه معاوضه لینا پسند نهیں کرتے تهے - تاریخ معتزله میں بهي اس خصوصیت کے نظائر بکثرت ملتے هیں - جعفر بن مشیر نهایت فقیرانه زندگي بسر کرتا تها - ایک بار اوس نے خطبه نکاح پڑها ' اور ایک تاجر اوسکي طلاقت لساني پر فریفته هوگیا - وه فوراً اپنے گهر گیا اور پانسو اشرفیاں جعفر بن مشیر کے یهاں بهجوادیں - لیکن جعفر نے اونکو واپس کردیا - لوگوں نے کها : " آپ بادشاهوں کے عطیه کو تو واپس هي کردیتے تهے لیکن یه تو تاجر کا مال هے ' اور اوس نے اپنے هاتهه سے کمایا هے " جعفر نے کها : " هاں لیکن میں اپني خوش بیاني پر معاوضه لینا نهیں چاهتا "

معتزله اگرچه زهد و قناعت کي بنا پر تعلقات سلطنت سے همیشه احتراز کرتے تهے ' یهاں تک که ابوالقاسم عبید الله بن احمد کو ایک مرتبه اُمور سلطنت سے کچهه تعلق پیدا هوگیا تو آخر میں اُنهوں نے اس سے توبه کي ' لیکن اگر یه گروه نظام سلطنت کا جزو بنایا جاتا ' تو همیشه کیلیے ظلم کي بنیاد متزلزل هوجاتي ' اور عدل و انصاف کا مناره دوباره قائم هوجاتا - عمال کے مظالم کا سب سے بڑا سبب حرص و هوا هے جو خزانه شاهي سے زیاده اون کے جیب و دامن کو بهرتي رهتي هے - لیکن علماء حق مال و دولت سے بالکل بے نیاز تهے ' اسلیے وه ان مناصب پر فائز هوکر احتساب کے غرض کو پوري قوت و نفوذ کے ساتهه ادا کرسکتے تهے - واثق بالله کے زمانے میں جب تحصیلداروں کا ظلم حد سے گذر گیا تو اوس نے حکم دیا که تمام عهده داروں کي نگراني کیلیے صیغه مال میں صرف فرقه معتزله هي کے لوگ منتخب کیے جائیں - چنانچه قاضي ابن ابي داؤد نے ابویعقوب شحام کا انتخاب کیا ' اور فضل بن مروان کي نگراني کي خدمت اوسکو تفویض کي - نتیجه یه هوا که فضل کا جو هاتهه رعایا کي هر چیز کي طرف بے روک ٹوک بڑهتا تها ' اب احتساب کي سخت زنجیروں میں جکڑ گیا ' اور اوسکي مطلق العناني دفعتاً جاتي رهي -

(معتزله کي علمي زندگي)

اسلام نے جو آزادي فکر اور حریت اظهار تمام غیر مذاهب کو بخشي تهي ' اسکو مسلمانوں کي علمي ترقي ' اور خلفاے عباسیه کي بے تعصبي نے اور زیاده ترقي دیدي تهي - اسلیے هر فرقه نهایت آزادي کے ساتهه اپنے مذهبي عقائد کا اظهار کرسکتا تها ' اور عموماً بحث و مناظره کا بازار گرم رهتا تها - یه میدان معتزله کي علمي خدمات کا بهترین جولانگاه بنا -

قدیم مذاهب میں یهود و نصاری کا فرقه مدت سے اسلام کا حریف مقابل رهچکا هے اسلیے معتزله نے اونکي مذهبي کتابوں کا کافي مطالعه کیا تها - ابراهیم بن سیار نظام نے توراة و انجیل اور زبور کو مع شروح و تفاسیر کے ازبر یاد کرلیا تها - واصل بن عطاء نے فرقه مانویه کے رد میں ایک مستقل کتاب لکهي تهي جو عموماً پڑهي پڑهائي جاتي تهي - ابو یعقوب نے مخالفین اسلام کے رد میں مختلف کتابیں تصنیف کیں ' ابو علي نے اسي غرض سے علم نجوم میں مهارت حاصل کي اور منجمین کے رد میں ایک کتاب لکهي -

لیکن معتزله نے سب سے زیاده ملاحده و دهریه کي طرف توجه کي - ملاحده میں ایک شخص ابن الراوندي تها جسکا پورا نام ابو الحسین احمد بن یحیی هے - وه بعض ذاتي اغراض سے ملحد هوگیا اور الحاد کي تائید میں متعدد کتابیں لکهیں - ایک کتاب خود قرآن حکیم کے رد میں لکهي تهي جسکا نام واسغ تها ' ایک کتاب میں موحدین کا رد کیا تها ' ایک کتاب تمام انبیاء کے رد میں تصنیف کي تهي جسکا نام فرید تها ' ایک کتاب معتزله کي هجو میں بهي لکهي تهي - وه نهایت تنگدست تها ' اور غالباً شکم پروري هي کي غرض سے ملحد هوگیا تها ' اسلیے دوسرے مذاهب کي تائید میں بهي معاوضه لیکر اُجرتي کتابیں لکهدیا کرتا تها - بعض کتابوں میں یهود و نصاری اور ثنویه اور ارباب تعطیل کے مذاهب باطله کي تائید کي تهي -

معتزله نے اس فتنه کے دبانے کیلیے هر قسم کي کوششیں کیں ' پہلے بادشاه کو اوسکے قتل پر آماده کیا ' لیکن ابن راوندي نے بهاگ کر کوفه کے ایک یهودي کے دامن میں پناه لي اور وهیں مرگیا ' اوسکے بعد اُسکي تصنیفات کے رد میں معتزله کي مجموعي طاقت نے حصه لیا - فضائح المعتزله کا رد ابو الحسین نے کیا جسکا نام النقض والانتصار هے - کتاب الفرید کي تغلیط ابو هاشم نے کي ' شیخ ابو علي ابو الحسین خیاط اور زبیري نے اوسکے رد میں بکثرت کتابیں لکهیں - ابو بکر محمد بن ابراهیم نے اوسکي چار کتابوں کا رد کیا -

لیکن ان مذهبي سرگرمیوں میں قلم سے زیاده معتزله نے زبان سے کام لیا - تمدني ترقیوں نے بغداد کو هر فرقه ' هر مذهب ' اور هر گروه کا مرکز بنا دیا تها ' اسلیے بغداد کے اندر دجله کي لهروں کے ساتهه مختلف عقائد اور مختلف خیالات کا تلاطم بهي برپا رهتا تها - خلفاے عباسیه کي علمي بے تعصبي نے هر گروه کو اظهار خیالات کا نهایت فیاضانه موقع دیا تها ' اس آزادي سے یهودي ' سوفسطای ' ثنوی ' مجوسي ' سب کے سب یکساں فائده اوٹهاتے تهے - خیالات کے اس تراکم اور زبان کي اس آزادي نے مناظره کا ایک اکهاڑا قائم کردیا ' خلفاے بنو عباس کے دربار میں اگرچه دوسرے سامان آرائش کے ساتهه ' فقهاء ' محدثین ' اور ادباء کا گلدسته بهي سجایا جاتا تها ' لیکن اس دنگل کے مرد میدان صرف معتزله هي هوسکتے تهے -

لیکن اون مناظروں میں اس زمانه کي طرح محض علمي زور آزمائیاں نهیں هوتي تهیں ' بلکه وه اشاعت اسلام کا سب سے بڑا ذریعه تهے ' اور اسي غرض سے معتزله نے اوس کو اپني علمي طاقت کا جولانگاه بنایا تها - ایک مرتبه فرقه سمنیه کے ایک شخص نے جهم بن صفوان معتزلي سے پوچها : " کیا کوئي چیز حواس خمسه کے ادراک سے باهر بهي هے؟ " جهم نے کها " نهیں " اوس نے پهر پوچها : " تم نے اپنے خدا کو کس حاسه کے ذریعه سے پہچانا؟ " جهم بند هوگیا ' لیکن اوس نے واصل بن عطاء سے بذریعه خط و کتابت کے جواب دریافت کیا ' واصل نے جواب دیا که " حواس خمسه کے علاوه ایک چیز عقل اور حجت بهي هے ' زنده اور مرده میں عقل هي کے ذریعه سے تفریق کي جاسکتي هے ' هوشیار اور دیوانے کو دلیل هي کے ذریعه پہچانا جاتا هے " جهم نے اوسکو یهي جواب دیا ' معترض نے کها " یه سچ هے ' لیکن یه کسي دوسرے کي بتائي هوئي بات معلوم هوتي هے " جهم نے اسکا اعتراف کیا ' چنانچه معترض

خود واصل کے پاس آیا' اوس سے بالمشافہ بحث کی' اور اس فرقہ کے تمام لوگ مسلمان ہوگئے!

ابو الہذیل علاف سرگروہ معتزلہ کو مناظرہ میں نہایت کمال حاصل تھا' وہ مخالف کو چند فقروں میں بند کردیتا تھا - بالخصوص مجوس اور فرقۂ ثنویہ کے ساتھہ جو مناظرے کیے ہیں' وہ خاص طور پر شہرت رکھتے ہیں - انہی مناظروں کے اثر نے تین ہزار آدمیوں کو اوسکے ہاتھہ پر مشرف باسلام کرایا!

معتزلہ کے مناظروں کا عام اثر اسلیے ہوتا تھا کہ وہ ہر شخص کو عقلی گورکھہ دھندوں میں پھنسانا نہیں چاہتے تھے' بلکہ اکثر سیدھا سادھا جواب دیدیتے تھے' جو معترض کے دل میں اتر جاتا تھا - ایک مرتبہ ابوالہذیل کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: "مجھے قران مجید کی بعض آیتوں میں شبہہ ہے اسکو حل کرنا چاہتا ہوں - لوگوں نے اس غرض کے لیے آپ ہی کا نام بتایا ہے" ابوالہذیل نے پوچھا "آپ کو کیا شبہہ ہے؟" اس نے کہا: "مجھے قران کی بعض آیتیں متناقض اور بعض اصول عربیت کے مخالف معلوم ہوتی ہیں" ابو الہذیل نے کہا "میں ان میں سے ہر ایک کا الگ الگ جواب دوں یا ایک عام تقریر کردوں جو سب کا جواب ہو جاے" اس نے کہا "ایک کلی جواب بہتر ہوگا" ابو الہذیل نے کہا:

"آپکو یہ معلوم ہے کہ آنحضرت شرفاے عرب میں سے تھے' اور انکی زبان مستند مانی جاتی تھی - آپ یہ جانتے ہیں کہ آنحضرت کا شمار عقلاے عرب میں کیا جاتا تھا - آپ سے یہ بھی مخفی نہیں کہ اہل عرب نے آنحضرت سے مناظرے کیے' آپ کو ان کوششوں کا بھی علم ہے جو اہل عرب نے آپ کی تکذیب میں کیں' تو کیا ایک معمولی درجہ کے آدمی کے بہکانے سے آپ انلوگوں کے اقوال کو چھوڑدیتے ہیں جو عربی لغت کے سب سے بڑے ماہر تھے؟ اور جنہوں نے بہت سے مناظروں کے بعد اسلام کو قبول کیا تھا؟"

اس نے اسی وقت کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا -

فن مناظرہ میں سب سے زیادہ ضرورت انتقال ذہنی اور قوت حافظہ کی ہوتی ہے - ابوالہذیل کا حافظہ اس قدر قوی تھا کہ اسنے ایک مجلس مناظرہ کے اندر سات سو عربی اشعار استشہاد میں پیش کیے!

صالح بن عبد القدوس ایک مجوسی تھا اوس نے ایک مرتبہ مناظرہ میں دعوی کیا کہ "عالم ہستی نور و ظلمت کی ترکیب سے پیدا ہوا ہے" ابو الہذیل نے سوال کیا کہ "ان دونوں کے امتزاج سے کوئی تیسری چیز پیدا ہوئی' یا نور و ظلمت کی حقیقت میں کوئی تغیر پیدا ہوا؟" صالح نے کہا "نہیں عالم صرف نور و ظلمت کا نام ہے' امتزاج نے کوئی تیسری چیز نہیں پیدا کی" - ابو الہذیل نے کہا "اصول فلسفہ کی بنا پر دو متضاد عناصر کی ترکیب سے ہمیشہ ایک تیسری حقیقت پیدا ہوتی ہے' اور اگر ترکیب و انضمام سے یہ حقیقت جدیدہ وجود میں نہیں آے تو سمجھنا چاہیے کہ وہ عنصر متضاد نہیں تھے' بلکہ صرف ایک ہی عنصر تھا -"

صالح ساکت ہوگیا -

صالح اور ابوالہذیل میں ہمیشہ مجلس مناظرہ گرم رہتی - ابوالہذیل اوس پر اس قدر غالب آگیا تھا کہ ہنسی مذاق میں بھی اوسکو زیر کردیتا تھا - ایک بار صالح کا ایک صغیر السن بچہ مرگیا' ابو الہذیل اوسکی طرف سے گذرا تو نہایت افسردہ پایا - ابو الہذیل نے کہا "غم کی کیا بات ہے؟ آدمی تو تمہارے نزدیک صرف ایک سبزۂ روئیدہ ہے" اوس نے کہا "مجھے صرف یہ افسوس ہے کہ اوس نے میری کتاب الشکوک نہیں پڑھی" ابو الہذیل نے کہا "کتاب الشکوک کس فن کی کتاب ہے؟"

صالح نے کہا "میںنے ایک کتاب لکھی ہے جسکو پڑہ کر ہر چیز میں شک پیدا ہوجاتا ہے" ابو الہذیل نے کہا "تو پھر اوسکا مرنا بھی مشکوک ہے' اور اس میں بھی شبہہ ہے کہ اوس نے وہ کتاب پڑھی یا نہیں؟"

اسی ظریفانہ طریقہ سے ابو القاسم عبد اللہ بن احمد نے بھی ایک سوفسطائی کو بند کردیا تھا اور اوس نے اپنے عقائد سے توبہ کرلی تھی -

معتزلہ نے فن مناظرہ میں اسقدر شہرت حاصل کی کہ وہ اکثر مناظروں میں حکم مانے جاتے تھے - مسئلہ نسخ شریعت میں ایک شخص نے کسی یہودی سے گفتگو کی اور بات اسقدر بڑھی کہ ابو القاسم معتزلی کو دونوں نے حکم مانا -

رفتہ رفتہ مناظرہ کا ذوق اسقدر عام ہوگیا کہ خود خلفاء نے بھی اوس میں حصہ لیا اور دربار شاہی بھی مجلس مناظرہ بن گیا' لیکن اس بزم کی شمع بھی معتزلہ ہی تھے - ایک مرتبہ مامون الرشید نے ابو الہذیل علاف اور زاذان ثنوی سے مناظرہ کرایا' سوء اتفاق سے جعفر برمکی مجلس مناظرہ میں شریک نہوسکا' لیکن فرط شوق سے خود زاذان کے پاس پہونچا اور اس مناظرہ کے متعلق جو واقعات تھے اوسکی تصدیق کرنی چاہی - زاذان نے کہا "یہ واقعات سچ ہیں' لیکن اسکا کیا علاج کیا جاے کہ تمہارے ہی یہاں مجلس ہوتی ہے' اور تمہارا ہی بادشاہ اوسکا صدر نشین ہوتا ہے"

(ہندوستان میں مجلس مناظرہ)

اب ان مناظروں کی شہرت بغداد سے نکل کر اقصاے ہند تک پہونچی - چنانچہ بادشاہ ہندوستان (سندھہ) نے ہارون الرشید کو کہا کہ "آپ اس قوم کے بادشاہ ہیں جو اپنے مذہب کو صرف تلوار کے ذریعہ سے پھیلانا جانتی ہے' لیکن اگر آپ کو اپنے مذہب کی صداقت پر اعتماد ہے تو مناظرہ کیلیے ایک عالم کو بھیجدیجیے - اگر آپ کا مذہب حق ہوگا تو میں مسلمان ہوجاؤنگا' ورنہ آپ کو ہمارے مذہب میں داخل ہونا پڑےگا" یہ وہ زمانہ تھا جبکہ فقہاء کی مخالفتوں سے ہارون الرشید نے معتزلہ کو بحث و مناظرہ سے روکدیا تھا' بلکہ اکثر معتزلہ کو قید کردیا تھا' اسلیے مناظرہ کیلیے ایک فقیہ کو بھیجنا پڑا - فقیہ موصوف جب بادشاہ ہندوستان کے دربار میں پہونچے' تو اوس نے نہایت تعظیم کی اور ہندوستان کے تمام پنڈتوں کو جمع کیا -

مناظرہ شروع ہوا تو ان میں سے ایک برہمن نے پوچھا: حقانیت کی کیا دلیل ہے؟ فقیہ موصوف نے ثوری' سفیان' شعبی' اور ابن عون کے سلسلہ سے روایت شروع کی - برہمن خاموشی کے ساتھہ تمام روایتوں کو سنتا رہا' جب وہ سلسلہ روایت ختم کرچکے تو اس نے کہا "جس شخص کی حدیثیں آپ نے سنائی ہیں' اسکے ثبوت پر کیونکر یقین کیا جا سکتا ہے"؟ عالم موصوف نے قرآن مجید کی چند آیتیں پڑہ دیں جن میں آنحضرت کو نبی اور پیغمبر کہا گیا تھا' برہمن نے کہا "اسکا کیا ثبوت ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے؟ ممکن ہے کہ پیغمبر نے اسکو خود ہی گڑھہ لیا ہو" اب وہ بالکل خاموش ہوگئے - اوسنے اصول اسلام کو چھوڑ کر علم کلام کے ایک خاص مسئلہ پر گفتگو شروع کی - اسنے پوچھا: کیا تمہارا خدا قادر ہے؟ اونہوں نے کہا "ہاں" اسنے کہا "تو کیا وہ اپنا مثل بھی پیدا کر سکتا ہے" فقیہ موصوف نے جواب دیا "یہ تو علم کلام کا مسئلہ ہے' ہملوگ اسکو بدعت سمجھتے ہیں"

اب برہمن نے بادشاہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا "میں نے تو پہلے ہی کہدیا تھا کہ مسلمانوں کی قوم ایک جاہل قوم ہے' وہ صرف تلوار کے ذریعہ سے اپنے مذہب کو پھیلا سکتی ہے"

آل انڈیا محمڈن کانفرنس

اور دعوۃ اسلامی

اواخر نومبر میں اس عاجز نے صاحبزادہ آفتاب احمد خان جوائنٹ سکریٹری کانفرنس کو رجسٹرڈ خط کے ذریعہ اطلاع دی کہ وہ سالہاے گذشتہ کی طرح امسال بھی کانفرنس کے پروگرام میں میری تقریر کیلیے وقت رکھیں' اور میری تقریر کا موضوع " صراط مستقیم " ہوگا -

اس خط کے جواب میں صاحبزادہ صاحب نے جو خط لکھا ' اور اسکے جواب میں جو خط میں نے بھیجا ' ان دونوں کی نقل حسب ذیل ہے - میں بیمار ہوں ' اور اس اشاعت میں اسکے متعلق اور کچھہ نہیں لکھہ سکتا - آیندہ نمبر میں انشاء اللہ لکھونگا - یہ محض ایک شخصی مسئلہ نہیں ہے' بلکہ کانفرنس کے اصول مباحث و مواعظ کا ایک عام سوال پیدا ہوگیا ہے' اور مسلمانوں کو معلوم کرنا چاهیے کہ اسکے احاطہ کے اندر اسلام کی دعوۃ و تعلیم کیلیے گنجایش ہے یا نہیں ؟

(۱)

(صاحبزادہ صاحب کا خط)

میں گذشتہ پانچ ہفتوں میں والدہ صاحبہ کی علالت اور اپنے جوان گریجویٹ بھانجے کی علالت اور انتقال کے سبب سے سخت پریشانیوں میں رہا ' اور نیز چونکہ آپکے خط کے مضمون کے متعلق مجھکو جناب والا آنریری سکریٹری صاحب کانفرنس اور دیگر ممبروں سے مشورہ کرنا تھا ' اسلیے جواب میں دیر ہوئی - معاف فرمائیں -

آپکو معلوم ہے کہ اِس کانفرنس کے وجود کا مقصد اور موضوع تعلیمی تحریک کی اشاعت اون اصول کے مطابق ہے جو سرسید علیہ الرحمۃ نے قائم کی' اور جنپر علی گڈہ کی تحریک مبنی ہے - پس کانفرنس کے پلیٹ فارم پر جو کچھہ بھی تعلیمی تجاویز پیش ہوں اور اونکے متعلق جو کچھہ تقریریں ہوں' اون سب میں اصلی غرض کا ملحوظ رهنا لازمی امر ہے - کانفرنس میں جو تعلیمی مسایل یا مسلمانونکی تعلیمی ضرورتوں کے متعلق جو تجاویز پیش ہوں' اون سے اتفاق یا اختلاف کرنیکا هر ایک ممبر کو حق ہے - لیکن کانفرنس کے وجود کا جو مقصد اور موضوع ہے' اوسپر کانفرنس کے پلیٹ فارم پر حملہ کرنیکا کسیکو حق نہیں - اسقدر تمہید کے بعد اب میں آپکو آپکی وہ تقریر یاد دلاتا ہوں جو گذشتہ سال راولپنڈی کے اجلاس کانفرنس میں آپنے فرمائی تھی - اور جس میں آپنے فرمایا تھا کہ کانفرنس کی تعلیمی تحریک اِس قسم کی ہے جیسے کہ کسی مردہ کو موم روغن کے ذریعہ سے زندہ کرنیکی کوشش کرنا - اس سے مجھکو بحث نہیں کہ آپنے جس راے کا اظہار کیا تھا ' وہ صحیح ہے یا کیا؟ لیکن یہ میں ضرور عرض کرونگا کہ کانفرنس کے پلیٹ فارم پر اس قسم کی تقریر قطعاً اون مقاصد کے منافی ہے جنکے لیے یہ کانفرنس قائم ہے - سالها سال کی کوشش کے بعد بڑی مشکلات کا سامنا کرکے راولپنڈی میں کانفرنس کا اجلاس اس غرض سے کیا گیا تھا کہ سرحد کے مسلمانونکو تعلیم کی طرف توجہ ہو' اور شمال مغربی اضلاع میں جو اسلامی خطہ ہے اور جو جہل کی تاریکی کیوجہ سے نہایت پستی کی حالت میں ہے' اوس میں تعلیم کے ذریعہ سے بیداری کے سامان پیدا ہوں - چنانچہ حتی الامکان مختلف تحریکوں اور لکچروں کے ذریعہ سے حاضرین کو تعلیمی تحریک کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی - لیکن آپنے آخری اجلاس میں جو تقریر فرمائی' اوس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ جو اثر کانفرنس کے مقاصد کی تائید میں پیدا ہوا تھا ' وہ بہت کچھہ زایل ہوگیا - ایسی حالت میں سب سے اول یہ امر صاف ہو جانا ضروری ہے کہ جس تعلیمی تحریک کی اشاعت کیلیے یہ کانفرنس قائم ہے اور جن اصول کے مطابق اور جن مقاصد کیلیے سرسید علیہ الرحمۃ نے اسکی بنا قایم کی ہے' اونکو آپ هندوستان کے مسلمانوں کے لیے مفید اور ضروری سمجھتے ہیں یا نہیں ؟ اور اونکو قوم میں مقبول عام کرانے کی کوشش کرنا کانفرنس کے ممبروں کا فرض تصور کرتے ہیں یا نہیں ؟ اس امر کی نسبت جواب آنے پر جناب کے اول خط کے متعلق جواب عرض کیا جاویگا - والسلام -

خاکسار : آفتاب احمد

(۲)

(خط کا جواب)

جس دن آپکا والا نامہ پہنچا ' اُسی دن سے نزلہ و درد گلو میں مبتلا ہوں' تمام کام معطل ہیں - آج تھوڑی سی مہلت ملی تو سب سے پہلے جناب یاد آے -

افسوس ہے کہ مجھے اُن حوادث کی خبر نہ تھی جنکا ذکر جناب نے آغاز خط میں کیا ہے' ورنہ تاخیر جواب کیلیے کسی طرح اظہار شکایت نہ کرتا - انا للہ و انا الیہ راجعون' و عظم اللہ اجورکم بمصائبکم -

میں آپکا شکرگذار ہوں کہ آپنے اپنے خیالات صاف صاف ظاہر کردیے اور اُن مصنوعی اور نمایشی عذرات سے بالکل کام نہ لیا جو آجکل ایسے مواقع میں عموماً اخفاء اصلیت کیلیے کام میں لاے جاتے ہیں - یہی شان ایک مسلمان کی تمام معاملات میں

(بقیہ مضمون صفحۂ ۲۸ کا)

بادشاہ سندہ نے هارون الرشید کو لکھہ بھیجا کہ " میں نے اپ کے مذهب اور اپ کی قوم کے متعلق جو باتیں سنی تھیں' انپر یقین نہیں کرتا تھا ' لیکن اج انکی تصدیق ہوگئی " هارون الرشید کو یہ خط پڑہ کے سخت رنج ہوا اور بے اختیار پکار اٹھا " کیا اب کوئی ایسا شخص نہیں رہا جو مذهب اسلام کی حمایت کرے ؟ " لوگوں نے کہا " ہاں ! اے امیر المومنین ! ایسے لوگ ہیں' مگر اسوقت انکی زبانیں بند کردیگئی ہیں' اور انمیں سے اکثر تو قید خانوں میں پڑے ہوے سڑ رہے ہیں" هارون الرشید نے علماء معتزلہ کو بلوایا اور اس مسئلہ کا جواب پوچھا - اِنهی لوگوں میں ایک لڑکا بھی تھا - اسنے کہا " یہ سوال ہی صحیح نہیں ' کیونکہ ہر مخلوق حادث ہوتی ہے اور خدا قدیم ہے' اسلیے وہ اپنا مثل پیدا ہی نہیں کر سکتا - قدرت کا یہاں کوئی سوال نہیں ! "

هارون الرشید اس جواب سے اسقدر خوش ہوا کہ اوسی لڑکے کو مناظرہ کیلیے هندوستان بھیجنا چاہا لیکن لوگوں نے کہا کہ اور مسائل بھی پیش آئینگے - ایسے شخص کو بھیجنا چاهیے جو علم کلام کے تمام مسائل پر حاوی ہو - چنانچہ اس غرض کیلیے معمر معتزلی کا انتخاب ہوا ' لیکن اوس برهمن نے جس نے فقیہ موصوف کے ساتھہ مناظرہ کیا تھا ' اپنی رسوائی کے خوف سے راستے میں زہر دلوا دیا -

(استدراک)

معتزلہ کے یہ تمام حالات زیادہ تر قاضی ابوبکر یحیی کی تاریخ معتزلہ سے لیے گئے ہیں جسے پچھلے دنوں ڈاکٹر ارنلڈ نے شائع کیا تھا - بعض بعض واقعات مقریزی کی تاریخ مصر جلد دوم اور ابن خلکان وغیرہ سے بھی ماخوذ ہیں -

ہونی چاہیے - اگر ہم سب ایسا ہی کیا کریں تو نصف اندرونی اختلافات کا خاتمہ ہوجائے -

لیکن جناب نے اپنے خط میں (معاف فرمائیگا) ترتیب مقدمات و طرز استدلال کے ایسے متعدد مسامحات جائز رکھے ہیں جنکی وجہ سے صحیح عرض جواب میں بڑی ہی مشکل پیش آگئی ہے - اگر ان امور کی نسبت لکھتا ہوں تو صفحوں کے صفحے چاہییں مگر نہ مجھے اسکی مہلت نہ آپکو - اعراض کرتا ہوں تو جو خلط مبحث آپنے کردیا ہے وہ اسی مقصود کو صاف و واضح نہیں ہونے دیتا - ایک چیز آپکی اور آپکے ہم خیال بزرگوں کی خواہش ہے اور ایک چیز اسی کام کے اصول و مقصد اور شرائط وغیرہ کا مسئلہ - کچھہ ضروری نہیں کہ پہلی چیز کی بنیاد ثانی الذکر ہی پر رکھی جائے - آپ اگر دونوں مسئلوں کو الگ رکھتے تو بات زیادہ صاف اور روشن تھی -

آپ کے ایسی تعجب انگیز غلطی کی ہے جبکہ خود ہی ایک مقدمہ قائم کیا ہے اور قبل اسکے کہ مخاطب اسے تسلیم کرے ' یا اسکا مقدمۂ مسلمہ ہونا ثابت ہوجاے ' پوری شکل بھی قائم کرلی ہے اور پھر نتیجہ بھی نکال لیا ہے ؟

آپ لکھتے ہیں کہ " کانفرنس کا موضوع تعلیمی ہے " یہ بالکل ٹھیک ہے اور اسکا نام ہی اسکے لیے شاہد :

گواہ عاشــق صادق در آستیں باشــد !

لیکن اسکے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ " ان اصولوں کے مطابق جو سرسید مرحوم نے قائم کیے " گذارش ہے کہ مقدمہ کا یہ ٹکڑہ کہاں سے ماخوذ ہے ؟ میں اسے تسلیم نہیں کرتا - کانفرنس کے مقاصد کی فہرست ' دفعات و قواعد ' شرائط و ضوابط ' عہد اولی کی مجلسیں ' ارکان اساسی کی تحریریں ' خود سید صاحب کی تقریر جو انہوں نے علی گڈہ کے دونوں جلسوں اور لکھنؤ میں کی ' نیز اسکی تمام رپورٹیں ' یہ تمام ذخیرہ موجود ہے - میں بہت ممنون ہونگا اگر آپ انسے ثابت کردکھائیں کہ خود سید صاحب مرحوم نے یہ کہاں لکھا ہے ؟ اور کانفرنس کی تقریروں کے متعلق یہ فیصلۂ امر و نہی کس نے قرار دیا ہے ؟

بلا شبہ سر سید مرحوم اسکے بانی تھے' لیکن بانی ہونے سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ مسئلۂ تعلیم کو انہوں نے ایک خاص اصول کے ماتحت کرکے کانفرنس کے حوالے کردیا ہے' اور اب اسکے پلیٹ فارم پر اسکے ایک حرف سے بھی انحراف و اختلاف جائز نہیں ؟

قرآن حکیم سے ہمارے مجتہدین و فقہاء مسائل کا استخراج کیا کرتے ہیں - اس استخراج و استنباط کی انہوں نے متعدد قسمیں قرار دی ہیں - ایک یہ کہ صاف صاف کسی آیت میں کوئی حکم ہو اسکو " صراحۃ النص " کہیں گے - ایک یہ کہ صاف صاف حکم نہو ' لیکن اور طرق بیان سے دلالت ہوتی ہو یا اشارہ کیا گیا ہو ' تو اسکے لیے " دلالۃ النص " اور " اشارۃ النص " وغیرہ اصطلاحات قائم کی ہیں -

آپکے لیے بھی یہ دروازہ باز ہے - صراحۃ النص کا تو اصلی مطالبہ ہے' لیکن خیر' دلالۃ النص ہی سہی - کسی نہ کسی طرح یہ واضح کردیجیے کہ جناب کا پیش کردہ اعتقاد فلاں نص سرسید سے ماخوذ ہے -

یا للعجب ! آپ لوگ فخر کرتے ہیں اگر ایک نصرانی کانفرنس کے پلیٹ فارم پر آکر بہت سی ایسی باتیں کہہ جاے جو آپکے عقائد و اغراض کے بالکل ضد ہوں' لیکن آپ لوگونکا اعتقاد یہ ہے کہ کوئی مسلمان اختلاف نہیں کرسکتا ؟

پھر کیا آپکو یاد نہیں رہا کہ آپکا یہ مقدمہ کس طرح ہمیشہ پامال کیا جاچکا ہے' اور کتنی نظیریں اسکے لیے مخالف و ضد موجود ہیں ؟

کیا بمبئی کانفرنس کے پریسیڈنٹ مسٹر بدرالدین طیب جی نہیں بناے گئے جو یکسر علی گڈہ کی تحریک ہی کے مخالف تھے ؟ کیا انہوں نے اپنے اختتامی ایڈریس کے اندر وہ کچھہ نہ کہا جو سر سید مرحوم کے مشن اور عقائد و اصول تعلیم کے سرتا سر خلاف تھا؟ انسے یہ شرط نہیں کرائی گئی تھی !

سر سید مرحوم پردۂ نسواں کے کسقدر اشد شدید حامی تھے ؟ اور خارجی تعلیم نسواں کے داعیوں پر کیسے غضب ناک ہوجاتے تھے ؟ حتی کہ میر ممتاز علی کے رسالہ حقوق نسواں کو پھاڑ کر ردی کے ٹوکرے میں ڈالدیا تھا ' لیکن آپکے پیشرؤں نے مسٹر طیب جی کو صدر بنایا' اور انہوں نے پردہ کی علانیہ مخالفت پریذیڈینشل ایڈریس میں کی -

پھر دوسری دھلی کانفرنس کی صدارت کیلیے سر آغا خاں لاے گئے ' انہوں نے مسلمانوں کے تنزل کے جو اسباب اساسی بتلاے ' اون میں عورتوں کا پردہ بھی تھا - کیا یہ سر سید کے عقائد کے خلاف نہ تھا ؟

اسی پونا کانفرنس کا صدر آپنے جسٹس عبد الرحیم کو بنایا ہے جو سر سید کے بہت سے بنیادی اصولوں ہی کے مخالف ہیں - کیا انسے بھی آپنے یہ مقدمہ طے کرا لیا ہے ؟ آپکو معلوم ہے کہ وہ ایڈریس میں کیا کہہ گئے ؟ آپکو معلوم نہیں مگر مجھے معلوم ہے -

مدراس کانفرنس کا صدر ایک مسیحی عہدہ دار (جسٹس اٹم) تھا - اس مقدمہ کا اثر زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ سر سید مرحوم کے مذہب تعلیم سے انحراف نہو - لیکن ایک مسیحی شخص کے متعلق تو یہ سوال بھی پیدا ہوسکتا تھا کہ کہیں وہ نفس اسلام کے خلاف کوئی بات نہ کہدے - آپ تو اسوقت اس جگہہ پر نہ تھے' لیکن مرحوم محسن الملک کے کاغذات میں اس اقرار نامے کی نقل تلاش کیجیے جو انہوں نے جسٹس موصوف سے کرایا تھا !

پہلی لکھنؤ کانفرنس میں تو خود سر سید مرحوم نے مرحوم سجاد حسین ایڈیٹر اودہ پنچ سے یہ مقدمے طے نہ کیا ' حالانکہ بڑی ضرورت اس مقدمے کی اس وقت تھی - معلوم نہیں آپکو وہ واقعات معلوم ہیں یا نہیں ؟

معاف فرمائیگا ' آپنے یہ ایک اصولی سوال چھیڑ دیا ہے' اور اسکے معنی یہ ہیں کہ آل انڈیا کانفرنس جسکو تمام مسلمانوں کی نیابت دی جاتی ہے ' اپنے پلیٹ فارم کیلیے ایک خاص مذہب رکھتی ہے' اور جو اسکے خلاف راے رکھتا ہو ' اسے وہاں قدم رکھنے کا حق نہیں - یہ کانفرنس کا ایک خطرناک اقفال ہے' اور ضروری ہے کہ ایک بار اس مسئلہ کو پبلک کے سامنے ٹھیک ٹھیک فیصل کرلیا جاے - آجتک کسی کو بھی اسکا خیال نہیں ہوا تھا -

(۲) بہر حال یہ تو آپکا مقدمہ ہے - رہی اصلی حقیقت تو یہ بھی صحیح نہیں کہ میں نے راولپنڈی کانفرنس میں کانفرنس کے مقاصد کو سامنے رکھکر اسکا رد کیا تھا - بلکہ اسکا مقصد عام طور پر مسئلۂ دعوۃ و اصلاح کا مبحث تھا ' اور یہ دکھلانا مقصود تھا کہ مسلمانوں کی ہر دعوۃ کو اصولاً مذہبی ہونا چاہیے' اور اسیکے واسطہ سے تعلیم بھی پھیلانی چاہیے' یہ نہیں ہونا چاہیے کہ مذہب سے الگ ہوکر ایک مستقل تعلیمی دعوت قرار دی جاے ' جسمیں کبھی کامیابی نہیں ہوسکتی -

نیز یہ کہ اسلام میں " تعلیم " کی کوئی علحدہ دعوۃ نہیں ہے - اسکی دعوۃ ایک ہی ہے ' اور اسی کے اندر سب کچھہ موجود ہے -

لیکن معاف فرمائیگا ' یہ جو کچھہ کہا گیا ' اسکو آپ حضرات بالکل نہیں سمجھہ سکتے' بلکہ قدیم و جدید جماعتوں میں آج کوئی گروہ ایسا موجود نہیں ہے جو اس حقیقت کا صحیح اندازہ شناس اور محرم

و خبر دار هو - گذشته صدي كے تمام مسائل اصلاح و دعوة ميں سے آپ حضرات كو صرف سر سيد مرحوم هي كي تحريک كا حال معلوم هے - اسكے استغراق سے مهلت نهيں - آپ كو كيا معلوم كه يه مسئله " تحريک جديد " و " دعوة تعليم جديد " (متعلق اهل اسلام) خود ايک موضوع مستقل هوگيا هے ' اور گذشته صدي كے اندر تمام عالم اسلامي نے اسپر نظر ڈالي هے ' اور ايک وسيع لٹريچر اسكا موجود هے - اسكے ديكهنے سے ايک شخص آن تمام مشارب و مذاهب و طرق و اساليب كو معلوم كر سكتا هے جو اس مسئله سے تعلق ركهتے هيں ' اور اسلام كي ديني تعليمات اور مسلمانوں كے قومي خصائص و مقومات كے علم صحيح كا اسپر اضافه كركے حقيقت شناسي كے طرف قدم أٹها سكتا هے - ميرے گذشته دس سال كے ليل و نهار' سفر و حضر' صحت و مرض' هر حال كے مطالعۂ دائمي كا ايک خاص موضوع يه چيز بهي رهي هے - آپكو سنكر تعجب هوگا كه مختصر رسائل و اخبارات و مجلات عالم اسلامي كے سوا' خاص اسي موضوع پر كم از كم پچاس كتابيں ميري نظر سے گذري هيں ' جنكے وجود كا بهي خبر داران هند كو علم نهيں - پهر اسكے ساتهه هي الحمد لله ميں نے اس بارے ميں ايک مجتهدانه بصيرة پائي هے' اور اسلامي تاريخ كے استقرائي نتائج نے ميري مدد كي هے' اور قران و سنة نے صحيح دلائل و براهين كے ساتهه بتلايا هے كه اس مسئله كي صحيح و سعيد راه كيا هے ؟ والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم -

پس اس بارے ميں ميرا تخاطب آپ حضرات سے نهيں هے' اور نه ميں اس بارے ميں آپ حضرات سے كچهه كهنا چاهتا هوں - يه موضوع دوسرا هے ' اور اسكي كائنات اُس دنيا سے بالكل مختلف هے جسميں آپ لوگ بستے هيں - موجوده مسئله سے اسكا كوئي تعلق نه تها ' اور يه بالكل بے سود تها كه آپنے اپني خواهش كو كانفرنس كے ايک اصول كي شكل ميں پيش كرديا -

آپ لوگوں كا دعوا هے كه آپ سر سيد مرحوم كے مشن كے داعى هيں - سرسيد كا بڑا كارنامه يه بتلايا جاتا هے كه انهوں نے تقليد كا قلع و قمع كيا اور اجتهاد راے كا دروازه كهولنا چاها - ليكن آپ لوگ خود هي ايک بدترين تقليد اعمي ميں گرفتار هوگئے هيں' اور يه تقليد اُس تقليد سے هزار درجه افسوس ناک هے جو مقلدين فقه هدايه يا مقلدين تفسير جلالين و مدارک كي بيان كي جاتي هے - تاهم ميں اس بارے ميں كچهه نه كهونگا ' كيونكه كهنا بيكار هے - " تقليـد " كا پهلا خاصه يه هے كه سوال كا جواب نهيں ملسكتا :

و لكن لا حيـاة لمن تنـادي

(٣) بهر حال آپنے ميرے شخص خاص كے معاملے كو كانفرنس كا اصولي مسئله بناكر ايک اهم بحث چهيڑ دي هے ' جسكو اگر صاف نه كيا گيا تو كانفرنس كے دروازوں پر مسلمانوں كيليے قفل چڑهادیے جائينگے - اسكا صاف كرنا تو اب ناگزير هوگيا هے - ليكن ان دو چار دنوں كے اندر آپكے ليے كچهه ضروري نهيں هے كه ايک شخصي معاملے كو كسي اصول موضوعه كے حوالے كركے الگ هوجائيں -

(٤) سر دست اس مسئله كو يوں صاف كيا جاسكتا هے كه آپ مجهسے شخصاً دريافت كر ليں كه آينده كانفرنس ميں كس موضوع پر تقرير كرونگا ؟ اور پهر اس سے اندازه كرليں كه يه تقرير كيسي هوگي؟

ميں نے پہلے آپكو لكها تها - اب بالتشريح لكهتا هوں كه ميري تقرير كا موضوع " صراط مستقيم " هوگا - اسكي تشريح ' اور وه بيانات جو قران حكيم نے صراط مستقيم كے متعلق كيے هيں ' اس موضوع كے كسي حصه كو نه تو سر سيد كے تعليمي مشن سے كوئي تعلق هے اور نه كچهه اسكي بحث هے - يه ايک خالص مذهبي موضوع هے اور از سرتا پا قران و سنة سے متعلق -

(٥) الحمد لله كه خدا نے هندوستان كے هر گوشے كو ميري آواز كي پذيرائي كيليے آماده كرديا هے اور هر جگه هزار ها دل پيدا كردیے هيں جو ميري هر آواز كے استقبال كيليے مستعد هيں - و اما بنعمة ربك فحدث - كوئي روک جو آپ حضرات اسكے ليے پيدا كريں ' سودمند نهيں هوسكتي ' اور گيند كي قوت جذب كا فعل جس قوة سے هوتا هے ' اتني هي طاقت سے قوة دفع جواب بهي ديتي هے - راولپنڈي ميں خود آپ لوگوں نے ميري مخالفت كركے پبلک كو اپنے سے بدظن كرايا ' اور پهر اسكے نتائج لازمي هيں - علي الخصوص پونا كو تو ميں آپسے زياده جانتا هوں - كانفرنس كا پنڈال آپ مجهپر بند كرکے ديكهه ليں ' ميں كسي اور گوشے ميں خدا اور اسكے رسول كا پيام مسلمانوں كو پهنچا سكتا هوں - ميرا ذاتي نقصان اس سے كچهه نهوگا ' اور اگر كوئي شخص اس حماقت ميں گرفتار هے كه كانفرنس كا پليٹ فارم ميرے ليے ايک بهت هي بڑي عجيب و غريب دولت هے جس سے محروم هوكر لٹ جاؤنگا ' تو اُسكي حماقت بهت هي افسوس ناک هے - اگر آپ لوگ سمجهتے هيں كه كانفرنس ميں ميري تقرير روک كر كوئي بڑي كاميابي حاصل كر سكتے هيں' تو بسم الله ' اسكا بهي تجربه هوجاے ' جيسا كه چار پانچ سال سے بيسيوں تجربے آپ لوگ كرچكے هيں - مجهے الله اور اسكے رسول كي ان تعليمات كو كهنا ' لكهنا ' مدون كرنا هے' جنكو ميري بصيرة حق سمجهتي هے' اور ميرا معامله اب وهاں تک پهنچ گيا هے كه اب لوگوں كے يه ارادے اسكے ليے بالكل خارج از بحث هيں - مولوي نذير احمد مرحوم كا ترجمة القران آپكے پاس شايد هوگا - اسميں سوره جن كو نكاليے اور كسي وقت فرصت ملے تو اس آيت پر غور كيجيے :

و انه لما قام عبد الله يدعوه ' كادوا يكونون عليه لبدا -

ضـــرورت مارچ سنه ١٩١٦ع ميں

ايک قومي بلا فيس تعليم دينے والے اسكول كي هيڈ ماسٹري كے ليے ايک ايم - اے پاس مسلمان اور سكنڈ ماسٹري كے ليے تين تجربه كار گريجويٹ كي ضرورت هے -

تنخواه يا ديگر باتوں كا فيصله بذريعه خط و كتابت طے هوسكتا هے - درخواستيں معه نقل سرٹيفكٹ پوسٹ بوكس نمبر ٣٧١ - رنگون آني چاهيے -

P. O. Box No. 371
Rangoon.

ايجنٹوں كيلئے كميشن

هندوستان كے تمام اردو' بنگله' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں ميں البلاغ پهلا رساله هے جو باوجود هفته وار هونے كے روزانه اخبارات كي طرح بكثرت متفرق فروخت هوتا هے - تمام ملک ايک سرے سے ليكر دوسرے سرے تک اسكي اشاعت كے استقبال كيليے چشم براه هے - پس اگر آپ ايک عمده اور كامياب تجارت كے متلاشي هيں تو ايجنسي كيليے درخواست بهيجيے' كميشن معقول ديا جاتا هے - اور تبليغ حق اور اشاعة معارف قرانيه كا ثواب اخروي مزيد براں -

مختارات

الحـــرب فـی الاســـلام

تاریخ اسلام اور نظام فوجي

البـــلاغ نمبر ٣ میں ایک مضمون عنوان بالا سے شائع ہوا تھا ' جو زیادہ تر جارج زیدان ایڈیٹر الهـــلال قاهرہ کے مضامین سے ماخوذ تھا - اسمیں ظاهر کیا گیا تھا کہ حجاج بن یوسف (عهد عبد الملک اموي) تک مسلمانوں کا تمدن فوجي نظام سے محروم تھا ' حجاج نے سب سے پہلے ایک با قاعدہ نظام کي بنیاد ڈالي اور رومي نظام سے اصول و قواعد اخذ کیے -

اس مضمون کے ساتھہ هم نے ایک مختصر نوٹ لکھا تھا' اور اس خیال کي تغلیط کرتے ہوے وعدہ کیا تھا کہ آیندہ اشاعتوں میں اس موضوع پر مفصل بحث کرینگے -

هم نے لکھا تھا کہ مسلمانوں کا فوجي نظام نہ تو عبدالملک اموي کے زمانے میں قائم ہوا ' اور نہ حجاج بن یوسف کو اسمیں کچھہ دخل ہے - خلافۃ راشدہ کے ابتدائي دور هي میں اسکي باقاعدہ بنیاد پڑ گئي تھي' اور قدماء مورخین کے علاوہ کتب حدیث کے ضمني اشارات و آثار سے بھي اسپر روشني پڑتي ہے -

اسی اثناء میں همیں معلوم ہوا کہ شمس العلماء مولانا شبلي نعماني مرحوم نے الفاروق میں ایک مستقل عنوان سے اسپر نظر ڈالي ہے' اور تمام شواهد و واقعات جمع کردیے هیں - الفاروق کے دیکھنے سے اس خیال کي پوري تصدیق ہوئي - فی الحقیقت جس وسعت و تحقیق کے ساتھہ انہوں نے اس بحث کو لکھدیا ہے' اسپر سوا چند حدیث الطبع کتابوں کے شواهد اور بعض اثار صحابہ کے' اور کچھہ اضافہ نہیں هوسکتا -

همارا عرصہ سے خیال تھا کہ " مختارات " کے عنوان سے ایک نیا باب رسالہ میں بڑھایا جاے - اسکا مقصد یہ ہو کہ بعض اهم اور رفیع مصنفات کے مفید مقامات و ابواب اقتباس و تهذیب کے بعد درج کیے جائیں - صدها کتابیں هیں جو شائع هوچکي هیں ' لیکن عام و سرسري نظر و مطالعہ کي رو میں انکے اهم مقامات بھي بہہ گئے هیں - ضرورت ہے کہ انھیں از سر نو ابھارا جاے اور بعنوان مناسب ملک کے سامنے پیش کیا جاے -

غیر مطبوعہ مصنفات کے مفید ابواب و حصص بھي اسمیں درج کیے جاسکتے هیں ' اور عربي و انگریزي کتب کے تراجم و منقولات اسکا اصلي موضوع ہے -

چنانچہ " مختارات " کے باب کو اس اشاعۃ سے شروع کیا جاتا ہے' اور سب سے پہلے الفاروق کے اس حصہ کو شائع کرتے هیں - الهـلال و البـلاغ کي تحریر و تصنیف کي تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ کسي اردو کتاب کا کوئي حصہ اسمیں نقل کیا گیا ہے' بلکہ یوں کہنا چاهیے کہ موجودہ عهد کي کسي کتاب سے کوئي چیز نقل کي گئي ہے - لیکن امید ہے کہ موضوع کي اهمیت اور منقول عنہ کتاب کي واقعي وقعت اسي کي مستحق تصور کي جائیگي

(عرب جاهلیۃ اور نظام فوجي)

عرب میں شاهان یمن وغیرہ کے یہاں فوج کا کوئي منتظم بندوبست نہیں تھا - اسلام کے آغاز تک اِسکي ضرورت هي نہیں پیش آئي' حضرت ابوبکر کے عهد میں صرف اسقدر ہوا کہ خلافت کے پہلے سال غنیمت سے جسقدر بچا ' وہ سب لوگوں پر دس دس روپے کے حساب سے تقسیم کردیا گیا - دوسرے سال آمدني زیادہ ہوئي تو یہ تعداد دس سے بیس تک پہنچ گئي ' لیکن نہ تو فوج کي کچھہ تنخواہ مقرر ہوئي ' نہ اهل فوج کا کوئي رجسٹر بنا ' اور نہ کوئي محکمہ جنگ قائم ہوا -

حضرت عمر رض کي اوائل خـلافت تک بھي یهي حال رها ' لیکن سنہ ١٥ هجري میں حضرت عمر نے اس صیغے کو اسقدر منتظم اور باقاعدہ کردیا کہ اُسوقت کے لحاظ سے تعجب ہوتا ہے -

(حضرت عمر کا فوجي نظام)

حضرت عمر کے توجہ کرنے کے مختلف اسباب بیان کیے گئے هیں - عام روایت یہ ہے کہ حضرت ابوهریرہ جو بحرین کے حاکم مقرر کیے گئے تھے' پانچ لاکھہ درهم لیکر مدینہ میں آئے' اور حضرت عمر کو اس کي اطلاع دي - پانچ لاکھہ کي رقم اُس وقت اسقدر اعجوبہ چیز تھي کہ حضرت عمر نے فرمایا : خیر ہے ! کہتے کیا هو ؟ اُنہوں نے پھر پانچ لاکھہ کہا - حضرت عمر نے فرمایا : تم کو گنتي بھي آتي ہے ؟ ابوهریرہ نے کہا هاں ! یہ کہکر پانچ دفعہ لاکھہ لاکھہ کہا - حضرت عمر کو یقین آیا تو مجلس شوریٰ منعقد کي ' اور راے پوچھي کہ اسقدر زر کثیر کیونکر صرف کیا جاے ؟ حضرت علي' حضرت عثمان' اور دیگر صحابہ نے مختلف تجویزیں پیش کیں - ولید بن هشام نے کہا کہ میں نے شام کے والیان ملک کو دیکھا ہے کہ اُن کے یہاں فوج کا دفتر اور رجسٹر مرتب رهتا ہے - حضرت عمر کو یہ راے پسند آئي اور فوج کي اسم نویسي اور ترتیب دفتر کا خیال پیدا ہوا -(١) ایک اور روایت میں ہے کہ راے دهندہ نے سلاطین عجم کا حوالہ دیا' اور یهي روایت قرین قیاس ہے' کیونکہ جب دفتر مرتب ہوا تو اس کا نام دیوان رکھا گیا ' اور یہ فارسي لفظ ہے - دبستان ' دبیر' دفتر' دیوان ' سب ایک مادہ کے الفاظ هیں جنکا مشترک مادہ " دب " ایک پہلوي لفظ ہے' جسکے معنے نگاہ رکھنے کے هیں -

(تمام ملک کو فوج بنانا)

بهر حال سنہ ١٥ هجري میں حضرت عمر نے فوج کا ایک مستقل محکمہ قائم کرنا چاها - اس باب میں اُن کي سب سے زیادہ قابل لحاظ جو تجویز تھي' وہ تمام ملک کو فوج بنانا تھا - اُنہوں نے اس مسئلے کو کہ هر مسلمان فوج اسلام کا ایک قدرتي سپاهي ہے' باقاعدہ طور سے عمل میں لانا چاها - لیکن چونکہ ابتداء میں ایسي تعمیم ممکن نہ تھي' اسلیے اول قریش اور انصار سے کام شروع کیا - مدینہ منورہ میں اُسوقت تین شخص بہت بڑے نساب اور حساب و کتاب

(١) مقریزي صفحہ ٩٢ اور فتوح البلدان صفحہ ٤٤٩ .

کے فن میں استاد تھے : مخرمة بن نوفل ' جبیر بن مطعم ' عقیل بن ابي طالب - علم الانساب عرب کا موروثي فن تھا ' اور خاص کر یه تینوں (۱) بزرگ اس فن کے لحاظ سے تمام عرب میں ممتاز تھے - حضرت عمر نے اُن کو بلاکر یه خدمت سپرد کي که تمام قریش اور انصار کا ایک دفتر تیار کریں ' جس میں هر شخص کا نام و نسب مفصلاً درج هو - اِن لوگوں نے ایک نقشه بناکر پیش کیا ' جس میں سب سے پہلے بنو هاشم ' پھر حضرت ابوبکر کا خاندان ' پھر حضرت عمر کا قبیله تھا - یه ترتیب اُن لوگوں نے خلافت و حکومت کے لحاظ سے قرار دي تھي - لیکن اگر وہ قائم رهتي تو خلافت خود غرضي کا آله بن جاتي - حضرت عمر نے فرمایا " یوں نہیں بلکه آنحضرت کے قرابت داروں سے شروع کرو ' اور درجه بدرجه جو لوگ جسقدر آنحضرت سے دور هوتے گئے هیں اسي ترتیب سے اُن کے نام آخر میں لکھتے جاؤ - یہاں تک که جب میرے قبیلے تک نوبت آے تو میرا نام بھي لکھو " اس موقع پر یه یاد رکھنا چاهیے که خلفاے اربعه میں سے حضرت عمر کا نسب سب سے اخیر میں جاکر آنحضرت سے ملتا ہے - غرض اِس هدایت کے موافق رجسٹر تیار هوا ' اور حسب ذیل تنخواهیں مقرر هوئیں : (۲)

تقسیم مراتب	تعداد تنخواہ سالانه
جو لوگ جنگ بدر میں شریک تھے -	۵ - هزار درهم
مہاجرین حبش اور شرکاے جنگ اُحد -	۴ - هزار درهم
فتح مکه کے پہلے جن لوگوں نے هجرت کي -	۳ - هزار درهم
جو لوگ فتح مکه میں ایمان لاے -	۲ - هزار درهم
جو لوگ جنگ قادسیه اور یرموک میں شریک تھے -	۲ - هزار درهم
اهل یمن -	۴۰ - درهم
قادسیه اور یرموک کے بعد کے مجاهدین -	۳۰۰ - درهم
بلا امتیاز مراتب -	۲۰۰ - درهم

جن لوگوں کے نام درج دفتر هوے ' اُن کي بیوي بچوں کي تنخواهیں بھي مقرر هوئیں - چنانچه مہاجرین اور انصار کي بیویوں کي تنخواہ ۲۰۰ سے ۴۰۰ درهم تک اور اهل بدر کي اولاد ذکور کي دو دو هزار درهم مقرر هوئي - اس موقع پر یه بات یاد رکھنے کے قابل ہے که جن لوگوں کي جو تنخواہ مقرر هوئي ' اُن کے غلاموں کي بھي وهي تنخواہ مقرر هوئي ' اور اس سے اندازہ هو سکتا ہے که اسلام کے نزدیک غلاموں کا کیا پایه تھا ؟

جسقدر آدمي درج رجسٹر (۳) هوے ' اگرچه سب درحقیقت فوج کي حیثیت رکھتے تھے ' لیکن اُن کي دو قسمیں قرار دي گئیں :

(۱) جو لوگ هر وقت جنگي مہمات میں مصروف رهتے تھے - گویا یه فوج نظام یعني با قاعدہ فوج تھي -

(۲) جو لوگ معمولاً اپنے گھروں پر رهتے تھے ' لیکن ضرورت کے وقت طلب کیے جاسکتے تھے - اُن کو عربي میں " مطوعه " کہتے هیں اور آجکل کي اصطلاح میں اس قسم کي فوج کو والنٹیر کہا جاتا ہے - البته فرق اتنا ہے که آجکل والنٹیر تنخواہ نہیں پاتے -

فوجي نظم و نسق کا یه پہلا دیباچه تھا ' اور اسوجه سے اسمیں بعض بے ترتیبیاں بھي تھیں - سب سے بڑا غلط مبحث یه تھا که فوجي تنخواهوں کے ساتھه پولیٹکل تنخواهیں بھي شامل تھیں اور دونوں کا ایک هي رجسٹر تھا - لیکن رفته رفته یعني سنه ۲۱ ھ میں حضرت عمر نے اس صیغے کو اسقدر مرتب اور منتظم کردیا که غالباً اس عہد تک کہیں اور کبھي نہیں هوا تھا - چنانچه هم ایک ایک جزئي انتظام کو اس موقع پر نہایت تفصیل سے لکھتے هیں اس سے معلوم هوگا که عرب کے ابتداے تمدن میں انتظامات فوجي کي اسقدر شاخیں قائم کرنا اور ایک ایک شاخ کا اس حد تک مرتب اور با قاعدہ هونا اُسي شخص کا کام تھا جو فاروق اعظم کا لقب رکھتا تھا -

اس صیغے میں سب سے مقدم اور اُصولي انتظام کو ملک جنگي حیثیت سے مختلف حصوں کے اندر تقسیم کردینا تھا ' - حضرت عمر نے سنه ۲۰ ھ میں فوجي اور ملکي حیثیت سے ملک کي دو تقسیمیں کیں : ملکي اور فوجي - ملکي کا حال دیواني انتظامات کے ذکر میں گزر چکا - فوجي حیثیت سے چند بڑے بڑے مراکز قرار دیے جنکا نام (۱) " جند " رکھا ' اور یہي اصطلاح آجتک قائم ہے - اُن کي تفصیل یه تھي : مدینه ' کوفه ' بصرہ ' موصل ' فسطاط ' مصر ' دمشق ' حمص ' اردن ' فلسطین - حضرت عمر کے زمانے میں فتوحات کي حد اگرچه بلوچستان کے ڈانڈے سے مل گئي تھي ' لیکن جو ممالک آئیني ممالک کہے جاسکتے تھے '

(۱) جاحظ نے کتاب البیان و التبیین (جلد دوم صفحه - ۳۷ مطبوعه مصر) میں لکھا ہے که تمام قریش میں چار شخص اشعار عرب اور انساب و اخبار کے حافظ تھے ' مخرمه بن نوفل ' ابوالجہم ' حویطیب بن عبد العزي ' عقیل بن ابیطالب -

(۲) تنخواهوں کي تفصیل میں مختلف روایتیں هیں - میں نے کتاب الخراج صفحه - ۲۴ و مقریزي جلد اول صفحه ۹۲ و بلاذري صفحه - ۴۴۸ و یعقوبي صفحه ۱۷۵ و طبري صفحه ۲۴۱۱ کے بیان کو حتی الامکان مطابق کرکے لکھا ہے -

(۳) اس موقع پر ایک امر نہایت توجه کے قابل ہے - وہ یه ہے که بہت سے ظاهر بینوں کا خیال ہے که حضرت عمر نے تمام عرب کي جو تنخواهیں مقرر کیں ' اُسکو فوجي صیغے سے چنداں تعلق نہیں ' بلکه یه رفاہ عام کي غرض سے تھا - لیکن یه نہایت غلط خیال ہے ' اولاً تو جہاں مورخوں نے اس واقعه کا شان نزول بیان کیا ہے ' لکھا ہے که ولید بن هشام نے حضرت عمر سے کہا : " قد جیت الشام فرایت ملوکها قد دونوا دیوانا و جنداً فاخذ بقوله " یعني میں نے شام کے بادشاهوں کو دیکھا ہے

(پہلے کالم نمبر ۳ کا بقیه نوٹ)

که وہ دفتر اور فوج رکھتے هیں - آپ بھي دفتر بنائیے اور فوج مرتب کیجیے - چنانچه حضرت عمر نے ولید کے قول پر عمل کیا - دوسرے یه که جن لوگوں سے جنگي خدمت نہیں لیجاتي تھي اور قدیم جنگي خدمتوں کا استحقاق بھي نہیں رکھتے تھے ' حضرت عمر اُنکي تنخواہ نہیں مقرر کرتے تھے - اسي بنا پر مکه کے لوگوں کو تنخواہ نہیں ملتي تھي - فتوح البلدان میں ہے : " ان عمر کان لا یعطي اهل مکة عطاءاً ولا یضرب علیهم بعثا " یہي وجه تھي که جب صحرا نشین بدوؤں نے حضرت ابو عبیدہ سے تنخواہ کي تقرري کي درخواست کي ' تو اُنہوں نے فرمایا که جب تک آبادي میں رهنے والوں کي تنخواهیں مقرر نہو جائیں ' صحرا نشینوں کا روزینه نہیں مقرر هوسکتا - البته اسمیں شک نہیں که اول اول فوج کے رجسٹر میں اور بھي بہت سي قسم کے لوگ شامل تھے - مثلاً جو لوگ قرآن مجید حفظ کرلیتے تھے ' یا کسي فن میں صاحب کمال تھے ' لیکن استقراء سے معلوم هوتا ہے که رفته رفته یه خلط مبحث جو بضرورت اختیار کیا گیا تھا ' مٹتا گیا - چنانچه اسي مضمون میں آگے اسکي بحث آتي ہے -

(۱) جند کي تحقیق کے لیے دیکھو فتوح البلدان صفحه ۱۳۲ مورخ یعقوبي نے واقعات سنه ۲۰ - هجري میں لکھا ہے که اس سال حضرت عمر نے فوجي صدر مقامات قائم کیے ' لیکن مورخ مذکور نے صرف فلسطین ' جزیرہ ' موصل ' اور قنسرین کا نام لکھا ہے ' یه صریح غلطي ہے -

وہ صرف عراق ' مصر ' جزیرہ ' اور شام تھے - چنانچہ اسي اصول پر فوجي صــدر مقامات بھي انھي ممالــک میں قائم کیے گئے - موصل جزیرہ کا صدر مقام تھا - شام کي وسعت کے لحاظ سے وھاں متعدد صدر مقام کرنے ضرور تھے' اس لیے دمشق ' فلسطین ' حمص ' اردن" چار صدر مقام قرار دیے - فسطاط کي وجه سے جو اب قاھرہ سے بدل گیا ' تمام مصر پر اثر پڑتا تھا - بصرہ' کوفه ' یه دو شہر فارس ' خوزستان ' اور تمام مشرق کي فتوحات کے دروازے تھے

(بارکیں ' سواري ' اور رسد)

ان صدر مقامات میں جو انتظامات فوج کے لیے کیے تھے' حسب ذیل تھے :

(۱) فوجوں کے رھنے کے لیے بارکیں تھیں - کوفه ' بصرہ' فسطاط ' یه تینوں شہر در اصل فوج کے قیام اور بود و باش کے لیے آباد کیے گئے تھے - موصل میں عجمیوں کے زمانے کا ایک قلعه' چند گرجے' اور معمولي مکانات تھے - ھرثمه بن عرفجه ازدي (گورنر موصل) نے حضرت عمر کي ھدایت کے بموجب داغ بیل ڈال کر اسکو شہر کي صورت میں آباد کیا ' اور عرب کے مختلف قبیلوں کے لیے جدا جدا محلے بسائے -

(۲) ھر جگہه بڑے بڑے اصطبل خانے تھے جن میں چار چار ہزار گھوڑے ھر وقت ساز و سامان کے ساتھه تیار رھتے تھے - یه صرف اس غرض' سے مہیا رکھے جاتے تھے که دفعتاً ضرورت پیش آجائے تو ۳۲ - ھزار سواروں کا رسالہ فوراً تیار ھوجائے - (۱) سنه ۱۷ - ھجري میں جزیرہ والوں نے دفعتاً بغاوت کردي تو یہي تدبیر کلید ظفر ٹھہري ان گھوڑوں کي پرداخت اور تربیت میں نہایت اهتمام کیا جاتا تھا - مدینۂ منورہ کا انتظام حضرت عمر نے خود اپنے اهتمام میں رکھا تھا - شہر سے چار منزل پر ایک چراگاہ (۲) تیار کرائي تھي' اور خود اپنے غلام کو جسکا نام ھني تھا ' اسکي حفاظت اور نگراني کے لیے مقرر کیا تھا - ان گھوڑوں کي رانوں پر داغ کے ذریعه سے یه الفاظ لکھے جاتے تھے ' " في سبیــــل اللــه " (۳) کوفه میں اسکا اهتمام سلمان بن ربیعة الباھلي کے متعلق تھا' جو گھوڑوں کي شناخت اور پرداخت میں کمال رکھتے تھے' یہاں تک که اُن کے نام میں یه خصوصیت داخل ھوگئي تھي ' اور سلمان الخیل کے نام سے پکارے جاتے تھے - جاڑوں میں یه گھوڑے اصطبل خانے میں رکھے جاتے تھے - چنانچه چوتھي صدي تک یه جگه " آري " کے نام سے مشہور تھي جس کے معنے اصطبل خانه کے ھیں' اور اسي لحاظ سے عجمي اسکو آخور شاہ جہاں کہتے تھے - بہار میں یه گھوڑے ساحل فرات پر عاقول کے قریب شاداب چراگاھوں میں چرائے جاتے تھے - سلمان ھمیشه گھوڑوں کي تربیت میں نہایت کوشش کرتے تھے' او ر ھمیشه سال میں ایک دفعه گھوڑدوڑ بھي کراتے تھے -

خاص کر عمدہ نسل کے گھوڑوں کو اُنھوں نے نہایت ترقي دي - اس سے پہلے اھل عرب نسل میں ماں کي پروا نہیں کرتے تھے - سب سے پہلے سلمان نے یه امتیـاز قائم کیا - چنانچه جس گھوڑے کي ماں عربي نہیں ھوتي تھي' اُسکو دوغلا قرار دیکر تقسیم غنیمت میں سوار کو حصے سے محروم کردیــتے تھے - (۱)

بصرہ کا اهتمام جزء بن معاویه کے متعلق تھا جو صوبۂ اھواز کے گورنر رہ چکے تھے -

(۳) فوج کے متعلق ھر قسم کے کاغــذات اور دفــتر اِنھي مقامات میں رھتا تھا -

(۴) رسد کے لیے جو غله اور اجناس مہیا کي جاتي تھیں' وہ انھي مقامات میں رکھي جاتي تھیں ' اور یہیں سے اور مقامات کو بھیجي جاتي تھیں -

(فوجي چھاؤنیاں)

اِن صدر مقامات کے علاوہ حضرت عمر نے بڑے بڑے شــہروں اور مناسب مقامات میں نہایت کثرت سے فوجي چھاؤنیاں قائم کیں' اور عرب کو تمام ممالــک مفتوحه میں پھیلا دیا - اگرچه یه انکا عام اُصول تھا که جو شہر فتح ھوتا تھا' اُسي وقت ایک مناسب تعداد کي فوج وھاں متعین کردي جاتي تھي (۲) جو وھاں سے ٹلتي نه تھي - چنانچه حضرت ابو عبیدہ نے جب شام فتح کیا ' تو ھر ھر ضلع میں ایک ایک عامل مقرر کردیا جس کے ساتھه ایک معتد به فوج رھتي تھي ' لیکن امن و امان قائم ھونے پر بھي کوئي بڑا ضلع یا شــہر ایسا نه تھا جہاں فوجي سلسله قائم نہیں کیا گیا ھو -

سنه ۱۷ ھجري میں حضرت عمر نے جب شام کا سفر کیا تو اُن مقامات میں جہاں ملک کي سرحد دشمن کے ملک سے ملتي تھي' یعني دلوک' بنج' رعبان ' قورس ' تیزین ' انطاکیه' وغیرہ (عربي میں اُن کو فروج یا ثغور کہتے ھیں) ایک ایک شــہر کا دورہ کیا اور ھر قسم کا فوجي نظم و نسق اور مناسب انتظامات کیے - جو مقامات دریا کے کنارے پر واقع تھے اور بلاد ساحلیه کہلاتے تھے (یعني عسقلان ' یافا ' قیساریه ' ارسوف ' عکا ' صور ' بیروت ' طرسوس ' صیدا ' ایاس ' لاذقیه) چونکه رومیوں کي بحري طاقت کي زد پر تھے' اِس لیے اسکا مستقل جداگانه انتظام کیا ' اور اسکا افسر کل عبد الله بن قیس کو مقرر کیا - (۳) بالس چونکه غربي فرات کے ساحل پر تھا اور عراق سے ھم سرحد تھا ' اسلیے وھاں فوجي انتظام کے ساتھه اسقدر اور اضافه کیا که شامي عرب جو اسلام قبول کرچکے

(۱) تاریخ طبري صفحۂ ۲۵۰۴ میں ھے کان لعمر اربعــة الاف فرس" عدة لکون ان کان یشتیها في قبلة قصر الکوفة - و بالبصرة نحو منها - و قیمه علیهــا جزء بن معاویة و فی کل مصر من الامصار الثمــانیة علی قدرها - فان نابتتهــم نایبة رکب قوم و تقدموا الی ان یستعد الناس -

(۲) حضرت عمر نے گھــوڑوں اور اُونٹــوں کي پرورش اور پرداخت کے لیے عرب میں متعدد چراگاھیں تیار کرائي تھیں - سب سے بڑي چراگاہ مقام ربذہ میں تھي جو مدینۂ منورہ سے ۴ - منزل کے فاصلے پر نجد کے ضلع میں واقع ھے - یه چراگاہ دس میل لمبي اور اسیقدر چوڑي تھي - دوسري مقام ضریه میں تھي جو مکه معظمه سے سات منزل پر ھے - اسکي وسعت ھر طرف سے چھه چھه میل تھي' اسمیں قریباً ۴۰ ھزار اونٹ پرورش پاتے تھے - ان چراگاھوں کي پوري تفصیل خلاصة الوفا باخبار دارالمصطفی مطبوعه مصر صفحه ۲۵۵ و ۲۵٦ میں ھے -

(۳) کنز العمال جلد - ٦ - صفحه - ۳۳۱ -

(۱) کتب رجال میں سلمان بن ربیعه کا تذکرہ دیکھو -

(۲) فتوح البلدان صفحۂ ۱۲۸ میں ھے : و کان المسلمون کلما فتحوا مدینــة ظاھرة اوعند ساحل رتبوا فیها قدر من یحتاج لها الیه من المسلمین - فان حــدث في شئ منها حــدث من قبل العدوسي بوالیها الامداد - اور صفحۂ ۱۵ میں ھے : و ولي ابو عبیدة کل کورة فتحها عاملا و ضم الیه جماعة من المسلمین و شحــن النواحي المخوفة -

(۳) تاریخ طبــري صفحۂ ۲۵۲۳ - اصل عبارت یه ھے : قسم عمر الارزاق و سمي الشــواتي و الصوایف و ســد فروج الشام و مسالحها و اخذ یدور بها' و سمي ذلک في کل کورة' و استــعمل عبد الله بن قیس علي السواحل من کل کورة -

تھے' آباد کیے - (۱) سنہ ۱۹ھ میں جب یزید بن ابی سفیان کا انتقال ہوا تو اُن کے بھائی معاویہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ سواحل شام پر زیادہ تیاری کی ضرورت ہے - حضرت عمر نے اُسی وقت حکم بھیجا کہ تمام قلعوں کی نئے سرے سے مرمت کرائی جائے ' اور اُن میں فوجیں مرتب کیجائیں ' اِس کے ساتھہ تمام دریائی منظرگاھوں پر پہرہ والے تعینات کیے جائیں' اور آگ روشن رھنے کا انتظام کیا جائے (۲) -

اسکندریہ میں یہ انتظام تھا کہ عمرو بن العاص کی افسری میں جسقدر فوجیں تھیں' اُس کی ایک چوتھائی اسکندریہ کے لیے مخصوص تھی ' ایک چوتھائی ساحل کے مقامات میں رھتی تھی ' باقی آدھی فوج خود عمرو بن العاص کے ساتھہ فسطاط میں اقامت رکھتی تھی - یہ فوجیں بڑے بڑے وسیع ایوانوں میں رھتی تھیں' اور ھر ایوان میں اِن کے ساتھہ ایک عریف رھتا تھا ' جو اُن کے قبیلہ کا سردار ھوتا تھا اور جسکی معرفت اُن کو تنخواھیں تقسیم ھوتی تھیں - ایوانوں کے آگے صحن کے طور پر وسیع اُفتادہ زمین ھوتی تھی (۳) -

سنہ ۱۶ ھ میں جب ھرقل نے دریا کی راہ سے مصر پر حملہ کرنا چاھا ' تو حضرت عمر نے تمام سواحل پر فوجی چھاؤنیاں قائم کردیں - یہاں تک کہ عمرو بن العاص کی ماتحتی میں جسقدر فوج تھی' اُسکی ایک چوتھائی اِنھی مقامات کے لیے مخصوص کردی (۴) - عراق میں بصرہ و کوفہ اگرچہ خود محفوظ مقام تھے ' چنانچہ خاص کوفہ میں چالیس ھزار سپاھی ھمیشہ موجود رھتے تھے اور انتظام یہ تھا کہ اِن میں سے دس ھزار بیرونی مہمات میں مصروف رکے جائیں (۵) ' تاھم اِن اضلاع میں عجموں کی جو فوجی چھاؤنیاں پہلے سے موجود تھیں' از سرنو تعمیر کرکے فوجی قوت سے مضبوط کردی گئیں - حزیہ اور زابوقہ میں سات چھوٹی چھوٹی چھاؤنیاں تھیں' وہ سب نئے سرے سے تعمیر کردی گئیں (۶) -

صوبۂ خوزستان میں نہایت کثرت سے فوجی چھاؤنیاں قائم کی گئیں' چنانچہ نہر تیری' مناذر' سواق الاھواز' سرق' ھرمزان' سوس' بنیان' جندی سابور' مہرجانقدق' یہ تمام مقامات فوجوں سے معمور ھوگئے (۷) - رے اور آذر بایجان کی چھاؤنیوں میں ھمیشہ دس ھزار فوجیں موجود رھتی تھیں -

(۱) فتوح البلدان صفحۂ ۱۵۰ میں ہے: و رتب ابو عبیدة ببالس جماعـة من المقاتلة ' و اسکنـها قوماً من العرب الذین کانوا بالشام فاسلموا بعد قدوم المسلمین الشام -

(۲) فتوح البلدان صفحۂ ۱۲۸ میں ہے: ان معاویة کتب الی عمر بن الخطاب بعد موت اخیه یزید ' یصف له حال السواحل ' فکتب الیه في مرمة حصونها و ترتیب المقاتلة فیها و اقامة الحرس علی مناظرها و اتخاذ المواقید لها -

(۳) مقریزی جلد اول صفحۂ ۱۶۷ میں ہے : و کان لکل عریف قصر ینزل فیه بمن معه من اصحابه و اتخذوا فیه اخاید -

(۴) دیکھو طبری صفحۂ ۲۵۹۴ و مقریزی صفحۂ ۱۶۷

(۵) تاریخ طبری صفحۂ ۱۸۰۵ میں ہے و کان بالکوفة اذاذاک اربعون الف مقاتل ' و کان یغزو هذین الثغرین ری و آذربیجان هم عشرة الاف في کل سنة - فکان الرجل نصیبه في کل اربع سنین غزوة -

(۶) فتوح البلدان صفحۂ ۴۵۰

(۷) طبری صفحۂ ۲۶۵۰ -

(فوجی چھاؤنیاں کس اُصول پر قائم کی تھیں)

اسی طرح اور سیکڑوں چھاؤنیاں جا بجا قائم کی گئیں ' جن کی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں - البتہ اس موقع پر یہ بات لحاظ کے قابل ہے کہ اس سلسلے کو اسقدر وسعت کیوں دیگئی تھی اور فوجی مقامات کے انتخاب میں کیا اُصول ملحوظ تھے؟ اصل یہ ہے کہ اسوقت تک اسلام کی فوجی قوت نے اگرچہ بہت زور اور وسعت حاصل کرلی تھی ' لیکن بحری طاقت کا کچھہ سامان نہ تھا - اُدھر یونانی مدت سے اس فن میں مشاق ھوگئے تھے - اسوجہ سے شام و مصر میں اگرچہ کسی اندرونی بغاوت کا کچھہ اندیشہ نہ تھا' کیونکہ اھل ملک باوجود اختلاف مذھب کے مسلمانوں کو عیسائیوں سے زیادہ پسند کرتے تھے ' تاھم رومیوں کے بحری حملوں کا ھمیشہ کھٹکا لگا رھتا تھا - اس کے ساتھہ ایشیاے کوچک ابھی تک رومیوں کے قبضے میں تھا' اور وھاں اُنکی قوت کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا تھا - ان وجوہ سے ضرور تھا کہ سرحدی مقامات اور بندرگاھوں کو نہایت مستحکم رکھا جاے یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر نے جسقدر فوجی چھاؤنیاں قائم کیں ' انھی مقامات میں کیں' جو یا تو ساحل پر واقع تھے' یا ایشیاے کوچک کے ناکے پر تھے - عراق کی حالت اس سے مختلف تھی' کیونکہ وھاں سلطنت کے سوا ملک کے بڑے بڑے رئیس جو مرزبان کہلاتے تھے' اپنی بقاے ریاست کے لیے لڑتے رھتے تھے' اور دب کر مطیع بھی ھوجاتے تھے تو اُن کی اطاعت پر اطمینان نہیں ھوسکتا تھا - اس لیے اِن ممالک میں ھر جگہ فوجی سلسلہ قائم رکھنا ضروری تھا کہ مدعیان ریاست بغاوت کا خواب نہ دیکھنے پائیں -

(فوجی دفتر کی وسعت)

حضرت عمر نے اس سلسلے کے ساتھہ انتظامات کے اور صیغوں پر بھی توجہ کی' اور ایک ایک صیغے کو اسقدر منتظم کردیا کہ اُسوقت کے تمدن کے لحاظ سے ایک معجزہ سا معلوم ھوتا ہے ' فوجوں کی بھرتی کا دفتر جسکی ابتداء مہاجرین اور انصار سے ھوئی تھی' وسیع ھوتے ھوتے قریباً تمام عرب کو محیط ھوگیا - مدینہ سے عسفان تک جو مکہ معظمہ سے دو منزل ادھر ہے' جسقدر قبائل آباد تھے' ایک ایک کی مردم شماری ھوکر رجسٹر بنے - بحرین جو عرب کا انتہائی صوبہ ہے بلکہ عرب کے جغرافیہ نویس اسکو عراق کے اضلاع میں شمار کرتے ھیں' وھاں کے تمام قبائل کا دفتر تیار کیا گیا - کوفہ ' بصرہ ' موصل ' فسطاط ' حیرہ ' وغیرہ میں جسقدر عرب آباد ھوگئے تھے' سب کے رجسٹر مرتب ھوے - اس بیشمار گروہ کی علی قدر مراتب تنخواھیں مقرر کی گئیں ' اور اگرچہ ان سب کا مجموعی شمار تاریخوں سے معلوم نہیں ھوتا' تاھم قراین سے معلوم ھوتا ہے کہ کم سے کم آٹھہ دس لاکھہ ھتیار بند آدمی تھے - ابن سعد کی روایت ہے کہ ھر سال تیس ھزار نئی فوج فتوحات کیلیے بھیجی جاتی تھی (۱) کوفہ کی نسبت علامۂ طبری نے تصریح کی ہے کہ وھاں ایک لاکھہ آدمی لڑنے کے قابل بساے گئے ' جن میں سے ۴۰ ھزار باقاعدہ فوج تھی - یعنی اُن کو باری باری سے ھمیشہ رے اور آذر بایجان کے مہمات میں حاضر رھنا ضرور تھا -

(سالانہ بھرتی)

یہی نظام تھا جس کی بدولت ایک مدت تک تمام دنیا پر عرب کا رعب و داب قائم رھا ' اور فتوحات کا سیلاب برابر بڑھتا گیا - جسقدر اس نظام میں کمی ھوتی گئی' اسی قدر عرب کی طاقت میں ضعف آتا گیا - سب سے پہلے امیر معاویہ نے اسمیں تبدیلی کی یعنی شیر خوار بچوں کی تنخواہ بند کردی - عبد الملک بن مروان

(۱) کنز العمال صفحہ ۳۳۱ - امام مالک نے مؤطا میں ۳۰ ھزار کے بجاے ۴۰ ھزار کی تعداد بیان کی ہے -

نے اور بھي اسکو گھٹایا ' اور معتصم باللہ نے سرے سے فوجي دفتر میں سے عرب کے نام ھي نکال دیے' اور اُسي دن درحقیقت حکومت بھي مسلمانوں کے ھاتھہ سے نکل گئي - یہ ایک اتفاقیہ جملہ بیچ میں آگیا تھا - ھم پھر حضرت عمر کے فوجي نظام کي طرف واپس آتے ھیں - حضرت عمر نے فوجي دفتر کو یہاں تک وسعت دي کہ اھل عجم بھي اُسمیں داخل کیے گئے - یزد گرد شاھنشاہ فارس نے دیلم کي قوم سے ایک منتخب دستہ تیار کیا تھا جس کي تعداد چار ھزار تھي' اور جند شاھنشاہ یعني فوج خاصہ کہلاتا تھا - یہ فوج قادسیہ میں گئي - معرکوں کے بعد ایرانیوں سے علحدہ ھوکر اسلام کے حلقے میں آگئي - سعد بن ابي وقاص گورنر کوفہ نے ان کو فوج میں داخل کرلیا' اور کوفہ میں آباد کرکے اُن کي تنخواھیں مقرر کردیں (۱) -

(فوجي اقوام)

چنانچہ اسلامي فتوحات میں ان کا نام بھي جا بجا تاریخوں میں آتا ھے - یزد جرد کي فوج ھراول کا سردار ایک بڑا نامي افسر تھا جو سیاہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا - سنہ ۱۷ ھجري میں یزد گرد اصفہان کو روانہ ھوا تو سیاہ کو تین سو سواروں کے ساتھہ جن میں ستر بڑے بڑے نامي پہلوان تھے' اصطخر کي طرف بھیجا تاکہ ھر ھر شہر سے چیدہ بہادر منتخب کرکے ایک دستہ تیار کرے - ابو موسی اشعري نے جب سنہ ۲۰ ھجري میں سوس کا محاصرہ کیا تو یزد گرد نے سیاہ کو حکم دیا کہ اس چیدہ رسالے کے ساتھہ ابو موسی کے مقابلے کو جائے - سوس کي فتح کے بعد سیاہ نے مع تمام سرداروں کے ابو موسی سے چند شرائط کے ساتھہ امن کي درخواست کي - ابو موسی گو شرائط پر راضي نہ تھے' لیکن کیفیت واقعہ سے حضرت عمر کو اطلاع دي - حضرت عمر نے لکھہ بھیجا کہ تمام شرائط منظور کر لیے جائیں - چنانچہ وہ سب کے سب بصرہ میں آباد کیے گئے اور فوجي دفتر میں نام درج کرکے اُن کي تنخواھیں مقرر کردي گئیں - انمیں سے چھہ افسروں کي (جن کے نام یہ تھے : سیاہ' خسرو' شہریار' شیرویہ' شہرویہ' افرودین) ڈھائي ڈھائي ھزار' اور سو سو بہادروں کي دو دو ھزار تنخواہ مقرر ھوئي - تستر کے معرکہ میں سیاہ ھي کي تدبیر سے فتح حاصل ھوئي تھي - (۲)

باذان نوشیروان کي طرف سے یمن کا گورنر تھا ' اُسکي رکاب میں جو ایراني فوج تھي' اُسمیں سے اکثر مسلمان ھوگئے تھے - ان کا نام بھي دفتر فوج میں لکھا گیا - تعجب یہ ھے کہ فاروقي لشکر ھندوستان کے بہادروں سے بھي خالي نہ تھا - سندہ کے جاٹ جنکو اھل عرب زط کہتے تھے' یزد گرد کے لشکر میں شامل تھے - سوس کے معرکہ کے بعد وہ اسلام کے حلقہ بگوش ھوے' اور فوج میں بھرتي کرکے بصرہ میں آباد کیے گیے - (۳)

یوناني اور رومي بہادر بھي فوج میں شامل تھے - چنانچہ فتح مصر میں اِن میں سے پانسو آدمي شریک جنگ تھے' اور جب عمرو بن العاص نے فسطاط آباد کیا تو یہ ایک جداگانہ محلے میں آباد کیے گئے - یہودیوں سے بھي یہ سلسلہ خالي نہ تھا ' چنانچہ مصر کي فتح میں ان میں سے ایک ھزار آدمي اسلامي فوج کے ساتھہ شریک تھے - (۴)

(۱) فتوح البلدان صفحہ ۲۸۰ -

(۲) طبری واقعات سنہ ۱۷ ھجري ذکر فتح سوس و فتوح البلدان از صفحۂ ۳۷۲ تا ۳۷۵ -

(۳) فتوح البلدان صفحہ ۳۷۵

(۴) مقریزی نے صفحہ ۲۹۸ میں ان سب کے حالات کسي قدر تفصیل سے لکھے ھیں -

غرض حضرت عمر نے صیغۂ جنگ کو جو وسعت دي تھي' اُس کے لیے کسي قوم اور کسي ملک کي تخصیص نہ تھي - یہاں تک کہ مذھب و ملت کي بھي کچھہ قید نہ تھي - والنتیر فوج میں تو ھزاروں مجوسي شامل تھے جنکو مسلمانوں کے برابر مشاھرے ملتے تھے - فوج نظام میں بھي مجوسیوں کا پتہ ملتا ھے' چنانچہ اسکي تفصیل غیر قوموں کے حقوق کے ذکر میں آئیگي - لیکن یہ یاد رکھنا چاھیے کہ صیغۂ جنگ کي یہ وسعت جسمیں تمام قوموں کو داخل کرلیا گیا تھا ' صرف اسلام کي ایک فیاضي تھي' ورنہ فتوحات ملکي کے لیے عرب کو اپني تلوار کے سوا اور کسي کا کبھي ممنون ھونا نہیں پڑا - البتہ اِس سے بھي انکار نہیں ھوسکتا کہ جن قوموں سے مقابلہ تھا' اُنھیں کے ھم قوموں کو اُن سے لڑانا فن جنگ کا بڑا اُصول ھے :

کہ خرگوش ھر مرز را بے شگفت
سگ آں ولایت توانـــد گــرفت

جیسا کہ ھم اوپر لکھہ آے ھیں' ابتداے انتظام میں فوجي صیغہ صاف صاف جداگانہ حیثیت نہیں رکھتا تھا - یعني جو لوگ اور اور حیثیتوں سے تنخواھیں پاتے تھے' اُن کے نام بھي فوجي رجسٹر میں درج تھے' اور اُسوقت یہي مصلحت تھي - لیکن حضرت عمر نے اب یہ پردہ بھي اُٹھا دینا چاھا - شروع شروع میں تنخواہ کي کمي بیشي میں قرآن خواني کے وصف کا بھي لحاظ ھوتا تھا' لیکن چونکہ اس کو فوجي اُمور سے کچھہ تعلق نہ تھا اسلیے حضرت عمر نے اسکو صیغۂ تعلیم سے متعلق کرکے اِس دفتر سے الگ کردیا - چنانچہ سعد بن وقاص کو یہ الفاظ لکھہ بھیجے : لا لفظ علی القرآن احد -

(تنخواھوں میں تـــرقي)

اسکے بعد تنخواھوں کي ترقي کي طرف توجہ کي' وہ فوج کو زراعت' تجارت' اور اس قسم کے تمام اشغال سے بزور باز رکھتے تھے' اس لیے ضرور تھا کہ اُن کي تمام ضروریات کي کفالت کي جاے' چنانچہ اس لحاظ سے تنخواھوں میں کافي اضافہ کیا گیا - ادنی سے ادنی شرح جو ۲۰۰ سالانہ تھي ۳۰۰ کردي - افسروں کي تنخواہ سات ھزار سے لیکر دس ھزار تک بڑھا دي - بچوں کي تنخواہ دودھہ چھوڑنے کے دن سے مقرر ھوتي تھي' اب حکم دیدیا کہ پیدا ھونے کے دن ھي سے مقرر کردي جاے -

(رســـد کا انـــتـظام)

رسد کا بندوبست پہلے صرف اسقدر تھا کہ فوجیں مثلاً قادسیہ میں پہونچیں تو آس پاس کے دیہات پر حملہ کرکے جنس اور غلہ لوٹ لائیں' البتہ گوشت کا بندوبست دارالخلافت سے تھا یعني حضرت عمر مدینۂ منورہ سے بھیجا کرتے تھے - (۱) پھر یہ انتظام ھوا کہ مفتوحہ قوموں سے جزیہ کے ساتھہ في کس ۲۵ آثار غلہ لیا جاتا تھا اور وہ رسد کے کام میں آتا تھا - مصر میں غلہ کے ساتھہ روغن زیتون' شہد' اور سرکہ بھي وصول کیا جاتا تھا جو سپاھیوں کے لیے سالن کا کام دیتا تھا - جزیرہ میں بھي یہي انتظام تھا - لیکن اِسمیں رعایا کو زحمت ھوتي تھي چنانچہ حضرت عمر نے آخر میں اس کے بجاے نقدي مقرر کردي (۲) جسکو رعایا نے نہایت خوشي سے قبول کیا -

(۱) فتوح البلدان صفحۂ - ۲۵۶ - اصل عبارت یہ ھے : فاذا احتاجوا الی العلف و الطعام ' اخرجوا خیولا في البر فاغارت علی اسفل الفرات و کان عمر یبعث الیھم من المدینۃ الغنم والجزر -

(۲) فتوح البلدان صفحۂ ۱۷۸ و ۲۱۶ -

هر فرمایش میں البلاغ کا حوالہ دینا ضروری هے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ ف لندن

یہ مشہور نارل جو کہ سولہ جلدوںمیں ہے ابھي چھپ کر نکلی ہے اور تھوڑي سي رهگئي ہے - اصلي قیمت کي چوتھائي قیمت میں دیجاتي ہے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ - کپڑیکي جلد ہے جسمیں سنہري حروف کي کتابت ہے اور ۴۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیہ میں وي - پي اور ایک روپیہ ۱۴ - آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈیپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بئوبازار - کلکتہ

Imperiai Book Depot, 6o Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین

مستورات کے جملہ اقسام کے امراض کا خلاصہ نہ آنا - بلکہ اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر یا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نہونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبري دیجاتي ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجونکي تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور ثمرہ زندگاني حاصل کریں یعني ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهر - ڈاکٹر ام سی ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کھمیکل اکزامنر مدراس فرماتے هیں "مینے اربھرالین کو امراض مستورات کیلیے " نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ویلس - ایل - ام ایل ار - سي - پي اینڈ ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں :- "نمونے کي شیشیاں اربھرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخش پایا " -

مس ایم جي - ایم - براڈلي ایم - ڈي (برن) بي - ایس - سي - (لندن) سینٹ جان اسپتال ارکاٹ ڈسي نملي فرماتي هیں : " اربھرالین جسکو کہ مینے استعمال کیا ہے" زنانہ شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور کامیاب دوا ہے"

قیمت في بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ هدایت مفت درخواست آنے پر روانہ هوتا ہے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

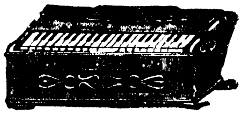

IMPERIAL FLUTE

بہترین اور نہایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیہ

قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیہ

هر درخواست کے ساتھہ ۵ روپیہ بطور پیشگي آنا چاهیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیہ -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیہ

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

نصف قیمت اور تبلہ انعام

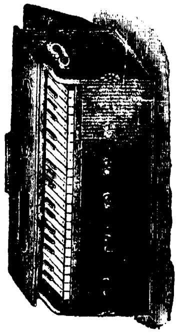

همارا سائنس فکسن فورٹ هارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا میں یکساں رهنے والا همارے خاص کارخانہ میں گواساں لکڑي سے طیار کیا هوا ہے اسوجہ سے کبھي پوري قیمت اور کبھي نصف قیمت پر فروخت کرتے هیں - ایک ماہ کیلیئے یہ قیمت رکھی گئی ہے - ایک مرتبہ منگواکر آزمایش کیجیے - نہیں تو پھر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچہ مال ناپسند هوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرلیونگے - اس وجہ سے آپ دریافت کرلیجیے کہ یہ کمپنی کسی کو دھوکا نہیں دیتی ہے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیہ - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیہ - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیہ - و نصف قیمت ۳۲ ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیہ - هر ایک باجہ کیواسطے مبلغ پانچ روپیہ پیشگي روانہ کرنا چاهیے اور اپنا پورا پتہ اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکھنا چاهیے - هر ایک سنگل ریڈ کے ساتھہ ایک گھوڑي اور ڈبل ریڈ کے ساتھہ ایک تبلہ و ڈوگی انعام دیا جاویگا - هندي هارمونیم سکچھا کا قیمت ایک روپیہ ہے -

نیشنل هارمونیم کمپنی ڈاکخانہ شملہ - کلکتہ

پوین ٹائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز دوا ... دماغي شکایتوں کو دفع کرتي ہے - پژمردہ دلونکو تازہ بناتي ہے - یہ ایک نہایت عمدہ ٹانک ہے جو کہ یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے ... قوت پھر چلي ہے - ... قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ... جاتي ہے اس کے استعمال کرتے هي آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھہ آنہ

AYESHA

مُفرح دماغ - حسن کي افزایش - رگوں کي تازگی - بال کا بڑھنا یہ سب باتیں اسمیں موجود هیں - نہایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیہ -

نمونہ مُفت - مشورہ مُفت - فہرست مُفت

Dattin & Co, Manufacturing Chemist Post Box 141 Calcutta.

مفت! مفت!!

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف کردہ نوجوانوں کا رهنما و صحت جسماني و زندگي کا بیمہ کتاب قانون عیاشي - مفت روانہ هوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

SALVITAE

یہ ایک اتنا مجرب دوا آن امراض کا ہے کہ جسکي وجہ سے انسان اپني قدرتي قوت سے گرجاتا ہے - یہ دوا آن کھوئي هوئي قوت کو پھر پیدا کر دیتي ہے - قیمت ایک روپیہ -

ASTHMA TABLETS

کسی قسم کا دمہ اور کتنے هي عرصہ کا هو اگر اس سے اچھا نہ هو تو همارا ذمہ - کھانسي کے لیے بھي مفید ہے - قیمت ایک روپیہ -

PILES TABLETS.

بواسیر خوني هو یا بادي - بغیر جراحي عمل کے اچھا هوتا ہے - قیمت ایک روپیہ -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواہ نوبتي جنون ' مرگي والا جنون ' غمگین رهنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي وغیرہ وغیرہ دفع هوتي ہے - اور وہ ایسا صحیح و سالم هو جاتا ہے کہ کبھي ایسا گمان تک بھي نہیں هوتا کہ وہ کبھي ایسے مرض میں مبتلا تھا - قیمت فی شیشي پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

البيان

في

مقاصد القرآن

هـذا بـيـان لـلـنـاس ' و هـدى و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

يعنى قرآن حكيم كي مفصل تفسير' اثر خامه اڈيٹر الهلال

اس تفسير كے متعلق صرف اسقدر ظاهر كردينا كافي هے كه قرآن حكيم كے حقائق و معارف اور اوسكي محيط الكل معلمانه دعوة كا موجوده دور جس قلم كے فيضان سے پيدا هوا هے' يه اسي قلم سے نكلي هوئي مفصل اور مكمل تفسير القرن هے !

يه تفسير موزوں كتابي تقطيع پر چهپنا شروع هوگئي هے - هر مهينے كے وسط ميں اسكے كم سے كم ۶۴ اور زياده سے زياده ۱۰۰ صفحے اعلى درجه كے ساز و سامان طباعة كے ساتهه شائع هوتے رهينگے - اس سلسلے كا پهلا نمبر جسميں نصف حصه مقدمة تفسير اور نصف سورة فاتحه كي تفسير كا هوگا' انشاء الله عنقريب شائع هوجائيگا - قيمت سالانه ۲۵ - ربيع الاول تك چار روپيه - بعد كو پانچ - روپيه -

اڈيٹر الهلال كي راے

ميں هميشه كلكته كے يوروپين فرم " جيمس مرے " كے يهاں سے عينك ليتا تها - اس مرتبه مجهے ضرورت هوئي تو ميسرز ايم - ان احمد - اينڈ سنز (نمبر ۱-۱۵ رپن اسٹريٹ كلكته) سے كئي مختلف قسم كي عينكيں خريد كيں' اور ميں اعتراف كرتا هوں كه وه هر طرح بهتر اور عمده هيں' اور يوروپين كارخانوں سے مستغنى كرديتي هے - مزيد براں مقابلتا قيمت بهي ارزاں هيں - كام بهي جلد اور وعده كے مطابق هوتا هے -

آپكو واجبي قيمت پر هر قسم كي اصلي پتهر كي عينك مضبوط صحيح وقت دينے والي گهڑيونكي ضرورت هو تو ان ميں سے ايك منگواكر آزمايش كريں - رعايتي قيمت وغيره كي لالچ ميں پڑ كر دهوكا نه كهائيں -

صرف اپني عمر و دور و نزديك كي بينائي كي كيفيت تحرير فرمانے پر همارے لايق و تجربه كار ڈاكٹرونكي تجويز سے اصلي پتهر كي عينك بذريعه وي - پي كے ارسال خدمت كي جائيگي - اسپر بهي اگر آپ كے موافق نه آے تو بلا اجرت بدل ديجائيگي -

عينك نكل كماني مع اصلي پتهر كے قيمت ۵ روپيه سے آٹهه روپيه تك -

عينك رولد گولڈ كماني مع اصلي پتهر كے قيمت دس روپيه سے پندره روپيه تك - محصول ڈاك وغيره ۶ - آنه -

هر نظر (يعني نزديك و دور ديكهنے) كي عينك قيمت بالا نرخوں سے ۵ روپيه زياده

۱ - انگما واچ پتلي خوشنما مضبوط و صحيح وقت كي گارنٹي ۳ سال مع محصول ۵ روپيه -

۲ - ڈبل كيس خوبصورت و مضبوط وقت كي سچي گارنٹي ۳ سال مع محصول ۶ روپيه -

۳ - چاندي كي ڈبل كيس مڈل كروائيزر كے وقت كي سچي گارنٹي ۳ سال مع محصول ۱۰ روپيه -

۴ - نكل كيس و ميگا واچ نهايت پائدار و وقت كي نهايت سچي گارنٹي ۵ سال مع محصول ۱۷ - روپيه -

۵ - نيو رسٹ واچ هاتهه كي زيب دينے والي مع تسمه گارنٹي چار سال مع محصول ۱۵ - روپيه سے ۲۲ - روپيه تك -

ايم - اِن - احمد اينڈ سنز تاجران عينك و گهڑي نمبر ۱ - ۱۵ رپن اسٹريٹ ڈاكخانه ويلسلي كلكته

جسكا درد وهي جانتا هے ' دوسرا كيونكر جان سكتا هے

يه سخت سردي كے موسم ميں تندرست انسان كا جاں بلب هو رها هے - سردي هٹانے كيليے كتنے بندوبست كيے جاتے هيں - ليكن افسوس بدقسمتي سے دمه كے مريض نا قابل برداشت تكليف سے بهت هي پريشان هوتے هيں' اور رات و دن سانس پهولنے كيوجه سے دم نكلے جاتے هيں' اور نيند تك حرام هو جاتي هے -

ديكهيے ! آج اونكو كسقدر تكليف هے - ليكن افسوس هے كه اس لا علاج مرض كي بازاري دوا زياده تر تيلي اشياء اور دهتوره' بهنگ' بلا ڈونا' پوٹاس' اسه او ڈالڈ' ديكر بنتي هے - اسليے فائده هونا تو دركنار مريض بے موت مارا جاتا هے - ڈاكٹر برمن كي كيميائي اصول سے بني هوئي دمه كي دوا ايك انمول جوهر هے يه صرف هماري هي بات نهيں هے بلكه هزاروں مريض اس مرض سے شفاء پاكر مداح هيں - آپنے بهت خرچ كيا هوگا - ليكن ايك مرتبه اسے بهي آزماليں - اسميں نقصان نهيں - قيمت ايك روپيه چار آنه في شيشي - محصولڈاك ۵ آنه - اس دوا كي دو خاص فوائد هيں - (۱) ايك خوراك ميں دمه دبتا هے - (۲) اور كچهه روز كے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا هے اور جبتك استعمال ميں رهے دوره نهيں هوتا هے -

ڈاكٹر ايس كے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹريٹ كلكته

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 45, Ripon Lane Calcutta.

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا
انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۳ : ۵۲)

نمبر - ۸ - ۹ | کلکته : جمعه ۲۲ - ۲۹ ربیع الاول سنه ۱۳۳۴ هجري | جلد ۱

Calcutta : Friday, 28th Jan. & 4th Feb. 1916.

ترجمان القرآن

یعني قران حکیم کا اردو ترجمه ' از خامهٔ ایڈیٹر الهـلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقیقي حامل و مبلغ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام هیں - پس انکي تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل ایک پیغمبرانه عمل هے ' جس کي توفیق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهیں حق تعالی انبیاء کرام کي معیت و تبعیت کا درجه عطا فرماتا هے ' اور اونکا نور علم براه راست مشکواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخیره میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفیق ملي ' وه حضرت شاه عبد الرحیم رحمة الله علیه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ' اور فارسي میں اپنا عدیم النظیر ترجمه مرتب کیا - انکے بعد حضرة شاه رفیع الدین اور شاه عبد القادر رحمة الله علیهما کا ظهور هوا ' اور اردو زبان میں ترجمة القران کي بنیاد استوار هوئي - شکر الله سعیهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهیک ایک صدي گذرچکي هے ' لیکن یه کهنا کسي طرح مبالغه آمیز نه سمجها جائیگا که نشر و تبلیغ قرآن حکیم کي جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ' اسکي تکمیل کا شرف حق تعالی نے ایڈیٹر الهلال کیلیے مخصوص کردیا تها ' جنهوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرانیه ' و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکیم کا یه اردو ترجمه نهایت سلیس ' عام فهم ' معني خیز ' حقیقت فرما عبارت میں مرتب کیا هے ' اور بحمد الله که زیر طبع هے -

یه ترجمه کیسا هے ؟ ان لوگوں کیلیے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هیں ' اسکا جواب دینا بالکل غیر ضروري هے -

یه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه لیتهو میں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعه میں آسکے - قیمت في جلد چهه روپیه رکهي گئي هے - لیکن جو حضرات اس اعلان کو دیکهتے هي قیمت بهیجدینگے ' انسے صرف ساڑهے چار روپیه لیے جائینگے - درخواستیں اور روپیه منیجر البلاغ کے نام بهیجنا چاهیے -

نوٹ — ڈبل نمبر هونے کي وجه سے قیمت فی پرچه چهه آنه

" كتاب مرقوم يشهده المقربون" (۸۳ : ۱۸)

" في ذالك فليتنافس المتنافسون ! " [۸۳ : ۲۳]

السحر الحلال فی مجلدات الهلال

گاه گاہے باز خوان این دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

(۱) " الهـــلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا هفته وار رساله ہے جو ایک هي رقت میں دعوۃ دینیۃ اسلامیہ کے احیاء ' درس قرآن و سنت کي تجدید' اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ ' اور وحدۃ کلمۃ امۃ مرحومہ کي تحریک کا لسان الحال ' اور نیز مقالات علمیہ ' و فصول ادبیه ' و مضامین و عناوین سیاسیۃ و فنیه کا مصور و مرصع مجموعہ تھا - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تصریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اُردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشهاد قرآنی نے تعلیمات الاهیه کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے ' وہ اسدرجـہ عجیب و موثـر ہے کہ الهلال کے اشـد شـدیـد مخـالفین و منـکرین تـک اسکي تقلیـــد کرتے هیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور هیں - اسکا ایک ایک لفظ ' ایک ایک جملہ ' ایک ایک ترکیب ' بلـکہ عام طرق تعبیر و ترتیب ' و اسلوب و نسج بیان اس وقت تـک کے تمام اُردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(۲) قـرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الاهیه کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوي سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبي مثال تمام عالم اسلامي میں نہیں رکھتا -

(۳) وہ تمام هندوستـان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکي تمام سیاسي و غیر سیاسي معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کي' اور سیاسی آزادي و حریت کو عین تعلیمات دین و مذهب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تـک کہ دو سال کے اندر هي اندر هزاروں دلوں ' هزاروں زبانوں ' اور صدها اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا !

(۴) وہ هندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادي و عملی الحاد کے دور میں توفیق الٰهي سے عمل بالاسلام والقران کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا ' اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین ' مذبذبین ' متفرنجین ' ملحدین ' اور تارکین اعمال و احکام ' راسخ الاعتقاد مومن ' صادق الاعمال مسلم ' اور مجاهد في سبیل اللہ مخلص هوگئے هیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر هیں جن میں ایک نئي مذهبي بیداري پیدا هوگئي ہے : و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(۵) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالیٰ نے اسکے صفحات پر ظاهر کیے ' وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص ہے -

(۶) طالبان حق و هدایت' متلاشیان علم و حکمت' خواستگاران ادب و انشاء' تشنگان معارف الاهیه و علوم نبویہ' غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئي نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی هوجاتی هوں- وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے' جن میں سے هر فصل و باب بجاے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے ' اور هر زمانے اور هر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید هوتا ہے-

(۷) چھہ مہینے کي ایک جلد مکمل هوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجي ابتدا میں لگا دی گئي ہے - ولایتي کپڑے کی جلد ' اعلیٰ ترین کاغذ ' اور تمام هندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑي تقطیع کے (۵۰۰) صفحات !

(۸) پہلي اور دوسري جلد دوبارہ چھپے گي - تیسري' چوتھي اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رهگئے هیں - تیسری جلد میں (۹۹) اور چوتھي جلد میں (۱۲۵) سے زاید هاف ٹون تصویریں بھی هیں' اس قسم کي دو چار تصویریں بھي اگر کسی اردو کتاب میں هوتی هیں تو اسکي قیمت دس روپیہ سے کم نہیں هوتي

(۹) با ایں همہ قیمت صرف سات روپیہ ہے- ایک روپیہ جلد کي اجرت ہے -

Tel Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No 648

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول و رئیس التحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر 9 — کلکتہ : جمعہ ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۴ هجري — جلد ۱
Calcutta : Friday, February 4, 1916.

دعـــوة الى القـــران

(۱) قرآن حکیم کي اشاعة اور تبلیغ مسلمانوں کا قومی عشق تها - اُنهوں نے جوکچهه کیا صرف اسي کیلیے کیا' اور اُنکي تاریخ محامد و فضائل میں جوکچهه بهي هے صرف اسي کے لیے هے - انهوں نے اپنا وطن چهوڑا تو اُسي کیلیے ' عزیز و اقربا سے مهجور هوے تو اُسي کي خاطر' مال و دولت لٹایا تو اُسي کي یاد میں ' انکي تلواریں بے نیام هوئیں تو اسي کي صولت کیلیے ' اور انکي گردنوں کا خون بها تو اُسی کے عشق میں ! آه' انکي قومي زندگي کي عام صدا یه تهي :

اِن صـــلاتي و نسکي	میري عبادت ' میري قرباني ' میرا جینا
و محـــیاي و ممـــاتي	میرا مرنا ' غرضکه زندگي اور زندگي میں
لـــله رب العـــالمین -	جوکچهه هے ' سب کچهه الله کیلیے هے
	جو تمام جهانوں کا پروردگار هے -

لیکن انقلاب زمانه نے آج اُسي قوم کو اِس حالت تک پهنچادیا هے که قرآن کي تبلیغ کي راه میں ایثار نفس اورفدویت جسم و جان کي توقع کیا کي جاے ' مال و دولت کے کسي حقیر حصے کا انفاق بهي ناپید هوگیا هے !!

(۲) حدیث صحیح میں آیا هے که میري اُمة پر ایک وقت ایسا آئیگا جب ایک چهوٹي سی نیکي اتنا ثواب حاصل کریگي ' جسقدر بڑي سے بڑي نیکي آج حاصل کرتي هے' کیونکه جب تاریکي بهت بڑهجاے اور روشني کي تمام قندیلیں بجهه جائیں' تو اُسوقت دیاسلائي کي ایک تیلي بهي بهت قیمتي هوتي هے' اور اگر ایک ٹمٹماتا هوا دیا بهي میسر آجاے تو اُسے بجلي کے لیمپ سے بڑهکر لوگ غنیمت سمجهتے هیں -

یقیناً وه وقت آ گیا - تاریکي هر طرف هے مگر روشني کا کوئي سامان نهیں کرتا - ایسي حالت میں اگر کسي طرف سے ایک هلکي سي شعاع بهي نظر آجاے تو اُسکي ویسي هي عزت کرني چاهیے جیسي روشني کے عهد میں کسي قیمتي سے قیمتي فانوس کي کیا کرتے تهے -

(۳) ترجمان القرآن اور البیان کي توسیع اشاعة کیلیے بعض احباب کرام جوکچهه سعي کررهے هیں' میں اُسے اِسي نظر سے دیکهتا هوں' اور چاهتا هوں که لوگ بهي اسي نظر سے دیکهیں - ان دونوں کتابوں کیلیے سب سے بڑي ضرورت اس چیز کي هےکه غیر مستطیع مسلمانوں میں (اور وهي مسلمان سب سے زیاده اسکے مستحق هیں) اسکي اشاعة کا انتظام کیا جاے ' اور مسلمانوں کا کوئي حلقه اور کوئي طبقه ایسا باقي نه رهے جسکے اندر اسکے چند نسخے نه پهنچ جائیں - علي الخصوص انگریزي و عربي مدارس کے طلباء ' مساجد کے ائمه و حفاظ ' اور بالعموم تمام علماء کرام و ارباب درس و وعظ اسکے اصلي مخاطب هیں - ان میں سے هر شخص اپنے ساتهه ایک بڑا دائره دعوة و اثر کا رکهتا هے' اور اگر قرآن حکیم کے فهم و درس کي صحیح راه اُسکے آگے کهل جاے تو هزاروں مسلمانوں کے اندر تبدیلي پیدا هوجاے -

(۴) سو الحمد لله که بعض ارباب اخلاص کو الله نے اسکي توفیق دي هےکه اُنکي متعدد جلدیں لیکر مفت تقسیم کریں' اور اسطرح اُنهوں نے ایک ایسے عهد میں جبکه انفاق في سبیل الله کي سچي مثالیں ناپید هو رهي هیں ' اور مسلمانوں کے مال و دولت میں خدا اور اسکے کلمۂ حق کے لیے کوئي حصه نظر نهیں آتا ' ایمان بالله اور عشق کلام الهي کا ایک قابل صد عزت نمونه پیش کیا هے -

اس سلسلے میں سب سے زیاده مستحق ذکر حاجي حبیب عبدالشکور صاحب هیں جنهوں نے تفسیر البیان کي پچاس جلدوں کي قیمت بهیجدي هے - ان جلدونکو وه اپنے وطن میں تقسیم کرینگے -

لیکن سب سے زیاده قابل تقلید نمونه اُن احباب بهاولپور کا هے جنهوں نے اپني ایک رسمي اور تفریحي صحبت کي دلاویزیوں پر الله کے کلام مقدس کي تبلیغ کو ترجیح دي هے !

جناب شیخ محمد عبد الله صاحب بهاولپور سے لکهتے هیں :

" میرے ایک دوست مسٹر علي احمد خاں بي - اے هیں جنکي تنخواه میں الله کے فضل سے پچاس روپیه کا اضافه هوا هے - اس ترقي کي خوشي میں دوستوں کي خواهش تهي که چاء اور شیریني کي کوئي صحبت منعقد هو' لیکن سب کي یه راے قرار پائي که چند لمحوں کي بیفائـده صحبت کي جگـه اگر دین کي کوئي خدمت هوجاے اور خدا کا کلام اسکے بندوں تک پهنچ جاے' تو یه بڑي هي سعادت کي بات هوگي - پس هم سب نے قرار دیا که جو روپیه ٹي پارٹي میں خرچ کرنے کیلیے نکالا گیا تها ' اس سے آپکے ترجمة القرآن کے نسخے منگواے جائیں اور ارباب دل میں مفت تقسیم کیے جائیں - چنانچه سو روپیه کا مني آرڈر مرسل خدمت هے - ترجمان القران کي قیمت میں محسوب هو' اس روپیه سے جسقدر نسخے آپ بهیجیں گے ' مسٹر موصوف کے احباب میں تقسیم کردیے جائینگے "

الله تعالى مسٹر موصوف اور انکے تمام دوستوں کو اس عمل خیر کیلیے جزاء خیر دے - بظاهر یه ایک معمولي سا واقعه هے' لیکن غور کیجیے تو مسلمانوں کیلیے محبت قرآني کا ایک بهت بڑا نمونه هے - اگر لوگ اسي طرح اپنے اولین فرض اسلامي کو محسوس کریں ' تو بغیر کسي بهت بڑے دنیوي نقصان کے گوارا کیے وه الله کي خدمت کیلیے بهت کچهه کر سکتے هیں -

اسي طرح شیخ عبد الحمید صاحب (رسولپور ضلع میرٹهه) نے چند جلدوں کي قیمت بهیجدي هے' اور چند قومي لائبریریوں کا پته لکها هے که انکي جانب سے مفت وهاں بهیجدي جائیں -

شذرات

مسلم لیگ

مسلم لیگ کے گذشتہ اجلاس کا تذکرہ اخبارات و رسائل کے صفحات اور بحث و مذاکرہ کی صحبتوں میں قریب الاختتام ہے - کامل چار ہفتے اسپر گذر چاہے ' اور ہر شاہد و سامع نے اسکے نقد و بحث میں کچھہ نہ کچھہ حصہ لیا - تاہم بہت سی ضروری باتیں اب تک باقی ہیں ' اور اس سے بھی زیادہ یہ کہ اصلیت کو مشتبہ کرنے کیلیے چند مفسدانہ غلط فہمیاں پھیلائی جارہی ہیں -

جنوری کے اوائل میں اگر ہمیں فرصت ملتی تو بہ تفصیل اس واقعہ کی نسبت لکھتے - لیکن اب تفصیل کا موقعہ نہیں رہا - صرف ان غلط فہمیوں کی طرف اشارہ کردینا چاہتے ہیں ' جنکا اثر واقعہ کی عارضی حیثیت کی جگہ اصولی نتائج و عبر پر پڑتا ہے -

اس سلسلے میں سب سے پہلی چیز جو سامنے آتی ہے ' وہ مسلمانان بمبئی کے اندرونی اختلافات کا مسئلہ ہے ' جسکو عام طور پر لیگ کے ہنگامہ کی اصلی علت قرار دیا جاتا ہے -

ہم اس تعجب اور حیرانی کے ظاہر کرنے کیلیے الفاظ نہیں پاتے ' جسکے ساتھہ ہم نے اُن تحریروں کو پڑھا ہے جو بعض مدعیان علم و واقفیت نے شائع کی ہیں ' اور جنکے اندر وہ یقین کے ساتھہ ظاہر کرتے ہیں کہ مسلمانان بمبئی کے سیاسی اختلاف اور پارٹی فلینگ نے لیگ کے جلسے کو اس مصیبت سے دو چار کیا !

دنیا میں علم و یقین کے حاصل کرنے کا ذریعہ مشاہدہ ہے ' سماع ہے ' روایت ہے ' قیاس صحیح ہے ' اور تواتر و تسلسل واقعات ہے - ہم حیران ہیں کہ لیگ کے اجلاس بمبئی کے متعلق یہ تمام ذرائع موجود ہیں ' اور ان میں سے ہر ذریعہ صاف صاف یقین دلا رہا ہے کہ اس ہنگامہ کو نہ تو مسلمانان بمبئی کے کسی سیاسی اختلاف آراء سے تعلق تھا ' اور نہ مختلف سیاسی جماعتوں کی کشمکش سے - یہ جو کچھہ ہوا ' اسکی علة اصلی صرف ایک ہی تھی ' اور وہ صرف اُسی مخفی طاقت کی کارفرمائی تھی جو ہمیشہ خود تو پس پردہ رہتی ہے ' لیکن اپنے تنخواہ دار سپاہیوں کو آگے بھیجدیتی ہے - تاکہ میدان رزم میں خیمہ نشیں سپہ سالار کے احکام کی تعمیل کریں -

لیگ کے اجلاس سے پہلے جو کچھہ ہوا ' اور لیگ کے اجلاس کے اندر جو کچھہ ہوا ' دونوں کی پوری سرگذشت دنیا کے سامنے موجود ہے - اور وہ اس حقیقت کو اسدرجہ روشن و واضح صورت میں نمایاں کر رہی ہے کہ ہندوستان کے مخفی دسائس و فریب کی پوری تاریخ میں ایسا بے نقاب جلوہ کبھی بھی نظر نہیں آیا تھا -

ان نادانوں یا دانستہ حق پوشوں کا بیان ہے کہ لیگ نے اس سال کانگریس سے ملنا چاہا ' اور ہندوستان کے مستقبل کی امیدوں میں وہ یک قلم ہندوں کے ہمدوش کھڑی ہوگئی - مثل آور مقات کے بمبئی میں بھی مسلمانوں کا ایک گروہ اس بدعت کا مخالف موجود تھا - اس نے پہلے کوشش کی کہ جلسہ نہو - پھر جب سید علی امام نے بمبئی میں راضی نامہ کرانے کی یادگار عزت حاصل کی ' تو مجبوراً ساتھہ ہوگیا - تاہم اختلاف شدید تھا - اسکی دانشمندی و سیاست فہمی کسی طرح بھی گوارہ نہیں کرسکتی تھی کہ مسلمان ہندوں کے ساتھہ ملکر اپنے آپکو تباہ کر ڈالیں - پس وہ ایک مجاہد حق جماعت کی طرح جہاد فی سبیل الحق کیلیے طیار ہوگیا ' اور شہر کے بدمعاشوں اور اراذل کی ایک پلٹن طیار کرکے لیگ پر حملہ کردیا -

لیکن جن لوگوں کو اخبارات کے صفحوں پر اسطرح علانیہ کذب سرائی سے عار نہیں آتا ' کیا وہ بتلاسکتے ہیں کہ جس جماعت نے لیگ کی مخالفت میں حصہ لیا ' اُن میں وہ کون لوگ ہیں جنکو سیاست فہمی اور قوم پرستی کا یہ خلعت عطا ہورہا ہے ؟ کیا پچاس ساٹھہ آدمیوں کی وہ جماعت جو وزیٹروں کے حلقہ میں آکر بیٹھہ گئی تھی ' اور جسے صرف یہ تعلیم دی گئی تھی کہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد " شیم شیم " کا نعرہ بلند کرتے رہنا ' چنانچہ وہ مسکین اپنے پیشواؤں کے شور و غل پر بھی اسی آموختہ کو دھرا دیتے تھے ؟ اگر وہ نہیں تو پھر کیا علی خاں معروف بہ عبد الرؤف جو پرانی گاڑیوں کو رنگا کرتا ہے ' اور جس غریب کو یہ بھی نہیں معلوم کہ کانگریس کیا بلا ہے اور لیگ کس جانور کا نام ہے ؟ اگر وہ بھی نہیں تو پھر کیا بمبئی کے بدمعاشوں کا وہ سردار جو اسٹیج کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا تھا اور جو لیگ سے اپنے سیاسی اختلاف کو اس ماہرانہ جملے میں ادا کرتا تھا کہ " میرا ملک کابل کیوں ہندوں کو بخش رہے ہو " ؟ اگر یہ لوگ صرف مزدور تھے ' اور سیاست کا معلم وہی تھا جسکے ذریعہ انہوں نے مزدوری پائی ' تو پھر کیا سلیمان قاسم مٹھا کے روپیوں کی تھیلیوں میں اس سیاسی فہم و تدبر کو ڈھونڈھیں ' حالانکہ روپیہ سے آلو اور بمبئی کے بدمعاش ' دونوں چیزیں خریدی جاسکتی ہیں مگر نہ تو عقل خریدی جاسکتی ہے اور نہ علم !

لطف کی بات یہ ہے کہ ان بحث کرنے والوں میں اکثر لوگ وہ ہیں جو خود بمبئی میں موجود تھے ' لیکن اُنکی واقفیت کا یہ حال ہے کہ بیچارے علی خاں سندھی کو " مولانا عبد الرؤف " کے لقب سے لکھتے ہیں ' اور سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی بمبئی کا بڑا لیڈر ہے جس نے بھرے جلسے میں مخالفت کی ' اور محض سیاسی اختلاف کی وجہ سے شور و غل مچایا - حالانکہ بمبئی کا ہر شخص اس شخص کے حالات سے واقف ہے ' اور ہر جگہ اس قسم کے باجے بازاروں میں بکثرت ملتے ہیں ' جنکو کوکدیا جاے تو بجتے رہینگے -

بہرحال بمبئی میں لیگ کے موقعہ پر جو کچھہ ہوا ' اسکو کسی سیاسی اختلاف و جماعت بندی سے کوئی تعلق نہیں - ہر شخص جانتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کا اتحاد ان لوگوں کی نظروں میں کس درجہ مہیب چیز ہے ' جنہوں نے اپنی کامیابیوں کا محل تفریق عناصر کی بنیاد پر تعمیر کیا ہے ' اور علی الخصوص موجودہ حالات میں کانگریس اور لیگ کا یکجا ہونا اور مل جلکر ایک کمیٹی بنانا ' انکے مقاصد کیلیے کس درجہ ہولناک ہے ؟ بمبئی میں انہی مقاصد سے لیگ کو منعقد کیا جاتا تھا - پس کوشش کی گئی کہ اسکی راہ میں موانع پیدا کیے جائیں - اسکے لیے ہمیشہ سے ایک ہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے ' اور وہ ہم سب کو معلوم ہے - شیطان کو کبھی بھی انسانوں نے اپنے سامنے نہیں دیکھا ہے ' اسکی وسوسہ اندازیوں نے ہمیشہ انسانوں ہی کو اپنی سواری کا گدھا بنایا ہے :

الذي یوسوس فی صدور الناس من الجنة و الناس -

پس شیطان اس موقعہ پر بھی اپنے ابلیسانہ تخت فساد کے ساتھہ اُترا ' اور اس نے اپنے فرماں بردار اور اطاعت شعار فرزندوں کو پیار کیا - جب اسکی نگاہ لطف کی ایک پر اسرار گردش ثابت

قدمي كي بڑي بڑي چٹانوں کو پاني كي طرح بہا ديسكتي هے' تو پهر يه تو اسكے سعادت مند فرزندوں كا گهرانا اور اسكے عشاق قديم كي ايمان بكف محفل تهي - يہاں تو گفت و شنود حسن و عشق' اور قول و قرار وصل و وصول كي جگه صرف ايک تبسم اميد نواز هي ديوانه بنا دينے كيليے كافي تها :

شنيـده ام كه سگاں را قـلاده مي بنـدي
چـرا بگـردن حافـظ نمي نهـي رسنے ؟

پس يـه اطـاعـت شعاران عشق اپنے پر اسرار و غير مـرئي معشوق كے حكموں كے آگے سچے عاشقوں كي طرح گر گئے' اور اپنے وجود كو ايک فرماں بردار مركب بناكر اسكے سپرد كرديا - پهر كس قدر نادان هيں وہ لوگ جو سواري كے ايک چارپاے كي تو شكايت كرتے هيں' مگر اسكو نہيں ديكهتے جسكے هاتهه ميں اسكي لگام تهي' اور جسكے بوجهه نے اس مسكين كي پيٹهه پر قابو پايا تها؟ اولـئك حـزب الشيطان ' الا ان حـزب الشيطان هـم الخاسرون (۵۹ : ۱۹)

قرآن حكيم نے همكو شيطان كا ايک بڑا خاصه يه بهي بتلايا هے كه وہ اپنے وفادار غلاموں كو ايک كام كا حكم ديتا هے' ليكن جب وہ اسكي تعميل كرتے هيں تو دنيا سے كہتا هے كه مجهے اس كام سے كيا واسطه؟

كمثل الشيطان اذ قـال للانسان اكفر' فلما كفر قال اني بري منـك! (۵۹ : ۱۶)

انكي مثال شيطان كي سي هے - اس نے انسان سے كہا كه كفر و ضلالت اختيار كر' جب انسان نے اس حكم كي تعميل كي تو پهر وہ الگ هوگيا' اور كہنے لگا كه مجهے اس كام سے كوئي واسطه نہيں - ميں تيرے كفر سے بالكل بري الذمه هوں -

پس يه بيفائدہ هے اگر آج بهي وہ ظاهر كرے كه مجهے اس شر و فساد سے كوئي واسطه نہيں اور ميں اس سے بري الذمه هوں' كيونكه هميں اسكي قديمي عادت معلوم هے' اور اگرچه هميشه سب كچهه وهي كرتا هے' پر هميشه اپنے كو الگ دكهلاتا اور ظاهر كرتا هے كه اسے كوئي سروكار نہيں -

ياد ركهو كه شر و فساد جسقدر هے شيطان هي كي وسوسه اندازي كا نتيجه هے' ورنه اسلام كا كوئي چهوٹا سے چهوٹا فرزند بهي راہ فساد اختيار نه كرتا : ان الشيطان للانسان عدوا مبين -

اسي وسوسه اندازي كا نتيجه تها كه ليگ سے پہلے بهي شر و فساد پيدا هوا' اور اجلاس كے اندر بهي - پس همارا جو كچهه بهي معامله هے' وہ جهل و ناداني كي ان پتليوں سے نہيں هے جو دنيا كے سامنے ناچ رهي تهيں' بلكه جو كچهه بهي هے وہ اس خوفناک آسيب سے هے جسكي روح انكے اندر حلول كرگئي تهي' اور جب وہ چيخ رهے تهے تو اسي كي آواز انكے حلقوں سے نكل رهي تهي!

اس سے بهي بڑهكر قابل تذكرہ شرارت اُن لوگوں كي هے جو ليگ كے گذشته اجلاس كے اثرات و نتائج كي نسبت طرح طرح كي غلط فہمياں پهيلاتے هيں' اور اس هنگامه كے واقعات كو اس انداز سے بيان كرتے هيں' گويا انهوں نے ليگ كے اجلاس كو بالكل كهوديا -

ليكن هم كو يقين هے كه يه تمام كوششيں بيكار هيں' اور غلط فهمي خواہ كتني هي سخت هو ليكن انسان كي بينائي نہيں چهين سكتي - گذشته اجلاس كي كاميابي و ناكامي كا اندازہ صرف اس چيز سے كيا جاسكتا هے كه اجلاس كا مقصود اصلي كيا تها' اور وہ حاصل هوسكا يا نہيں؟

يه بالكل ظاهر هے كه اس سال ليگ كے بمبئي ميں منعقد كرنے كا كوئي مقصد اسكے سوا نه تها كه هندو مسلمانوں كے ملكي اتفاق كي طرف سعي و طلب كا ايک نماياں قدم بڑهايا جاے' اور موجودہ حالات و مقتضيات كے مطابق مسلمانوں كي طرف سے ايک زندہ سياسي آواز بلند هوسكے -

يهي مقصد تها جسكے ليے ايک جماعت اس بات پر اڑ گئي كه ليگ كا اجلاس ضرور بمبئي هي ميں منعقد كيا جاے' اور اسكے فوائد كے يقين كا اسقدر اسپر استغراق طاري هوا كه انعقاد كي خوشي ميں باهمي راضي نامه كي ايک بد ترين اور قابل صد نفرت شكل بهي اس نے منظور كرلي -

يه راضي نامه وہ هے جسكو سر سيد علي امام كي اس "صلح فرما" خصوصيت كا دوسرا عمل سمجهنا چاهيے جسكا پہلا عمل مسئله مسجد كانپور كي مشہور "صلح" هے -

اس راضي نامه كا مقصد يه تها كه ليگ كے اجلاس ميں سوا تين تجويزوں كے جنكے الفاظ تک قرار پا چكے تهے' اور كوئي كارروائي نه كي جاے : وفاداري' توسيع عهد ويسراے' اور ايک كميٹي كا انعقاد -

اب اسكے بعد واقعات پر نظر ڈاليے اور ديكهيے كه يه تمام مفسدانه ساز و سامان جو راضي نامه كے بعد بهي جاري ركهے گئے' اُس مقصد اصلي كو كہاں تک نقصان پہنچا سكے جو ليگ كے انعقاد سے مقصود اصلي تها؟

آل انڈيا مسلم ليگ' اسكے كاموں' اسكي كاركن جماعت' اور اسكے سرپرستوں كے طريق عمل كے متعلق ابتدا سے هماري ايک خاص طرح كي راے رهي هے' اور جو اُن دونوں جماعتوں كے افكار سے بالكل مختلف هے جنكو موجودہ ليگ كے موافقين و مخالفين كے نام سے پكارا جاتا هے - با ايں همه هم يقيني طور پر ديكهه رهے هيں كه ليگ كے آغاز وجود سے ليكر اس وقت تک اگر اسكا كوئي اجتماع ايسا هوا هے جسكو نسبتاً مفيد و كامياب كہا جاسكے' تو وہ يهي عجيب و غريب اجتماع تها جو باوجود ان تمام مفسدانه طاقتوں اور مفسدانه ساز و سامان مقاومت كے ساحل بمبئي پر منعقد هوا -

انعقاد كا پہلا مقصد يه تها كه هندو مسلمانوں كے ملكي اتحاد كي طرف ايک زيادہ نماياں اور موثر قدم بڑهايا جاے - اسكو كوئي قوۃ فساد نه روک سكي - نه افساد و اضلال كي طاقتوں كا وہ سب سے بڑا هولناک بت روک سكا جسكے چہرے پر نقاب رهتا هے' اور نه اسكے مندر كے وہ پجاري روک سكے جو اسكے پراسرار حكموں پر رقص عبادت كرتے هيں - ليگ اور كانگريس كے اجلاس ايک شہر ميں هوے' ليگ كے ممبر هوم رول ليگ ميں شريک هوے اور مادريت كانگريسي پارٹي سے زيادہ اظهار جوش كے ساتهه اسكي كارروائي ميں حصه ليا' پهر كانگريس ميں شريک هوے' اور ممبران كانگريس ليگ ميں آے - يه چيز في نفسه هماري نظروں ميں كوئي ايسي رفيع چيز نہيں هے - مگر چونكه كانگريس اور مسلمانوں كي تفريق كو هميشه ايک بت بناكر مسلمانوں نے پوجا هے' اسليے اسكا پاش پاش هونا هر طرح ايک اهم واقعه هونے كي استعداد ركهتا هے -

اس سے بهي اهم تر چيز يه تهي كه مسلمانوں كے سياسي مجمع سے ايک ايسي آواز اُٹهے جسميں كچهه جان هو' اور جسكي روح كو وقت كا فرضي اور وهمي سوال اٹهاكر هلاک نه كيا جاسكے - سو اس ميں كوئي شک نہيں كه مسٹر مظهر الحق كا ايڈريس اس اعتبار سے ليگ كي تمام تاريخ كا حاصل زندگي هے' اور باوجود هجوم مشكلات و احاطۂ موانع كے اُنهوں نے جسقدر بهي اظهار حقيقت كي توفيق پائي' وہ هميشه يادگار رهيگي -

انكے ايڈريس ميں جو كچهه موجود هے' وہ بلحاظ وقت كي مشكلات كے اسقدر رفيع هے' كه اسكي وقعت پر غير موجود كا افسوس غالب نہيں آ سكتا -

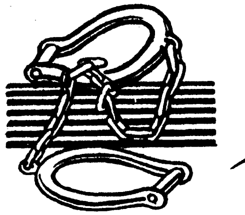

احرار اسلام

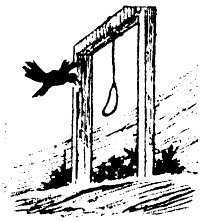

الامــر بالمعــروف والنهي عن المنكــر

تاریخ عہد عباسیہ کا ایک صفحہ

مسئلۂ خلق قرآن اور مناظرۂ دربار مامون الرشید

علماء سلف کي حریت حقہ اور دعــوۃ الی الحق کا ایک نظارہ !

اسلام کے ابتدائي عہدوں میں جن مسائل نے سب سے پہلے اختلاف و تفریق کي بنیادیں رکھي ھیں' اور مسلمانوں کو کتاب و سنت کے صراط مستقیم اور صحابۂ کرام کے اسوۂ حسنہ سے انحراف کي راہ دکھلائي ھے ' ان میں سے ایک معــرکۃ الاراء اور شدید الاختلاف مسئلہ " خلق و قدم قران " کا بھی ھے -

(مسئلہ خلق قران)

مسئلۂ " خلق و قدم قرآن " سے مقصود یہ تھا کہ الله کا کلام جو ھمارے پاس ایک کتاب کي شکل میں موجود ھے ' اسمیں الفاظ ھیں اور معاني ھیں ' الفاظ کي آواز ھے جو مختلف حرکات زبان و اطراف زبان سے بنتي اور نکلتي ھے - معاني کے حقائق متصورہ ھیں جنکا وجود معقولي بھي ھے اور وجود خارجي بھي - پس ان اعتبارات سے قران قدیم ھے یا حادث ؟ مخلوق ھے یا غیر مخلوق ؟

اس مسئلہ کو فلسفہ اور فلسفہ دان اقوام کے اختلاط نے پیدا کیا تھا - اسلام کي اصلي سر زمین ان لا حاصل اور قواء عملیہ کو بیکار کرنے والي کاوشوں سے بالکل پاک تھي - آنحضرۃ صلی الله علیہ وسلم نے ھمیشہ اُن سوالات سے صحابہ کو روکا جو انکي عملي زندگي اور انکے نصب العین سے اُنکو ھٹانے والے تھے - اسلام نے عمل و سعادت کي ایک ھي سیدھي راہ کھول دي تھي' اور وہ چاھتا تھا کہ مسلمان صرف اسي کي رھروي میں مشغول رھیں - آپکے بعد تمام عہد صحابہ بھي اسي حال میں بسر ھوا - لیکن بنو امیہ کي حکومت نے نظام خلافۃ اسلامي میں ایک انقلاب عظیم کرکے اسکي اجتماعي قوت کي نشوؤ نما روک دي' اور نئے نئے فتنوں اور ھلاکتوں کا دروازہ کھول دیا - ایک بڑا فتنہ علوم عقلیۂ قدیمہ اور مذھب کا غیر صالح اختلاط تھا - ایک طرف نو مسلم عجمي اقوام اپني تمام پراني بحثوں اور کاوشوں کو اپنے ساتھہ لائیں' دوسری طرف اھل کتاب اور مجوسي علماء حکومت اموي کي تمام شاخوں اور محکموں پر حاوي ھوگئے - ان لوگوں نے جہاں اپني مذھبي روایتیں مسلمانوں میں پھیلائیں' وھاں فلسفیانہ مباحث قدیمہ کا وہ دفتر پارینہ بھي کھولدیا' جو اسکندریہ و سوریا کے کھنڈروں اور جندیسا پور و مدائن کے اطلال و آثار کے اندر مدفون ھوچکے تھے -

در اصل اس سوال کو پیدا کرنا ھي ایک سخت ضلالت اور مسلک شریعۃ سے انحراف تھا - قران الله کا کلام ھے جسکو خدا کے رسول نے ھم تک پہنچایا - ھماري معلومات اسکي نسبت صرف اسي قدر ھے اور اس سے ھدایت حاصل کرنے کیلیے اتنا علم کافي ھے - وہ مخلوق ھے یا قدیم ؟ یہ سوال نہ تو خود قرآن نے ھمارے سامنے کیا ' نہ الله کے رسول نے ' نہ تربیت یافتگان عہد نبوت نے - پس جو کچھہ ضروري تھا ' وہ وھي تھا جو بتلا دیا گیا ' اور جو نہیں بتلایا گیا وہ ضروري ھي نہیں ھے ' اور اسکي فکر و کاوش میں ھمارے لیے کوئي سعادت نہیں -

سلف صالح اور محدثین کرام کا یہي مسلک تھا ' اور صرف اسي راہ میں امن تھا - لیکن افسوس کہ مسلمان اُن فتنوں سے نہ بچ سکے جو انسے پہلے کي قوموں میں موجب ضلالت ھو چکے تھے -

پھر قدم وحدوث کے اعتبار سے بھي دیکھا جاے تو مسئلہ بالکل واضح تھا ' اور اسکي حقیقت ایک ھي تھي - الله اور اسکي تمام صفات کاملہ قدیم ھیں - اسکي ایک صفت کلام بھي ھے - قران الله کا کلام ھے' پس حروف و اصوات و الفاظ کي جس مرتبہ و منظمہ شکل میں وہ موجود ھے ' اسکي حقیقت نظمي و ترتیبي کو بھي قدیم ھي ھونا چاھیے -

لیکن فلسفیانہ کاوشوں نے ایک صاف بات کو پیچیدہ بنا کر نظر و بحث کي اور راھیں بھي کھولدیں - فرقہ معتزلہ نے جو فلسفہ و معقولات یوناني سے متاثر ھوچکا تھا ' اس مسئلہ کو بالکل دوسري نظر سے دیکھا - انھوں نے کہا کہ قرآن حکیم آنحضرۃ صلی الله علیہ وسلم پر نازل ھوا - اس سے پہلے نہ تھا - وہ ایک با معني عبارت ھے - عبارت جملوں سے مرکب ھے ' جملے الفاظ سے ' اور الفاظ حروف سے - یہ حروف اور یہ الفاظ جب ھماري زبان سے نکلتے ھیں' تو ھماري آواز ھوتے ھیں جو اس سے پہلے نہ تھی' اور جسکا حدوث ھمارے ھي حلق و زبان سے ھوا - پس ان اعتبارات سے قران مخلوق ھے ' قدیم نہیں ھو سکتا - علاوہ بریں الله ھر شے کا خالق ھے - قران بھي اشیاء میں داخل ھے - اُسے بھي مخلوق ھونا چاھیے -

ان خیالات سے معتزلہ نے سخت ٹھوکر کھائي - انھوں نے دعوا کردیا کہ قران مخلوق ھے ' اور اسطرح گمراھي و فساد کا ایک بڑا دروازہ امۃ پر کھولدیا - انکي ھدایت فلسفیانہ کاوشوں کے اندر گم ھوگئي - وہ یہ نہ سمجھے کہ اصوات حروف کا مخلوق ھونا جو انسان کا فعل ھے ' دوسري چیز ھے - اور قران کا مخلوق ھونا جو ایک حقیقت نظمي و ترتیبي کا نام ھے ' بالکل دوسري - قران حکیم کو کسي اعتبار سے بھي مخلوق و حادث نہیں کہہ سکتے - وہ نہ تو حرفوں کا نام ھے اور نہ ان آوازونکا جو انسان کے حلق سے نکلتي ھیں - " الحمد لله رب العالمین " کا ھر حرف اور ھر لفظ اپني انفرادي حالت میں جو آواز پیدا کرتا ھے' اور انکي حرکات صوتیہ سے جو تموج ھوا کے ذرات میں ھوتا ھے' یقیناً حادث ھے - لیکن ساتھہ ھي وہ قران بھي نہیں ھے - قران تو اُس حقیقت نظمي کا نام ھے جو ان حرفوں کي ایک خاص الٰہي ترتیب و تنظیم سے متشکل ھوئي' اور " الحمد لله رب العالمین " بنکر لسان وحي پر جاري ھوئي - وہ قدیم ھے ' اسلیے کہ خدا بھي قدیم ھے -

گلستاں کا ہر حرف اور ہر لفظ سعدی کا کلام نہیں ہے' لیکن گلستاں سعدی کی ہے - اسلیے وہ حقیقت جو انفراد حروف و اصوات کے علاوہ ہے' اسی کا نام گلستاں ہوگا اور وہی سعدی کی تصنیف ہے -

پس " قرآن " جس کتاب کا نام ہے ' وہ کسی اعتبار سے بھی مخلوق نہیں ہوسکتی - معتزلہ نے اسے مخلوق قرار دیکر ایک طرف تو اُن بحثوں کا دروازہ کھولا جو اسلام کیلیے سب سے بڑا فتنہ تھا ' دوسری طرف قرآن کی الہی عظمت و قدوسیت کے اعتقادی اساس کو بھی سخت صدمہ پہنچنے کا امکان پیدا کردیا - قرآن کی ربانی و الہی عظمت کا اعتقاد اسلام کی تمام کائنات زندگی کی اصلی روح تھی - پس اگر آغاز عہد ہی میں اسکی پوری حفاظت نہ کی جاتی تو بہت جلد وہ وقت آجاتا جب لوگ توارات اور انجیل کی طرح قرآن حکیم کی عزت الہی کو بھی غارت کردیتے -

اللہ تعالی نے فرزندان اسلام کی سب سے بڑی مقدس و حامل شریعۃ جماعۃ یعنے محدثین کرام کو اس بدعۃ مضلہ کے انسداد کیلیے کھڑا کردیا ' اور اُنھوں نے اپنا خون بہاکر اس مسئلہ کے دست برد سے قرآن حکیم کی حفاظت کی -

(مسئلہ کی اہمیت)

آجکل کے بعض ارباب علم و نظر کا خیال ہے کہ اس قسم کی بحثیں جنکے لیے ہمارے سلف صالح اور علماء حق نے ایک عظیم الشان داخلی جہاد کیا ' اور اکثر اوقات اپنی زندگیوں تک کی قربانی کردی ' محض ایک لفظی نزاع تھی ' اور صرف سوء فہم و کج ذہنی نے انکو اہم و رفیع بنا دیا تھا -

وہ ان لوگوں کی عقلوں پر تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اُن سے زیادہ عقلمند ہیں کیونکہ ان بحثوں کی بے وقعتی و بے اثری کو خرد مندانہ محسوس کر رہے ہیں - لیکن افسوس کہ ہم ان سے متفق نہیں ہوسکتے - یہ مسائل جس عہد میں پیدا ہوے ' وہ اسلام کی نشو و نماء اجتماعی کا ابتدائی عہد تھا - اسکے سرچشمے پھوٹ کر بہہ رہے تھے' اور ایک تنکا بھی اُنکی راہ میں آ جاتا تھا تو خوف ہوتا تھا کہ یہی تنکے جمع ہوکر ایک دن بڑی بڑی نہروں کے دہانوں کو بند کردینگے - محدثین کرام نے اس حقیقت کو سمجھا ' اور اسلام کی حفاظت کیلیے کمر بستہ ہوگئے - اُنکی مثال اُس جانباز عاشق کی سی تھی ' جو اپنے معشوق کے تلووں میں ایک کانٹے کی چبھن بھی دیکھتا ہے تو اِس زور سے چیختا ہے' گویا اُوسکے پہلو میں خنجر نے شگاف کردیا - وہ اُس ایک ایک تنکے ' ایک ایک کانٹے ' اور مٹی کے ایک ایک ذرے کیلیے اپنی گردنوں کو ذبح کرا دینا چاہتے تھے جو اسلام کی راہ میں آ جائیں' اور اسکی صراط مستقیم کو آلودہ کرنا چاہیں - اگر اس وقت اللہ تعالی فرزندان اسلام کی اس سب سے زیادہ برگذیدہ جماعت کے دلوں کو اپنے الہام سے معمور نہ کردیتا ' اور وہ ایک داخلی جہاد عظیم کرکے ان تمام فتنوں کا سد باب نہ کرتے ' تو آج دنیا میں اسلام کی بھی وہی حالت ہوتی جو دنیا کے تمام محرف و مسخ مذاہب کی نظر آرہی ہے ' اور اسکی حقیقی تعلیم کو بھی طرح طرح کی بدعات و محدثات کا سیلاب بہا لیگیا ہوتا -

آج تمہارا حال یہ ہے کہ اسلام کی گردن پر تلواریں چلتی ہیں ' تو تمھیں اتنا بھی صدمہ نہیں ہوتا جتنا کسی انگلی کے پوتے میں سوئی کی خلش سے ہو سکتا ہے - تم اُن پاک روحوں اور خدا کے کلمۂ حق کے جاں نثاروں کی حالت کا کیا اندازہ کر سکتے ہو جو اسکی راہ میں ایک تنکے کے آجانے سے بھی اسطرح بیچین ہوجاتے تھے' گویا انکے بستر پر دہکتے ہوے انگارے بچھا دیے گئے !

قرآن حکیم کی جس حفاظت و عظمت پر تم آج ناز کرتے ہو' یہ در اصل انہی محدثین کرام کی حق پرستیوں کا نتیجہ ہے جنھوں نے اسکو بھی گوارا نہ کیا کہ کوئی نئی آواز قرآن کیلیے اٹھائی جاے' اور کوئی بات ایسی اسکی نسبت کہی جاے جو اسکی غیر انسانی عظمت کی تنزیہ و تقدیس کو بٹہ لگاے -

پھر اس سے بھی قطع نظر کرو - یہ مسئلہ محض ایک لفظی نزاع ہی کب تھا ؟ معتزلہ کہتے تھے کہ قرآن مخلوق و حادث ہے - ہر مسلمان کو اسکا اعتقاد رکھنا چاہیے - اور اس طرح قرآن کیلیے ایک ایسی بات کہتے تھے اور ایک ایسی بات کا اقرار کرانا چاہتے تھے جسکا اقرار نہ تو خود قرآن نے کرایا اور نہ رسول نے کبھی کہا ' پھر کیا یہ ایک سخت فتنہ نہ تھا جو نئی نئی اعتقادی بدعتوں کا ابلیسی دروازہ کھولتا تھا ؟ اور کیا یہ شریعۃ پر اضافہ کرنا اور اسلامی اعتقاد کی ترمیم نہ تھی ؟

محدثین کرام نے جن مقاصد کی بنا پر اس طرح کے تمام فتنوں کی مخالفت کی اور کسی شکل میں بھی انکو گوارا نہ کیا ' واقعات نے ثابت کردیا ہے کہ وہ یکسر صحیح و واقعی تھے - ہم دیکھ رہے ہیں کہ انہی مسائل نے بالآخر اسلام کی حقیقی تعلیم کو طرح طرح کی خارجی ضلالتوں سے آلودہ کیا ' اور ان کوششوں کے بعد بھی اسلامی عقائد غیر دینی اثرات و اختلاط سے محفوظ نہ رہ سکے - صرف محدثین کرام ہی کا ایک گروہ ایسا نظر آتا ہے جنکے دلوں کو اللہ نے اپنی حفاظت میں لے لیا تھا - نہ تو انقلابات علمی کے موثرات انکی استقامت حق پر غالب آسکے - اور نہ انسانی افکار و اوہام کی دلکشیاں انکے دلوں کو جمال قرآن و سنت کے عشق سے پھیر سکیں - فی الحقیقت یہی وہ پاک جماعت تھی جسکے لیے زبان نبوت نے اول روز ہی حکم سنادیا تھا : لا یزال طائفۃ من امتی قائمین علی الحق ' حتی یاتی امر اللہ و ہم غالبون -

بہر حال علماء حق اور محدثین کرام نے اس بدعۃ شدیدہ اور فتنۂ عظیمہ کا اس قوۃ و سرفروشی کے ساتھہ مقابلہ کیا کہ تمام دنیا کی حق پرستی و امر بالمعروف کی تاریخ میں اسکے واقعات یاد گار رہینگے -

اگر یہ مسئلہ صرف عامۂ معتزلہ تک محدود رہتا ' تو پیروان اسلام کے سواد اعظم کیلیے (جو اُسکا مخالف تھا) کوئی مصیبت نہ تھی ' یہ صرف بحث و دلائل کا میدان ہوتا اور زبان و قلم کا جہاد اسکے لیے کافی تھا ' لیکن مصیبت یہ تھی کہ حکومت وقت نے اس مذہب کا ساتھہ دیا ' اور بعض خلفاء عباسیہ نے معتزلہ کے ساتھہ ہوکر خلق قرآن کے مسئلہ کو بجبر پھیلانا چاہا - انھوں نے حکومت کے زور ' سزاؤں کے اعلان ' قیدخانوں کی زنجیروں ' اور جلادوں کی تلواروں کو حرکت دی ' اسلیے یہ علمی مسئلہ ' علمی نہ رہا ' بلکہ ارباب حق کیلیے ابتلا ؤ آزمایش کی ایک ہیبت ناک ہولناکی بنگیا -

(مامون الرشید کا استبداد)

خلفاے عباسیہ میں مامون الرشید عباسی ایک عجیب و غریب حکمران گذرا ہے - اسکی زندگی میں بعض چیزیں بالکل متضاد جمع ہو گئی تھیں - وہ ایک طرف علوم اسلامیہ کا ماہر تھا ' عربیۃ کا کامل الفن تھا ' علم و حکمت کا عاشق اور حریت و آزادی کا حامی تھا - اسکی حریت پسندی نے دنیا کے تمام مذہبوں کو مطلق العنان چھوڑ دیا تھا - الحاد آزاد تھا ' ثنویت کی پرسش نہ تھی ' مانویت علانیہ ظاہر کی جاتی تھی ' مزدکیۃ کیلیے کوئی درہ نہ تھا ' یونان و ایران کے جن ملحدانہ مذاہب کو کبھی بھی پناہ نہ ملی تھی ' وہ بغداد کے گلی کوچوں میں پرورش پا رہے تھے -

لیکن دوسری طرف اسلام کے اندرونی مذاہب و اختلافات کے میدان میں آکر دیکھیے ' تو اسکے ہاتھہ میں استبداد کی بے پناہ تلوار اور زبان پر جبر و قہر کے سخت سے سخت احکام نظر آتے ہیں !

مامون الرشید کے اسی استبداد داخلی کے سلسلے میں مسئلۂ خلق قرآن کا فتنۂ عظیمہ بھی ہے' جسنے تیسری صدی ہجری میں علماء حق کیلیے ابتلاء و امتحان کا ایک نہایت نازک وقت پیدا کردیا تھا - اُس نے معتزلہ کا مذہب خلق قبول کرلیا ' اور اسی کو حق و باطل اور اسلام و کفر کا معیار قرار دیا - اس نے چاہا کہ

کیسی حکومت کے جبر و قہر سے لوگوں کو مجبور کرے' اور اس چیز کا اقرار کرائے جسکے لیے شریعت نے انہیں کوئی حکم نہیں دیا ہے - بلا شبہ وہ اپنے بھائی امین الرشید کو قید خانے کی کوٹھری میں قتل کرا سکتا تھا' اور یقینا اسکے بھیجے ہوے جلادوں کی تلواروں میں یہ قدرت تھی کہ مسلمان امین کے تنہے کی ڈھال پر غالب آ جائیں' لیکن اسکی پوری حکومت اور حکومت کی تمام طاقتیں بھی اس سے عاجز تھیں کہ حاملین شریعت اور علماء حق کے استقامت و ثبات پر غالب آسکیں' اور انکو حق و ہدایت کی اس راہ سے پھرادیں جسپر انکا یقین اور نور ایمان انہیں چلا رہا تھا !

تاہم فتنہ عظیم تھا' اور اسکے قہارانہ نتائج نے وہ سب کچھہ کیا جو ایسے مواقع میں ہمیشہ ہوا ہے - بہت سے علماء حق قید ہوے' بہت سے جلا وطن کیے گئے' بعض خاک و خون میں بھی تڑپے' اور بہتوں کے قدم جادۂ ثبات سے ڈگمگا بھی گئے -

(فتنہ کی ابتدا)

غالباً سب سے پہلے سنہ ۲۱۲ - ہجری میں مامون الرشید نے خلق قرآن کے مسئلہ کا سرکاری طور پر اعلان کیا اور دار الخلافۃ میں بحث و مباحثہ کا بازار گرم ہوا - لیکن جبر و تشدد کی ابتدا سنہ ۲۱۸ سے نظر آتی ہے' جبکہ مامون الرشید پوری قوت کے ساتھہ آمادہ ہوگیا تھا کہ تلوار کے زور سے خلق قرآن کا مذہب مسلمانوں میں پھیلا دے -

چنانچہ اسی سنہ میں اس نے ایک فرمان اسحاق بن ابراہیم گورنر بغداد کے نام بھیجا - فرمان کا مضمون یہ تھا کہ تمام علماء شہر کو جمع کرو - جو لوگ خلق قرآن کا اقرار کریں انہیں چھوڑ دو' جو انکار کریں انکی نسبت خبر دو - پھر دوسرا فرمان بھیجا کہ بشر بن ولید الکندی قاضی القضاۃ اور ابراہیم بن مہدی اگر انکار کریں تو قتل کردیے جائیں - لیکن انکے علاوہ دیگر منکرین خلق قران کو صرف قید کردیا جاے - (ابو الفداء - جلد دوم - صفحہ - ۳۱)

ابراہیم بن مہدی کے قتل کا تو پولیٹکل اسباب سے وہ خواستگار ہی تھا - لیکن بشر بن ولید کیلیے قتل کی سختی اسلیے تھی کہ وہ قاضی القضاۃ تھے - افسوس کہ ان دونوں کا ثبات اس پہلی آزمایش ہی میں ہلاک ہوگیا' اور خلق قرآن کا اقرار کرکے اپنی جان بچالی' اور بہت سی کمزور روحوں نے بھی انکا ساتھہ دیا' لیکن علماء حق کی ایک مقدس جماعت ایسی بھی تھی جسکے لیے حکومت کی تلواروں اور دنیوی عقوبتوں کے فرمانوں سے بڑھکر خدا کا فرمان ہیبت و سطوت رکھتا تھا - انہوں نے صاف انکار کردیا' اور قید خانے کی بیڑیاں خوشی خوشی پہن لیں - اس جماعت حق کا سرتاج وہ وجود مقدس و مبارک تھا' جسکو شریعت کے احیاء و تجدید اور کتاب و سنت کے مسلک قویم کے اعلان و حفظ کی خدمت درگاہ الہی سے سپرد ہوئی تھی' اور جسکی قربانی کو خدا نے اس فتنہ کے استیصال کیلیے روز ازل ہی سے چن لیا تھا - یعنی حضرۃ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جو فی الحقیقت تمام ائمۂ سلف میں اپنی مخصوص فضیلتوں کی بنا پر ایک ہی شخص ہیں' جنکو " امام اہل سنت و الجماعۃ " کے لقب سے پکارا جا سکتا ہے -

ہم اس مضمون کے دوسرے نمبر میں امام موصوف کی اس یادگار قربانی کا حال بہ تفصیل لکھینگے' یہاں صرف اسی قدر اشارہ کرکے ایک دوسرے واقعہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں -

(جـامع رصـافـہ)

اس واقعہ کے بعد ہی مصائب و محن کا ایک سیلاب امنڈ آیا' اور تمام بغداد کانپ اٹھا - علماء کے سامنے صرف دو ہی راہیں تھیں - یا اس چیز کا اقرار کریں جسکا اقرار شریعت نے انسے نہ کرایا' یا جلاد کی تلوار دیکھیں اور قید خانے کی زنجیروں سے ہم آغوش ہوں - بہتوں نے بغداد سے ہجرت کی' بہتوں نے گھر سے نکلنا بند کردیا' بہتوں کی عزلت گزینی یہاں تک بڑھی کہ جمعہ کی جماعت کی شرکت بھی ترک کردی - لیکن کسی کو اسکی جرأت نہیں ہوتی تھی کہ مامون الرشید کی سطوت و جلال کے مقابلے کیلیے اٹھے' اور اس جبر و قہر اور تسلط غیر شرعی سے آگے روکے -

مامون نے گذشتہ واقعات ہی پر قناعت نہ کی' بلکہ استبداد و جبر کا ایک قدم اور آگے بڑھایا - بغداد کی سب سے بڑی مسجد " جامع رصافہ " تھی جو رصافہ کے شرقی جانب واقع تھی' اور جسکا صحن ہمیشہ علماء ملت کے درس و مواعظ کی مجلسوں سے پر رہتا تھا - مامون نے حکم دیا کہ فقہاء و محدثین میں سے کوئی عالم مسجد میں درس نہ دے' اور نہ لوگوں کے مجمع میں بیٹھے - صرف بشر مریسی اور محمد بن جہم کیلیے یہ منصب مخصوص ہے جو اکابر معتزلہ' اور خلق قران کے دعاۃ میں سے تھے -

انہی دونوں شخصوں کے ہاتھہ میں تمام فقہاء و محدثین کی موت و حیات کا رشتہ دیدیا تھا - جو عالم مسئلۂ خلق قران کی مخالفت میں ایک لفظ بھی زبان سے نکالتا تھا' پولیس اسے گرفتار کرلیتی تھی' اور انکے سامنے لیجاتی تھی - وہ جو حکم دیتے تھے اسکی معاً تعمیل کی جاتی تھی - علماء کا ایک بہت بڑا گروہ جو اپنے اندر سچائی کیلیے دکھہ اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا تھا' بظاہر انکا ہم زبان بنگیا تھا' اور نفاق کے سپر پر انکی تلوار کو روکتا تھا -

یہ متوحش خبریں بہت جلد تمام عالم اسلامی میں پھیل گئیں' اور ہر شہر میں اسی فتنہ کا چرچا ہونے لگا -

(شیخ عبد العزیز الکنانی)

مکہ معظمہ میں اس وقت ایک عالم حق اور محدث عصر شیخ عبد العزیز بن یحیی کنانی تھے - انہوں نے جب اس فتنہ کا حال سنا اور مامون کے قہر و جبر' معتزلہ کے استیلاء' اور علماء کی خاموشی کی سرگذشتیں معلوم کیں' تو غیرت حق کے جوش اور امر بالمعروف کی روح ایمانی کے اضطراب سے بے اختیار ہوگئے' اور عزم بالجزم کرلیا کہ اس فتنہ کے انسداد کی راہ میں اپنی زندگی قربان کردینگے - وہ اپنے رسالہ میں (جو خاص طور پر اسی واقعہ کی نسبت لکھا ہے اور جسکا قلمی نسخہ جامع اموی دمشق کے کتب خانہ میں محفوظ ہے) لکھتے ہیں :

اتصـــل بي و انا بمکہ	میں مکہ میں تھا جب مجھکو بغداد
ما ابتلی بـہ النـــاس	کے واقعات معلوم ہوے کہ کس طرح
فـي بغــداد و کیــف	مسلمان ایک سخت مصیبت میں
استطـال علیهـــم بشر	مبتـلا ہوگئے ہیں' اور کس طرح
المــریسي و لبس علی	بشر مریسی انپر سختیاں کر رہا ہے'
امیر المومنین و عامـــۃ	او رکس طرح امیر المومنین اور ارکان
اولیائه' فاطـــار نومي'	سلطنت پر اسکا داؤ چل گیا ہے -
و خرجت من بلـــدي	پس میں غفلت سے چونکا اور اپنے
متوجهاً الی ربي' و اساله	شہر سے نکلا - اللہ کی طرف میری
سلامتي - حتی قدمت	نظر تھی اور اسی کے فضل و نصرۃ سے
بغداد فشاهدت من غلظ	اپنی سلامتی کا خواستگار تھا - یہانتک
الامر و امتـــداده اضعاف	کہ بغداد تک پہنچ گیا اور اپنی آنکھوں
ما کان یتصـــل بي -	سے تمام حالت دیکھی - مجھپر روشن

ہوا کہ معاملہ اس سے بدرجہا زیادہ سخت و پر مصیبت ہے جتنا میں نے سنا تھا - انتہی :

ہم شیخ موصوف کے رسالے سے اس سفرحق اور جہاد امر بالمعروف کے واقعات نقل کرتے ہیں -

(ورود بغــداد)

شیخ عبد العزیز بغداد پہنچے اور یہاں کے تمام حالات معلوم کیے - سب سے پہلا مرحلہ یہ تھا کہ وہ کسی طرح مامون الرشید کے دربار تک پہنچیں' اور اس مسئلہ کے متعلق امر بالمعروف

کا فرض ادا کریں - لیکن اسمیں بڑي هي مشکلیں تهیں - هر قدم پر اسکا خوف لگا تها که کہیں مامون کے مقابله سے پہلے هي گرفتار نه کرلیے جائیں ' یا قتل کا فتوی نه دیدیا جاے -

وه الله کي طرف جهکے ' اس راه میں اسکي نصرة غیبي سے مدد چاهي ' اور ایک خاص تدبیر کرکے جمعه کے دن جامع رصافه میں پہنچے - انکا چهوٹا سا لڑکا بهي انکے ساتهه تها -

(جامع رصافه میں کلمۂ حق کا اعلان)

نماز جمعه ابهي ختم هي هوئي تهي که لوگوں نے حیرت و تعجب کے ساتهه ایک عجیب واقعه دیکها - ایک شخص جو اپني صورت اور لباس سے مکه کا باشنده معلوم هوتا هے ' پہلي صف میں کهڑا هوگیا هے ' ایک چهوٹا سا بچه اسکے بالمقابل ایک ستون سے پیٹهه لگاے اسکي طرف نگراں هے ' اور باواز بلند باهم سوال و جواب هو رها هے :

اجنبي نے پکار کر پوچها : " میرے بیٹے ! قران کي نسبت تو کیا کہتا هے ؟ "

بچے نے پکار کر جواب دیا : " کلام الله ' منزل ' غیر مخلوق - الله کا کلام ' اتارا هوا ' غیر مخلوق ! ! "

آه ' یه چند لفظ تهے جو ایک بچے کي زبان سے نکلے ' لیکن في الحقیقت انهي کے اندر دعوة حق اور امر بالمعروف کي ایک کائنات ایمان مخفي تهي - یه وه صدا تهي جسکے لیے اس وقت بغداد کا ایک ایک ذره پیاسا تها ' لیکن اسکي در و دیوار کو برسوں سے نصیب نہیں هوئي تهي - صرف ایک بار اس جمله کو کہدینا هي وه جہاد اعظم تها ' جسکي فضیلت کے آگے ایک هزار برس کي شب هاے عبادت اور روزهاے صیام بهي کچهه حقیقت نہیں رکهتے تهے !

اسلیے نہیں که خلق قران کا مسئله دعوة حق کي قوتوں کے خرچ کرنے کیلیے سب سے بڑا مصرف تها ' اور اسلیے بهي نہیں که اس صدا کے ایک بار بلند هوجانے سے وه جیل خانے کهل جاسکتے تهے جنکے اندر علماء حق محبوس تهے ' اور وه زنجیریں ٹوٹ جا سکتي تهیں جو امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح کے پانوں میں پڑي تهیں ' بلکه صرف اسلیے که جبر و استبداد غیر شرعي سے ایک کلمۂ حق کو کہنا جرم قرار دیدیا گیا تها ' اور انسان کا هاتهه بڑهرها تها تاکه خدا کي کهولي هوئي زبانوں کو بند کردے - پس اس وقت زمین کے هر اس بسنے والے پر جو خدا کو جانتا اور خدا کے رشتے کو اپنے دل میں رکهتا تها ' فرض هوگیا تها که اس انساني جبر کو توڑے ' اور خدا کي وفاداري کیلیے انساني اطاعت سے سرکش هو جاے -

اس وقت برسوں کے کاموں اور صدیوں کے ارادوں کي ضرورت نه تهي ' بلکه صرف ایک هي مقدس لمحه کي جسکے اندر صداے حق کي ایک نذر آواز بلند هوجاے - اس ایک آواز کا بلند کردینا هي اصلي کام تها - اسکے بلند کردینے کے بعد یه سوال نہیں کیا جاسکتا که اس نے کام کیا کیا ؟ حق کا کہنا جب جرم هوجاے تو حق کا کہدینا هي سب سے بڑا کام هے !

اگر شیخ عبد العزیز کناني اسکے بعد هي قتل کردیا جاتا ' جب بهي اسکے کام کي عظمت کا ایک ذره بهي نه گهٹتا :

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : افضل الجهاد کلمة حق عند سلطان جایر	آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے فرمایا : سب سے زیاده فضیلت والا جہاد کلمۂ حق هے جو کسي جابر بادشاه کے مقابله میں کہا جاے -

(حاکم پولیس اور شیخ کي گفتگو)

اس سوال و جواب کي ایک هي صدا نے تمام مسجد کے اندر تہلکه مچادیا - لوگ حیرت سے دم بخود هوگئے اور حیران هوکر ایک دوسرے کا منه تکنے لگے - بہت سے لوگ بهاگے که اب کوئي بڑي هي مصیبت آنے والي هے - لیکن شیخ عبد العزیز بے خوف و هراس اپني جگه پر کهڑے تهے ' اور انکا لڑکا سامنے کے ستون سے ٹیک لگاے دوباره منتظر سوال تها !

اتنے میں کوتوال شہر سپاهیوں کي ایک جماعت لیکر مسجد میں پہنچ گیا ' اور شیخ عبد العزیز اور انکے لڑکے کو گرفتار کرکے اپنے صیغه کے رئیس اعلی کے دفتر میں لے گیا ' جسکو آجکل کي اصطلاح میں پولیس کمشنر کہنا چاهیے - اس وقت بغداد کا پولیس کمشنر عمرو بن مسعده تها - دونوں میں حسب ذیل گفتگو هوئي :

عمرو بن مسعده پولیس کمشنر : " کیا تم پاگل هو ؟ "

شیخ عبد العزیز : " نہیں "

عمرو : کسي نے تمہیں بہکایا هے ؟

شیخ : نہیں -

عمرو : خود کشي کرنا چاهتے هو ؟

شیخ : نہیں - الحمد لله میں صحیح العقل هوں ' اپنے هوش و حواس میں هوں اور علم و معرفة رکهتا هوں -

عمرو : کسي نے تم پر ظلم کیا هے - تم مظلوم هو ؟

شیخ : نہیں -

عمرو بن مسعده نے کوتوال سے کہا که اسے پوري نگراني و حفاظت کے ساتهه میرے مکان میں پہنچا دو - سپاهیوں کي جماعت نے شیخ کو گهیر لیا ' دو آدمیوں نے انکے دونوں هاتهه اپنے اپنے هاتهوں میں لے لیے اور پولیس کمشنر کے مکان میں داخل هوے -

عمرو بن مسعده (کمشنر پولیس) انسے پہلے هي مکان پہنچ گیا تها ' اور صحن میں ایک آهني کرسي پر بیٹها تها - ایک نہایت هي مکلف اور مطلا افسر پولیس کي وردي اسکے جسم پر تهي (۱) شیخ کو اپنے سامنے کهڑا کرکے اس نے مزید تحقیق شروع کي :

عمرو : تم کہاں کے رهنے والے هو ؟

شیخ : مکه معظمه کا -

عمرو : آج مسجد میں تمنے جو کچهه کیا اس سے تمہارا مقصد کیا تها ؟

شیخ : طلبت القربة الی الله و رجاء الزلفی لدیه ! (الله کے قرب کي طلب ' اور اس کے رضا کي امید !)

عمرو : نہیں ' تمہارا مقصد یه معلوم هوتا هے که اس واقعه کے ذریعه شہرت حاصل کرو ' اور چونکه تم اسکے نتائج سے ناواقف هو اسلیے حماقت سے سمجهتے هو که یه شہرت وسیلۂ رزق هو جائیگي ' اور لوگوں سے مال و دولت لوٹ سکوگے -

شیخ : اگر اعلان حق کے سوا اور کوئي خیال میرے سامنے تها ' تو وه صرف یه تها که کسي طرح امیر المومنین کے حضور تک پہنچوں ' اور انکي موجودگي میں اس مسئله کي نسبت مدعیان خلق قران سے مناظره کروں -

عمرو : سبحان الله ! اسکي بهي آپکو جرات هے ؟

شیخ : تم کو میري خواهش پر تعجب کرنے اور حقارت کي نظر ڈالنے کا کوئي حق نہیں - تم امیر المومنین کو سب سے بڑا سمجهتے هوگے ' مگر میں خدا کو سب سے بڑا یقین کرتا هوں !

عمرو : اچها ' یهي سہي ' پهر کیا تم طیار هو که امیر المومنین کے دربار میں اس عقیده کو ظاهر کرو اور علماء سے مناظره کرو ؟

شیخ : الحمد لله ' الله کي مدد سے بالکل طیار هوں - صرف یهي ایک چیز هے جس نے مجهے یہاں تک پہنچایا ' اور میں نے دیده و دانسته ایک ایسے شدید خطره میں اپنے آپکو اور اپنے عزیز بچے کي جان کو ڈالدیا - خدا کي مقدس کتاب کي عزت برباد هورهي هے ' اور اسکي نسبت اس بات کا اقرار کیا جارها هے جسکا اقرار

(۱) شیخ عبد العزیز نے اپنے رساله میں یہاں " شواز " کا لفظ لکها هے - شواز سے مقصود وه خاص لباس هے جو اس زمانے کے افسران فوج و پولیس کي سرکاري وردي هوتي تهي -

خدا اور اسکے رسول نے نہیں کیا - مسلمانوں کی زبانوں کو خدا نے کھولا هے ' مگر تم بند کر رهے هو ' اور بغیر کسی جرم و قصور کے بندگان خدا طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا هو رهے هیں - پس میں علم رکھتا هوں ' جو شریعت کی معرفة خدا نے عطا فرمائی هے ' میرا فرض هے که اس فتنه کے انسداد کی کوشش کروں - نتیجه الله کے هاتھه میں هے -

عمرو : اچھی بات هے - تم امیر المومنین کے دربار تک پہنچا دیے جاؤگے ' لیکن اگر وهاں پہنچکر تم نے اپنا کوئی اور مقصد ظاهر کیا اور ثابت هوگیا که اس مسئله کا اظہار محض ایک بہانه تها تو پهر ؟

اس مسئله کے خلاف بحث کرنے کیلیے دربار میں جانا اسوقت ایک ایسی عجیب بات تهی که کسی طرح عمرو بن مسعده کو اسکا یقین نہیں آتا تها - وه سمجهتا تها که کوئی اور ذاتی مقصد هے - دربار تک پہنچنے کیلیے اس مسئله کو وسیله بنا لیا هے -)

شیخ : اگر ایسا هوا تو میرا خون تمہارے لیے حلال هے -

عمرو : تمہارے خون کے حرام هونے میں تو مجهے اب بهی شبه هے ' جبکه تم امیر المومنین کے حکم کی علانیه مسجد میں توهین کرچکے هو -

شیخ : حکم صرف خدا اور اسکے قرآن کا هے -

عمرو بن مسعده نے گهوڑا طلب کیا ' اور کوتوال سے کہا که میں دربار کی طرف جاتا هوں ' تم شیخ اور اسکے لڑکے کو سپاهیوں کے حلقه میں لیکر پیچهے پیچهے آؤ -

شہر کی تمام خلقت ان عجیب و غریب باپ بیٹوں کو حیرت اور افسوس کی نظروں سے دیکهه رهی تهی ' جنهوں نے موت کی تلاش میں بغداد کا سفر کیا تها ' اور اب اسکے منهه میں بیخوف و خطر جا رهے تهے !

راه میں انہوں نے لوگوں کی آوازیں سنیں جو کہه رهے تهے :

" دارالخلافة میں باهر کے مسافر زندگی اور راحت کیلیے آتے هیں ' لیکن انہوں نے موت کے عشق میں اپنا گهر چهوڑا "

کیا واقعی ان دونوں نے موت کیلیے اپنے وطن عزیز کو چهوڑا تها ؟

هاں ' مگر اس موت کیلیے جو تمام أمة مرحومه کو استبداد کی موت سے نجات دلاکر حریت حقه کی زندگی بخشنے والی تهی '

بل احیاء و لکن لا یشعرون !

قصر شاهی بغداد کے شرقی حصه میں تها - یه مجمع دجله کو عبور کرکے ایوان خلافت تک پہنچا ' اور عمرو بن مسعده شیخ کو کوتوال کی حفاظت میں چهوڑکر خود اندر گیا - کچهه عرصه کے بعد واپس آکر شیخ سے کہا :

" میں نے تمهارا حال امیر المومنین کی خدمت میں عرض کردیا که تم مسئله خلق قرآن کی نسبت ان علماء دار الخلافة سے مناظره کرنا چاهتے هو جو خلق کے قائل هیں - امیر المومنین نے اسے منظور فرمایا - پیر کے دن مجلس مناظره منعقد هوگی ' امیر المومنین خود به نفس نفیس شریک مجلس هونگے - اگر پیر تک کیلیے کسی شخص کو اپنی ضمانت میں پیش کرو تو تمهیں رها کردیا جاے "

شیخ نے کہا : " میں مسافر هوں ' کسی شخص سے یہاں جان پہچان نہیں رکهتا که اسکی ضمانت پیش کرسکوں ' علی الخصوص ایسی حالت میں که ایک شاهی مجرم هوں ' میرے لیے کسے پڑی هے که اپنی جان مصیبت میں ڈالیگا ؟ "

عمرو نے کہا : " خیر ' هم تم پر اعتماد کرتے هیں - جب تم اپنے عقیدے میں ایک خیال کو حق سمجهکر اسکے لیے ایسی پرخطر جرات کر رهے هو ' تو یقیناً تم جهوٹ نہیں بول سکتے - تم جاؤ اور اپنے معامله پر غور کرو - اگر اب بهی تم اس جنون سے باز آجاؤ تو تمهاری مسافرت پر رحم کرکے امید هے که امیر المومنین تمهاری کل کی جرأت کو معاف کردیں "

جرأت حق کی پہلی برکت اور خدا کی نصرة کا پہلا نظاره دیکهو که افسر شاهی جو اسلیے تها که شیخ کو سزا دے ' خود بخود اسپر اعتماد کرتا هے اور بغیر کسی کی ضمانت لیے رها کردیتا هے :

ان تنصروا الله ' ینصرکم - (اگر تم خدا کے کلمهٔ حق کی مدد کروگے تو خدا بهی تمهاری مدد کریگا)

(مناظـــره کے دن)

مامون الرشید نے تمام علماء دار الخلافة کو پیر کے دن دربار شاهی میں حاضر هونے کا حکم دیدیا - شیخ عبد العزیز پیر کے دن قصر شاهی میں حاضر هوے تو کوتوال کو اپنا منتظر پایا - وه عمرو بن مسعده کے سامنے لے گیا ' عمرو نے دیکهتے هی کہا :

" امید هے که اب تمهیں عقل آگئی هوگی ' اور تم اس جنون سے باز آگئے هوگے جسکا نتیجه قتل کے سوا اور کچهه نہیں هے - تم امیر المومنین کے حکم و عقیدے کی اس سختی سے مخالفت کرنا چاهتے هو - اسکا نتیجه تلوار کے سوا اور کچهه نه دیکهوگے - اب بهی اس حماقت سے باز آجاؤ تو میں وعده کرتا هوں که معافی دلا دونگا - نیز شاهی انعام و اکرام اور جاگیر و ریاست سے تم مالا مال کردیے جاؤ گے کیونکه تمهارے اندر شجاعت کا جوهر موجود هے "

لیکن شیخ عبد العزیز کیلیے یه تمام باتیں بے سود تهیں - انهوں نے کہا : " حق مظلوم هوگیا هے - میں اسے پهر قائم کرنا چاهتا هوں - مجهے جب اپنی زندگی کی پروا نہیں تو مال و جاگیر کا ذکر کیا کرتے هو ؟ "

برو ایں دام بر مرغ دگر نه
که عنقا را بلند ست آشیانه !

عمرو جوش تاسف سے کهڑا هوگیا اور کہا : " افسوس تمهاری غربت پر اور صد افسوس تمهارے بچے کی یتیمی اور تمهاری بیوی کی بیوگی پر ! میں تمهیں هلاکت سے نکالنے کی کوشش کر رها هوں مگر تم هلاکت کے عشق میں دیوانے هو رهے هو " !

شیخ کی روح حق سے صداے یقین اٹهی : " الله کی وه نصرة و اعانت جو صرف حق اور خدمت گذاران حق کیلیے هے مجهے کبهی نہیں بهلا سکتی ' اور اگر میرے لیے الله نے اپنی راه میں موت هی لکهدی هے تو یه شهادت هے ' پهر شهادت سے بڑهکر اور کونسی نعمت هو سکتی هے جسکا ایک مومن کو عشق هو ؟ "

عمرو نے جب دیکها که سمجهانا بیکار هے ' تو صحبت ختم کردی - اور مامون الرشید کو اسکے آنے اور آمادهٔ مناظره هونے کی اطلاع دی - پهر شیخ کو ایک ایسی جگه بٹهادیا جهاں سے وه تمام آنے والے لوگوں کو دیکهه سکے ' اور کہا که اجتماع کی تکمیل کے بعد تم حضرت شاهی میں طلب کیے جاؤگے -

شیخ اپنے رسالے میں لکهتے هیں که عمرو کو میری هلاکت کا اسدرجه یقین تها که باوجود میری طرف سے مایوس هونے کے ضبط نه کر سکا ' اور آخر میں پهر نصیحت کی :

قد حرصت علی خلاصك جهدي ' و انت حریص علی سفك دمك جهدك ! فقلت : یا عمرو ! معونة الله اعظم والطف من ان ینساني ' و من یتوکل علی الله فهو حسبه !

میں نے تمهاری نجات و سلامتی کیلیے وهاں تک کوشش کی جهاں تک میرے امکان میں تها ' مگر افسوس که تم اپنا خون بهانے کیلیے حریص هو اور اسکے لیے اپنی پوری قوة سعی صرف کر رهے هو - میں نے کہا : اے عمرو ! الله کی اعانت اس سے زیاده بڑی اور مهربانی رکهنے والی هے که مجهے بهلادے ' اور جس نے الله پر بهروسه کیا ' اسکو خدا بس کرتا هے !

[لها بقیة صالحة]

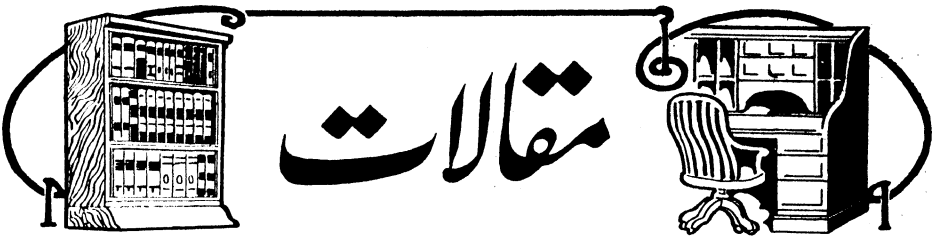

تربیت عسکــریــہ
اور
قــرآن حکیــم

انسان نہایت سرکش اور متمرد ھے ' اوس نے بارھا حقوق الهي میں دست اندازي کي ھے ' اوسکي عظمت و جبروت کے سراپردۂ جلال کو چاک چاک کرنا چاھا ھے ' اوسکے دامن توحید پر چنگل مارا ھے ' اور پتھروں بلکه کنکریوں تک کو اوسکا شریک بنا دیا ھے -

اوس نے خدا کي پاکي و قدوسیت کو بھي اپنے انساني جذبات کے ساتھه ملوث کرنا چاھا ' اور اوسکے صالح بندوں کو اوسکا بیٹا بنایا : سبحانه و تعالی عما یقولون علوا کبیرا (۱۷ :)

اوس نے کبھي کبھي غرور و تکبر کے گھمنڈ میں آکر خود اپنا نسب نامه بھي خدا کے ساتھه جوڑ دیا ھے ' اور اسطرح اپنے خاندان کو تمام دنیا سے اونچا کرنا چاھا ھے ! تعالی الله عما یشرکون !

اوس نے خدا کے بھیجے ھوے پیغمبروں کو ساحر ' مجنون ' پاگل اور دیوانه کہا ھے ' اونکو طرح طرح کي اذیتیں دي ھیں ' اونکے ساتھه ھر موقع پر گستاخي کي ھے ' بلکه کبھي کبھي خدا کے ان صالح بندوں کو قتل بھي کردیا ھے -

لیکن اس سرکش انسان کا خون اس قدر گراں قیمت اور بیش بہا ھے که اس تمرد و طغیان پر بھي خدا نے اوسکي حرمت کو قائم رکھا - لیکن جب سرکشي و عصیان نے بہت زیادہ سر اوٹھایا ' اور خدا کے دائرۂ عفو و کرم کے حدود سے آگے بڑھگئي ' تو قانون تعذیب الهي کو بھي حرکت ھوئي ' اور خدا نے ظالم قوموں پر اپني عظیم الشان مخلوقات کو مسلط کردیا - اُنھوں نے اوسکو بد اعمالیوں کي پوري پوري سزا دي - ثمود کو زمین نے پیس کر غبار بنا دیا ' عاد کو ھوا کے جھونکے خس و خاشاک کي طرح اوڑا لیگئے ' قوم نوح کو طوفان کا ریلا تنکے کي طرح بہا لیگیا ! و کذالك اخذ ربك اذا اخذ القری رھي ظالمة ' ان اخذہ الیم شدید ! (۱۱ :)

(حقوق العــباد)

لیکن با اینھمه خدا نے اپنے حقوق کي حفاظت و احترام کیلیے کبھي بھي ایک قطرہ خون نہیں بہایا - خدا نے دنیا کي بڑي بڑي متمرد قوموں کو مٹا دیا ' اونکي نسل فنا کردي ' اونکي یادگاروں کو برباد کردیا ' لیکن وہ جس سر زمین پر آباد تھے ' اوسکے دامن پر خون کا ایک دھبه بھي نظر نہیں آیا -

البته جب انسان نے حقوق الهي کے حدود سے بھي آگے قدم بڑھایا ' اور خود اپنے بھائیوں کے فطري حقوق کو پامال کرنا چاھا ' اونکے ملک چھین لیے ' اونکي آزادي و خود مختاري سلب کرلي ' اونکے بچوں کي آزادانه نشو و نما روکدي ' انکي زمینوں پر اپنے عیش و نشاط کے محل تعمیر کیے ' انکے جسم سے نکلے ھوے پسینے اور گردنوں سے بہے ھوے خون سے اپني تشنگي ظلم کو تسکین دي ' اور پوري قوم و ملک کو اپني قومي سیادت و عظمت کیلیے ایک آلۂ بیجان بنا لیا تا که اپني قدرتي حرکت کو چھوڑ کر صرف اونھي کے اشاروں پر حرکت کریں ' تو اس وقت خدا نے بھي اپنے شکنجۂ عذاب کو پہلے سے زیادہ سخت کیا ' اور جو سیاست الهي پہلے سے قائم تھي ' اوسکا رنگ بالکل بدل گیا - پہلے سیاست رباني کا منصب صرف آسمان و زمین اور ابر و دریا کو حاصل تھا ' جنکي عذاب کي چکي چند لمحوں کے اندر قوم کي قوم کو پیس ڈالتي تھی ' مگر اب یه خدمت خود انسان ھي کو ' بلکه صرف انسان کے ھاتھه کي دس انگلیوں کو سپرد کردي گئي - انسان جب تک خدا کے حقوق کو پامال کر رھا تھا ' خدا اپني عظیم الشان مخلوقات کے ذریعه سے اونکو عذاب دیتا تھا - اب خود انسان کے حقوق روندے جارھے تھے ' اسلیے خدا نے بھي انسانیة کي عزت و احترام کو قائم رکھنے کیلیے خود انسان ھي کو کھڑا کردیا !

زمانه وحشت میں انسان نے کتنے انسانوں کے حقوق پامال کیے ھونگے ؟ کتنے انسانوں کو قتل کردیا ھوگا ؟ کتنے بچے ذبح کردیے ھونگے ؟ کتنـي عورتوں کے سر سے چادر عصمت اوتار لي ھوگي ؟ ان حقوق کے تحفظ کیلیے تلواریں بھي چمکي ھونگي ' نیزوں نے بھي اپني رواني دکھائي ھوگي ' کمانوں کي چڑ چڑاھت کي آواز سے بھي وحشت کدۂ عالم گونج اٹھا ھوگا ' لیکن تاریخ نے ان واقعات کو یاد نہیں رکھا ' وہ اسوقت موجود نه تھي - اسلیے وہ بھي ان قوموں کے ساتھه جنگل کے تاریک گوشوں اور پہاڑوں کے تنگ غاروں میں گم ھوگئي - البته زمانۂ تمدن کي تاریخ نے اس قسم کے سیکڑوں واقعات کو اب تک ازبر رکھا ھے ' اور اس آموختہ کے یاد کرنے میں سب سے زیادہ زبان تیغ نے مدد دي ھے - خون کے دھبوں نے اونکے نقوش رنگین کو کبھي مٹنے نه دیا -

(DIVIDE AND RULE.)

تربیت عسکري کیلیے پہلي چیز ایک متحدہ قومیت کا پیدا ھونا ھے - محض انسانوں کي ایک بھیڑ سے متمدن فوج نہیں بن سکتي جب تک که قومیت کي روح ایک متحد جماعت پیدا نه کردے - باھمي اتفاق و اتحاد کي زنجیریں سب کے پاؤں میں ھوں ' کسي ایک مقصد کے عشق اور ایک حکم کي اطاعت میں سب کے سب ایک بن جائیں - یہي وجه ھے که جو حکومتیں اپنے جبر و استبداد کے قائم کرنے کیلیے کسي قوم کے سپاھیانه جذبات کو فنا کرنا چاھتي ھیں ' وہ سب سے پہلے سیاسي فریب و دسائس کے ذریعه اوس میں پھوٹ ' نفاق ' بغض ' کینه ' اور باھمي انتقام کے جذبات خبیثه پیدا کرکے اونکي جمعیت کو توڑ دیتي ھیں ' اور اسطرح رفته رفته اونکي قومیت فنا ھو جاتي ھے -

لیکن اس خدع و فریب کي ضرورت اسوقت ھوتي ھے ' جب قوم میں کچھه لوگ بیدار دماغ ' متحرک اعصاب ' اور مضطرب دل رکھتے ھوں ' اور سیاست کي چھپي ھوئي چالوں کے زھر آلود اثر سے متاثر ھوتے رھتے ھوں - لیکن جب کوئي قوم دل و دماغ کھوکر

اپنے سر چشمۂ احساس کو بالکل فنا کردیتي ہے ' تو پھر ان فریب کاریوں کي ضرورت ھي نہیں ھوتي ' بلکه سر بازار تلوار سے اوسکے نقش وجود کو حرف غلط کي طرح مٹا دیا جاتا ہے -

دنیا کي ملکي تاریخیں اس قسم کي بہت سي مٹي ھوئي قوموں کو نمایاں کرسکتي ھیں ' لیکن مذھبي تاریخ واقعات میں تسلسل و نظام اور ترتیب نہیں ڈھونڈھتي - وہ دنیا کو محض عبرت کا افسانہ سناتي ہے - اسلیے وہ صرف ایک اھم اور کثیر النتائج واقعہ کا انتخاب کرلیتي ہے ' جو تمام دنیا کیلیے مجموعہ عبرت ھوتا ہے ' اور اسکو بار بار دنیا کے آگے پیش کرتي رھتي ہے - اس اصول کي بنا پر اوس نے ھمکو صرف فرعون کے مظالم کي داستان سنائي ہے' جسکا انتہائي ظلم و عدوان یه تھا که وہ اپني اجنبي رعایا کے اندر پھوٹ اور نااتفاقي ڈالکر حکومت کرتا تھا اور ایک گروہ کو ضعیف اور دوسرے کو قوي رکھتا تھا :

ان فرعون علا فی الارض	فرعون نے خدا کي زمین میں بہت
و جعل اھلھـــا شیعـــا	سر اوٹھایا ' اور اوسکے رھنے والوں میں
یستضعف طائفة منھم -	پھوٹ ڈالکر اُنکو گروہ درگروہ کردیا -
(۲۸ : ۳)	و ان میں سے ایک جماعت کو کمزور
	رکھتا اور ابھرنے نه دیتا -

مذھبي حکومتوں کے سوا ظلم ھر دنیوي سلطنت کا مایه خمیر ہے' اور باوجود مختلف قسم کے مظالم کے وہ اپني زندگي کے وہ دن پورے کرلیتي ھیں جو خدا نے اونکے لیے مقرر کردیے ھیں - لیکن جب کوئي سلطنت ظلم کو اس انتہائي درجه تک پھونچادیتي ہے که انساني حقوق کا کوئي ٹھکانا نہیں رھتا تو یه اوسکي زندگي کا آخري دن ھوتا ہے - اسوقت اوسکا تاج و تخت اولٹ دیا جاتا ہے' اور وہ صفحۂ ھستي سے حرف غلط کي طرح مٹا دي جاتي ہے -

آج بھي ھم دیکھه رہے ھیں که خدا کا یه قانون کس طرح کام کر رھا ہے ؟

(ظلم کي موت ھي سے عدل پیدا ھوتا ہے)

لیکن دنیا پر یکے بعد دیگرے ھمیشه متضاد قوتوں نے حکومت کي ہے ' رات کے جانے کے بعد ھمیشه دن جلوہ گر ھوا ہے ' تاریکي کے بعد ھمیشه روشني چمکي ہے ' سیاھي کے بعد ھمیشه سفیدي نے ظہور کیا ہے - یہي حال حکومتوں اور سلطنتوں کا بھي ہے - جب ایک ظالم حکومت مٹتي ہے تو اُسکي جگه اوسیوقت ایک عادل سلطنت قائم ھو جاتي ہے - ظلم کا جانا ھي عدل کے ظہور کا پیام ہے ' اور رات اگر ختم ھوگئي ہے تو اسکے یہي معني ھیں که دن آگیا - '

جب جابرانه قوموں کي قوت فنا ھو جاتي ہے ' تو ایک عادلانه نظام قائم ھوجاتا ہے - فرعون کي جابرانه سلطنت کا زوال ایک دوسري قوم کي عادلانه حکومت کا مقدمه تھا' اسلیے خدا نے فرعونیوں کي ھلاکت کے ساتھه ھي عدل الہي کے قیام کا بھي مژدہ سنا دیا :

و نرید ان نمن علی	اور ھم اپنے دائمي قانون عدل کي بنا پر چاھتے
الـــذین استضعفــوا	ھیں که جو لوگ ھماري زمین میں کمزور
فی الارض و نجعلھم	بنا کر ایک مدت تک رکھے گئے ھیں' اون
ائمة و نجعلھم الوارثین	پر احسان کریں' اور اونکو دنیا کي پیشوائي
و نمکن لھم فی الارض	عطا فرمائیں' بڑي بڑي طاقتور قوموں کے
و نری فرعون و ھامان	تاج و تخت کے وھي وارث ھوں' اور انکي
وجنودھما منھم ما کانوا	بادشاھت زمین پر قائم ھوجاے - فرعون و
یحذرون (۲۸ : ۴)	ھامان اور انکي حکمران قوم کو انکے طرف

سے جس چیز کا کھٹکا تھا اور جسکے لیے وہ اُنھیں کمزور رکھتے تھے ' وھي انکے سامنے لائینگے !

(انقـلاب قوۃ و ضعـف)

یه تو سلطنت فرعوني کے انقلاب کي سرگذشت تھي ' لیکن غور کرو که اس آیة کریمه کے اندر قران حکیم نے کس طرح اپنے ایک قانون الہي کي خبر دیدي ہے ؟ وہ بتلاتا ہے که دنیا قوت کے جاہ و جلال کي نمایش گاہ ہے' اور کمزوروں کي ھلاکت کا مقتل ہے - طاقتور قومیں کمزوروں کو اپنا غلام و محکوم بناتي ھیں ' ان میں پھوٹ اور اختلاف ڈالتي ھیں ' انکے مختلف فرقوں اور مختلف گروھوں کو باھم ملنے نہیں دیتیں ' کیونکه اگر وہ ملکر ایک ھو جائیں تو پھر کمزور نه رھیں اور اتفاق و یگانگت کي طاقت اعلی ظالموں کا تخت و تاج اولٹ دے - یہي حال مصر میں بنو اسرائیل کا تھا -

لیکن اسکے ساتھه ھي دنیا کا ایک مستثنے قانون بھي ہے' اور خـدا کے زبردست ھاتھه کي گاہ گاہ چمـک جانے والي حرکت بھي ھوتی ہے - جب ظلم اور طاقت کے شیطان کا غرور حد سے بڑھجاتا ہے تو ایسا بھي ھوتا ہے که دنیا طاقت والوں کي جگه کمزوروں کا گھر بنا دي جاتي ہے ' اور وھي زمین جو کمزوروں کیلیے قتل گاہ تھي ' طاقت والوں کي تباھي و ھلاکت کا تماشا گاہ بن جاتي ہے - پس اُس دن چھوٹے بڑے کیے جاتے ھیں' اور بڑوں کو چھوٹا بنایا جاتا ہے - وہ که کمزور کردیے گئے تھے' وہ که بیکس اور بے نوا تھے' وہ که صرف رونے ' ماتم کرنے ' بے بسي کي چیخیں مارنے ' اور لٹنے لٹانے کیلیے تھے ' وقت آتا ہے که احسان الہي کے سزاوار ٹھہرتے ھیں ' اور کمزوري کي جگه طاقت کیلیے ' بیکسي کي جگه فرمانروائي کیلیے' رونے کي جگه خوشیوں کیلیے' ماتم کي جگه عیش و کامراني کیلیے ' اور لٹنے کي جگه لوٹنے کیلیے' تمام عالم میں نمایاں ھو جاتے ھیں - قوۃ فرعوني کي جگه قوۃ موسوي کي تلوار آن کي آن میں دنیا کو پلٹ دیتي ہے ' اور صدیوں کي گري ھوئي قومیں پھر جاہ و جلال رباني کے ظہور و قیام کیلیے دنیا کي وارث اور خلیفه بنا دي جاتي ھیں !

(تربیت عسکـري)

لیکن جسطرح تلوار کي آخري حرکت کسي سلطنت کي شہرگ کو کاٹ دیتي ہے ' اوسي طرح اوسکي پہلي جنبش نظام حکومت کو قائم بھي کردیتي ہے - حکومت سیاست کا سر چشمه ہے' اور سیاست کي پیاس ھمیشه تلوار ھي کے پاني سے بجھي ہے - خدا تعالی حضرت موسی علیه السلام کو فرعون کے تاج و تخت اولٹنے اور بنو اسرائیل کي حکومت قائم کرنے کیلیے ایک تیغ برھنه کي صورت میں نمایاں کرنا چاھتا تھا ' اسلیے دیکھو که کس طرح اونکو بچپن ھي سے میدان جنـگ کے شدائد و مصائب برداشت کرنے کا خوگر بنایا' اور طرح طرح کی آزمایشوں میں ڈالدیا ؟ ابھي اُنھوں نے دنیا میں پہلا ھي قدم رکھا تھا که ماں کے آغوش محبت سے جدا ھوگئے' اور جس آغوش کي محبت سے زمین پر رینـگنے والے کیڑے بھي محروم نہیں رھتے' الله کي معلمانه مشیت نے اپنے رسول اولوالعزم کو اس سے محروم کردیا - دریاے نیل کي طوفان خیز موجوں کي آغوش میں اُنھیں ڈالدیا گیا که ایک دن دریا کے طوفان ھي میں سے انکو اپني راہ نکالني تھي :

و اوحینا الی ام موسی ان	اور ھم نے موسی کي ماں کے دل
ارضعیه فاذا خفت علیه فالقیه	میں یه بات ڈالدي که اوسکو دودھ
في الیم ولا تخافي ولا تحزني	پلاے ' اور اگر فرعون کے ظلم
انا رادوہ الیك' و جاعلوہ	کیوجه سے اوسکي جان کا خوف ھو'
من المرسلین (۲۸ : ۶)	تو دریا میں ڈالدے - اور کسي

قسم کا خوف یا غم نه کرے' ھم پھر اسکي گود میں اسکے لخت جگر کو واپس کردینگے' اور اسکو اپنا پیغمبر بنائینگے -

حضرۃ موسی کي والدہ نے اپنے لخت جگر کو دریا کي لہروں کي آغوش میں ڈالدیا - لیکن نیل کي لہریں اس امانت مقدس

کو آور کهيں نهيں لے گئيں ' اُسي کے محل تک بحفاظت پهنچا ديا جسکے سر غرور کو کچلنے کيليے ايک دن يه شير خوار بچه اُٹھنے والا تها - پهر محل فرعوني کي عورتوں کو اُنپر مهربان کرديا ' اُنهوں نے اپنے بچوں کي طرح خاص شاهي محل کے اندر پرورش کي ' اور اُنکي والده هي اُنکي دايه قرار پائيں - اسميں الله کي بڑي مصلحت يه تهي که حضرة موسیٰ کي پرورش شاهي محل ميں هوگي تو پاد شاهوں کے جاه و جلال باطل کا رعب اُنکے دل سے نکل جائيگا ' اور بچپن هي سے شاهانه زندگي ' سياست و ملک داري کے طريقے ' اور ظالمانه حکومتوں کے تمام اسرار و خفايا اُن پر منکشف هوجائينگے -

فالتقطه آل فرعون ليکون لهم عدوا و حزنا - ان فرعون و هامان و جنودهما کانوا خطئين (۲۸ : ۷)

پهر اوسکو آل فرعون نے دريا سے نکال ليا ' اور اس بچے کو پرورش کيا تا که آگے چلکر وه اونکا دشمن اور سرمايه رنج و غم بنے - بے شک فرعون ' هامان ' اور اونکا لشکر غلطي پر تها - جبکه اپنے دشمن کو اپنے گهر کے اندر پالرها تها !

(آغاز کار)

اسکے بعد آزمائش و ابتلاء کے متعدد موقعے پيش آے - اونهوں نے ايک ظالم شخص کو عين حالت ظلم ميں قتل کرديا :

و دخل المدينة علی حين غفلة من اهلها ' فوجد فيها رجلين يقتتلن : هذا من شيعته و هذا من عدوه - فاستغاثه الذي من شيعته علی الذي من عدوه ' فوکزه موسیٰ فقضی عليه - قال هذا من عمل الشيطان انه عدو مضل مبين ! (۲۸ : ۱۴)

اور جب که تمام لوگ غافل تهے موسیٰ شهر ميں آے ' اور اوسميں دو آدميوں کو جهگڑتے هوے ديکها ' اون ميں ايک آدمي اونکي قوم کا تها ' اور دوسرا اونکے دشمن کے گروه کا - موسیٰ کو ديکهکر اونکي قوم کے آدمي نے دشمن کے ظلم کي فرياد کي ' اور موسیٰ نے اوسکو ايک ايسا گهونسا مارا که وه مرگيا - يه حال ديکهکر وه گهبراے که شيطان نے مجهے مصيبت ميں پهنسا ديا - بے شک شيطان گمراه کن دشمن هے -

اب خدا نے ظلم و فساد اور انساني عبوديت و غلامي کي سرزمين سے اونکو دور کرنا چاها ' کيونکه ضرورت تهي که وه کسي آزاد مقام پر رهکر آنے والے وقت کيليے طيار هو جائيں - پس وه نکلے اور ايک طرف خدا کي رهنمائي کے سهارے پر چل کهڑے هوے :

و لما توجه تلقاء مدين قال عسی ربي ان يهديني سواء السبيل - (۲۸ : ۲۱)

جب موسیٰ مصر سے نکل کر مدين کي طرف روانه هوے ' تو کها که خدا مجهکو ضرور سيدها راسته دکهائيگا -

(درسگاه مدين)

خدا نے اونکي رهنمائي کي ' اور بخط مستقيم اونکو اپنے ايک صالح بندے کي آغوش تربيت ميں ڈالديا - وهاں اونهوں نے کامل آٹهه سال تک آزادي کي هوا ميں اپنے جذبات حقه و قواء صالحه کو نشو و نما دي - پهر جب پلٹے تو فرعون کے تاج و تخت اولٹنے کيليے تمام ساز و سامان نصرة سے مسلح تهے :

و ان الق عصاك فلما راها تهتز کانها جان ولی مدبرا و لم يعقب - يموسیٰ اقبل و لا تخف ' انك من الامنين - اسلك يدك في جيبك تخرج بيضاء من غير سوء ' و اضمم اليك جناحك من الرهب فذنك برهانان من ربك الی فرعون و ملائه انهم کانوا قوما فاسقين - (۲۸ : ۳۱)

اور هم نے موسیٰ کو حکم ديا که اپني لاٹهي کو پهينک دو ' موسیٰ نے اپنے هاتهه سے عصا پهينک ديا ' ليکن جب ديکها که وه سانپ کي طرح حرکت کر رها هے ' تو پشت پهير کر بهاگے ' اور پهر اوس طرف رخ نه کيا - هم نے کها اے موسیٰ ! آگے بڑهو ' مطلق خوف نه کهاؤ تم محفوظ رهوگے ' پهر هم نے حکم ديا که اپنے هاتهه کو گريبان ميں ڈالو ' وه چمکتا هوا نکليگا - تمهارے خدا کي طرف سے فرعون اور اوسکے ارکان سلطنت کيليے يه دو نشانياں ديگئي هيں -

(سپه سالار جنگ)

فوج کي تنظيم و ترتيب کيليے جس سپه سالار کي ضرورت تهي وه تمام آلات حرب سے مسلح هوگيا ' ليکن وه جن لوگوں سے اپني فوج کو مرتب کرنا چاهتا تها ' وه خود گرفتار زندان مصيبت تهے ' اسليے اوس نے اپنا پهلا مطالبه جو فرعوني گورنمنت سے کيا ' وه اسي فوج کي رهائي کا مطالبه تها :

ان ادوا الي عباد الله اني لکم رسول امين (۴۴ : ۱۷)

خدا کے ان بندوں کو ميرے حوالے کردو ' ميں تمهارے پاس ايک امانت دار پيغمبر بن کے آيا هوں -

(داخلي تبليغ)

ليکن فرعون نے جيسا که تمام ظالم بادشاهوں کا طريقه هے ' اونکے اس الهي مطالبه کو رد کرديا - پس ضرور هوا که اب کچهه دنوں تک مصر هي ميں رهکر بنو اسرائيل کي تربيت و تعليم کا انتظام کيا جاے ' اور صديوں کي محکومي و غلامي نے جس درجه انکے فوجي قوی کو معطل کر ديا هے ' اسي درجه کي قوي و موثر تعليم کے ذريعه انميں حريت و استقلال کے عزائم پيدا کيے جائيں -

پس حکم الهي کے مطابق حضرة موسی عليه السلام اپني دعوة کي داخلي تبليغ ميں مشغول هوگئے اور بني اسرائيل کو آنے والے وقت کيليے طيار کرنا شروع کرديا - اس طياري کا طريقه اور اسکے اصول جو قران حکيم نے بتلاے هيں ' هم اسي دوسري صحبت ميں انکي طرف متوجه هونگے -

(پهلي فوجي نمايش) ،

جب ايک اچهي مدت اسپر گذر گئي تو حکم الهي هوا که اب وقت آگيا هے که اس طيار کرده فوج کي حرکت شروع هوجاے - پس پهلي منزل يه هے که اب فرعوني گورنمنٹ کے ساز و سامان اور احکام و قوانين کي بالکل پروا نه کرو - وه بنو اسرائيل کو اپني غلامي سے نکلنے نهيں ديتي ' مگر تم اسکو اپنے ساتهه ليکر راتوں رات نکل کهڑے هو - تمهارا تعاقب کيا جائيگا ' ليکن عذاب الهي بهي اسکے تعاقب سے غفلت نهيں کريگا :

فاسر بعبادي ليلا انکم متبعون (۴۴ : ۲۲)

ميرے بندوں کو ليکر راتوں رات نکل جاؤ ' کيونکه تمهارا تعاقب کيا جائيگا -

اونهوں نے حکم الهي کي تعميل کي ' اور اسطرح فوج کيليے جس اجتماع و انضمام کي ضرورت هوتي هے اُسکا قوام تيار هوگيا -

(روح عسکري)

ليکن فوج صرف آدميوں کي اوس صف هي کا نام نهيں هے جو ميدان جنگ ميں ديوار کي طرح کهڑي کردي جاتي هے ' بلکه جسطرح دنيا کي هر حقيقت ماده و قوت سے مرکب هے ' اوسي طرح فوج بهي جسم و روح کے مجموعه کا نام هے - يه روح تلواروں کے چمکتے هوے جوهر ميں نهيں مل سکتي ' اوسکا آشيانه شهسواروں کے خود ميں نهيں هے ' وه حلقه دار زره کے جال ميں مرغ رشته بپا کي طرح گرفتار نهيں هے ' اوس نے ان تمام قيود سے آزاد هوکر صرف سپاهيوں کے دل هي کو اپنا گهر بنايا هے - اسي گوشے ميں اوسکي معجزانه طاقت کي کار فرمائياں ظاهر هوتي هيں - فوج کي تعداد کي کمي بيشي سے اسپر کوئي اثر نهيں پڑتا - ايک سو اور ايک هزار کے اختلاف سے اسکي حقيقت بدل نهيں جاتي ' سامان جنگ کے عدم و وجود کو اسميں کوئي دخل نهيں ' وه چاهے تو ايک انسان کے اندر چمک کر اسے ايک هزار انسانوں پر غالب کردے :

یا ایها النبي حرض المومنین علی القتال ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین و ان یکن منکم مائة یغلبوا الفا من الذین کفروا بانهم قوم لا یفقهون - (۸ : ۶۶)

اے پیغمبر مسلمانوں کو جہاد کیلیے اُبھارو ' اگر تم میں بیس آدمي بھي صابر ہوں گے تو وہ دو سو دشمنوں پر غالب آجائینگے ' اور اگر تم میں سو آدمي بھي صبر کي طاقت رکھتے ہونگے تو کفار کي ایک ہزار جمعیت پر غلبہ حاصل کرلینگے -

عزم و استقلال اور صبر و توکل کي طاقت صرف افراد کي کثرت سے پیدا نہیں ہوسکتي ' اُسکو آزادي کي زندگي هي پیدا کرتي هے جو قواء انساني کي نشو و نما کي فطرتي تربیت گاہ هے -

لیکن آزادي ایک ایسا جوهر هے ' جو کبھي تو اس قدر ارزاں هوجاتا هے کہ هر ریگستان کے چمکتے هوے ذرے میں مل سکتا هے ' اور کبھي اس قدر گراں قیمت هوجاتا هے کہ صرف تاج شاهي کے ٹنکے هوے موتیوں هي میں اُوسکي جھلک نظر آتي هے -

حضرت موسی علیه السلام جس فوج کي تعلیم و تربیت کیلیے خدا کي طرف سے مامور هوے تھے ' اُوس کے اندر یہ جوهر بتمام مفقود هوگیا تھا - فرعون کي غـلامي نے اُوسکے تمام شریفانہ جذبات فنا کردیے تھے ' اُوس نے کبھي حکومت کا خواب بھي نہیں دیکھا تھا - حضرت موسی علیه السلام کي پیغمبرانہ دعوة کي طاقت نے مومنین بالغیب کا ایک چھوٹا سا گروہ ضرور پیدا کردیا جس نے حریة صادقه کي روح سے معمور هوکر فرعون کو للکارا تھا :

فاقض مـا انت قـاض انما تقضي هذہ الحیواة الدنیـا (۲۰ : ۷۵)

جو حکم چاهو همارے لیے دو ' تمہاري حکومت زیادہ سے زیادہ اس دنیوي زندگي هي کا فیصلہ کرسکتي هے کہ همیں قتل کردے - اس سے زیادہ تم اور کیا کرسکتے هو ؟

لیکن یہ بھي صرف نور ایمان کي ایک جدید روح کي صدا تھي جسنے غلاموں کے ملک میں حریت حقه کا غلغلہ بلند کرکے ایک نمونہ قائم کردیا ' ورنہ بنو اسرائیل کے حلقے سے کبھي اِس قسم کي صدائیں بلند نہیں هوسکتي تھیں -

(جہاد في سبیل الله سے اعراض)

پس اس بنا پر بنو اسرائیل کي فوجي تعلیم و تربیت کیلیے وهي قدرتي مرکز موزوں تھا ' جہاں انسان نے سب سے پہلے آزادي کي هوا کھائي هے - یعنے ابادیوں اور بستیوں سے الگ کوئي صحرا اور میدان ' جہاں نہ کسي کی حکومت هو ' نہ کسي انسان کا حکم - ازاد چرندوں کے غول هوں اور خود مختار پرنـدوں کے جھـنڈ ' اسي کائنـات فطري و حقیقي میں رهکر وہ اپني گم شدہ حریة کو تلاش کرسکتے تھے جو مصر کي آبادیوں میں کھو گئي تھي !

لیکن حضرت موسی علیه السلام نے پہلے آنے والے جاہ و جلال و عظمت کو یاد دلاکر اُنکے جذبۂ شجاعت کو تازہ کرنا چاها :

واذ قـال موسی لـقومه یا قوم اذکروا نعمت الله علیکـم اذ جعل فیکـم انبیاء وجعلکم ملوکا وآتکم مالم یـوت احـــدا من العالمین - یا قوم ادخلو الارض المقـــدسة التي کتب الله لکم ولا ترتـــدوا علی ادبـارکـم فتنقـلبـوا خاسرین - (۵ : ۲۳)

جب موسی نے اپني قوم سے کہا : اے لوگو خدا کي نعمتوں کو دیکھو ' اُس نے تم میں پیغمبر پیدا کیے تھے ' اب تمکو بادشاہ بناتا هے ' اور وہ عظمت عطا فرما تا هے جو ابتک کسیکو بھي ندي تھي - پس عزم اور همت کرو ' اور ارض مـقـدس میں داخـل هوجاو - اُسکي حکومت صرف تمہاري هي قسمت میں لکھدي گئي هے ' اور هرگز بزدلوں کي طرح پیٹھہ نہ پھیرو ' اسکا نتیجه بجز نا کامیابي و محرومي کے کچھہ نہ هوگا -

لیکن یہ امتحان ایک ایسي قوم کیلیے سودمند نہ هو سکا جو صدیوں سے غلامي کي لعنت میں گرفتار تھي - بنو اسرائیل کي بزدلي نے نہایت مایوسانہ جواب دیا :

قالوا یموسي ان فیها قوماً جبارین ' و انا لن ندخلها حتـــی یخرجـوا منها - فان یخرجوا منهـا فانا داخلون (۵ : ۲۵)

اُن لوگوں نے جواب دیا کہ اے موسی ارض مقدس میں ایک نہایت هیبتناک قوم رهتي هے - هم اُس میں هرگز داخل نہیں هو سکتے - وہ اپنے ساز و سامان اور طاقت سے همیں پیس ڈالینگے - جب تک کہ وہ ملک سے خود بخود نہ هٹ جالیں ' هم اُسکا رخ نہ کرینگے -

اس داخلہ سے محض شاهي جاہ و جلال کا منظر دکھانا مقصود نہ تھا ' بلکہ بنواسرائیل کي قدیم کھوئي هوئي عظمت کو خلافت الهي کي صورت میں قائم کرنا تھا ' اور خلافت الهي کے قائم کرنے کیلیے جس قسم کي شجاعت درکار هوتي هے ' اُسکو صرف نور ایمان هي قائم کرسکتا تھا - بنواسرائیل کے دل اس کي حرارت سے خالي تھے - دو مخلص مومنوں نے اپنے نور ایمان کی حرارت سے اُنکے دلوں کو گرمانا چاها :

قـال رجـلان من الـذین یخافـون انعم الله علیهما ادخلو علیهم الباب - فاذا دخلتمـوہ فـانکم غالبون ' وعلی الله فتوکلوا إن کنتم مومنین (۵ : ۲۶)

جو لوگ بیت المقدس میں داخل هونے سے ڈر رهے تھے ' اونہیں میں سے دو آدمیوں نے جن پر خدا نے نور ایمان کے ذریعه سے احسان کیا تھا کہا : جہاد في سبیل الله سے انکار نہ کرو اور الله پر اعتماد کرکے ارض مقدس میں داخل هوجاؤ - جب اُسکے انـدر داخل هوجاؤ گے تو تم یقیناً غالب هوگے - اگر تم مسلمان هو تو خدا پر بھروسہ کرو -

لیکن اس پر بھي اونکے دلوں میں حرارت پیدا نہ هوئي ' اور انہوں نے صاف جواب دیدیا :

قالوا یموسـی انا لـن ندخلهـــا ابدا ما داموا فیها ' فاذهب انت وربك فقاتلا انا ههنـا قاعدون - (۵ : ۲۷)

اون لوگوں نے کہا اے موسی ! جبتک وہ طاقتور لوگ اُس شہر میں هیں ' هم اُسمیں هرگز داخل نہیں هوسکتے - تم اپنے خدا کے ساتھہ جا کر لڑو ' هم اس جگہہ بیٹھہ کر تماشا دیکھینگے -

(چہل سالہ قیام صحراء)

اب حضرت موسی علیه السلام کو بالکل مایوسي هوگئي ' اور اونہوں نے اس بزدل قوم سے علیحدہ هونا چاها :

قال رب اني لا املک الا نفسي و اخي ' فا فرق بیننا و بین القوم الفسقین (۵ : ۲۸)

حضرت موسی نے کہا : خداوندا ! میں صرف اپنے وجود پر اور اپنے بھائي هارون هي پر اختیار رکھتا هوں ' اپني قوم کي بزدلي اور روحاني موت کو کیا کروں ؟ اب مجھہ میں اور اس بدکار قوم میں علحدگي کردے -

لیکن حکم الهي هوا کہ اے موسی ! تم مایوسي کیلیے پیدا نہیں کیے گئے هو ' تمہاري پیغمبرانہ استقامت کي طاقت کو اِن مشکلوں کا مقابلہ کرنا چاهیے - بني اسرائیل کو مدتوں کي غلامي نے جہاد في سبیل الله کي مقدس راہ سے نا آشنا کردیا هے - وہ چھوٹي چھوٹي راحتوں کے عاشق هیں ' بڑے مقصد کي راہ میں مصیبت اٹھانے سے جي چراتے هیں - غلامي کي زندگي کا یہ لازمي نتیجه هے - پس اس سے نہ گھبراؤ اور انہیں یہاں سے نکالکر کسي آزاد و بے قید صحرا میں جا بساؤ ' وهاں کي خالص اور فطری اب و هوا میں ایک زمانہ بسر کریں - عهد غلامي کي پرورش یافتہ نسل مٹ جاے - ایک نئي مستعد نسل پیدا هو ' پھر وہ راہ جہاد کي مشکلات کو برداشت کرسکیگي :

قال فانها محرمة علیهم اربعین سنة یتیهون في الارض فلا تأس علی القوم الفسقیـن (۵ : ۲۹)

خدا نے کہا : بیت المقدس کا داخلہ اونکے لیے چالیس سال تک حرام هوگیا ' اب اسي سر زمین میں وہ سرگرداں رهینگے - حصول عظمت میں یہ چہل سالہ تاخیر انهي کي بزدلي کا نتیجه هے - پس ایسے لوگوں کي محرومي پر تمہیں افسوس نہیں کرنا چاهیے -

مختارات

الحــرب فــی الاســلام

تاریخ اسلام اور نظام عسکري

(۲)

(رسد کا مستقل محکمه)

رفته رفته حضرت عمر نے رسد کا ایک مستقل محکمه قائم کیا ' جسکا نام اهراء تها - چنانچه شام میں عمرو بن عتبه (۱) اس محکمه کے افسر مقرر هوے - "اهراء" هري کي جمع هے - هري ایک یوناني لفظ هے جسکے معني گودام کے هیں - چونکه رسد کے یکجا جمع هونے اور وهاں سے تقسیم هونے کا یه طریقه یونانیوں سے لیا گیا تها ' اس لیے نام میں بهي وهي یوناني لفظ قائم رها - تمام جنس اور غله ایک وسیع گودام میں جمع هوتا تها اور مهینے کي پهلي تاریخ في سپاهي ایک من دس ثار کے حساب سے تقسیم هوتا تها - اِسکے ساتهه في کس ۱۲ ثار روغن زیتون' اور ۱۲ ثار سرکه بهي ملتا تها - اس کے بعد اور بهي ترقي هوئي ' یعني خشک جنس کے بجاے پکا پکایا کهانا ملتا تها - چنانچه مورخ یعقوبي نے حضرت عمر کے سفر شام کے ذکر میں اسکي تصریح کي هے -

(خوراک اور کپڑا اور بهته)

تنخواه اور خوراک کے علاوه کپڑا بهي دربار خلافت سے ملتا تها ' جسکي تفصیل وردي کے ذکر میں آئیگي - ان تمام باتوں کے ساتهه بهته بهي مقرر تها ' جسکو عربي میں "معونة" کهتے هیں - سواري کا گهوڑا سواروں کو اپنے اهتمام سے مهیا کرنا پڑتا تها - لیکن جو شخص کم مایه هوتا اور اُسکي تنخواه بهي ناکافي هوتي اُسکو حکومت کي طرف سے گهوڑا ملتا تها - چنانچه خاص اس غرض کے لیے حضرت عمر کے حکم سے خود دارالخلافة میں چار هزار گهوڑے هر وقت موجود رهتے تهے - (۲)

بهته اور تنخواه وغیره کي تقسیم کے اوقات مختلف تهے - شروع محرم میں تنخواه ' فصل بهار میں بهته' اور فصل کٹنے کیوقت خاص خاص جاگیروں کي آمدني تقسیم هوتي تهي - (۳) تنخواه کي تقسیم کا یه طریقه تها که هر قبیلے کے ساتهه ایک عریف یعني مقدم یا رئیس هوتا تها - فوجي افسر جو کم سے کم دس دس سپاهیوں پر افسر هوتے تهے' اور جو اُمراء الاعشار کهلاتے تهے' تنخواه اُن کو دیجاتي تهي - وه عریف کو حواله کرتے تهے' اور عریف اپنے اپنے قبیلے کے سپاهیوں کے حواله کردیتا - ایک ایک عریف کے متعلق ایک ایک لاکهه درهم کي تقسیم تهي - چنانچه کوفه و بصره میں سو عریف تهے جن کے ذریعے سے ایک کروڑ کي رقم تقسیم هوتي تهي - اس انتظام میں نهایت احتیاط اور خبرگیري سے کام لیا جاتا تها - عراق میں اُمراے اعشار نے تنخواهوں کي تقسیم میں بے اعتدالي کي ' تو حضرت عمر نے عرب کے بڑے بڑے نساب اور اهل الراے مثلاً سعید بن عمران اور مشعله بن نعیم' وغیره کو بلاکر اسکي جانچ پر مقرر کیا - چنانچه ان لوگوں نے دوباره نهایت تحقیق اور صحت کے ساتهه لوگوں کے عهدے اور روزینے مقرر کیے' اور دس دس کي جگه سات سات سپاهي پر ایک ایک افسر مقرر کیا - (۱) عریف کا تقرر بهي فاوروقي ایجادات سے تها ' جسکي تقلید مدتوں تک کي گئي - کنز العمال باب الجهاد میں بیهقي کي روایت هے : "اول من دون الدواین و عرف العرفا عمر بن الخطاب"

تنخواهوں میں قدامت اور کارکردگي کے لحاظ سے وقتاً فوقتاً اضافه هوتا رهتا تها - قادسیه میں زهره' عصمه' ضي وغیره نے بڑے مردانه کام کیے تهے' اسلیے اُن کي تنخواهیں دو دو هزار سے ڈهائي ڈهائي هزار هوگئیں - مقرره رقموں کے علاوه غنیمت سے وقتاً فوقتاً جو هاتهه آتا تها اور علی قدر مراتب فوج پر تقسیم هوتا تها' اُسکي تو کچهه انتها هي نه تهي - چنانچه جلولاء میں نو نو هزار اور نهاوند میں چهه چهه هزار درهم ایک ایک سوار کے حصه میں آئے تهے !

صحت اور تندرستي قائم رکهنے کے لیے حسب ذیل قاعدے مقرر تهے :

(اختلاف موسم کے لحاظ سے فوج کي تقسیم)

(۱) جاڑے اور گرمي کے لحاظ سے لڑائي کي جهتیں متعین کردي تهیں ' یعني جو سردملک تهے ان پر گرمیوں میں' اور گرم ملکوں پر جاڑوں میں فوجیں بهیجي جاتي تهیں - اس تقسیم کا نام شاتیه اور صافیة رکها اور یهي اصطلاح آجتک قائم هے - یهاں تک که همارے مورخین مغربي مهمات اور فتوحات کو صرف "صوایف" کے لفظ سے تعبیر کرتے هیں - یه انتظام حضرت عمر نے سنه ۱۷ هجری میں کیا تها - علامهٔ طبري لکهتےهیں : "و سمي الشواتي و الصوائف - و سمي ذالك في كل كورة"

(۲) فصل بهار میں فوجیں اُن مقامات میں بهیجدي جاتي تهیں' جهاں کي آب و هوا عمده اور سبزه و مرغزار هوتا تها - یه قاعده اول اول سنه ۱۷ هجري میں جاري کیا گیا جبکه مداین کي فتح کے بعد وهاں کي خراب آب و هوا نے فوج کي تندرستي کو نقصان پهنچایا

---

(۱) تاریخ طبري صفحهٔ ۲۵۲۶ - اهراء کے معني اور مفهوم کیلیے دیکهو لسان العرب اور فتوح البلدان صفحه ۲۰۸ -

(۲) کتاب الخراج صفحهٔ ۲۷ - اصل عبارت یه هے : "کان لعمر بن الخطاب اربعة الاف فرس - فاذا کان في عطاء الرجل خفة او کان محتاجا اعطاه الفرس "

(۳) طبری صفحه ۲۴۸۶ - اصل عبارت یه هے "و امر لهم بمعاونهم في الربیع من کل سنة و باعطیاتهم في المحرم من کل سنة و بفئیهم عند طلوع الشعری في کل سنة' و ذالک عند ادراک الغلات"

(۱) یه واقعات نهایت تفصیل کے ساتهه طبری صفحهٔ ۲۴۹۵ و ۲۴۹۶' و مقریزی صفحهٔ ۹۳ میں هیں -

تھا - چنانچہ عتبہ بن غزوان کو لکھا کہ ھمیشہ جب بہار کا موسم آجاے تو فوجیں شاداب اور سرسبز مقامات میں چلي جائیں (۱)

(بہار کے زمانے میں فوجوں کا قیام)

عمرو بن العاص گورنر مصر موسم بہار کے آنے کے ساتھہ ھي فوج کو باھر بھیجدیتے تھے ' اور حکم دیتے کہ سیر و شکار میں بسر کریں' اور گھوڑوں کو چرائیں اور فربہ بناکر لائیں -

(آب و ھوا کا لحاظ)

(۳) بارکوں کي تعمیر اور چھاونیوں کے بنانے میں ھمیشہ عمدہ آب و ھوا کا لحاظ کیا جاتا تھا ' اور مکانات کے آگے کھلے ھوے خوش فضا صحن چھوڑدیے جاتے تھے - فوجوں کے لیے جو شہر آباد کیے گئے' مثلاً کوفہ ' بصرہ ' فسطاط وغیرہ' ان میں اصول صحت کے لحاظ سے سڑکیں ' کوچے ' اور گلیاں نہایت وسیع ھوتي تھیں- حضرت عمر کو اسمیں اسقدر اھتمام تھا کہ مساحت اور وسعت کي تعین بھي خود لکھہ کر بھیجي تھي چنانچہ اسکي تفصیل ان شہروں کے ذکر میں گزر چکي ھے -

(کوچ کي حالت میں فوج کي آرام کا دن)

(۴) فوج جب کوچ پر ھوتي تھي تو حکم تھا کہ ھمیشہ جمعہ کے دن مقام کرے اور پورے ایک شب و روز قیام رکھے ' تاکہ لوگ دم لے لیں اور ھتیاروں اور کپڑوں کو درست کرلیں - یہ بھي تاکید تھي کہ ھر روز اسي قدر مسافت طے کریں جس سے تھکنے نہ پائیں' اور پڑاؤ وھیں کیا جاے جہاں ھر قسم کي ضروریات مہیا ھوں- چنانچہ سعد بن وقاص کو جو فرمان فوجي ھدایتوں کے متعلق لکھا ' اسمیں اور اھم باتوں کے ساتھہ ان تمام جزئیات کي تفصیل بھي لکھي (۲)

(رخصت کے قاعدے)

رخصت کا بھي با قاعدہ انتظام تھا - جو فوجیں دور دراز مقامات پر مامور تھیں اُن کو سال میں ایک دفعہ ورنہ دو دفعہ رخصت ملتي' بلکہ ایک موقع پر جب اُنھوں نے ایک عورت کو اپنے شوھر کي جدائي میں دردناک اشعار پڑھتے سنا تو افسروں کو احکام بھیجدیے کہ کوئي شخص چار مہینے سے زیادہ باھر رھنے پر مجبور نہ کیا جاے -

لیکن یہ تمام آسانیاں اسي حد تک تھیں جہاں تک ضرورت کا تقاضا تھا ' ورنہ آرام طلبي ' کاھلي ' عیش پرستي سے بچنے کے لیے سخت بندشیں بھي کي تھیں - نہایت تاکید تھي کہ " اھل فوج رکاب کے سہارے سے سوار نہ ھوں ' نرم کپڑے نہ پہنیں ' دھوپ کھانا نہ چھوڑیں ' حماموں میں نہ نہائیں "

(فوج کا لباس)

تاریخوں سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ حضرت عمر نے فوج کے لیے کوئي خاص لباس جسکو وردي کہتے ھیں قرار دیا تھا - اُن کے جو احکام فوج کے نام منقول ھیں ' اُن میں صرف اسقدر ھے کہ لوگ عجمي لباس نہ پہنیں - لیکن معلوم ھوتا ھے کہ اس حکم کي تعمیل پر چنداں زور نہیں دیا گیا ' کیونکہ سنہ ۲۱ ھجري میں جب مصر میں ذمیوں پر جزیہ مقرر ھوا تو فوج کے کپڑے بھي اُسمیں شامل تھے اور وہ یہ تھے - اُون کا جبہ ' لمبي ٹوپي یا عمامہ ' پاجامہ '

(۱) تاریخ طبري میں ھے " و کتب عمر الی سعد بن مالک و الی عتبة بن غزوان ان یتربعا بالناس في کل حین ربیع في اطیب ارضیھم" کتاب مذکور صفحۂ ۲۴۸۶ -

(۲) عقد الفرید جلد اول صفحہ ۴۹ میں یہ فرمان بعینہ منقول ھے-

موزہ (۱) حالانکہ اول اول پاجامہ اور موزہ کو حضرت عمر نے بتصریح منع کیا تھا -

(فوج میں خزانچي و محاسب و مترجم)

فوج کے متعلق حضرت عمر کي اور بہت سي ایجادیں ھیں' جنکا عرب میں کبھی وجود نہ تھا - مثلاً ھر فوج کے ساتھہ ایک افسر خزانہ ' ایک محاسب ' ایک قاضي ' اور متعدد مترجم ھوتے تھے - ان کے علاوہ متعدد طبیب اور جراح بھي ھوتے تھے - چنانچہ جنگ قادسیہ میں عبد الرحمن بن ربیعہ قاضي' زیاد بن ابي سفیان محاسب' بلال ھجري مترجم تھے - (۲) فوج میں محکمۂ عدالت ' سرشتہ حساب ' مترجمي ' اور ڈاکٹري کي ابتدا بھي اسي زمانے سے ھے -

(فن جنگ میں ترقي)

فوجي قواعد کي نسبت ھمکو صرف اسقدر معلوم ھے کہ حضرت عمر فوجي افسروں کو جو احکام بھیجتے تھے' اُن میں چار چیزوں کے سیکھنے کي تاکید ھوتي تھي - تیرنا ' گھوڑے دوڑانا ' تیر لگانا ' ننگے پاؤں چلنا - اس کے سوا ھمکو معلوم نہیں کہ فوج کو کسي قسم کي قواعد سکھلائي جاتي تھي - تاھم اسمیں بھي شبہ نہیں کہ حضرت عمر کے عہد میں سابق کي نسبت فن جنگ نے بہت ترقي کي - عرب میں جنگ کا پہلے یہ طریقہ تھا کہ دونوں طرف کے غول بے ترتیب کھڑے ھو جاتے تھے' پھر دونوں طرف سے ایک ایک سپاھي نکل کر لڑتا تھا اور باقي تمام فوج چپ کھڑي رھتي تھي - اخر میں عام حملہ ھوتا تھا - اسلام کے آغاز میں صف بندي کا طریقہ جاري ھوا ' اور فوج کے مختلف حصے قرار پاے - مثلاً میمنہ ' میسرہ' وغیرہ - لیکن ھر حصہ بطور خود لڑتا تھا - یعني تمام فوج کسي ایک سپہ سـالار کے نیچے رھکر نہیں لڑتي تھي - سب سے پہلے سنہ ۱۵ ھجري میں یرموک کے معرکہ میں حضرت خالد کي بدولت تعبیہ کي طرز پر جنگ ھوئي یعنے کل فوج جسکي تعداد ۴۰ ھزار کے قریب تھي' ۳۶ صفوں میں تقسیم ھوکر حضرت خالد کي ماتحتي میں کام کرتي تھي' اور وہ تمام فوج کو تنہا لڑاتے تھے -

حضرت عمر رضي اللہ عنہ کے زمانے میں فوج کے جسقدر حصے اور شعبے تھے حسب ذیل ھیں :

قلب — سپہ سالار اسي حصے میں رھتا تھا -
مقدمہ — قلب کے آگے کچھہ فاصلے پر ھوتا تھا -
میمنہ — قلب کے دائیں ھاتھہ پر رھتا تھا -
میسرہ — بائیں ھاتھہ پر -
ساقہ — سب سے پیچھے -
طلیعہ — گشت کي فوج جو دشمن کي فوجوں کي دیکھہ بھال رکھتي تھي -
ردء — جو ساقہ سے پیچھے رھتي تھي تاکہ دشمن عقب سے حملہ نہ کرسکے -
رائد — جو فوج کے چارہ اور پاني کي تلاش کرتي تھي -
رکبان — شتر سوار -
فرسان — سوار -
راجل — پیادہ -
رماۃ — تیر انداز -

ھر سپاھي کو جنگ کي ضرورت کي تمام چیزیں اپنے ساتھہ رکھني پڑتي تھیں - فتوح البلدان میں لکھا ھے کہ کثیر بن شہاب (حضرت عمر کے ایک فوجي افسر تھے) کي فوج کا ھر سپاھي

(۱) فتوح البلدان صفحۂ ۲۱۵ -

(۲) طبري واقعات سنہ ۱۴ ھجري صفحہ ۲۲۲۶ -

اشیا ے ذیل ضرور اپنے ساتھہ رکھتا تھا - سوئیاں ‘ سوا ‘ ڈورا ‘ قینچي ‘ سوتالي ‘ توبڑا ‘ چھلني (۱) "

(قلعه شکن آلات)

قلعوں پر حمله کرنے کے لیے منجنیق کا استعمال اگرچه خود آنحضرت کے زمانے میں شروع هوچکا تھا ‘ چنانچه سب سے پہلے سنه ۸ ھ - میں طائف کے محاصرے میں اِس سے کام لیا گیا - لیکن حضرت عمر کے زمانے میں اسکو بہت ترقي هوئي ‘ اور بڑے بڑے قلعے اِس کے ذریعے سے فتح هوے ‘ مثلاً سنه ۱۶ ھ - میں بهرسیر کے محاصرے میں ۲۰ منجنیقیں استعمال کي گئیں - محاصرے کے لیے ایک اور آله تھا جسکو دبابه کہتے تھے - یه ایک لکڑي کا برج هوتا تھا ‘ جسمیں اُوپر تلے کئي درجے هوتے تھے ‘ اور نیچے پہیے لگے هوتے تھے - سنگ اندازوں اور نقب زنوں اور تیر اندازوں کو اُس کے اندر بٹھا دیا جاتا تھا - اُسکو ریلتے هوے آگے بڑھاتے چلتے تھے - اِس طرح قلعه کي جڑ میں پہنچ جاتے تھے اور قلعه کي دیواروں کو آلات کے ذریعے سے توڑ دیتے تھے - بهرسیر کے محاصرہ میں یه آله بھي استعمال کیا گیا تھا -

(سفر میـــنا)

راسته صاف کرنا ‘ سڑک بنانا ‘ پل باندھنا ‘ یعني جو کام آجکل سفر مینا کي فوج سے لیا جاتا ھے ‘ اِسکا اِنتظام بھي نہایت معقول تھا ‘ اور یه کام خاص کر مفتوحه قوموں سے لیا جاتا تھا - عمرو بن العاص نے جب فسطاط فتح کیا تو مقوقس والي مصر نے یه شرط منظور کي که فوج اسلام جدھر رخ کرے گي ‘ سفر مینا کي خدمتوں کو مصري انجام دیں گے (۲) - چنانچه عمرو بن العاص جب رومیوں کے مقابلے کے لیے اسکندریه کي طرف بڑھے تو خود مصري منزل بمنزل پل باندھتے ‘ سڑک بناتے ‘ اور بازار لگاتے گئے - علامهٔ مقریزي نے لکھا ھے که چُونکه مسلمانوں کے سلوک نے تمام ملک کو گرویده کرلیا تھا ‘ اس واسطے قبطي خود بڑي خوشي سے ان خدمتوں کو انجام دیتے تھے -

(خبر رساني اور جاسوسي)

جاسوسي اور خبر رساني کا انتظام نہایت خوبي سے کیا گیا تھا اور اُسکے لیے قدرتي سامان هاتھه آگئے تھے - شام و عراق میں کثرت سے عرب آباد تھے ‘ اور ان میں سے ایک گروہ کثیر نے اسلام قبول کرلیا تھا - یه لوگ چونکه مدت سے ان ممالک میں رهتے تھے ‘ اس لیے کوئي واقعه اُن سے چُھپ نہیں سکتا تھا - ان لوگوں کو اجازت تھي که اپنا اسلام لوگوں پر ظاهر نه کریں ‘ اور چونکه یه لوگ ظاهري وضع قطع سے پارسي یا عیسائي معلوم هوتے تھے ‘ اسلیے دشمن کي فوجوں میں جہاں چاهتے تھے چلے جاتے تھے - یرموک ‘ قادسیه ‘ تکریت میں انھي جاسوسوں کی بدولت بڑے بڑے کام نکلے - (۳) شام میں هر شہر کے رئیسوں نے خود اپني طرف سے اور اپني خوشي سے جاسوس لگا رکھے تھے ‘ جو قیصر کي فوجي تیاریوں اور نقل و حرکت کي خبریں پہنچاتے تھے - قاضي ابو یوسف کتاب الخراج میں لکھتے هیں : (۱) " فلما رای اهل الذمة وفاء المسلمین لهم و حسن السیرة فیهم ‘ صاروا اشداء علی عدو المسلمین علی اعدایهم ‘ فبعث اهل کل مدینة ممن جری الصلح بینهم و بین المسلمین رجالا من قبلهم ‘ یتجسسون الاخبار عن الروم و عن ملکهم و ما یریدون ان یصنعوا " اُردن اور فلسطین کے اضلاع میں یہودیوں کا ایک فرقه رهتا تھا جو سامرہ کہلاتا تھا - یه لوگ خاص جاسوسي اور خبر رساني کے کام کیلیے مقرر کیے گئے ‘ اور اس کے صلے میں اُن کي مقبوضه زمینیں اُنکو معافي میں دیدي گئی تھیں (۲) - اِسي طرح جراجمة کي قوم اس خدمت پر مامور هوئي اور اُن کو بھي خراج معاف کردیا گیا -

(پرچه نویسوں کا انتظام)

فوجي انتظام کے سلسلے میں جو چیز سب سے بڑھکر حیرت انگیز ھے ‘ یه ھے که باوجودیکه اِس قدر بیشمار فوجیں تھیں اور مختلف ملک ‘ مختلف قبائل ‘ مختلف طبائع کے لوگ اِس سلسلے میں داخل تھے ‘ ساتھه هي وہ نہایت دور دراز مقامات تک پھیلي هوئي تھیں ‘ جہاں سے دارالخلافة تک سیکڑوں هزاروں کوس کا فاصله تھا ‘ تاهم تمام فوج اِس طرح حضرت عمر کے قبضهٔ قدرت میں تھي که گویا وہ خود هر جگهه فوج کے ساتھه موجود هیں - اسکا عام سبب تو حضرت عمر کي سطوت اور اُن کا رعب و داب تھا - لیکن ایک بڑا سبب یه تھا که حضرت عمر نے هر فوج کے ساتھه پرچه نویس لگا رکھے تھے ‘ اور فوج کي ایک ایک بات کي اُنکو خبر پہنچتي رهتي تھي - علامهٔ طبري ایک ضمني موقع پر لکھتے هیں : " و کانت یکون لعمر العیون فی کل جیش فکتب الی عمر بما کان في تلک الغزاة ‘ و بلغه الذي قال عتبة (۳) - " ایک اور موقع پر لکھتے هیں (۴) " و کان عمر لا یخفی علیه شيء في عمله "

اس انتظام سے حضرت عمر یه کام لیتے تھے که جہاں فوج میں کسي شخص سے کسي قسم کی بد اعتدالي هو جاتي تھي ‘ فوراً اسکا تدارک کردیتے تھے ‘ جس سے اوروں کو بھي عبرت هو جاتي تھي - ایران کي فتوحات میں عمرو معدیکرب نے ایک دفعه اپنے افسر کي شان میں گستاخانه کلمه کہدیا تھا ‘ فوراً حضرت عمر کو خبر هوئي اور اُسي وقت اُنھوں نے عمرو معدیکرب کو تحریر کے ذریعے ایسي چشم نمائي کي که پھر اُنکو کبھي ایسي جرأت نہیں هوئي - اِس قسم کي سیکڑوں مثالیں هیں جنکا استقصاء نہیں هو سکتا -

(۱) فتوح البلدان صفحه ۳۱۸ -

(۲) مقریزي صفحهٔ ۱۶۳ میں ھے - " فخرج عمرو بالمسلمین و خرج معه جماعة من رؤساء القبط و قد اصلحوا لهم الطرق و اقاموا لهم الجسور و الاسواق "

(۳) تاریخ شام ازدي صفحهٔ ۲۴۹ و ۲۴۷۵ - ازدي کي عبارت یه ھے : لما نزلت الروم منزلهم الذي نزلوا به ‘ دسسنا الیهم رجالا من اهل البلد کانوا نصاری و حسن اسلامهم و امرناهم ان یدخلوا عسکرهم و یکتموا اسلامهم و یاتوا باخبارهم -

(۱) کتاب مذکور صفحهٔ ۸۰ -

(۲) فتوح البلدان صفحه ۱۵۸ -

(۳) طبري صفحهٔ ۲۲۰۸ -

(۴) طبري صفحهٔ ۲۵۲۶ -

(اشتـــهار)

اکسیر اعظم یا زندگی کی بهار

(ایجاد کردہ عالیجناب حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین صاحب)

" ایک سریع الاثر اور مجرب مرکب "

ضعف دماغ و جگر کیلیے یه ایک مجرب اور موثر دوا ھے - خصوصاً ضعف مثانه اور اُن مایوس کن امراض کیلیے جنکا سلسله بعض اوقات خود کشي تک مسلسل هوتا ھے ‘ ایک بے خطا اور آزمودہ مرکب ھے - صحت کي حالت میں اگر اسے استعمال کیا جاے تو اس سے بہتر اور کوئي شے محافظ قوت نہیں هوسکتي -

قیمت في شیشي ۲ - روپیه محصول ڈاک ۶ - آنه

المشتهر : منیجر دي یونانی میڈیکل اسٹورس فوارۂ صحت نمبر ۱/۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانه ویلسلي - کلکته

اُسوهٔ حسنه

الحسبـــة فـــي الاســلام

احتســاب اور اســلام

تربیت یافتگان عہـد نبوت کا اســوهٔ حسنه

"احتساب" کے معني یه هیں که انسان نیکي کا محافظ هو' اور بدي کي هر شکل اور هر نمود کو فنا کرنے کا اپنے اندر ایک ان تهک عشق رکهے - وه سب سے پہلے خود اپنے نفس کا محتسب بنے' پهر اپنے خاندان کا' اپنے همسایوں کا' اپنے محله کا' اپني قوم کا' اور پهر تمام کرهٔ ارضي کا: لتکونوا شهداء علی الناس و یکون الرسول علیکم شهیدا -

وه همیشه دنیا کے هر اعتقاد و عمل کا احتساب کرے' یعني همیشه نگراں رهے که نیکي اور راستي کي راه سے انحراف تو نهیں هو رها ؟

اگر اسکو سچائي اور عدالت سے انحراف نظر آے' تو وه اپنے هاتهه سے' اپني زبان سے' اپني تمام قوتوں سے اس انحراف کو دور کرنے کي کوشش کرے' کیونکه وه خدا کي زمین پر خدا کي سچائي کا محافظ و ذمه دار هے' اور اسکے وجود کو صرف اسیلیے قائم کیا گیا هے' تاکه میزان عدل کي نگراني کرے اور بدي کے درخت کو بڑهنے اور پهلنے سے روکے -

جهاد اسلامي اسي احتساب کي ایک اصولي حقیقت هے - امر بالمعروف اور نهي عن المنکر اسي کا نام هے' اور یهي وه قوة معلمهٔ و مربیه هے جو امة مسلمه کے هر فرد کو سپرد کي گئي' اور انکي نسبت فرمایا که "کنتم خیر امة اخرجت للناس' تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر!

گذشته نمبر میں هم نے آنحضرة صلی الله علیه و سلم کي حیاة طیبه سے چند متفرق واقعات جمع کرکے کوشش کي تهي که آپکي زندگي کو ایک "محتسب" زندگي کے لحاظ سے پیش نظر رکهه سکیں' اور به حیثیت سچائي کے ایک محتسب هونے کے جو اسوهٔ حسنه آپنے قائم کیا هے' اسکے بعض اهم جزئیات قوم کے سامنے واضح هوسکیں - اسي سلسلے میں آج صحابهٔ کرام اور تربیت یافتگان آغوش نبوة کي زندگي پر ایک سر سري نظر ڈالنا چاهتے هیں' تاکه مومنوں اولون کا نمونه بهي اس بارے میں واضح هوجاے - یه میدان نهایت وسیع هے - هم سر دست خلافة راشده کي ترتیب تاریخي کو اختیار کرینگے' اور سب سے پہلے حضرة ابوبکر و عمر رضي الله عنهما سے سلسله شروع کرینگے -

(اسوهٔ صدیقي به حیثیت محتسب)

حضرت ابوبکر صدیق کي ذات در حقیقت آنحضرت کے اسوهٔ حسنه کا ایک مکمل پرتو هے - فطرة صالحه نے جاهلیت هي کے زمانے سے اونکے دل میں فرض احتساب کے ادا کرنے کا احساس پیدا کردیا تها - اسلام نے ان چهپے هوے شراروں کو چمکا دیا' اور وه مسلمان هونے کے ساتهه هي محتسب اعظم بن گئے -

(تزکیهٔ نفس)

اونکو تزکیهٔ نفس کا (جو احتساب کي پہلي شرط هے) اس قدر خیال تها که اونکے غلام نے ایک بار اونکو کچهه مال لاکر دیا - اوسکو حضرت ابوبکر نے اپني وجه معاش میں صرف کردیا' غلام نے کہا " کیا آپ کو معلوم هے که یه کیسا مال تها ؟" اونهوں نے کہا "مجهے کچهه خبر نهیں" اوس نے کہا " میں جاهلیة کے زمانے میں عرب کے کاهنوں کی طرح مکر و فریب سے غیب کي باتیں بتایا کرتا تها - آج ایک شخص نے اوسیکا معاوضه دیا' اور آپ نے اپني وجه معاش میں خرچ کردیا" حضرت ابوبکر رضي الله عنه نے اسي مال کي معاش سے کچهه غذا اُس وقت کهائي تهی' جوش میں آکر اپني انگلیاں حلق میں ڈالدیں' اور جو کچهه کهایا تها' قے کرکے نکال دیا! (بخاري جزء ۲)

(اصــلاح خانـــدان)

شرائط احتساب میں اپنے نفس کي اصلاح کے بعد اصلاح خاندان کا مرحله پیش آتا هے - حضرت ابو بکر همیشه اس فرض کے ادا کرنے میں سرگرم رهتے تهے - حضرت عائشه فرماتي هیں : " مینے جب سے هوش سنبهالا هے' اپنے گهر کو مسلمان هي پایا" یه حضرت ابوبکر کي اسي هدایت اور ارشاد احتساب کي برکت تهي' ورنه اُس وقت صدها خاندان تهے جنکا کوئي ایک شخص تو مسلمان هوگیا تها لیکن تمام گهرانا بدستور کفر میں مبتلا تها - حضرت عائشه باوجودیکه آنحضرت صلی الله علیه و سلم کے نکاح میں آچکي تهیں' اور اب اونکو حضرت ابوبکر رضي الله عنه کي هدایت و ارشاد کي ضرورت نه تهي' تاهم جب کبهی اون سے کوئي لغزش هوجاتي تو نهایت سختي کے ساتهه تنبیه کرتے تهے -

حضرت عائشه آنحضـرت کے ساتهه کسی سفر میں تهیں - اونکا هار گم هوگیا - آنحضرت اور صحابه اوسکي تلاش کیلیے رک گئے - اتفاق سے اس جگه پاني کا کوئي سامان نه تها - صحابه نے حضرت ابوبکر صدیق سے شکایت کي - وه آے تو دیکها که آنحضرت حضرت عائشه کے زانو پر سر رکهکر سو رهے هیں - لیکن پهر بهي اُنسے ضبط نه هوسکا اور حضرت عائشه کو سخت ملامت کي که " تونے اپنے هار کیلیے تمام لوگونکو اسقدر پریشان کیا" - چنانچه اسي موقع پر آیت تیمم نازل هوئي تهی اور تمام صحابه پکار اوٹهے تهے :

مـا هـي باول برکتکـــم یـا ال ابي بکـــر (۱) یعنے اے خاندان ابوبکر! تمهاري صرف یه پہلي هي برکت نهیں هے که حکم تیمم کے نزول کا باعث هوے'. اس سے پہلے بهي تمهارا وجود برکتوں کا سر چشمه رهچکا هے !

(احـــتساب ملت)

قوم کي هدایت و ارشاد کیلیے اونهوں نے ایسے نازک موقع پر فرض احتساب ادا کیا که خود حضرت عمر جیسے ضابط اور مستقل شخص کے هوش و حواس بهي پراگنده هوگئے تهے - آنحضرت کے انتقال کے وقت اسلام ایک سخت مصیبت میں مبتلا هوگیا تها - چهپے هوے دشمنوں کے مخفي جذبات میں جنبش پیدا هوگئي تهي' اور اگر ضبط و استقلال کے ساتهه ارکان اسلام کو قائم نه کر دکهایا جاتا' تو دشمنان حق اس مهلت کو اپنے دیرینه حوصلوں کي شکارگاه بنا لیتے - لیکن اس اهم فرض کي طرف کسي کو توجه نه تهي' اور محبوب رب العالمین کے فراق نے تمام صحابه کو سرگردان و حیران بنا دیا تها - ایسي حـالت میں حضرت ابو بکر صـدیق هي کا دمـاغ تها جو سکون کی حالت میں تها - محبت اور جذبه عقیدت کا اظهار تو

(۱) صحیح بخاري جزو - ۷۰۱

اونھوں نے انحضرت کے جسد اطہر کو چوم کر کردیا تھا ' لیکن اسلام کي حفاظت اس سے بھي زیادہ مقدم تھي - چنانچه ابھي آپ دفن بھي نہیں ھوے تھے که وہ صحابه کے مجمع میں تشریف لاے ' دیکھا که حضرت عمر رضي الله عنه پریشاني کي حالت میں صحابه سے کچھه خطاب کر رھے ھیں - اونھوں نے روکا ' وہ باز نہیں آے - پھر روکا ' مگر پھر اونھوں نے توجه نه کي - اب مجبور ھوکر خود ایک خطبه دیا ' جس نے تمام صحابه کو انکے آگے ھمه تن گوش بنا دیا :

اما بعد ' فمن کان منکم یعبد محمدا صلی الله علیه وسلم فان محمدا صلی الله علیه و سلم قد مات - ومن کان یعبد الله فـــان الله حي لا یموت - قال الله تعالی ما محمـــد الا رسول (۱)

جو لوگ تم میں سے محمد کو پوجتے تھے تو انھیں معلوم ھو که اب محمد (صلی الله علیه و سلم) کے وصال کے ساتھه انکے اسلام کا بھي خاتمه ھوچکا ' لیکن جو لوگ خدا کے پوجنے والے تھے ' انکو یقین کرنا چاھیے که انکا خدا اب تک زندہ ھے ' اور کبھي نه مریگا - خدا خود کہتا ھے که محمد تو صرف ایک پیغمبر ھیں ' جیسا که انکے پہلے پیغمبر آے اور اپنا فرض نبوت ادا کرکے دنیا سے چلے گئے -

صحابه کہتے ھیں که " اس خطبه کے بعد لوگونکو ایسا محسوس ھوا گویا یه آیت بالکل نئي ھے جو کبھي نازل ھي نہیں ھوئي تھي " انکي زبان سے وہ کچھه اسطرح بر وقت ادا ھوئي که ھر شخص کے دل میں اُتر گئي اور ھر زبان نے اسکو بار بار دھرایا !

غالباً اسي ضبط و استقلال کا اثر تھا که حضرت عمر رضي الله عنه نے سقیفه بني ساعدہ میں آنھي کي بیعت کیلیے سب سے پہلے ھاتھه بڑھایا -

خلافت کے بعد احتساب کا ایک نہایت نازک موقع اور پیش آیا ' یعنے ایک گروہ نے زکواۃ روک دي - حضرت ابوبکر نے اون سے جہاد کرنا چاھا - حضرت عمر رضي الله عنه نے اس سے اختلاف کیا اور کہا : " کلمه گویوں کے ساتھه کیونکر جہاد کیا جا سکتا ھے ؟ " لیکن حضرت ابوبکر نے صاف کہدیا : " جو لوگ نماز اور زکواۃ میں ذرہ برابر بھي تفریق کرینگے ' اور ایک بکري کا بچہه بھي روک لینگے ' میں اون سے مقاتله کرونگا " چنانچه حضرت عمر رضي الله عنه کو بھي بعد میں اُن کي اصابت راے کو تسلیم کرنا پڑا (۲)

ان اھم مواقع کے عـــلاوہ احتساب کے اور بھي جزئي موقعے عہد نبوت میں پیش آے ' اور اُونھوں نے اس فرض کو ادا کیا - صحابه کرام کے پیغمبرانه اعمال کا میدان اسقدر وسیع ھے که تمام واقعات کو جمع کرنا ممکن نہیں - عید کے دن کچھه عورتیں حضرت عائشه کے گھر میں گا رھي تھیں - حضرت ابوبکر آے اور اُونکو ڈانٹا ' لیکن آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے اُونکو گانے کي اجازت دیدي (۳)

ایک مرتبه ایک عورت کے پاس سے گذرے - دیکھا که وہ بالکل خاموش ھے - لوگوں سے دریافت فرمایا تو معلوم ھوا که اُوس نے عرب کے قدیم طریق رھبانیت پر " خاموش حج " کیا ھے - اُونھوں نے اُوس سے کہا : " یه جائز نہیں ' یه زمانه جاھلیت کا دستور تھا - "

یه نه سمجھنا چاھیے که اس فرض کے ادا کرنے پر اُونکو اسلام کي قوت یا خلافت کي سطوت نے اس قدر دلیر کردیا تھا ' بلکه یه قوت خلافت سے پہلے بھي ھمیشه اسي طرح اپنا عمل انجام دیتي رھي - ابتداے اسلام میں جب اسلام کا کوئي حامي و مددگار نه تھا '

(۱) بخاري جزء ۲ - ص - ۷۲ کتاب الجنائز -

(۲) بخاري جزء ۱۵۹۲ -

(۳) بخاري جزء ۲ - ص - ۱۶ کتاب العیدین -

اُوسوقت بھي اُونھوں نے اسي دلیري کے ساتھه اس فرض کو ادا کیا - ایک مرتبه آنحضرت نماز پڑہ رھے تھے ' عقبه بن معیط نامي ایک شقي آیا اور آپکي اس مقدس گردن کو پکڑ کے زور سے دبایا جسکے اندر سے تمام کائنات ارضي کي سعادت کي صدائیں نکلتي تھیں - حضرت ابوبکر فوراً لپکے اور ھاتھه پکڑ کے اُوسکو دور پھینکا اور کہا " آہ ' تم ایک شخص کو صرف اس بنا پر قتل کرتے ھو که وہ کہتا ھے که میرا رب صرف خدا ھے ؟ " (۱)

(اسوۂ احتساب فاروقي)

حضرت عمر رضي الله عنه جب اسلام لاے تھے تو اونکے ھاتھه میں تلوار تھي - اسلام لانے کے بعد بھي وہ تلوار اونکے ھاتھه میں ھر جگه نظر آتي ھے -

ھم حدیثوں میں قدم قدم پر پڑھتے ھیں که جب کسي نے شان اسلام کے خلاف کوئي بات کي ' حضرت عمر رض نے فوراً تلوار اوٹھا لي - حاطب بن بلتعه نے مدینه سے اھل مکه کو ایک خط لکھا ' جس کے ذریعه اونکو مسلمانوں کے مخفي حالات معلوم ھوگئے - حضرت عمر رض نے فوراً تلوار سنبھال لي اور آنحضرت سے عرض کیا : " اجازت دیجیے که اس منافق کي گردن اڑا دوں " (۲)

ایک غزوہ میں عبد الله ابن ابي نے که منافقوں کا لیڈر تھا ' کہا : " مدینه چل کر محمد کو نکال دیا جائیگا " حضرت عمر نے فوراً آنحضرت کي خدمت میں حاضر ھوکر درخواست کي : " حکم دیجیے که اس منافق کا فیصله کردوں " لیکن رحمة للعالمین نے دونوں موقعوں پر اونکو روک دیا (۳)

احتساب کیلیے نرمي و ملاطفت کے ساتھه بہت زیادہ دلیري ' آزادي ' اور جرأت کي ضرورت ھوتي ھے - حضرت عمر میں احتساب کي یہي آخر الذکر شان زیادہ نمــایاں نظر آتي ھے جسکے بغیر کوئي انسان سچائي کا محتسب نہیں ھوسکتا - اسیران بدر اور صلح حدیبیه کے واقعه میں اونھوں نے خود آنحضرت صلی الله علیه وسلم کے طرز عمل سے جس طرح اختلاف کرنے کي جرات کي ' اوسکا حال ھر اوس شخص کو معلوم ھے جس نے صحاح کا مطالعه کیا ھے - جب آنحضرة نے عبدالله بن ابي کي نماز جنازہ پڑھني چاھي تو دیکھو که اونھوں نے بے اختیار دامن پکڑ کے روک لیا (۴)

تمام صحابه کو کم و بیش احتساب کے ادا کرنے کا خیال تھا ' لیکن کسي کي یه جرأت نه تھي که آنحضرة کي بیویوں کے معاملے میں بھي روک ٹوک کرتا - اس معامله میں صرف حضرت عمر تمام صحابه کے اندر ممتاز نظر آتے ھیں - حضرت سودہ کو باھر نکلنے پر اونھي نے ٹوکا تھا - (۵) اور خود آیت حجاب نے بھي اونکي تائید کي - یہاں تک که خود حضرت ام سلمه کو ایک بار شکایت کرني پڑي که " اے عمر ! اب تم اسقدر بڑہ چلے ھو که ازواج مطہرات اور خود آنحضرت کے معاملے میں بھي دخل دینے لگے ؟ " (۶)

حضرت ابوبکر رضی الله عنه تمام صحابه میں مستحق ادب خیال کیے جاتے تھے ' لیکن ایک موقع پر جب خود اونکي بہن نے جوش غم میں حد شریعت سے تجاوز کرکے نوحه کیا ' تو حضرت عمر رض نے اونکو گھر سے نکلوا دیا - (۷)

(۱) بخاري جزء ۹ - ص - ۱۰۰ -

(۲) بخاري جزء - ۵ ص - ۷۸

(۳) بخاري جزء - ۹ ص - ۱۴۵

(۴) بخاری جزء - ۱ ص - ۹۷

(۵) بخاری جزء - ۸ ص - ۵۴

(۶) بخاري جزء - ۶ ص - ۱۵۷

(۷) بخاري جزء - ۹ ص - ۸۲ -

حقیقت یہ ھے کہ آزادي صداقت اور دلیري حق ادب کے منافي نہیں ' ورنہ خود حضرت عمر سے زیادہ آنحضرت کا ادب کون کرسکتا تھا؟ اپني ذات کے علاوہ جب کبھي کسي دوسرے سے کوئي جرات صادر ھوجاتي جو آنحضرت کے ادب کے ذرا بھي منافي ھوتي' تو وہ اسکي برداشت کي طاقت نہیں رکھتے تھے - آنحضرت کي خدمت میں چند عورتیں نہایت اونچي آواز کے ساتھ گفتگو کررھی تھیں' اتفاق سے حضرت عمر آگئے تو سب کي سب بے تحاشا اوٹھہ کے بھاگ گئیں کہ اس جرات پر کہیں انکي تلوار احتساب کو حرکت نہو جاے - انھوں نے کہا: " اے اپني جان کي دشمنو! رسول اللہ سے زیادہ مجھہ سے ڈرتي ھو؟ " (١)

حضرت عمر کے کارنامہ احتساب میں سب سے زیادہ نمایاں وہ واقعات ھیں ' جہاں انھوں نے صحابہ کو کثرت روایت حدیث سے روکا ھے - حدیث کي روایت جس قدر ضروري ھے ' اسي قدر مشکل بھي ھے - صحابہ کے زمانہ میں اگرچہ کذب في الروایۃ کا (یعنے عمداً غلط اور جھوٹ روایت کرنے کا) احتمال نہ تھا - تاھم غلطیوں کے پیدا ھونے کا اندیشہ تھا ' اور بعض موقعوں پر غلطیاں پیدا بھي ھوئیں - چنانچہ اسکے متعلق حضرت عائشہ' حضرت ابن عمر ' حضرت ابو ھریرہ' اور حضرت عبد اللہ بن عباس کي تنقیدي روایات کو پیش نظر رکھنا چاھیے - پس اسي بنا پر حضرت عمر روایت حدیث کي غیر محتاط کثرت پر نہایت سخت گیري کرتے تھے - حضرت ابوھریرہ نے جب کثرت سے روایتیں کیں' تو اونھوں نے صاف صاف کہدیا - " اب اگر تم نے احتیاط نہ کي تو کوڑوں سے پٹوا کر نکلوا دونگا " (٢)

ایک بار حضرت ابو موسی اشعري نے اونکو تین بار سلام کیا ' وہ مصروف تھے جواب نہیں دیا - وہ واپس چلے گئے - فارغ ھوے تو بلا کر واپس جانے کي وجہ پوچھي - اونھوں نے کہا : " آنحضرت نے فرمایا ھے کہ تین بار اجازت طلب کرنے پر اگر اجازت نہ ملے تو واپس جاو" حضرت عمر نے کہا : "اس حدیث کي صحت پر گواہ لاو" چنانچہ حضرت ابو سعید خدري نے شہادت دي' تو اونکا دامن چھوڑا (٣)

دو عورتوں میں زد و کوب ھوئي - ایک حاملہ تھي - اوسکا حمل ساقط ھوگیا - حضرت عمر کے سامنے مقدمہ پیش ھوا تو آپ نے صحابہ سے دریافت فرمایا : " کسي نے آنحضرت سے اسکے متعلق کوئي حدیث سني ھے ؟ " مغیرہ نے کہا : " ھاں ' آنحضرت نے اوسکي دیت ایک غلام یا ایک لونڈي دلوائي ھے " لیکن اونھوں نے تسلیم نہ کیا اور اس حدیث پر شہادت طلب کي ' چنانچہ جب محمد بن مسلم نے گواھي دي تو اسکے مطابق فیصلہ کیا (٤)

اونھوں نے اس معاملہ میں اس قدر سخت گیري کي کہ بعض موقعوں پر صحابہ چیخ اوٹھے: لا تکن عذابا علي اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (٥) یعنے اے عمر! اصحاب رسول کیلیے تم عذاب نہ ھوجاو!

حضرت عمر کي نگاہ اگرچہ ھمیشہ اسي قسم کے جلائل امور پر پڑتي تھي ' تاھم وہ جزئیات احتساب سے بھي بے پروا نہ تھے - جب ایک عورت شریک جنازہ ھوئي تو انھوں نے اسکو ڈانٹا کہ تمھاري شرکت کا حکم شرعي موجود نہیں ' لیکن آنحضرت صلي اللہ علیہ و سلم نے اسکو اجازت دیدي (١)

ایک بار طائف کے دو آدمیوں نے مسجد نبوي میں شور و غل کیا - حضرت عمر نے انکو بلوا کر کہا : " اگر تم مسافر نہ ھوتے تو میں تمکو سزا دیتا - تم مسجد نبوي کے اندر شور کررھے ھو؟ " (٢)

ایک بار حضرۃ ابن زبیر کے بدن پر حریر کا کپڑا دیکھا تو اسکو پھاڑ دیا - انکے باپ زبیر نے کہا "تم نے بچے کو دل شکستہ کردیا" فرمایا " بچوں کو حریر نہ پہناؤ" یعنے بچپن سے آنھیں عیش و راحت جسم کا عادي نہ کردو - اسلام ھر مسلمان کو سپاھي کي طرح سادہ وضع اور محنت پسند دیکھنا چاھتا ھے - (٣)

رویشد ثقفي ایک شخص تھا جس نے شراب کي دکان کھولی تھي - حضرت عمر نے دکان میں آگ لگوادي اور فرمایا : " تو فویسق ھے نہ کہ رویشد " حضرت علي علیہ السلام نے بھي ایک گاؤں کو جلوادیا تھا جس میں شراب کي تجارت ھوتي تھي (٤)

حضرت عمر (ض) نے ایک آدمي کو دیکھا کہ دودہ میں پاني ملا کر بیچ رھا ھے - اس سے چھینکر دودہ کو زمین پر گرا دیا (٥)

انبیاے سابقین کي جو محرف اور ناقابل وثوق کتابیں عرب میں پھیلي ھوئي تھیں جن سے اسلام میں بھي اختلاط مذھبي پیدا ھوجانے کا خوف تھا ' حضرت عمر نے اُن سب کو جلا دیا -

اے کاش اسرائیلیات کا تمام ذخیرہ نابود ھوجاتا -

سعد بن ابي وقاص نے امیرانہ ٹھاٹ کے ساتھہ ایک محل بنایا اور بادشاھوں کي طرح پردے میں رھنے لگے ' حضرت عمر کو خبر ھوئي تو اوس محل کو جلوا دیا - یہ شدت تھي جو اسلامي احتساب کے نمونوں نے ھمارے سامنے پیش کي ھے - یہ امارت اور سلطاني کے بڑے بڑے محل ھي ھیں جنکے اندر انسانیۃ کي بربادي کي تمام خباثتیں پلیں' اور یہي محل ھیں جنھوں نے خلفاء اسلام کي کچي دیواروں کي جگہ بنکر اسلام کي اصلي طاقت کو پاش پاش کردیا !

اس قسم کے سیکڑوں واقعات ھیں جنکي تفصیل اس مختصر مضمون میں نہیں کي جاسکتي -

(ایک دقیــق نکتہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے امر بالمعروف و النھي عن المنکر کا یہ طریقہ بتایا ھے :

من رای منکم منکرفلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ ' فان لم یستطع فبقلبہ و ذلک اضعف الایمان (مسلم جلد - ١ ص - ٣٨ کتاب الایمان)	تم میں سے جو شخص کسي برائي کو دیکھے تو چاھیے کہ اوسکو اپنے ھاتھہ سے بدلدے' لیکن اگر اس پر قادر نہو تو زبان سے ٹوکے' اگر اس پر بھي قادر نہو توکم ازکم دل ھي سے برا سمجھے' مگر یہ اخري صورت ادنی درجہ کا ایمان ھے -

یہ حدیث احتساب مختلف درجوں کي اس قدر جامع ھے کہ ایک صاحب اقتدار بادشاہ سے لیکر ایک اپاھج فقیر تک اسکے اندر اپنا حکم اور طریقہ پا لے سکتا ھے ' لیکن اسکے علاوہ احتساب کا ایک اور طریقہ بھي ھے جس پر ھر شخص عمل نہیں کرسکتا - احتساب کا ھر طریقہ ھاتھہ' زبان' یا کم از کم دل کي قوت کا محتاج

(١) بخاري جزء - ٨ ص - ٢٣

(٢) تذکرۃ الحفاظ جلد اول تذکرہ عمر فاروق -

(٣) بخاري جزء ٨ - ص - ٥٣ -

(٤) بخاري جزء - ٩ ص - ١١

(٥) ابو داود جلد - ٢ ص - ٣٤٩

(١) سنن ابن ماجہ - ص - ٢٧١

(٢) بخاري جزء ١ - ص - ٩٧

(٣) الحسبۃ في الاسلام لحجۃ الاسلام ابن تیمیہ - ص - ٤٤

(٤) الحسبۃ في الاسلام - ص - ٤٣

(٥) الحسبۃ في الاسلام - ص - ٤٣

هوتا هے ' ليکن اس طريقه ميں جس قوت کي ضرورت هوتي هے ' وه ايک لدني جوهر مقدس هے جو هر شخص ميں پيدا نهيں هوسکتا -

ايمان بالله ' انقطاع علائق ما سوی الله ' تقوی ' طهارت ' زهد و عبادت ' اور فضائل و اخلاق کي عملي زندگي سے انسان ميں ايک خاص کيفيت الاهيه و راسخه پيدا هوجاتي هے ' جسکو شريعت کي زبان ميں روحانيت ' اور علم النفس کي اصطلاح ميں عقود کهتے هيں - جن لوگوں ميں يه روحانيت پيدا هوجاتي هے وه اپنے وجود کے اندر طاقت و سلطاني کي ايک ايسي نافذانه قوة پاليتے هيں ' جو تلوار کي دهار اور آگ کي لپٹ سے زياده مخلوقات پر اثر رکهتي هے - پس اس قوت کے حصول کے بعد وه انسانوں کے سامنے آتے هيں تو نيکي کا ايک فرشته نماياں هو جاتا هے - انکے حضور ميں کبهي برائي سر نهيں اُٹها سکتي ' اور کوئي انسان گناه نهيں کر سکتا - جو لوگ انکي صحبت ميں رهتے هيں ' اُنپر انکي يه قوة روحاني از سرتا پا چهاجاتي هے ' اور بسا اوقات اسطرح خير مجسم بنا ديتي هے که گناه کي هوس هي معدوم هو جاتي هے -

صلحاء امت ميں يه قوة اعتقاد راسخ اور اعمال صالحه سے پيدا هوتي هے ' اور اسکي ايک خاص حد هے - ليکن حضرات انبياء کرام عليهم السلام کے ظهور کا مقصد چونکه اصلاح نفوس هوتا هے ' اسليے الله تعالی انکي فطرة کے اندر هي اس قوة کو اس انتهائي حد تک وديعت کرديتا هے جو انسانية کبری کا درجهٔ قصوی هے ' اور جو صرف انبياء هي کيليے مخصوص هے -

وه جب دنيا ميں آتے هيں تو بغير کسب و اخذ کے اس قوة الهي کا اعلی ترين سر چشمه هوتے هيں ' اور انکے سلطان نفوذ و احاطهٔ کلي کے آگے بدي کي تمام طاقتيں فنا هوجاتي هيں - انکے پاس لوهے کے آلات اور خون ريزی کے اسلحه ميں سے کچهه نهيں هوتا ' ليکن يهي قوة الاهيه هوتي هے جو انکو از سر تا پا ايک شمشير الهي بنا ديتي هے اور انکا وجود ' انکي نقل و حرکت ' انکي کردار و رفتار ' انکا کهانا پينا ' رهنا سهنا ' غرضکه زندگي اور وجود کي ايک ايک حرکت اور ايک ايک ادا کا الله محافظ هوتا هے ' اور انکے اندر نيکي کي نافذانه و عاملانه قوة کي بجلياں بهر ديتا هے -

انبياء کرام کے ظهور کا مقصد سعادت انساني اور سلام ارضي هے ' اسليے انکو نبوت کي جسقدر طاقتيں بخشي جاتي هيں ' وه انکے کام اور کام کي وسعت کے مطابق هوتي هيں - سپه سالار فوج کو جتني بڑي فوج سے لڑنا هوتا هے ' اسي کے مطابق اسکو فوجي سرو سامان بهي ديا جاتا هے ' اور اسي کے مطابق اسکے سپاهيوں کي تعداد اور طاقت بهي هوتي هے - اسلام سے پہلے جسقدر انبياء کرام عليهم السلام آے ' انکا جهاد صرف محدود ملکوں اور قوموں کي گمراهيوں کے مقابلے ميں تها - لهذا انکا سامان جنگ بهي انکے کام کے مطابق تها - ليکن اسلام کا ظهور تمام کرهٔ ارضي کي ضلالت کو نا بود کرنے کيليے تها ' اور تمام نوع بشري کي اصلاح اسکے سامنے تهي - پس اسکا پيغمبر بهي تمام پچهلي قوتوں سے زياده قوة ليکر آيا ' اور تمام پچهلي فوجوں اور فوجي سرو سامان سے زياده وسيع و عظيم اسکي فوج اور اُسکا سامان جنگ تها -

يهي وجه هے که پيغمبرانه طاقتوں ميں سے هر طاقت پيغمبر اسلام کو زياده ملي ' اور يهي وجه هے که اور تمام پيغمبروں کي طيار کرده جماعت سے کهيں زياده طاقتور جماعت اس نے طيار کي - اعمال نبوت ميں سب سے بڑي طاقت يهي قوة نفوذ و تربيت هے ' اسي قوة سے وه دنيا کي تمام شيطاني قوتوں کو نابود کرديتے هيں - پس اسلام کے پاس اس قوة کا خزانه بهي سب سے زياده وسيع تها ' اور اس نے صحابه کرام کي جو جماعت اس قوة سے طيار کي تهي ' وه تمام پچهلي خلفاء نبوت جماعتوں سے بڑهکر اس قوة روحاني کو اپنے اندر رکهتي تهي -

عهد نبوة کي تاريخ همیں اور کچهه نهيں بتلاتي ' صرف اسي قوة الهي کي ايک روحاني سرگذشت هے - صحابه کو جس چيز نے احتساب حق کي پيغمبرانه قوتوں سے معمور کرديا تها ' وه اسي قوت کي تربيت تهي ' اور صحابه کي زندگي ميں احتساب حق کا جو عملي نمونه نظر آتا هے اور جو انکي زندگي کي ايک ايک ادا کے اندر جلوه افگن هے ' وه اسي قوة معلمه و مربيه کي متعلمه و تربيت يافته تصوير تهي -

حضرت حنظله تميمي فرماتے هيں : " هم لوگ آنحضرت کي خدمت ميں تهے که آپ نے جنت و دوزخ کا ذکر اس موثر طريقه سے کيا که هم نے اُونکو اپني آنکهوں سے ديکهه ليا ' ليکن ميں خدمت مبارک سے اُٹهکر بال بچوں ميں آيا اور اُونکے ساتهه چهل اور هنسي مذاق کرنے ميں مصروف هوگيا ' تو وه اثر زائل هوگيا جو آپ کے فيض صحبت نے پيدا کرديا تها - پهر مجهکو وه تذکرے ياد آے تو ميں فوراً اُوٹها اور حضرت ابوبکر سے مل کر کها که ميں منافق هوگيا هوں - آنحضرة کي خدمت ميں جو ذوق و شوق مجهپر طاري هوگيا تها ' وه گهر پهنچکر باقي نه رها - حضرت ابوبکر رضي الله عنه نے فرمايا : يه کوئي گهبرانے کي بات نهيں هے آخر هم بهي تو ايسا هي کرتے هيں "

ليکن حضرت حنظله کو اُونکے اس جواب سے تسکين نهيں هوئي - اونهوں نے براه راست آنحضرت سے اسکا ذکر کيا - آپ نے فرمايا : " تملوگوں کي جو حالت ميرے پاس هوتي هے ' اگر يه قائم ره جاتي تو تم سے فرشتے راستوں ميں مصافحه کرتے " (سنن ابن ماجه صفحه - ۷۷۵)

روحانيت کي اس قوة کي اصلي پهچان يه هے که يه انسان کے اندر ايک عامل و نافذ طاقت پيدا کرديتي هے ' اور اسليے اسکا وجود جسطرح انسانوں کو نيک بنا دينے کيليے گهير ليتا هے ' دوسرے انسانوں سے نهيں هو سکتا - وه وعظ کرسکتے هيں ' هدايت کرسکتے هيں ' نيکي کي خوبياں بتا سکتے هيں ' مگر اپني جلال و سلطاني حق سے چهاکر اُنے نيک نهيں بنا ديسکتے - صحابه کرام ميں اس قوة حق کے کرشمے همیں هر جگه نظر آتے هيں - ليکن خاص طور پر حضرة علي ' حضرة عمر ' اور حضرة ابوبکر (رضي الله عنهم) اس قوة کا مظهر تهے - حضرت ابوبکر صديق نے جب سب سے پہلے تنها هجرت کرني چاهي ' تو اسي قوة کا اعتراف تها جسکي بنا پر ابن دغنه نے آپ کو جانے سے روکا :

مثلک يا ابا بکر لاتخرج ولا يخرج انک تکسب المعدوم و تصل الرحم وتحمل الکل و تقوی الضيف و تعين علی نوائب الحق فانا لک جار ارجع واعبد ربک ببلدک (بخاری جزو ٥)

اے ابوبکر ! تم جيسا شخص نه هجرت کر سکتا هے ' اور نه هجرت کرنے پر اُسکو مجبور کيا جا سکتا هے - تم مفلسوں کو مال ديتے هو ' حقوق رحمي کا لحاظ رکهتے هو ' قوم کا بوجهه اپنے سر پر اوٹها ليتے هو ' مهمانوں کي ضيافت کرتے هو ' مصيبتوں کے وقت قبيلے کي مدد کرتے هو ' تم ميرے پڑوسي هو ' پلٹو اور اپنے شهر ميں خدا کي عبادت کرو -

چنانچه کفار قريش نے بهي ابن دغنه کي سفارش سے آنکو اپنے گهر کے اندر عبادت کرنے اور قرآن پڑهنے کي اجازت ديدي اور اسطرح کفار باوجود انتهاء شقاوت و مخالفت کے خود انکو هجرت سے روکنے لگے !

اُنهوں نے شوق عبادت. ميں گهر کے اندر ايک مسجد بنائي اور عبادت و قرات ميں مصروف هوگئے ' ليکن جب وه قرآن پڑهتے تهے تو اُن پر سخت خشيت و رقت طاري هوجاتي تهي '

اور اسکا روحانی اثر کفار کے بال بچوں پر پڑتا تھا ' وہ سب پروانہ وار اس شمع ہدایت پر ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے - یہ حال دیکھکر کفار کو خوف ہوا کہ ہمارے بال بچے بھی مسلمان نہ ہوجائیں - چنانچہ کفار نے ابن دغنہ کو اونکا اپنا قول و قرار یاد دلایا - لیکن حضرت ابوبکر نے فرمایا: " اب میں تمہاری ہمسائیگی سے خدا کی ہمسائیگی میں جاتا ہوں " خدا نے بھی آنکی یہ آرزو بہت جلد پوری کردی اور جلد ہی دنوں کے بعد ہجرت نبوی کا واقعہ پیش آ گیا -

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قوۃ احتساب اور روحانی اثر کا تو خود آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تصدیق فرمائی - جب چند عورتوں نے آنحضرت کے سامنے ذرا بیباکی سے گفتگو کی ' اور آنحضرت کے رفق وملاطفت نے بھی اسکو گوارا کرلیا ' تو یہ حضرت عمر ہی کی ہیبت تھی جس نے انکو پردے کی آڑ میں بٹھا دیا تھا ' اور اس موقع پر نبوت کی زبان نے حضرۃ عمر کی اس روحانی قوۃ احتساب کا اعلان کیا تھا :

ما لقیک الشیطان سالکا فی	ہمیشہ شیطان تمہاری راہ سے
قط الا سلک فی غیرک	بچ کے چلیگا -

(بخاری جزو ۵)

(ایک متفرق نظر)

خلافت کے فرائض نے اگرچہ حضرت ابوبکر (رض) و حضرت عمر (رض) کے دائرۂ احتساب کو نہایت وسیع کردیا ہے ' تاہم صحابہ کا زمانہ خیر القرون تھا ' اسلیے صحابہ کا ہر فرد سرگرم احتساب رہتا تھا - یہاں تک کہ معمولی سے معمولی چیزوں پر بھی روک ٹوک کی جاتی تھی -

اسلام نے دنیا کی مدنیۃ صالحہ کو جو ترقی دی ہے ' اوسکا اثر ایک ایک جزئیات میں نظر آتا ہے - کھانے پینے ' اوٹھنے بیٹھنے ' ملنے جلنے ' غرض ہر چیز میں عرب کی حالت قابل اصلاح تھی ' اور اسلام نے اوسکی اصلاح کی - منجملہ اون تمام اصلاحوں کے ایک جزئی اصلاح یہ بھی تھی کہ کھانے پینے کی حالت میں حرص و طمع کا اظہار نہ ہونے پائے - اسی بنا پر آنحضرت نے ایک ساتھہ دو دو کھجوروں کے کھانے کی ممانعت فرمادی تھی ' کیونکہ اس سے حرص و طمع کا اظہار ہوتا تھا - احادیث کی اصطلاح میں اوسکو " قران " کہتے ہیں -

ایک مرتبہ قحط کا زمانہ تھا ' حضرت ابن زبیر لوگوں کو کھجوریں تقسیم کردیا کرتے تھے ' لوگ شدت گرسنگی میں کھاتے تھے ' تو تہذیب اور ارشاد نبوی کا لحاظ نہیں رکھتے تھے - لیکن جب حضرت عبد اللہ ابن عمر اودھر سے گذرتے تو لوگوں کو ٹوکتے : " آنحضرت نے قران سے منع فرمایا ہے ' البتہ اپنے دوسرے شریک طعام سے اجازت لیکر ایسا کیا جاسکتا ہے " (بخاری جزء ۳)

ایک مرتبہ حضرت ابن عمر نے ابو ایوب انصاری کو دعوت دی ' وہ آئے تو دیوار پر ایک منقش و مصور پردہ لگا ہوا تھا - حضرت ابن عمر نے معذرت کی کہ " عورتوں نے ایسا کیا ہے " لیکن اونہوں نے دعوت کو رد کردیا اور اوٹھکر چلے آئے -

فرض احتساب کا دائرہ صحابہ ہی تک محدود نہ تھا بلکہ جو لوگ اونکی صحبت سے مستفید ہوتے تھے ' وہ بھی نہایت آزادی کے ساتھہ اس فرض کو ادا کرتے تھے ' اور خود صحابہ کو ٹوکتے تھے -

ایک مرتبہ حضرت ابو ہرزہ سلمی گھوڑے پر سوار ہوکر آئے اور اوترکر نماز پڑھنے لگے ' گھوڑا بھاگا ' اونہوں نے نماز چھوڑ کر اوسکا تعاقب کیا اور پکڑ لائے ' پھر نماز پوری کی - ایک شخص نے دیکھا تو کہا: " اس بڈھے کی اس جرأت کو دیکھیے کہ گھوڑے کے پکڑنے کیلیے نماز چھوڑ دی " اونہوں نے کہا : " جب سے آنحضرت کا ساتھہ چھوٹا کسی نے مجھہ کو ملامت نہیں کی تھی - میرا گھر بہت دور ہے ' اگر گھوڑا بھاگ جاتا تو میں شام تک گھر نہیں پہونچ سکتا تھا ' میں آنحضرت کی [illegible] دیکھہ چکا ہوں (بخاری جزء - ۸)

تفسیر البیان

اور جماعۃ طلباء

تفسیر کے حقیقی مخاطب و مستحق طلباء ہیں

مجھے اس بات سے ایک گونہ افسوس ہے کہ آپنے عام مسلمان خریداروں کے لیے البیان کے چندے میں ایکروپیہ کی رعایت کی ہے ' بشرطیکہ ایک ماہ کے اندر خریداری کی درخواستیں آپ کے دفتر میں پہونچ جائیں - مگر اُن بیچاروں کے لیے کسی قسم کی رعایت نہیں رکھی جن کے لیے البیان کا مطالعہ از بس ضروری ہے ' اور قوم کے لیے عموماً اور آپ جیسے فاضل اجل ' داعی الی الحق ' اور اسلام کے دلدادہ کے لیے خصوصاً لازم ہے کہ اُن کی حالتوں کو درست کیا جائے - تاکہ آیندہ ترقی کے لیے ایک مفید عنصر ثابت ہوں -

آپ کو معلوم ہوگا کہ آجکل کے پڑھے لکھے نوجوانوں پر مغربی تعلیم نے ایسا اثر کیا ہے کہ وہ اسلام کی حقانیت اور اُس کے معانی کو پس پشت ڈالتے جاتے ہیں ' اور اس طرف سے بہت کچھہ غفلت کر رہے ہیں ' آجکل کے طالب علم کو اتنا بھی معلوم نہیں ہے کہ اسلام کیا ہے ؟ اور قرآن حکیم کی کیا تعلیم ہے ؟ مگر میرے خیال میں ایک طرح وہ راستی پر ہیں ' کیونکہ اُن کو ایسی ہی تعلیم دی جارہی ہے جس میں مستغرق ہونے کے بعد وہ مذہبی تعلیم کی کسی طرح پروا نہیں کرسکتے - پھر عموماً وہ غریب اپنے تعلیمی اخراجات کے نیچے اس قدر دبے ہوئے ہیں کہ ان میں اتنی طاقت ہی نہیں ہوتی ہے کہ عمدہ عمدہ مذہبی کتب کا مطالعہ کر سکیں -

اگرچہ جو قیمت سالانہ آپنے البیان کی رکھی ہے ' اسقدر زیادہ نہیں ' مگر ایک طالب علم کے لیے زیادہ ہے ' کیونکہ اُس کے تعلیمی اخراجات اتنے زیادہ ہیں کہ ایک کوڑی بھی ان کتب کے مطالعہ کے لیے نہیں بچا سکتا - میں نے اکثر طالب علموں کو اسوقت کہتے سنا ہے کہ " افسوس البیان کا مطالعہ ہمارے لیے ازحد ضروری ہے ' مگر ہم کچھہ نہیں کر سکتے - ہم میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کی خریداری کے لیے رقم مہیا کر سکیں "

میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہم طالب علموں کے لیے کسی قدر ہمیشہ کے لیے البیان کے سالانہ چندے میں رعایت کی جائے ' تو بہت سے طالب علم اِس کو خریدنے کے لیے تیار ہو جائینگے -

اس زمانہ میں اس بات کی سخت سے سخت ضرورت ہے کہ کسی صورت سے طالب علموں کے دلوں میں اسلام کی حقانیت کا اثر ڈالا جائے ' اور اسلام کا من جانب اللہ ہونا ثابت کیا جائے - اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم کی ایک مفصل اور مشرح تفسیر اُنکے سامنے پیش کی جائے ' جس کو وہ بآسانی مطالعہ کرسکیں - یہ تو ہر طرح معلوم و یقین ہے کہ صرف آپ ہی کی تفسیر اس ضرورت کو پورا کر سکتی ہے ' مگر سوال یہ ہے کہ ہم لوگ (طالب علم) کیا طریقہ اختیار کریں جس سے فیضیاب ہو سکیں ؟

.... بی - اے -

متعلم ایل - ایل - بی - کلاس

ہر فرمایش میں البلاغ کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینلڈ کي مستریز اف دي کورٹ ف لندن

یہ مشہور ناول جوکہ سولہ جلدونمیں ہے ابھي چھپ کر نکلی ہے اور تھوڑي سي رہگئي ہے - اصلي قیمت کي چوتھائي قیمت میں دیجاتي ہے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ - کپڑیکي جلد ہے جسمیں سنہري حرف کي کتابت ہے اور ۳۱۶ ہاف ٹون تصاویر ہیں تمام جلدیں دس روپیہ میں وي - پي اور ایک روپیہ ۱۴ - آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈیپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بئوبازار - کلکتہ

Imperiai Book Depot, 6o Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت اور

تبلہ انعام

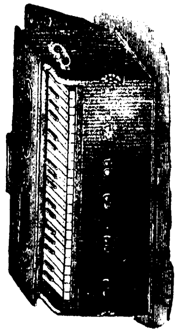

ہمارا سائنس فکسن فوسوٹ ہارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و ہوا میں یکساں رہنے والا ہمارے خاص کارخانہ میں گراسان لکڑي سے طیار کیا ہوا ہے اسوجہ سے کبھي پوري قیمت اورکبھي نصف قیمت پرفروخت کرتے ہیں - ایک ماہ کیلیے یہ قیمت رکھی گئی ہے - ایک مرتبہ منگواکر آزمایش کیجیے - نہیں تو پھر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچہ مال ناپسند ہوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے ہم واپس کرلیوینگے - اس وجہ سے آپ دریافت کرلیجیے کہ یہ کمپنی کسی کو دھوکا نہیں دیتی ہے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیہ - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیہ - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیہ - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیہ - ہر ایک باجہ کیواسطے مبلغ پانچ روپیہ پیشگي روانہ کرنا چاہیے اور اپنا پورا پتہ اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکھنا چاہیے - ہر ایک سنگل ریڈ کے ساتھہ ایک گھڑي اور ڈبل ریڈ کے ساتھہ ایک تبلہ و ڈوگی انعام دیا جاویگا - ہندي ہارمونیم سکھا کا قیمت ایک روپیہ ہے -

نیشنل ہارمونیم کمپنی ڈاکخانہ شملہ - کلکتہ

SALVITAE

یہ ایک اتنا مجرب دوا اُن امراض کا ہے کہ جسکي وجہ سے انسان اپنی قدرتي قوت سے گرجاتا ہے - یہ دوا اُن کھوئی ہوئی قوت کو پھر پیدا کر دیتي ہے - قیمت ایک روپیہ -

ASTHMA TABLETS

کسی قسم کا دمہ اور کتنے ہي عرصہ کا ہو اگر اس سے اچھا نہ ہو تو ہمارا دمہ - کھانسي کے لیے بھي مفید ہے - قیمت ایک روپیہ -

PILES TABLETS.

بواسیر خوني ہو یا بادي - بغیرجراحي عمل کے اچھا ہوتا ہے - قیمت ایک روپیہ -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

ہر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے ہر قسم کا جنون خواہ نوبتي جنون ' مرگي والا جنون ' غمگین رہنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي وغیرہ وغیرہ دفع ہوتي ہے - اور وہ ایسا صحیح و سالم ہو جاتا ہے کہ کبھي ایسا گمان تک بھي نہیں ہوتا کہ وہ کبھي ایسے مرض میں مبتلا تھا -

قیمت فی شیشي پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین

مستورات کے جملہ اقسام کے امراض - کا خلاصہ نہ آنا - بلکہ اسوقت درد کا پیدا ہونا - اور اسکے دیر یا ہونیسے تشنج کا پیدا ہونا - اولاد کا نہونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو ہوتے ہیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبري دیجاتي ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجونکي تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور لطف زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سیام صاحب کا اوبھرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد ہوں -

مستند مدراس شاہو - ڈاکٹر ایم - سي - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنر مدراس فرماتے ہیں - " مینے اوبھرالین کو امراض مستورات کیلیے " نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ویلس - ایل - ایم - اینڈ - آر - سي - پی ایل ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي ہیں :- " نمونے کي شیشیاں اوبھرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخش پا " -

مس ایم - جي - ایم - براڈلي - ایم - ڈي - (برن) بي - ایس - سي - (لنڈن) سینٹ جان اسپتال ارکاناڈي بمبئي فرماتي ہیں : " اوبھرالین جسکو کہ مینے استعمال کیا ہے " زنانہ شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور کامیاب دوا ہے "

قیمت فی بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ ہدایت مفت درخواست آنے پر روانہ ہوتا ہے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

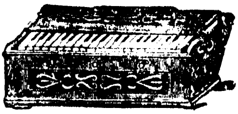

IMPERIAL FLUTE

بہترین اور نہایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیہ

قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیہ

ہر درخواست کے ساتھہ ۵ روپیہ بطور پیشگي آنا چاہیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیہ -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیہ

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

یوہن تائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز ہے !! یہ دوا کل دماغی شکایتونکو دفع کرتي ہے - پژمردہ دلونکو تازہ بناتي ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانک ہے جوکہ یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے ہیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ کو قوت پہونچتي ہے - ہسٹریہ وغیرہ کو بھي مفید ہے جو اس کو ایونکي بکس کی قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ضعف باہ ایکدم رفع ہو جاتی ہے اس کے استعمال کرتے ہي آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھہ آنہ -

AYESHA

مُفرح دماغ - حسن کي افزایش - رگوں کي تازگي - بال کا بڑھنا یہ سب باتیں اسمیں موجود ہیں - نہایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیہ -

نمونہ مُفت - مشورہ مُفت - فہرست مُفت

Dattia & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت ! مفت !!

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف کردہ نوجوانوں کا رہنما و صحت جسماني و زندگي کا بیمہ کتاب قانون عیاشي - مفت روانہ ہوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

البیان

فی

مقاصد القران

هـــذا بـيــان لــلــنــاس ' و هــدی و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

یعنی قرآن حکیم کی مفصل تفسیر' اثر خامہ اڈیٹر الہلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاہر کردینا کافی ہے کہ قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اوسکی محیط الکل معلمانہ دعوۃ کا موجودہ دور جس قلم کے فیضان سے پیدا ہوا ہے' یہ اسی قلم سے نکلی ہوئی مفصل اور مکمل تفسیر القرن ہے !

یہ تفسیر موزوں کتابی تقطیع پر چھپنا شروع ہوگئی ہے - ہر مہینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۶۴ اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ صفحے اعلی درجہ کے ساز و سامان طباعت کے ساتھہ شائع ہوتے رہینگے - اس سلسلے کا پہلا نمبر جسمیں نصف حصہ مقدمۂ تفسیر اور نصف سورۂ فاتحہ کی تفسیر کا ہوگا' انشاء اللہ عنقریب شائع ہوجائیگا قیمت سالانہ ۲۵ - ربیع الاول تک چار روپیہ - بعد کو پانچ - روپیہ -

اڈیٹر الہلال کی راے

میں ہمیشہ کلکتہ کے یورپین فرم " جیمس مرے " کے یہاں سے عینک لیتا تھا - اس مرتبہ مجھے ضرورت ہوئی تو میسرز ایم - ان - احمد - اینڈ سنز (نمبر ۱-۱۵ رپن اسٹریٹ کلکتہ) سے کئی مختلف قسم کی عینکیں خرید کیں' اور میں اعتراف کرتا ہوں کہ وہ ہر طرح بہتر اور عمدہ ہیں' اور یورپین کارخانوں سے مستغنی کردیتی ہے - مزید براں مقابلتا قیمت بھی ارزاں ہیں - کام بھی جلد اور وعدہ کے مطابق ہوتا ہے -

آپکو واجبی قیمت پر ہر قسم کی اصلی پتھر کی عینک مضبوط صحیح وقت دینے والی گھڑیونکی ضرورت ہو

تو ان میں سے ایک منگواکر آزمایش کریں - رعایتی قیمت وغیرہ کی لالچ میں پڑکر دھوکا نہ کھائیں -

۱- انگما واچ پتلی خوشنما مضبوط و صحیح وقت کی گارنٹی ۳ سال مع محصول ۵ روپیہ -

۲- ڈبل کیس خوبصورت و مضبوط وقت کی سچی گارنٹی ۳ سال مع محصول ۶ روپیہ -

۳ - چاندیکی ڈبل کیس مثل کروالیزر کے وقت کی سچی گارنٹی ۳ سال مع محصول ۱۰ روپیہ -

۴ - نکل کیس و میگا واچ نہایت پائدار و وقت کی نہایت سچی گارنٹی ۵ سال مع محصول ۱۷ - روپیہ -

۵ - نیو رسٹ واچ ہاتھہ کی زیب دینے والی مع تسمہ گارنٹی چار سال مع محصول ۱۵ - روپیہ سے ۲۲ - روپیہ تک -

صرف اپنی عمر و دور و نزدیک کی بینائی کی کیفیت تحریر فرمانے پر ہمارے لایق و تجربہ کار ڈاکٹرونکی تجویز سے اصلی پتھر کی عینک بذریعہ وی - پی کے ارسال خدمت کی جائیگی - اسپر بھی اگر آپ کے موافق نہ آے تو بلا اجرت بدل دیجائیگی -

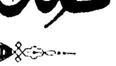

عینک نکل کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت ۵ روپیہ سے آٹھہ روپیہ تک -

عینک رولد گولڈ کمانی مع اصلی پتھر کے قیمت دس روپیہ سے پندرہ روپیہ تک - محصول ڈاک وغیرہ ۶ - آنہ -

دو نظر (یعنی نزدیک و دور دیکھنے) کی عینک قیمت بالا نرخوں سے ۵ روپیہ زیادہ -

ایم - ان - احمد اینڈ سنز تاجران عینک و گھری نمبر ۱ - ۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانہ ویلسلی کلکتہ

جسکا درد وهی جانتا ہے' دوسرا کیونکر جان سکتا ہے

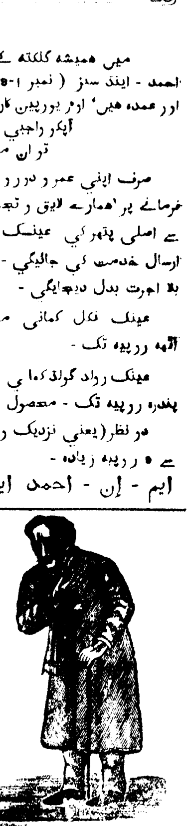

یہ سخت سردی کے موسم میں تندرست انسان کا جاں بلب ہو رہا ہے - سردی ہٹانے کیلیے کتنے بندوبست کیے جاتے ہیں - لیکن افسوس بدقسمتی سے دمہ کے مریض نا قابل برداشت تکلیف سے بہت ہی پریشان ہوتے ہیں' اور رات و دن سانس پھولنے کیوجہ سے دم نکلے جاتے ہیں' اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے -

دیکھیے ! آج اونکو کسقدر تکلیف ہے - لیکن افسوس ہے کہ اس لا علاج مرض کی بازاری دوا زیادہ تر نشیلی اشیاء اور دھتورہ' بھنگ' بلا ڈونا' پوٹاس' اسے او ذالک' دیگر بنتی ہے - اسلیے فائدہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ہے - ڈاکٹر برمن کی کیمیائی اصول سے بنی ہوئی دمہ کی دوا ایک انمول جوہر ہے یہ صرف ہماری ہی بات نہیں ہے بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکر مداح ہیں - آپنے بہت خرچ کیا ہوگا - لیکن ایک مرتبہ اسے بھی آزمالیں - اسمیں نقصان نہیں - قیمت ایک روپیہ چار آنہ فی شیشی - محصولڈاک ۵ آنہ - اس دوا کی دو خاص فوائد ہیں - (۱) ایک خوراک میں دمہ دبتا ہے - (۲) اور کچھہ روز کے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا ہے اور جبتک استعمال میں رہے دورہ نہیں ہوتا ہے -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press 45. Ri.on L...

لَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (القرآن الحکیم)

البلاغ

هٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا
أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ (۱۴ : ۵۲)

جلد ۱ | کلکته : جمعه ٦ - ربيع الثاني سنه ۱۳۳۴ هجري | Calcutta : Friday, 11,th February 1916. | نمبر - ۱۰

ترجمان القرآن

يعني قرآن حكيم كا اردو ترجمه ' از خامهٔ اديٹر الهـلال

آسماني صحائف و اسفار كے حقيقي حامل و مبلغ حضرات انبياء كرام و رسل عظام هيں - پس انكي تبليغ و تعليم اور نشر و توزيع كا مقدس كام دراصل ايک پيغمبرانه عمل هے ' جس كي توفيق صرف انهي لوگوں كو مل سكتي هے جنهيں حق تعالى انبياء كرام كي معيت و تبعيت كا درجه عطا فرماتا هے ' اور اونكا نور علم براه راست مشكواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله يوتيه من يشاء -

هندوستان كي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پہلے جس مقدس خاندان كو اس خدمت كي توفيق ملي ' وہ حضرت شاہ عبد الرحيم رحمة الله عليه كا خاندان تها - انكے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاہ ولي الله قدس سرہ تهے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حكيم كے ترجمه كي ضرورت الهام الهي سے محسوس كي ' اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب كيا - انكے بعد حضرة شاہ رفيع الدين اور شاہ عبد القادر رحمة الله عليهما كا ظهور هوا ' اور اردو زبان ميں ترجمة القران كي بنياد استوار هوئي - شكر الله سعيهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذر چكي هے ' ليكن يه كهنا كسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جائيگا كه نشر و تبليغ قرآن حكيم كي جو بنياد اس خاندان بزرگ نے ركهي تهي ' اسكي تكميل كا شرف حق تعالى نے ايڈيٹر الهلال كيليے مخصوص كرديا تها ' جنهوں نے بعض داعيان حق و علم كے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرانيه ' و ضروريات و احتياجات وقت كو ملحوظ ركهكر قرآن حكيم كا يه اردو ترجمه نهايت سليس ' عام فهم ' معني خيز ' حقيقت فرما عبارت ميں مرتب كيا هے ' اور بحمد الله كه زير طبع هے -

يه ترجمه كيسا هے ؟ ان لوگوں كيليے جو الهلال كا مطالعه كرچكے هيں ' اسكا جواب دينا بالكل غير ضروري هے -

يه ترجمه حامل المتن ٹائپ كي جگهه ليتهو ميں چهاپا جارها هے تاكه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب كے مطالعه ميں آسكے - قيمت في جلد چهه روپيه ركهي گئي هے - ليكن جو حضرات اس اعلان كو ديكهتے هي قيمت بهيجدينگے ' ان سے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جائينگے - درخواستيں اور روپيه منيجر البلاغ كے نام بهيجنا چاهيے -

قيمت في پرچه — چــار آنــه

"كتاب مرقوم يشهده المقربون" (٨٣ : ١٨)

"في ذالك فليتنافس المتنافسون !" [٨٣ : ٢٦]

السحر الحلال في مجلدات الہلال

گاہ گاہے بازخواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

(١) " الہلال " تمام عالم اسلامی میں پہلا ہفتہ وار رسالہ ہے جو ایک ہی وقت میں دعوۃ دینیۃ اسلامیہ کے احیاء ' درس قرآن و سنت کی تجدید ' اعتصام بحبل اللہ المتین کا واعظ ' اور وحدۃ کلمۃ امۃ مرحومہ کی تحریک کا لسان الحال ' اور نیز مقالات علمیہ ' و فصول ادبیہ ' و مضامین و عناوین سیاسیۃ و دینیہ کا مصور و مرصع مجموعہ تھا - اسکے درس قرآن و تفسیر اور بیان حقائق و معارف کتاب اللہ الحکیم کا انداز مخصوص محتاج تشریح نہیں - اسکے طرز انشاء و تحریر نے اردو علم ادب میں دو سال کے اندر ایک انقلاب عام پیدا کردیا ہے - اسکے طریق استدلال و استشہاد قرآنی نے تعلیمات الاہیہ کی محیط الکل عظمت و جبروت کا جو نمونہ پیش کیا ہے ' وہ اسدرجہ عجیب و موثر ہے کہ الہلال کے اشد شدید مخالفین و منکرین تک اسکی تقلید کرتے ہیں اور اس طرح زبان حال سے اقرار و اعتراف پر مجبور ہیں - اسکا ایک ایک لفظ ' ایک ایک جملہ ' ایک ایک ترکیب ' بلکہ عام طریق تعبیر و ترتیب ' و اسلوب و نسج بیان اس وقت تک کے تمام اردو ذخیرہ میں مجددانہ و مجتہدانہ ہے -

(٢) قرآن کریم کی تعلیمات اور شریعۃ الاہیہ کے احکام کو جامع دین و دنیا اور حاوی سیاست و اجتماعیۃ ثابت کرنے میں اسکا طریق استدلال و بیان اپنی خصوصیات کے لحاظ سے کوئی قریبی مثال تمام عالم اسلامی میں نہیں رکھتا -

(٣) وہ تمام ہندوستان میں پہلی آواز ہے جس نے مسلمانوں کو انکی تمام سیاسی و غیر سیاسی معتقدات و اعمال میں اتباع شریعت کی تلقین کی ' اور سیاسی آزادی و حریت کو عین تعلیمات دین و مذہب کی بنا پر پیش کیا - یہاں تک کہ دو سال کے اندر ہی اندر ہزاروں دلوں ' ہزاروں زبانوں ' اور صدہا اقلام و صحائف سے اس حقیقت کو معتقدانہ نکلوا دیا !

(٤) وہ ہندوستان میں پہلا رسالہ ہے جس نے موجودہ عہد کے اعتقادی و عملی الحاد کے دور میں توفیق الہی سے عمل بالاسلام والقرآن کی دعوت کا از سر نو غلغلہ بپا کردیا ' اور بلا ادنی مبالغہ کے کہا جاسکتا ہے کہ اسکے مطالعہ سے بے تعداد و بے شمار مشککین ' مذبذبین ' متفرنجین ' ملحدین ' اور تارکین اعمال و احکام ' راسخ الاعتقاد مومن ' صادق الاعمال مسلم ' اور مجاہد فی سبیل اللہ مخلص ہوگئے ہیں - بلکہ متعدد بڑی بڑی آبادیاں اور شہر کے شہر ہیں جن میں ایک نئی مذہبی بیداری پیدا ہوگئی ہے : و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم !

(٥) علی الخصوص حکم مقدس جہاد فی سبیل اللہ کے جو حقائق و اسرار اللہ تعالی نے اسکے صفحات پر ظاہر کیے ' وہ ایک فضل مخصوص اور توفیق و رحمت خاص ہے -

(٦) طالبان حق و ہدایت ' متلاشیان علم و حکمت ' خواستگاران ادب و انشاء ' تشنگان معارف الاہیہ و علوم نبویہ ' غرضکہ سب کیلیے اس سے جامع و اعلی اور بہتر و اجمل مجموعہ اور کوئی نہیں - وہ اخبار نہیں ہے جسکی خبریں اور بحثیں پرانی ہوجاتی ہوں - وہ مقالات و فصول عالیہ کا ایک ایسا مجموعہ ہے ' جن میں سے ہر فصل و باب بجاے خود ایک مستقل تصنیف و تالیف ہے ' اور ہر زمانے اور ہر وقت میں اسکا مطالعہ مثل مستقل مصنفات و کتب کے مفید ہوتا ہے -

(٧) چھہ مہینے کی ایک جلد مکمل ہوتی ہے - فہرست مواد و تصاویر بہ ترتیب حروف تہجی ابتدا میں لگا دی گئی ہے - ولایتی کپڑے کی جلد ' اعلی ترین کاغذ ' اور تمام ہندوستان میں وحید و فرید چھپائی کے ساتھہ بڑی تقطیع کے (٥٠٠) صفحات !

(٨) پہلی اور دوسری جلد دوبارہ چھپے گی - تیسری ' چوتھی اور پانچویں جلد کے چند نسخے باقی رہگئے ہیں - تیسری جلد میں (٩٩) اور چوتھی جلد میں (١٢٥) سے زاید ہاف ٹون تصویریں بھی ہیں ' اس قسم کی دو چار تصویریں بھی اگر کسی اردو کتاب میں ہوتی ہیں تو اسکی قیمت دس روپیہ سے کم نہیں ہوتی

(٩) با ایں ہمہ قیمت صرف سات روپیہ ہے - ایک روپیہ جلد کی اجرت ہے -

(مـــنیجر)

Tel Address: "Albalagh, Calcutta."
Telephone No. 648

AL-BALAGH.

Chief Editor

Abul Kalam Azad,

45, Ripon Lane,

CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول و رئیس قلم تحریر

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلیفون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۱۰

کلکتہ : جمعہ ۶ - ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۴ ہجری
Calcutta : Friday, 11th February 1916.

جلد ۱

دعـــوۃ الی القـــران

گذشتہ اشاعۃ کے آخری صفحہ میں ہم نے تفسیر البیان کی قیمت کے متعلق ایک مراسلۃ درج کی تھی - اسکے متعلق پنجاب کے ایک صاحب غیرت و درد بزرگ لکھتے ہیں :

" اس خط کو پڑھکر خاکسار کی طبیعت پر نہایت اثر پڑا' الله الله ایک جماعت تو ان لوگوں کی ہے جنکو جناب کی قلمی خدمات سے مستفید ہونے کی توفیق ملی ہے مگر اپنی بدبختی سے محروم رہتی ہے - اور ایک جماعت اُن لوگوں کی ہے جو فیض یاب ہونے کیلیے مضطرب ہیں' لیکن اتنی استطاعت نہیں رکھتے کہ اپنی حسرت پوری کریں - حقیقت یہ ہے کہ جناب کی تصنیفات کے اصلی مستحق یہی لوگ ہیں - انگریزی مدارس کے تعلیم یافتہ طلباء کی مذہبی اصلاح تمام آیندہ نسل کی اصلاح ہے' اور انہی کو سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ جناب کی روح بخش تصنیفات سے فیض یاب ہوں - جس وقت سے جناب نے البیان کا اعلان کیا ہے' میں اسکی ضرورت محسوس کر رہا ہوں اور اپنے اکثر دوستوں سے بھی عرض کرچکا ہوں - اس مشکل کے دور کرنے کا اصلی علاج یہ ہے کہ ایک مستقل فنڈ اس غرض سے کھولدیا جاے کہ جو طلباء' علماء' اور عام طور پر غیر مستطیع اشخاص البلاغ اور البیان کو انکی اصلی قیمت دیکر نہیں خرید سکتے' انسے نصف قیمت لی جاے' اور نصف قیمت اس فنڈ سے ادا کردی جاے - جناب کے عقیدتمندوں کا دائرہ بحمد للہ اسقدر وسیع ہے کہ کسی ایسے فنڈ کے قائم کرنے میں ذرا بھی دقت نہیں ہوسکتی - صرف اعلان کی ضرورت ہے - جناب نے خاکسار کی درخواست پر پانچ شخصوں کے ساتھہ رعایت منظور فرمالی لیکن اسطرح کس کس شخص کیلیے صرف دفتر ہی پر بار ڈالا جائیگا' علی الخصوص جبکہ الہـــلال پریس کی ضبطی ضمانت کے نقصانات کثیرہ اس ضبط و تحمل کے ساتھہ جناب نے گوارہ کیے ہیں - بہر حال میں اس بارے میں صرف تحریک ہی نہیں کرتا بلکہ اپنی جانب سے پچاس روپیہ کی ایک حقیر رقم بھی پیش کرتا ہوں - بشرطیکہ دیگر ناظرین البـــلاغ بھی خاکسار کا ساتھہ دیں' اور بہت جلد اس فنـد کو اس حد تک پہنچا دیں کہ ہزاروں غیر مستطیع صاحبان علم میں ہم " البـلاغ " اور " البیـان " کو تقسیم کرسکیں - جناب از راہ نوازش اس عریضہ کو شائع فرمادیں - البتہ خاکسار کے نام کے اظہار کی ضرورت نہیں - "

حقیقت حال یہ ہے کہ جس وقت سے البیـان اور ترجمان القران کا اعلان ہوا ہے' تقریباً ہر روز پندرہ بیس خطوط اُن علماء و طلباء کے پہنچتے ہیں' جو انکے مطالعہ کا نہایت شوق ظاہر کرتے ہیں - لیکن مالی مجبوریوں کی وجہ سے خرید نہیں سکتے - پچھلے نمبر میں صرف ایک خط بطور نمونہ کے درج کردیا گیا تھا' تاکہ ملک کی حالت کا اندازہ ہوسکے - الہـــلال کی پوری سہ سالہ زندگی ایسے ہی درخواستوں کے ہجوم میں گذری' اور البـــلاغ کا بھی یہی حال ہے -

الہـــلال کے متعلق احباب کو معلوم ہے کہ اسکے صدہا نسخے ہمیشہ مفت تقسیم کیے گئے' اور نو سو سے زائد اشخاص سے نصف قیمت بلکہ اس سے بھی کم منظور کرلی گئی -

موجودہ حالت پریس کی مالی مشکلات کی جیسی کچھہ ہے' اسکو الله ہی بہتر جانتا ہے' اور اگر اسکا فضل و کرم عزم و ارادہ کی لازوال دولت سے مالا مال نہ کردیتا' تو سچ یہ ہے کہ البـــلاغ کا ایک نمبر بھی نکالنا مشکل تھا' با ایں ہمہ دفتر نے اب بھی اس قسم کی درخواستوں کو منظور کرلینے کی کوشش کی' اور الله ہی کے فضل پر اعتماد ہے - وہ چاہیگا تو اپنی دعوۃ حق کی اشاعۃ و توزیع کا خود بخود سامان کردیگا

الله تعالی آپکو جزاے خیر دے کہ آپنے محض محبت ایمانی و شیفتگی قرانی کے رشتے سے البـــلاغ و البیان کے متعلق یہ تجویز پیش کی ہے منظور ہوگا تو آپکی تحریک شائع کروںگی اور وہ جس کام کیلیے چاہے دانوں کو کھول دے سکتا ہے !

اعتـذار

جنگ یورپ کا جو اثر ابتدا سے کاغذ کے مسئلہ پر پڑا ہے' اس سے احباب کرام بے خبر نہیں ہیں - الہـــلال جس کاغذ پر چھپتا تھا' اسکی قیمت زیادہ سے زیادہ پونے چار روپیہ فی رام تھی - وہی کاغذ البـــلاغ کیلیے چھہ روپیہ فی رام کے حساب سے لینا پڑا' لیکن ہم نے اس اضافـــہ کو بھی گوارا کرلیا' اور برابر البـــلاغ اُسی کاغذ پر چھپتا رہا -

لیکن اب حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ اس قسم کے کاغذ سے تمام بازار یکسر خالی ہوگیا ہے' اور اگر چار گنی قیمت بھی دی جاے جب بھی میسر نہیں آسکتا - مجبوراً دوسرے قسم کے کاغذ کو قبول کرنا پڑا اور آج پہلی مرتبہ اسپر البـــلاغ چھاپا جاتا ہے - اسکی قیمت بھی الہـــلال کے کاغذ سے کچھہ ہی کم ہے !

(۲)

آج جمعرات کا دن ہے - اس نمبر کے تمام فارم چھپ چکے ہیں' صرف آخری فارم شذرات کا باقی ہے' مگر یکایک مولانا کی طبیعت بدمزہ ہوگئی ہے' اور امید نہیں کہ اس حالت میں آج شذرات لکھے جاسکیں اور کمپوز ہوسکیں - مجبوراً مراسلات کا ایک مضمون جو کمپوز شدہ طیار تھا' شذرات کی جگہ دیدیا جاتا ہے تاکہ باقاعدہ اشاعت میں اب پھر فتور نہ آے -

[منیجر]

مراسلات

اســـلام اور ســوشيلــزم

(از جناب مولانا سید سلیمان صاحب ندوی - ناظم دار المصنفین - اعظم گڈہ)

آجکل کی جدید عربی مصطلحات میں " سوشیلزم " کو " اشتراکیۃ " سے تعبیر کرتے ھیں ' اور سوشیلزم کے معتقد اور پیرو یعنی سوشیالسٹ کو " اشتراکی " کہتے ھیں -

سوشیلزم اس خیال پر مبنی ہے کہ دنیا میں ایک طرف تو ایسے اشخاص پاے جاتے ھیں جو لاکھوں اور کروڑوں روپے کی جائداد رکھتے ھیں ' اور جنکے قبضے میں اُنکی حاجت سے بہت زیادہ روپیہ ہے - دوسری طرف ایسے افراد پاے جاتے ھیں ' جنکے پاس اتنا بھی نہیں جس سے اپنی ستر پوشی کرسکیں یا شکم سیر ھوسکیں ' اسلیے وہ کروڑوں روپے جو ارباب ثروت کے پاس بیکار پڑے ھیں ' وہ ان فقرا اور مساکین پر تقسیم کردیے جائیں تاکہ دونوں گروہ بآسانی زندگی بسر کرسکیں -

اس مسئلہ کو زیادہ صاف کرنے کے لیے ھمکو علم اقتصاد سیاسی یعنی پولٹیکل اکانمی کی طرف رخ کرنا چاھیے - اکانمی نے یہ طے کردیا ہے کہ انسان کی ھر قسم کی دولت اور پیداوار کے اصول اولی دو چیزیں ھیں " محنت " اور " راس المال " کیونکہ انسان کے تمام ذرایع آمدنی کا اصلی منبع صرف دو چیزیں ھیں " زراعت " اور " صنعت " انکے علاوہ اور دوسری ھر قسم کی آمدنیاں انہیں دونوں ذرائع مذکورہ کے ماتحت ھیں ' مثلاً " زمینداری " کہ اُسکی اصلی آمدنی زراعت پر موقوف ہے - " تجارت " صنعت اور زراعت کی پیدوار کے باھمی تبادلہ کا نام ہے ' نوکریوں کے ذریعہ سے جو روپیہ مالک سے وصول کیا جاتا ہے ' وہ درحقیقت اسی زراعت اور صنعت کی بواسطہ یا بلا واسطہ آمدنی ہے -

پہلے ھمکو صنعت اور زراعت کی حقیقت پر غور کرنا چاھیے - صنعت اُن مادی چیزوں کو جنکو ھر مقام پر یا بعض بعض مقام پر خدا نے فطرتی طور سے پیدا کردیا ہے اور جو بیکار پڑی ھیں ' حاجت انسانی کے مناسب بنانے کا نام ہے ' ان مادی چیزوں کو حاجت انسانی کے مناسب بنانیکے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے " کام کرنے والوں کی محنت کی " اور " اُن آلات اور اوزار کی جن سے کام کرنے والا اپنے اثر فاعلی کو ان مادی چیزوں پر صرف کرتا ہے " آلات اور اوزار کے لیے " راس المال " اور " سرمایہ " کی ضرورت ہے ' اسلیے صنعت و دستکاری کی اصلی آمدنی کا منبع " مزدوروں کی محنت " اور کارخانہ دار کا سرمایہ ہے ' یہی حال زراعت کا ہے - زمین کی درستگی کے لیے مزدوری کی ' اور آلات زراعت کے لیے سرمایہ کی ضرورت ہے -

خلاصۂ تفصیل ماسبق یہ ہے کہ دنیا کی ھر نوع اور قسم کی آمدنی کی اصل ' مزدور اور اھل سرمایہ ھیں - دونوں آمدنی کے پیدا کرنے میں برابر کے شریک ھیں ' اسلیے تقاضاے انصاف یہ ہے کہ زراعت اور صنعت کی تمام آمدنی دو مساوی حصوں میں تقسیم ھونی چاھیے - ایک حصہ مزدوروں کو دیا جاے اور دوسرا حصہ اھل سرمایہ لیں ' لیکن تمام دنیا میں اھل سرمایہ اور کارخانہ دار تمام منافع کے اصلی مالک بن جاتے ھیں ' اور مزدوروں کو اُنکے حق سے اسقدر کم دیا جاتا ہے کہ وہ مشکل سے اوقات بسری کرسکتے ھیں ' اسلیے ضرورت ہے کہ مزدوروں کی اعانت کیجاے -

ان تمام مقدمات بالا کا نتیجہ یہ ہے کہ فقرا اور مزدوروں کی امداد کیجاے - یہی خیال سوشیلزم اور اشتراکیت کا سنگ بنیاد ہے ' اس خیال کی کامیابی کے لیے اُنکو بہت سے مراتب طے کرنے پڑتے ھیں جنکا ماحصل یہ ہے کہ موجودہ نظام زندگی بالکل بدل دیا جاے - ھر قسم کی جائدادیں اور ملکیتیں اھل سرمایہ اور ارباب ثروت کی شخصی ملکیت و تصرف سے نکال کر وقف عام کردیجائیں - تمام کاشتکاریاں ' جائدادیں ' اور کارخانے جمہور ملک کی ملکیت ھوں ' گورمنٹ کو مخصوص افراد کے قبضے سے نکال کر عام پبلک کے زیر انتظام کیا جاے - ھر قسم کے آلات و سرمایہ مشترک طور سے تمام اھل ملک یا گورنمنٹ کی ملک ھوں ' ملک کے تمام افراد محنت صرف کریں ' ھر قسم کا منافع ایک جگہ جمع ھو ' اور وہ تمام اھل ملک پر مساوی طور سے گورنمنٹ کی زیر نگرانی تقسیم ھو ' ھر شخص کے امتیازات شخصی مٹا دیے جائیں ' ذاتی اعزاز و تفوق کی کوئی مثال باقی نہ رہے - بادشاہ ' اور رعایا ' غلام ' اور حاکم ' امیر اور فقیر ' معزز اور ذلیل ' غرض کہ ھر قسم کے تفاوت مراتب کو صفحۂ عالم سے محو کردیا جاے ' اور تمام عالم میں ھر چیز کے اندر مساوات عامہ ھوجاے ' انتہا یہ ہے کہ انکا خیال مساوات ' خدا کی غیر معمولی عظمت کو بھی تسلیم نہیں کرتا !

" اکانمی " جس سے " اشتراکیت " کو تعلق ہے ' اُسکا بانی اول گو ایک فرانسیسی عالم انٹوان ڈی منٹکرتیان المتوفی سنہ ۱۶۱۵ ع ہے اور اُسکا مدون ڈاکٹر کینسی سنہ ۱۷۵۸ ع ہے ' لیکن اکانمی کو فن کی حیثیت سے جسنے دنیا کے سامنے روشناس کیا ' وہ ایڈم اسمتھ ہے جسکی اس فن میں پہلی تصنیف سنہ ۱۷۷۶ ع میں شائع ھوئی - اسمتھ کے بعد دو انگریز عالم اِملِٹس ' ریکارڈو ' اور فرانسیسی عالم جان بپتِسٹ پیدا ھوے - اُنھوں نے اس فن کو تکمیل تک پہنچا دیا - یہ علماے فن اقتصاد اُنیسویں صدی کے ابتدائی حصے میں تھے - اس بیان سے یہ ثابت ھوا کہ اشتراکیت اُنیسویں صدی کی پیداوار ہے -

جن اکانمسٹ اور علماے اقتصاد کا ھم نے تذکرہ کیا ' وہ نفس فن کے اصول اور ان اُصول کو عملی صورت میں لانے کی نسبت کسی قدر مختلف الراے ھیں - اسکا نتیجہ یہ ھوا کہ اشتراکیین اور سوشیا لسٹس کے چند فرقے ھوگئے :

(۱) فوضوی یا کمونسٹ یا نہلسٹ - اس فرقہ کا خیال یہ ہے کہ تمام دنیا سے ھر قسم کی شخصی ملکیتیں اور امتیازات مٹا دیے جائیں ' دنیا کا ذرہ ذرہ ذاتی ملک سے نکل کر جمہور کی ملک ھو جاے ' تاکہ تمام انسان مساویانہ حیثیت سے زندگی بسر کریں - یہ فرقہ بجبر ملکیت کو مٹانا چاھتا ہے - عہدہ داران و ارباب ثروت کو مار ڈالنا اس کے نزدیک ثواب ہے -

(۲) اجتماعی یا سوشیالسٹ - یہ فقط یہ چاھتا ہے کہ صرف آلات شخصی تصرف سے نکال کر عام پبلک کی ملک کردیے جائیں ' تاکہ فقــرا اور مزدور ارباب ثروت و اھل سرمایہ کی احتیاج کے بغیر کام کر سکیں -

(۳) قومی یا نیشنلسٹ - اس فرقہ کی تھیوری یہ ہے کہ صرف کاشت اور سکونت کی زمینیں شخصی ملکیت سے نکال لیجائیں، کیونکہ ثروت کا اصلی منبع زمین ہے، اور جب تمام زمین جمہور یا گورنمنٹ کی ملک ہوجائیں گی، تو اہل حاجت اور مزدوروں کی حالت بہت کچھہ سنبھل جائیگی -

اشتراکیین کے یہ مختلف فرقے تمام ممالک متمدنہ میں روز بروز پھیلتے جاتے ہیں اور ہر جگہ انکی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے - یورپ کے بعض بعض ملک کے اکثر باشندے سوشیلزم کے معتقد ہوتے جاتے ہیں - اس فرقہ کی تمام اطراف عالم میں خفیہ سوسائیٹیاں، انجمنیں، اور اخبارات ہیں، جو انکے خیالات کی اشاعت کرتے ہیں، پبلک میں موجودہ نظام سلطنت کے برخلاف جوش پیدا کرتے ہیں، سلاطین، حکام، ملک، اور ارباب ثروت کے قتل کی تدبیریں کرتے ہیں - ناچار گورنمنٹوں کو انکی مزاحمت پر آمادہ ہونا پڑتا ہے، اور بزور قوت انکی بیخکنی کی کوششیں کرنی پڑتی ہیں - لیکن یہ تمام کوششیں بے سود ہوتی ہیں اور سوشلزم کا سیلاب نہیں تھمتا -

سنہ ۱۸۸۶ع سے اس مذہب کے پیرو جرمنی میں بہت بڑھ رہے ہیں - سنہ ۱۹۰۸ع میں جرمنی میں اشتراکیین کی تعداد دس لاکھہ تھی، سنہ ۱۹۱۰ع میں بیس لاکھہ ہوگئی - جرمنی کے علاوہ فرانس، بلجیم، ہولینڈ، پولینڈ، روس، امریکا، رومانیا، اٹلی، پروشیا، سویٹزرلینڈ، انگلینڈ، اور امریکا کا بھی یہی حال ہے -

اشتراکیین کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہونا کوئی تعجب انگیز امر نہیں، کیونکہ سوشلزم کا اصلی مقصود فقراے قوم اور مزدور پیشہ اشخاص کی حمایت ہے، اور یہ معلوم ہے کہ ملک میں مزدوروں اور فقیروں کی تعداد تمام فرقوں سے زیادہ ہے - اس حالت میں فرض کرلینا چاہیے کہ یورپ کے تمام فقرا اور مزدور پیشہ درحقیقت سوشیالسٹ ہیں - لیکن عجیب تر یہ ہے کہ سوشیلزم کی آواز سے تمام یورپ اسقدر گونج اٹھا ہے کہ اسکی تاثیر سے یورپ کا کوئی فرقہ بچ نہیں سکتا، کنسرویٹو پارٹی جسکا منتہاے مقصد قدیم آداب و رسوم کی حمایت اور ذاتی اعزاز و مناصب کی محافظت ہے، اسکو بھی کسی قدر تغیر کے بعد سوشیلزم کا ہم آہنگ ہونا پڑا - انتہا یہ ہے کہ کالج اور اسکول کے پروفیسر اور ٹیچر، اور دیر و کنیسہ کے راہب اور پادری بھی اصول اشتراکیت میں کسیقدر ترمیم کے بعد اشتراکیین کے ہم آواز ہوگئے ہیں -

اس چیخ، پکار، شور و فریاد، واویلاؤ ہنگامہ کا اثر یہ ہے کہ تمام یورپ کے خیالات میں موجودہ نظام تمدن کے انقلاب کے متعلق عجیب قسم کا تلاطم برپا ہوگیا اور ہر شخص جدید تمدن کے مصائب کو محسوس کر رہا ہے -

اس مقدمہ کے ساتھہ چند مقدمات کا اور اضافہ کرو:

(۱) یورپ میں تمدن کی بنا شخصی فوائد، خود غرضی اور ذاتی منافع پر ہے - باپ بیٹے کو نہیں پوچھتا - بیٹا باپ کی خبر نہیں لیتا، پھر ملک کے عام افراد کے ساتھہ اسکو کیا ہمدردی ہوسکتی ہے؟

(۲) یورپ کی ثروت اور دولت کا اصلی سرچشمہ صنعت اور تجارت ہے - ہر شہر میں کمپنیاں اور کارخانے ہیں جنکے مالک اشخاص یا جماعت کے چند افراد ہیں - ہر کارخانہ میں ہزاروں مزدور کام کرتے ہیں، جنکی روزانہ آمدنی انکے روزانہ اخراجات کے لیے مشکل سے کافی ہوسکتی ہے - نتیجہ یہ ہے کہ ایک طرف تو کارخانہ داروں کی مختصر جماعت کارخانہ کے منافع کثیرہ سے مالا مال ہوجاتی ہے، دوسری طرف ادنی طبقے میں فقرا اور مساکین کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے -

(۳) بنکوں کے وجود نے یہ قیامت برپا کر رکھی ہے کہ ایک پیسہ کا قرض بھی بغیر سود کے نہیں مل سکتا - جائدادیں عام پبلک کے ہاتھہ سے نکل کر مالکان بنک کے تصرف میں آتی جاتی ہیں، اس سے فقرا اور ناداروں کی کثرت ہو رہی ہے -

(۴) تمدن جدید کے ضروریات زندگی کی قیمت اسقدر بڑھا دی ہے کہ کم ثروت والوں کو وہاں زندگی بسر کرنا مشکل ہے - کھانے کی چیزیں اسقدر گراں ہیں کہ فقرا انکو خرید نہیں سکتے - ملک کی شدت حاجت کی وجہ سے نرخ اشیا میں گرانی حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہے، اور آزادی تجارت کی بنا پر گورنمنٹیں اس میں زیادہ روک ٹوک نہیں کرسکتیں -

(۵) گورنمنٹوں نے فقیروں اور بے ساز و سامان شخصوں کے ذاتی مصارف کے لیے کوئی سامان نہیں کیا - یہ تو ہے کہ اندھوں، کوڑھیوں، لولوں، اور مجبوروں کیلیے امدادی محکمے قائم ہیں، لیکن ایک مجبور قرضدار کے اداے قرض کی کوئی صورت نہیں - ایک مزدور کو اگر آج کوئی مزدوری نہ مل سکی تو وہ کل کیا کھائیگا؟ ایک فقیر کے پاس کپڑا نہیں، وہ کپڑا کہاں سے لائیگا؟ یورپ عام مصالح کی نگرانی تو کر رہا ہے، لیکن شخصی ضرورتیں اور اتفاقی حاجات کا اسکے یہاں کوئی بندوبست نہیں -

(۶) اتفاق سے اول تو یورپ (مذہب سے آزاد ہے، اور اسلیے وہ شخصی ہمدردی کی قدر نہیں کر سکتا - علم و تمدن نے اسکے بجاے ملکی اور جمہوری ہمدردی قائم کردی ہے جو شخصی ضروریات کیلیے کافی نہیں، دوسرے وہاں جس مذہب کا رواج ہے وہ عیسائیت ہے، جسنے مال و دولت کی سخت تحقیر کی ہے، عام نصائح کے سوا اسنے ارباب ثروت کو اہل حاجت کی مالی امداد کیلیے بھی کوئی حکم نہیں دیا، اسلیے عیسائی ممالک میں فقرا کے ساتھہ یہ بے اعتنائی کچھہ بعید نہیں ہے -

یورپ کے تمام ممالک میں انگلستان باعتبار ثروت کے سب سے زیادہ ممتاز ہے - لیکن یہاں بھی یہ حالت ہے کہ جنگ سے پہلے ۱۷۰۰۰۰۰ تعداد صرف ان فقرا کی تھی جنکی گورنمنٹ امداد کرتی تھی - جرمنی کی سنہ ۱۸۷۰ میں مجموعی آبادی ۴۰۰۰۰۰۰۰ کرور تھی - آجکل ۶۰۴۰۰۰۰۰ کرور ہے - سالانہ اموات کی تعداد سے پیدایش کی تعداد ۹ لاکھہ زیادہ ہو رہی ہے - اسی کے ساتھہ ساتھہ فقرا اور مساکین کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے - جرمنی کے کارخانے، کاشتکاریاں، دستکاریاں، اور ہر قسم کے ذرائع صرف چار کرور آدمیوں کی کفالت کرتے ہیں - اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اشتراکیین کی تعداد نہایت سرعت کے ساتھہ بڑھ رہی ہے -

ان تمام بیانات مذکورۂ بالا سے بالکل واضح ہوگیا کہ یورپ آجکل عجیب قسم کے اقتصادی مصائب میں مبتلا ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسنے ان مشکلات کے حل کرنے کیلیے کیا تدابیر اختیار کی ہیں؟

جرمنی نے جنگ سے پہلے یہ طے کیا تھا کہ اشیا کے نرخ میں کمی کی جاے - اسنے فقرا اور مساکین کے لیے الگ بازار قائم کیے جہاں خوراک کی معمولی چیزیں ارزاں قیمت پر فروخت ہوتی ہیں - پولیس کو حکم دیا ہے کہ ان بازاروں میں اہل ثروت نہ جانے پائیں، اس قسم کے چار بازار صرف برلن میں قائم کیے گئے ہیں -

انگلستان کی گورنمنٹ بھی فقرا کی اعانت کیلیے آمادہ ہوئی ہے، سنہ ۱۹۰۶ع میں انگلستان نے فقرا اور اہل حاجت پر ۱۴۷۸۶۰۰۰ گنی صرف کیا، ان اخراجات سے ۱۷۰۰۰۰۰ لاکھہ افراد کی اسنے اعانت کی، ان میں سے ۵۳۸۰۰۰ کی تا زندگی، ۵۳۰۰۰۰ کی ایک مدت دراز تک، ۶۴۰۰۰ کی صرف ایک سال تک - انگریز مزدوروں نے باہمی مشورہ و امداد کیلیے ٹراڈیسیپنین نام ایک عام انجمن بھی قائم کی ہے جو بہت کامیاب ہو رہی ہے -

پروشیا (جرمنی) کی گورنمنٹ نے اصول اشتراکیت کے مطابق حسب ذیل قوانین جاری کیے جو پروشیا کے شہری قانون کے انیسویں باب کی مختلف دفعات میں مذکور ہیں:

اور کہ ایک مسافر و غریب الوطن اجنبی کی صرف ایک ہی صداے حق نے مامون الرشید اعظم کی اُس حکومت کو جو قیصر قسطنطنیہ کو " روم کا کتا " کہکر خطاب کرتی تھی اور کتے کی طرح عاجزی کی زمین پر لوٹا دینے کی طاقت بھی رکھتی تھی ' کس طرح لرزا دیا تھا ؟ اور کسطرح وہ گھبرا کر اپنی فوجوں اور انکی برہنہ تلواروں کی نمایش کررہا تھا کہ کہیں اس غریب الوطن کی مقاومت میری مطیع رعایا کے دل سے میری ہیبت نہ نکال دے ؟

پھر اور زیادہ غور کرو ' اور دیکھو کہ یہ عبد العزیز کون تھا ؟ دنیا کی بادشاہت اسکے پاس کتنی تھی ؟ خزانہ و فوج میں سے کیا رکھتا تھا ؟ کتنے غلام اسکی رکاب کو تھامتے تھے ؟ کتنے محل اس نے اپنی آسایش کیلیے تعمیر کیے تھے ؟

آہ ' دنیا کے ان تمام سامانوں اور دنیوی جاہ و جلال کی ان تمام نمایشوں میں سے تو اس کے پاس کچھہ بھی نہ تھا - ایک تنہا مسافر جسکو بغداد میں آے ہوے چوتھا دن تھا ' ایک غریب الوطن فقیر جسکا شہر بھر میں ایک بھی ساتھی اور حمایتی نہ تھا ' ایک اجنبی محض جس کے جسم پر مسکینی کے لباس اور غربت کی فقر نمائی کے سوا اور کچھہ نہ تھا - با ایں ہمہ اسکے پاس ایک ایسی طاقت تھی ' جسکی فرماں روائی و ملوکی کے آگے مامون الرشید کی پوری سلطنت بھی ہیچ تھی ' اور جسکے جاہ و جلال کے آگے اسکی وہ سطوت و ابہت بھی کچھہ نہیں کرسکتی تھی جس سے قیصر روم ڈرتا اور شاہ فرانس لرزتا تھا - یہ طاقت نہ تو تخت شاہی کے اوپر پیدا ہوتی ہے ' اور نہ شہنشاہی کے عظیم الشان قصروں اور محلوں میں - اسکا گھر انسان کا ٹوٹا ہو دل ہے ' اور اسکا محل ایمان باللہ کی زخمی روح ہے - بادشاہ کا تخت جسم پر حکم کرسکتا اور لوہے کی تلوار گردن کی رگوں کو کاٹ سکتی ہے ' پر نہ تو اس طاقت الہی کے آشیانے کو اجاڑ سکتی ہے ' اور نہ اس کی اقلیم سلطنت پر اسکی فرماں روائی چل سکتی ہے - وہاں صرف خدا ہے ' اسکا ایمان ہے ' اسکے کلمۂ حق کی خسروی ہے ' اسکی صداقت و راستی کی ملوکی ہے ' اور حق و معروف کے ایک ہی فرمان اعظم کا حکم ہے !

اولائك كتب في قلوبهم الايمان و ايدهم بروح منه ' و يدخلهـــم جنات تجري من تحتها الانهار خالـدين فيهـا ' رضي اللـه عنهـم و رضوا عنه ' اولائك حـزب الله ' الا ان حـــزب اللـه هم المفلحون ! (٥٨ : ٣٠)

یہی وہ راست باز انسان ہیں جنکے دلوں میں اللہ نے اپنے ایمان کا نقش جما دیا ' اور اپنی روح نصرۃ و فتح مندی سے انکی مدد کی ' پس اب خوف و ہراس اور ناکامی و نامرادی انکے لیے نہ رہی ' وہ انکو بہشتوں کی بہشتی زندگی میں داخل کریگا - وہاں باغ و چمن کا دائمی عیش ہے اور نہروں کی روانی کا نظارۂ راحت - اللہ انسے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوے - یہ اللہ کی جماعت ہے ' اور یقین کرو کہ اللہ کی جماعت ہی فلاح و مراد پانے والی ہے -

پس شیخ عبد العزیز کے وجود غربت و فلاکت کے اندر جو ہیبت و اجلال پیدا ہوگیا تھا ' اور جس نے مامون اعظم کو اپنی فوجوں کے نکالنے اور تلواروں کے چمکانے پر مجبور کردیا تھا ' وہ شیخ عبد العزیز کی ہیبت نہ تھی جسکو تلوار کی ایک حرکت دو ٹکڑے کردیسکتی تھی ' وہ خدا ے عبد العزیز کی ہیبت تھی ' وہ حق پرستی اور ایمان باللہ کی قہاریت تھی ' وہ جرأت ایمانی اور سطوت روحانی کا ناممکن التسخیر اجلال تھا - کما قال فی المثنوی :

هیبـــت حق ســـت این از خلـــق نیســـت
هیبـــت ایں مرد صاحـــب دلـــق نیســـت !

فلا تخافو هم و خـــافون ان كنتم مومنيـــــن !

(داخـــلـــه)

جب تمام ارکان و شرکاء مجلس مناظرہ آچکے ' تو شیخ عبد العزیز کی بھی طلبی ہوئی - ایک کے بعد ایک متعدد دہلیزیں تھیں جنسے شیخ کو گذرنا پڑا ' سلطانی دہلیزوں کے مرحلے کے بعد ایوان ہاے خلافت کا ایک سلسلہ شروع ہوا ' جن میں سے ہر ایوان ایک پوری شہنشاہی کے ساز و سامان شوکت و ابہت سے معمور تھا ' اور ہر ایوان کے خاتمہ پر اسکا پہلا رہنما رخصت ہوجاتا اور نیا ہاتھہ اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا تھا - اسکے بعد اور بھی بہت سے مرحلے آے جنکی تمام جزئیات شیخ نے لکھی ہیں - اور انسے زیادہ خطیب بغدادی وغیرہ مورخین عہد عباسیہ کی روایتوں سے واضح ہوتی ہیں - لیکن سرگذشت کا یہ تمام حصہ دولت عباسیہ کے جاہ و جلال سلطنت کے کارخانوں سے تعلق رکھتا ہے ' مگر ہم اس وقت مضطرب ہیں کہ مجلس مناظرہ تک جلد سے جلد پہنچیں ' اور انسانی حکومتوں کے جاہ و جلال کی جگہ ایک داعی حق کے جاہ و جلال خداوندی کا جلوہ دیکھیں -

(صـــاحب الستـــر)

یہاں تک کہ " صاحب الستر " یعنے رئیس حجاب کا ایوان خاص آگیا - عہد عباسیہ میں " صاحب الستر " کا عہدہ بالکل ویسا ہی تھا جیسا آجکل یورپ میں (Lard Chambar Lain) یا ترکی میں " وزیر تشریفات " کا ہے - یعنی شاہی ملاقات و حضور کا متوسط و وسیلہ - اسکو " حاجب " بھی کہتے تھے ' اور یہ قصر شاہی کا وہ آخری برزخ ہوتا تھا جسکے بعد خلیفہ کے حضور میں کوئی شخص پہنچ سکتا تھا - اسلام نے جب خلیفۂ وقت کیلیے کوئی محل ہی نہ بنایا تو اسکے دروازے کیلیے دربان کہاں سے آتا ؟ اسلیے خلفاے راشدین کا تمام عہد اس عہدہ سے خالی رہا - سب سے پہلے امیر معاویہ نے دہلیز شاہی کی بنیاد ڈالی ' اور شاہان عجم کی روایتیں سنکر حاجب کا عہدہ اسکے لیے قرار دیا (١)

حاجب صحن دربار تک لے گیا - صحن کے دونوں جانب کمروں کا ایک سلسلہ تھا ' جسمیں مخصوص وزراء و ندماء اذن حضور تک ٹہرتے اور انتظار کرتے تھے - یہاں پہنچکر شیخ سے حاجب نے پوچھا :

" آپکو وضو کے تجدید کی خواہش ہے ؟ "

شیخ نے کہا " نہیں " حاجب نے کہا :

" تو قبل اسکے کہ آپ امیر المومنین کے حضور میں پہنچیں ' دو رکعت نماز نفل پڑھہ لیجیے "

شیخ نے نماز پڑھی ' اور جب نماز پڑھی تو یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ کس عالم میں پڑھی ' اور اپنے اُس خداوند قدوس کے حضور میں کیونکر کھڑے رہے جسکے کلمۂ حق کیلیے عنقریب ایک انسانی شہنشاہی کے حضور میں جانے والے تھے :

بجرم عشق توام مي کشند ' غوغائیست
تو نیز برسر بام آ که خوش تماشائیست

و اللہ یعلم ما تسرون و ما تعلنون !

(ایـــوان دربـــار)

اب پردہ اُٹھا ' اور شیخ نے یکایک دیکھا کہ کرۂ ارضی کے موجودہ عہد کا سب سے بڑا شہنشاہ (مامون اعظم) اسکے سامنے ہے -

(١) الاستیعاب میں حافظ ابن عبد البر نے اسکی تصریح کی ہے - نیز تمام مورخین اسلام کا اسپر اتفاق ہے -

یه نگاهوں کو خیره کردینے والا ایک آفتاب نصف النهار تها ' جو یکایک ابر کے نقاب سے باهر نکل آیا ' اور ایک غریب الوطن اجنبي کیلیے بہت مشکل تها که پہلي نظر میں اس نظارے سے متاثر نہو - (۱)

تمام خدام و متعلقین دربار کو چونکه شیخ کے متعلق معلوم تها که یه شاهي مجرم هے اور اس نے موجوده عهد حکومت کا سب سے بڑا گردن زدني جرم کیا هے ' اسلیے انہوں نے چاها که مامون کے حضور میں جسقدر سختي اور بے احترامي اسکے ساتهه کرسکتے هیں کریں' اور اسے محترم لوگوں کي طرح دربار میں نه لائیں - چنانچه اس موقعه کے متعلق شیخ عبد العزیز اپنے رساله میں لکهتے هیں :

فازاح الستر' و اخذ الرجال بیدي وعضدي' و جعل اقوام ایدیهم في ظهري و علی رقتبي ' و طفقوا یعدون بي ؛ فنظرني المامون و انا اسمع صوته " خلوا عنه " و کثر الضجیج من الحجاب و القواد بمثل ذالك ' فخلوا عني' وقد کاد یتغیر عقلی من شدة الجزع و عظیم مـــا رایت في ذالك الصحن من السلاح' وهو مدء الصحن وکنت قلیل الخبرة بـــدار امیــر المومنین' ما رایتها قبل ذالك و لا دخلتها -

" پرده هٹا ' اور خدام بارگاه نے میرے هاتهوں اور بازؤں کو پکڑ لیا ' وه اسطرح مجهه پر ٹوٹ پڑے که انکا ایک هاتهه میرے سینے پر تها اور ایک هاتهه کاندهے پر- انهوں نے اسطرح سختي و بے احترامي کے ساتهه چاها که مجهے اندر لیجائیں- مگر اسي وقت مامون الرشید کي نگاهیں مجهپر پڑیں اور میں نے اسکي آواز سني کـه وه کهه رها هے : " اسے چهوڑ دو " مامون کے کهنے کے ساتهه هي اور لوگوں نے بهي اسکي تعمیل میں " چهوڑ دو ' چهوڑ دو " کا غل مچایا ' اور بے شمار آوازیں ایک ساتهه بلند هو گئیں - حکم شاهي پاتے هي خدام و حجاب نے مجهے چهوڑ دیا - لیکن دربار شاهي کے اچانک نظارے ' خدام و حجاب کي اس دارو گیر' اهالیان دربار کي صداؤں کے هنگامه ' اور برهنه تلواروں اور اسلحۂ جنگ سے بهرے هوے صحن کي هولناکي نے میرے هوش و حواس پر نہایت اثر ڈالا ' اور قریب هوا که شدت هراس اور هیبت نظاره سے میري عقل متغیر هو جاے - اور میرا حال یه تها که نه تو کبهي اِس سے پہلے میں نے محل شاهي کو دیکها تها نه کبهي اسمیں قدم رکها تها - میري معلومات بهي امیر المومنین کے دربار کے متعلق بہت تهوڑي تهي " انتهی -

علمـــاء حق کے اس صدق بیان اور راستي فطرة کو دیکهو که شیخ عبد العزیز کس طرح صاف صاف خود اپنے قلم سے اپني کمزوري کي سرگذشت لکهه رهے هیں جو اس موقعه میں انسے ظاهر هوئي ' اور اس دربار میں پهونچکر جسکے جلوں نے قیصر روم کے ایلچي کو اپنے عهد تنزل میں بهي مبهوت و لا یعقل کردیا تها' وه باول نگاه اپنے ضبط و تمکین کو قائم نه رکهه سکے ؟ (۱)

بهر حال شیخ کو حجاب کے جبر و قہر سے نجات ملي ' اور دربار کے دروازه سے چند قدم آگے بڑهے - وه لکهتے هیں که مامون الرشید کي آواز برابر میرے کانوں میں آ رهي تهي : " ادخلوه و قربوه " اسکو اندر لاؤ اور مجهسے قریب کرو ! چنانچه وه بلا تامل آگے بڑهتے گئے - یہاں تک که انهوں نے اس عهد کي زمین کے سب سے بڑے پادشاه کو اپنے سامنے دیکها ' اور بغیر کسي عجز و انحناء کے بآواز بلند کها : " السلام علیک یا امیر المومنین و رحمة الله و برکاته " مامون نے جواب دیا : " و علیک السلام و رحمة الله و برکاته " اور ساتهه هي ایک لمحه تک سر سے لیکر پیر تک انکو دیکهتا رها - اسکے بعد کها " اور آگے آؤ " شیخ آگے بڑهے' پهر کها " آگے آؤ " شیخ اور آگے بڑهے' تیسري مرتبه پهر اسي حکم کو دهرایا - شیخ بالکل قریب چلے گئے - صاحب الستر بهي ساتهه تها ' اور بتدریج انکو آگے بڑهاتا جاتا تها - یہاں تک که ان میں اور مامون الرشید میں صرف اتنا فاصله رهگیا که دو آدمي درمیان میں بیٹهه سکتے تهے - شیخ اپني جگه پاکر بیٹهه گئے ' مگر ابتک انکے دل میں هیبت و رعب کے اثرات باقي تهے -

(صاعقۂ حق کي پہلي گرج)

شیخ جونهي اپني جگه پر بیٹهے ' ایک طرف سے صدا آئي :

" اس کے لیے تو صرف استقدر کهدینا کافي هے که قبح الله و جهک (عربي میں تذلیل و تحقیر کي ایک گالي هے) خدا کي قسم میں نے اپني پوري عمر میں کسي شخص کو اسقدر بد صورت نہیں دیکها "

شیخ لکهتے هیں که میں نے اس آواز کو سنا ' لیکن ابتک میرے دل میں هیبت و هراس کا تهوڑا بہت اثر باقي تها' اسلیے میں خاموش رها - حتی که کهنے والے کے طرف میں نے نظر اٹها کے دیکها بهي نہیں -

---

(۱) مامون الرشید تخت پر نہیں تها' کیونکه یه مجلس مناظره تهي اور هارون الرشید سے لیکر مقتدر بالله تک خلفاء عباسیه کا یہي قاعده رها که علمي مجالس میں همیشه مثل اور شرکاء مجلس کے فرش هي پر بیٹهتے تهے - البته صدر ایوان میں انکي جگه اور مغرق بطلا قالین مخصوص تها - ڈاکٹر جي - سلیمان (G. Salmon) نے ابوبکر خطیب بغدادي کي تاریخ مدینة السلام کا جو ٹکره ایڈٹ کرکے چهاپا هے ' اسمیں ایک خاص عنوان خلفاے عباسیه کي مجالس علمیه کے متعلق بهي هے - اسمیں تشریح کردي هے که هارون و مامون جب کبهي کسي مجلس مناظرۂ و محادثۂ علمیه میں یا بیت الحکمة میں آتے تهے' تو عام علماء و حکماء کي طرح خود بهي فرش پر بیٹهتے تهے ' اور مامون کا تو یه حال تها که بسا اوقات اپنے معتمد علما کو صدر میں اپني جگه دیدیتا تها !

(۱) المقتدر بالله عباسي کے زمانے میں قیصر روم نے بعض معاملات کے انجام دینے کیلیے ایک سفیر بهیجا تها' جس سے خلیفۂ موصوف نے " قصر حسني " میں ملاقات کي تهي - اس ملاقات کي تفصیلي حالت خطیب بغدادي نے اپني تاریخ میں درج کي هے - وه لکهتے هیں که سفیر دهلیز میں قدم رکهتے هي بالکل مبهوت هوگیا - ساز و سامان سلطنت دیکهکر اسکے هوش و حواس بجا نه رهے - اس نے حجاب سے کها که کچهه دیر کیلیے مجهے تنها چهوڑ دیا جاے تاکه اپنے هوش و حواس میں آجاؤں !

الله الله انقلاب زمانه کي نیرنگیاں ! ایک زمانه وه تها که روم کا سفیر همارے دربار میں آتا تها اور هماري عظمتوں کو دیکهکر بے هوش هوجاتا تها - آج خود هم غیروں کے ساز و سامان دیکهکر شدت مرعوبیت سے بیعقل و حواس هوگئے هیں ' اور انکو طاقت کا ایک دیوتا سمجهکر الله کي طرح پوج رهے هیں - حتی که هیبت و هراس کے سوا کبهي خوددارانه احساس کا ایک لمحه بهي همیں میسر نہیں آتا !

آگ تهے ابتـداے عشق میں هـم
هـوگئے خـاک ' انتهـا هے یـه !

آگ کے شعلے بجهه جاتے هیں لیکن راکهه کي ڈهیر میں چنگاریاں دبي دبائي باقي رهتي هیں اور هوا کے ایک جهونکے سے بهڑک اٹهتي هیں - پهر کیا اس چولهے کي چنگاریاں کبهي بهي نه بهڑکینگی ؟ کیا طوفان حوادث و تغیرات کا کوئي جهونکا انپر سے نہیں گذریگا ؟ و هوالذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا و هوالولی الحمید !

اسکے بعد مامون الرشید شیخ کي طرف متوجه هوا' اور شیخ کا نام ' خاندان ' ابوست ' جدیت' قبیله ' وطن ' محله ' مکه معظمه کے بنو هاشم کے حالات ' اور اس قسم کي اور بهت سي باتیں دریافت کیں ' جنکو هم نظر انداز کردیتے هیں - اسکے بعد کہا :

" تمهارا بغداد میں آنا اور جامع رصافه میں کهڑے هوکر میرے ایک حکم دیني و شرعي کو توڑنا ' اور خدا کي صفات میں دوسري چیزوں کو شریک کرنا ' اور پهر مناظره کي خواهش کرنا ' یه تمام حالات میں نے سنے هیں ' اور اسي لیے علماء دار الخلافه کو میں نے آج مدعو کیا هے "

شیخ لکھتے هیں که " مامون الرشید کا یه جمله کہنا که تم نے خدا کي صفات میں دوسري چیزوں کو شریک کیا ' میرے لیے رحمت الہي هوگیا - مجهپر دربار کي هیبت کا اثر ابتک باقي تها ' مگر مسئلۂ خلق قرآن کي نسبت جب یه قول باطل میں نے سنا تو معاً دل کے اندر ایک آگ بهڑک اٹهي ' اور دعوۃ حق کي غیرت سے میں معمور هوگیا - ساري هیبت و دهشت یکقلم کافور هوگئي اور میں دوبدو جواب دینے اور امر بالمعروف کا فرض ادا کرنے کیلیے بالکل مستعد هوگیا "

مامون کے جملے ابهي پورے ختم بهي نہیں هوے تهے که شیخ کي آواز بادل کي گرج اور بجلي کي کڑک کي طرح ایوان دربار میں گونج اٹهي ' تمام اهل دربار اس مبازرت اور بے باکي پر تڑپتے رهے ' مگر اس نے کسي کي پروا نه کي ' اور جس طرح ایک معمولي اور حقیر انسان سے کوئي خطاب کرتا هے ' گرجتي هوئي آواز میں تقریر شروع کي :

" یا امیر المومنین ! میں ایک فقیر الحال طالب العلم هوں - اپنے وطن اور خانۂ خدا کے مقدس جوار میں تها که میں نے خلیفۂ وقت کے مظالم و جبر کي درد انگیز سرگذشت سني - مجهے معلوم هوا که حق مظلوم هوگیا هے ' سنت کي روشني بجهه گئي هے ' بدعت کي آندهیاں زور و شور سے چل رهي هیں ' حق کا کہنا جرم هوگیا هے ' اور باطل پرستي کے صلے میں جاه و عزت کي بخشش هورهي هے - جس چیز کا اقرار خدا تعالی نے امۃ مرحومه سے نہیں کرایا ' جسکي گواهي اسکے رسولوں نے نہیں دي ' جسکا اعلان خلفاے راشدین نے نہیں کیا جنکي خلافت طریق نبوت پر تهي ' اور جسکے لیے کسي ایک صاحب رسول الله کي زبان کو بهي حرکت نہیں هوئي ' اس چیز کے اقرار کو آج ایک انسان هر مومن کیلیے شرط قرار دے رها هے ' جو هارون الرشید کے گهر میں پیدا هوا اور وه هادي کا لڑکا تها - اسنے نه تو تابعین کو پایا ' نه اصحاب رسول الله کو دیکها ' نه عہد نبوت کي برکتوں میں اسکا کوئي حصه هے - تاهم وه شریعت الہي کے اس مخفي راز کو جانتا هے جسکو تابعین نے نه جانا اگرچه دنیا سے مومن گئے ' صحابه نے نه جانا ' اگرچه کفر کي چهینٹ بهي انپر نه پڑي ' رسول الله (صلی الله علیه و سلم) نے اسکے لیے کچهه نه کہا حالانکه صاحب وحي و رسالت تهے "

شیخ عبد العزیز اب وه عبد العزیز نه تها جسکو عمر بن مسعده نے کوتوالي میں اپنے سامنے کهڑا کیا تها ' اور جو دربار مامونی کے دروازے میں قدم رکهتے هي اسکي هیبت و اجلال سے لرز اٹها تها - اب وه ایک دوسري هي روح حق تهي ' جو دنیا کي تمام جسماني طاقتوں اور عظمتوں سے ارفع و اعلی هوکر صرف رب السماوات و الارض کي قدوسیت سے فیض یاب جلال و قهاریت تهي ' اور مامون الرشید اگر تمام کرۂ ارضي کي بکهري هوئي طاقتوں کو جمع کرکے اپنے ساتهه لے آتا ' جب بهي اسکي صدا کي گرج کي تاب نہیں لاسکتا تها !

شیخ کے جوش و خروش ' بے باکانه طرز بیان ' مساویانه مقابلے ' اور هنگامه ساز آواز کي هولناکیوں نے اس تمام مجمع کو اسطرح دم بخود کردیا که (حسب تصریح شیخ) کسي کو روکنے یا ٹوکنے کا هوش نه تها - حتی که جب انهوں نے خود مامون الرشید اعظم کا اس حقارت کے ساتهه ذکر کیا ' جب بهي نه ان حجاب و خدام بارگاه کي تلواروں کو حرکت هوئي ' جو اسے دهکیلتے هوے دربار میں لارهے تهے ' اور نه ان امرا و رؤساء کي زبانیں هلیں ' جنهوں نے اسکے ام رو چہرے کي حقارت کي تهي ! الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم و لا هم یحزنون !

شیخ نے اپني تقریر جاري رکهي :

" آه ! تم هوا کا وه جهونکا هو جس سے شریعت کي آگ تو نه روشن هو سکي مگر اس نے سنت کے چراغوں کو گل کردیا - تم سیلاب خلافت کي وه رو هو ' جو بدعات و محدثات کي خس و خاشاک کو تو نه بہا سکي مگر اس نے حق پرستي کے تناور درختوں کو گرا دیا - تم امارت و سیادت کي وه تلوار هو جو بطلان و ناحق کوشي کي فوجوں کو تو نه قتل کرسکي پر اس نے ارباب حق کے سروں کو اپني برش و رواني کا تخته مشق بنایا ! ابتک تمهارا دعوا رسول کي جانشیني کا رها تها - مگر اے مامون بن هارون ! تو اب رسول کي جانشیني هي کا نہیں بلکه رسول سے زیاده حق رسالت کا مدعي هوگیا هے - رسول خدا نے امۃ سے اسکا اقرار کبهي نہیں کرایا که که وه کلام الله کو غیر مخلوق کہیں ' مگر تیرے نزدیک کوئي شخص مسلمان نہیں هوسکتا جب تک وه بطلان کے اس کلمه پر ایمان نه لاے - تو نے صرف اس جرم پر که ارباب حق نے صراط مستقیم سے انحراف نه کیا جو خدا کے رسول اور اسکے تربیت یافتوں نے انکے آگے کهول دي هے ' اپنے جبر و جور کي تلوار میان سے کهینچي ' اور انهیں کافروں کي طرح قید خانوں میں قید کردیا - رسول الله کي سنت کے اتباع کیلیے تیرے پاس سزا و عقوبت هے ' اور بدعت و ضلالت کیلیے پیشوائي و سیادت کي عزت ! خدا کے رسول نے ذمیوں کو امان دي هے ' مگر تیري خلافت میں مسلمانوں کیلیے امان نہیں هے - اے مامون ! الله سے ڈر ' اسکے عذاب کي پکڑ سے کانپ جسمیں بہت ڈهیل هے ' مگر جس سے کبهي چهٹکارا نہیں - وه زمین کے ائمۂ و خلفاء کو تلوار بخشتا هے تو انسے چهین بهي لیتا هے - تم سے پہلے دمشق کے ائمۂ جور نے مسلمانوں کا خون مباح کیا ' مگر تمهارے هاتهوں انکا خون بهي مباح کیا گیا - نه هو که تمهارا خون بهي کسي کے هاتهوں مباح کیا جاے - تم انکے تخت کے وارث هوے هو ' مگر انکے جور و طغیان کي وراثت نه لو "

(اشتـــهار)

اکسیر اعظم یا زندگی کی بهـار

(ایجاد کرده عالیجناب حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین صاحب)

—○: * :○—

" ایک سریع الاثر اور مجرب مرکب "

ضعف دماغ و جگر کیلیے یه ایک مجرب اور موثر دوا هے - خصوصا ضعف مثانه اور ان مایوس کن امراض کیلیے جنکا سلسله بعض اوقات خود کشي تک مسلسل هوتا هے ' ایک بے خطا اور آزموده مرکب هے - صحت کي حالت میں اگر اسے استعمال کیا جاے تو اس سے بہتر اور کوئي شے محافظ قوت نہیں هوسکتي -

قیمت في شیشي ۲ - روپیه محصول ڈاک ۲ - آنه

المشتهر : منیجر دي یوناني مڈیکل اسٹورس فوارۂ صحت
نمبر ۱۵/۱ رپن اسٹریٹ ڈاکخانه ویلسلي - کلکته

اُسوۂ حسنہ

الحسبـة فـي الاسـلام

احتساب اور اسلام

(تربيت يافتگان عهد مقدس نبوت)

(۲)

(احتساب محتسب)

اگرچه فرض احتساب هر موقع پر هاتهه كي قوت ' زبان كي آزادي ' اور قلب كي جرات كا محتاج هوتا هے ' ليكن جب كبهي خود محتسب كے اعمال و افعال كا احتساب كرنا پڑتا هے تو نسبتاً هر موقع سے زياده ان چيزوں كي ضرورت هوتي هے -

اسلام ميں منصب خلافت كے اور فرائض كي ساتهه خلفاء كا ايک فرض احتساب بهي تها ' اسليے هر خليفه محتسب بهي هوتا تها - اگرچه خلافت راشده كے زمانه ميں بهي خليفه كا وجود عام صحابه سے بالاتر سمجها جاتا تها - چنانچه حضرت عبد الله ابن عباس نے حضرت عمر كے خوف و هيبت سے مدت تک ايک ضروري مسئله كے پوچهنے كي جرات نه كي (۱) ليكن يه رعب و داب كچهه جبر و استبداد ' غلبه و قهر ' ظلم و ستم كا نتيجه نه تها جو انسان كے هاتهه ميں هتكڑياں پهنا ديتا هے ' منه ميں لگام لگاديتا هے ' دل كي حركت كو بند كرديتا هے ؛ بلكه اوسكو صرف نور ايمان ' پابندي فرائض ' اور فضائل اخلاق كے مجموعه نے پيدا كيا تها ' اسليے خلفاء راشدين كو هر شخص نهايت آساني كے ساتهه روک ٹوک سكتا تها - جب حضرت عمر نے مهر كے بارے ميں سختي كي اور لوگوں كو بيش قرار مهر باندهنے سے روكنا چاها ' تو ايک عورت نے نهايت آزادي سے كها : " عمر ! تمكو اسكا حق حاصل نهيں هے ' خدا نے تو مهر كے بارے ميں قنطارا مقنطره (روپيه پيسے كے بهت بڑے ڈهير) كا لفظ كها هے " يه سنتے هي حضرت عمر نے اوسكے حسن استدلال اور آزادي اعلان حق كي داد دي اور فرمايا : " مردوں نے غلطي كي ' اور ايک عورت نے صحيح بات كهي " (فتح الباري جلد - ۹ - صفحه - ۱۷۵)

ايک شخص نے جب اون سے كها : " اے ابن خطاب ! تم انصاف نهيں كرتے ' اور همكو فياضانه عطيه نهيں ديتے " تو وه اس قدر برهم هوے كه اوسپر حمله كرنا چاها ' ليكن جب ايک دوسرے شخص نے يه آيت پڑه دي :

خذ العفو و امر بالمعروف معاف كرنے كا طريقه اختيار كرو ' نيكي و اعرض عن الجاهلين ! كا حكم دو ' اور جاهلوں سے درگذر كرو !

تو دفعتاً ٹهنڈے پڑ گئے (بخاري جزء ۹ -)

ليكن يه روشن زمانه صرف ۳۰ برس كا زمانه تها - اسكے بعد خلافت بنو اميه قائم هوئي ' اور ايک حديث صحيح كي بنا پر " ملک عضوض " كا زمانه شروع هو گيا - اب جمهوريت اسلامي فنا هوگئي ' نظام روحاني اوالٹ ديا گيا ' صحابه كے عهد فضائل كا مجموعه درهم برهم هوگيا ' اور ان سب كي جگه شخصيت و استبداد نے ليلي ' اسليے اس زمانے ميں فرض احتساب كا ادا كرنا درحقيقت لوهے كي اوس زنجير كي كڑيوں كو توڑنا تها ' جو هاتهوں ميں ڈالنے كيليے ڈهالي جا چكي تهي - ليكن جو هاتهه حق كي حمايت كيليے اوٹهتا هے ' وه اگر اوسكے توڑنے كي طاقت نهيں ركهتا تو كم از كم اسكے اندر پهنسنے كي طاقت تو ضرور ركهتا هے !

اس زمانه ميں عهد نبوت كي جو روشن يادگاريں باقي ره گئيں تهيں ' اونكا نور ايمان اس عهد ظلمت ميں بهي حق كو حق اور باطل كو باطل دكهاتا تها ' اور وه جبابرۂ بنو اميه كو هميشه ٹوكتي رهتي تهيں -

آنحضرت صلى الله عليه و سلم مدة العمر نماز عيدين كيليے منبر نهيں لے گئے ' اور خطبه هميشه نماز كے بعد ديتے رهے - خلفاے راشدين كے زمانے تک يهي سنت قائم رهي - ليكن امراے بنو اميه نے اسكو بدلدينا چاها ' كيونكه انهوں نے ديكها كه نماز كے بعد لوگ متفرق هو جاتے هيں اور انكے خطبوں كے سننے كيليے كوئي دلچسپي ظاهر نهيں كرتے - پس انهوں نے يه طريقه ايجاد كيا كه نماز سے پهلے خطبه ديديا جاے ' اور اسطرح لوگوں كو اپنے خطبوں كے سننے كيليے مجبور كرديں - ليكن جب پهلے پهل مروان نے اسكي ابتداء كي اور عيد كے دن نماز سے پهلے خطبه كيليے منبر پر چڑهنے لگا ' تو اسي وقت ايک مسلمان نے اسكا دامن پكڑ كر روكا اور چلا كر كها : " يه سنت نبوي كے بالكل مخالف هے " لوگوں نے اسپر اوسكو چشم نمائي كي ' ليكن حضرت ابو سعيد خدري بهي موجود تهے - انهوں نے كها : " اس شخص نے اپنا فرض اسلامي ادا كيا هے - آنحضرت نے فرمايا هے كه هاتهه سے ' زبان سے ' يا كم از كم دل سے هر برائي كا انكار كرنا چاهيے " (ابن ماجه صفحه ۲۱۰ - و شرح منتقي للشوكاني)

ايک مرتبه مقدام بن معديكرب ' عمرو بن اسود ' اور قبيله بنو اسد كا ايک شخص ' يه تينوں آدمي امير معاويه كے دربار ميں حاضر هوے - امير معاويه نے باتوں باتوں ميں كها : " مجهے معلوم هوا هے كه حسن بن علي نے انتقال كيا " مقدام نے " انا لله و انا اليه راجعون " پڑها - اونكے اس اظهار افسوس پر ايک خوشامد پيشه درباري نے كها : " كيا آپ اسكو كوئي مصيبت خيال كرتے هيں ؟ " اونهوں نے كها " كيوں نهيں ؟ آنحضرت نے اونكو (يعني حضرة حسن ابن علي عليهما السلام كو) اپني گود ميں ركهكر فرمايا تها كه يه خاص ميرا بيٹا هے ' پس جگر گوشهٔ رسول كي وفات كيوں نه همارے ليے مصيبت هو ؟ " اسپر قبيله بنو اسد كے اوس آدمي نے جو اونكے ساتهه آيا تها ' كها : " وه ايک شراره تهے جسكو خدا نے بجها ديا " مقدام يه سخت گستاخانه فقره سنكر آگ بگولا هوگئے اور جوش ميں آكر بے باكانه بول اٹهے : " ميں جب تک تمكو كوئي سخت بات اسي جگهه نه سناؤنگا يهاں سے نه ٹلونگا " پهر امير معاويه كي طرف مخاطب هوكر كها : " ميں كچهه كهنا چاهتا هوں ' اگر وه حق هو تو تم تصديق كرنا - حق نه هو تو جهٹلا دينا " امير معاويه نے اجازت دي - اونهوں نے كها : " ميں تمهيں خدا كي قسم دلاكر پوچهتا هوں كه كيا آنحضرت نے سونے كے زيور پهننے كي ممانعت نهيں كي ؟ " معاويه نے كها " هاں " اونهوں نے پوچها : " ميں تم سے خدا كي قسم دلاكر پوچهتا هوں كه كيا آنحضرت نے حرير كے پهننے سے منع نهيں فرمايا ؟ " كها " هاں " پهر انهوں نے سوال كيا : " ميں تمهيں خدا كي قسم دلاكر پوچهتا هوں كه آنحضرت نے جانوروں كي كهال كے فرش سے منع نهيں فرمايا ؟ " امير معاويه كو كهنا پڑا " هاں " -

اب اونهوں نے اس اقرار و تصديق كے بعد كها : " خدا كي قسم ' ميں تمهارے محل ميں يه تمام چيزيں ديكهه رها هوں ! "

امير معاويه كي سياست يه تهي كه مال و دولت كے چهينٹوں سے گرم دلوں كو ٹهنڈا كيا كرتا تها - مسلمانوں كو طمع مال كي راه سب سے پهلے اسي نے دكهلائي - چنانچه اس موقع پر بهي يهي اصول كام ميں لايا گيا - اس نے حكم ديا كه مقدام كو فوراً انعام و اكرام سے مالا مال

(۱) يعني مسئلهٔ ايلاؤ تخيير

کردیا جاے - لیکن مقدام نے جو کچھه پایا ' اسي وقت فقرا کو تقسیم کردیا - (ابو داؤد - کتاب اللباس)

صحابه کرام کے حالات میں اس قسم کي آزادي حق و امر بالمعروف کي مثالیں اس کثرت سے ملسکتي هیں که دنیا کي پوري تاریخ اخلاق و فضائل اسکي نظیر پیش کرنے سے عاجز ھے - لیکن اس سلسلۂ مضامین کا ماخذ صرف احادیث کي کتابیں هیں ' اور کتب حدیث میں سے بھي صرف معتمد ترین ذخیرہ حدیث یعني صحاح ستہ ' پس جسقدر حصه عام تاریخ کے ذخیرہ سے تعلق رکھتا ھے ' اسکو نظر انداز کر دیتے هیں -

(احتســاب کا اثــر و نفــوذ)

شریر روحوں اور ناپاک هستیوں نے هر زمانه میں خدا کے نیک بندوں کو قوت کے صحیح استعمال سے روکا ھے - فرعون نے اسي لیے حضرت موسی علیه السلام کو ارض مصر سے نکال دیا تھا ' قریش اور رؤساء یہود کي سازشیں مسلمانوں کے استیصال قوت هي کیلیے قائم هوئي تھیں - منافقین نے اسي غرض سے مسجد ضرار کو مسلمانوں کي تفریق کا آله بنایا تھا -

لیکن قوت هي کا صحیح استعمال اخلاق کا سنگ بنیاد ھے ' اور اوسي نے نظام عالم کو قائم رکھا ھے - اگر آفتاب اپني پوري طاقت کے ساتھه زمین میں حرارت نه پہونچاتا ' اگر ابر اپني پوري طاقت کے ساتھه اوس میں رطوبت نه پیدا کرتا ' اگر کرۂ هوا کي پوري طاقت اوس میں عمل نه کرتي ' تو زمین کي گود میں ایک سبز پته ' ایک رنگین ورق گل ' ایک دانۂ غله بھي نظر نه آتا !

لیکن خدا کي رحمت کبھي کبھي چھپے هوے چشموں کي سوتوں کو کھول دیتي ھے ' برف سے ڈھکے هوے پاني میں رواني پیدا هوجاتي ھے ' وہ اوبل اوبل کر اور بہه بہه کر دنیا کو سیراب کردیتي هیں -

اسي رحمت الٰهي نے عهد نبوت و عهد صحابه میں قوت الاهیه کو پوري آزادي و وسعت دیدي تھي ' اسلیے اوسکے استعمال صحیح کے نتائج صحابه کرام کي هر شعبۂ زندگي میں کامل و اکمل نظر آتے هیں -

احتساب کا سب سے زیادہ عظیم الشان اثر یه ھے که وہ انسان میں حق کے قبول کرنے ' اسکي جستجو میں سرگرداں رهنے ' اور اسپر عمل پذیر هونے کا مادہ پیدا کردے - عهد نبوت و عهد صحابه میں احتساب کے یه آثار قائمه هر جگهه نمایاں نظر آتے هیں - اوپر گذرچکا ھے که حضرت عمر کو مہر کے معامله میں جب ایک عورت نے ٹوکا تو انہوں نے کس صداقت کے ساتھه اپني غلطي کا اعتراف کرلیا - ایک بے ادبي یا ایک الزام پر جب انہوں نے ایک شخص پر حمله کرنا چاھا ' تو قرآن مجید کي ایک آیت نے انکا هاتھه پکڑ لیا - یه کوئي مخصوص موقع هي نه تھا ' بلکه قرآن حکیم کے احتساب نے اُن میں اسکا عام مادہ پیدا کردیا تھا - چنانچه امام بخاري نے اسي حدیث میں انکي خصوصیت احتساب کي تصریح بھي کردي ھے : کان دقافا عند حدود الله ! یعني وہ منا هي قرآن سے آگے کبھي تجاوز نہیں کر سکتے تھے !

حق کي جستجو کا شوق هر صحابي کے دل کو قوت احتساب کي رهنمائي کا منتظر رکھتا تھا - ایک مرتبه حضرة انس بن مالک مدینه میں آے - لوگوں نے اتباع سنت کے شوق میں اُن سے پوچھنا شروع کیا که همارا کوئي فعل آنحضرت کے افعال و اقوال کے خلاف تو نہیں ھے ؟ اُنہوں نے کہا : " بس میں اتنا فرق پاتا هوں که تم لوگ نماز میں صف سیدھي نہیں رکھتے " (بخاري جزء - ۱)

آنحضرت نے عهد صحابه کو خیر القرون کہا ھے ' لیکن اگر اس مبارک زمانے کي تمام خصوصیات کي تحلیل کي جاے ' تو ان میں سب سے زیادہ نمایاں جزو عمل وهي هوگا ' جسکے نظام کو صرف احتساب هي نے قائم کیا تھا - آنحضرت نے جس بنا پر عهد نبوت کو خیر القرون یعني بہترین عهد فرمایا ھے ' اُسکي خود هی تصریح بھي کردي ھے :

ثم ان بعدکم قوما یشهدون	پھر تمہارے بعد ایک ایسي قوم
ولا یستشهدون و یخونون	پیدا هوگي ' جو گواهي دیگي مگر
و لا یوتمنون و ینذرون	حق کي گواهي دینے کي اسمیں
و لا یوفون (بخاري جزء ۵)	کوئي طلب نہوگي ' وہ خیانت کریگي '

اُسمیں امانت نہوگي ' اور نذر مانیگي تو اوسکو پورا نه کریگي -

اس سے معلوم هوا که جن فسادات کو خیر القرون کے بعد کي قوموں میں بیان کیا ھے ' انکا نہونا هي خیر القرون کي اصلي خصوصیت ھے - لیکن اس خصوصیت کو صرف احتساب هي کے اثر نے قائم رکھا تھا - صحابه کے بعد جو زمانه پیدا هونے والا تھا ' وہ تابعین کا زمانه تھا - لیکن اس مبارک زمانے کو بھي صرف قوت احتساب هي نے پیدا کیا - چنانچه صحابه کي نسل خود شهادت دیتي ھے :

کانوا یضربونا علی الشهادة	صحابه همکو بیجا شهادت دینے اور
و العهد و نحن صغـار	معاهدہ کرنے پر بچپن هي میں سزا
(بخاري - جزء ۵)	دیتے تھے ' تاکه اسکي عادت نه پڑے -

صحابه کے بچے جس طرح برائیوں سے روکے جاتے تھے ' اوسي طرح اون سے نیکي پر عمل بھي کرایا جاتا تھا - ایک مرتبه صبح کو آنحضرة نے اعلان کرادیا که جو لوگ عاشورے کا روزہ رکھه چکے هیں اونکو روزہ پورا کرنا چاهیے ' اور جو لوگ افطار کر چکے هیں ' وہ بھي بقیه دن روزہ رکھیں - اس اعلان کے بعد صحابه نے اسپر اس شدت کے ساتھه عمل کیا که خود بھي روزہ رکھتے تھے اور اپنے بچوں سے بھي روزہ رکھواتے تھے ! جب کوئي بچه بھوک کي شدت سے روتا تھا تو بہلانے کیلیے اس کے کھلونے اوسکے هاتھه میں دیدیتے تھے - (مسلم جلد ۱ - صفحه ۴۲۳)

عهد نبوت میں عدل و انصاف کے معیار کو صحابه کي اسي تربیت پذیري نے بلند تر کردیا تھا - ایک مرتبه آنحضرت نے فرمایا " اگر کوئي عامل ایک دھاگا بھي اپنے پاس چھپا رکھے گا تو یه اوسکي خیانت میں محسوب هوگا ' او ر قیامت میں اسکو نمایاں کیا جائیگا " ایک صحابي پر جو کسي مقام کے حاکم تھے ' اسکا اسقدر اثر هوا که فوراً آنحضرة کي خدمت میں حاضر هوے او ر عرض کیا " یا رسول الله ! مجھے اس خدمت سے معاف رکھیے " آپنے وجه پوچھي تو اونہوں نے آپ کي اس وعید شدید کا حواله دیا او ر کہا : " اسکے خوف سے میرا دل کانپ اوٹھا ھے ! "

آہ ' اُن مسلمانوں کو آج کہاں ڈھونڈھیں جنکي صرف یہي خصوصیت نہیں تھي که :

کنتم خیر امة اخرجت للناس	تمہارا ظهور ایک بہترین امت کي
تـا مـرون بالمعـروف	حیثیت سے هوا ھے ' جو نیکي کا
و تنهـون عـن المنـکر	حکم دیتي اور برائیوں سے روکتي ھے -

بلکه ساتھه هي یه خصوصیت بھي تھي :

ما آتاکم الرسول فخذوہ	پیغمبر خدا تم کو جس چیز کا حکم دیں '
و ما نهکم عنـه فانتهوا	اوسکو قبول کرلو ' اور جس چیز سے روکیں '
و اتقوا الله ان الله شدید	اوس سے رک جاو ! خدا سے ڈرو ' خدا
العقـاب - (حشر ۷)	سخت عذاب دینے والا ھے -

خدا کا رسول حکم دیتا تھا ' وہ قبول کرتے تھے - رسول روکتا تھا ' وہ رک جاتے تھے - وہ بیج ڈالتا تھا ' انہوں نے اپني زمین قلب کو اسکے لیے صالح بنادیا تھا - وہ سراسر حسن تھا ' یه سراسر عشق تھے !

قوت فاعله اور قوت منفعله کا یہي امتزاج روحاني تھا جس نے صحابه کے روشن زمانے کو پیدا کیا ' اور اب انهي دونوں قوتوں کے فقدان نے دنیا کو گمراهی میں مبتلا کردیا ھے - نه دعوة حق کیلیے همارے علماء میں فعل ھے - نه عام افراد امت میں انفعال و تاثر ! !

(ایک ضروري نکته)

ایک نادان ملحد کہه اٹھتا ھے که شریعت او ر فلسفه اخلاق ' دونوں کا ایک هي مقصد ھے ' لیکن وہ نہیں دیکھتا که انبیاء اور حکماء

كي زندگي ميں كسقدر فرق عظيم و تبائن كلي هے ؟ علمي حيثيت سے حكماء صرف اصول و كليات قائم كر سكتے هيں - اونكے جزئيات كا احاطه اونكے دسترس سے باهر هے - عملي طهارت كے لحاظ سے ديكها جاے تو وه كوئي چيز نهيں - ليكن انبياء كرام ميں پهلي چيز عملي نمونه كي روح القدس هے' اور چونكه انكا كام فلسفه نهيں بلكه انساني زندگي كي سعادت هے' اسليے وه زياده تر جزئيات هي پر نظر ڈالتے هيں - اونكو كليات سے بهت زياده بحث نهيں هوتي - وه پاك انسان بنا نے آتے هيں ' فلسفه كي نظريات وضع كرنے نهيں آتے -

حكماء اور انبياء ميں سب سے بڑا فرق يه هے كه انبياء خود عمل كرتے هيں' اور دوسروں سے عمل كرواتے هيں' ليكن حكماء كي پوري جماعت كا يه حال رها هے كه انهوں نے عمل كے دائره ميں قدم بهي نهيں ركها ' اور كسي عملي گروه كے پيدا كرنے كا شرف تو كسي حكيم كو حاصل نهيں - پس نبوت كي حقيقت دو جزو سے مركب هے' علم اور عمل - خدا نے انهي دونوں اجزاء سے نبوت كي تحديد كي :

يتلـــو عليهـــم آيتـــه	وه پيغمبر اون پر خدا كي آيات كي تلاوت
و يزكيهم' ويعلمهم الكتب	كرتا هے' اونكے اخلاق كا تزكيه كرتا هے ' اور
و الحكمـــة -	اونكو كتاب و حكمت كي باتيں سكهاتا هے-

آنحضرت صلى الله عليه وسلم كے سلسلۂ احتساب ميں هم نے جن اعمال جزئيه كا حواله ديا هے ' اون سے يه حقيقت اچهي طرح واضح هو جاتي هے - ان جزئيات سے ثابت هوتا هے كه آپ كي نگاه كس طرح صحابه كي ايك ايك ادا پر پڑتي تهي ' اور آپ كس طرح اون پر گرفت كرتے رهتے تهے' اور اس پيغمبرانه دارو گير نے كس درجه صحيح نظام عمل و نمونۂ اخلاق حسنه قائم كرديا تها ؟

حكماء كے حالات ميں مبسوط كتابيں لكهي جا چكي هيں ' ليكن تمام دنيا كے حكماء كي مجموعي تاريخ بهي اس قسم كا عملي نظام نه قائم كرسكي ' اور نه كسي حكيم نے فرض احتساب ادا كرنے كيليے اپنے آپ كو خطرے ميں ڈالا -

(رافت و رحمت)

خدا نے آنحضرت كي سب سے زياده نماياں خصوصيت يه بتائي هے :

بالمومنين رؤف رحيم-	وه مسلمانوں پر نهايت شفقت '
	بے غرضانه محبت ' اور كمال لطف و مهر ركهتے هيں !

آپ كے سلسلۂ احتساب ميں هم نے جن واقعات كو جمع كرديا هے ' اون سے حرف بحرف اسكي تصديق هوتي هے - ان واقعات سے ظاهر هوتا هے كه فرض احتساب آپ كا روزانه معمول تها - آپ ايك جزئي سے جزئي بات پر بهي روك ٹوك كرتے تهے - تاهم آپ نے كسي موقع پر بهي بلا ضرورت سختي و خشونت كا اظهار نهيں كيا ' بلكه اكثر مواقع ايسے پيش آے جهاں زبان سے ايك حرف بهي نهيں نكالا ' كسي فعل پر اظهار ناراضي كرنا هوا تو سلام كا جواب نهيں ديا ' كهيں منه پهير ليا ' كهيں كوئي آيت پڑه دي' كهيں كوئي پر اثر جمله فرماديا- يهي رفق و ملاطفت تهي' جسكي كشش تمام دنيا كو آپ كي طرف كهينچ لاتي تهي' اور اسي نے صحابه كے عمل كو يكسر سنوار ديا تها - اور اسي بنا پر خدا نے بهي فرمايا :

اسـلام اور تـربيت عسكـرى

ايك ابتـدائي اور سـرسري مطالعه

هم نے گذشته نمبر ميں " تربيت عسكري " كے عنوان سے ايك سلسلۂ بحث شروع كيا تها - اراده تها كه پہلے قصص بنو اسرائيل پر نظر ڈالكر پهر اسلام كي تربيت عسكري پر متوجه هونگے' اور دونوں كا باهم ارتقائي تعلق و ربط واضح كرنے كي كوشش كرينگے - ليكن سلسلۂ تاريخ بنو اسرائيل ميں قرآن حكيم كي تصريحات و اشارات اسقدر وسيع هيں كه رسائل و جرائد كے مقالات ميں انكو سميٹنا بهت مشكل هے - حضرة موسى على نبينا و عليه السلام كي زندگي اور اعمال اجتماعيه كے بعد بهي بنو اسرائيل كي تاريخ خلافة و وراثت ارضي كا بهت بڑا سلسله باقي رهجاتا هے ' اور على الخصوص قصه طالوت و جالوت اور عهد حضرت سليمان عليه السلام كے اشارات اسقدر اهم و ضروري هيں كه كسي طرح نظر انداز نهيں كيا جاسكتے -

ليكن بالفعل هم اس صحبت كو اس هفته ملتوي ركهتے هيں كه فرصت تحرير نهيں ' اور اسكي جگه اسلام كے نظام عمل عسكري پر ايك سرسري نظر ڈالنا چاهتے هيں - يه تذكره پہلے سے لكها هوا بلكه كمپوز كيا هوا موجود هے - اسكي اشاعت ميں همارے ليے بهت آسانياں هيں -

(پہلے كالم كا بقيه مضمون)

لو كنت فظا غليظ القلب	اگر تم اكهڑ اور سخت طبع هوتے تو
لانفضـــوا من حولـــك	لوگ تمهارے پاس سے بهاگتے -

(احتساب اور وحدت قوميت)

ان واقعات سے ثابت هوتا هے كه تنازع و اختلاف كے زمانے ميں فرض احتساب ادا نهيں كيا جاسكتا - خدا نے احتساب كي علت اوس ولايت عامه يعني نيكي كے رشته كي برادري و رفاقت كے حق كو قرار ديا هے ' جو ايك مسلمان كو دوسرے مسلمان پر حاصل هے اور جس نے تمام فرزندان اسلام كو ايك زنجير اتحاد ميں منسلك كرديا هے :

والمومنون والمومنات بعضهم	مسلمان مرد اور مسلمان عورتيں
اولياء بعض' يامرون بالمعروف	ايك دوسرے كي دوست اور
و ينهـــون عن المنكـــر	مددگار هيں' نيكي كا حكم ديتے
	هيں اور برائي سے روكتے هيں -

ليكن اختلاف اور تفرقه كے زمانے ميں يه حق ولايت زايل هوجاتا هے - هر شخص ايك دوسرے كا دشمن بن جاتا هے ' ايك جماعت اور مذهب كي جگه بيسيوں جماعتيں بن جاتي هيں اور ايك دوسرے كو درندوں كي طرح چيرتي پهاڑتي هيں - اسليے نه كوئي كسيكو روكتا هے اور نه كوئي كسيكي سنتا هے - يهي وجه هے كه حضرت عثمان كے زمانه خلافت ميں احتساب كي مثاليں پيشتر كي نسبت كم ملتي هيں' كيونكه اختلاف كي بنياد پڑ چكي تهي -

اسلام کي تربيت عسکري کا عنوان نہايت اهم اور بيحد وسيع هے - سب سے پہلے قرآن حکيم کي وہ تصريحات سامنے آتي هيں جن ميں مسلمانوں کے قومي خصائص واضح کيے گئے هيں' اور اُن ميں هر خصوصيت کے اندر عسکري تربيت کي ايک حقيقت اعلى موجود هے - اسکے بعد اقوال و اعمال نبوت هيں - آنحضرت صلى الله عليه و سلم کي زندگي' اُنکا اسوهٔ حسنه' اُنکے اعمال طيبه ' تمام ايام و واقعات مقدسهٔ جهاد في سبيل الله کے واردات و حالات ' ان سب چيزوں کو سامنے لانا اور ان ميں نظم و ترتيب پيدا کرنا اس مبحث کيليے ضرروري هے -

ليکن ان چيزوں کو بهي هم آينده کسي مطمئن صحبت کيليے اُٹها رکهتے هيں' اور آج صرف ايک عام اور سرسري نظر ڈالکر نظام اسلامي اور نظام موسوي کے باهمي تعلق و ربط کي کڑي ڈهونڈهتے هيں-

(دعوة اسلامي)

حقوق الله و حقوق العباد کي جو عادلانه تقسيم خدا نے کردي هے' اوسکو عدل و حقيقت کے ساتهه قائم رکهنا ايک مکمل مذهب کا اصلي فرض هے - انسان نے ابتداء هي سے ان حقوق ميں دست اندازي شروع کي ' اور جسقدر اوس نے حقوق الله کو پامال کيا ' اوسي قدر حقوق العباد بهي پامال هوتے گئے - حضرت ابراهيم عليه السلام کے زمانے ميں حقوق الله کي بربادي اپنے انتهائي درجے تک پهونچ گئي تهي ' اور انسان نے علانيه خدائي کي صفتوں کا دعوى کرديا تها :

الـم تر الى الذي حاج ابراهيم في ربه ان اتـه اللـه الملك ' اذ قـال ابراهيم ربي الذي يحي و يميت - قال انـا احي و اميت (۲ : ۲۶۰)	کيا تم اوس شخص کو نهيں ديکهتے جس نے ابراهيم سے اوسکے خدا کے بارے ميں اس غرور کي بنا پر حجت کي' که خدا نے اسکو بادشاه بنا ديا تها ؟ جب ابراهيم نے کها که ميرا خدا وہ هے جو زنده کرتا هے اور مار ڈالتا هے ' تو

اوس سرکش نے کها که مجهه ميں بهي يه طاقت موجود هے که زنده کرتا هوں اور مارتا هوں -

ليکن خدا تعالى نے اپنے حقوق کي محافظت کيليے کبهي زمين پر انسان کا خون نهيں بهايا ' صرف انسان کے ظلم هي نے زمين کو خون سے رنگين کيا هے ' اور يه دهبا اُوسکے دامن پر اوسوقت سے لگا هے' جب ايک بهائي (قابيل) نے دوسرے بهائي (هابيل) پر تلوار اُوٹهائي هے - يهي وجه هے که احاديث ميں تمام دنيا کي خونريزيوں کا ذمه دار قابيل هي کو قرار ديا گيا - حضرت موسى عليه السلام کے زمانے تک حقوق الله بالکل مٹ گئے تهے ' اور شيطان انسان کے اندر سے صاف صاف بول رها تها :

و قال فرعون يا ايها الملاء ما علمت لکم من اله غيري (۲۸ : ۳۸)	اور فرعون نے اپنے ارکان سلطنت سے کها : ميں اپنے سوا نهيں جانتا که تمهارا اور بهي کوئي خدا هے -

وہ اگر اسي دعوي پر قانع رهتا' تو ممکن تها که خدا کا غصه اوس سے چشم پوشي کرتا ' اور اُوسکے سر پر خدا کي تلوار نه چمکتي' جيسا که حضرت ابراهيم عليه السلام کے زمانے تک دنيا پر خدا کا ابر کرم محيط رها - ليکن اُوس نے اس حد سے بهي ترقي کي ' اور حقوق العباد کي حدود ميں ظلم و جبر کا قدم رکها - اس نقطے پر پهونچکر هميشه خدا کي تلوار ميان سے نکل آئي هے ' اور دنيا کو خون کے دريا ميں تيرنا پڑا هے - چنانچه خدا نے اپنے حقوق سے تو چشم پوشي کرلي' ليکن وہ حقوق العباد کي پامالي کو نهيں ديکهه سکتا تها ' اسليے حضرت موسى عليه السلام کو اُسکي حفاظت کيليے فرعون کے پاس بهيجا :

اذهب الى فرعون انه طغى (۲۶ : ۲۰)	اے موسى ! فرعون کي طرف جاو کيونکه وہ نهايت ظالم و سر کش هوگيا هے ' يعني خدا کے بندوں پر نهايت ظلم کرتا هے -

يه پهلا دن تها که خدا کے ايک صالح بندے نے بسط عدل ' قيام امن ' حمايت حق کيليے هاتهه ميں تلوار لي' اور اُسي دن سے تربيت عسکري کي مذهبي روح نے دنيا ميں ظهور کيا -

اسلام دين الهي کي آخرين تکميل تهي' پس وہ حقوق الله اور حقوق العباد ' دونوں کی حفاظت کا تنها ذمه دار تها - ايک طرف تو وہ اُون بتوں کو چور چور کرنا چاهتا تها جنهوں نے خدا کي جبروت و قدوسيت کا اپنے آپ کو شريک بنا ليا تها - دوسري طرف وہ ان تمام بيڑيوں سے انسانيت کو کامل نجات بخشنا چاهتا تها جو طرح طرح کی سياسي ' مذهبي ' اخلاقي ' معاشرتي ' اور ذهني غلاميوں کی اسکے پانوں ميں ڈالدي گئي تهيں' اور جنکي وجه سے تمام کرهٔ ارضي حقوق العباد کے غصب و هلاکت کا ايک جهنم کده بن گيا تها !

پس تکميل دين الهي يعني حقوق الله و حقوق العباد کي کامل محافظت کيليے اسلام نے تمام انبياء کرام ميں صرف انهي دو اولو العـزم پيغمبروں کے اسوه حسنه کو اپني امت کيليے نصب العين قرار ديا - چنانچه حقوق الله کي حفاظت کيليے اُوس نے حضرت ابراهيم عليه السلام کے نقش قدم کي پيروي کي تعليم دي :

قد کانت لکم اسوة حسنة في ابراهيم و الذين معه -	تمهارے ليے ابراهيم اور اسکے ساتهيوں کي ذات ميں پيروي و اتباع کيليے بهترين نمونه رکها گيا هے -

اسلام نے کامل دس سال تک هر قسم کي جسماني تکليفيں برداشت کيں' هر قسم کي دنيوي ذلتيں سهيں' هر قسم کے مصائب کا مقابله کيا ' ليکن کفار کے ساتهه کسي قسم کي سختي نهيں کي' اور اونکو نهايت نرمي و محبت کے ساتهه توحيد کي دعوت ديتا رها - اسطرح جب اوس نے مسلمانوں کو اسوهٔ ابراهيمي کا خوگر بنا ليا ' اور اسيکے ساتهه ساتهه فوجي تعليم کي سب سے بڑي عملي مشق يعني صبر و تحمل اور عزم و استقلال کي تکميل هوگئي ' تو پهر حقوق العباد کي محافظت کيليے اسوهٔ موسوي کے اتباع کي بهي تعليم دي ' اور وحي الهي نے دعوة موسوي اور دعوة محمديه کي اس مشابهت کو نماياں کيا :

انـا ارسلنا اليکم رسـولاً شاهـداً عليکـم کمـا ارسلنا الى فرعون رسولا - (۱۵ : ۷۳)	هم نے تمهارے پاس اپنا ايک پيغمبر بهيجا جو حق و عدالت کي شهادت ديتا هے' جس طرح فرعون کي جانب اپنا ايک پيغمبر بهيجا تها -

يهيں سے عملاً اسلام کي فوجی زندگی شروع هوتي هے - حق و صداقت کا جو وعظ وہ آج تک صرف زبان سے سناتا تها ' اب اُسميں زبان تيغ کو بهي شريک بنا ليا گيا -

ليکن اسلام کے تمام اعمال و عبادات پر غور کرنے سے معلوم هوجاتا هے که يه محض کوئي فوري تغير نه تها جو انصار مدينه کي اعانت يا کفار مکه کے دست ظلم کي رهائي سے وقوع ميں آيا هو - بلکه اسليے که اسلام کا حقيقي دستور العمل صرف جهاد تها' اور وہ اب مسلمانوں کے نظام عمل کے رگ رگ ميں سرايت کرگيا تها - فرائض اسلام کي ابتداء نماز سے هوتی هے اور وہ تمام تر فوجي قالب ميں ڈهالي گئي هے ' نماز کے تمام ارکان مجاهدين حق کے اعمال هي کي تصوير هيں :

کان النبي صلعم و جيوشه اذ علوا الثنايا کبروا و اذا هبطوا سبحوا' فـوضعت الصلـوة على ذالـک (ابو داود ج-۱ ص-۳۴۹ کتاب الجهاد)	آنحضرت اور مجاهدين کي فوجيں جب پهاڑيوں کے اوپر چڑهتي تهيں تو تکبير کا غلغله بلند کرتي تهيں' اور جب اوپر سے نيچے کي طرف اُترتي تهيں تو سبحان الله کا نعره مارتي تهيں - پس نماز ميں بهي قيـام و قعود ' رکوع

و سجود' اور تکبير و تسبيح کو اُسي قالب ميں ڈهالا گيا -

فوج کو میدان کارزار میں بھوک پیاس کي جو تکلیفیں برداشت کرني پڑتي ھیں' روزہ کے ذریعے مسلمانوں کو اسکا خوگر بنایا گیا -

اقسام جہاد کي وسعت نے جہاد بالمال کي ایک خاص قسم پیدا کردي تھي' یعني کلمۂ حق کیلیے جان کے ساتھہ مال کو بھي لٹانا - زکوۃ و صدقہ کے ذریعہ اسلام نے اسکا باضابطہ نظام قائم کردیا - حج اسلام کے تمام اعمال کا مجموعہ ھے' اور اس میں ایک اھم ترین جزو جہاد کا بھي ھے - فوجي زندگي کیلیے سفر ھے' شدائد سفر ھیں' عزیزوں اور قریبوں سے جدائي ھے' صرف ایک ھي وردي پر قناعت کرني ھے' اور ایک ھي میدان میں سب کو جمع ھوکر اپنے مقصد وحید کو ڈھونڈھنا ھے - تفصیل کا موقعہ نہیں' مگر حج کے اندر فوجي زندگي کي یہ تمام تعلیمیں موجود ھیں -

ان تمام عبادات کے ادا کرنے کیلیے جو شرائط اور پابندیاں فرض کي گئي ھیں' اُنکے متعلق اسلام کو مذاھب پر یہ فضیلت حاصل ھے کہ اُس نے مذھب کي تمام پابندیوں کو نہایت آسان کردیا ھے - حالت سفر و مجبوري میں انسان صرف تیمم کرکے نماز پڑھ سکتا ھے - تعداد رکعات کے لحاظ سے نماز کي صرف دو رکعتیں کافي ھیں' سفر میں روزہ رکھنا ضروري نہیں -

لیکن خدا نے ان آسانیوں کو عیش و نعم کا ذریعہ نہیں بنایا ھے جیسا کہ ھوا پرست امراء سمجھتے ھیں' بلکہ اُن کا مقصود صرف اُس عظیم الشان فرض کو آسان کردینا تھا جسکا نام جہاد ھے - چنانچہ آیت تیمم ایک سفر جہاد ھي میں نازل ھوئي' اور قصر نماز اور افطار رمضان کا حکم اگرچہ اب ھر سفر کو شامل ھوگیا ھے' لیکن آنحضرت اور صحابہ کے سفر کا مقصد صرف جہاد ھي ھوتا تھا - اِس بنا پر جو مسلمان کامل طور پر فرائض و عبادات کا پابند ھے' وھي مسلم ھے - اور جو مسلم ھے' وہ لازمي طور پر مجاھد في سبیل اللہ اور فوج حق کا سپاھي ھوگا -

پس ایک ایسي قلیل جماعت نے جسکو روز اول ھي سے فوجي تعلیم دیگئي ھو' جسکا مجموعۂ عبادت تربیت عسکري کا بہترین مظہر ھو' جس نے کامل دس سال تک صبر و استقلال' عزم و ثبات' اور جفا کشي کي پوري مشق حاصل کرلي ھو' اگر بدر و حنین میں کفار کي صفیں اُلٹ دیں' خیبر کے قلعوں کو چور چور کردیا' اور قیصر و کسری کو جاکر پامال کر آئي' تو کوئي تعجب انگیز امر نہیں -

البتہ دنیا نے ھمیشہ فوج کي حقیقت کے سمجھنے میں غلطي کي ھے - اسلام کا سب سے بڑا فوجي کارنامہ یہ ھے کہ اُس نے اسي عالمگیر غلطي کا پردہ چاک چاک کردیا - ایک مدت تک دنیا نے فوج کا مفہوم صرف اسي قدر سمجھا تھا کہ فوج بہت بڑي تعداد کے مجموعہ کا نام ھے اور اسکي طاقت صرف تعداد اور آلات ھي سے عبارت ھے' آج بھي جبکہ فوجي نظام اپنے انتہائي درجہ کو پہونچ گیا ھے' کثرت کو ھمیشہ قلت کے مقابلے میں ترجیح دي جاتي ھے' اور فتح و ظفر کي امیدیں اوسي فوج کے ساتھہ وابستہ رھتي ھیں' جو وسیع رقبہ زمین کے ساتھہ وسیع اعداد و شمار پر بھي قابض ھو -

اسکے بعد اس نظام میں کسي قدر ترقي ھوئي' اور جسماني صحت و تندرستي اور عصبي طاقت کا بھي اضافہ کیا گیا -

چنانچہ عام طور پر فوجي قابلیت پیدا کرنے کیلیے اسپارٹا میں ایک قانون نافذ کیا گیا تھا' جسکا منشا یہ تھا کہ جو بچے فطرتاً ضعیف اور کمزور پیدا ھوں' انکو ھلاک کردینا چاھیے - اسپارٹا میں اس قانون پر عمل کیا گیا' اور چند ھي دنوں میں اس کي سرزمین نے اپني آغوش کو قوي ھیکل نوجوانوں سے بھر لیا -

لیکن درحقیقت فوجي نظام کي یہ ترکیب ایک فلسفیانہ غلطي پر مبني تھي' یہ نظام اس اصول پر مبني تھا کہ فوج صرف اپني جسماني طاقت ھي سے لڑتي ھے' اور جسماني طاقت کے جمع کرنے کے صرف دو ھي طریقے ھوسکتے ھیں - ایک طریقہ یہ ھے کہ غیر معدود ذروں کي ترکیب سے میدان جنگ میں طاقت کا ایک عظیم الشان پہاڑ کھڑا کردیا جاے' دوسري راہ یہ ھے کہ اگر اسقدر افراد کا اجتماع نا ممکن ھو' تو تعداد کي کمي کو افراد کي جسماني طاقت کي زیادتي سے پورا کیا جاے اور زیادہ طاقتور سپاھي جمع کیے جائیں - چنانچہ قدیم تاریخوں میں اسي غلط خیال کي بنا پر عظیم الشان فتوحات کو غیر معدود فوج اور غیر معمولي طاقت کے سپہ سالاروں کي طرف عموماً منسوب کیا گیا ھے -

لیکن حقیقت یہ ھے کہ فوج میدان جنگ میں کسي خارجي طاقت سے نہیں لڑتي' بلکہ وہ حریف کا مقابلہ صرف جذبات کي اندروني قوت سے کرتي ھے' اور جذبات کي یہ قوت غیر معدود تعداد اور غیر معمولي طاقت کے سپاھیوں کے ساتھہ مخصوص نہیں ھے - وہ چند کمزور انسانوں اور مسکینوں کے اندر بھي پیدا ھوسکتي ھے' اور پیدا ھوکر وھي نتائج حاصل کرسکتي ھے' جو کسي فوج کا ایک ٹڈي دل حاصل کرسکتا ھے -

اسلام پہلا فوجي مذھب ھے' جس نے تربیت عسکري کي بنیاد اسي اصول پر قرار دي' اور اسي اصول پر اوس نے مجاھدین اســلام کي فوجي تعلیم شروع کي - اوس نے بتایا کہ فتح و ظفر صرف بڑي بڑي جماعتوں کے ساتھہ ھي مخصوص نہیں ھے' بلکہ ایک چھوٹا سا گروہ بھي اپنے اندر ایمان باللہ پیدا کرکے ایک عظیم الشان جماعت کو شکست دیسکتا ھے :

و کم من فئة قليلة	کتنے ھي چھوٹے گروہ ھیں جو بڑے
غلبت فئة كثيرة باذن	بڑے گروھوں پر خدا کے حکم سے
الله و الله مع الصبرين	غالب آگئے' اور خدا صرف ارباب عزم
(۲ : ۲۵۰)	و ھمت ھي کے ساتھہ ھے -

اسپارٹا کي سرزمین جن ضعیف بچوں کو اپني آغوش سے نہایت بیدردي کے ساتھہ پھینک دیتي تھي' اسلام نے اُنکو اپني آغوش محبت میں اُٹھا لیا' کیونکہ فوج صرف جذبات عالیہ کي روح سے طاقتور ھوکر لڑتي ھے' اور جذبات کا اثر ضعیف الاعصاب لوگوں پر قوت والوں سے کہیں زیادہ پڑتا ھے (۱)' پس وھي تو بہترین فوجي خدمت انجام دیسکتے ھیں - انکو ضعف و ناتواني کے جرم سے ٹھکرایا کیوں جاے؟ چنانچہ کتب احادیث میں ھم دیکھتے ھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کا فوجي دربار صرف بڑے بڑے جسموں اور چوڑے چوڑے سینوں ھي کیلیے نہ تھا' بلکہ اسمیں ھمیشہ ضعیفوں اور ناتوانوں کو خاص رحمت و محبت کے ساتھہ ڈھونڈھا جاتا تھا :

ابغوا الي الضعفاء فانما	میرے پاس ضعیفوں کو لاؤ'
ترزقون و تنصرون بضعفائكم	کیونکہ تمکو اُنھي کي بدولت
(ابو داؤد جلد ۱ - ص - ۳۴۸)	روزي اور مدد ملتي ھے -

اس بنا پر اسلام نے فوجي نظام کي ترتیب میں مادہ کو بالکل نظر انداز کردیا' اور اُوسکي ترکیب صرف روح سے کي' یہي روح ھے جسکو اسلام کا نظام اخلاق کہا جاتا ھے -

اسلام ایک مکمل مذھب کے تمام اجزاء کا مجموعہ ھے' اسلیے اوس نے عقائد و عبادات کے سلسلہ میں اخلاق کو بھي نمایاں جگہہ دي ھے - لیکن اسلام نے مسلمانوں کو خاص طور پر جن اخلاق حسنہ کي تعلیم دي' وہ تمام تر فوجي گروہ سے تعلق رکھتے ھیں - اوس نے صبر و توکل اور عزم و استقلال کي ھر موقع پر تعلیم دي' اور یہي چیزیں ھیں جنکے ذریعہ سے کوئي فوج میدان جنگ میں ثابت قدم

(۱) علم النفس کا یہ ایک مسلم مسئلہ ھے -

باب التفسیر

الاصـــلاح والافســـاد

(ان ارید الا " الاصلاح " ما استطعت !)

دنیا عالم کون و فساد ہے ' اس میں ایک چیز بنتی ہے تو دوسری بگڑتی ہے - ایک چراغ بجھتا ہے ' تو دوسرا جلتا ہے - کلیوں کے دہن تنگ کا نقشہ بگڑ جاتا ہے ' تب پھولوں کا شگفتہ چہرہ متبسم ہوتا ہے - قطرہ اپنی صورت بدل دیتا ہے ' تب موتی اپنی آب و تاب دکھاتا ہے - سیاہی اپنی روانی کھو دیتی ہے ' تب صفحۂ قرطاس پر ایک نقش ثابت جلوہ آرا ہوتا ہے - یہ ابدی قانون ہمیشہ سے جاری ہے ' اور ہمیشہ جاری رہیگا :

کل یــوم هــو فی شان   ہر دن کی شان نت نئی ہے -

قدرت کا یہی عمل ہے جسکو اللہ تعالی قران حکیم میں آیات الٰہیہ یعنی خدا کی نشانیوں سے تعبیر کرتا ہے ' اور بندوں کو اسکی طرف بار بار توجہ دلاتا ہے :

ان فی اختلاف اللیل و النہار	رات دن کے اختلاف اور ان تمام
و ما خلق اللہ فی السموات	چیزوں کے تغیرات میں جنکو خدا
و الارض لآیات لقوم یتقون -	نے آسمان و زمین میں پیدا کیا

ہے ' اس قوم کیلیے بڑی ہی نشانیاں رکھی گئی ہیں ' جو راہ تقوی اختیار کرتی ہے !

قدرت کا یہ عمل افق عالم کے سوا خود انسان کے اندر بھی جاری ہے - اسکو وہ خود محسوس نہیں کرتا - اسلیے خدا محسوس کراتا ہے :

و فی انفسکم افلا تبصرون ؟   اللہ کی نشانیاں صرف تم سے باہر ہی نہیں ہیں بلکہ خود تمہارے وجود کے اندر بھی موجود ہیں - پھر کیا تم اپنے وجود کو بھی نہیں دیکھتے ؟

انسان دیکھتا ہے کہ ایک گھر بگڑتا ہے اور دوسرا بنتا ہے ' مگر کبھی اونکی طرف دھیان نہیں کرتا - انسان کو بتایا جاتا ہے کہ اسکے جسم کے ذرات ہر وقت بدلتے رہتے ہیں ' پھر بھی وہ جاننے کی طرح نہیں جانتا - لیکن یہ بیخبری ' یہ بے حسی ' یہ سرگشتگی بھی ایک فطرتی اصول کا نتیجہ ہے ' اسلیے یہ بھی خدا کی ایک بڑی آیت ہے -

انسان جس چیز کو پیہم و متصل دیکھتا رہتا ہے ' اسکی اہمیت کا اندازہ بہت کم کرتا ہے - سورج نکلتا ہے ' اور چاند کو اسکے سنہرے تخت پر بٹھاکر ڈوب جاتا ہے - یہ انقلاب حکومت کیسا عجیب و غریب ہے ؟ لیکن انسان اپنی آنکھیں بند کرکے سو جاتا ہے ' اور اس جلوے کی کچھہ پروا نہیں کرتا - وہ اسکو ہمیشہ دیکھتا رہتا ہے ' اسلیے تعجب اور کاوش سے دیکھنا نہیں چاہتا - مگر دنیا میں جب دفعتاً کوئی نیا انقلاب ہو جاتا ہے تو وہ دم بخود ہوکے رہ جاتا ہے ' اسلیے کہ دفعتاً ایسا بہت کم دیکھنے میں آتا ہے -

انسان اپنے مخفی اثرات کا بھی احساس نہیں کرتا - اسکے جسم کے ذرے رفتہ رفتہ بدلتے رہتے ہیں ' اور اسکی عمر آہستہ آہستہ گذرتی جاتی ہے - مگر وہ ہوشیار نہیں ہوتا - یہاں تک کہ قبر کا دہانۂ خاک اسکے لیے کھل جاتا ہے اور آواز اٹھتی ہے :

الہکم التکاثر حتی زرتم	کثرت لذائذ و فوائد دنیوی کی غفلت نے
المقابر کلا سوف تعلمون	تمہیں بیدار ہونے نہ دیا ' یہاں تک کہ
ثم کلا سوف تعلمون !	قبروں کا چہرہ تمہیں نظر آ گیا !

لیکن فطرۃ الٰہی سب کی تربیت کرتی ہے - اگر جسم کیلیے دن اور رات ہیں ' اگر آنکھہ کیلیے خواب و بیداری ہے ' اگر اعضاء کیلیے سکون و حرکت ہے ' تو روح بھی ان انعامات الٰہیہ کی سب سے زیادہ مستحق ہے - وہ پھول کی سیج پر مست خواب رہتا ہے ' اسی حالت غفلت میں دفعتاً رات کا پردہ پھٹتا ہے اور روح بیدار ہو جاتی ہے -

لیکن تمہاری طرح تمہاری روح مرغ سحر کی آواز اور بانگ موذن سے بیدار نہیں ہوتی - وہ بہت سوتی ہے ' اور سخت غفلت کی نیند سوتی ہے ' اسلیے اسکے جگانے کیلیے بجلی کی کڑک ' بادل کی گرج ' اور دھماکے کی آواز کی ضرورت ہوتی ہے - بجلی چمکتی ہے ' بادل گرجتے ہیں ' طوفان امنڈتا ہے ' آندھی چلتی ہے ' زلزلہ آتا ہے ' زمین پھٹتی ہے ' تب کہیں جاکر وہ بیدار ہوتی ہے - اور اگر نہیں بیدار ہوتی ' تو پانی کے ساتھہ بہہ جاتی ہے ' آندھی کے ساتھہ اڑ جاتی ہے ' زمین کی زلزلہ انگیز لرزش کے ساتھہ پیوند خاک ہو جاتی ہے :

حتی اذا جاء امرنا و فار التنور	یہاں تک کہ جب ہمارے قانون
قلنا احمــل فیہــا من کل	تعذیب و انقلاب کا وقت آ گیا
زوجین اثنین و اہلک الا من	اور عذاب کے تنور نے جوش مارا
سبــق علیــہ القــول -	تو قوم نوح کی ہلاکت کا سیلاب

بہہ اٹھا - اور ہم نے نوح کو حکم دیا کہ اپنے لیے کشتی طیار کرو !

فارسلنا علیہم ریحــا صرصرا	پس ہم نے اونکے اوپر آندھی
فی ایام نحسات لنذیقہم عذاب	بھیجی جو ہلاکت کے برے
الخـزی فی الحیوۃ الـدنیا -	دنوں میں نمودار ہوئی ' تاکہ

انہیں ناکامی و ذلت کے عذاب کا مزا اسی زندگی میں چکھا دیں -

و اخذ الذین ظلموا الصیحۃ	اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا '
فاصبحوا فی دیارہم جثمین -	اونکو ایک ناگہانی کڑک نے

پکڑ لیا ' وہ اپنے گھروں میں بیٹھے کے بیٹھے ہی رہ گئے !

(کون و فساد روحانی)

کون و فساد کا یہی دائمی عمل معتقدات و روحانیات میں بھی نظر آتا ہے - ایک عقیدہ قائم ہوتا ہے ' تو دوسرا بدل جاتا ہے - توحید نور افگن ہوتی ہے ' تو شرک کی تاریکی مٹ جاتی ہے - دل میں ایک گھر کرتا ہے ' تو تین کو اس سے نکلنا پڑتا ہے -

یہ روحانی تغیرات ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں ' لیکن صرف انسان کی فطرۃ صالحہ ہی کو اسکا احساس ہوتا ہے - وہ اونکے نتائج

(صفحۂ ۱۳ کا بقیہ مضمون)

رہ سکتی ہے - اسلام دنیا میں حق و صداقت کی اشاعت کیلیے آیا تھا ' لیکن حق و صداقت کا میدان صرف جہاد ہی کے ذریعہ سے فتح ہو سکتا تھا ' اور صبر جہاد کی حقیقت کیلیے اصلی شرط ہے ' پس اس نے ہمیشہ حق و صبر کو لازم و ملزوم قرار دیا :

والعصر ' ان الانسان لفی	زمانہ اور اسکے حوادث و نتائج شاہد
خسر ' الا الذین آمنوا	ہیں کہ انسان کی قوتیں اور انسان
و عملوا الصالحــات وتوا	کے تمام اعمال بڑے ہی گھاٹے ٹوٹے میں
صوا بالحق وتواصوا بالصبر !	رہتے ہیں اور صرف وہی انسان کامیاب

ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے اندر یقین پیدا کیا ' اور اپنے عمل کو صالح رکھا ' نیز باہم حق کی وصیت کی اور صبر کی طرف ایک دوسرے کو بلایا

کو چاند اور سورج میں ڈھونڈھتي ھے مگر نا کامیاب ھوتي ھے ' اور یھي نا کامیابي اوسکا گنجینۂ مراد ھے :

فلمـا رای القمـر بازغا قال ھذا ربي ' فلما افل قال لئن لم یھدني ربي لاکـونـن مـن القـوم الظلمین - فلما رءالشمس بازغة قال ھذا ربي ' ھذا اکبر - فلما افلت قال یقوم اني بري مما تشرکون - (انعام : ۷۷)

جب چاند کو چمکتے ھوے دیکھا تو کہا یہ میرا خدا ھے - لیکن جب وہ ڈوب گیا تو اُسکي فطرۃ صالحہ بول اُٹھي : اگر میرا خدا مجھے ھدایت نہ کرتا تو میں راہ ھدایت سے بھٹک جاتا - پھر جب سورج کو چمکتےدیکھا تو کہا یہ میرا خدا ھے ' یہ سب سے بڑا ھے - لیکن جب وہ بھي غروب ھوگیا ' تو اُس نے کہا : لوگو! میري جستجو ان جلوں میں گم نہیں ھوسکتي - میري فطرۃ صالحہ نے حقیقت تک مجھے پہنچا دیا ھے - میں اوس چیز سے علحدہ ھوتا ھوں جسکو تم شریک خدا بناتے ھو !

لیکن ان تغیرات سے عام طور پر لوگ اوس وقت تک بیخبر رھتے ھیں ' جب تک کہ زلزلے کا ایک دھکا ارنکو ھوشیار نہیں کردیتا - پس حرکت روحاني تو برابر جاري رھتي ھے ' مگر جمود و غفلت انسان کي آنکھوں پر پردے ڈالدیتي ھے ' اور وہ حرکت کے نتائج پر غور نہیں کرسکتا - اسي غفلت اور مدھوشي کے عالم میں اچانک ایک پر ھیبت اور زلزلہ انگیز آواز سنتا ھے :

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا !

حق آیا اور باطل مٹ گیا ' باطل مٹنے ھي کے لیے تھا -

وہ گھبرا کے آنکھہ کھولتا ھے ' اور اوسکو نظر آتا ھے کہ جو گھر تین سو ساٹھہ تصویروں سے سجایا گیا تھا ' اوس کي زینت کیلیے صرف ایک ھي قندیل کافي ھے :

الله نور السموات و الارض

خدا ھي کي ذات آسمان و زمین کا اصلي نور ھے !

(کون و فساد یا اصلاح و افساد)

تم نے دیکھا ؟ مادیات میں ' معتقدات میں ' روحانیات میں ' اخلاق و عادات میں ' کس ترتیب و انتظام کے ساتھہ عمل کون و فساد جاري ھے ؟ اصلاح و افساد کیونکر دست و گریباں ھیں ؟ نور و ظلمت کسطرح ھم آغوش ھیں ؟ خیر و شر کس درجہ مخلوط ھیں ؟ اصلاح کو افساد اور افساد کو اصلاح کیونکر مسلتزم ھے ؟

پس تم جس چیز کو " اصلاح " کہتے ھو ' دوسرا اوسیکو " افساد " کہہ سکتا ھے ' چنانچہ فرعون نے کہا :

و قال فرعون ذروني اقتل موسی و لیدع ربـہ اني اخاف ان یبـدل دینکم او ان یظھـر في الارض الفساد (مومن : ۲۷)

فرعون نے کہا : مجھکو چھوڑ دو کہ موسی کو قتل کردوں ' اور وہ اپنے خدا کو اپني مدد کیلیے بلاے - میں ڈرتا ھوں کہ وہ تمھارا دین نہ بدل دے ' یا یہ کہ زمین میں فساد نہ پھیلاے -

فرعون نے حضرۃ موسی پر فساد پھیلا نے کا الزام لگایا حالانکہ حضرۃ موسی کي ساري دعوۃ اسي لیے تھي کہ وہ فرعون کو مفسد قرار دیتے تھے اور اسکے افساد سے دنیا کو نجات دلانا چاھتے تھے -

منافقین سے کہا گیا :

لا تفسـدوا فـي الارض

زمین میں فساد نہ کرو !

اونھوں نے جواب دیا :

انمـا نحـن مصلحـون

ھم تو اصلاح کرنے والے ھیں - مفسد کیسے ھوسکتے ھیں ؟

لیکن با اینھمہ اختلاط و التباس ' افساد و اصلاح میں ایک حد فاصل بھي ھے :

مرج البحـریـن یلتقین بینھما بـرزخ لا یبغیـن (الرحمن : ۱۸)

خدا نے کھارے اور میٹھے دریاؤں کے پاني کو باھم ملا کر بھایا ' پھر بھي ان دونوں کے درمیان ایک حد ھے - جس سے آگے نہیں ھوسکتے -

ایک دوسرے کي حد میں داخل ھوکر انسان اس پردے کو اُٹھانا چاھتا ھے ' پھر بھي حقیقت بے نقاب نہیں ھوتي ' اسلیے مفسد و مصلح کي حقیقي تمیز صرف خدا ھي کر سکتا ھے جس نے اس پردے کو قائم کیا ھے :

و الله یعلم المفسد مـن المصلح -

خدا ھي مفسد کو مصلح سے جدا کرتا اور اسکا علم رکھتا ھے -

تم نے اصلاح و اِفساد کو دیکھا ' لیکن تم غور سے نہ دیکھہ سکے ' کیونکہ اون پر پردے پڑے ھوے تھے ' تمکو اور زیادہ غور سے دیکھنا چاھیے ' کیونکہ وہ ایات الھي ھیں :

و من آیاتہ منا مکم باللیل و النھار و ابتغاء کـم من فضلہ (روم : ۲۲)

اور خدا کي آیات میں سے تمھارا رات کا سونا ' اور دن کو خدا کے احسان کي تلاش کرنا ھے -

لیکن اس آیت کے اختلاف کے اندر اس سے بھي زیادہ محیر العقول آیت الھي ھے :

ان في اختـلاف اللیل و النھار و ما خلق الله في السموات و الارض لایـات لقوم یتقون -

رات دن کے اختلاف اور تمام عالم کائنات کے اختلافات کے اندر ارباب تقوی کیلیے بڑي ھي نشانیاں ھیں -

اسلیے خدا نے اِصلاح و افساد سے زیادہ اختلاف اصلاح و اِفساد کو اپني قدرت کاملہ کا مظھر بنایا ھے :

یـمحو الله مـا یشـاء و یثبـت و عـنـدہ ام الکتاب -

خدا جس چیز کو چاھتا ھے مٹاتا ھے ' اور جس چیز کو چاھتا ھے قائم کرتا ھے ' اور اوسیکے پاس ام الکتاب ھے -

عالم کائنات اسي ام الکتاب کا ایک ورق ھے ' اس کتاب کو اولٹو تو تمکو اول ھي صفحے پر نظر آئیگا کہ دنیا ایک قانون فطري اور ایک نظام الھي کي تابع ھے ' اور اس سے سرمو تجاوز نہیں کر سکتي - اصلاح و افساد بلکہ تمام نظام عالم اسي قانون پر چل رھا ھے - تم کو یہ دقیق حقیقت نظر نہیں آتي تھي ' اسلیے خدا نے خود ھي اسکي تفسیر بھي کردي :

لا الشمس ینبغـي لھـا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النھـار و کـل في فلک یسبحون -

نہ سورج کو یہ حق حاصل ھے کہ چاند کو پالے ' نہ رات دن سے پہلے آسکتي ھے ' سب اپنے دائرہ و محور میں گھوم رھے ھیں -

(جزئیات اصلاح و افساد)

تم کس آساني سے کہدیتے ھو کہ یہ افساد ھے ' یہ اصلاح ھے - زید مفسد ھے ' عمر مصلح ھے - لیکن تم کو اب معلوم ھوا ھوگا کہ اصلاح و افساد کا ایک قانون ھے ' وہ ایک نظام خاص کا منبع ھے ' اسلیے تمکو بے پروائي کے ساتھہ کسیکو مصلح و مفسد کے خطاب دینے میں تامل کرنا چاھیے ' اور سب سے پہلے ایک منطقیانہ ترتیب کے ساتھہ اصلاح و افساد کي حقیقت متعین کرلیني چاھیے -

قرآن حکیم میں اس حقیقت کو ذیل کے عنوانات کے تحت میں واضح کیا ھے :

(۱) جـزئیات افساد و اصلاح اور اونکے آثار و علائم کي تعیین و تشخیص -

(۲) اصلاح و افساد یا خیر و شر دنیا میں مخلوط اور بالکل ملے جلے ھیں ' لیکن اصلاح افساد پر ' خیر شر پر ' کماً و کیفاً غالب

ہے - یعنی بلحاظ حقیقت کے بھی ' بلحاظ وجود کے بھی' اور بلحاظ نتائج کے بھی -

(۳) ان دونوں کے درمیان ایک حد فاصل ہے ' جو ایک کو دوسرے سے ممتاز کردیتی ہے -

(۴) اصلاح و افساد کا توازن طبعی صرف دین الہی کے ذریعہ سے قائم رہ سکتا ہے -

(۵) لیکن اس توازن کے قائم رکھنے کیلیے جزئیات عمل میں مصالح عامہ کا لحاظ ضروری ہے -

(۶) اعمال صالحہ کی ایک محدود زندگی ہے' اور وہ جسمانیات کی طرح صحت و مرض یعنی اصلاح و افساد سے گھری ہوئی ہے -

(۷) جمہوریت صالحہ اور اجتماعی قوت عادلہ اوسکو امراض سے محفوظ رکھتی ہے اور اصلاح کو ترقی دیتی ہے -

اب ان تمام مراتب پر بہ ترتیب غور کرنا چاهیے -

(بعض ابتدائی جزئیات)

(۱) چور چوری کرتا ہے - ایک کا گھر برباد ہوتا ہے' لیکن خود چور کا گھر آباد ہوجاتا ہے - اسلیے یہ افساد بھی ایک دوسری صورت میں اصلاح ہے - با اینہمہ اسکو ہر شخص افساد کہتا ہے - حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں پر جب مصر میں پیمانہ کی چوری کا الزام لگایا گیا تو انہوں نے کہا :

تالله لقد علمتــم ما جئنا لنفسد في الارض و ما كنا ســارقيــن (یوسف ۷۳)

خدا کی قسم تملوگ جانتے ہو کہ ہم اسلیے یہاں نہیں آئے کہ زمین میں فساد کریں اور ہم چور نہیں ہیں -

(۲) ایک شخص اس سے بھی زیادہ ترقی کرتا ہے ' اور محدود چوری کی جگہ ڈاکے ڈالتا ہے - اس سے اگرچہ لٹنے والونکی بستی بالکل لٹ جاتی ہے' مگر لوٹنے والوں کا گھر مال و دولت کی کان بھی بن جاتا ہے ' پس اسمیں افساد کے ساتھہ اصلاح بھی ہے ' مگر انبیاء کرام اسکو مایۂ فساد کہتے ہیں - حضرة لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا :

ائنكم لتاتون الرجال و تقطعون السبيل و تاتون في ناديكم المنكــر (عنكبـــوت : ۲۸)

تم فعل خــلاف وضع فطری کــرتے ہو' ڈاکہ ڈالتے ہو' اور اپنی مجلسوں میں بد اخلاقیوں کے کام کرتے ہو -

یہ فساد ایسا عظیم تھا کہ بالاخر حضرة لوط سے دیکھا نہ گیا ' اور وہ بیقرار ہوکے پکار اٹھے :

رب انصرني على القوم المفسدين

خدا یا مجکو اس مفسد قوم کے مقابلے میں نصرت دے !

(۳) ایک شخص غیر فطری طریقوں سے لذت نفسانی حاصل کرتا ہے ' اور اوسکو اپنے نفس کی بھلائی اسی میں نظر آتی ہے ' وہ اسکو فلسفۂ عیش و امید کے لقب سے یاد کرتا ہے ' لیکن تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیسا مفسدانہ فلسفہ ہے جو حفظ صحت کو' نسل کو ' مال و دولت کو' انسان کے قواے طبعی کو یکسر برباد کردیتا ہے ؟ انہی نتائج مہلکہ کے لحاظ سے ایک پیغمبر خدا نے بے اختیار ہوکر کہدیا تھا :

رب انصرني على القوم المفسدين

خدا یا مجکو مفسد لوگوں پر نصرت عطا کر !

(۴) ایک حکومت ' ایک قوم کی حریت و ازادی سلب کرلیتی ہے ' اس سے غلاموں کی طرح کام لیتی ہے ' اوسکی قوت کو فنا کردیتی ہے ' اوسکی اخلاقی طاقت کو برباد کردیتی ہے ' اوسکا یہ عمل باطل یکقلم سرچشمۂ فساد ہے' لیکن وہ کہتی ہے کہ میں اپنی قوم کی اصلاح کرتی ہوں اور اسیکی اصلاح و عروج کیلیے دوسری قوم کو اپنا غــلام بناتی ہوں - پس جو شخص اس حکومت کے خلاف جہاد کرتا ہے' وہ اوسکو مفسد قرار دیتی ہے' لیکن تم کو معلوم ہے کہ خدا اوسکو کیا کہتا ہے ؟

ان فرعــون عــلا في الارض وجعل اهلها شيعا يستضعف طائفة منهم يذبح ابنــاء هم و يستحي نساء هم - انه كان مــن المفسدين (قصص)

فرعون نے مصر میں سر کشی بڑا ہی سر اٹھایا تھا - اس نے رعایا کو کمزور کرنے کیلیے گروہ در گروہ کــردیا - اون میں سے ایک گروہ کو کمزور کرنا چاهتا تھا ' وہ اون کے بچوں کو ذبح کرتا' اونکی عورتوں کو بے عصمتی کیلیے چھوڑ دیتا' بلا شبہ وہ فساد کرنے والوں میں سے تھا -

(۵) ایک شخص علمی قوت سے قوا میں تغیر پیدا کرنا چاهتا ہے ' کیمیا بناتا ہے' جادو سے اشیاء کی صورت بدل دیتا ہے ' اور اون اصول کی مخالفت کرتا ہے جن پر دنیا خدا کے حکم سے چل رہی ہے - تمکو یہ فعل کیسا عجیب و غریب معلوم ہوتا ہے ؟ لیکن کیا خدا کی قدرت بھی اسکو پسند کرتی ہے ؟

فلمـــا القوا قال موسى ماجئتم به السحر ان الله سيبطلــه ' ان اللــه لا يصلح عمل المفسدين (یونس ۸۲)

جب جادو گروں نے اپنی رسیاں پھینکیں تو موسی نے کہا تم نے جس چیز کو نمایاں کیا ہے خدا اوسکو باطل کردیگا ' خدا مفسدین کے اعمال کو کبھی صلاح نہیں دیتا -

(۶) جو شخص دنیا میں صرف غلبۂ و قہر اور جبر و استبداد کو پھیلانا چاهتا ہے' وہ مفسد ہے' اور اسکے یہ اعمال مفسدانہ ہیں :

تلک الدا رالاخرة نجعلها للــذين لايــريـــدون علواً في الارض ولا فسادا والعـــاقبـــة للمتقين (قصص : ۸۳)

یہ آخـرت کا گھر ہم صرف انہی لوگوں کیلیے بنائینگے' جو نہ تو خدا کی زمین میں بڑائی اور سرکشی کرنا چاهتے ہیں' اور نہ ہی زمین کا فساد انہیں پسند ہے - اور انجام کار انہی لوگوں کیلیے ہے جو متقی ہیں -

(۷) ایک شخص کے پاس بہت دولت ہے ' اسکی ضرورتوں سے بہت روپیہ بچ رہتا ہے' دوسرے انسان محتاج ہیں ' انکی حالت کے اصلاح کی ضرورت ہے' مگر وہ شخص اپنے خزانہ کو مقفل رکھتا ہے ' اور خدا کے بندوں کیلیے خدا ہی کی بخشی ہوئی دولت میں سے کچھہ نکالنا نہیں چاهتا :

واحسن كما احسن الله اليک ولا تبغ الفساد في الارض إن الله لا يحب المفسدين (قصص ۱۷)

اے قارون ! انسانوں پر احسان کر جیسا کہ خدا نے تجھپر احسان کیا ہے ' اور زمین میں فساد نہ پھیلا ' خدا فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا -

(۸) ایک راست باز جماعت حج کیلیے سفر کرتی ہے ' دنیا میں نیکی پھیلانے کیلیے اوٹھتی ہے' دنیا کو نور ایمان سے منور کرنا چاهتی ہے ' مگر ایک قوم اسکو روکدیتی ہے' اوسکی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے' اس قوم کی یہ روش انسان کے حقوق کی پامالی ہے اور نیکی کیلیے ہلاکت ہے' اسلیے وہ بھی مفسد ہے :

الذين كفروا وصدو عن سبيل الله زدناهم عذاباً فوق العذاب بمــا كانوا يفسدون (نحل ۹۰)

جن لوگوں نے کفر کیا اور خدا کی راہ سے مسلمانوں کو روکدیا ' ہم انکے عذاب پر عذاب بڑھائینگے ' اسلیے کہ وہ فساد کرتے تھے -

(۹) جو شخص انسان کی بوئی ہوئی کھیتیوں کو پامال کردیتا ہے' اسکے مویشیوں کو زہر دیتا ہے' انسان کے لگاے ہوے درختوں کو کاٹ ڈالتا ہے' اسکی رزق اور محنت پر دست اندازی کرتا ہے' وہ بھی مفسد ہے :

و اذا تــــولى سعى في الارض لـيـفـسد فيـهـا و يهلك الحرث والنسل و الـله لا يحب الـفـساد (بقره : ٢٠٥)	وه الله كي زمين ميں اصلاح كيليے بلكه فساد پهيلانے كيليے قدم اٹهاتا هے' تاكه زراعت اور نسل كو هلاكت كردے ' وه مفسد هے اور خدا فساد كو پسند نهيں كرتا -

(١٠) ايک شخص باپ كي نا فرماني كرتا هے ' ماں كا كہنا نہيں مانتا ' بهائي كي مدد نہيں كرتا ' تعلقات رحمي كو منقطع كرديتا هے ' خانه جنگي شروع هوتي هے اور نظام خانگي درهم برهم هوجاتا هے' اسليے وه مفسد هے :

يقطعـــون ما امر الله به ان يوصــل و يفسدون في الارض' اولــئک هــم الخـسرون (بقره : ٢٠)	خدا نے جس چيز کے جوڑنے کا حکم ديا هے' اوسكو كاٹ ديتے هيں' اور زمين ميں فساد پهيـلاتے هيں' وهي لوگ هيں كه نامراد و ناكام رهينگے -
فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض و تقطعوا ارحامكم؟ (محمد : ٢٤)	تو پهر كيا تم چاهتے هو كه زمين ميں فساد پهيلاؤ اور خدا کے قائم كيے هوے رشتوں كو قطع كرو؟

(١١) توحيد اصلاح كا اصلي منبع هے' اسليے جو شخص مشرک هے وه سب سے بڑا مفسد هے :

و ما من اله الا الـلـه و ان الـلـه لهو العزيز الحكيم - فان تــولوا فان الله عليم بالمفسديــن - (آل عمران : ٥٦)	خدا کے سوا كوئي معبود نہيں ' اور بـلا شبه خدا هي كي ذات هے جو عزيز و حكيم هے - پهر اگر تم اسي کے نہيں آگے جهكتے اور

اپني غير انساني پرستش گاهوں كو نہيں چهوڑتے هو تو يقين كرو كه اسكا نتيجه تمهارے هي آگے آئيگا' اور خدا مفسدوں سے خوب واقف هے -

(١٢) ايک پيمانه عدل قائم هو جاتا هے' اور دنيا کے سامنے اصلاح كا دروازه كهل جاتا هے ' مگر ايک تاجر اوس پيمانه کے برابر نہيں ديتا ' وه فساد كرتا هے' اور بعد اصلاح کے افساد كرتا هے' اسليے ايک پيغمبر پكارتا هے :

فاوفو الكيل و الميـزان ولا تبخسو النـاس اشيـاءهم و لا تفسدوا في الارض بعد اصلاحها (اعراف ٨٣)	پيمانے اور ترازو كو پورا كرکے تولو' اور لوگوں كو اونكي چيزيں كم نه دو' زمين ميں اصلاح کے بعد فساد نه پهيلاؤ:-

(١٣) مذهب ميں ثابت قدم رهنا اصلاح كي تكميل هے ' اور تذبـذب و ضعف اعتـقاد فتـنه و فساد كي روح رواں - حضرت موسى عليه السلام نے توحيد كي تعليم دي ' مگر اونكو معلوم تها كه يه عقيده ابهي راسخ نہيں هوا هے اسليے شرک كا خوف هے ' پس حضرت هارون كو نصيحت كي :

و قال موسى لاخيه هارون اخلفني في قومي و اصلح و لا تتبع سبيل المفسدين (اعراف : ١٣٨)	موسى نے اپنے بهائي هارون سے كہا : قوم كي هدايت كيليے ميرے خليفه بن جاؤ' اصلاح كرو' اور مفسدين كا اتباع نه كرو جو بنكر پهر بگڑجاتے هيں -

(١٤) انـفاق مال يعني صدقۂ و زكوة اور خيـرات و بخشش سے دنيا كي اصلاح هوتي هےاسليے بخل افساد هے :

و منهم من عهد الله لئن آتينا من فضله لنصدقن و لنكونن من الصلحين - فلما آتينهم من فضله ' بخلوا به ' و تولوا وهــم معرضون (توبه : ٧٦)	اور بعض اون ميں سے وه لوگ هيں جنہوں نے خدا سے عهد كيا كه اگر هم كو مال و دولت عطا كريگا تو هم تيري راه ميں خرچ كرينگے' اور اسطرح صالحين ميں سے هوجائينگے' پهر جب خدا نے اونكو مال ديا تو محبت مال ميں خدا كو بهول كر بخل كرنے لگے -

(١٥) تمام اهل مذاهب اپنے اعمال و عقائد كو ذريعه اصلاح و ارشاد سمجهكے بجا لاتے هيں ' ليكن هر وه عمل جو تعليمات اسلاميه کے مخالف هے' افساد هے - گرفتاران عذاب پكارتے هيں :

ربنا اخرجنا نعمل صالحاغير الذي كنا نعمل (فاطر : ٣٥)	خدا يا هم كو جهنم سے نكال كه هم صالح اعمال بجا لائيں' وه نہيں جنكو پہلے صالح كام سمجهكر كرتے تهے بلكه وه جو في الحقيقت اصلاح هے -

(١٦) افساد بجاے خود افساد هے' ليكن اسكے ليے گروه بندي كرنا اور اجتماعي قوت پيدا كرنا دوسرا فساد هے ' چنانچه خدا نے مفسد گروهوں كا خاص طور پر ذكر كيا :

و كان في المدينة تسعة رهط' يفسدون في الارض و لا يصـــلـــحـــون -	شہر ميں نو گروه تهے جو زمين ميں فســـاد پهيـلاتے تهے ' اور اصـلاح نہيں كرتے تهے

ذوالقرنين سے لوگوں نے استدعا كي :

قالوا يا ذالقرنين ان ياجوج و ماجوج مفسدون في الارض - (كهف : ٩٣)	اون لوگوں نے كہا اے ذوالقرنين ياجوج و ماجوج كا گروه زمين ميں فساد كرتا هے -

ان کے علاوه فساد کے اور بهي بے شمار جزئيات هيں جو اصولاً انهي کے تحت ميں داخل هوسكتے هيں - خدا نے لفظ فساد کے ساتهه اگرچه اونكا ذكر نہيں كيا ليكن وه سب سرچشمۂ فساد هيں - شراب خواري ' قمار بازي ' سود خواري ' وغيره كو خدا نے رجس يعني ناپاكي كہا هے' ليكن يه بهي فساد كي مختلف تعبيريں هيں' كيونكه هر گناه كي تركيب فساد کے خميرهي سے هوتي هے - الله تعالى نے تمام ابواب فساد كا جزئياً وكلياً قرآن ميں ذكر كيا هے' ليكن مفسدين كي كوئي خاص دنيوي علامت نہيں بتلائي جو اونکے اعمال كي عكسي تصوير يا اونكا پرتو هو ' پس وه صرف اپنے اعمال هي سے پہچانے جا سكتے هيں - فساد در اصل عدم محض و تيرگي خالص كا نام هے ' اور تاريكي ميں صرف تاريكي هي نظر آتي هے - البته افساد کے نتائج نہايت عبرت انگيز طريقے سے بيان فرمائے هيں اور قرآن حكيم كا اصولي طرز بيان يہي هے كه وه نتائج و خواص اعمال پر سب سے زياده زور ديتا هے اور اسي کے اندر انكے تمام اطراف نظر و بحث آجاتے هيں -

مگر نتائج افساد بهي كوئي وجودي چيز نه تهي جسكو اجسام كي طرح دكهلا ديا جاتا ' اسليے اوس ميں بهي تعداد و امتياز كو ملحوظ نہيں ركها هے' بلكه ايک هي عبرت انگيز بربادي مختلف هلاكتوں كي صورت ميں جلوه گر هوتي هے - [البقية تتلى [

(بقيه مضمون صفحه ٢٠ كا)

[١٠]

دوسرے دن ميجر استوارٹ نے اپنے دوست كو ايک تار دكهلايا جو لندن سے آيا تها اور جسميں اسكي بہن نے لكها تها كه ميں بيمار هوں فوراً چلے آؤ - ميجر نے اس عارضي جدائي پر سخت افسوس ظاهر كيا اور كہا كه عنقريب واپس آؤنگا -

ميجر استوارٹ ١٥ - اپريـل كو برلن گيا تها اور ١٥ - دسمبر كو واپس روانه هوا - يعني ايک توپ کے دهانه کے صرف پيمائشي عدد معلوم كرنے كيليے اوس نے كامل نو ماه صرف كيے !

ميجر برلن سے روانه هوكر سيدها پيرس پہنچا' اور جنرل بلو اور وزير نظارة جنگ سے ١٩ - دسمبر كو ملاقات كي - اس ملاقات سے ايک هفته کے بعد يعني ٢٦ دسمبر كو حكومت فرانس نے فيصله كيا كه جنگي طياروں كيليے ايک نئي رقم منظور كي جاے ' اور فرانسيسي توپوں كي تجديد و ترقي كيليے نئے ساز و سامان عمل ميں آئيں - اس تجديد كا سب سے بڑا نتيجه فرانس كي مشہور ٧٥ مليميٹر والي توپ هے -

دو ماه کے بعد حكومت جرمني نے معلوم كرليا كه فرانس نے نئي طياريان شروع كردي هيں ' اور جرمني كي ٧٥ مليميٹر والي توپ كا جواب طيار كر رها هے -

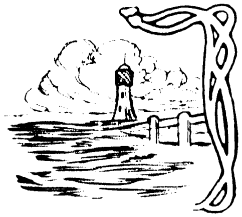

بريد فرنگ

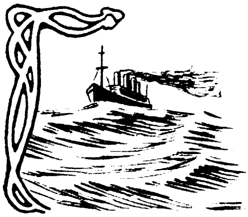

جواسيــس الحــرب

(ایک فرانسیسي جاسوس جرمني میں)

(فرانس نے اپني سب سے بڑي توپ کیونکر ایجاد کي ؟)

ایک دلچسـپ حکایت

انسان کے اعمال حیات کا باهم ربط و اختلاف دنیا کا سب سے زیاده عجیب منظر ہے - اخلاقي محاسن کا حکم حسن و قبح هر نئے دائرے میں آکر بدلتا ' اور هر نئے میدان عمل میں ایک نئي صورت اختیار کرتا ہے - ایک هي چیز ایک جگه حسن ہے ' دوسري جگه قبح - ایک هي فعل ایک دائرے میں نیکي ہے ' دوسرے دائرہ میں بدي - ایک هي عمل ایک کیلیے اصلاح ہے' دوسرے کیلیے افساد - ایک هي حکم ایک جماعت کیلیے زندگي ہے ' دوسرے کیلیے موت - پھولوں کي سیج محل شاهي میں آراسته کي جا رهي ہے' مگر دوسري جگه باغ و چمن کي تمام دولت لٹ رهي ہے !

ز غارت چمنت بر بهار منتہا ســت
که گل بدامن ما دسته دسته مي آید !

[۲]

شخصي اور جماعتي ' دونوں حالتوں میں " جاسوسي " اور " مخبري " کس قدر واضح فعل قبیح ہے ؟ جاسوسي کے معنی یه هیں که در پرده کسي کے کاموں کا کھوج لگانا ' اور چھپ کر اسکے اعمال کي ٹوہ میں رهنا - یه فی الحقیقت انسان کے فطرتي حق خود مختاري و آزادي میں مداخلت ہے' اور کسي انسان کو اسکا حق نهیں پہنچتا که دوسرے انسان کے آزادانه اعمال و افعال کي مخفي سراغرساني کرکے اسکے اختیار و حق عمل کو سلب کرے - علاوه بریں چھپ کر کسي کام کے انجام دینے سے انساني عزم و اراده کا شرف اور احساس عزت بالکل فنا هو جاتا ہے ' اور اسطرح کا متجسس جہاں دوسرے کي ازادي عمل میں دست انداز هوتا ہے ' وهاں اپنے دماغ و جذبات کے شرف کو بھي کھو دیتا ہے - یہي وجه ہے که عام طور پر اخلاق نے جاسوسي کو نهایت مذموم فعل قرار دیا ' اور قران حکیم نے فرمایا که :

لا تجســسوا !   چھپ کر ٹوہ میں نه رهو -

لیکن یہي جاسوسي جب ایک دوسرے بھیس میں نمودار هوتي ہے' اور ملکي و فوجي خدمت کا نقاب اپنے چہرے پر ڈال لیتي ہے ' تو یکایک اخلاقي احکام کي کائنات میں ایک انقلاب عظیم هوجاتا ہے' اور وهي چیز جو اس سے پہلے غیر اضافي حالت میں انساني رذالت و خباثت کا بد ترین فعل سمجھي جاتي تھي ' اب جرأت ' شجاعت ' شہامت ' اور جذبات فائقه و فاضله کا نمونه بن جاتي ہے !

اگر ایک شخص تمہارے افعال کي جاسوسي کرے' چھپ چھپ کے تمہارے کاموں کو دیکھے ' راتوں کي تاریکي میں تمہارے پیچھے چلے ' اور دروازوں کي آڑ سے تمہارے اعمال کا کھوج لگاے ' تو اسپر تمهیں کسقدر غصه آئیگا ؟ تم کہوگے که یه انسانیت نهیں ہے شیطنت ہے - یه اخلاق کي هلاکت ہے' یه شرافت نفس کا خاتمه ہے -

لیکن اب تم خود اُٹھتے هو که اپني قوم اور ملک کیلیے اسکے دشمنوں کي جاسوسي کرو ' انکے سازوسامان جنگ کا سراغ لگاؤ ' انکي مخالفانه تدبیروں کو چھپ کے معلوم کرو ' انکي تعداد فوج اور اسباب و اسلحه کے مخفي حالات دریافت کرو' اور ان معلومات کے ذریعه اپني حکومت ' اپني فوج' اپني قوم کي کامیابي و فتح مندي میں معین هو - یه بھي جاسوسي ہے - البته اس جاسوسي کا مقصد دوسرا هوگیا ہے - جو شخص تمہارے افعال کي جاسوسي کرتا تھا ' اسکا مقصد یا تو تم سے شخصي دشمني تھي ' یا تمہاري کسي دشمن جماعت یا دشمن حکومت کے احکام کي تعمیل - مگر تم اپنے لیے نهیں ' بلکه اپني قوم اور اپني جماعت کے فوائد کیلیے اپنے آپ کو خطروں میں ڈالتے هو ' اور اسکے دشمنوں کي مخفیات کي سراغرساني کرتے هو - پس مقصد کے اختلاف نے تمہارے اخلاقي حکم کو بھي بدلدیا ہے - پہلي صورت میں تم جاسوسي کو بدترین عیب سمجھتے تھے' دوسري صورت میں ایک ایسي فضیلت جسکي تم کو آرزو ہے ' جسکے لیے قومي ناموري ہے ' بہتر سے بہتر صله ہے ' اور عزت و احترام کا نمایاں استحقاق - و انما الا عمال بالنیات !

[۳]

دنیا کي قدیم سے قدیم جنگوں کي تاریخ میں بھي "جاسوسي" کا پته چلتا ہے' اور همیشه فوجي اعمال کے نهایت اهم اجزاء میں سے ایک چیز جاسوسي بھي رهي ہے - قدیم روایتوں میں هم نے نهایت دلچسپي کے ساتھه اُن جاسوسوں اور عیاروں کے حالات پڑھے هیں جو بھیس بدل بدل کے دشمن کي فوجوں میں جاتے تھے' اور اُنکي آنکھوں میں خاک ڈالکر اپني تمام مطلوبه معلومات حاصل کرلیتے تھے - موجوده زمانے کي ترقیات نے جس طرح " سراغرساني " کے کام کو ایک بہت بڑا فن بنا دیا ہے اور اسقدر ترقي دي ہے که اسپر صدها کتابیں لکھي گئي هیں - اسي طرح " فوجي جاسوسي " کے کاموں میں بھي عجیب عجیب وسعتیں پیدا کي گئي هیں ' اور گذشته پچاس سال کي لڑائیوں میں جاسوسوں کي سرگذشتیں نهایت عجیب و غریب رهي هیں -

موجوده جنگ یورپ نے جہاں هر طرح کے جنگي مباحث و مذاکرات کا دروازه کھولدیا ہے' وهاں فن جاسوسي اور اسکي وقیع و اهم سرگذشتوں کے بھي عجیب عجیب سلسلے اخبارات و رسائل میں نکل رہے هیں - یورپ کي کوئي ڈاک ایسي نهیں آتي جسمیں جاسوسي کي گذشته و موجوده سرگذشتوں کا ذخیره نهو - حال میں ایک فرانسیسي اهل قلم نے فرانس و جرمني کے جنگي تعلقات قبل از جنگ کي سرگذشت شائع کي ہے' جس سے موجوده جنگ کي طیاریوں ' جرمني کي مخفي کوششوں' اور جاسوسي کے دلچسپ واقعات و حوادث پر ایک نهایت وقیع روشني پڑتي ہے -

موجودہ جنگ یورپ میں اگر جرمني کے حیرت انگیز سامان جنگ کے مقابلے میں کسي اسلحه کا نام لیا گیا ھے تو وہ فرانس کي سب سے بڑي توپ ھے جسکا دھانه ٧٥ ملي میٹر کا بیان کیا جاتا ھے' اور جو اسي نام سے مشہور ھوگئي ھے - ذیل کي سرگذشت سے معلوم ھوگا که حکومت فرانس کو اس توپ کي ایجاد کا خیال کیونکر پیدا ھوا؟

[٤]

سنه ١٨٩٦ کا موسم بہار ابھي شروع ھي ھوا تھا' که گورنمنٹ فرانس کو جرمني کي ایک جدید جنگي ایجاد کي خبر ملي - معلوم ھوا که بعض جرمن کارخانوں نے ایک ایسي نئي توپ ایجاد کي ھے جو اُن تمام توپوں سے زیادہ تیز چلنے والي اور زیادہ مہلک آتشباري کرنے والي ھے جو اس وقت تک ایجاد ھوچکي ھیں - فرانس کي نظارت جنگ نے اسکي تحقیقات کرني چاھیے - اسي زمانے میں انگلستان کا ایک فوجي افسر میجر استوارٹ سیر و سیاحت کیلیے فرانس گیا تھا اور انگلستان کے اخبارات نے کسي واقعه کے ضمن میں اُسکي سراغرساني کي قابلیتوں کي تعریف کي تھي - گورنمنٹ فرانس نے میجر مذکور کي خدمات حاصل کرلیں' اور اس عجیب توپ کي خفیه تحقیقات کا کام اُسي کے سپرد کردیا -

میجر استوارٹ ھر طرح اس کام کیلیے موزوں تھا - جرمن زبان نہایت فصاحت سے بولتا تھا' توپ سازي اور آلات توپ کي ایجادات کے فن سے بھي اسے بڑي دلچسپي رھي تھي - بلکه ایک حد تک اس فن کا ماھر تھا -

سب سے بڑي بات یه که وہ باپ کے طرف سے گو انگریز تھا' مگر ماں فرانسیسي تھي' اور اسلیے اسکي رگوں میں فرانسیسي خون موجود تھا - اس قسم کے تمام کاموں میں سب سے زیادہ ضرورت تحریک جذبات کي ھوتي ھے - فرانسیسي تعلق کي وجه سے وہ فرانس کي قومي خدمت' اپنے قومي جذبات صرف کرکے کرسکتا تھا -

اس سے بھي بڑھکر یه که وہ ایک زمانے میں مشرقي افریقه کي سیاحت کرچکا تھا - مشرقي افریقه جرمني کے ماتحت ھے اور ایک خالص جرمن نو آبادي ھے - یہاں وہ عرصه تک شہر دمار میں ھیرے کي کانوں کي تفتیش کا کام کرتا رھا - بہت سے قیمتي پتھر اس نے دریافت کیے' اور اس دریافت کے ذریعه تمام جرمني میں شہرت حاصل کرلي - حتى که بعض اخبارات نے اسکے حالات زندگي شائع کیے' اور بڑے بڑے امرا اور سرمایه داروں نے خط و کتابت کي -

غرضکه ان تمام وجوہ سے میجر استوارٹ کا انتخاب ایک بہترین انتخاب تھا - میجر نے جرمني کے بڑے بڑے آدمیوں کے نام چند تقریبي خطوط بھي حاصل کرلیے' اور تمام ضروریات کار فراھم کرکے برلن روانه ھوگیا -

[٥]

برلن پہنچکر میجر استوارٹ ایک نہایت عالیشان ھوٹل میں مقیم ھوا' اور اپنے سابقه تعلقات اور جدید تقریب و معرفي کے خطوط کے ذریعه وھاں کي بڑي بڑي سوسائیٹیوں میں رسائي پیدا کرلي -

میجر استوارٹ کا اصلي مقصد توپ سازي کے کارخانوں علی الخصوص مشہور کارخانۂ کرپ کے اسرار و خفایا سے وابسته تھا' اور اسمیں یا تو وھاں کے ملازموں سے مدد مل سکتي تھي' یا فوجي حلقه کے کسي افسر سے - لیکن اس نے اپني زندگي اور زندگي کي تمام صحبتوں کو ان دونوں جماعتوں سے ابتدا میں الگ رکھا تاکه کسي قسم کا شبه نہوسکے' اور زیادہ تر امرا و رؤساء کي صحبتوں میں اپني آمد و رفت شروع کردي -

جب کچھه عرصه اس حالت پر گذر چکا' تو ایک قدم اور آگے بڑھایا' اور عام مجمعوں کي آمد و رفت شروع کي - اسطرح کے مجمعوں میں ھر طرح کے لوگ آیا کرتے ھیں' اور بلا سابقه تعارف کے محض لہو پرستي و عیش دوستي کا رشته نئے نئے تعلقات پیدا کردیتا ھے -

ایک بیفکر اور دولت مند عیاش کي لا ابالانه زندگي میں اس نے اپنے مقصود کي طرف تیز قدمي کي - وہ ھر روز بڑے بڑے تھیٹروں میں جاتا' کلبوں میں بالالتزام شریک ھوتا' قمارخانوں میں بڑي بڑي بازیاں لگاتا' گھنٹوں بیلرڈ کھیلتا' رقص و سرود کے تماشا گاھوں میں قیمتي سے قیمتي جگه اسکے لیے ھمیشه محفوظ رھتي - تاش کے پتوں میں اسکي زندگي کي سب سے بڑي محبوبیت تھي - وہ اکثر اپنے نئے دوستوں سے کہتا : " صبح کے بستر کي چاء اور رات کے لذیذ ڈنر سے مجھے محروم کردو' مگر ان محبوب پتوں کو میري نظروں سے اوجھل نہونے دو - انکي رفاقت میں ھارنا بھي ایک عیش بہشت ھے" تھوڑے ھي عرصه کے اندر اسکي امیرانه عیش پرستیوں کا چرچا جا بجا ھونے لگا' اور بہت سے فوجي افسروں اور فوجي کارخانوں کے متعلقین سے اسکي دوستانه ملاقاتیں ھوگئیں -

وہ بلا ناغه تھیٹر میں جاتا' اور جب تماشه ختم ھو جاتا تو بعض فوجي افسروں کو اپنے ساتھه ھوٹل میں لیجاتا اور ایک حاتمانه فیاضي کے ساتھه قیمتي سے قیمتي شراب پلاتا - طرح طرح کے تذکرے درمیان میں آتے' کبھي مشرقي افریقه کے حالات بیان کرتا' کبھي جنوبي افریقه کے قمار خانوں اور عیش کدوں کے افسانے سناتا' کبھي اُن بڑي بڑي بازیوں کے واقعات کہتا جو اس نے کارلو کے مشہور عالم قمار خانے میں لگائي تھیں -

[٦]

یه تمام فوجي افسر بھي پرلے درجه کے عیاش اور قمار باز تھے - انکے لیے ایک ایسے اجنبي مسافر کي صحبت جو اپني دولت بلا دریغ لٹا رھا تھا' نعمت غیر مترقبه تھي - وہ اپني قسمت پر نازکرتے که بلا طلب و سعي ایک ایسي طلائي صحبت میسر آ گئي ھے' جسکا کبھي انھیں تصور بھي نصیب نه ھوا تھا - میجر استوارٹ بھي روز بروز اپني فیاضي کا دام زیادہ پھیلاتا جاتا' اور ایک ایک نشست میں پانچ پانچ پونڈ خرچ کردیتا -

تھوڑے ھي دنوں میں میجر استوارٹ کو ان افسروں کے تمام حالات معلوم ھوگئے - اس نے دیکھا که سب کے سب قمار بازي میں مبتلا ھیں' اور جیسا که اس کا لازمي نتیجه ھے' روز افزوں افلاس و فقر نے سب کو مصیبت زدہ بنا دیا ھے - ان میں سے چند آدمي ایسے تھے جو قمار بازي کو کسي علمي و اعدادي اصول پر منطبق کرنے کے خبط میں گرفتار تھے - انکا عقیدہ تھا که ایسے علمي اصول دریافت کیے جاسکتے ھیں جنکے معلوم ھو جانے کے بعد کبھي بازي غلط نہیں ھو سکتي اور کبھي آدمي ھار نہیں سکتا - انمیں سے ایک افسر تو اسکو علم الاعداد کا مسئله بتلاتا تھا - لیکن دوسرا مصر تھا که ریاضي سے اسے کوئي تعلق نہیں' اسکي کنجي قدیم زمانے کے مخفي علوم میں دریافت کرني چاھیے - البته اس علمي ماتم میں سب یکساں شریک تھے که " افسوس سائنس نے سب کچھه کیا لیکن ابتک جوے کے لیے کوئي علم صحیح دریافت نه کرسکا"! - جب کبھي دنیا کي آیندہ علمي ترقیات کا موضوع بحث درمیان میں آتا تو وہ بالاتفاق کہتے : " مستقبل کے علمي عہد کا سب سے بڑا حکیم وھي ھوگا جو جوے کو ایک با قاعدہ فن بنا دے" میجر نے اپنے دوستوں کي اس کمزوري کو محسوس کرلیا' اور اسي پر اپنے نفوذ و اثر کي عمارت کھڑي کي - سب سے پہلے اس نے اس قسم کي روایتیں سنائیں جن میں بعض عجیب و غریب انسان کسي پر اسرار علم کے ذریعه ھمیشه جیتتے تھے اور کوئي انسے جیت نہیں سکتا تھا - اس نے اپنا چشم دید واقعه بیان کیا که قمار خانه کارلو میں ایک اسپیني سیاح نے دو ماہ تک قیام کیا اور تقریبا سو

مرتبہ بازی لگائی - صرف گیارہ مرتبہ ہارا - ایک کم نوے مرتبہ روپیہ دے دینا اسی کے ساتھ تھا !

اسی سلسلہ میں وہ اپنی مہارت کا بھی ضمناً تذکرہ کردیتا ' مگر اس ادعاء میں غفی جزو انکسار کا بھی ہوتا - وہ کہتا : " اس میدان میں دعوی کون کرسکتا ہے ؟ تاہم مہارت بھی ایک علمی حقیقت ہے اور اس سے میں انکار نہیں کرتا "

ان تذکروں نے بیچارے قمار زدہ افسروں کو بالکل مدھوش کردیا اور وہ بتدریج اسکے قابو میں آ گئے - ایک طرف روزانہ فیاضیوں کی جات ' دوسری طرف قمار بازی کی مہارت اور اسکے دقیق نکتوں کے حاصل کرنے کا شوق ' تیسری طرف دولت اور تمول کا قدرتی اثر ونفوذ - تھوڑے ہی دنوں میں اسکا یہ حال ہو گیا کہ میجر استوارٹ کو ایک دیوتا کی طرح پوجنے لگے -

[۷]

ان دوستوں میں ایک شخص جنگ زاول کا نامور افسر تھا - اُس نے تمغے بھی اُس نے حاصل کیے تھے - لیکن قمار بازی کی لت نے بالکل مفلس و قلاش کردیا تھا - میجر استوارٹ نے زیادہ تر اُسی پر نظر رکھی ' اور اُسی کی اخلاقی کمزوریوں کو اپنے مقاصد کے حصول کا آلہ بنانا چاہا

سب سے پہلا وار یہ کیا کہ اس سے تنہا صحبتیں شروع کردیں اور یقین دلایا کہ جس چیز کی تمہیں تلاش ہے ' میرا وجود اُسی کی کنجی ہے - تم دیکھتے ہو کہ نہایت بے دردی کے ساتھ روپیہ لٹاتا ہوں ' اور تم اکثر سخت متعجب ہوتے ہو - حالانکہ جو چیز مفت حاصل کی جاتی ہے ' مفت لٹائی بھی جاتی ہے - میری تمام دولت صرف مشق و مہارت قمار کا نتیجہ ہے - چند ایسے نکتے حاصل کرلیے ہیں جنکی بدولت سو بازیوں میں آسی بازیاں میری کبھی نہیں گئیں - اگر تم چاہو تو علم و عمل قمار کی یہ سب سے بڑی قیمتی چیز تمہیں بھی سکھادوں -

اس جادو کا اُس غریب کے پاس کوئی منتر نہ تھا - پھر اس سے بھی بڑھکر یہ کہ قمار بازی کیلیے بے دریغ روپیہ دینا شروع کردیا - ایکسو بیس پاؤنڈ کا اُس پر ایک قرض تھا جس سے بہت پریشان و عاجز رہتا تھا - وہ بھی اس فیاض اجنبی نے ادا کردیا -

[۸]

لیکن ساتھہ ہی وہ دوسرے شکاروں سے بھی غافل نہ تھا - نہیں معلوم کونسا شخص آگے چلکر زیادہ مفید ہو؟ اسلیے جسقدر فوجی افسر اسکے دام میں پھانس چکے تھے' سب سے تعلقات بڑھاتا جاتا تھا -

اسی اثناء میں خود بخود ایک عجیب واقعہ پیش آیا ' جسکا اسے شان و گمان بھی نہ تھا - ایک دن میجر استوارٹ اور اسکا سحر زدہ قمار دوست ہوٹل کے کمرے میں بیٹھے تھے ' اور میجر اُسکے پھنسانے اور اچھی طرح اپنے قابو میں لانے کیلیے ایک نیا دام ڈال رہا تھا - اس نے کہا کہ " مشرقی افریقہ میں ابتک متعدد مقامات ایسے باقی ہیں جہاں ہیرے کی بڑی بڑی کانیں نکل سکتی ہیں ' اور جنکی نسبت گذشتہ قیام افریقہ کے زمانے میں پوری تحقیقات کر چکا ہوں - لیکن یورپ کے سرمایہ داروں کو اسکی خبر نہیں - میرا ارادہ ہے کہ ایک نئی کمپنی قائم کروں ' اور فرانس اور جرمنی ' دونوں ملکوں سے اسکے لیے سرمایہ فراہم کیاجائے - اگر میں ایسا کر سکا تو تم بھی اسکے حصہ دار ہوگے ' خواہ ایک کوڑی بھی نہ دیسکو "

یہ سنکر فوجی افسر کی زبانسے بے اختیار نکل گیا :

" یہ نہایت ہی عمدہ خیال ہے - لیکن میں نہیں سمجھتا کہ تمہاری مجوزہ کمپنی اُس آنے والے وقت سے پہلے قائم ہوسکے جبکہ ہماری نئی توپیں بالکل مکمل ہو جائینگی' اور یورپ کی سب سے بڑی جنگ چھڑ جائیگی - اس جنگ میں ہمارا نصف معاملہ ان فرانسیسی بندروں سے ہوگا - ایسی حالت میں بہتر ہے کہ سال دو سال تک فرانس و جرمنی کی کسی مشترکہ کمپنی کا خیال چھوڑ دو - تمہاری محبت مجھے مجبور کرتی ہے کہ ایک سرکاری راز کو اس بے تاملی سے ظاہر کردوں - اگر تم نے کمپنی قائم کی تو دو سال تک کوئی جرمن سرمایہ دار اسکے حصے نہیں خریدیگا "

میجر استوارٹ نے اپنے مخفی جذبات کو ضبط کر کے نہایت بے پروائی سے کہا :

" ہم فوجی لوگ جنگ کے خواب دیکھتے دیکھتے پاگل ہوگئے ہیں - یہ قصے اخباروں کی وہم سازیوں کیلیے چھوڑ دو - ہمیشہ کہا جاتا ہے کہ فلاں حکومت جب فلاں قسم کی توپیں بنالیگی تو جنگ یورپ شروع ہوجائیگی - فلاں حکومت کے پاس جب اتنے ڈریڈناٹ جہاز ہوجائینگے تو وہ ایک منٹ صبر نہ کریگی - مگر نہ کبھی توپوں کا ڈھلنا ختم ہوتا ہے' اور نہ جہاز ہی بن چکتے ہیں میں ان باتوں کو صرف گپ سمجھتا ہوں "

فوجی افسر نے نہایت صفائی کے ساتھہ جواب دیا :

" ہاں تمام یورپ کا یہی حال ہے' مگر ہمارے پروگرام جنگ کو ایسا سمجھنا تمہاری غلطی ہے - تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھہ لوگے کہ جونہی کارخانہ کرپ نے اپنی آخری ایجاد مکمل کرلی' یورپ کا نقشہ یکایک درہم برہم ہوجائیگا "

میجر استوارٹ کے سامنے خود بخود راستہ کھل گیا - اس نے نہایت سادگی سے پوچھا :

" کونسی آخری ایجاد ؟ "

افسر نے کہا :

" یہ کوئی نہیں بتلا سکتا ' مگر کارخانہ کرپ کا ایک انجینیر میرا ہمراز و ہم صحبت ہے - اسکی زبانی سننے میں آیا ہے کہ شاید کوئی نئی توپ طیار ہو رہی ہے - اُسکے دہانے کا قطر ۷۵ ملیمیٹر ہوگا اور اُسکی زد کا مقابلہ دنیا کا کوئی صناعی آلہ نہیں کرسکے گا "

میجر استوارٹ نے کہا :

" خیر' ہمیں ان بحثوں سے کیا غرض ؟ شامپین کا ایک گلاس اس ایجاد سے کہیں زیادہ قیمتی ہے - آو ایک جام اوڑائیں اور کہیں ٹہلنے چلیں - ان باتوں سے دنیا کے کار و بار معطل نہیں ہو سکتے "

[۹]

اب بند خود بخود ٹوٹ چکا تھا - بغیر اسکے کہ میجر روشنی کی مزید تلاش کرے ' خود ہی روشنی اسکے آگے چمک گئی - ایک دن جبکہ جام و مینا کی گردش خوب ہوچکی تھی ' میجر نے پھر متوقعہ جنگ یورپ کا تذکرہ چھیڑ دیا - اس نے جرمن افسر کے گلاس میں شامپین انڈیلتے ہوے کہا تھا :

" لیکن میرے دوست ! پیرس کے اخبار تو کہتے ہیں کہ ہمیشہ سنہ ۷۱ ہی نہیں رہیگا ' جبکہ سیدان کا معرکہ پیش آیا تھا اور جرمنی نے فرانس کو کچل ڈالا تھا "

افسر نے رومال سے منہہ پونچھا اور قہقہہ لگایا :

" اگر ہمیشہ سنہ ۷۱ نہیں ہے تو سنہ ۹۹ تو آنے والا ہے ؟ یقین کرو کہ جرمنی کو اب اپنی قدرتی سیادت کیلیے زیادہ انتظار کی ضرورت نہیں ہے - تمام سامان مکمل ہوچکا ہے - برلن میں عنقریب فوجی روانگی کا ترانہ گایا جائیگا - اب ہمارے سفر کا دوسرا پروگرام ہے - ایک ہی کوچ میں جرمن فوج سیدھی پیرس پہنچ جائیگی ' اور جہاں آج نمایش پیرس کی عمارتیں کھڑی کی جارہی ہیں' یہ ہماری فوج کی چھہ کمپنیوں کے قیام کیلیے بہت ہی عمدہ میدان ہوگا "

بعد کو واقعات سے معلوم ہوا کہ فوجی افسر کا یہ بیان جرمنی کے اُس پروگرام کی طرف اشارہ تھا جو فروری سنہ ۱۸۹۷ میں حملہ فرانس کیلیے اس نے تجویز کیا تھا -

(بقیہ مضمون کے لیے صفحہ ۱۷ کا دوسرا کالم ملاحظہ ہو)

هر فرمایش میں البلاغ کا حواله دینا ضروری هے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ ف لندن

یه مشهور ناول جو که سوله جلدوں میں هے ابهي چهپ کر نکلی هے اور تهوڑي سي رهگئي هے - اصلي قیمت کي چوتهائي قیمت میں دیجاتي هے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیه اور اب دس ۱۰ روپیه - کپڑیکي جلد هے جسمیں سنهوري حرف کي کتابت هے اور ۴۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیه میں وپي - پي اور ایک روپیه ۱۴ - آنه محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈیپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بؤبازار - کلکته

Imperiai Book Depot, 6o Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Calcutta.

نصف قیمت اور

تبله انعام

همارا سائس فکسن فورمٹ هارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا میں یکساں رهنے والا همارے خاص کارخانه میں گواسان لکڑي سے طیار کیا هوا هے اسوجه سے کبهي پوري قیمت اور کبهي نصف قیمت پر فروخت کرتے هیں - ایک ماه کیلیے یه قیمت رکهي گئي هے - ایک مرتبه منگواکر آزمایش کیجیے - نهیں تو پهر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچه مال ناپسند هوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرلیوینگے - اس وجه سے آپ دریافت کرلیجیے که یه کمپنی کسی کو دهوکا نهیں دیتی هے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیه - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیه - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیه - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیه - هر ایک باجه کیواسطے مبلغ پانچ روپیه پیشگي روانه کرنا چاهیے اور اپنا پورا پته اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکهنا چاهیے - هر ایک سنگل ریڈ کے ساتهه ایک گهوڑي اور ڈبل ریڈ کے ساتهه ایک تبله و ڈگی انعام دیا جاویگا - هندي هارمونیم سکهها کا قیمت ایک روپیه هے -

نیشنل هارمونیم کمپني ڈاکخانه شمله - کلکته

SALVITAE

یه ایک اتنا مجرب دوا اُن امراض کا هے که جسکي وجه سے انسان اپنی قدرتي قوت سے گرجاتا هے - یه دوا اُن کهوئي هوئي قوت کو پهر پیدا کردیتي هے - قیمت ایک روپیه -

ASTHMA TABLETS

کسی قسم کا دمه اور کتنے هي عرصه کا هو اگر اس سے اچها نه هو تو همارا ذمه - کهانسي کے لیے بهي مفید هے - قیمت ایک روپیه -

PILES TABLETS.

بواسیر خوني هو یا بادي - بغیر جراحي عمل کے اچها هوتا هے - قیمت ایک روپیه -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواه نوبتي جنون ' مرگي والا جنون ' غمگین رهنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي وغیره وغیره دفع هوتي هے - اور وه ایسا صحیح و سالم هو جاتا هے که کبهي ایسا گمان تک بهي نهیں هوتا که وه کبهي ایسے مرض میں مبتلا تها - قیمت في شیشي پانچ روپیه علاوه محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سهام صاحب کا اوبهرالین

مستورات کے جمله اقسام کے امراض - کا خلاصه نه آنا - بلکه اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر پا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نهونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شده لوگونکو خوشخبري دیجاتي هے که مندرجه ذیل مستند معالجونکي تصدیق کرده دوا کو استعمال کریں اور لطف زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سهام صاحب کا اوبهرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهر - ڈاکٹر ایم - سي - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنر مدراس فرماتے هیں - "مینے اوبهرالین کو امراض مستورات کیلیے" نهایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ویلس - ایل - ایم - اینڈ - آر - سي - پي اینڈ ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں :- "نمونے کي شیشیاں اوبهرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخش پایا" -

مس ایم - جي - ایم - براڈلي - ایم - ڈي - (برن) بي - ایس - سي - (لنڈن) سینٹ جان اسپتال ارکاڈي بمبئي فرماتي هیں : "اوبهرالین جسکو که مینے استعمال کیا هے" زنانه شکایتوں کیلیے بهت عمده اور کامیاب دوا هے"

قیمت في بوتل ۲ روپیه ۸ آنه - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیه -

پرچه هدایت مفت درخواست آنے پر روانه هوتا هے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

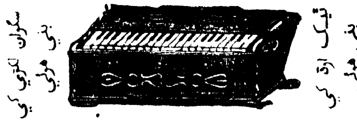

IMPERIAL FLUTE

بهترین اور نهایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیه

قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیه

هر درخواست کے ساتهه ۵ روپیه بطور پیشگي آنا چاهیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیه -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیه

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

پوہن تائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز غذا ' یه دوائی دماغی شکایتوں کو دفع کرتي هے - پژمرده دلونکو تازه بناتي هے - یه ایک نهایت موثر ٹانک هے جوکه یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسه کو قوت پهنچتي هے - هسٹریه وغیره کو بهي مفید هے - اس کو لڑکے بهي کها سکتے هیں - قیمت دو روپیه -

زینو تون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ضعف باه اکثر رفع هو جاتي هے اس کے استعمال کرتے هي آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیه آٹهه آنه -

AYESHA

مُفرح دماغ - حسن کي افزایش - رگوں کي تازگي - بال کا بڑهنا یه سب باتیں اسمیں موجود هیں - نهایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیه -

نمونه مُفت - مشوره مُفت - فهرست مُفت

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta.

مفت! مفت!!

رائے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف کرده نوجوانوں کا رهنما و صحت جسماني و زندگي کا بیمه کتاب قانون عیاشي - مفت روانه هوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

البیان

فی

مقاصد القران

هـذا بيـان للنـاس ' و هـدى و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

يعنى قرآن حكيم كي مفصل تفسير' از خامه اڈيٹر الہلال

اس تفسير کے متعلق صرف اسقدر ظاهر کردينا کافي هے کہ قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اوسکي محيط الکل معلمانه دعوة کا موجوده دور جس قلم کے فيضان سے پيدا هوا هے' يه اسي قلم سے نکلي هوئي مفصل اور مکمل تفسير القرن هے !

يه تفسير موزوں کتابي تقطيع پر چهپنا شروع هوگئي هے - هر مهينے کے وسط ميں اسکے کم سے کم ٦۴ اور زياده سے زياده ۰۰ا صفحے اعلی درجه کے ساز و سامان طباعة کے ساتهه شائع هوتے رهينگے - اس سلسلے کا پہلا نمبر جسميں نصف حصه مقدمهٔ تفسير اور نصف سورهٔ فاتحه کي تفسير کا هوگا' انشاء الله عنقريب شائع هوجائيگا - قيمت سالانه قبل از اشاعت چار روپيه - بعد کو پانچ - روپيه -

نوادر آثار مطبوعات قديمهٔ هند

تاریخ هندوستان

ترجمه فارسي " هسٹري آف انڈيا " مصنفه مسٹر جان مارشمن مطبوعهٔ قديم کلکته سنه ۱۸٥۹

هندوستان کي تاريخوں کے لکهنے ميں جن انگريز مصنفين نے جانکاه محنتيں کي هيں' ان ميں مسٹر جان- سي مارشمن کا نام خصوصيت کے ساتهه قابل ذکر هے - اسکا نهايت سليس و فصيح فارسي ترجمه مولوي عبدالرحيم گورکهپوري نے کيا تها' اور بحکم لارڈ کيننگ پرنس بهرام شاه نبيرهٔ سلطان ٹيپو مرحوم و مغفور نے نهايت اهتمام و تکلف سے طبع کرايا تها اس کتاب کي ايک بڑي خوبي اسکي خاص طرح کي چهپائي بهي هے - يعنے چهپي تو هے ٹائپ ميں' ليکن ٹائپ برخلاف عام ٹائپ کے بالکل نستعليق خط کا هے - کاغذ بهي نهايت اعلی درجه کا لگايا گيا هے - علاوه مقدمه و فهرست کے اصلی کتاب ۴۰۴ صفحوں ميں ختم هوئي هے - چند نسخے موجود هيں - قيمت مجلد ۳ - روپيه -

ترجمهٔ تفسير کبير اردو

حضرت امام فخر الدين رازي رحمة الله عليه کي تفسير جس درجه کي کتاب هے ' جسکا اندازه ارباب فن هي خوب کر سکتے هيں اگر آج يه تفسير موجود نه هوتي تو صدها مباحث و مطالب عاليه تھے جو همارے معلومات سے بالکل مفقود هو جاتے -

پچهلے دنوں ايک فياض صاحب درد مسلمان نے صرف کثير کرکے اسکا اردو ترجمه کرايا تها ' ترجمے کے متعلق ايڈيٹر الهلال کي رائے هے که وه نهايت سليس و سهل اور خوش اسلوب و مربوط ترجمه هے

لکهائي اور چهپائي بهي بهترين درجه کي هے - جلد اول کے کچهه نسخه دفتر البلاغ ميں بغرض فروخت موجود هيں پہلے قيمت دو روپيه تهي اب بغرض نفع عام - ايک روپيه ۸ - آنه کردي گئي هے -

تمام درخواستيں : " منيجر البلاغ کلکته " کے نام آئيں -

جسکا درد وهي جانتا هے ' دوسرا کيونکر جان سکتا هے

يه سخت سردي کے موسم ميں تندرست انسان کا جان بلب هو رها هے - سردي هٹانے کيليے کتنے بندوبست کيے جاتے هيں - ليکن افسوس بدقسمتي سے دمه کے مريض نا قابل برداشت تکليف سے بهت هي پريشان هوتے هيں ' اور رات و دن سانس پهولنے کيوجه سے دم نکلے جاتے هيں ' اور نيند تک حرام هو جاتي هے - ديکهيے ! آج انکو کسقدر تکليف هے - ليکن افسوس هے که اس لا علاج مرض کي بازاري دوا زياده تر نشيلي اشياء اور دهتوره ' بهنگ ' بلا ڈونا ' پوٹاس ' اے ار ڈالڈ ' ديکر بنتي هے - اسليے فائده هونا تو درکنار مريض بے موت مارا جاتا هے - ڈاکٹر برمن کي کيميائي اصول سے بنلي هوئي دمه کي دوا ايک انمول جوهر هے يه صرف همارى هي بات نهيں هے بلکه هزاروں مريض اس مرض سے شفاء پاکر مداح هيں - آپنے بهت خرچ کيا هوگا - ليکن ايک مرتبه اسے بهي آزماليں - اسميں نقصان نهيں - قيمت ايک روپيه چار آنه في شيشي - محصولڈاک ٥ آنه - اس دوا کي دو خاص فوائد هيں - (۱) ايک خوراک ميں دمه دبتا هے - (۲) اور کچهه روز کے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا هے اور جبتک استعمال ميں رهے دوره نهيں هوتا هے -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 46, Ripon Lane Ca'

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا
انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۳ : ۵۲)

نمبر - ۱۱ | كلكته : جمعه ۱۳ - ربيع الثاني سنه ۱۳۳۴ هجري | جلد ۱

Calcutta : Friday, 18th February, 1916.

ترجمان القرآن

يعني قران حكيم كا اردو ترجمه ' از خامهٔ اديٹر الهـــلال

آسماني صحائف و اسفار كے حقيقي حامل و مبلغ حضرات انبياء كرام و رسل عظام هيں - پس انكي تبليغ و تعليم اور نشر و توزيع كا مقدس كام دراصل ايک پيغمبرانه عمل هے ' جس كي توفيق صرف انهي لوگوں كو مل سكتي هے جنهيں حق تعالى انبياء كرام كي معيت و تبعيت كا درجه عطا فرماتا هے ' اور اونكا نور علم براه راست مشكواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله يوتيه من يشاء -

هندوستان كي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پہلے جس مقدس خاندان كو اس خدمت كي توفيق ملي ' وه حضرت شاه عبد الرحيم رحمة الله عليه كا خاندان تها - انكے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حكيم كے ترجمه كي ضرورت الهام الهي سے محسوس كي ' اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب كيا - انكے بعد حضرة شاه رفيع الدين او ر شاه عبد القادر رحمة الله عليهما كا ظهور هوا ' اور اردو زبان ميں ترجمة القران كي بنياد استوار هوئي - شكر الله سعيهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذر چكي هے ' ليكن يه كهنا كسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جائيگا كه نشر و تبليغ قرآن حكيم كي جو بنياد اس خاندان بزرگ نے ركهي تهي ' اسكي تكميل كا شرف حق تعالى نے ايڈيٹر الهلال كيليے مخصوص كرديا تها ' جنهوں نے بعض داعيان حق و علم كے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرانيه ' و ضروريات و احتياجات وقت كو ملحوظ ركهكر قرآن حكيم كا يه اردو ترجمه نهايت سليس ' عام فهم ' معني خيز ' حقيقت فرما عبارت ميں مرتب كيا هے ' اور بحمد الله كه زير طبع هے -

يه ترجمه كيسا هے ؟ ان لوگوں كيليے جو الهلال كا مطالعه كرچكے هيں ' اسكا جواب دينا بالكل غير ضروري هے -

يه ترجمه حامل المتن ٹائپ كي جگهه ليتهو ميں چهاپا جارها هے تاكه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب كے مطالعه ميں آسكے - قيمت في جلد چهه روپيه ركهي گئي هے - ليكن جو حضرات اس اعلان كو ديكهتے هي قيمت بهيجدينگے ' انسے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جائينگے - درخواستيں اور روپيه منيجر البلاغ كے نام بهيجنا چاهيے -

قيمت في پرچه : چـــار آنـــه

آبحیات

هندي ڈاکٹر پلٹ ' یونانی اکسیر البدن اور
ایمهاگر ا اکسیر اعظم کہتے هیں یه امرت پورا

زندگي کو موت سے ایک روپیه میں خریدنا

(آبحیات کے اکسیر فوائد !)

صحت کے برابر دنیا میں کوئی نعمت نہیں - جو لوگ وقت پر قدر نہیں کرتے - جب تندرستی بگڑ جاتی هے - پھر عمر بھر پچھتاتے هیں - جو لا حاصل هوتا هے - اب پچھتائے کیا هوت جب چڑیا چگ گئیں کھیت - هندوستان گرم ملک هے اور بوجه شدت گرما گرد و غبار سے آے دن هزاروں قسم کی بیماریاں و فساد خون کے دکھه هر روز نئے سے نئے پیدا هوا کرتے هیں گرانی اشیاء خوردنی نے عام لوگوں کو مفلس بنا رکھا هے - اور کثرت بیماری نے لوگوں کو کمائی کے لائق نہیں رکھا ' اس لیے عام لوگ بلا علاج زنده درگور هو جاتے هیں - اگر علاج کرتے هیں تو فیس - قیمت دوا ادا کرنے سے قلاش' تنگدست بن جاتے هیں - اور وه صاحب توفیق حضرات کو دوا خالص نہیں ملتي - مندرجه بالا تکالیف کو دور کرنے لئے حکیم مطلق نے آب حیات کو مسیحائي اثر بخشا هے تاکه کوئي دکھه دنیا میں نه رهے - غریب سے غریب اور لاچار سے لاچار ایک پیسه کي ایک خوراک لے کر امراض مزمنه مایوسه سے خلاصی پاے - آبحیات هر مرض شدید کي دوا هے خارجا لگانے سے هر درد وغیره کے لیے شفا هے - ایک شیشي آبحیات کی کنبه بھر کو بہت بلاؤں اور ناگہانی آفتوں سے بچاسکتي هے' کسیکو معلوم نہیں مرض کسوقت رات کو یا دن کو جنگل میں یا گھر میں آدبائیگي اسلیے یه عقلمندي هے کے پہلے هي سے ایک شیشي گھر میں رکھی جاے -

(فوائد مصدقه آبحیات)

تپدق ' تپ محرقه ' صفراوي تپ ' تپ پر سوت ' سیل ' پیچش ' صفراوي اسہال ' سرسام ' درد سر ' درد پہلو ' نمونیا ' ذات الجنب ' تپش دل ' ناسور ' بدهه کا زخم ' درد کان ' مسوڑوں سے خون آنا ' پھوڑے پھنسیاں ' پٹھوں کا اکڑاؤ ' براسیر ' نواسیر ' بھگندر ' تالو کا سوراخ ' دانت کا درد ' قبض ' درد قولنج ' درد کمر ' نقرس ' چھپاکي متلي ' قے ' زخم و زمین کیڑے پڑنا ' کثرت پیاس ' تشنج ' بیخوابي ' کھانسي خشک و تر ' کرم ' پھوڑے ' ورم پستان ' درد دل ' هیضه ' طاعون ' خنازیر ' درد شکم ' زهر دار ڈنگ ' بھڑ ' سانپ ' بچھو ' آگ سے جلنا ' گرمي کی شدت سے جسم پر گرم دانے نکلنا ' درد ' چوٹ ' خارش نکسیر وغیره وغیره کتاب میں مفصل حال درج هے -

قیمت فی شیشي ایک روپیه چھه شیشي پانچ روپیه درجن دس روپیه محصول ڈاک ذمه خریدار -

آبحیات کا مسیحائي اثر

(سل ' دق ' کھانسي ' سات ماه کي صرف سات دن میں دور)

عالیجناب هز هائینس نواب میر فیض محمد خانصاحب بہادر کے - سي - ایس - آئي والي ریاست خیرپور سندهه

سر اے غلام رسول عرصه سات ماه سے بعارضه بخار لازمي جو ۱۰۴ درجه تھرما میٹر پر رهتا تھا - اور اس کے علاوه کھانسي ایسي شدید تھي کے سونا ' بیٹھنا حرام هو گیا تھا - چونکه سر اے ممدوح اپنے آقاے نامدار میر احمد علي خاں صاحب کي خدمت میں شب و روز رهتا تھا اور کھانا پینا ان کے ساتھه رکھتا تھا - جن کے معالجه کے لئے یوروپین سول سرجن سات سو روپیه روزانه کراچي وغیره سے اور نامور اطباے هندوستان سے جمع کرتے رهے - میر ممدوح مدقوق تھا - کوئي چاره نه چلا اور وه فوت هوگیا - تمام طبیبوں اور ڈاکٹروں نے متفق هوکر کہدیا تھا کے سر اے غلام رسول بھي اسي مرض میں مبتلا هوگیا تھا - آخر جب تمام معالجات سے تنگ آکر بحالت مایوسی سرکار ابد پائدار والي ریاست نے حکیم غلام نبي زبدة الحکماء لاهور کو جو جامع علوم ڈاکٹري و یوناني اور ماهر فنون هر دو طب هیں' متعد ریاست میں براے معالجه طلب فرمایا -

(آبحیات کا کرشمۂ قدرت)

زبدة الحکماء موصوف نے یوروپین ڈاکٹر وغیره میڈیکل افسروں سے اس بات کا اتفاق کیا که مقدمه سل هے - اور جگر بھي بگڑ گیا هے' صرف دس قطره آبحیات کے تین دفعه دینے شروع کیے ' اور تمام انگریزي و یوناني دوائیاں ترک کرادیں - سات ماه کا بخار اور کھانسی ساتویں روز جاتی رهي - یه جادو کے اثر کي خبر ریاست میں مشہور هوگئی - اور آبحیات کے جادو اثر کرشمے اور اس کے سریع العمل اور سریع الاثر لا علاج بیماریوں کا کوئي کم قیمت علاج هے' تو آبحیات تسلیم کر لیا گیا هے - اب سندهه میں جو آتا هے - اسي آبحیات کا طالب هوتا هے - تمام اخباروں میں اسي قصه کو پڑهه لو اور وهاں سے تصدیق کر لو که سر اے غلام رسول اب تندرست هے اور کاروبار ریاست میں مصروف هے -

(العبد - خان بہادر رسول بخش خاں نائب وزیر ریاست خیرپور سندهه)

الغرض آبحیات کي شیشي هر گھر میں موجود هوني ضرور هے - سفر و حضر میں کار آمد - نه ڈاکٹر کي ضرورت هے نه طبیب کي - بیسیوں امراض کي ایک هي تیر بہدف دوا هے' جو کسي قسم کے ضرر کے بغیر فائده دیتی هے -

قیمت في شیشي صرف ایک روپیه - (منیجر)

(شربت مقوي اعصاب)

وه نقص جو بھر پور جواني میں مرد کو رنجیده خاطر بناتے هیں' اس سے دور هوتے هیں - گئي هوئي طاقت کو واپس لاکر مرد کو پورا مرد بناتا هے - افعال قبیحه اور کثرت عیاشی نے جب جسم کي قوت کو گھٹا دیا هو - تو یه شربت خاک میں ملی هوئی امیدیں بر لاتا هے' في شیشی صرف چار روپیه -

(سنون مستحکم دندان)

هلتے دانت مضبوط - بدبو میل دور - دانت موتیوں کي طرح چمکدار قیمت چار توله ایک روپیه -

(سر کا خوشبودار تیل)

بالوں کو خوشبودار رکھنے کے سوا سیاه بالوں کو سفید نہیں هونے دیتا - دافعه ضعف دماغ نزله و زکام في شیشي تین روپیه -

دوائي درد کان - قیمت صرف ایک روپیه -

(سر خسرو)

بعد از غسل اس دوا کے دو قطرے چہرے پر مل لینے سے چہره خوبصورت هو جاتا هے' قیمت في شیشي صرف ایک روپیه

(روغن اعجاز)

برسوں کے زخم دنوں میں بھر جاتے هیں' ناسور ' بھگندر - خنازیر کے گھاؤ اور کاربنکل زخم کا اچھا علاج - قیمت دو توله صرف دو روپیه -

(دوائي پیچش و مروڑ)

نہایت زود اثر اور مجرب دوائي هے - قیمت چار توله صرف ایک روپیه هے -

(خنازیر کا خوردني علاج)

اس دوائي کے کھانے سے گلٹیاں اندر هي اندر بیٹھه جاتي هیں قیمت دو توله صرف دو روپیه -

بخاروں کي شطیه دواء پسینه آکر هر قسم کا بخار ایک گھنٹه میں اتر جاتا هے - قیمت في ڈبیه دو روپیه -

(سفوف دافع درد گرده)

اس کے استعمال سے ریگ مثانه دور هوکر آینده دورۂ درد سے نجات هوتی هے چار توله صرف دو روپیه -

پته - منیجر شفاخانه شهنشاهي ' سند یافته حکیم و ڈاکٹر حاجي ' غلام ' نبي زبدة الحکماء لاهور - موچي دروازه

Tel Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No 648

AL-BALAGH.

Chief Editor
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly ,, Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول رئیس التحریر
احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۱۱ کلکتہ : جمعہ ۱۳ - ربیع الثاني سنہ ۱۳۳۴ ھجري جلد ۱
Calcutta : Friday, 18th February 1916.

افکار و حوادث

گذشتہ جنوري میں "مجوزہ شیعہ کالج" کا جو وفد هز آنر سر جیمس مسٹن بہادرکي خدمت میں بمقام لکھنو پیش هوا تھا ' اسکي روئداد اب ایک رسالہ کي شکل میں شائع کي گئي ہے- روئداد کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۴ - جنوري کو گورنمنٹ هاؤس لکھنو میں ایڈریس پیش کیا گیا ' اور آسکے جواب میں خطاب ملوکانۂ همایوني نے عرض و نیاز کے ایک ایک لفظ کو خلعت قبولیت و پذیرائي عطا فرمایا :

دیدار هم میسر و بوس و کنار هم
از بخت شکر دارم و از روزگار هم !

ادهر عرض نیازکي ارادت کیشي تھي' تو اودهر نگاہ مهرو کرم کي عجز پروري - ادهر عشق کام طلب کي امیدواري تھي ' تو اودهر حسن عشق نوازکي کام فرمائي - ادهر " ادعوني " کي تعمیل میں دست دعا دراز تھا ' تو ادهر وعدۂ " استجب لکم " کي تصدیق میں دروازۂ استجابت باز - ایک طرف سراسر عشق تھا - دوسري طرف سراسر حسن :

وجود او همہ حسن ست و هستیم همہ عشق
بہ بخت دشمن و اقبال دوست سوگند ست !

رسم و راہ کوچۂ عشق کے واقف کار جانتے هیں کہ یہاں حق و هنر کا سوال کام نہیں دیتا' بلکہ اس دنیا کا سارا دار و مدار محض بخشش وکرم پر ہے- آسکي نظریں جسپر پڑ جائیں اور آسکي بے نیازي جسکو سرفرازکردے' وهي سب سے زیادہ مستحق' اور آسي میں سب سے بڑا هنر ہے - استحقاق اور هنر دکھلا کر چاندي اورسونا لیا جاسکتا ہے لیکن محبت کي نظریں اور پیارکي ادائیں نہیں خریدي جاسکتیں - ارسطو اگر لیلي کے خیمہ کا پردہ آٹھاتا اور قیس کي دیوانگي کے مقابلہ میں اپنے فن منطق کو پیش کرتا ' تو آپکو اچھي طرح معلوم ہے کہ کیا جواب ملتا :

معمورۂ دلے اگرت هست بازگوے
کاینجا سخن بہ ملک فریدوں نمي رود

پس عالم حسن و عشق کے کاروبار اور رد و قبول کے احکام دوسرے هیں ' اوریہاں سب سے بڑا جوهر' سب سے بڑا هنر' سب سے بڑا استحقاق ' سب سے بڑي دلیل ' اورسب سے بڑا صغرا کبری یہ ہے کہ آس کي نظریں قبول کرلیں ' اور وہ کہ سب چاهنے والوں کي چاهتیں آسي کیلیے هیں' خود کسي کي شیفتگي کو اپني چاهتوں کیلیے چھانٹ لے - پھر جسکو خود وہ چاہے' اسکي قسمت کا کیا پوچھنا کہ عشق کي شہنشاهي اور اقلیم حسن کي فرماں روائي ہے - بن پڑے تو اپني چاهتوں میں اس خوش نصیب کو بھي شامل کر لیجیے کہ محبوب کا محبوب بھي محبوب هوتا ہے ' اور مذهب عشق کا منتہاء کمال یہي ہے :

چاهیے اچھوں کو جتنا چاهیے
وہ اگر چاهیں تو پھر کیا چاهیے ؟

مرحوم ذوق کي غزلوں میں میں اپنا ذوق بہت کم پاتا هوں تا هم ایک شعر انکا بھي یاد آگیا :

تم جسے یاد کرو پھر آسے کیا یاد رہے
نہ خدائي کي هو پروا نہ خدا یاد رہے

اردو شاعري میں جس چیزکو " معاملہ گوئي " کہتے هیں' شعراے ایران اسے " وقوعہ گوئي " سے تعبیرکرتے هیں - اواخر عہد صفویہ میں فغاني کے اسکول نے جو شعرا پیدا کیے' انھوں نےخاص طور پر اس رنگ کو بہت ترقي دي - ازآنجملہ ضمیري صفاهاني ہے جسکا ایک شعر مجھے نہیں بھولتا :

چو مي بینم کسے از کوے او دل شاد مي آید
فریبے کز وے اول خوردہ بودم یاد مي آید

اس وفد نے جو ایڈریس پیش کیا تھا وہ اسقدر دلچسپ نہیں ہے جسقدر ایڈریس کا جواب دلچسپ ہے' اور ایسا هونا ضروري تھا - عشق خواہ کسي شکل میں هو' عجز و نیاز کیلیے ہے- دلبري و رعنائي کیلیے نہیں ہے - یہ خواص حسن کے هیں - اسکا کوئي جلوہ دلربائي و نظارہ پروري سے خالي نہیں هوتا - یہ تو وہ چیز ہے کہ اگر بے مہري و غیظ و غضب میں هو' جب بھي پیار کرنے هي کي چیز هوتي ہے' پھر لطف و نوازش اور بخشش و کرم کي هوش ربائي کا کیا پوچھنا :

ساغر کو مرے هاتھہ سے لیجیو کہ چلا میں !

هزانر اپنے جواب میں فرماتے هیں :

" اس بیان سے میرا هرگزیہ مطلب نہیں ہے کہ مجھہ کو کسي قوم یا مذهب کے لوگوں کي کوئي خاص رعایت منظور ہے - نہ میرا یہ منشا ہے کہ جو بڑي بلیغ کوششیں ابتک مسلمانوں کي ترقي تعلیم کي نسبت کي گئي هیں انکي بیقدري کي جاے"

لیکن هم حیران هیں کہ اس جملے کے کہنے کي کیا ضرورت تھي ؟ بھلا ایک منت کیلیے بھي کوئي عقلمند هز آنر کي نسبت ایسي بد گماني کرسکتا ہے ؟

نہ هم سمجھے نہ تم آے کہیں سے
پسینہ پونچھیے اپني جبیں سے

مجـوزہ شیعـہ کالـج

" الزمـوا السواد الاعظـم فان ید الله علی الجماعہ' و ایاکم و الفرقۃ' فان الشاذ من الناس للشیطان کما ان الشاذ من الغنم للذئب ' الا ' من دعا الی هذا الشعار فاقتلوہ و لو کان تحت عمامتي هذہ !! " (۱)

(حضرۃ علي علیہ السلام - نہج البلاغہ صفحہ ۲۶۱)

ماذا التـقاطع في الاسلام بینـکمو
و انتمو یا عبـاد اللـہ اخـوان !

(۱)

باوجود اپني هفتوں کے اعراض و اغماض کے' آج میں مجبور ہوا هوں کہ وقت کے ایک ایسے مسئلہ کي نسبت چند کلمات لکھوں جو همیشہ سے اسلامي مباحث و نظر کا سب سے زیادہ مشتبہ و ظنون آلودہ موضوع رہا ہے' اور جو استقدر نا مبارک موضوع ہے جسکو کسي طرح بھي بد گمانیوں اور غلط فہمیوں کي آلودگي سے الگ نہیں کیا جاسکتا - تاهم سچائي کي فاتحانہ حقیقت پر میرا اعتماد ہے' اور اعلان حق اور امر بالمعروف کا فرض شرعي خوف ظنون و هجوم شبہـات سے ساقـط نہیں هوجاسکتا - اگر دنیا میں ایسے لوگ موجود هیں جنکو چراغ کي روشني دھندلي نظر آتي ہے' تو یہ انکي آنکھوں کا ضعف ہے جسکو دور کرنا چاهیے - انکي خاطر چراغ گل نہیں کیے جاسکتے : فذکر ان الذکر تنفع المومنین !

میں آج مجوزہ شیعہ کالج کے متعلق اپنے خیالات ظاهر کرنا چاهتا هوں - مجھہ کو یقین ہے کہ میري اس تحریر کو پڑھکر بہت سے لوگ ظنون فاسدہ میں مبتلا هونگے' اور کوشش کي جائیگي کہ اسکو فریقانہ جذبات و عصبیۃ کي طرف منسوب کیا جاے - لیکن الحمد للہ کہ مجھکو اپنے اُن صدها برادران شیعہ کے جذبات و آراء صادقہ بھي معلوم هیں جو میرے مسلک و اصول کے متعلق پوري بصیرۃ رکھتے هیں' اور امید واثق ہے کہ انکي اصلي حقیقت شناسي وقت کے صناعي و خارجي جذبات سے کبھي بھي مغلوب نہ هوسکیگي :

فاماالـذین في قلـوبهم زیـغ فیتبعون ما تشابہ منـہ ابتغـاء الفتنـــۃ (۳ : ۱۸)	البتہ جن لوگوں کے دماغوں میں کجي اور راستي سے انحراف ہے' تو وہ کلام حق کي صاف صاف اور کھلي کھلي باتوں پر غـور و تفکـر نہیں کرینگے - بلکہ

صرف اُنھي چیزوں کے پیچھے لگے رهینگے جن میں انکو تشابہ اور ابہام نظر آئیگا تاکہ فتنہ و فساد پیدا کریں اور لوگونکو راہ حق سے بھٹکائیں -

(مسئلۂ اصـلاح و تجدید امـۃ)

سب سے پہلے میں یہ ظاهر کردینا چاهتا هوں کہ مسئلۂ " اصلاح و تجدید امۃ " کے متعلق میرا ایک خاص مسلک ہے' اور اس مسلک کي بنیاد محض بعض جزئیات عروج و تنزل کے مشاهدہ و تاثر پر نہیں ہے جیسا کہ گذشتہ پچاس سال کي تمام اصلاحي تحریکوں کا حال رہا ہے' بلکہ اسکي بنیاد وہ کلیات و اصول عقائد هیں جنکو اسلام کي تصریحات' کتاب و سنت کي محکمات' عقل و براهین کي دلالت' تاریخ و استقراء تاریخي کے نظر و اخذ' اور تمام جزئیات ترقي و تنزل امم کے درس و فکر کے بعـد میں نے قرار دیا ہے - اور اس بارے میں ایک پورا مـرتب سلسلۂ عمـل اپنے پیش نظـر رکھتا هوں -

منجملہ اُن عقائد و اصول کے جن پر میرا مسلک دعوۃ مبني ہے' ایک سب سے بڑا اهم اصول وہ ہے جسکو میں" مسئلۂ تحزب و تمذهب" سے تعبیر کرتا هوں هیں' یعني مسلمانوں کا توحید و تالیف کے بعد پھر متفرق هو کر گروہ در گروہ هو جانا اور ایک امۃ قیمہ کي جگہ مختلف ناموں اور مختلف مذهبوں میں بٹ جانا - میرا یہ عقیدہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام ادبار و تنزل کي اصلي و حقیقي علت یہي

(۱) حضرۃ امیر علیہ السلام کے ایک خطبہ کے مشہور کلمات مقدسہ هیں - فرمایا کہ " سواد اعظم کي معیت کو اپنے اوپر لازم کرو کہ اللہ کا هاتھہ جماعت کے ساتھہ ہے - جماعت سے الگ نہو اور تفریق سے بچو' کیونکہ جو شخص اپني جماعت سے الـگ هوگیا وہ شیطان کیلیے هوگیا جس طرح بکري اپني ریوڑ سے الـگ هوکر بھیڑیے کے لیے هوجاتي ہے - آگاہ هو کہ جو شخص تفریق کلمہ کي طـرف بلاے اور جماعت میں پھوٹ ڈالے اسے قتـل کر ڈالو' اگرچہ وہ وهي سر هو جو میرے عمامے کے نیچے چھپا ہے - (یعني اگر میں خود تفرقہ و علحدگي کا باعث هوں تو میں بھي اسي کا مستحق هوں) " سواد اعظم " سے مقصود یہ نہیں ہے کہ صرف تعداد کے لحاظ سے کوئي بڑي جماعت جیسا کہ لوگ سمجھتے هیں' بلکہ مقصود اسلام اور اسکي قومي جماعت ہے' اور وهي اعظـم ہے - ابن ماجہ کي حدیث کا بھي یہي مطلب ہے -

[بقیہ افکار و حوادث]

هم نے ابھي کہا ہے کہ شیوۂ عشق و کمال شیفتگي یہ ہے کہ معشوق پر حکمراني نہ کیجیے' بلکہ اپنے عشق کو اسکے فرمـان حسن کا محکوم کردیجیے - فلسفۂ حسن و عشق کے سب سے بڑے حکیم عرفي شیرازي کا قول فیصل آپکو معلوم ہے :

قبول خاطر معشوق شرط دیدارست
بحکم شوق تماشا مکن کہ بے ادبیست

آپکو اگر دعوئے محبت ہے تو هر اس شے کو پیار کیجیے جسپر پیار کي ایک غلط انداز نظر بھي اُس نے ڈالدي هو- مذهب عشق کي منزل " تفویض " یہي ہے:-

چنانچہ الحمد للہ هم دیکھتے هیں کہ اکثر مدعیان عشق و کمال عشق نے یہي شیوہ اختیار کیا ہے - از انجملہ مجمع عشاق علي گڈہ کثـرهم اللہ تعالی) ہے - باوجودیـکہ یہاں کا هر مجنون و فـرهاد مسئلۂ تعلیم و مرکز تعلیم کے بارے میں ایک لمحہ کیلیے بھي متحمل رقابت نہ تھا' لیکن جونہي نظر محبوب نے اپني محبوبیت کا اعـلان کردیا' معاً سب نے ادعاء رقابت کي تلوار نیام میں رکھـہ لي' اور اب فیصلۂ سرکار حسن کے آگے سب کي گـردنیں خم هیں :

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آے !

چیز ھے' اور جب تک یہ دور نہ ھوگي اس وقت تک کوئي سعي تجدید و احیاء کامیاب نہیں ھوسکتي - مسلمانوں کا سیاسي تنزل' اخلاقي تنزل' علمي تنزل' مدني و عمراني تنزل' یہ تمام جزئیات تنزل ھیں مگر ان میں سے کوئي بھي اسلي اصل نہیں ھے - ان تمام مختلف شاخوں سے گذر کر جب درخت کي جڑ تک نظر پہنچیگي تو صاف نظر آجائیگا کہ علل و اسباب کے کلیات دوسرے ھیں' اور ان میں سب سے زیادہ اھم و نافذ علت مسلمانونکي تالیف کے بعد تفریق' توحید کے بعد تعدد' اجتماع کے بعد افتراق' اور نزول علم کے بعد بغي و عدوان ھے -

بظاھر اس چیز کو ھر شخص محسوس کرتا ھے' اور مسلمانوں کے تنزل کے اسباب پر ماتم کرتے ھوے کوئي آنکھہ ایسي نہیں ھے جسکے آنسوؤں میں اس منظر کو دخل نہو - تقریباً سب کہتے ھیں کہ اختلاف سے اتفاق بہتر ھے اور دشمني پر محبت کو ترجیح دیني چاھیے - با ایں ھمہ بد بختي یہ ھے کہ مسئلۂ اختلاف و افتراق امۃ کو اسکي اصل اھمیت کوئي بھي نہیں دیتا اور کسي کو اسکي توفیق نہیں ملتي کہ ظواھر و آثار سے گذر کر اسباب و علل پر نظر ڈالے' اور صحت نظر کے ساتھہ اصلیت مستورہ کي تشخیص کرے- اگر گذشتہ دور اصلاح و تحریک میں کسي کا قدم یہاں تک پہنچا بھي ھے تو بدبختانہ اسکے بعد کي منزل علاج گم ھوگئي ھے' اور یہ افسانہ بہت طول طویل ھے -

درخت جب سوکھتا ھے تو اسلیے نہیں سوکھتا کہ اسکي شاخوں میں رطوبت نہیں رھي' بلکہ صرف اسلیے کہ رطوبت حیات کا سرچشمہ جڑ ھے اور اسمیں اب زندگي باقي نہیں رھي- اسي طرح کوئي قوم اسلیے نہیں بگڑتي کہ اس نے اپني تعلیم سعادت کي فروعات کو چھوڑ دیا' بلکہ اسلیے کہ اصول و کلیات کا سر رشتہ اسکے ھاتھوں سے جاتا رھا - جب تک جڑ میں زندگي ھے' اسوقت تک درخت کا ایک پتہ بھي خشک نہیں ھوسکتا - لیکن اگر جڑ کو پاني نصیب نہیں تو شاخوں اور پتوں کے اوپر سمندر کے سمندر بھي اونڈیلدو' وہ سر سبز نہیں ھوسکتے -

اسلام کے بھي اصول ھیں اور فروع ھیں - پس مسلمانوں کي تباھي و بربادي کو اصول میں ڈھونڈھنا چاھیے نہ کہ فروع میں - سلام کي اولین اصل عقیدۂ "توحید" ھے - اسي عقیدے کے اندر مسلمانوں کي تمام روح حیات مضمر تھي' اور اسي روح نے انکو دائمي زندگي کي خوشخبري سنائي تھي - لیکن مسلمانوں نے سب سے زیادہ اسي عقیدے سے انحراف کیا - حتی کہ آج اس سے بڑھکر اور کسي اعتقاد میں وہ تجدید دعوۃ کے محتاج نہیں ھیں- جسطرح عقیدۂ توحید کے معنی یہ نہ تھے کہ مشرکین مکہ کي طرح زبان سے تو ایک صانع کل کا اقرار کردیا جاے (لیقولن اللہ) لیکن اپني عملي زندگي پر صدھا غیر الہي عبودیتوں کي لعنت بھي طاري کرلي جاے' اسي طرح توحید کي حقیقت کے ساتھہ یہ ضلالت بھي جمع نہیں ھوسکتي تھي کہ ایک فاطر السماوات والارض کي بندگي کا دعوا کرکے' بہت سے خداؤں کے ماننے والوں کي طرح بہت سي جماعتوں اور شکلوں میں متفرق ھوجائیں - اعتقاد توحید کا اولین مطالبہ یہ تھا کہ تمام کرۂ ارضي کي سعادت و ھدایت کیلیے ایک ایسي امۃ عادلہ طیار ھو' جو تمام پچھلي قوموں کے برخلاف اپنے تمام عقائد و اعمال کے اندر جلوۂ توحید رکھے - اسکا خدا ایک ھو' اسکا مبدء حکم و سلطاني ایک ھو' اسکا مصدر امر و نہي ایک ھو' اسکي کتاب اللہ ایک ھو' اسکا رسول اللہ ایک ھو' اسکا قبلہ ایک ھو' اسکا نام ایک ھو' اسکے خصائص و اعمال ایک ھوں - یعنے جسطرح اسکا خدا وحدہ لا شریک ھو' اسي طرح اسکا قرآن بھي اپني ھدایت میں' اسکا رسول بھي اپني تعلیم کتاب و حکمت میں' اور اسکي امۃ بھي اپنے خصائص و محامد اور وحدۃ و یگانگت میں وحدہ لا شریک ھو!

ان ھذہ امتکم امۃ واحدہ و انا ربکم فاتقون !

یہي وجہ ھے کہ قرآن نے اسلام کي حقیقت اصلي اس چیز کو بتلایا ھے' جو اختلاف و تفرق کے ساتھہ جمع ھي نہیں ھوسکتي - وہ ھر جگہ اسلام کو "وحدۃ و تالف" اور کفر کو "تعدد و تشتت" قرار دیتا ھے - اور جس شدت اور اعادہ و تکرار کے ساتھہ شرک سے روکتا ھے' ٹھیک ٹھیک اسي طرح تفریق و شقاق سے بھي باز رکھنا چاھتا ھے - وہ بار بار کہتا ھے کہ تم "مغضوب علیھم" یعني یہود اور "الضالین" یعني نصاری کي ضلالتوں سے اپنے آپکو بچاؤ اور "انعام یافتہ" جماعتوں کي راہ پر چلو - پھر جا بجا تشریح کرتا ھے کہ یہود و نصاری کي سب سے بڑي ضلالت یہ تھي کہ انہوں نے نزول "علم" یعني نزول شریعت کے بعد راہ شقاوت اختیار کي - خدا نے انکو ایک کردیا تھا پر وہ ایک نہ رھے' اور مختلف مذھبوں' مختلف جماعتوں' مختلف ناموں' مختلف غیر الہي عبودیتوں میں متفرق ھوگئے :

الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا' وکل حزب بما لدیھم فرحون (۳۰ : ۳۲)	ان لوگوں کي راہ اختیار نہ کرو جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا' اور ایک امۃ ھونے کي جگہ گروہ گروہ ھوگئے - ھر فرقہ اپنے ھي خیالات و اوھام کو حق سمجھتا ھے اور اسپر قانع اور خوشحال ھے !

اس سے بھي زیادہ یہ کہ جا بجا واضح کیا کہ کسي امت کیلیے تالیف و اتحاد رحمت الہي ھے' اور تحزب و تفرق عذاب الہي - خدا جب کبھي کسي قوم کو سزا دینا چاھتا ھے تو اسمیں باھمي تفرقہ اور اختلاف ڈالدیتا ھے :

قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذاباً من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا یذیق بعضکم بأس بعض (۶ : ۶۵)	کہدے کہ اللہ اسپر قادر ھے کہ وہ تم پر اوپر سے کوئي عذاب لاے یا تمہارے قدموں کے نیچے ھي سے اسکا عذاب نمایاں ھو' یا پھر تمہارے اندر پھوٹ ڈالدے - تم گروہ

گروہ اور جماعت جماعت ھوجاؤ' اور باھم ایک دوسرے سے لڑکر خود اپني ھي تلوار سے اپنے کو ھلاک کرو -

اللہ کے رسول نے سب سے بڑي وصیت امۃ کو یہي کي :

لا ترجعوا بعدي کفارا یضرب بعضکم اعناق بعض (بخاري)	میں نے تمکو عذاب شقاق و افتراق سے نکالکر اتحاد و تالیف کي رحمت کا پیکر بنا دیا ھے - لیکن میرے بعد کافروں

کا طریق اختیار نہ کرنا کہ باھم ایک کي تلوار دوسرے کي گردن پر چلے -

اور یہي چیز ھے جسکي طرف باب مدینۃ العلم حضرۃ امیر علیہ السلام نے اپنے ایک خطبۂ مقدسہ میں دعوۃ دي :

الا ھم واحد' و نبیھم واحد' و کتابھم واحد' افامرھم اللہ بالاختلاف فاطاعوہ' ام نہاھم عنہ فعصوہ؟ ام انزل اللہ دینا ناقصا فاستعان بھم علی اتمامہ؟ (نہج البلاغۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۶۲)	انکا خدا ایک ھے' نبي ایک ھے' کتاب ایک ھے' پھر کیا ھے کہ وہ باھم اختلاف کرتے ھیں؟ خدا نے کیا انکو اختلاف کا حکم دیا ھے کہ اسکي پیروي میں مختلف ھو رھے ھیں؟ یا اس نے اختلاف سے روکا ھے اور وہ حکم الہي کي نافرماني کر رھے ھیں؟ یا پھر یہ ھے کہ خدا نے ناقص دین اتارا اور اسلیے اس طریق سے اب اسکو مکمل کرنا چاھتے ھیں؟

قرآن حکیم کي بے شمار تصریحات کو میں ایک تمہیدي تحریر میں کہانتک نقل کروں؟ مختصر یہ کہ سب کو یاد ھے اور سب پڑھتے

مجوزہ شیعہ کالج

" الزموا السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعۃ ' و ایاکم و الفرقۃ ' فان الشاذ من الناس للشیطان کما ان الشاذ من الغنم للذئب ' الا ' من دعا الی ھذا الشعار فاقتلوہ و لو کان تحت عمامتي ھذہ ! ! " (۱)

(حضرۃ علي علیہ السلام - نہج البلاغۃ صفحہ ۲۶۱)

ماذا التقاطع في الاسلام بینکمو
و انتمو یا عباد اللہ اخوان !

(۱)

باوجود کئي ھفتوں کے اعراض و اغماض کے ' آج میں مجبور ھوا ھوں کہ وقت کے ایک ایسے مسئلہ کي نسبت چند کلمات لکھوں جو ھمیشہ سے اسلامي مباحث و نظر کا سب سے زیادہ مشتبہ و ظنون آلود موضوع رھا ھے ' اور جو اسقدر نا مبارک موضوع ھے جسکو کسي طرح بھي بد گمانیوں اور غلط فہمیوں کي آلودگي سے الگ نہیں کیا جاسکتا - تاھم سچائي کي فاتحانہ حقیقت پر میرا اعتماد ھے ' اور اعلان حق اور امر بالمعروف کا فرض شرعي خوف ظنون و ھجوم شبہات سے ساقط نہیں ھوجاسکتا - اگر دنیا میں ایسے لوگ موجود ھیں جنکو چراغ کي روشني دھندلي نظر آتي ھے ' تو یہ انکي آنکھوں کا ضعف ھے جسکو دور کرنا چاھیے - انکي خاطر چراغ گل نہیں کیے جاسکتے : فذکر ان الذکر تنفع المومنین !

میں آج مجوزہ شیعہ کالج کے متعلق اپنے خیالات ظاھر کرنا چاھتا ھوں - مجھہ کو یقین ھے کہ میري اس تحریر کو پڑھکر بہت سے لوگ ظنون فاسدہ میں مبتلا ھونگے ' اور کوشش کي جائیگي کہ اسکو فریقانہ جذبات و عصبیۃ کي طرف منسوب کیا جاے - لیکن الحمد للہ کہ مجھکو اپنے اُن صدھا برادران شیعہ کے جذبات و آراء صادقہ بھي معلوم ھیں جو میرے مسلک و اصول کے متعلق پوري بصیرۃ رکھتے ھیں ' اور امید واثق ھے کہ انکي اصلي حقیقت شناسي وقت کے صناعي و خارجي جذبات سے کبھي بھي مغلوب نہ ھوسکیگي :

فاما الذین في قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ (۳ : ۱۸)	البتہ جن لوگوں کے دماغوں میں کجي اور راستي سے انحراف ھے ' تو وہ کلام حق کي صاف صاف اور کھلي کھلي باتوں پر غور و تفکر نہیں کرینگے - بلکہ

صرف اُنھي چیزوں کے پیچھے لگے رھینگے جن میں انکو تشابہ اور ابہام نظر آئیگا تاکہ فتنہ و فساد پیدا کریں اور لوگونکو راہ حق سے بھٹکائیں -

(مسئلۂ اصلاح و تجدید امۃ)

سب سے پہلے میں یہ ظاھر کردینا چاھتا ھوں کہ مسئلۂ " اصلاح و تجدید امۃ " کے متعلق میرا ایک خاص مسلک ھے ' اور اس مسلک کي بنیاد محض بعض جزئیات عروج و تنزل کے مشاھدہ و تاثر پر نہیں ھے جیسا کہ گذشتہ پچاس سال کي تمام اصلاحي تحریکوں کا حال رھا ھے ' بلکہ اسکي بنیاد وہ کلیات و اصول عقائد ھیں جنکو اسلام کي تصریحات ' کتاب و سنت کي محکمات ' عقل و براھین کي دلالت ' تاریخ و استقراء تاریخي کے نظر و اخذ ' اور تمام جزئیات ترقي و تنزل امم کے درس و فکر کے بعد میں نے قرار دیا ھے - اور اس بارے میں ایک پورا مرتب سلسلۂ عمل اپنے پیش نظر رکھتا ھوں -

منجملہ اُن عقائد و اصول کے جن پر میرا مسلک دعوۃ مبني ھے ' ایک سب سے بڑا اھم اصول وہ ھے جسکو میں " مسئلۂ تحزب و تمذھب " سے تعبیر کرتا ھوں ھیں ' یعنے مسلمانوں کا توحید و تالیف کے بعد پھر متفرق ھو کر گروہ در گروہ ھو جانا اور ایک امۃ قیمہ کي جگہ مختلف ناموں اور مختلف مذھبوں میں بٹ جانا - میرا یہ عقیدہ ھے کہ مسلمانوں کے تمام ادبار و تنزل کي اصلي و حقیقي علت یہي

(۱) حضرۃ امیر علیہ السلام کے ایک خطبہ کے مشہور کلمات مقدسہ ھیں - فرمایا کہ " سواد اعظم کي معیت کو اپنے اوپر لازم کر و کہ اللہ کا ھاتھہ جماعت کے ساتھہ ھے - جماعت سے الگ نہو اور تفریق سے بچو ' کیونکہ جو شخص اپني جماعت سے الگ ھوگیا وہ شیطان کیلیے ھوگیا جس طرح بکري اپني ریوڑ سے الگ ھوکر بھیڑے کے لیے ھوجاتي ھے - آگاہ ھو کہ جو شخص تفریق کلمہ کي طرف بلاے اور جماعت میں پھوٹ ڈالے اسے قتل کر ڈالو ' اگرچہ وہ وھي سر ھو جو میرے عمامے کے نیچے چھپا ھے - (یعني اگر میں خود تفرقہ و علحدگي کا باعث ھوں تو میں بھي اسي کا مستحق ھوں) " سواد اعظم " سے مقصود یہ نہیں ھے کہ صرف تعداد کے لحاظ سے کوئي بڑي جماعت جیسا کہ لوگ سمجھتے ھیں ' بلکہ مقصود اسلام اور اسکي قومي جماعت ھے ' اور وھي اعظم ھے - ابن ماجہ کي حدیث کا بھي یہي مطلب ھے -

[بقیہ افکار و حوادث]

ھم نے ابھي کہا ھے کہ شیوۂ عشق و کمال شیفتگي یہ ھے کہ معشوق پر حکمراني نہ کیجیے ' بلکہ اپنے عشق کو اسکے فرمان حسن کا محکوم کردیجیے - فلسفۂ حسن و عشق کے سب سے بڑے حکیم عرفي شیرازي کا قول فیصل آپکو معلوم ھے :

قبول خاطر معشوق شرط دیدارست
بحکم شوق تماشا مکن کہ بے ادبیست

آپکو اگر دعوے محبت ھے تو ھر اس شے کو پیار کیجیے جسپر پیار کي ایک غلط انداز نظر بھي اُس نے ڈالدي ھو - مذھب عشق کي منزل " تفویض " یہي ھے :-

چنانچہ الحمد للہ ھم دیکھتے ھیں کہ اکثر مدعیان عشق و کمال عشق نے یہي شیوہ اختیار کیا ھے - از انجملہ مجمع عشاق علي گڈ (کثرھم اللہ تعالی) ھے - باوجودیکہ یہاں کا ھر مجنون و فرھاد مسئلۂ تعلیم و مرکز تعلیم کے بارے میں ایک لمحہ کیلیے بھي متحمل رقابت نہ تھا ' لیکن جونہي نظر محبوب نے اپني محبوبیت کا اعلان کردیا ' معاً سب نے ادعاء رقابت کي تلوار نیام میں رکھہ لي ' اور اب فیصلۂ سرکار حسن کے آگے سب کي گردنیں خم ھیں :

سر تسلیم خم ھے جو مزاج یار میں آے !

چیز ہے' اور جب تک یہ دور نہ ہوگی اس وقت تک کوئی سعی تجدید و احیاء کامیاب نہیں ہوسکتی - مسلمانوں کا سیاسی تنزل' اخلاقی تنزل' علمی تنزل' مدنی و عمرانی تنزل' یہ تمام جزئیات تنزل ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی کلی اصل نہیں ہے - ان تمام مختلف شاخوں سے گذر کر جب درخت کی جڑ تک نظر پہنچیگی تو صاف نظر آجائیگا کہ علل و اسباب کے کلیات دوسرے ہیں' اور ان میں سب سے زیادہ اہم و نافذ علت مسلمانونکی تالیف کے بعد تفریق' توحید کے بعد تعدد' اجتماع کے بعد افتراق' اور نزول علم کے بعد بغی و عدوان ہے -

بظاہر اس چیز کو ہر شخص محسوس کرتا ہے' اور مسلمانوں کے تنزل کے اسباب پر ماتم کرتے ہوے کوئی آنکھ ایسی نہیں ہے جسکے آنسوؤں میں اس منظر کو دخل نہو - تقریباً سب کہتے ہیں کہ اختلاف سے اتفاق بہتر ہے اور دشمنی پر محبت کو ترجیح دینی چاہیے - با ایں ہمہ بد بختی یہ ہے کہ مسئلۂ اختلاف و افتراق امة کو اسکی اصل اہمیت کوئی بھی نہیں دیتا اور کسی کو اسکی توفیق نہیں ملتی کہ ظواہر و آثار سے گذر کر اسباب و علل پر نظر ڈالے' اور صحت نظر کے ساتھہ اصلیت مستورہ کی تشخیص کرے - اگر گذشتہ دور اصلاح و تحریک میں کسی کا قدم یہاں تک پہنچا بھی ہے تو بدبختانہ اسکے بعد کی منزل علاج گم ہوگئی ہے' اور یہ افسانہ بہت طول طویل ہے -

درخت جب سوکھتا ہے تو اسلیے نہیں سوکھتا کہ اسکی شاخوں میں رطوبت نہیں رہی' بلکہ صرف اسلیے کہ رطوبت حیات کا سرچشمہ جڑ ہے اور اسمیں اب زندگی باقی نہیں رہی - اسی طرح کوئی قوم اسلیے نہیں بگڑتی کہ اس نے اپنی تعلیم سعادت کی فروعات کو چھوڑ دیا' بلکہ اسلیے کہ اصول و کلیات کا سر رشتہ اسکے ہاتھوں سے جاتا رہا - جب تک جڑ میں زندگی ہے' اسوقت تک درخت کا ایک پتہ بھی خشک نہیں ہوسکتا - لیکن اگر جڑ کو پانی نصیب نہیں تو شاخوں اور پتوں کے اوپر سمندر کے سمندر بھی انڈیلدو' وہ سر سبز نہیں ہوسکتے -

اسلام کے بھی اصول ہیں اور فروع ہیں - پس مسلمانوں کی تباہی و بربادی کو اصول میں ڈھونڈھنا چاہیے نہ کہ فروع میں - سلام کی اولین اصل عقیدۂ "توحید" ہے - اسی عقیدے کے اندر مسلمانوں کی تمام روح حیات مضمر تھی' اور اسی روح نے انکو دائمی زندگی کی خوشخبری سنائی تھی - لیکن مسلمانوں نے سب سے زیادہ اسی عقیدے سے انحراف کیا - حتی کہ آج اس سے بڑھکر اور کسی اعتقاد میں وہ تجدید دعوة کے محتاج نہیں ہیں - جسطرح عقیدۂ توحید کے معنی یہ نہ تے کہ مشرکین مکہ کی طرح زبان سے تو ایک صانع کل کا اقرار کردیا جاے (لیقولن اللہ) لیکن اپنی عملی زندگی پر صدہا غیر الہی عبودیتوں کی لعنت بھی طاری کرلی جاے' اسی طرح توحید کی حقیقت کے ساتھہ یہ ضلالت بھی جمع نہیں ہوسکتی تھی کہ ایک فاطر السماوات والارض کی بندگی کا دعوا کرکے' بہت سے خداؤں کے ماننے والوں کی طرح بہت سی جماعتوں اور شکلوں میں متفرق ہوجائیں - اعتقاد توحید کا اولین مطالبہ یہ تھا کہ تمام کرۂ ارضی کی سعادت و ہدایت کیلیے ایک ایسی امة عادلہ طیار ہو' جو تمام پچھلی قوموں کے برخلاف اپنے تمام عقائد و اعمال کے اندر جلوۂ توحید رکھے - اسکا خدا ایک ہو' اسکا مبدأ حکم و سلطانی ایک ہو' اسکا مصدر امر و نہی ایک ہو' اسکی کتاب اللہ ایک ہو' اسکا رسول اللہ ایک ہو' اسکا قبلہ ایک ہو' اسکا نام ایک ہو' اسکے خصائص و اعمال ایک ہوں - یعنے جسطرح اسکا خدا وحدہ لا شریک ہو' اسی طرح اسکا قرآن بھی اپنی ہدایت میں' اسکا رسول بھی اپنی تعلیم کتاب و حکمت میں' اور اسکی امة بھی اپنے خصائص و محامد اور وحدة و یگانگت میں وحدہ لا شریک ہو!

ان ہذہ امتکم امة واحدہ و انا ربکم فاتقون !

یہی وجہ ہے کہ قرآن نے اسلام کی حقیقت اصلی اس چیز کو بتلایا ہے' جو اختلاف و تفرق کے ساتھہ جمع ہی نہیں ہوسکتی - وہ ہر جگہ اسلام کو "وحدة و تالف" اور کفر کو "تعدد و تشتت" قرار دیتا ہے - اور جس شدت اور اعادہ و تکرار کے ساتھہ شرک سے روکتا ہے' ٹھیک ٹھیک اسی طرح تفریق و شقاق سے بھی باز رکھنا چاہتا ہے - وہ بار بار کہتا ہے کہ تم "مغضوب علیہم" یعنی یہود اور "الضالین" یعنی نصاری کی ضلالتوں سے اپنے آپکو بچاؤ اور "انعام یافتہ" جماعتوں کی راہ پر چلو - پھر جا بجا تشریح کرتا ہے کہ یہود و نصاری کی سب سے بڑی ضلالت یہ تھی کہ انہوں نے نزول "علم" یعنی نزول شریعت کے بعد راہ شقاوت اختیار کی - خدا نے انکو ایک کردیا تھا پر وہ ایک نہ رہے' اور مختلف مذہبوں' مختلف جماعتوں' مختلف ناموں' مختلف غیر الہی عبودیتوں میں متفرق ہوگئے :

الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا' وکل حزب بما لدیہم فرحون (۳۰ : ۳۲)	ان لوگوں کی راہ اختیار نہ کرو جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا' اور ایک امة ہونے کی جگہ گروہ گروہ ہوگئے - ہر فرقہ اپنے ہی خیالات و اوہام کو حق سمجھتا ہے اور اسپر قانع اور خوشحال ہے !

اس سے بھی زیادہ یہ کہ جا بجا واضح کیا کہ کسی امت کیلیے تالیف و اتحاد رحمت الہی ہے' اور تحزب و تفرق عذاب الہی - خدا جب کبھی کسی قوم کو سزا دینا چاہتا ہے تو اسمیں باہمی تفرقہ اور اختلاف ڈالدیتا ہے :

قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم عذاباً من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا یذیق بعضکم باس بعض (۶ : ۶۵)	کہدے کہ اللہ اسپر قادر ہے کہ وہ تم پر اوپر سے کوئی عذاب لاے یا تمہارے قدموں کے نیچے ہی سے اسکا عذاب نمایاں ہو' یا پھر تمہارے اندر پھوٹ ڈالدے - تم گروہ

گروہ اور جماعت جماعت ہوجاؤ' اور باہم ایک دوسرے سے لڑکر خود اپنی ہی تلوار سے اپنے کو ہلاک کرو -

اللہ کے رسول نے سب سے بڑی وصیت امة کو یہی کی :

لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم اعناق بعض (بخاری)	میں نے تمکو عذاب شقاق و افتراق سے نکالکر اتحاد و تالیف کی رحمت کا پیکر بنا دیا ہے - لیکن میرے بعد کافروں

کا طریق اختیار نہ کرنا کہ باہم ایک کی تلوار دوسرے کی گردن پر چلے -

اور یہی چیز ہے جسکی طرف باب مدینة العلم حضرة امیر علیہ السلام نے اپنے ایک خطبۂ مقدسہ میں دعوة دی :

الا ہم واحد' و نبیہم واحد' و کتابہم واحد' افامرہم اللہ بالاختلاف فاطاعوہ' ام نہاہم عنہ فعصوہ؟ ام انزل اللہ دینا ناقصا فاستعان بہم علی اتمامہ؟ (نہج البلاغة مطبوعہ مصر صفحہ ۶۲)	انکا خدا ایک ہے' نبی ایک ہے' کتاب ایک ہے' پھر کیا ہے کہ وہ باہم اختلاف کرتے ہیں؟ خدا نے کیا انکو اختلاف کا حکم دیا ہے کہ اسکی پیروی میں مختلف ہو رہے ہیں؟ یا اس نے اختلاف سے روکا ہے اور وہ حکم الہی کی نافرمانی کر رہے ہیں؟ یا پھر یہ ہے کہ خدا نے ناقص دین اتارا اور اسلیے اس طریق سے اب اسکو مکمل کرنا چاہتے ہیں؟

قرآن حکیم کی بے شمار تصریحات کو میں ایک تمہیدی ٹکڑے میں کہانتک نقل کروں؟ مختصر یہ کہ سب کو یاد ہے اور سب پڑھتے

هیں : و اعتصموا بحبل الله جمیعـا و لا تفرقوا ‘ و اذکروا نعمة الله علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم ‘ فاصبحتم بنعمته اخوانا - آگے چلکر فرمایا : و لا تکونوا کالذین تفرقوا و اختلفوا من بعد ماجاءهم البینات - اور اُن قوموں کي طرح نه هوجاؤ جو تم سے پہلے گذر چکي هیں‘ اور جنکا حال یه رها هے که خدا کي شریعت کے نزول کے بعد پهر متفرق هوگئیں اور اتحاد کي جگهه اختلاف کي راه اختیار کي -

لیکن بد بختانه مسلمانوں نے وهي کیا جس سے وه روکے گئے تهے - خدا نے انکو دوسروں کیلیے تلوار دي تهي ‘ انهوں نے خود اپنوں پر چلائي - خدا نے انکو ایک بنایا تها‘ وه متعدد جماعتوں میں متفرق هوگئے - خدا نے انکو ایک شریعت دي تهي‘ انهوں نے بهت سي شریعتیں بنالیں - خدا نے انکا ایک هي نام "مسلم" رکها تها : هو سماکم المسلمین من قبل و في هذا (۲۲ : ۷۸) ان الدین عند الله الاسلام (۳ : ۱۷) یعني دین الهي صرف اسلام هے اور الله نے تمهارا نام همیشه سے اور همیشه کیلیے صرف مسلم رکها هے - مگر ان میں سے هر جماعت نے اپنا الگ الگ نام رکها ‘ اور اصلین کتاب و سنت سے اسقدر بعد و هجر‘ اور "ما انزل الله بها من سلطان" سے اسقدر شغف و وصل هوگیا ‘ که اپنے ٹهراے هوے ناموں سے اپنے تئیں پکار کر هر جماعت خوش هوتي هے‘ مگر خدا کے ٹهراے هوے نام میں اسکے لیے بڑا هي دکهه اور بڑي هي ذلت هے ‘ حتی که اگر اسطرف دعوة دي جاتي هے تو اسے کفر و ضلالت سے منسوب کرتي هے - ٹهیک ٹهیک یهودیوں کي حالت انهوں نے اپنے اوپر طاري کرلي که " فتقطعوا امرهم بینهم زبرا کل حزب بما لدیهم فرحون !

پس یه اختلاف و شقاق ایک عذاب الهي هے ‘ مسلمانوں کي سب سے بڑي معصیت هے‘ سب سے بڑا طغیان هے‘ سب سے بڑا عدوان هے‘ انکے تمام مصائب و خسران قومي کا مبدء حقیقي هے - زمین کي سطح پر مسلمانوں نے اس سے بڑهکر اور کوئي گناه نهیں کیا ‘ اور خدا نے جسقدر بهي اسوقت تک انکو سزائیں دي هیں‘ وه سب کي سب اسي بڑے جرم کي پاداش هیں : ذالک بان الله لم یک مغیرا نعمة انعمها علی قوم حتی یغیروا ما بانفسهم و ان الله سمیع علیم (۸ : ۵۵)

اس اختلاف و تحزب کے علل و اسباب کیا کیا هیں ؟ اسکا علاج حقیقي کیا هے ؟ دائمي علاج اگر نه هوسکے تو عارضي علاج کي کیا صورت هے ؟ جسقدر علاج ابتک کیے گئے کیوں کامیاب نهیں هوے؟ ان پهلوؤں پر میں اس وقت نظر نهیں ڈالونگا ‘ کیونکه مقصود صرف اپنے اصول دعوة و اصلاح کو واضح کرنا هے‘ نه که اصل مسئله پر نظر ڈالنا -

(عود الی المقصد)

سطور مندرجه صدر سے یه چیز تمهارے سامنے واضح هوگئي هوگي که مسئله اختلاف و تفریق کے متعلق میرا عقیده کیا هے‘ اور کس نظر سے میں اسے دیکهتا هوں؟ اسي عقیده کا نتیجه هے که همیشه اتحاد کلمه کي دعوة میرے تمام کار و بار دعوة کي اولین بنیاد و اساس رهي هے ‘ اور یه کسي طرح بهي ممکن نهیں که اپني تحریر و تقریر کي کسي شاخ میں اس اصل مهم سے اعراض کرسکوں - ایک شخص فروعات عمل میں ٹهوکر کها سکتا هے ‘ لیکن اپنے عقیدے اور اصل و کلیه کو کبهي نهیں بهلا سکتا -

الحمد لله که گذشته چار سال کي متصل تحریر و اشاعات کي زندگي میں میں نے کبهي اس اصل جلیل و عظیم سے سر مو انحراف نهیں کیا‘ اور میري اُن تمام تحریرات و مطبوعات میں جو هر آٹهویں دن دنیا کے سامنے آشکارا هوجاتي تهیں‘ ایک مضمون‘ ایک سطر‘ ایک لفظ‘ نهیں دکهلایا جاسکتا جسمیں فریقانه تعصبات اور فرقه بندي کے ناپاک جذبات کا ایک شائبه بهي پایا جاتا هو : و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء -

جو شخص اپنے عقائد محکمه میں نفس اختلاف و شقاق هي کو ایک ایسي ضلالت سمجهتا هو جو کبهي اسلام کے ساتهه جمع نهیں هوسکتي‘ اور جو شخص اسلام کي حقیقت کو " وحدت " اور کفر کا مفهوم " تفرق " یقین کرتا هو‘ کیونکر ممکن هے که وه خود تفریق و اختلاف کا موجب بنے ‘ اور جس آگ کو بجهانے کیلیے اٹها هے ‘ اسکو اور زیاده بهڑکاے ؟

میں نے الحمد لله که سني شیعه کي تفریق سے فهم حقیقت کي ایک بالا تر جگه پائي هے ‘ اور میں عزت پاکر پهر اسے نهیں کهو دونگا که فرو تر جگه اختیار کروں - راه حقیقت طلبي میں میرا پهلا قدم رهي تها جو ان تمام فریقانه راهوں سے یک قلم الگ هوکر ایک دوسري گم شده راه کے سراغ میں اٹها‘ اور اُس صراط مستقیم کو اپنے سامنے پایا جسکي نسبت اول دن هي کهدیا گیا تها که :

فاتبعوه و لا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله - اسلام کي اس ایک هي صراط مستقیم کو اختیار کرو - بهت سي راهوں پر نه چلو -

میں نے همیشه اتحاد کلمه کي دعوة دي ‘ همیشه اختلاف و انشقاق کي تمام صداؤں سے مخالفت کي ‘ همیشه اُن لوگوں کو ملامت کي جو محض فریقانه جذبات کي وجه سے مسلمانوں کے حقوق پامال کرتے اور انکو اپني اسلامي اخوت کا کوئي حصه دینا نهیں چاهتے هیں - میں نے کبهي سنیوں کي کسي بات کو محض اسلیے اچها نهیں کها که وه سني هیں‘ اور شیعوں کي کس سچائي سے اسلیے انکار نهیں کیا که وه شیعه هیں - حق و باطل کے مقام کي طهارت جماعت بندي کي گندگي سے آلوده نهیں هوسکتي ‘ اور یه تفریقات اس شخص کے لیے کیا موثر هوسکتي هیں جو سرے سے اس تفریق کي زنجیر هي کو توڑ چکا هو ؟ میں نهیں جانتا که سنیت کیا چیز هے اور شیعیت کسے کهتے هیں ؟ میں الله پر ایمان رکهتا هوں‘ اسکي کتاب میرے پاس هے‘ میں نے اسکے رسول کو پهچانا هے ‘ مجهکو عقل دي گئي هے اور اشیاء کے حقائق ثابته کو تسلیم کرتا هوں‘ پس جو چیز سفید هے سفید هے‘ جو سیاه هے سیاه هے - کوئي سفید کپڑا اسلیے سیاه نهیں هوجا سکتا که اسکو فلاں فرقه نے پهنا ‘ اور کوئي حق اسلیے باطل نهیں هوجا سکتا که یه فلاں انسان کي طرف منسوب هے -

یه هیں میرے عقائد‘ یه هے میرا مسلک‘ اور یه هے وه بصیرة راسخه جو کتاب و سنت نے مجهے عطا کي هے - اسي بصیرة نے مجهکو همیشه فریقانه نزاعات سے الگ رکها - اور وهي آج مجهکو مجبور کرتي هے که اپنے ان عزیز و محترم بهائیوں کے آگے جنهوں نے اپني مصلحت پر غیروں کے مقاصد کو ترجیح دي هے ‘ دشمنوں کي طرح نهیں بلکه دوستوں کي طرح ‘ غیروں کي طرح نهیں بلکه اپنوں کي طرح‘ بڑوں کے حکم و غرور کے ساتهه نهیں بلکه چهوٹوں کے عجز و نیاز کے ساتهه ‘ مجوزه شیعه کالج کے طرز و اسلوب کار سے اپنا اختلاف پیش کروں : فستذکرون ما اقول لکم و افوض امري الی الله ان الله بصیر بالعباد -

اطـــلاع

اگر الهـلال کي پهلي شش ماهي جلد کسي صاحب کے پاس مکمل موجود هو‘ اور وه فروخت کرنا چاهیں تو دفتر کو اطلاع دیں -

مذاکرہ علمیہ

علـــم الانسان

ANTHROPOLOGY.

تلک آثارنا تـــدل علینـــا
فاسئلوا حالـــنا عن الآثار!

اگر هم انسان کو به حیثیت ایک نوع کے اپنے درس و مطالعه کا موضوع قرار دیں' تو اسکے متعلق متعدد سوالات پیدا هونگے -

مثلاً یه که نوع انسانی کیونکر عالم وجود میں آئی ؟ اسکی نوعی حیثیت دفعتاً پیدا هوگئی یا بتدریج پیدا هوئی ؟ وه کب سے هے ؟ اسکی ترکیب جسمانی کیا هے ؟ اسکی اور دیگر حیوانات کی ترکیب جسمانی میں کیا فرق هے ؟ موثرات خارجیه کا اس پر کیا اثر پڑا هے ؟ مختلف اقوام میں باهمی علاقه کیا هے ؟ مختلف اقوام عالم کسی ایک فرد انسانی هی سے پیدا هوی هیں یا چند افراد سے ؟ زبان ' مذهب ' اخلاق ' عادات ' اور رسوم میں اختلاف کے اسباب کیا هیں ؟ یه مختلف شکلیں کن عام اصول کے ماتحت هیں ؟

ان سوالات کے جواب اگر علیحده علیحده دیے جائیں تو وه مختلف اور مستقل علوم کے مباحث هونگے -

مثلاً انسان کی تدریجی یا مستقل آفرینش کا تعلق علم الحیات سے هے - اسکی ترکیب جسمانی کی بحث علم تشریح اور علم وظائف الاعضاء میں داخل هے - انسان اور دیگر حیوانات کی جسمانی ساخت میں وجوه مشابهت و اختلاف کا علم تشریح اضافی کا موضوع هے - و هلم جرا -

لیکن اگر ان تمام سوالات پر یکجائی نظر ڈالی جاے' اور کسی ایک سلسله کے ماتحت انکے جواب دیے جائیں تو یه مجموعی جوابات ایک کلی علم الانسان کا مایهٔ خمیر هونگے -

پس درحقیقت علـم الانسان (Anthropology) نـوع انسانی کی ایک تاریخ طبیعی هے جس میں بحث کے تمام ممکن پہلوؤں پر نظر ڈالی جاتی هے ' اور قانون ارتقاء (یعنے کائنات کی رفته رفته بتدریج ترقی و تکمیل) کی روشنی میں یه معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی هے که نوع انسانی پر آغاز آفرینش سے لیکر اسوقت تک کیا کیا تغیرات گزرے هیں ؟

(نـــوع انســانی کی قـدامـــت)

نوع انسانی کے متعلق اولین سوال یه پیدا هوتا هے که اسکی آفرینش مستقل هے یا تدریجی ؟ یعنی اسکی موجوده نوعی حیثیت اسکے عالم وجود میں آنے کے وقت سے هے یا یه مختلف تغیرات تدریجی کا نتیجه هے' جسے اصطلاح میں ارتقاء کہتے هیں ؟

لیکن هم اس سوال کو سردست قلم انداز کرتے هیں -

اسکے بعد دوسرا سوال یه پیدا هوتا هے که نوع انسانی اس کرهٔ ارضی پر کب سے هے ؟ بظاهر اس سوال کا جواب تاریخ دیسکتی هے ' لیکن تاریخ کی طرف رجوع کرنے سے پہلے غور کرلینا چاهیے که تاریخ اپنا سرمایهٔ اطلاع کن ماخذوں سے فراهم کرتی هے ؟ تاریخ کے ماخذ حسب ذیل هیں :

(۱) وه کتابیں جو اقوام یا ممالک کے حالات میں لکھی گئی هیں -

(۲) قصے ' کہانیاں ' قومی روایات ' اشعار وغیره -

(۳) آثار عتیقه جو حفریات (زمین کی کهدائی کے کاموں) کے سلسله میں دستیاب هوے هیں -

یه ظاهر هے که پہلے دو ماخذ صرف ان حالات و تغیرات پر روشنی ڈال سکتے هیں جو نوع انسانی پر آخری چند هزار سال کے اندر گزرے هیں - کیونکه تصنیف و تالیف اور فسانه طرازی و شعر گوئی در اصل انسان کے ارتقاء مدنی کا نتیجه هے' اسلیے یه چیزیں بهی صرف اپنے عهد یا اپنے عهد سے کسیقدر پہلے کے حالات هی بیان کرسکتی هیں' مگر نوع انسانی کی عمر کا بیشتر حصه جو اس زمانے سے پہلے گزرا هے' هنوز تاریکی میں رهتا هے -

انسان کے اس ماضی مجہول کو اصطلاح میں " عهد قبل التاریخ" کہتے هیں یعنے تاریخ کی تدوین و روایت سے پہلے کا زمانه - عهد قبل التاریخ کے حالات صرف آثار عتیقه هی سے معلوم هوسکتے هیں - آثار عتیقه سے جو نتائج نکلتے هیں ' گو وه تخمینی هوتے هیں ' تاهم واقعیت سے خالی نهیں هوتے - اسلیے یقینی ذرائع کی عدم موجودگی میں ان تخمینی ذرائع سے ضرور کام لیا جاسکتا هے -

اس تفصیل سے معلوم هوگیا هوگا که نوع انسانی کے عهد قبل التاریخ کے حالات در اصل صرف آثار عتیقه هی اپنی زبان خاموشی سے بیان کرسکتے هیں - نیز یه که تاریخ کے پاس اس سلسله میں جسقدر بهی سرمایهٔ معلومات هے' وه سب کا سب علم الآثار هی کا نتیجه هے -

(عهد قبل التاریخ)

نوع انسانی کے عهد قبل التاریخ کی تاریخ ابهی بالکل نامکمل هے - مدفون آثار کی تنقیب جسقدر وسعت و سرگرمی کے ساتهه کی جارهی هے' اسیقدر عجیب و غریب انکشافات هوتے جاتے هیں - اسوقت تک جسقدر آثار دستیاب هوے هیں ' انکے لحاظ سے علماء آثار نے عهد قبل التاریخ کی تقسیم تین دوروں میں کی هے :

(۱) دور حجری - یعنی وه زمانه جبکه انسان اپنے آلات وغیره پتهر سے بناتا تها - پتهر هی میں رهتا تها اور پتهر هی سب سے بڑا اسکا آله تها -

(۲) دور برنزی - یعنی وه زمانه جبکه انسان اپنے آلات وغیره ایک قسم کی مرکب دهات سے بنانے لگا جسے " برونز" کہتے هیں اور جو زیاده تر تانبے اور جست کو ملاکر بناتے هیں -

تصویر نمبر (۱)

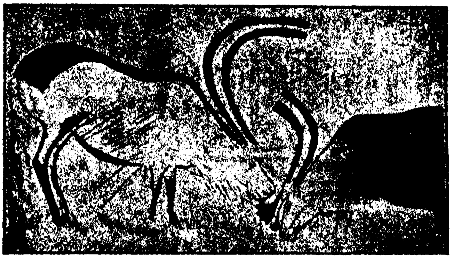

(۳) دور حدیدي - یعني وہ زمانہ جبکہ انسان نے اپنے آلات وغیرہ لوہے سے بنانا شروع کیے -

ان مختلف دوروں کے زمانہ کا قطعي تعین نہ صرف مشکل ہي ہے بلکہ قریباً نا ممکن ہے - علماء حیات اور علماء آثار عتیقہ صرف اسقدر کہنے پر اکتفاء کرتے ہیں کہ آثار و علائم سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کرہ ارضي پر کروروں سال سے آباد ہے -

لیکن سر رات لنکسٹر نے (جو علم الانسان کا ایک مشہور محقق ہے) اس موضوع پر اخبار ڈیلي ٹیلیگراف میں چند مضامین شائع کیے تھے ' جس میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ انسان اس کرہ (زمین) پر اقلا ۱۰ - لاکھ سال سے آباد ہے -

(آثار عتیقہ کے اقسام ثلاثہ)

جن آثار عتیقہ سے انسان کے عہد قبل التاریخ کے حالات مستنبط کیے جاتے ہیں ' وہ تین قسم کے ہیں :

(۱) حیوانات کي ہڈیاں -

(۲) خود انسان کي ہڈیاں -

(۳) آلات اسلحہ ' اثاث البیت ' نقوش وغیرہ -

ذیل میں ہم چند واقعات قلمبند کرتے ہیں ' جن سے یہ اندازہ ہوجائیگا کہ علماء فن ان آثار سے کیونکر نتائج اخذ کرتے ہیں ؟ اور زمین کے اندر کي چند ہڈیاں ' چند شکستہ پتھر ' چند مجہول و ناقابل فہم لکیریں ' کیونکر دنیا کي قدیمي تاریخ کو روشني میں لاتي ہیں ؟

(عہد اثري کي ایک غار)

یورپ کي ایک مشہور غار میں ایک اثري (عالم آثار عتیقہ) کي زیر نگراني کہدائي کا کام شروع ہوا - ۲۰ - فٹ گہرا کہودنے کے بعد ایک چولہا ملا - اس چولہے کي کل کائنات پتھر کے چند ٹکڑے تھے جنکو کہڑا کرکے چولہا بنا لیا گیا تھا - اسکے قریب ہي ہڈیوں کا ایک ڈھیر تھا - یہ ہڈیاں اسقدر بوسیدہ ہوگئي تھیں کہ ایک غیر ماہر فن اثریات انکے متعلق کوئي راے قائم نہیں کرسکتا تھا - بوسیدہ ہڈیاں بحفاظت تمام ایک ماہر فن کے ملاحظہ کے لیے بہیجدي گئیں - اس نے مطالعہ و درس کے بعد یہ راے ظاہر کي کہ اس ڈھیر میں مختلف حیوانات کي ہڈیاں شامل ہیں - بعض ہڈیاں دریائي گہوڑے کي ہیں ' بعض اس خاص نسل کے گہوڑے کي ہیں جو چین کے ریگستانوں میں بکثرت ہوتا ہے ' کچھہ خشکي کے گہوڑے کي ہڈیاں ہیں ' انکے علاوہ بیل اور ہرن کي چند ہڈیاں بھي اس میں شامل ہیں -

اس ڈھیر میں ان حیواني ہڈیوں کے علاوہ انسان کے بھي ۱۳ دانت اور داڑھیں موجود تھیں جو تحقیقات سے نہایت مضبوط ثابت ہوئیں - یہ دیکھکر اس ماہر فن نے یہ راے قائم کي کہ جس شخص کے دانت ہیں ' اسکي عمر مرتے وقت زائد سے زائد ۳۰ سال کي ہوگي - ان واقعات سے آخري نتیجہ یہ نکالا گیا کہ اس غار میں کبھي گوشت خور انسان آ کئے تھے اور بسے تھے - انکي حجري صناعت میں سے چولہا ' اور انکے وجود میں سے دانت اور داڑھیں ' آنے والي نسلوں سے اپنا علاقہ قائم کرنے کیلیے باقي رہگئي ہیں !

یہ دانت جب ایک دوسرے ماہر فن کو دکھاے گئے تو اس نے بعض نتائج کا مزید اضافہ کیا - اس نے کہا کہ دانتوں کي قطع سے معلوم ہوتا ہے کہ جس جبڑے میں یہ لگے ہونگے ' اسکي ہڈي بہت بڑي ہوگي ' اور اسي تناسب سے وہ کہوپڑي بھي موجودہ انسانوں کي کہوپڑي سے بہت زیادہ بڑي ہوگي جس سے یہ جبڑے وابستہ تھے -

(ایک دوسري اهم غار)

اسي طرح ایک باغ میں سلسلہ تنقیب جاري تھا - مزدور ۳۰ فٹ تک کہودتے ہوے چلے گئے - دیکھا گیا تو ۱۵ فٹ تک زمین کي ویسي ہي حالت ہے جیسي عام طور پر ہوتي ہے ' لیکن اسکے بعد ۳ فٹ گہري ایک تہ ملي جس میں کائي اور درختوں کي جڑیں موجود تھیں -

ان آثار سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ ۱۰ فیٹ کي بالائي زمین کي تخلیق سے پہلے یہاں کوئي جنگل موجود تھا -

اسکے بعد دو یا تین فیٹ کي ایک اور تہ ملي - اس تہ میں گہونگے ' سیپ ' وغیرہ ملے - ان آثار سے علماء نے یہ راے قائم کي کہ یہاں کسي زمانہ میں طوفان آیا تھا -

اسکے بعد ایک نئي تہ شروع ہوئي - اسکا حجم ۵ فیٹ سے ۷ فیٹ تک تھا - اس تہ میں بڑے بڑے درختوں کي جڑیں ملیں ' ان جڑوں کو دیکھکر یہ راے قائم کي گئي کہ یہاں کي زمین نہایت سرسبز و بار آور ہوگي - اس تہ میں جڑوں کے علاوہ پتھر کے چند اسلحہ اور مٹي کے برتنوں کے چند ٹکڑے بھي ملے - اس سے علماء آثار اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہاں کبھي دور حجري کے لوگ آباد تھے -

اسکے بعد کي تہ کا حجم ۶ اور ۸ فیٹ کے درمیان تھا - اس تہ میں خاص قسم کے پتھروں کے ٹکڑے ملے جن سے ان خوفناک طوفانوں کا سراغ ملتا ہے جو دور جلیدي میں اس کرہ ارضي پر اکثر آیا کرتے تھے - سب سے آخري تہ کا حجم ۳ یا ۴ فیٹ تھا ' اسکے بعد صرف پتھر کي چٹانیں تھیں -

انسان کے ابتدائي عہد کا ایک صناعي عمل

یہ سب سے زیادہ پرانا اثري نقش ہے جو ایک پتھر پر بنایا گیا تھا اور اب نصف ٹوٹ گیا ہے - کسي جانور کے لمبے لمبے دو پانوں نظر آتے ہیں اور اسکے سامنے ایک آدمي لیٹا ہے -

تصویر نمبر (۲)

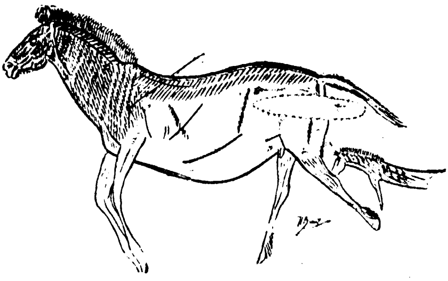

ان حالات کي مجموعي معلومات کي بناء پر علماء آثا اس نتيجه پر پهنچے که اس گڑهے کے بالائي پندره فيت مختلف تغيرات علم الارض کے بعد پيدا هوے هيں - زيرين پندره فيت مختلف تغيرات و حوادث ارضي کا نتيجه هيں - يہاں کسي وقت انسانوں کي آبادي تهي' اور دور جليدي ميں کوئي عظيم الشان سيلاب بهي يہاں سے گذرا هے -

(دنيا کے چند اور مشهور غار)

اس سلسله ميں دنيا کے چند غاروں کا تذکره دلچسپي سے خالي نه هوگا' جو علم الارض اور علم الاثار کي مشترک علمي دلچسپيوں کے لحاظ سے مشهور هيں -

ان غاروں ميں سے سب سے زياده مشهور اور قديم غار "کرکاس" هے - يه غار فرانس کے سلسله کوه بيرن ميں مقام ينثان کے قريب واقع هے - اس غار کے گرد و پيش جو آثار پاے جاتے هيں' ان سے معلوم هوتا هے يہاں دور جليدي ميں سيلابوں اور طوفان کا سلسله جاري رها هے - اس غار ميں داخل هونے کے بعد سب سے پہلے ايک بڑا هال ملتا هے - اس هال کا طول ۵۰۰ فيت هے - اسکي چهت اسقدر پست هے که ايک آدمي کهڑا هوکے ليے اپنے هاتهه سے چهو سکتا هے - دروازه کے پاس چولہے' هڈياں' اسلحه' اور راکهه کے ڈهير ملتے هيں - ان آثار سے ثابت هوتا هے که يہاں کے باشندے " اور نيک " نسل کے تهے - " اور نيک " فرانس کے ايک شهر کا نام هے - يه نسل اسي شهر کي طرف منسوب کي جاتي هے اور وه دور حجري ميں آباد تهي - غار کے اندر داخله کے بعد سب سے پہلے اس کے دونوں جانب گول گول گڑهے ملتے هيں - ان گڑهوں کے اوپر چونے وغيره کا ايک دبيز پلاستر هے - اور پلاستر پر هتيليوں کے نشانات ابتک قائم هيں -

يه نشانات زياده تر بائيں هاتهه کي هتيليوں کے هيں - معلوم هوتا هے که يه لوگ هم لوگوں کي طرح اکثر اپنے دهنے هاتهه سے کام ليتے تهے ' اور انہوں نے يه نشانات اپنے بائيں هاتهه کي هتيلياں رکهکے داهنے هاتهه کي انگليوں سے بناے هيں - انگليوں کے درميان جو جگهه خالي رهتي هے' اسکو سياه مٹي سے رنگديا هے - اکثر هتيليوں کے نشانوں ميں صرف چار انگليوں کے نشان هيں - گو يه بالکل ممکن هے که انہوں نے ان نشانات کے بنانے ميں عمداً ايک انگلي کا نشان نه بنايا هو' مگر بظاهر معلوم هوتا هے که وه کسي مذهبي خيال کي بناء پر اپني ايک انگلي کاٹ ڈالا کرتے تهے - چنانچه آسٹريليا کے اصلي باشندوں ميں بعض قبائل عبادت و ثواب کے خيال سے اسوقت تک اپني ايک انگلي کاٹ ڈالا کرتے هيں -

ديواروں پر ان جانوروں کي تصويريں بني هوئي هيں جو اس غار کے باشندے اپنے ليے شکار کرکے لايا کرتے تهے - ان تصاوير ميں اس عہد کي نو آموزي و سادگي کے آثار پوري طرح نماياں هيں - مثلاً منجمله ديگر تصاوير کے ايک تصوير بهينس کي هے - اس قديم مصور نے سينگ اس طرح بناے هيں گويا وه اس بهينس کو سامنے سے کهڑا ديکهرها هے - ليکن پير اس طرح بناے هيں گويا دهنے يا بائيں طرف کهڑے هوکر اسکي تصوير کهينچي گئي هے - اسکے علاوه پيروں کي شکل ميں بهي فرق هے - معلوم هوتا هے که يه اس جانور کے پيروں کي تصوير هے جس کا تصور اس نے اپنے ذهن ميں قائم کيا هے' نه که اس جانور کے پيروں کي جسے وه شکار کرکے لايا کرتا هے - (ديکهو تصوير نمبر ۱)

اس سلسله کوه بيرن ميں ايک اور غار هے جو غار ينو کے نام سے مشهور هے - يه غار پہلے غار کے مشرق ميں واقع هے - اس غار کا طول قريباً ڈيڑهه ميل هے - اس کا ابتدائي نصف حصه پتهروں سے پٹا هوا هے - اسکے بعد دوسرے نصف حصه ميں ايک وسيع مکان ملتا هے - مکان ميں جو نقوش و آثار هيں' انکے ديکهنے سے معلوم هوتا هے که غار کے باشندے اسے هال کے طور پر استعمال کيا کرتے تهے - اسکي ديواروں پر مختلف جانوروں کي ۵۰ تصاوير موجود هيں - يه تمام تصاوير اپني صنعت کے لحاظ سے پہلے غار کي تصاوير سے بہتر هيں' مثلاً ان تصاوير ميں ايک تصوير گهوڑے کي هے - مصور نے اس تصوير ميں صرف بدن کے بنانے هي پر اکتفاء نہيں کي هے بلکه گهوڑے کي ايال اور دم کو بهي نماياں کرنے کي کوشش کي هے' اور اس ميں ايک حد تک کامياب معلوم هوتا هے - چهره' ناک' آنکهه' اور دهانه کا محض سر سري خاکه هي نہيں بلکه ايک خوبصورت گهوڑے کے چهرے کي مکمل تصوير هے - (ديکهو تصوير نمبر ۲)

اس غار ميں صرف مرئي اشياء هي کي تصويريں نہيں هيں بلکه کچهه معني خيز نقوش اور بعض خيالي شکليں بهي نظر آتي هيں - غرض اس غار کے تمام نقش و نگار ديکهنے سے يه معلوم هوتا هے که غار کے باشنده اس دور ميں تهے جب انسان فن تصوير و رسم ميں ايک حد تک ترقي کر چکا تها -

موجوده صدي کے آغاز ميں علماء يورپ کي کوشش سے ايشياء اور افريقه ميں جو تنقيبات هوئي هيں ان سے يه امر پايه ثبوت کو پهنچ گيا هے که اس قسم کا علمي خزانه صرف يورپ کي سر زمين هي ميں نہيں هے بلکه ايشيا اور افريقه کي زمينوں ميں وه آثار مدفون هيں جو اگر آج پوري طرح منظر عام پر آجائيں تو علم الارض اور علم الاثار ميں ايک عظيم الشان اضافه هوجاے - ليکن يه داستان بہت طويل اور ايک مستقل صحبت کي طالب هے -

غار " ينو " کي ايک ديوار کا نقش - يه گاے کي تصوير هے جسکو مصور کاميابي کے ساتهه نہيں بنا سکا -

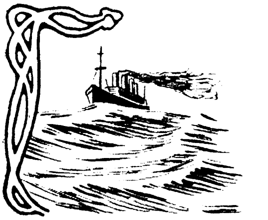

بریدِ فرنگ

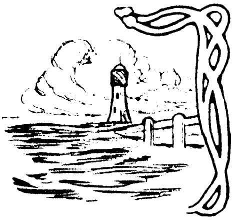

ایــک نئی زمیــن کا اکــتشــاف

دائـــرۂ قطب شمـــالي

توپوں کي صداؤں' فضائي قنابل کي آتش افشانیوں' جهازوں کے تصادم' اور قتل و غارت کے هنگامۂ دارو گیر میں یورپ سے ایک نئي صداے علمي و اکتشاف ارضي کا بهي غلغله بلند هوا هے' اور انگلستان کي پچهلي ڈاک اسکي تفصیلات سے لبریز هے -

ناروے کا ایک نو عمر سیاح جارج استیفـنسن سنـه ۱۹۱۳ کے اوائل میں قطب شمالي کي سیاحت کیلیے طیار هوا تها' اور کنیڈا کي قومي انجمن جغرافیه اور امریکه کي مجلس تاریخ طبیعي نے اسکے تمام مخارج سفر اپنے ذمے لیلیے تهے - استیفنسن کي یه مهم سیاحت اس سلسلۂ تحقیقات کي تیسري مهم تهي' جس میں سے پهلي سنه ۱۹۰۶ ع میں مرتب هوئي تهي' اور دوسري سنه ۱۹۰۸ ع میں -

اسٹیفنســن نے " کارلـوک " نامي ایک جهاز کا انتظـام کیا' دو چهوٹي کشتیاں ساتهه لیں' تین سال کي تمام ضروریات زندگي فراهم کیں' مختلف علوم و فنون کے ماهرین کي ایک مختصر جماعت کو معیت کیلیے منتخب کیا' اور جون سنه ۱۹۱۳ ع میں جزیرۂ وکٹوریا کے جنوبي ساحل سے روانه هوگیا -

اُن تمام سیاحتوں کیلیے جنکي منزل مقصود قطب شمالي هو' سب سے پهلي منزل بحر بوفور (Beaufort) هے - لیکن قبل اسکے که جهاز وهاں تـک پهنچے' موسم نے نامساعدت کي' اور جاڑے کي فصل شروع هوگئي - اب سب سے بڑي مصیبت ایک خاص طرح کي شمالي کهر تهي جس سے سال میں آٹهه مهینے سطح سمندر بالکل مستـور رهتي هے - مجبور هوکر استیفنسن مع اپني جماعت کے ایک جزیره میں اُتر گیا اور موسم کا انتظار کرنے لگا - جهاز ساحل سمندر میں چار مهینے تـک کهڑا رها' لیکن جولائي سنه ۱۹۱۴ ع میں غرق هوگیا -

یه حال دیکهکر استیفنسن کي جماعت میں سخت اختلاف پڑگیا - اکثر ساتهیوں نے همت هاردي اور واپسي کا اراده کردیا - لیکن استیفنسن اپنے عزم پر برابر قائم رها اور مصائب سفر کي حکومت کنیڈا کو اطلاع دي - کنیڈا نے ایک دوسرا جهاز روانه کیا جو جزیره هرشل (Herschel) میں استفینسن سے ملاقي هوا' اور وه پهر از سرنو اپني جد و جهد سیاحت میں مشغول هوگیا -

لیکن اب استفینسن نے اپني تحقیقات کے مقصد میں کسي قدر تبدیلي کردي - جزائر بحر بوفور کے قیام کے اثناء میں اسے خیال هوا که سب سے پہلے شمالي الاسکا (Alaska) کي تحقیقات کرے' جسکے متعلق بعض سیاحوں نے بیان کیا هے که اوقیانوس منجمد شمالي کے وسط میں ایک عمده زمین واقع هے اور وه آباد کي جاسکتي هے -

۲۷ - اپریل کو استفینسن عرض شمالي کے ۷۳ درجه اور طول غربي کے ۲۴۰ درجه تک پهنچ گیا - یهاں اسپر بڑے بڑے مصائب آے - دو کے سوا تمام ساتهیوں نے رفاقت چهوڑ دي' اور ۱۳ رفیق نذر اجل هوگئے - تاهم اس نے همت نه هاري اور سفر جاري رکها - مگر ۷۴ درجه تک پهنچکر زاد راه نے بهي پیام اِختتام سنایا - یه مصیبت لا علاج تهي - مجبوراً بنکس (Banks) میں اتر پڑا جو ۳۰ میل راس پرنس البرٹ سے مغرب میں واقع هے (قطب شمالي کو نقشه میں نکالکر ایک نظر ڈال لیجیے)

فروري سنه ۱۹۱۵ ع میں شمال کي طرف مزید سیاحت شروع کي' اور بالاخر ۱۹ جون کي صبح کو اسکي منتظر آنکهوں کا ایک جدید سر زمین کے منظر بري نے استقبال کیا' جسکي تلاش میں برف و سرما کي تین مهلک فصلیں اسنے برداشت کي تهیں !

یه نئي مکتشفه زمین نقشه میں عرض شمالي کے درجه ۷۸' اور طول غربي کے ۱۱۷ درجه میں واقع هے' اور اسکا داخلي طول ۱۵۰ میل تک اندازه کیا گیا هے -

استیفنسن تکمیل تحقیقات کے بعد واپس روانه هوا - نقطه مارٹن (Marttin Pt.) تک تو اسکے ورود کي دنیا کو خبر ملي' لیکن اسکے بعد تمام گذشته سال انتظار و تجسس میں بسر هوگیا اور کوئي مزید اطلاع نهیں ملي - یهانتک که عام طور پر اسکي هلاکت کا یقین کر لیا گیا - لیکن گذشته نومبر میں یکایک ایک پیغامبر کنیڈا میں پهنچا' اور اس سے معلوم هـوا که استیفنسن راس کلیٹ (C. Kellett) میں بخیریت موجود هے' اور بعض دیگر علمي تحقیقات میں مشغول هے -

اس جدید ارضي اکتشاف نے علماء فن کے آگے ایک نیا مبحث کهولدیا هے - ارض جدید کي جیولوجي' نباتاتي' حیواني' اور مقناطیسي حالات و موثرات کے متعلق عرصه تک بحث و نظر کا سلسله جاري رهیگا - بشرطیکه یورپ کے موجوده تمدن کي اتني عمر اور بڑهجاے' که وه کرۂ ارضي کي اس نئي متاع یغما سے متمتع هوسکے -

زمین کا جسقدر بحري و بري حصه یورپ کے تصرف میں قدرت نے دیدیا تها' کیا اسکو امن اور راحت دینے کے کام سے وه فارغ هوگیا هے که اب اسکے چهپے هوے چند ٹکڑوں پر بهي متصرف هونا اور انکي خبروں سے فتح مندانه مسرت حاصل کرنا چاهتا هے ؟

(اشتـــهار)

اکسیر اعظم یا زندگی کی بهـار

(ایجاد کرده عالیجناب حکیم حافظ ابو الفضل محمد شمس الدین صاحب)

"ایک سریع الاثر اور مجرب مرکب"

ضعف دماغ و جگر کیلیے یه ایک مجرب اور موثر دوا هے - خصوصا ضعف مثانه اور اُن مایوس کن امراض کیلیے جنکا سلسله بعض اوقات خود کشي تـک مسلسل هوتا هے' ایک بے خطا اور آزموده مرکب هے - صحت کي حالت میں اگر اسے استعمال کیا جاے تو اس سے بهتر اور کوئي شے محافظ قوت نهیں هوسکتي -

قیمت في شیشي ۲ - روپیه محصول ڈاک ۲ - آنه

المشتهر : منیجر دي یوناني مڈیکل اسٹورس فوارۂ صحت
نمبر ۱/۱۵ رپن اسٹریٹ ڈاکخانه ریلسلي - کلکته

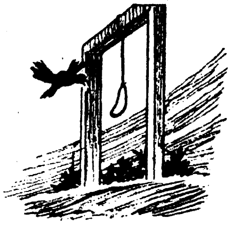

احرار اسلام

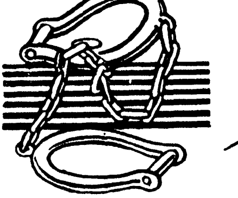

الامر بالمعروف والنهی عن المنکر

تاریخ عهد عباسیه کا ایک صفحه

مسئله خلق قرآن اور مناظرۂ دربار مامون الرشید

علماء سلف کي حریة حقه اور دعوة الی الحق کا ایک نظاره

(۳)

(شیخ عبد العزیز کي بقیه تقریر)

جوں جوں وقت گذرتا جاتا تھا ' شیخ کا جوش و خروش بڑھتا جاتا تھا - سارے دربار پر ایک بیخودانه هیبت طاري تھي - فوجوں کي قطاریں جسکے ڈرانے کیلیے نکالي گئي تھیں ' امراؤ رؤسا کا پر عظمت جلوس جسکي زبان کو گونگا اور عقل کو معطل کردینا چاهتا تھا' خدام و حجاب کي برهنه تلواریں جسکو سزا دینے اور ایک ادنی اشارہ شاهي پر قتل کردینے کیلیے چمک رهي تھیں ' اور جو ایک فقیر الحال اجنبي اور بیکس مجرم کی طرح بغداد کي کوتوالي میں کھڑا کیا گیا تھا ' حق کي شہنشاهي کو دیکھو که وهي شخص آج مامون اعظم کے دربار میں اسطرح پادشاهوں کي طرح غضبناک هورها اور شہنشاهوں کي طرح حکمراني کر رها ھے' گویا بغداد کے تخت پر مامون کي جگهه اسکو بٹھا دیا گیا ھے' اور ایوان دربار کے اندر اور باهر جو کچهه ھے' وہ مامون الرشید اعظم کیلیے نہیں ھے بلکه عبد العزیز بن یحیی الکناني کیلیے ھے !

اور پھر دیکھو که ان چند لمحوں کے اندر کوئي چیز بھي نہیں بدلي - وهي مامون ھے ' وهي اسکا تاج و تخت ھے ' وهي اسکے ارکان و وزرا هیں' وهي فوجیں هیں' وهي انکي بے نیام تلواریں هیں' وهي مجلس مناظره ھے' اور وهي عبدالعزیز کا جسم حقیر و وجود تنہا' لیکن صرف ایک چیز بدل گئي - یعني عبدالعزیز کا دل اور اسکي ایمان و حق پرستي کي روح الهي - اس ایک حقیقت کے بدلنے کے ساتهه هي تمام کائنات جسم و طاقت میں بھي انقلاب عظیم هوگیا - جو انسان قہر کیلیے تھے' خود مقہور هوگئے - جو زبانیں حکم کیلیے تھیں' خود محکوم هوگئیں - جو هاتهه عتاب کیلیے تھے' خود معتوب هوگئے - جو آنکھیں سحر و ساحري کیلیے تھیں ' خود مسحور هوگئیں ' اور جو عظمتیں کسي سے سجدہ خواه تھیں ' اب خود هي کسي عظمت اعلی و رفعت کبری کے آگے سر بسجود هوگئیں !

من له المولی فله الکل !

شیخ نے تقریر جاري رکھي اور خلافة اسلامي اور اسکے فرائض کي طرف متوجه هوے' اور بکثرت قران حکیم کي آیات اور احادیث کي تصریحات بیان کرکے دکھلایا که مسلمانوں کے امیر کو کیسا هونا چاهیے' اور خلفاے عباسیه علی الخصوص مامون الرشید کے اعمال کیسے هیں ؟ پھر انھوں نے خلفاء راشدین اور عامۂ صحابه کے اتباع کتاب و سنت اور اجتناب بدعات و محدثات کا حال بیان کیا ' اور اپنے شیوخ حدیث کے سلسلے سے چند حدیثیں روایت کیں' جن میں خلافة راشده کے بعد فتنه و فساد کے پیدا هونے کی خبر دیگئي تھي' اور بتلایا گیا تھا که نئے نئے اعتقاد مسلمانوں کے سامنے لاے جائینگے اور انکو کتاب و سنت کي راه سے منحرف کرنے کي کوشش هوگي -

شیخ نے اپنے جن شیوخ سے روایتیں کیں ' ان میں عبد الله ابن نمیر الهمداني بھي هیں جو محمد بن عبد الله ابن نمیر الهمداني استاذ امام بخاري کے والد هیں ' نیز عبد الرزاق الصغاني هیں جو حضرة امام احمد ابن حنبل کے مشهور شیوخ میں سے هیں -

شیخ نے رساله میں اپني پوري تقریر نقل کي ھے جو چار صفحوں میں آئي ھے - رساله کي جو نقل اس وقت پیش نظر ھے' وہ فلسکیپ کاغذ کي تقطیع پر لکھا گیا ھے' اور هر سطر میں ۲۵ سطریں هیں - لیکن بخوف طوالت بقیه تقریر کو هم نظر انداز کردیتے هیں - تقریر کا خاتمه ان الفاظ پر هوا :

" اے امیر المومنین ! خدا تعالی نے هم سے اپنے کلام کي نسبت صرف یهي اقرار چاها ھے که وہ الله کا اُتارا هوا کلام ھے جسکو روح الامین نے قلب محمد صلی الله علیه وسلم پر اُتارا اور اُسکي زبان عربي ھے جیسا که فرمایا : و انه لتنزیل رب العالمین' نزل به الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین بلسان عربي مبین - آس نے کہیں بھي هم سے اسکا اقرار نہیں کرایا ھے که تم قرآن کو مخلوق کهو اور نه رسول الله صلی الله علیه وسلم نے کبھي اس چیز کو مسلمانوں کے آگے پیش کیا - جب کبھي کوئي کافر مسلمان هوتا تھا تو آپ اس سے الله کي وحدانیت کا اقرار لیتے ' اپني رسالت پر گواهي دلاتے' اور ارکان اربعه کي طرف دعوة دیتے' لیکن یه نه کہتے که قرآن کو مخلوق تسلیم کرو - پھر تمام اصحاب رسول الله کا بھي یهي حال رها' اور باوجودیکه ان میں سے بعض ان بدعتوں اور فتنوں کے آغاز تک موجود تھے ' اُنهوں نے کبھي بھي اُس حد سے باهر قدم نہیں نکالا جو قرآن و سنت نے قرار دیدي ھے - پس اے امیر المومنین ! تجھکو کیا هوگیا ھے که اُمة مرحومه کیلیے رحمت هونے کي جگه عذاب بننا چاهتا ھے ؟ اور جب تک کوئي مومن قرآن کے مخلوق هونے کا اقرار نه کرے' تیري تلوار سے نجات نہیں پاسکتا ؟ و الله که یه بدعتوں اور فتنوں کا وهي سیلاب ھے جسکي اُمة نے کي همکو خبر دي گئي تھي' اور جس سے اصحاب رسول الله نے همیشه بیزاري کي تھي - گمراهوں اور بدعتیوں کا یه تمام گروه جو تیرے گرد جمع هوگیا ھے اور تجھکو صراط مستقیم سے بھٹکا رها ھے ' کیا تیري نظر میں انکي دلیلوں کي اس سے زیاده وقعت ھے جو رسول الله اور اُنکے اصحاب کو خدا نے دي ھے ؟ اگر توحید اور عدل یهي ھے اور خدا کي تمام صفتوں سے انکار کیے بغیر کوئي مومن مومن نہیں هوسکتا' تو کیا وہ سب کے سب مومن نه تھے جو اگر مومن نه تھے تو خود همارا ایمان بھي باقي نہیں رهتا ؟ "

اسکے بعد انہوں نے جہم بن صفوان کا ذکر کیا جس نے سب سے پہلے خلق قرآن اور نفي صفات کي بدعت ایجاد کي اور اپنے اساتذہ کے سلسلۂ روایت سے بیان کیا کہ بعض بقیۂ صحابہ نے کس طرح اس قول پر اظہار خشم کیا اور اسکو ایک بہت بڑا فتنہ قرار دیکر مسلمانوں کو اجتناب و احتراز کي وصیت کي - پھر کہا :

" صرف امر بالمعروف و نہي عن المنکر کا فرض تھا جس نے مجھے یہاں تک پہنچایا ' اور الحمد للہ کہ اللہ تعالی نے جو حق کا رفیق اور خدام حق کا والي ھے ' مجھے تیري مجلس میں پہنچنے اور فرض حق ادا کرنے کي توفیق دیدي - میں نے جو کچھہ کہا ھے' اگر حق ھے تو اسکي تصدیق کر' اور ان مفسدوں کا ساتھہ چھوڑ دے جو توحید کے نام سے شرک و ضلالت پھیلا رھے ھیں - اگر حق نہیں ھے تو اسکے بطلان پر کتاب و سنت سے دلیل لا ' اور مجھکو جھٹلا تاکہ میں اس چیز کے حق ھونے کي راہ پا سکوں جسکو سلف میں سے کسي نے بھي نہ جانا - یہ حضرت ابراھیم خلیل علیہ السلام کي سنت اور انکا طریق ھے کہ انہوں نے حجة پیش کي اور منکرین سے حجة طلب کي ' لیکن اے امیر المومنین ایک سنت ان لوگوں کي بھي ھے جنہوں نے راہ حجة و برھان میں اپنے کو ناکام پاکر جور و قہر کے دامن میں پناہ لي تھي' اور کہا تھا کہ : حرقوہ وانصروا الھاتکم ان کنتم فاعلین - ابراھیم کو آگ میں جلادو' اور اسطرح اپنے معبودوں کي حمایت کرو جنکے معبود ھونے پر تم کوئي حجة نہیں لا سکتے - ان لوگوں کے پاس اپنے اعتقاد کي نصرت کیلیے حجة و دلیل نہ تھي' اسلیے وہ حضرة ابراھیم پر جور و قہر اور ظلم و ستم کرکے اپنے اعتقاد کو منصور و فتح مند کرنا چاھتے تھے - پس اگر دلیل و حجة کي سنت کي جگہ قہر و ظلم کي سنت پر تو عمل کریگا' تو یاد رکھہ کہ یہ ملة ابراھیمي کي سنت نہوگي ' ملة نمرودي کا اتباع ھوگا - با ایں همه پیروان ابراھیم علیہ السلام اسکے لیے بھي طیار ھیں' اور تو دیکھہ رھا ھے کہ اگر میں اسکے لیے طیار نہوتا تو اس مجلس تک نہ پہنچتا "

یاد ھوگا کہ جب عبد العزیز دربار میں پہنچا تھا تو ایک طرف سے آواز آئي تھي : " اس شخص کیلیے تو صرف یہي کہدینا کافي ھے کہ قبح اللہ وجھک - خدا کي قسم میں نے کسي شخص کو اس سے زیادہ بد شکل نہیں دیکھا " شیخ نے یہ جملہ سنا تھا' مگر اسوقت خاموشي اختیار کرلي تھي - اب وہ اسطرف متوجہ ھوے :

" اور اے امیر المومنین ! تو نے کہا ھے کہ میري خواھش مناظرہ کے پورا کرنے کیلیے آج کي مجلس منعقد ھوئي ھے' لیکن میں نے دربار میں آتے ھي سب سے پہلي آواز جو سني ' اسي سے معلوم ھوگیا کہ اس مجلس کے مناظرہ کرنے والوں کے علم و حجة کا کیا حال ھے ؟ اور کن دلیلوں سے وہ حق کا مقابلہ کرنا چاھتے ھیں ؟ پھر کیا وھي لوگ مجھسے مناظرہ کرینگے جنکے پاس سب سے بڑي دلیل بطلان حق کیلیے یہ ھے کہ مجھکو خالق کائنات نے رنگ اور چہرہ اچھا نہ دیا؟ اور میں انکي نگاھوں میں جمیل و حسین نہیں؟ اے امیر المومنین ! میں تجھسے پوچھتا ھوں کہ یہ تمام نقش و نگار جو تیرے ایوان دربار کي دیواروں پر بنے ھوے ھیں اگر خوشنما نہوتے ' تو تو انکو ملامت کرتا یا انکے صناع اور صناع کے قلم کو؟ اگر تیري ملامت صناع تک پہنچتي تو کیا میرے جسم و چہرہ پر اعتراض کرکے انہوں نے صناع کائنات پر ملامت نہیں کي اور اسکي صناعت کو ذلیل نہیں ٹھہرایا؟ کیا یہي وہ توحید ھے جسکے یہ لوگ مدعي ھیں' اور جو کامل نہیں ھوسکتي جب تک کہ اللہ کے کلام منزل کو مخلوق نہ کہا جاے ؟ حضرة یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالی نے جمال جسم اور حسن خلقة عطا فرمایا تھا ' لیکن پادشاہ مصر نے جب انکو قید خانے سے نکالکر ملک و سلطنت عطا کي تو انہوں نے کہا : " اجعلني علي خزائن الارض اني حفیظ علیم " اے بادشاہ ! اپني سلطنت میرے سپرد کردے میں حفاظت کرنے والا اور صاحب علم ھوں - یہ نہیں کہا کہ " اني حسن جمیل " مجھے سلطنت دیدے کیونکہ میں حسین اور خوبصورت ھوں -"

(مامون کي محویت)

شیخ لکھتے ھیں :

" میں جب تک تقریر کرتا رھا ' مامون اسطرح ٹکٹکي لگاے میري جانب نگراں تھا ' گویا پتھر ھے' جسمیں نہ تو ارادہ ھے نہ روح - اثناء تقریر میں کئي بار میں نے دیکھا کہ اسکي آنکھیں تر ھوگئي تھیں' اور قریب تھا کہ انسے آنسو بہہ نکلے - یہ حال دیکھکر تمام اھل دربار متحیر تھے' اور جبکہ وہ مامون سے حکم قتل کے منتظر تھے' تو انہوں نے دیکھا کہ شدت تاثر و محویت سے وہ خود ھي بیحال ھورھا ھے - ان میں سے ھر شخص حیرت و دھشت سے ھلاک ھوگیا کہ جو مامون مسئلہ خلق قرآن کے مخالفین کیلیے قتل و سلب کے سوا اور کچھہ نہیں رکھتا تھا ' وہ کس طرح صامت و ساکن بیٹھا ھے' اور جو کچھہ میں کہہ رھا ھوں سن رھا ھے ؟ حالانکہ وہ اللہ کي نصرت حق سے بیخبر تھے' اور نہیں جانتے تھے کہ سب کچھہ اسي کے اختیار میں ھے اور وہ جو چاھے کر سکتا ھے " -

(مامون کي تقریر)

شیخ جب تقریر ختم کرچکے تو مامون الرشید کچھہ دیر تک خاموش رھا - پھر کہا :

" اے عبد العزیز ! اللہ تجھپر رحم کرے - تو نے جو کچھہ کہا میں نے سنا' اور جن جن چیزوں کو تو نے میري طرف نسبت دي ' ان کیلیے میں نے اپنے نفس کا احتساب کیا - الحمد للہ کہ میں انسے بري ھوں - میں بندگان خدا پر ظلم نہیں کرنا چاھتا' بلکہ انکو حق اور توحید کي طرف بلاتا ھوں جسکو دلیل و برھان اور کتاب اللہ نے مجھپر ظاھر کیا ھے - با ایں همه یقین کر کہ میرا حلم میرے غضب پر غالب آئیگا ' اور خدا کي قسم' میں تیري سختي اور درشتي کي وجہ سے اپنا انتقام تجھسے نہ لونگا' بلکہ تیري دلیلوں کو سنونگا اور تیرے براھین کو وزن کرونگا - مجھپر ظاھر ھوگیا کہ تو حق کي غیرت رکھتا ھے اور اسکے لیے بے باک ھے - تو نے اپنے گھر کو دنیا کیلیے نہیں چھوڑا بلکہ اس چیز کیلیے چھوڑا جسکو تو حق یقین کرتا ھے - پس تیري حمیت حق اسکي مستحق ھے کہ تیري عزت کي جاے' اور تیري کوئي سختي مجھکو اس اعتراف سے نہیں روک سکتي - میرا تیرا معاملہ اب صرف حق و باطل کا ھے - اگر تیرے پاس حجة ابراھیمي ھے تو پیش کر جسکي پیروي کیلیے تو یہاں تک آیا ھے' اور جب تک تو قرآن کي اس شہادت اور عقل صریح کي اس دلیل کو نہ جھٹلادے جو قرآن کو مخلوق ثابت کرتي ھے' اس وقت تک تجھے حق نہیں ھے کہ اپنے آپکو حجة ابراھیمي کا پیرو ثابت کرے - حجة ابراھیمي یہ تھي کہ جب منکر خدا نے اس سے جھگڑا کیا تو حضرة ابراھیم نے کہا : " اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ھے ' اگر تجھکو اس سے انکار ھے تو تو مغرب سے نکال دیکھہ " یہ حجة ایسي تھي جسکو عقل نے پہچانا اور مشاھدہ و حس نے اسپر گواھي دي - پس تو بھي حجة لا ' اور صاحبان علم و حجج سے مناظرہ کر "

مامون کے آخري الفاظ یہ تھے :

و قد جمعت المخالفین	" اور میں نے تیرے مخالفین کو جمع
لك لتناظرهم بین	کیا تاکہ تو انسے میرے سامنے مناظرہ
یدي' واکون انا الحاکم	کرے' اور میں بمنزلہ ایک حاکم کے تم
بینکم ' فان تبین	دونوں فریق کیلیے ھوں (یعني خود

الحجـة لك عليهـم و الحـق معـك ' اتبعنا ک ' و ان تـکن الحجة لهـم عليك ' عاقبنا ک -

کوئي فريق نه بنوں) پس مناظره کر - اگر تيري حجة تيرے مخالفين پر واضح هوگئي اور حق تيرے ساتهه ثابت هوا تو هم تيري پيروي کرينگے ' اور اگر تو حجة نه لاسکا اور حق نے تيرے مخالفين کا ساتهه ديا ' تو پهر تيرے ليے اسکي سزا هے "

(آغـاز منـاظره)

شيخ نے مناظره کيليے پوري آمادگي ظاهر کي ' اور مامون نے بشر مريسي رئيس معتزلهٔ عهد کو حکم ديا که مناظره شروع کرو -

بشر اپني جگه سے اٹهکر مامون کي نشست کے قريب آيا ' اسکي تمام جماعت اسکے ساتهه تهي - مامون نے خود هي فيصله کرديا تها که دليل بشر پيش کريگا اور شيخ جواب ديگا - خارج از موضوع کوئي بات نهيں کي جائيگي - دلائل کا تمام دار و مدار صرف قرآن کي اندروني شهادت پر هوگا ' اور هر فريق پورے ضبط و سکون اور کشاده دلي کے ساتهه مخالف کي تقرير سنيگا - مامون نے دونوں فريق کو مخاطب کرکے اس بارے ميں جو تقرير کي ' وه نهايت وقيع هے ' اور گويا اداب مناظره پر ايک بهترين درس هے - جس قدر حصه شيخ نے اپني رساله ميں نقل کيا هے ' هم کسي دوسري صحبت ميں اسکا ترجمه کرينگے -

اب مناظره شروع هوا - بشر يکے بعد ديگرے قرآن کريم کي آيات پيش کرتا ' اور شيخ اسکا جواب ديتے - پهر رد و جواب الجواب کا سلسله جاري هوتا - شيخ نے حرف بحرف تمام مناظره نقل کيا هے اور پورے شرح و بسط اور انصاف و عدالة کے ساتهه مخالف کي تمام دليلوں اور تقريروں کو بهي قلمبند کيا هے -

افسوس که هم اس مناظره کو نقل نهيں کرسکتے ' کيونکه بهت طول طويل هے اور رساله کے اوراق کا بڑا حصه اسي پر مشتمل هے - نيز زياده تر خالص علمي دلائل و مباحث سے تعلق رکهتا هے جسکے مطالعه ميں عام قارئين البلاغ کيليے کوئي دلچسپي نه هوگي - عموماً جو دلائل کتب کلام و عقائد و اختلاف ميں مسئلهٔ قدم و خلق قرآن کے متعلق نظر آتے هيں ' وهي فريقين کي طرف سے پيش هوے ' اور هماري موجوده صحبت کا موضوع مسئلهٔ خلق قرآن نهيں بلکه علماء سلف کے امر بالمعروف و نهي عن المنکر کا ايک نظاره دکهلانا هے -

بشر مريسي کے طرف سے جسقدر آيتيں قرآن حکيم کي پيش کي جاتي تهيں ' اسکے جواب ميں خود قرآن هي سے عبد العزيز استشهاد لاتے اور ثابت کرديتے که ان آيات کو خلق قرآن سے کوئي تعلق نهيں -

اسي سلسله ميں حروف و اصوات کي بحث نکل آئي - جهم بن صفوان نے اگرچه نفي صفات کي بنا پر خلق قرآن کا دعوی کيا تها ' ليکن بشر مريسي کا اعتقاد اشاعره کے اعتقاد سے اقرب تها - وه زياده تر حروف و اصوات عربيه کے حدوث و خلق پر زور ديتا ' اور "کلام الله" اور " قرآن عربي " ميں تفريق کرکے اُس قرآن کے خلق و حدوث کو قطعي قرار ديتا ' جو عربي زبان ميں هم پڑهتے اور لکهتے هيں - ليکن شيخ عبد العزيز نے ثابت کيا که جو قرآن اُتارا گيا وه عربي ميں تها ' جيساکه جا بجا فرمايا : انا انزلناه قرانا عربيا - يا کها : بلسـان عربي مبين - پس وه چيز جو عربي زبان ميں اُتري تهي اگر عربي تهي ' تو قطعاً عربي کے حروف و اصوات هي ميں تهي ' اُنسے مجرد نهيں هوسکتي ' اور وهي کلام الله هے - پس کلام الله عربي ميں اُترا ' اُسي کو رسول نے تلاوت کيا ' اور وهي هماري زبانوں سے بهي نکلتا هے - کوئي دوسري چيز نهيں هے -

(فتح و شکست کا آخري ميدان)

سلسلهٔ بحث بڑهتا جاتا تها ' اور مامون کا يه حال تها که کبهي شيخ کے حسن جواب کي داد ديتا ' اور کبهي بشر کے استدلال و استشهاد سے خوش هوتا که يکايک بشر نے کها :

"ميں اپنے اور تمام دلائل و براهين کو خود هي چهوڑ ديتا هوں ' کيونکه اسطرح رد و کد ميں کوئي نتيجه نهيں نکلے گا - اب صرف ايک سوال کرتا هوں ' اسکا جواب دو - تمام بحث کا ابهي خاتمه هوجائيگا اور حق کے اعتراف کے بغير تم کوئي راه نجات اپنے سامنے نه پاؤگے "

يه کهکر اس نے سوال کيا :

" قرآن نے صدها مقام پر الله کو خالق کل شي کها هے ' يا نهيں يعني خدا هر چيز کا خالق هے ؟ "

شيخ نے کها : " هاں وهي هر شے کا خالق هے "

بشر نے کها : " قرآن بهي " شے " هے يا نهيں ؟ "

شيخ نے کها : " پہلے " شے " کي حقيقت سن لو پهر جواب مانگو "

بشر زياده تيز هوکر بولا : " ميں اور کچهه سننا نهيں چاهتا ' پہلے ميرے سوال کا جواب دو - قرآن بهي " اشياء " ميں داخل هے يا نهيں ؟ "

شيخ نے پهر کها : " تمهارا طرز سوال هي غلط هے - اسميں دهوکا هے - تم کو چاهيے که صبر و ضبط کے ساتهه پہلے ميري تقرير سن لو "

بشر نے کها : " تقريريں بهت هوچکيں ' امير المومنين کو نتيجهٔ مناظره کا انتظار هے - اب اور کسي تقرير کي ضرورت نهيں - تم ميرے سوال کا جواب دو "

شيخ نے پهر جواب سے اعراض کيا - اسپر بشر نے مامون سے کها : " يا امير المومنين ! حاکم کا فرض عدل و انصاف هے - آپ حکم هيں - اگر عبد العزيز حجة رکهتا هے تو سوال کا جواب کيوں نهيں ديتا ؟ "

يه حالت ديکهکر محمد بن جهم معتزلي نے پکارا : " ظهر امر الله و هم کارهون ! " بشر کے گروه ميں سے ايک اور شخص اٹهکر کهڑا هوگيا اور چيخ کر کها : " يا امير المومنين ! جاء الحق و زهق الباطل - ان الباطل کان ذهوقا " شيخ عبد العزيز لکهتے هيں که خود بشر بهي اپنا جوش و تعصب نه روک سکا اور بار بار کهنے لگا : " و لکن قعد حمار الشيخ علی القنطره " يعني بالاخر شيخ کا گدها پل ديکهکر بيٹهه گيا ' اور آگے نه بڑهسکا !

شيخ کا اعراض ديکهکر مجلس کو يقين هوگيا که شيخ کے پاس اس دليل کا کوئي جواب نهيں اور اس نے تلوار رکهدي - اگر وه تسليم کرتا هے که قرآن بهي شے هے اور اشياء ميں داخل ' تو لازمي طور پر ماننا پڑتا هے که الله هر شے کا خالق هے اور هر شے مخلوق هے - پس قرآن بهي مخلوق هے - اگر نهيں مانتا تو عقل و بداهت سے انکار کرتا هے کيونکه يه ظاهر هے که قرآن بهي اشياء ميں داخل هے - يه کسي طرح نهيں کهه سکتے که وه شے نهيں - اگر شے نهيں تو کيا هے ؟

خود مامون الرشيد کا بهي يهي خيال تها - اسے يقين هوگيا تها که شيخ عبد العزيز بالکل بے بس هوگيا هے ' اسي ليے جواب سے بچنا چاهتا هے - اس نے پہلي دفعه غضبناک هوکر شيخ سے کها : " يا عبد العزيز ! تجهے کيا هوگيا هے کيوں سوال کا جواب نهيں ديتا ؟ "

(اعـلان حـق)

شيخ لکهتے هيں که " في الحقيقت اس وقت ميں کشمکش ميں مبتلا هوگيا تها ' اور صاف نظر آتا تها که قرآن کے " شے " ماننے کے ساتهه هي يه سب لوگ شور مچائينگے که قرآن کا مخلوق هونا ثابت هوگيا - ليکن مامون کے غضب ناک هوتے هي الله نے ميري مدد کي ' اور يکايک راه کاميابي دکهلادي "

شیخ نے کہا : " مجھکو جواب دینے سے انکار نہیں ' لیکن جس طریق سے سوال کیا گیا ہے ' اسمیں ایک سخت دھوکا اور فساد ہے اسلیے میں پہلے اسے صاف کرنا چاہتا تھا - با ایں ہمہ اگر امیر المومنین کو اسپر اصرار ہے تو اچھا ' میں تسلیم کرلیتا ہوں کہ قران بھی اشیاء میں داخل ہے "

یہ اقرار سنتے ہی بشر اچھل پڑا ' اور بشر اور مامون الرشید ایک ساتھہ بول اٹھے :

" اگر قران بھی اشیاء میں داخل ہے تو قران کہتا ہے کہ اللہ تمام اشیاء کا خالق ہے اور تمام اشیاء مخلوق ہیں ' پس قران کو بھی تم نے مخلوق تسلیم کرلیا "

شیخ نے گرج کر کہا :

" ہرگز نہیں ! اس سے یہ کبھی لازم نہیں آتا - قران کہتا ہے : و یحذرکم اللہ نفسہ یعنی اللہ تم کو اپنے " نفس " سے ڈراتا ہے - اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کا بھی نفس ہے - اور پھر قران کہتا ہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت ہر نفس کیلیے ضرور ہے کہ وہ موت کا مزہ چکھے - پس اگر اشیاء میں قران داخل ہوکر مخلوق ہوگیا ' تو کیا خدا بھی " کل نفس " میں داخل ہوکر اور نفس ہوکر موت کا مزہ چکھے گا ؟ "

شیخ عبد العزیز کا یہ کہنا تھا کہ تمام مجلس پر سناٹا چھا گیا ' اور ایسا معلوم ہوا ' گویا یہ الفاظ نہیں تھے ' ایک بجلی تھی جو یکا یک کوند گئی ' اور تمام نگاہوں کو خیرہ اور دلوں کو دہلا گئی - خود بشر مریسی مبہوت ہوکر دیکھتے کا دیکھتا ہی رہگیا ! فوقع الحق و بطل ما کانوا یعملون -

یا تو مامون الرشید غضب ناک ہوکر شیخ سے جواب طلب کررہا تھا اور اسے خلق قران کے اعتراف پر مجبور سمجھتا تھا ' یا بے اختیار ہوکر عبد العزیز کے جواب پر وجد کرنے لگا ' اور پکار پکار کر کہنے لگا " معاذ اللہ ! معاذ اللہ !! خدا کی ذات موت سے بری ہے ! "

(خاتمہ)

بشر مریسی نے اپنے آخری سوال کو مناظرہ کا خاتمہ قرار دیا تھا - شیخ نے بھی اسکا جواب ایسا ہی دیا - وہ مناظرہ کا خاتمہ اور حجۃ کا اعلان آخری تھا !

مامون الرشید نے حکم دیا کہ مناظرہ ختم کیا جاے ' اور عبد العزیز سے مخاطب ہوکے کہا :

" اگرچہ اس مسئلہ کا فیصلہ ہماری آجکی صحبت میں نہ ہوسکا ' لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ تو نے اپنے مخاطب کا کامیابی کے ساتھہ مقابلہ کیا ' اور اسکی کسی دلیل کے آگے میں نے تجھے عاجز نہ پایا - تیری فضیلت علمی پر تیرے جوابات گواہ تھے - تیری جرات و ثابت قدمی تیری فضیلت کا اصلی جوہر ہے - تو نے جس بے خوفی و بے جگری سے میرے حضور میں زبان کھولی اور جسطرح میرے جلال و غضب اور موت و ہلاکت کے خوف سے بے پروا ہوکر تقریر کی ' واللہ کہ میں اسکی قدر کرونگا ' اور تیری درشتی و تلخ گوئی کو اپنی قدر دانیوں اور حلم سے تھکا دونگا - میرے طرف سے تیرے لیے امن اور اعزاز و اکرام کا فرمان ہے - اور تیرا جوہر استعداد اسکا مستحق ہے کہ میری مجلس علم کا ندیم ہو - تو اب مدینۃ السلام میں قیام کر اور ہر بدھہ کے دن میری صحبت علمی میں شریک ہو "

شیخ لکھتے ہیں : " اسکے بعد مامون الرشید نے حکم دیا کہ دس ہزار درہم میری قیام گاہ پر بھیجدیا جاے - نیز قیام کیلیے ایک سجا سجایا محل سرکاری بھی مرحمت ہو - پھر تلوار کی نیام پر ہاتھہ رکھا جو مجلس کی برخاستگی کا اشارہ تھا - تمام اہل دربار اٹھہ کھڑے ہوے - میں جب رخصت ہونے لگا تو مامون مسکرایا اور کہا " آج تو نے اپنے بڑے ہی طاقتور حریف پر فتح پائی "

اسکے بعد لکھتے ہیں :

" میں جب دربار سے نکلا تو تمام لوگوں کو راستوں ' دکانوں ' اور کوٹھوں پر چشم براہ پایا - لوگ منتظر تھے کہ میری اس جرات کا کیا نتیجہ نکلتا ہے ؟ جب انہوں نے دیکھا کہ میں نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھہ واپس جا رہا ہوں اور مجلس مناظرہ میں کامیاب رہا ہوں تو انکی حیرت اور خوشی کی کوئی حد نہ رہی - لوگ ہر طرف سے مبارکباد دینے اور ارباب حق کی فتح پر خوشیاں منانے کیلیے ہجوم کرتے ' اور مجھسے مصافحہ کرنے کے واسطے اپنی جانوں کو تہلکہ میں ڈالتے - حتی کہ جوش خلائق اور شدت ہجوم سے میں عاجز آگیا اور گھر تک پہنچنا دشوار ہوگیا - "

" اسکے بعد جب تمام علماء شہر و امصار کو واقعات مناظرہ کی خبر ملی تو اس غیر متوقع تائید غیبی پر سجدۂ شکر بجا لاے ' اور اس ایک نمونے نے ہزاروں زبانوں کو یکایک کھول دیا - جو خوف جان و مال سے اظہار حق نہیں کرسکتی تھیں ' پہلے مامون کے غضب و صولت کو دیکھکر کسی کو جراتہ نہیں پڑتی تھی - لیکن اب لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ اگر جرات و ثابت قدمی کے ساتھہ حق کا اعلان کیا جاے ' تو اللہ کی نصرت کبھی ساتھہ نہیں چھوڑتی اور ہر شخص کامیابی حاصل کرسکتا ہے "

" صبح سے لیکر شام تک میرا مکان لوگوں سے بھرا رہتا اور وہ مجلس مناظرہ کے حالات پوچھتے - میں روایت کرتے کرتے تھک گیا - یہاں تک کہ خبر دور دور پھیل گئی اور حجاز و شام تک سے لوگ دریافت کرنے کیلیے آنے لگے - تب عاجز آکر میں نے چاہا کہ اس مناظرہ کے واقعات قلمبند کردوں تاکہ ہر شخص اسکو پڑھکر حق کی فتح اور باطل کے خذلان کی سرگذشت معلوم کرلے "

(استدراک)

(١) شیخ نے اپنی تقریر کے ابتدائی حصہ میں (جو البلاغ کی گذشتہ اشاعۃ میں نکلا ہے) کہا ہے : " خدا نے مسلمانوں سے خلق قران کا اقرار نہیں کرایا لیکن ایک انسان کراتا ہے (یعنی مامون) جو ہارون کے گھر میں پیدا ہوا اور ہارون ہادی کا بیٹا تھا "

شیخ کے رسالہ میں ایسا ہی لکھا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے - خلیفہ ہارون الرشید ہادی کا بیٹا نہیں ہے بلکہ ہارون اور ہادی دونوں محمد بن منصور ملقب بہ مہدی کے بیٹے ہیں - مہدی کے بعد تیرہ ماہ تک ہادی تخت نشیں رہا - اسکے بعد ہارون الرشید خلیفہ ہوا - غالباً یہ کتابت کی غلطی ہے -

(٢) تقریر میں انہوں نے کہا : " تم سے پہلے ائمۂ جور نے جو کچھہ کیا ' اللہ نے اسکے لیے تم کو کھڑا کردیا " یہ اشارہ بنو امیہ کی طرف تھا جنکو ہلاک کرکے آل عباس نے اپنی حکومت قائم کی -

(٣) اس سرگذشت کو ہم نے نہایت تفصیل سے لکھا تاکہ ہمارے موجودہ عہد کے علماء ' سلف کے ان واقعات کو پڑھیں اور عبرت پکڑیں - امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور دعوۃ و تبلیغ حق ہی وہ اصلی و حقیقی فرض ہے جو اسلام نے علماء کے سپرد کیا ہے ' اگر اس فرض سے انکا علم و عمل خالی ہے تو انکو یقین کرنا چاہیے کہ انہوں نے اپنی ہستی متادی اور راستے کے پتھر اور جنگل کی گھانس انسے زیادہ قیمتی ہے -

باب التفسير

الاصـــلاح والافســـاد

(ان اريد الا " الاصلاح " ماستطعت !)

(۲)

(بعض جزئيات نتـائج افســـاد)

(۱) بنو اسرائیل نے احکام توراۃ کي مخالفت کي ' اور خدا کي زمين ميں عدل و اصلاح کي جگۂ عصيان و فساد پهيلايا - بخت نصر اوٹها اور پا مال کرديا ' کيونکه افساد کا آخري نتيجه يهي ھے :

و قضينا الى بني اسرائيل في الكتاب لتفسدن في الارض مرتين ' و لتعلن علوا كبيرا - فاذا جاء وعد اولاهما بعثنا عليكم عبادا لنا اولى باس شديد - فجاسوا خلال الديار و كان وعـــدا مفـعولا - (اســـرائيل : ۴)

ہم نے بني اسرائيل کيليے کتاب ميں فيصله کرديا تها که تم لوگ دو بار زمين ميں فساد پهيلاؤ گے ' اور بڑي هي حد درجه کي سرکشي کروگے ' سوجب پہلا عہد فساد کا آيا تو ہم نے تمہارے اوپر اپنے طاقتور و جنگ آزما بندے بهيجدیے جنھوں نے تمام شہر کو اجاڑ ديا ' اور خدا کا وعدہ پورا ہونے والا تها -

(۲) ايک قوم نے احسان کي نا شکري کي ' اور آنحضرت کے اونٹوں کا گله لوٹ ليا ' چرواهوں کو قتل کر ديا ' اسلام لاکر پهر مرتد هوگئي - قرآن حکيم نے اس افساد کي سزا مقرر کي ' اور اونکو وہ ديگئي :

انما جزاء الذين يحاربون الله و رسوله و يسعون في الارض فســـادا ان يقـتلوا او يصلبوا او تقـطع ايديهم و ارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض - (مائده : ۳۷)

اونلوگوں کي سزا جو خدا اور خدا کے رسول سے لڑتے هيں اور زمين ميں فساد پهيلا تے هيں ' يه ھے که قتل کردیے جائيـں ' يا پهانسي پر لٹـکيں ' يا اونـکے هاتهه پانوں الٹے کاٹڈا لے جائيں ' يا جلا وطن کردیے جائيں -

(۳) الله تعالے مصلحين کي جماعت کو بتدريج بڑهاتا ھے ' اور مفسدين کي جمعيت کو بتدريج توڑتا گهٹاتا ' اور پهر بالکل مٹا ديتا ھے - البته اس تدريج عروج و زوال کي رفتار مختلف هوتي ھے :

و اذكرو اذ كنتـم قليلا فكثركم و انظـــروكيف كان عاقبـة المفسديـن (اعراف ۸۵)

اور ياد کرو که جب تم تهوڑے تهے ' توخدا نے تمکو زيادہ کرديا ' اورساتهه هي ديکهو که مفسدين کا کيسا انجام هوا ؟ ادهر تم بڑهتے گئے اودهر وہ گهٹتے گئے !

(۴) فرعون نے خدا کي زمين ميں اسکبار کيا ' ايک قوم کي آزادي سلب کرلي ' اوسکي قوت کو برباد کرديا ' اسکو غلاموں کي طرح اپنا محکوم رکهنا چاها ' يه عمل فساد تها ' پس اسکا لازمي نتيجه نکلا اور اسکي تباهي کا وقـت آگيا - آخري وقت آنکهه کهلي ' مگر اب وقت گذر چکا تها :

الان و قد عصيت قبـل و كنت من المفسديـن (يونس : ۹۱)

اے فرعون اب تو خدا کے آگے جهکنا چاهتا ھے حالانکه پہلے سرکشي کرچکا ھے اور زمين کے مفسدوں ميں سے تيرا وجود بهي تها !

(۵) اسي طرح اور بهي متعدد گذشته قوميں تهيں ' جنکا مايه خمير فساد تها ' الله تعالی کے حکم سے کوئي زلزله کے ساتهه پيوند خاک هوگئي :

و اخذت الذين ظلمو الصيحة فاصبحـــوا فـــي ديارهـــم جثمين -

جنلوگوں نے ظلم کيا تها ' اونکو عذاب الهي کي کڑک نے پکڑ ليا ' اور وہ اپنے گهروں ميں بيٹهے کے بيٹهے هي رهگئے -

کسي کو هوا اپنے ساتهه اڑا لے گئي :

فارسلنا عليهم ريحا صرصرا في ايام نحسات لنذيقنهم عـــذاب الـخـــزي في الحيوة الدنيا -

ہم نے اون پر آندهي بهيجي انکي نامبارکي کے دنوں ميں ' تاکه ہم اونکو دنيا ميں ذلت و نامرادي کا عذاب چکهاديں -

کسي کو پاني اپنے ساتهه بہا ليگيا :

حتـــى اذا جـــاء امرنا و فار التنـــور

يہاں تک که جب همارے قانون عذاب کا وقت آگيا اور تنور نے جوش مارا -

ديکهو ' جزاء و سزا ميں کسقدر مناسبت ھے ؟ فسانا عدم ھے ' يه قوميں بهي معدوم هوگئيں - افساد نتائج اصلاح کو مٹاتا ھے ' يه قوميں بهي مٹ گئيں - کما تدين تدان -

(بعـــض جزئيات نتائج اصـــلاح)

ليکن اعمال صالحه کي حالت اعمال مفسدہ سے بالکل مختلف ھے - وہ زندگي اور طاقت و صحت هيں ' اسليے زندگي هي کے نتائج کا اون سے ظہور هوتا ھے - وہ روشني هيں ' اسليے روشني هي کے تمام آثار و علائم اپنے ساتهه رکهتے هيں - اسي بنا پر الله تعالی نے اعمال صالحه سے زيادہ اعمال صالحه کے نتائج و آثار کا ذکر کيا ھے :

(۲) ارباب اصلاح جو کام کرتے هيں ' صرف اپنے نور ايمان کي هدايت سے کرتے هيں ' اونکو ترغيبات کي ضرورت نہيں هوتي :

ان الذين آمنوا و عملوا الصالحات يهديهم ربهـم بايمانهـم تجـــري من تحتهم الانهار في جنت نعيـم (يونس ۹)

جو لوگ اللـــه پر ايمـان لاے اور صالح اعمال اختيار کيے تو الله انکے ايمان کي روشني کو انکے ليے شمع هدايت بنا ديتا ھے - انکے ليے نعمتوں کي جنة ھے ' اور اسکي نہروں کي رواني کا عيش نظارہ !

نيکي و بدي اور فساد و صلاح ميں يهي فرق ھے جسکو خدا نے اجمالاً بيان کيا ھے - هر بدي کے اندر ترغيبات کا ايک ذخيرہ چهپا رهتا ھے جو نفس امارہ کو اپني طرف بلاتا ھے ' ليکن نيکي نہايت سادہ صورت ميں نماياں هوتي ھے ' کيونکه وہ انسان کي فطرة اصلي ھے اور فطرة کا هر جمال سادہ هوتا ھے -

(۳) مصلحين هر شخص سے جهک کے ملتے هيں ' تکبر و غرور سے اونکو نفرت هوتي ھے ' استکبار اون سے چهو نہيں جاتا :

ان الذين آمنوا و عملــوا الصالحات و اخبتوا الى ربهم اولئك اصحـــب الجنة هم فيها خلدون - (هود : ۲۵)

جو لوگ ايمان لاے ' صالح اعمال اختيار کيے ' اور اپنے پروردگار کيليے عاجزي کي ' سو يهي لوگ " اصحاب الجنة " هيں جو اپني حياة بہشتي ميں هميشه شاد و خرم رهينگے !

" اخبات " يعني عاجزي و تواضع اگرچه خود عمل صالح ميں داخل ھے اور اسليے مستقل حيثيت سے اسکے ذکر کي ضرورت نه

تهي' ليكن قرآن حكيم كا طرز خطاب يه هے كه وه عام كے بعد خاص كو مستقلاً بيان كرتا هے' جس سے اوسكا اهتمام شان واضح كرنا مقصود هوتا هے - چنانچه تم كو معلوم هے كه عام نمازوں كے بعد صلواة وسطى كا ذكر مستقل طور پر كيا گيا حالانكه احكام نماز ميں نماز كي هر شكل' هر قسم' اور هر طريق داخل تها - اسي اصول كي بنا پر خدا نے اخبات كا ذكر بهي يہاں مستقلاً كيا هے -

(٤) مصلحين كے اعمال كبهي ضائع نہيں هوتے - عمل صالح كا بيج كبهي بهي سڑ گل نہيں سكتا - وه قطعاً پهاليگا اور قطعاً پهل لائيگا -

ان الذين آمنوا و عملوا الصالحات انا لا نضيع اجر من احسن عملا (كهف : ٢٩)

جو لوگ ايمان لاے اور عمل صالح كيا' تو انكو همارا يه قانون معلوم هو جانا چاهيے كه هم عمل صالح كرنے والے كے اجر اور مكافات كو كبهي ضائع نہيں كرتے -

زنا سينكڑوں بچوں كو ضائع كرديتا هے' ليكن نكاح اپنے نتائج اپني گود ميں ديكهتا هے -

(٥) مصلحين ميں هميشه باهم محبت و يگانگي هوتي هے باهمي پهوٹ اور نفاق صاحب اصلاح گروه ميں نہيں هو سكتا :

ان الذين آمنوا و عملوا الصالحات يجعل لهم الرحمن ودا - (مريم : ٩٦)

جو لوگ ايمان لاے اور عمل صالح كيا' سو قريب هے كه خداے رحمن انكے ليے محبت كا دروازه كهولديگا -

ليكن عمل فاسد كا نتيجه صرف بغض و عداوت هے :

فاغرينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيمة (مائده : ١٧)

هم نے قيامت تك كيليے اقوام نصارى كے درميان بغض و عداوت كي آگ بهڑكا دي -

انما يريد الشيطن ان يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر و الميسر ليصدكم عن ذكر الله و عن الصلوة فهل انتم منتهون ؟

شيطان چاهتا هے كه تمهارے درميان شراب نوشي و قمار بازي كے ذريعه بغض و عداوت ڈالدے' اور تم كو ذكر خدا اور نماز سے روكدے' تو كيا تم باز نہيں آوگے ؟

(٦) مصلحين كي ايك بہت بڑي خصوصيت يه هے كه وه عدل الهي كے قيام كيليے اپني تمام قوتوں كو وقف كرديتے هيں' اور جب كبهي اُن پر ظلم كيا جاتا هے تو پتهر اور گهانس كي طرح بيحس و حركت نہيں پڑے رهتے بلكه انسان كي طرح اُٹهتے هيں اور ظالموں سے انكے ظلم كا بدله ليتے هيں تاكه ظالم كو سزا ملے اور عدل قائم هو - اس بارے ميں انكا اراده اور فعل دونوں يكساں هوتا هے - جيسا كہتے هيں ويسا هي كركے دكهاديتے هيں - انكي زندگي كي بنياد اراده نہيں بلكه عمل هوتا هے :

انهم يقولون ما لا يفعلون الا الذين آمنوا و عملوا الصالحات و ذكروا الله كثيرا و انتصروا من بعد ما ظلموا (شعراء : ٢٢٧)

ان مفسدوں كا يه حال هے كه جو كچهه زبان سے كہتے هيں اسكے خلاف عمل كرتے هيں - البته وه لوگ جو الله پر ايمان لاے' عمل صالح كيا' زياده سے زياده الله كے ذكر ميں لگے رهے' اور ظلم كا بدله لينے ميں فتح مندي حاصل كي' بعد اسكے كه انپر ظلم كيا گيا تها اور وه مظلوم تهے - سو انكا حال ايسا نہيں هے -

ليكن اگر كسي نے ظالم كي حمايت كي' يا اوسكے ظلم پر خاموش رها' يا خاموش رهنے كي هدايت كي' تو وه مفسد هے - كيونكه وه عمل فاسد كي اعانت كرتا هے -

(٧) مصلحين كي ايك خصوصيت يه هے كه انكا اعتماد صرف الله پر هوتا هے' پس وه صبر كرتے هيں اور صبر كے معني كسي عمل اور كاميابي كي راه ميں مشكلوں كے برداشت كرنے اور قرباني كے هيں :

الذين صبروا و على ربهم يتوكلون (عنكبوت : ٥٨)

جن لوگوں نے صبر كيا اور جو خدا هي پر بهروسا ركهتے هيں -

(٨) مصلحين معاملات ميں نہايت ديانت دار هوتے هيں - شركت كے كاموں كو نہايت ايمانداري سے انجام ديتے هيں' مشتركه چيزوں پر خود قابض نہيں هو جاتے بلكه دوسرونكو بهي مداخلت كا موقع ديتے هيں :

و ان كثيرا من الخلطاء ليبغي بعضهم على بعض الا الذين آمنوا و عملوا الصالحات و قليل ما هم (ص : ٢٣)

اور بہت سے ساجهے كا كام كرنے والے ايك دوسرے پر زيادتي كرتے هيں' مگر وه لوگ جو ايمان لاے اور عمل صالح كيا' تو انكا شيوه عدل اور ديانت داري هے - البته ايسے لوگ تهوڑے هيں -

(٩) خدا مصلحين كي دعا قبول كرتا هے' انكي پكار كبهي مردود نہيں هوتي - اور انكے مال و دولت كو بڑهاتا هے :

و يستجيب الذين آمنوا و عملوا الصالحات' و يزيدهم من فضله (شورى : ٢٧)

اور جو لوگ ايمان لاے اور عمل صالح كيا سو خدا انكي دعا كو قبول كرتا هے' اور انكے كاموں كے پهل ميں اپنے فضل سے بركت اور فراواني بخشتا هے -

(١٠) وه كبهي ذليل و رسوا نہيں هوتے' بلكه هميشه معزز اور بلند و ممتاز هوتے هيں - تمام دنيا پر شرف و فضيلت صرف انهي كيليے هے - اشخاص كي حالت ميں بهي اور جماعت كي حالت ميں بهي :

ان الذين آمنوا و عملوا الصالحات اولئك هم خيرالبريه (بينه : ٦)

جو لوگ ايمان لاے اور عمل صالح كيا' سو وه دنيا كي بہترين هستي هيں -

اگر كوئي قوم دنيا ميں ذليل هے تو سمجهه لينا چاهيے كه وه عمل صالح نہيں كرتي :

(١١) وه هميشه حق اور قرباني كي باهم وصيت كرتے رهتے هيں اور ايك دوسرے كو اسكي دعوة ديتے هيں' پس تمام كائنات ارضي ميں كاميابي اور فتح و مراد انهي كيليے هے - زندگي كے تمام مشكلات اور عمل انساني كي تمام ناكاميوں سے وه محفوظ هوجاتے هيں :

والعصر ان الانسان لفي خسر الا الذين آمنوا و عملوا الصالحات وتواصوا بالحق و تواصوا بالصبر (و العصر : ٣)

زمانه شاهد هے كه انسان كيليے ناكاميابي كے سوا كچهه نہيں هے - مگر وه لوگ جو ايمان لاے' عمل صالح كيا' حق اور صبر كي باهمدگر وصيت كي' تو انكے ليے ناكامي كي جگه هميشه كام و مراد كي زندگي هوگي !

(١٢) مصلحين كو ظلم و غصب حقوق كا كبهي ڈر نہيں هوتا' كيونكه وه دليري كے ساتهه ظلم كا مقابله كرتے هيں' اور طاقت كے ساتهه اپنے حقوق كو محفوظ ركهتے هيں :

و من يعمل من الصالحات و هو مومن' فلا يخاف ظلما و لا هضما (طه : ١١)

اور جو شخص عمل صالح كرتا هے' اور ساتهه هي الله پر يقين ركهتا هے' سو اسكے ليے ظلم اور غصب حق سے كوئي خوف نہيں - نه اسپر ظلم هوسكے گا اور نه اسكا حق مارا جائيگا -

(١٣) مصلحين كي كوششيں كبهي رائگاں نہيں جاتيں :

فمن يعمل من الصالحات و هو مومن فلا كفران

جو شخص عمل صالح كرتا هے اور الله پر ايمان لايا هے' تو اوسكي

لسعيه و انا له كاتبون - (انبياء : ۹۴)

كوشش كبهي ضائع نه جائيگي ' اور همارا قانون ايسا هي هے -

اونكو ناكاميابي پر ناكاميابي هوتي هے ' مگر وه اپني دهن ميں لگے رهتے هيں - كيونكه اونكا نور ايمان بتاتا هے كه وهي ايك دن كامياب هونگے - خدا كے پورے هونے والے وعدے كي دستاويز اونكے هاتهه ميں هوتي هے - وه ايك مقصد اعلى كيليے كوشش كرتے هيں ' اونكو دهمكايا جاتا هے مگر وه نهيں ڈرتے - اونكو ملامت كي جاتي هے مگر وه آزرده خاطر نهيں هوتے ' اسليے كه وه خدا كے وعدوں پر يقين ركهتے هيں :

فمن آمن و اصلح فلا خوف عليهم و لا هم يحزنون - (انعام : ۴۸)

جو شخص ايمان لايا اور اپني اصلاح كي تو اسكے ليے نه تو كسي طرح كا ڈر هے اور نه وه كبهي غمگين هوگا -

(۱۴) عمل صالح انسان كے دل كو سنوارتا هے ' اسليے پچهلے گناهوں كا جو داغ دل ميں هوتا هے ' اسكو بهي مٹا ديتا هے :

و الذين آمنوا و عملوا الصالحات و آمنوا بما نزل على محمد و هو الحق من ربهم ' كفر عنهم سيآتهم و اصلح بالهم (محمد : ۲)

اور جو لوگ ايمان لاے ' عمل صالح كيا ' اور قران حكيم پر يقين كيا جو انكے پروردگار كي طرف سے انكے ليے پيام حق هے ' سو وه يقين كريں كه انكے تمام گناه جهڑ گئے اور انكے دل كو سنوار ديا گيا -

اونكي گناهوں كي ناكام زندگي كو نيكي كي سعيد و كامياب زندگي سے خدا بدل ديتا هے :

الا من تاب و آمن و عمل عملا صالحا فاولئك يبدل الله سيآتهم حسنات ' و كان الله غفورا رحيما - (فرقان : ۷۰)

مگر جس شخص نے توبه كي ' ايمان لايا ' اور عمل صالح كيا ' تو خدا اسكے گناهوں كو نيكيوں سے بدل ديتا هے ' اور خدا بڑا معاف كرنے والا اور رحم كرنے والا هے -

حضرت عمر رضي الله عنه جب تلوار ليكر آنحضرت (صلى الله عليه و سلم) كے قتل كرنے كيليے چلے تهے ' تو يه تلوار كيسي مفسدانه نظر آتي تهي ؟ مگر اب اوسكے جوهر ميں ايمان و اصلاح كے نور چمكتے هوے نظر آتے هيں - كيا يه بدي كو نيكي كے ساتهه بدلدينا نهيں هے ؟

(۱۵) صالحين تقوى اختيار كرتے هيں ' جچي تلي هوئي بات كرتے هيں ' اور وه اونكے اعمال كا سنگهار بن جاتي هے :

يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله و قولوا قولا سديدا ' يصلح لكم اعمالكم و يغفر لكم ذنوبكم - (احزاب : ۷۰)

مسلمانو ! خدا سے ڈرو ' ٹهيك اور پكي بات بولو ' وه تمهارے اعمال كو تمهارے ليے سنوار ديگا ' اور تمهارے گناهوں كو معاف كرديگا -

(۱۶) مصلحين نهايت پاك و با مراد زندگي بسر كرتے هيں :

من عمل صالحا من ذكر و انثى و هو مومن فلنحيينه حيوة طيبة و لنجزينهم اجرهم باحسن ما كانوا يعملون - (نحل : ۹۹)

جس عورت و مرد نے عمل صالح كيا اور وه مومن بهي هے ' تو هم اوسكو ايك پاك زندگي عطا كرينگے اور اوسكے كاموں ميں ايسي قوت ديدينگے كه محنت سے زياده اسكا پهل پايگا -

(۱۷) مصلحين كے اعمال كے نتائج كسي نه كسي طرح اونكي اولاد كو بهي مل جاتے هيں ' اور اگر نهيں ملتے تو اونكو يقين كرنا چاهيے كه اونكا باپ صالح نه تها - اگر كسي قوم كو حكومت نهيں ملتي تو اوسكو ماننا چاهيے كه اوسكے آباء و اجداد نے جو تاج سر پر ركها تها ' اوس ميں صلاح و فلاح كا موتي نه تها - حضرة موسى جب ايك عالم الهي سے فيض ياب هونے كيليے نكلے اور وه انكے ساتهه روانه هوا تو راه ميں ايك شهر پڑا - شهر والے اتنے بد اخلاق تهے كه انهوں نے رهنے كي جگه تك نه دي - ليكن حضرة موسى كے ساتهي نے شهر كے باهر ايك پراني ديوار كي تعمير شروع كردي - حضرة موسى نے اس تعمير پر تعجب كيا تو انهوں نے يه علت بتلائي كه اسكے نيچے ايك صالح مرد و عورت كي دولت هے جسكے وارث انكے يتيم بچے هونگے :

و اما الجدار فكان لغلامين يتيمين في المدينة و كان تحته كنز لهما و كان ابوهما صالحا ' فاراد ربك ان يبلغا اشدهما و يستخرجا كنزهما رحمة من ربك - (كهف : ۸۲)

ديوار شهر كے دو يتيم بچوں كي تهي ' اوسكے نيچے اون دونوں كا خزانه دفن تها اور اون دونوں كا باپ صالح تها ' خدا نے چاها كه جب وه جوان هوجائيں تو اپنا خزانه نكال ليں ' اور ايسا نهو كه انكے جوان هونے سے پہلے هي ديوار پراني هوكر گر جاے -

ليكن اسكے ليے اولاد كو بهي صالح هونا چاهيے ' ورنه نتيجه برعكس هوگا - حضرة موسى كے ساتهي نے اسي سفر ميں ايك لڑكے كو قتل بهي كرديا كيونكه بر خلاف ان يتيم بچوں كے وه مفسد هونے والا تها :

و اما الغلام فكان ابواه مومنين فخشينا ان يرهقهما طغيانا و كفرا - (كهف : ۷۹)

وه لڑكا جسكو ميں نے قتل كيا ' سو اوسكے باپ ماں مومن تهے ' مجهكو خوف پيدا هوا كه طغيان و كفر كي وجه سے كهيں سركشي نه كرے -

(۱۸) صالحين كو ابدي شهرت حاصل هوتي هے ' اور وه هميشه قائم رهتي هے - بقاء ' دوام ' استمرار ' اصلاح كے لازمي خواص هيں :

رب هب لي حكما و الحقني بالصلحين و اجعل لي لسان صدق في الاخرين - (شعراء : ۸۳)

خدايا مجهے نبوت دے ' اور مجهكو صلحا ميں داخل كر ' اور آنيوالي نسلوں ميں ميرا دائمي ذكر قائم ركهه !

(۱۹) صلحاء كا دل حرص و طمع سے خالي هوتا هے ' رشك و حسد سے اونكو نفرت هوتي هے ' وه جزاء آخروي كے آگے دنيوي مال و دولت كو هيچ سمجهتے هيں :

قال الذين يريدون الحيوة الدنيا : يليت لنا مثل ما اوتي قارون انه لذو حظ عظيم - و قال الذين اوتوا العلم و يلكم ثواب الله خير لمن آمن و عمل صالحا - (قصص : ۸۰)

اونلوگوں نے جو دنيوي زندگي كے طالب تهے ' حسرت كهائي كه كاش همارے پاس بهي وه هوتا جو قارون كو ديا گيا هے - وه كيسا بڑا نصيبور هے ! مگر جو لوگ صاحب علم و سعادت تهے اونهوں نے كها يه كونسي چيز هے جسكے ليے حسرت كررهے هو ؟ صد افسوس تم پر ! اصلي نعمت تو الله كا وه بدله هے جو صالحوں كو انكے اعمال كا ملتا هے ' اور خدا كے مومن و صالح بندوں كيليے وهي سب سے بڑي چيز هے -

(۲۰) بدي كا نتيجه كتنا هي دل خوش كن هو مگر وه معدوم هے ' شراب كا نشه هميشه نهيں رهتا مگر حق كا متوالا هميشه مست رهتا هے - چوري سے دولت كثيره هاتهه آسكتي هے ' مگر اوسكو گن سكتے هيں - ليكن تجارت سے جو فوائد حاصل هوتے هيں ' اوسكي كوئي خاص حد نهيں - ايك معمولي دكاندار اپني زندگي خوش گذراني كے ساتهه بسر كرديتا هے ' اور اوسكو كچهه معلوم نهيں هوتا كه كيا آيا اور كيا گيا ؟ مگر چور روپيه كو گن گن كے ركهه ديتا هے ' پهر بهي چند دنوں ميں تمام دولت اوڑ جاتي هے - دل كا دكهه اور ضمير كي بے امني اسكے علاوه هے -

ان الذين آمنوا و عملوا الصالحات لهم اجر غير ممنون (سجدہ : ۷۵)

جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا ' انکے لیے غیر منقطع معاوضہ ہے -

(۲۲) ہر چیز کا مرجع اللہ تعالی کی ذات ہے ' اسلیے نیکی کے نتائج بھی اوسی کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں ' لیکن تم نہیں جانتے کہ اس معراج روحانی کا زینہ کیا ہے ؟ خدا خود بتلاتا ہے :

اليه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه (فاطر : ۱۱)

خدا کی طرف کلمات طیبہ چڑھتے ہیں اور عمل صالح اوسکو اونچا کردیتا ہے - (اس آیت کی مزید تفسیر آگے آئیگی)

پس ہر نیک نیت کا ' ہر سچی شہرت کا ' ہر سچی کوشش کا ' زینہ صرف اعمال صالحہ ہیں ' جو اونکو خدا تک پہونچا دیتے ہیں -

(۲۳) بیٹے کے ساتھہ باپ کی محبت عمل صالح ہے ' کیونکہ وہ بیٹے کے اعمال صالحہ کا نتیجہ ہوتی ہے ' اور کوئی عمل صالح نتیجہ بد پیدا نہیں کرسکتا - حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت تھی کیونکہ وہ صالح تو ' اور اسلیے اونکو اپنے عمل صالح کا بہترین معاوضہ ملا تھا - لیکن انکے بھائیوں نے اس محبت کو جذب کرنا چاہا ' مقصد نیک تھا ' لیکن طریق اخذ و جذب مفسدانہ تھا ' اسلیے ناکامیابی و ذلت دائمی نصیب ہوئی :

اقتلوا يوسف او اطرحوه ارضا يخل لكم وجه ابيكم و تكونوا من بعده قوما صالحين - (يوسف : ۹)

یوسف کو قتل کرڈالو یا اوسکو کسی جگہ پھینکدو ' باپ کی محبت تمہارے طرف منتقل ہو جائیگی ' اور تم اوسکے بعد ایک صالح جماعت بن جاؤ گے -

(۲۴) دنیا کے بادشاہ ہمیشہ صلحاء ہوتے ہیں ' متعدد غیر صالح قوموں نے اپنی سلطنت کھودی - حالانکہ وہ ایک مدت تک وارث تاج و تخت رہ چکی تھیں - متعدد حکمران قومیں اعمال فاسدہ کے نشے میں چور ہیں اور سمجھتی ہیں کہ یہی اعمال تہذیب و تمدن کے زیور ہیں - لیکن اُنکو خدا کے ہاتھہ کی گردش پر نگاہ رکھنی چاہیے جو آہستہ آہستہ حرکت کرتا ہے ' اور ایک مرتبہ دفعتاً جھک کر اُلٹ دیتا ہے : جعلنا عاليها سافلها :

ان الارض يرثها عبادي الصالحون (انبیاء : ۱۰۵)

زمین کے وارث صرف خدا کے صالح بندے ہوتے ہیں - فساد کے ساتھہ حکومت نہیں باقی رہسکتی -

(۲۵) نیکی اور اصلاح کا ثمرہ پورا پورا ملتا ہے :

واما الذين آمنوا و عملوا الصالحات فيوفيهم اجورهم والله لا يحب الظالمين (آل عمران : ۵۰)

جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیا تو خدا اُنکو پورا معاوضہ دیگا اور اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا -

(۲۶) صلحاء تلاوت کرتے ہیں ' خدا کا سجدہ بجا لاتے ہیں ' امر بالمعروف والنهي عن المنكر کرتے ہیں ' اور نیکی کی راہ میں سب سے آگے رہنا چاہتے ہیں :

من اهل الكتاب امة قائمة يتلون آيات الله آناء الليل و هم يسجدون - يؤمنون بالله واليوم الآخر و يأمرون بالمعروف و ينهون عن المنكر و يسارعون في الخيرات و اولئك من الصالحين - (آل عمران : ۱۰۸)

اور اہل کتاب میں ایک مستعد گروہ ہے جو خدا کی آیات راتوں کو پڑھتا ہے اس حال میں کہ وہ سر بسجود ہوتا ہے ' خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے ' نیکی کا حکم دیتا ہے ' برائی سے روکتا ہے ' اور نیکی کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے ' وہی لوگ صلحاء میں سے ہیں -

(۲۷) صلحاء کا ولی اور رفیق و مددگار صرف خدا ہوتا ہے ' اسلیے وہ آسی سے رشتۂ مودت جوڑتے ہیں :

ان ولي الله الذي نزل الكتب و هو يتولى الصالحين - (اعراف : ۱۹۶)

میرا ولی صرف خدا ہے جس نے کتابیں نازل کیں ' اور وہ صالحوں کو دوست رکھتا ہے -

(۲۸) برائی کتنی ہی پھیلی ہو ' تاریکی کا بادل کتنا ہی غلیظ ہو ' مگر صلحا کا نور ایمان اُنکو برائیوں میں ملوث ہونے سے بچا لیتا ہے :

و نجيناه من القرية التي كانت تعمل الخبائث انهم كانوا قوم سوء فسقين و ادخلناه في رحمتنا انه من الصالحين - (انبیاء ۷۴)

اور ہم نے لوط کو اُس گانوں سے نجات دی جو بدکاریاں کرتا تھا ' وہ نہایت بری اور بدکار قوم تھی - اور ہم نے اُوسکو اپنی رحمت میں داخل کیا کہ وہ صالحین میں سے تھا اور صالحین کی جگہ ہماری آغوش رحمت ہی ہے !

(۲۹) صلحاء مصیبت کے وقت مایوس نہیں ہوتے ' ناشکری نہیں کرتے ' اور خوشحالی میں غرور و فخر سے بھی بچتے ہیں کہ اونکا ظرف وسیع ہوتا ہے :

ولئن اذقنا الانسان رحمة ثم نزعناها منه انه ليئوس كفور ولئن اذقناه نعماء بعد ضراء مسته ليقولن ذهب السيئات عني انه لفرح فخور الا الذين صبروا و عملوا الصلحت اولئك لهم مغفرة و اجر كبير (هود ۱۲ : ۱۳ : ۱۴)

اور اگر ہم نے انسان کو اپنی رحمت کا مزا چکھایا اور پھر اوس سے رحمت کو چھین لیا ' تو وہ نا امید و نا شکرا ہو جاتا ہے ' اور اگر نعمت کی لذت مصیبت کے بعد چکھائی ' تو کہتا ہے کہ ابتو برائی میرے پاس سے چلی گئی ' اور خوش ہوکر غرور سے اترانے لگتا ہے ' البتہ ان لوگوں کا یہ حال نہیں ہوتا جنہوں نے اعمال صالحہ اختیار کیے ' مشکلات میں صبر کیا - سو اونکے لیے مغفرت اور بڑا معاوضہ ہے -

(۳۰) وہ لوگوں کی امانت ادا کرتے ہیں ' اور نہایت منصفانہ فیصلہ سناتے ہیں - خدا نے صلحاء کے ذکر کے بعد اونکو عدل احکام کا حکم دیا ہے - کیونکہ عمل صالح کا یہی نتیجہ ہونا چاہیے :

ان الله يامركم ان تؤدوا الامانات الى اهلها و اذا حكمتم بين الناس ان تحكموا بالعدل - (نساء : ۶۱)

خدا تمکو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ادا کرو ' اور جب فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھہ کرو -

اب اعمال فاسدہ و اعمال صالحہ کی فہرست تمہارے سامنے ہے ' مصلحین و مفسدین کی جماعت تمہارے آگے کھڑی ہے - نتائج پیش نظر ہیں ' مختلف حیثیتوں سے مقابلہ کرو ' اعمال فاسدہ کس کثرت سے ہیں ' اور کسقدر نقش و نگار کے پردے میں چھپے ہوے ہیں ؟ لیکن نتائج کا حال مختلف ہے ' اعمال فاسدہ کا صرف رہی ایک نتیجہ ہے جسکا عبرت ناک منظر گذشتہ قوموں کے افسانے پیش نظر کردیتے ہیں - لیکن اعمال صالحہ کے نتائج کس کثرت سے ہیں ' اور کس قدر مختلف ہیں ؟ اعمال صالحہ اپنے خواص و نتائج و آثار سے کبھی الگ نہیں ہوسکتے ' اسلیے خدا نے اعمال کے ساتھہ اونکے نتائج و آثار کا بھی ذکر کیا ہے - لیکن اعمال فاسدہ کے نتائج اون سے جدا بھی ہوجاتے ہیں - اسلیے کوئی مفسد دفعتاً برباد نہیں ہوجاتا ' وہ آہستہ آہستہ ہلاک ہوتا رہتا ہے - قرآن حکیم کی اصطلاح میں اسیکا نام " امہال " ہے - یعنی بتدریج ہلاکت و تباہی کا قانون الہی - (البقية يتلي)

مراسلات

اصلاح معاشرت اور اسلام

(بسلسلہ اسلام اور سوشیلزم)

(از مولانا سید سلیمان صاحب دسنوي

گذشته نمبر میں اقوام جدیدہ و قدیمہ کے اشتراکي مذاهب اور انکے اثرات پر به تفصیل بحث کرچکے هیں - اب هم دکهلانا چاهتے هیں که اس بارے میں اسلام کي تعلیمات کیا هیں ؟ سوشیلزم کے اعتبار سے سب سے پہلے اصلاح معاشرت کا مسئله سامنے آتا ھے ' یعني ذاتي اعزاز و امتیاز مٹادیا جاے اور تمام افراد باعتبار معاش و مال کے مساوي الرتبه هوجائیں -

مساوات کي چار صورتیں هیں ' مساوات نسبي و قومي ' مساوات حقوق و قانون ' مساوات رتبه ' مساوات مالي -

(مساوات نسبي و قومي)

اسلام نے نسبي و قومي امتیاز بالکل مٹا دیا ھے ' اور تمام مسلمانوں میں ایک عام اسلامي برادري قائم کردي ھے - ایک مسلمان کوکسي دوسرے مسلمان پر کوئي قومي یا نسبي امتیاز حاصل نہیں ھے - قرآن مجید میں ھے :

یا ایها الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقکم (حجرات)	لوگو! هم نے تمکو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا' اور تمکو مختلف قوم اور قبائل بنایا' تاکه آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو' خدا کے نزدیک تم میں سب سے بزرگ اور مکرم وهي ھے جو زیادہ پرهیزگار هو-

دوسري آیت یه ھے :

انما المومنون اخوة (حجرات)	مسلمان سب آپس میں بهائي هیں -

رسول الله صلی الله علیه و سلم نے فرمایا ھے :

ان الله قد اذهب عنکم عبیة الجاهلیة و فخرها بالاباء - انما هو مومن تقي او فاجر شقي - الناس کلهم بنو آدم و آدم من تراب (ترمذي باب مفاخرة)	خدا نے جاهلیت کي نخوت اور باپ دادوں پر فخر کرنا تم سے دور کردیا ھے - آدمي یا مومن اور پرهیزگار ھے ' یا بدکردار اور شقي ھے ' تم سب آدم کے بیٹے هو اور آدم مٹي سے بنا تها -
انسابکم هذہ لیست بمسبة علی احد - کلکم بنو آدم...... لیس لاحد علی احد فضل الا بالدین و تقوی (مشکوۃ باب مفاخرۃ)	نسب کسي کا کسي کے لیے باعث عار نہیں ھے' تم سب آدم کے بیٹے هو ...... ایک کو دوسرے پر دین و تقوی کے سوا اور کوئي سبب فضیلت نہیں ھے -
لا فضل لعربي علي عجمي و لا لعجمي علی عربي	عرب کو عجم پر اور عجم کو عرب پر کوئي فضیلت نہیں ھے -

یه احکام صرف عام نصائح هي نہیں هیں' بلکه عملاً بهي اسلام نے اسکا نمونه دنیا کے سامنے پیش کردیا - حضرت زینب جو رسول الله صلی الله علیه وسلم کي پهوپهي زاد بہن تهیں' انکو رسول الله نے ایک غلام سے بیاہ دیا - بلال رض' سلمان رض' حذیفةؓ' صهیب رض' جو حبش' ایران ' اور یمن وغیرہ کے زر خرید غلام تھے' اسلام نے معزز ترین عرب کي صف بصف اُن کو کهڑا کردیا -

حضرت بلال رضي الله عنه حبش کے ایک ادنی غلام تھے جنکو حضرت ابوبکر رضي الله عنه نے خرید کر آزاد کردیا تها - حضرت عمر (رضي الله عنه) اُنکو اپنا آقا کہا کرتے تھے - حضرت سلمان جو فارس سے عرب میں غلام بنکر آے تھے ' رسول الله (صلی الله علیه و سلم) نے اُنکو اپنا نقیب فرمایا ھے اور اُنکا نام حضرت ابوبکر (رضي الله عنه) حضرت عمر (رضي الله عنه) حضرت علي (رضي الله عنه) حضرت ابن مسعود (رضي الله عنه) کے پہلو به پہلو لیا ھے - حضرت بلال نے مدینه میں آکر شادي کرني چاهي تو مدینه کي گلیوں میں لوگوں سے پکار کر کہا : " لوگو ! تم جانتے هو که میں ایک معمولي زرخرید غلام هوں' تم میں کوئي شریف ھے جو اپني بیٹي میري زوجیت میں دے "؟ انصار نے کہا : " اے بلال ! مدینه کا هر شریف اپني بیٹي تمهاري زوجیت میں دینا اپني عزت سمجهتا ھے "

(مساوات حقوق قانوني) ·

مساوات حقوق پر اسلام نے جس شدت سے عمل کیا ھے ' اُسکي نظیر تمام دنیا میں نہیں مل سکتي - اسلام کي نظر میں جسطرح ایک حبشي اور ایک قریشي نسب کي حیثیت سے برابر هیں ' اسی طرح حقوق میں بهي بالکل مساوي هیں - اس کا ثبوت گو اوپر کي آیات اور احادیث سے نہایت وضاحت سے هو رها ھے' تاهم مزید توضیح کے لیے هم چند آیات' احادیث ' اور واقعات پهر پیش کرتے هیں جن سے ثابت هوگا که اسلام نے کیونکر اعلی و ادنی ' امیر و غریب ' قریب و بعید ' دوست و دشمن ' سب کے ساتهه عدل و انصاف اور قانون و حقوق میں مساوات کا حکم دیا ھے :

یا ایها الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط شهداء لله و لا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلو اعدلوا هو اقرب للتقوی (آل عمران)	مسلمانو ! انصاف پر مضبوطي سے قائم رهو' اور خدا هي کیلیے گواهي دو' کسي گروہ کي دشمني اس بات کا باعث نهو که تم انصاف نکرو - انصاف کرو که یه تقوی سے قریب تر ھے -

اس آیت سے ثابت هوتا ھے که همکو دوست و دشمن ' سب کے ساتهه عدل و مساوات کا حکم دیا گیا ھے :

و اذا قلتم فاعدلو ولو کان ذا قربی - (انعام)	جب بولو انصاف کی بات بولو ' اگرچه کسي تمهارے قرابت دار هي کے خلاف هو -

اس آیت کریمه نے قریب و بعید میں مساوات کا فیصله کردیا :

کتب علیکم القصاص فی القتلی - (بقرہ)	تمپر مقتولین کا قصاص فرض کیا گیا -
النفس بالنفس (مائدہ)	جان کے بدلے جان -

ان دونوں آیتوں کا اطلاق تمام افراد انسان میں جان و زندگي کی مساوات ثابت کرتا ھے :

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم اقيموا حدود الله علي القريب و البعيدکم ولا تاخذ في الله لومة لائم (ابن ماجه کتاب الحدود)

عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نےفرمایا کہ خدا کے حدود (یعنی خدا کے مقرر کردہ قواعد و آئین) دور و قریب سب پر یکساں جاري کرو' اور خدا کے معاملہ میں تم ملامت کرنے والوں کي ملامت کي پروا نہ کرو -

یہ حدیث تعزیر و سزا میں قانون مساوات کو ثابت کرتي ہے' اور یہ اسلام کا صرف قولي حکم نہیں ہے بلکہ اُسکا اس پر عمل بھي رہا - قبیلۂ مخزوم کي ایک عورت چوري میں ماخوذ ہوئي - قریش نے رسول اللہ سے سفارش کرنے کے لیے حضرت اُسامہ کو آمادہ کیا جنکو رسول اللہ بہت عزیز رکھتے تھے - لیکن جب اس واقعہ کے متعلق آپ سے سفارش کي گئي تو آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا :

انما اهلك الذين قبلكم انهم كانوا إذا سرق فيهم الشريف تركوه - و إذا سرق فيهم الوضيع اقاموا عليه الحدود ايم الله لوان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها ' (بخاري الشفاعة ' في الحدود)

تم سے پہلي قومیں اسلیے ھلاک کي گئیں' کہ جب کبھي اُن میں کوئي بڑا آدمي چوري (یا کوئي جرم) کرتا تو اُسکو چھوڑ دیتے اور جب کوئي معمولي آدمي چوري کرتا تو اُسکو سزا دیتے - خدا کي قسم اگر محمد کي بیٹي فاطمہ بھي چوري کرتي تو میں اُسکا ھاتھہ کاٹتا -

حضرت عمر(ض) نے ایک جرم پر اپنے بیٹے عبید اللہ پر خود اپنے ھاتھہ سے حد جاري کي ' اورگو وہ اسي سزا میں مرگئے لیکن حضرت عمرنے حد سے ھاتھہ نہیں روکا - ان احکام اور واقعات سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام نے مساوات قانوني کا کسقدر لحاظ کیا ہے ؟

اب آؤ' عام مساوات حقوق کي نسبت اسلام کا طرز عمل بتائیں -

یہ ظاهر ہے کہ رسول اللہ تمام مسلمانوں کے آقا اور سردار تھے' لیکن کبھي آپ نے اپنے لیے عام مسلمانوں سے زیادہ امتیاز نہیں چاھا - ایک سفر میں کھانا پکانے کے لیے لوگوں نے کام تقسیم کر لیے - رسول اللہ نے جنگل سے لکڑیاں لانے کا کام اپنے ذمہ لیا - حضرت انس ایک نوجوان صحابي دس برس رسول اللہ کي خدمت میں رہے ' لیکن اُنکا بیان ہے کہ اس طویل عرصہ میں جتني خدمت میں نے رسول اللہ کي کي' اُس سے زیادہ آپ نے میري خدمت کي !

خلفاے راشدین جو اسلام کے زندہ پیکر تھے' انکا بھي همیشہ یہي طرز عمل رھا - حضرت عمر جب بیت المقدس جا رہے تھے تو ایک اونٹ تھا جسپر باري باري سے حضرت عمر کا غلام اور خود حضرت عمر سوار ہوتے تھے- جب بیت المقدس کے قریب پہونچے ' تو غلام کي باري تھي - غلام نے کہا " امیر المومنین شہر قریب ہے آپ سوار ہوں" حضرت عمر نے فرمایا " نہیں حق تمھارا ہے تم سوار ہو" آخر غلام سوار ھوا اور حضرت عمر (ض) پیادہ اونٹ کي ڈوري پکڑے ہوے شہر میں داخل ہوے - حالانکہ یہ وہ وقت تھا کہ تمام مخلوق خلیفۂ اسلام کي شان و عظمت دیکھنے کے لیے گھروں سے نکل آئي تھي !

واقعۂ اجنادین میں رومي سپہ سالار نے ایک جاسوس مسلمانوں کے حالات دریافت کرنے کے لیے بھیجا - وہ جاسوس اسلام کے سچے نمونوں کو یعني جب صحابہ کو دیکھکر واپس ہوتا ہے تو رومي سپہ سالار سے ایک تحیر کے عالم میں کہتا ہے :

هم بالليل رهبان و بالنهار فرسان لو سرق ابن ملكهم قطعوه' و اذا زنى رجموه !

یہ لوگ رات کو راهب عبادت گذار اور دن کو فوجي سوار ہیں - اگر ان کے بادشاہ کا لڑکا بھي چوري کرے تو ھاتھہ کاٹیں' اور اگر زنا کرے تو پتھراؤ کریں !

حضرت ابوبکر رضی اللہ نے خلافت کي پہلي تقریر جو کي تھي اُسکے حسب ذیل فقرے پڑھو :

و ان اقواكم عندى الضعيف حتى اخذله بحقه' و ان اضعفكم عندى القوى حتى اخذ منه الحق - (ابن سعد جزء ۳ صفحه ۱۲۹)

تم میں جو سب سے قوي ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے ' یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول کروں ' اور تم میں جو سب سے کمزور ہے وہ میرے نزدیک قوي ہے یہانتک کہ اُسکا حق دلواؤں -

شاهزادہ یمن مسلمان ہوگیا تھا - صرف اسلیے مرتد ہوکر عیسائي ہوگیا کہ ایک عام اور غریب مسلمان کے مقابلہ میں حضرت عمر (ض) نے اُسکو کوئي ترجیح ندي- حضرت علي (ض) جب ایک مقدمہ میں مدعا علیہ بنکر آئے' تو اُنکو مدعي کے برابر کھڑا ہونا پڑا ' فارس کي لڑائي میں جب مغیرہ بن شعبہ رستم کے پاس سفیر بنکر گئے' اور اسلامي مساوات کے جوش میں وہ رستم کے برابر تخت پر بیٹھہ گئے' تو درباریوں نے یہ گستاخي دیکھکر اُنکو تخت سے اُتاردیا' اُسوقت اُنکے منھہ سے کس بیساختگي کے ساتھہ یہ الفاظ نکلے ہیں :

لا يستعبد بعضنا بعضا (۱)

ھمارے یہاں تو ایک دوسرے کو غلام بنانے کا دستور نہیں ہے !

ایک مرتبہ ایک شخص نے صرف اسلیے حضرت عمر کي اطاعت سے انکار کیا کہ اُسکو خیال ہوا کہ حضرت عمرنے تقسیم غنیمت میں اپنا حصہ عام مسلمانوں سے زیادہ لیا ہے - منصور عباسي بڑے جاہ و جلال کا خلیفہ تھا - ایک شخص نے جب اُسپر قاضي کے یہاں دعوی کیا تو معمولي آدمیوں کي طرح اُسکو مدعي کے برابر قاضي کے سامنے کھڑا ہونا پڑا - اسلام کے زیر سایہ جو قومیں رہیں' اُنکو بھي ہر قسم کے مذهبي اور ملکي حقوق حاصل رہے - اس تفصیل کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام نے مساوات حقوق پر عمل نہیں کیا؟

(مساوات مراتب)

اسلام باهمي افراد میں ترجیح رتبہ اور فضیلت مدارج کا قائل ہے ' قرآن مجید میں ہے :

انظر كيف فضلنا بعضهم على بعض -

دیکھو همنے کسطرح اُنمیں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دي ؟

اور عقل بھي اُسکو تسلیم نہیں کرتي کہ مختلف اعمال ' اخلاق ' اطوار ' اور اوضاع کے آدمي اعزاز و فضیلت میں مساوي الدرجہ ہوجائیں - اسلیے اشتراکیت کا یہ اصول کسي قدر ترمیم طلب ہے- اسلام نے نہایت نکتہ سنجي کے ساتھہ اسکي یوں ترمیم کي ہے کہ اُسنے اعزاز و مرتبت کي دو قسمیں قرار دي ہیں " صحیح اعزاز و منزلت " اور " ناجائز اعزاز و منزلت " نا جائز اعزاز و منزلت وہ ہے جو غرور' نخوت ' مناصب دنیوي ' وجاهت موروثي ' نسب اور دولت پر منبی ہو- صحیح اعزاز و منزلت وہ ہے جسکي بنا اخلاق ' حسن عمل ' اور نیک کرداري پر ہو- خدا فرماتا ہے :

ان اكرمكم عند الله اتقكم - (حجرات)

خدا کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ نیک کردار ہے -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فرماتے ہیں :

الكرم التقوى (ترمذي باب مفاخرت)

بزرگي نیک کرداري ہے -

مساوات رتبہ کي واقعیت دریافت کرنے کے لیے حضرت مغیرہ بن شعبہ کا وہ قول پھر پڑھو' جو اُنھوں نے دربار فارس میں فخر و شرف کے لہجے میں کہا تھا :

(۱) طبري جلد ۴ صفحه ۱۰۸ - مطبوعه مصر-

انا معشر العـــرب سواء	هم عرب لوگ آپس ميں برابر هيں -
الا يستعبد بعضنا بعضاً -	ايک دوسرے کو غــلام نہيں بناتے -

مساوات رتبه کي ايک صورت اور رهگئي که حاکم و محکوم اور آقا و نوکر کا باهمي اختلاف رتبه بهي اُٹهه جاۓ' ليکن اگر اس سے مقصد يه هے که دنيا ميں کوئي حاکم هو نه محکوم' آقا هو نه غلام' تو اسوقت تک يه ايک ناقابل عمل اصول هے جبتک دنيا ميں مختلف الاستعداد اور مختلف الاخلاق انسان موجود هيں' اور اُن ميں باهمي امداد کي احتياج باقي هے - قرآن کہتا هے :

و رفعنا بعضهم فوق بعض درجات ليتخذ بعضهم بعضاً سخريا -	هم نے ايک کو دوسرے پر ترجيح دي تاکه ايک دوسرے کو اپنے کام ميں لے سکيں -

اور اگر اس سے مقصود يه هے که باوجود امتياز مراتب' حقوق ميں يکساني هو' تو يه عين حکم اسلام هے - حقوق کو چهوڑو' اسلام کي شريعت ميں تو رعايا اور غلام کا لفظ بهي بولنا مستحسن نہيں' سب انسان عباد الله يعني صرف الله کے غلام هيں -

(مساوات مالي)

فقرا اور اهل ثروت کے باهمي تصفيه کے ليے اشتراکيت نے جو اصول قرار ديے هيں' ان ميں سب سے زياده نا قابل عمل اصول يهي هے - تاريخي حيثيت سے اس اصول کي غلطي اسطرح ثابت هے که سولن کے عهد سے ليکر جو اس اصول کي تاريخ پيدايش هے' اب تک دنيا اس پر عمل نه کرسکي - سوشيالسٹ کہتے هيں که دولت کي اصل محنت هے اسليے تمام افراد کو محنت کرني چاهيے' اور اسکا منافع مساوي طور سے تقسيــم کردينا چاهيے - ليکن يه ايک صريح غلطي هے - يه صحيح هے که دولت کا زياده تر مدار محنت هي پر هے' ليکن تمام افراد کي محنت يکساں نہيں هوتي - جب تک تمام افراد محنت' مقدار محنت' مهارات علم' قوت' صحت تدبير' اور عقل ميں مساوي نهوجائيں' انکي محنتوں کا معارضه بهي مساوي نہيں هوسکتا - ايک شخص اپني قوت دماغي سے ايک شے ايجاد کرتا هے' اُسکي درستي اور تکميل ميں سالها سال کے شدائد برداشت کرتا هے' اور ايک مزدور صرف اُسکي نقل اُتار سکتا هے' کيا دونوں کي محنتوں کا ايک هي معارضه ديا جائيگا ؟ ايک شخص ۲۴ گهنٹوں ميں ۲۰ گهنٹے محنت کرسکتا هے' دوسرا صرف ۱۰ - گهنٹے' تيسرا ۵ - گهنٹے' چوتها ۲ گهنٹے' کيا يه انصاف هے که ان تمام مختلف الدرجات اشخاص کي محنت کي ايک هي قيمت هو؟ ايک ماهر فن دستکاري ايک شے نهايت عمدگي سے طيار کرتا هے - اسکا رفيق وهي چيز نهايت بهدي اور بد وضع بنا تا هے' کيا دونوں کا ايک نرخ هوگا ؟ ايک ماهر علوم جو کسي کالج کا پروفيسر هو' کيا اسکي تنخواه ايک نيم عالم کے برابر هوگي جو کسي معمولي اسکول کا ٹيچر هو؟ ايک لائق بيرسٹر اور ايک معمولي وکيل کا معارضه ايک هوگا ؟ ايک جنرل اور ايک سپاهي کي قيمت ايک هوگي ؟ ايک دانشمند وزير اور ايک محرر کا معارضه مساوي هوگا ؟ کون کهه سکتا هے که ان سب کي محنتوں اور قابيلتوں کي ايک قيمت هوگي' اور جب ايک قيمت نه هوگي تو دولت اور قيمت محنت کے اختلاف مراتب کا مٹانا فطرت اور قدرت کي مخالفت هے -

دوسري بات قابل غور يه هے که تمدن افراد ميں باهمي احتياج پيدا کرتا هے - اگر دولت و تمول ميں لوگ مختلف الدرجه نهوں' تو ايک بيمار کو نوکر' ايک کمزور کو بار بردار' ايک تاجر کو محرر' ايک گورنمنٹ کو سپاهي' ايک نا واقف فن طعام کو باورچي (وقس علي ذلک) کيونکر هاتهه آسکتا هے ؟ قرآن مجيد نے انهي دو اصولوں کو مد نظر رکهکر اختلاف مدارج مالي کي طرف اشاره کيا هے :

والله فضل بعضکم علي بعض في الرزق' فمـــا الذين فضلـــوا برادي رزقهم علي ما ملکت ايمانهـــم فهو فيــه سواء (نحل)	خدا نے رزق ميں ايک کو دوسرے پر برتري دي هے' تو جنکو برتري دي گئي هے وه اپنا رزق لوٹا کر اون لوگوں کو کبهي نہيں دينگے جنکے وه مالک هيں تاکه وه سب برابر هوجائيں -

دوسري آيت ميں بهي اسي طرف اشاره کيا گيا هے :

نحن قسمنا بينهم معيشتهم في الحيوة و رفعنا بعضهم فوق بعض درجـات ليتخذ بعضهــم بعضـــاً سخرياً (زخرف)	هم نے دنياوي زندگي ميں اُنکے درميان اُنکي معيشت تقسيم کردي اور ايک کو کئي درجه دوسرے پر بلند کيا تاکه ايک دوسرے کو اپنے کام ميں مدد کيليے لے سکيں -

اس بيان سے ظاهر هے که سوشيلزم ميں مساوات مالي کا اصول نهايت خطرناک غلطي پر مبني هے - ليکن جو نتيجه اس اصول کے ذريعه سے اشتراکيين حاصل کرنا چاهتے هيں' اسلام نے اونکا دوسرا مفيد ذريعه بتاديا هے جسکا بيان آگے آئيگا - اس تمام تفصيل کا ماحصل يه هے که فقرا او ر اهل احتياج کي امداد کے ليے اصلاح معاشرت کي جو مفيد و حقيقي تجاويز تهيں' اسلام نے اُن سے دريغ نہيں کيا هے' اور جو کچهه افراط و تفريط تها' اُس سے صاف منع کرديا هے -

(اصلاح اقتصادي يا مالي)

اسلام نے اقتصادي امور ميں جو اصلاحيں کي هيں' امرا اور اهل ثروت کو جس متعدل حالت پر رکها هے' فقرا اور اهل افلاس کي امداد و اعانت کي جو صورتيں پيدا کي هيں' اُنکو پڑهکر يه فيصله کرنا نهايت آسان هوگا که دنيا ميں اسلام هي ايک ايسا مذهب هے جسنے تمدن کي تمام مشکلوں کو اس نکته سنجي کے ساتهه حل کرديا هے که جديد تمدن بهي باوجود اپني انتهائي وسعت کے نوع انسان کے ليے کوئي جديد اور مفيد تجويز پيش نه کرسکا - مضمون کے گـــذشته نمبر ميں هم اُن اقتصادي مشکلات کا بيان کرچکے هيں جن ميں آجکل يورپ مبتلا هے' اور جن سے مسيحي مذهب انکو نجات دلانے سے بالکل عاجز هے - ليکن مسلمانوں کے هزار ساله تمدن ميں صرف اُنکا ايک مذهب تها جو هر راه ميں اُنکے ليے مشعل هدايت تها -

عقلاے يورپ نے مصائب اقتصادي سے رهائي پانے کے ليے سب سے ضروري تجويزيں يه پيش کي هيں :

(۱) اهل حاجت کي امداد کے ليے لوگوں کي آمدني پر ٹيکس لگايا جاۓ' اور اُنکے ليے فنڈ مقرر کيا جاۓ -

(۲) سود سے بچنے کے ليے قرض دينے والي انجمنيں قائم کي جائيں -

(۳) گورنمنٹ کا فرض هے که فقرا اور اهل حاجت کي خبرگيري کرے' بازار کا نرخ مقرر کرے -

يه تمام تجويزيں جنکو يورپ ايک مدت کے تجربه کے بعد سمجها هے' ليکن جن پر اب تک عمل نه کرسکا' اسلام انکو اپنے ابتداے پيدايش هي ميں سمجهه چکا تها' اور ايک مدت دراز سے وه ان پر عامل هے -

(اسلام ميں مال کا رتبه)

سب سے پهلا مرحله يه هے که دولت و مال کا کيا رتبه هے ؟ اسلام کے سوا اکثر مذاهب نے اس نکته کے سمجهنے ميں غلطي کي هے - عيسائيت کا حکم هے که اهل دولت آسمان کي بادشاهت ميں داخل نہيں هوسکتے - يهوديت نے ايک حد تک دولت کي قدر کي هے' مگر اُنکي دولت کے ثمرات و فوائد صرف فقراے بني اسرائيل تک محدود هيں - بودهه مذهب پيشوايان مذهب

تک کو کمانے اور مال بڑھانے کی اجازت دیتا ھے' لیکن اسلام نے دولت کو معیشت انسانی کا ستون قرار دیا ھے :

و لا تؤتوا السفهاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما (نساء)	تم اپنا وہ مال بیوقوفوں کو نہ دیدو جسکو خدا نے تمہاری معیشت کا قوام بنایا ھے -

قرآن مجید نے مال کو جو پایہ بخشا ھے' اُسکا اندازہ اس سے ھوگا کہ اسنے مال کو بہتسی جگہ "فضل" کہا ھے' اکیس مقام پر لفظ "خیر" کے ساتھہ تعبیر کیا ھے' بارہ مرتبہ "حسنہ" اور "رحمۃ" کے لفظ سے یاد کیا ھے - (۱) اسلام کے فرائض خمسہ میں سے دو فرض کے ادا کرنے کا شرف صرف اھل ثروت کو عطا ھوا ھے -

(مال عام قــوم کا حق ھے)

مساوات مالی کی بحث میں ھم یہ ثابت کرچکے ھیں کہ تمام قوم یا تمام ملک میں مال و دولت کی مساوات عقلاً اور عملاً محال ھے' لیکن اس سے چارہ نہیں ھوسکتا کہ ملک و قوم کی تمام دولت اگرچہ ملکیت کی حیثیت سے افراد کے تصرف میں ھو' لیکن اُسکی بقا اور ترقی کے لیے یہ ضروری ھے کہ وہ تمام دولت قوم اور ملک کی مجموعی دولت قرار دی جاے تاکہ ھر فرد کو لحاظ رھے کہ دوسرے فرد کی دولت برباد اور تلف نہو جاے' اور قوم و ملک کی مجموعی دولت روبہ زوال نہ ھو - اگر کوئی شخص خود اپنی دولت آپ ھی ضائع کررھا ھو تو بھی قوم و ملک کو اسکی اصلاح و بقا کے لیے دخل دینا جائز ھو - قرآن مجید نے اس نکتہ کو ملحوظ رکھا ھے :

و لا تؤتوا السفهاء اموالکم (نساء)	بیوقوفوں کو اپنمال ندیدو -

اس آیت میں بیوقوف سے مراد نابالغ یا نا سمجھہ یتیم لڑکے ھیں' اور اُنکے سرپرستوں کی طرف خطاب کیا گیا ھے - یہ مال خود یتیموں کا ھے جو امانتاً اُنکے سرپرستوں کے پاس جمع ھے - خود سرپرستوں کا نہیں ھے - اس بناپر چاھیے تھا کہ آیت یوں ھوتی: " بیوقوفوں کو اُنکی دولت ندیدو " لیکن یتیموں کی شخصی دولت عام سرپرستوں کی دولت اسلیے قرار دی گئی تاکہ شخصی دولت کو قوم و ملک کا حق قرار دیا جائے - اس سے زیادہ صاف یہ آیت ھے :

یا ایها الذین آمنو لا تاکلو اموالکم بینکم بالباطل (نساء)	ایمان والو! تم لوگ اپنی دولت آپس میں ناجائز طریقہ سے نہ حاصل کرو -

یہ ظاھر ھے کہ لوگ ناجائز طریقہ سے دوسرے ھی کی دولت حاصل کرتے ھیں - خود اپنی دولت کیسے حاصل کرینگے ؟ پس اس سے اشارہ اسی بات کی طرف ھے کہ گو وہ مال شخص غیر کے تصرف میں ھے لیکن درحقیقت وہ کل قوم کا حق ھے - اسلیے اُسکی حفاظت و بقا کی کوشش عام قوم و ملک کا فرض ھے -

(ذرائع معاش)

مذھب اسلام نے اپنے تمام پیروؤں کو کسب معاش کی تعلیم دی ھے - اُسکا عام حکم ھے :

لیس للانسان الا ما سعی -	انسان جو کچھہ کوشش کرتا ھے وھی اُسکے لیے ھے -

بیہقی کی روایت ھے :

طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ -	پاک کمائی کا حاصل کرنا فرض ھے بعد فرائض دینی کے -

(۱) جامع القرآن امام ابو الفضائل رازی - صفحہ ۸۷ - ۸۸ -

تمام ذرائع معاش میں سے اسلام نے زراعت' حرفت' اور تجارت کو پسند کیا ھے' لیکن تجارت کو سب سے زیادہ رتبہ دیا ھے - مفسرین کی راے ھے کہ قرآن مجید میں جہاں جہاں ابتغاے فضل (یعنے خدا کے فضل کی تلاش) کا لفظ آیا ھے' وھاں تجارت ھی مقصود ھے - نماز جمعہ کے بعد حکم ھے :

فاذا قضیت الصــلواۃ فانتشروا فی الارض و ابتغوا من فضل اللہ - (جمعہ)	جب نماز ھوجاے تو زمین میں پھیل جاؤ' اور خدا کا فضل ڈھونڈو (یعنی تجارت میں مشغول ھو)

صحابہ کی تعریف میں ھے -

تراھم رکعا سجدا یبتغون فضــلاً من اللہ و رضوا ناً (محمد)	تم اُنکو رکوع اور سجدہ کرتے ھوے' خدا کا فضل اور رضا ڈھونڈھتے ھوے دیکھوگے (یعنی تجارت)

دوسری جگہ صحابہ کے تجارتی سفرکی مدح میں کہا گیا ھے :

و اخــرون یضــربون فی الارض یبتــغون من فضـــل اللـــہ -	اور دوسرے لوگ ھیں جو خدا کا فضل ڈھونڈھتے ھوے (تجارت کرتے ھوے) ملک میں سفر کرتے ھیں -

حج میں تجارت کرنا اسلام سے پہلے لوگ برا سمجھتے تھے - اسلام نے ان الفاظ میں اسکی اجازت دی :

لتشــھدوا منــافع لھم - (حج)	(حج کو آئیں) تا کہ وہ اپنے منافع و فوائد تجارت کو دیکھیں -

تحصیل معاش کے لیے تجارت کرنے کا اس آیت میں حکم دیا گیا :

یا ایها الذین امنوا لا تاکلوا اموالکــم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منــکم (نساء)	ایمان والو ! تم لوگ اپنا مال آپس میں ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ' لیکن یہ کہ تجارت ھو آپس کی رضامندی سے -

حاکم نے کُنی میں روایت کی ھے کہ حضرت عمر نے فرمایا :

یا معشر قریش لا یغلبنــکم ھذا و اصحابہ علی التجارۃ فانها نصف المال (کنز العمال) (ج - ۲ ص - ۲۱۸)	اے قــریــش ! تجــارت میں یہ لوگ تم پر بڑھہ نہ جائیں' کیــونکــہ تجــارت نصــف دولت ھے -

احادیث میں صنعت اور دستکاری کے بھی فضائل آے ھیں :

عن المقدام بن معدیکرب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - قال ما کسب الرجل کســبا اطیب من یــدہ (ابن ماجہ ابواب التجارۃ)	مقدام بن معدیکرب نے روایت کی ھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : انسان کوئی کمائی اپنے ھاتھہ کی کمائی سے بہتر نہیں پیدا کرسکتا ھے -

ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ! بہتر کمائی کیا ھے ؟ آپ نے فرمایا :

عمل الــرجل بیــدہ و کل بیع مبرور - (طبرانی)	انســان کے ھاتھہ کا کام اور ھر ایماندارانہ تجارت !

حدیث میں آیا ھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری چراتے تھے' حضرت زکریا نجار تھے' حضرت ابوبکر صدیق بزاز تھے -

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لاے' تو آپ نے زراعت کے متعلق قریش کو خطاب کرکے فرمایا :

یا معشر قریش انکم باقل الارض مطرا فاحرثوفان الحرث مبارک (کنز العمال بحوالہ ابن جریر) ج - ۲ - ص - ۲۱۹)	اے گروہ قریش تم ایسی زمین ھو جہاں بارش کم ھوتی ھے' تو زراعت کرو' زراعت میں برکت دی گئی ھے -

ہر فرمایش میں البلاغ کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ اف لندن

یہ مشہور ناول جوکہ سولہ جلدوںمیں ہے ابھي چھپ کر نکلی ہے اور تھوڑي سي رہگئي ہے - اصلي قیمت کي چوتھائي قیمت میں دیجاتي ہے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ - کپڑیکي جلد ہے جسمیں سنہري حروف کي کتابت ہے اور ۳۱۶ ہاف ٹون تصاویر ہیں تمام جلدیں دس روپیہ میں وي - پي اور ایک روپیہ ۱۴ - آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈیپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بئوبازار - کلکتہ

Imperiai Book Depot, 6o Srigopal Mullick Lane, Bowbazar Calcutta.

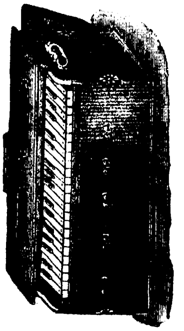

نصف قیمت اور

تبلہ انعام

ہمارا سائس فکسں فورمٹ ہارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و ہوا میں یکساں رہنے والا ہمارے خاص کارخانہ میں کوراسان لکڑي سے طیارکیا ہوا ہے اسوجہ سے کبھي پوري قیمت اور کبھي نصف قیمت پرفروخت کرتے ہیں - ایک ماہ کیلیے یہ قیمت رکھی گئی ہے - ایک مرتبہ منگواکر آزمایش کیجیے - نہیں تو پھر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچہ مال ناپسند ہوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے ہم واپس کرلیوینگے - اس وجہ سے آپ دریافت کرلیجیے کہ یہ کمپنی کسی کو دھوکا نہیں دیتی ہے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیہ - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیہ - ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیہ - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیہ - ہرایک باجہ کیواسطے مبلغ پانچ روپیہ پیشگي روانہ کرنا چاہیے اور اپنا پورا پتہ اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکھنا چاہیے - ہرایک سنگل ریڈ کے ساتھہ ایک گھوڑي اور ڈبل ریڈ کے ساتھہ ایک تبلہ و ڈگی انعام دیا جاریگا - ہندي ہارمونیم سکھیا کا قیمت ایک روپیہ ہے -

نیشنل ہارمونیم کمپني ڈاکخانہ شملہ - کلکتہ

SALVITAE

یہ ایک اتنا مجرب دوا اُن امراض کا ہے کہ جسکي وجہ سے انسان اپني قدرتي قوت سے گرجاتا ہے - یہ دوا اُن کھوئي ہوئي قوت کو پھر پیدا کر دیتي ہے - قیمت ایک روپیہ -

ASTHMA TABLETS

کسي قسم کا دمہ اورکتنے ہي عرصہ کا ہو اگر اس سے اچھا نہ ہو تو ہمارا ذمہ -کھانسي کے لیے بھي مفید ہے - قیمت ایک روپیہ -

PILES TABLETS.

بواسیر خوني ہو یا بادي - بغیرجراحي عمل کے اچھا ہوتا ہے - قیمت ایکروپیہ -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

ہر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے ہر قسم کا جنون خواہ نوبتي جنون ' مرگي والا جنون ' غمگین رہنے کا جنون' عقل میں فتور ' بے خوابي وغیرہ وغیرہ دفع ہوتي ہے - اور وہ ایسا صحیح و سالم ہوجاتا ہے کہ کبھي ایسا گمان تک بھي نہیں ہوتا کہ وہ کبھي اسے مرض میں مبتلا تھا - قیمت في شیشي پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سہام صاحب کا اوبھرالین

مستورات کے جملہ اقسام کے امراض کا خلاصہ نہ آنا - بلکہ اسوقت درد کا پیدا ہونا - اور اسکے دیر یا ہونیسے تخفیع کا پیدا ہونا - اولاد کا نہونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو ہوتے ہیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبري دیجاتي ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجونکي تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور زمو زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سہام صاحب کا اوبھرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد ہوں -

مستند مدراس شاہر - ڈاکٹر ایم - سي - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنر مدراس فرماتے ہیں - " میںنے اوبھرالین کو امراض مستورات کیلیے " نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ریلس - ایل - ایم اینڈ ایس - آر - سي - پي اینڈ ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي ہیں : - " نمونے کي شیشیاں اوبھرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخش پا " -

مس ایم - جي - ایم - براڈلي - ایم - ڈي (برن) بي - ایس - سي - (لندن) سینٹ جان اسپتال ارکاڈي بمبئي فرماتي ہیں : " اوبھرالین جسکو کہ میںنے استعمال کیا ہے " زنانہ شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور کامیاب دوا ہے "

قیمت في بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ ہدایت مفت درخواست آنے پر روانہ ہوتا ہے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

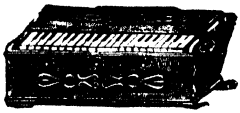

IMPERIAL FLUTE

بہترین اور نہایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیہ قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیہ

ہر درخواست کے ساتھہ ۵ روپیہ بطور پیشگي آنا چاہیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیہ -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیہ

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane Bowbazar, Calcutta.

پوین ٹائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز نشا ' یہ موالی دماغي کمزوریوں کو دفع کرتي ہے - پژمردہ دلونکو تازہ بناتي ہے - یہ ایک نہایت عمدہ ٹانک ہے جوکہ یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے ہیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ کو قوت پہونچتي ہے - ہسٹریہ وغیرہ کو بھي مفید ہے جو لوگ کہ لڑکپن کی عمر کی قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ضعف باہ بالکل دور ہو جاتي ہے اس کے استعمال کرنے ہي آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھہ آنہ

AYESHA

مُفرح دماغ - حسن کي افزایش - رگوں کي تازگي - بال کا بڑھنا یہ سب باتیں اسمیں موجود ہیں - نہایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیہ -

نمونہ مُفت - مشورہ مُفت - فہرست مُفت

Dutta & Co, Manufacturing Chemists Post Box 141 Calcutta.

مفت ! مفت ! !

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف کردہ نوجوانوں کا رہنما و صحت جسماني و زندگي کا بیمہ کتاب قانون عیاشي - مفت روانہ ہوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 30/2, Harrison Road Calcutta

البیان

فی

مقاصد القران

هـذا بـيـان لـلـنـاس ، و هـدى و موعظة للمتقين (٣ : ٣٣)

يعنى قرآن حكيم كي مفصل تفسير ' اثر خامه اڈيٹر الهلال

اس تفسير كے متعلق صرف اسقدر ظاهر كرديٺا كافي هے كه قرآن حكيم كے حقائق و معارف اور اوسكي محيط الكل معلمانه دعوة كا موجوده دور جس قلم كے فيضان سے پيدا هوا هے ' يه اسي قلم سے نكلي هوئي مفصل اور مكمل تفسير القرن هے !

يه تفسير موزوں كتابي تقطيع پر چهپنا شروع هوگئي هے - هر مهينے كے وسط ميں اسكے كم سے كم ٦٤ اور زياده سے زياده ١٠٠ صفحے اعلى درجه كے ساز و سامان طباعة كے ساتهه شائع هوتے رهينگے - اس سلسلے كا پهلا نمبر جسميں نصف حصه مقدمهٔ تفسير اور نصف سورهٔ فاتحه كي تفسير كا هوگا ' انشاء الله عنقريب شائع هوجائيگا - قيمت سالانه قبل از اشاعت چار روپيه - بعد كو پانچ - روپيه -

نوادر آثار مطبوعات قديمهٔ هند

تاريخ هندوستان

ترجمه فارسي " هسٹري آف انڈيا " مصنفه مسٹر جان مارشمن

مطبوعهٔ قديم كلكته سنه ١٨٥٩

هندوستان كي تاريخوں كے لكهنے ميں جن انگريز مصنفين نے جانكاه محنتيں كي هيں ' ان ميں مسٹر جان - سي مارشمن كا نام خصوصيت كے ساتهه قابل ذكر هے - اسكا نهايت سليس و فصيح فارسي ترجمه مولوي عبدالرحيم گوركهپوري نے كيا تها ' اور بحكم لارڈ كيننگ پرنس بهرام شاه نبيرهٔ سلطان ٹيپو مرحوم و مغفور نے نهايت اهتمام و تكلف سے طبع كرايا تها اس كتاب كي ايك بڑي خوبي اسكي خاص طرح كي چهپائي بهي هے - يعنے چهپي تو هے ٹائپ ميں ' ليكن ٹائپ برخلاف عام ٹائپ كے بالكل نستعليق خط كا هے - كاغذ بهي نهايت اعلى درجه كا لگايا گيا هے - علاوه مقدمه و فهرست كے اصلى كتاب ٤٠٤ صفحوں ميں ختم هوئي هے - چند نسخے موجود هيں - قيمت مجلد ٣ - روپيه -

ترجمهٔ تفسير كبير اردو

———*———

حضرت امام فخر الدين رازي رحمة الله عليه كي تفسير جس درجه كي كتاب هے ' جسكا اندازه ارباب فن هي خوب كر سكتے هيں اگر آج يه تفسير موجود نه هوتي تو صدها مباحث و مطالب عاليه تهے جو همارى معلومات سے بالكل مفقود هو جاتے -

پچهلے دنوں ايك فياض صاحب درد مسلمان نے صرف كثير كركے اسكا اردو ترجمه كرايا تها ' ترجمے كے متعلق ايڈيٹر الهلال كي راے هے كه وه نهايت سليس و سهل اور خوش اسلوب و مربوط ترجمه هے

لكهائي اور چهپائي بهي بهترين درجه كي هے - جلد اول كے كچهه نسخه دفتر البلاغ ميں بغرض فروخت موجود هيں پہلے قيمت دو روپيه تهي اب بغرض نفع عام - ايك روپيه ٨ - آنه كردي گئي هے -

تمام درخواستيں : " منيجر البلاغ كلكته " كے نام آئيں -

جسكا درد وهي جانتا هے ' دوسرا كيونكر جان سكتا هے

يه سخت سردي كے موسم ميں تندرست انسان كا جان بلب هو رها هے - سردي هٹانے كيليے كتنے بندوبست كيے جاتے هيں - ليكن افسوس بدقسمتي سے دمه كے مريض نا قابل برداشت تكليف سے بهت هي پريشان هوتے هيں ' اور رات و دن سانس پهولنے كيوجه سے دم نكلے جاتے هيں ' اور نيند تك حرام هو جاتي هے - ديكهيے ! آج اونكو كسقدر تكليف هے - ليكن افسوس هے كه اس لا علاج مرض كي بازاري دوا زياده تر نشيلي اشياء اور دهتوره ' بهنگ ' بلا ڈونا ' پوٹاس ' اے او ڈالڈ ' ديكر بنتي هے - اسليے فائده هونا تو دركنار مريض بے موت مارا جاتا هے - ڈاكٹر برمن كي كيميائي اصول سے بني هوئي دمه كي دوا ايك انمول جوهر هے يه صرف همارى هي بات نهيں هے بلكه هزاروں مريض اس مرض سے شفاء پا كر مداح هيں - آپنے بهت خرچ كيا هوگا - ليكن ايك مرتبه اسے بهي آزماليں - اسميں نقصان نهيں - قيمت ايك روپيه چار آنه في شيشي - محصولڈاك ٥ آنه - اس دوا كي دو خاص فوائد هيں - (١) ايك خوراك ميں دمه دبتا هے - (٢) اور كچهه روز كے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا هے اور جبتك استعمال ميں رهے دوره نهيں هوتا هے -

ڈاكٹر ايس كے برمن نمبر ٥ تاراچند دت اسٹريٹ كلكته

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 45, Ri

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحكيم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا
انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۴ : ۵۲)

نمبر - ۱۲ | كلكته : جمعه ۲۰ - ربيع الثاني سنه ۱۳۳۴ هجري | جلد ۱

Calcutta : Friday, 25th February, 1916.

ترجمان القران

يعني قران حكيم كا اردو ترجمه ' از خامهٔ ايڈيٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقيقي حامل و مبلغ حضرات انبياء كرام و رسل عظام هيں - پس انكي تبليغ و تعليم اور نشر و توزيع كا مقدس كام دراصل ايک پيغمبرانه عمل هے ' جس كي توفيق صرف انهي لوگوں كو مل سكتي هے جنهيں حق تعالى انبياء كرام كي معيت و تبعيت كا درجه عطا فرماتا هے ' اور اونكا نور علم براه راست مشكواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله يوتيه من يشاء -

هندوستان كي گذشته قرون اخيره ميں سب سے پہلے جس مقدس خاندان كو اس خدمت كي توفيق ملي ' وه حضرت شاه عبد الرحيم رحمة الله عليه كا خاندان تها - انكے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حكيم کے ترجمه كي ضرورت الهام الهي سے محسوس كي ' اور فارسي ميں اپنا عديم النظير ترجمه مرتب كيا - انكے بعد حضرة شاه رفيع الدين اور شاه عبد القادر رحمة الله عليهما كا ظهور هوا ' اور اردو زبان ميں ترجمة القران كي بنياد استوار هوئي - شكر الله سعيهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهيک ايک صدي گذر چكي هے ' ليكن يه كهنا كسي طرح مبالغه آميز نه سمجها جائيگا كه نشر و تبليغ قرآن حكيم كي جو بنياد اس خاندان بزرگ نے ركهي تهي ' اسكي تكميل كا شرف حق تعالى نے ايڈيٹر الهلال كيليے مخصوص كرديا تها ' جنهوں نے بعض داعيان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرانيه ' و ضروريات و احتياجات وقت كو ملحوظ ركهكر قرآن حكيم كا يه اردو ترجمه نهايت سليس ' عام فهم ' معني خيز ' حقيقت فرما عبارت ميں مرتب كيا هے ' اور بحمد الله كه زير طبع هے -

يه ترجمه كيسا هے ؟ ان لوگوں كيليے جو الهلال كا مطالعه كرچكے هيں ' اسكا جواب دينا بالكل غير ضروري هے -

يه ترجمه حامل المتن ٹائپ كي جگهه ليتهو ميں چهاپا جارها هے تاكه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعه ميں آسكے - قيمت في جلد چهه روپيه ركهي گئي هے - ليكن جو حضرات اس اعلان كو ديكهتے هي قيمت بهيجدينگے ' انسے صرف ساڑهے چار روپيه ليے جائينگے - درخواستيں اور روپيه منيجر البلاغ کے نام بهيجنا چاهيے -

اب حیات

ہندی کایا پلٹ ' یونانی اکسیر البدن اور
کیمیاگر اکسیر اعظم کہتے ہیں یہ امرت پورا

زندگی کو موت سے ایک روپیہ میں خریدنا

(آبحیات کے اکسیری فوائد !)

صحت کے برابر دنیا میں کوئی نعمت نہیں - جو لوگ وقت پر قدر نہیں کرتے - جب تندرستی بگڑ جاتی ہے - پھر عمر بھر پچھتاتے ہیں جو لا حاصل ہوتا ہے - اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیا چگ گئیں کھیت - ہندوستان گرم ملک ہے اور بوجہ شدت گرما گرد و غبار سے آئے دن ہزاروں قسم کی بیماریاں و فساد خون کے دکھ ہر روز نئے نئے پیدا ہوا کرتے ہیں - گرانی اشیاء خوردنی نے عام لوگوں کو مفلس بنا رکھا ہے - اور کثرت بیماری نے لوگوں کو دمڑی کے لائق نہیں رکھا ' اس لیے عام لوگ بلا علاج زندہ درگور ہو جاتے ہیں - اگر علاج کرتے ہیں تو فیس اور قیمت دوا ادا کرنے سے قلاش ' تنگدست بن جاتے ہیں - اور صاحب توفیق حضرات کو دوا خالص نہیں ملتی - مندرجہ بالا تکالیف کو دور کرنے لئے حکیم مطلق نے آب حیات کو مسیحائی اثر بخشا ہے تاکہ کوئی دکھ دنیا میں نہ رہے - غریب سے غریب اور لاچار سے لاچار ایک پیسہ کی ایک خوراک لے کر امراض مزمنہ مایوسہ سے خلاصی پائے - آبحیات ہر مرض شدید کی دوا ہے خارجا لگانے سے ہر درد وغیرہ کے لیے شفا ہے - ایک شیشی آبحیات کی کنبہ بھر کو بہت بلاؤں اور ناگہانی آفتوں سے بچا سکتی ہے ' کیونکہ معلوم نہیں مرض کس وقت رات کو یا دن کو جنگل میں یا گھر میں آ دبائیگی اسلیے یہ عقلمندی ہے کہ پہلے ہی سے ایک شیشی گھر میں رکھی جائے -

(فوائد مصدقہ آبحیات)

تپدق ' تپ محرقہ ' صفراوی تپ ' تپ پر سوت ' سل ' پیچش ' صفراوی اسہال ' سرسام ' درد سر ' درد پہلو ' نمونیا ' ذات الجنب ' تپش دل ' ناسور ' بدھہ کا زخم ' درد کان ' مسوڑوں سے خون آنا ' پھوڑے پھنسیاں ' پٹھوں کا اکڑاؤ ' بواسیر ' نواسیر ' بھگندر ' تالو کا سوراخ ' دانت کا درد ' قبض ' درد قولنج ' درد امر ' نقرس ' چھپاکی ' متلی ' قے ' زخموں میں کیڑے پڑنا ' کثرت پیاس ' تشنج ' بیخوابی ' کھانسی خشک و تر ' کرم ' چھوڑے ' ورم پستان ' درد دل ' ہیضہ ' طاعون ' خنازیر ' درد شکم ' زہر دار ڈنگ ' بھڑ ' سانپ ' بچھو ' آگ سے جلنا ' گرمی کی شدت سے جسم پر گرم دانے نکلنا ' درد ' چوٹ ' خارش نکسیر وغیرہ وغیرہ کتاب میں مفصل حال درج ہے -

قیمت فی شیشی ایک روپیہ - چھ شیشی پانچ روپیہ - ایک درجن دس روپیہ محصول ڈاک ذمہ خریدار -

آبحیات کا مسیحائی اثر

(سل ' دق ' کھانسی ' سات ماہ کی صرف سات دن میں دور)

عالیجناب ہز ہائینس نواب میر فیض محمد خانصاحب بہادر
کے - سی - ایس - آئی والی ریاست خیرپور سندھ

سر اسے غلام رسول عرصہ سات ماہ سے بعارضہ بخار لازمی جو ۱۰۴ درجہ تھرما میٹر پر رہتا تھا - اور اس کے علاوہ کھانسی ایسی شدید تھی کہ سونا ' بیٹھنا حرام ہو گیا تھا - چونکہ سر - اے ممدوح اپنے آقائے نامدار میر احمد علی خاں صاحب کی خدمت میں شب و روز رہتا تھا اور کھانا پینا ان کے ساتھ رکھتا تھا - اُن کے معالجہ کے لئے یورپین سول سرجن سات سو روپیہ روزانہ کراچی وغیرہ سے اور نامور اطباء ہندوستان سے جمع کرتے رہے - میر ممدوح مدقوق تھا - کوئی چارہ نہ چلا اور وہ فوت ہو گیا - تمام طبیبوں اور ڈاکٹروں نے متفق ہو کر کہدیا تھا کہ سر - اے غلام رسول بھی اسی مرض میں مبتلا ہو گیا تھا -

آخر جب تمام معالجات سے تنگ آکر بحالت مایوسی سرکار ابد پائدار والی ریاست نے حکیم غلام نبی زبدۃ الحکماء لاہور کو جو جامع علوم ڈاکٹری و یونانی اور ماہر فنون ہر دو طب ہیں ' ریاست میں برائے معالجہ طلب فرمایا -

(آبحیات کا کرشمۂ قدرت)

زبدۃ الحکماء موصوف نے یورپین ڈاکٹر وغیرہ میڈیکل افسروں سے اس بات کا اتفاق کیا کہ مقدمہ سل ہے - اور جگر بھی بگڑ گیا ہے ' صرف دس قطرہ آبحیات کے تین دفعہ دینے شروع کیے ' اور تمام انگریزی و یونانی دوائیاں ترک کرادیں - سات ماہ کا بخار اور کھانسی ساتویں روز جاتی رہی - یہ جادو کے اثر کی خبر ریاست میں مشہور ہو گئی - اور آبحیات کے جادو اثر کرشمے اور اس کے سریع العمل اور سریع الاثر لا علاج بیماروں کا کوئی کم قیمت علاج ہے ' تو آبحیات تسلیم کر لیا گیا ہے - اب سندھ میں جو آتا ہے - اسی آبحیات کا طالب ہوتا ہے - تمام اخباروں میں اسی قصہ کو پڑھو اور وہاں سے تصدیق کرلو کہ سر - اے غلام رسول اب تندرست ہے اور کاروبار ریاست میں مصروف ہے -

(العبد - خان بہادر رسول بخش خاں نائب وزیر ریاست خیرپور سندھ)

الغرض آبحیات کی شیشی ہر گھر میں موجود ہونی ضرور ہے - سفر و حضر میں کار آمد - نہ ڈاکٹر کی ضرورت ہے نہ طبیب کی - بیسیوں امراض کی ایک ہی تیر بہدف دوا ہے ' جو کسی قسم کے ضرر کے بغیر فائدہ دیتی ہے -

قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ - (منیجر)

(شربت مقوی اعصاب)

وہ نقص جو بھر پور جوانی میں مرد کو رنجیدہ خاطر بناتے ہیں ' اس سے دور ہوتے ہیں - گئی ہوئی طاقت کو واپس لاکر مرد کو پورا مرد بناتا ہے - افعال قبیحہ اور کثرت عیاشی نے جب جسم کی قوت کو گھٹا دیا ہو - تو یہ شربت خاک میں ملی ہوئی امیدیں بر لاتا ہے ' فی شیشی صرف چار روپیہ -

(سنون مستحکم دندان)

ہلتے دانت مضبوط - بدبو میل دور - دانت موتیوں کی طرح چمکدار - قیمت چار تولہ ایک روپیہ -

(سر کا خوشبودار تیل)

بالوں کو خوشبودار رکھنے کے سوا سیاہ بالوں کو سفید نہیں ہونے دیتا - دافع ضعف دماغ نزلہ و زکام فی شیشی تین روپیہ -

دوائی درد کان - قیمت صرف ایک روپیہ -

(سرخ رو)

بعد از غسل اس دوا کے دو قطرے چہرے پر مل لینے سے چہرہ خوبصورت ہو جاتا ہے ' قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ

(روغن اعجاز)

برسوں کے زخم دنوں میں بھر جاتے ہیں ' ناسور ' بھگندر - خنازیر کے گھاؤ اور کاربنکل زخم کا اچھا علاج - قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ -

(دوائی پیچش و مروڑ)

نہایت زود اثر اور مجرب دوائی ہے - قیمت چار تولہ صرف ایک روپیہ ہے -

(خنازیر کا خوردنی علاج)

اس دوائی کے کھانے سے گلٹیاں اندر ہی اندر بیٹھ جاتی ہیں قیمت دو تولہ صرف دو روپیہ -

بخاروں کی شرطیہ دواء - پسینہ آکر ہر قسم کا بخار ایک گھنٹہ میں اتر جاتا ہے - قیمت فی ڈبہ دو روپیہ -

(سفوف دافع درد گردہ)

اس کے استعمال سے ریگ مثانہ دور ہوکر آئندہ دورہ درد سے نجات ہوتی ہے - چار تولہ صرف دو روپیہ -

پتہ - منیجر شفاخانہ شہنشاہی ' سند یافتہ حکیم و ڈاکٹر حاجی ' غلام ' نبی
زبدۃ الحکماء لاہور - موچی دروازہ

Tel. Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No. 648

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly ,, Rs. 6-12

البلاغ

مرسئول رئیس قلم تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۱۲

کلکتہ : جمعہ ۲۰ - ربیع الثاني سنہ ۱۳۳۴ ھجري
Calcutta : Friday, 25th February 1916.

جلد ۱

مجــــوزہ شیعــــہ کالــــج

ايتها النفوس المختلفه ! و القلوب المتشتة ! الشاهدة ابدانهم ' و الغائبة عنهم عقولهم ' اظارکم على الحق و انتم تنفرون عنه نفور المعزى من وعوعة الاسد ! هيهات هيهات ان اطلع بكم سرار العدل ' او اقيم اعوجاج الحق !

(حضرة علي عليه السلام - نهج البلاغة صفحه ۲۶۷)

گذشتہ نمبر میں میں اپنے اصول دعوۃ اور مسلک عمل کے متعلق بالاختصار عرض حال کرچکا ہوں - آج اپنے اختلاف اور وجوہ اختلاف کو ظاہر کرونگا -

(تحریک کي ابتدا)

کسي مولود کي حالت کا صحیح اندازہ کرنے کیلیے سب سے پہلي چیز اسکے مولد و منشاء کو معلوم کرنا ہے - اس اعتبار سے " مجوزہ شیعہ کالج " کیلیے بھي سب سے پہلي بحث یہ سامنے آتي ہے کہ اس تحریک کا مبدء و مولد کیا ہے ؟ یعني کیا حالات و اسباب تھے جن سے اس تحریک کي تخلیق و تکوین ہوئي ؟ اسکا مبدء خود انسان کے قلب کے اندر ھے جہاں ضرورتوں کا احساس اور حقیقتوں کا علم ہوتا ہے ' یا باہر کا القا ھے جس نے اپني مصلحتوں کیلیے دوسروں کي مصلحتوں کا نام اختیار کیا ہے ؟ پھر جس فضاء میں اس تحریک کے مخلوق صناعي نے پرورش پائي ' وہ کہاں کي فضاء اور کس سرزمین کا موسم تھا ؟ میداني سرزمینیں تھیں جہاں بیج بویا جاتا ہے ' یا پہاڑوں کي چوٹیاں تھیں جنکي بلندي سے پاني برستا ہے ؟

اس بارے میں دنیا کي معلومات حسب ذیل ھیں :

غالباً تین سال کا زمانہ گذرا کہ شیعہ کانفرنس کے بعض ارکان نے علي گڈہ کالج کے متعلق بعض تحریرات شائع کیں' اور اس مسئلہ کو چھیڑا کہ علي گڈہ کالج میں شیعوں کے حقوق بہ حیثیت شیعہ ہونے کے کیا کیا ھیں' اور ان کو کس طرح پامال کیا جا رہا ہے ؟ ساتھہ ھي اس بارے میں ارکان کالج سے خط و کتابت بھي شروع کي ' اور اپنے جماعتي مطالبات کي ایک فہرست پیش کي - سب سے پہلي مراسلت غالباً نواب وقار الملک کے عہدہ نظامت کے عہد میں ہوئي تھي -

مطالبات کي فہرست میں نے اس زمانے میں دیکھي تھي مگر اس وقت انکي تمام جزئیات یاد نہیں - بہ حیثیت مجموعي اس فہرست کا یہ حال تھا کہ : خلطوا عملا صالحا و اخر سیءا بعض مطالبات تو واقعي مستحق قبول تھے اور بعض صحیح نہ تھے - مثلاً شیعہ طلباء کے حقوق دیني اور اھتمام ضروریات دینیہ کے متعلق جو کچھہ تھا ' اصولاً سب درست تھا - لیکن اسکے ساتھہ ھي یہ مطالبہ بالکل بے معني تھا کہ کالج کا ایک سکریٹري سني ھو اور اسکے بعد دوسرا شیعہ - کالج کا سکریٹري یقیناً شیعہ ہونا چاھیے اور اگر ھمیشہ شیعہ ھي ھوتا رہے تو اور بہتر - لیکن اسلیے کہ وہ مسلمان اور صاحب صلاحیت ھے - نہ اسلیے کہ وہ شیعہ ھے - کیونکہ سنیت اور شیعیت ' سب مصنوعي اور خود ساختہ اسماء ھیں : سمیتموھا انتم و اباؤکم ما انزل اللہ بہا من سلطان - نام کي سچائي اس کرۂ ارضي پر صرف ایک ھے - اور وہ " اسلام " ھے : ھو سماکم المسلمین !

مطالبات میں شیعہ طلبا کي دیني تعلیم و تربیت اور دیني اعمال کے حقوق کے متعلق جسقدر دفعات تھیں ' اصولاً انکي صحت میں کچھہ کلام نہیں' لیکن علي گڈہ کالج کي سرزمین میں سرے سے مذھب اور اسلام کي تعلیم و تربیت ھي کو کون پوچھتا ھے کہ سني اور شیعہ دینیات کي بحث کي نوبت آے ؟ اگر ارکان شیعہ کانفرنس کو اسکي شکایت تھي کہ انکي مخصوص تعلیم دینیات کا کالج میں کوئي انتظام نہیں' تو وہ مجھے بتلائیں کہ عام طور پر نفس مذھب و اسلام کي تربیت ھي کا وھاں کونسا انتظام ھے ؟ جن ارکان کالج سے وہ شیعوں کے حقوق مانگ رہے تھے' وہ پہلے نفس اسلام کے مطالبہ سے تو عہدہ برا ھولیں ؟ محض مسلمانوں کو پرچانے کیلیے اور انسے چندے وصول کرنے کیلیے تو اس بستي کا ھر فرد مذھب مذھب قوم قوم پکارنے لگتا ھے ' اور جب مسلمانوں کے سامنے آکر کھڑا ھوتا ھے تو معلوم ھوتا ھے کہ مذھب اور مذھب کي تربیت کا کام اس سے زیادہ اس دنیا میں اور کسي کو نہیں ھے ' لیکن اگر کالج میں جاکر انکے اعمال کا تجسس کیا جاے ' اور دیکھا جاے کہ طلباء کے سامنے کالج کے آسامیوں نے ' کالج کے عہدہ داروں نے ' کالج کے پروفیسروں نے ' مذھب کا '

اطلاع : بعض ناگزیر اسباب سے آیندہ جمعہ کو رسالہ نہیں نکلے گا اور دوسرے جمعہ کو ڈبل نمبر شائع ھوگا -

مذهب کے اتباع کا ' اور مذهب کي عملي زندگي کا کونسا نمونه پیش کیا هے ؟ اور اپنے علم و عمل میں مذهب کو کتني اهمیت و وقعت دیتے هیں ؟ تو اسوقت کهل جاے که نمایش و تصنع کے ان پردوں کے پیچھے کیا چھپا هے ؟ اور کس طرح عملي الحاد کو مذهب ' اور کفر و ارباب کفر کي پرستش کو اسلام پرستي کا نام دیا جارها هے - مذهب کے ان پرستاروں اور اسلام کے ان غمگساروں میں سے اکثر وہ هیں جنکو پانچ وقت الله کے حضور میں جھکنے سے بھي شرم آتي هے ' با ایں همه انکا دعوا هے که هم مسلمانوں کیلیے مصلح هیں - اور مسلمانوں میں بھي بہت سي فریب خوردہ روحیں ایسی هیں جو یقین کرلیتي هیں که گھوڑے کے بالوں سے ریشمي چادر بني جاسکتي هے اور فسق و الحاد سے مسلمانوں کي اصلاح هوسکتي هے !

بهرحال مطالبات کیے گئے اور اس بارے میں ارکان کالج سے مراسلت شروع هوئي - نفس مطالبات کے اعتدال و عدم اعتدال کے متعلق تو میں نے اپني راے ظاهر کردي ' لیکن دوسرا اهم سوال یه پیدا هوتا هے که ان شکایتوں کا اصلي مبدء کیا تھا ؟ وہ خود پیدا هوئي تھیں یا پیدا کرائي گئي تھیں ؟ ممکن هے که شکایتوں کا بیج خود بخود زمین میں پڑ گیا هو لیکن اسمیں تو کوئي شک نہیں که پاني اُسے باهر سے ملا ' اور اگر بیج کو باهر سے پاني نه ملے تو زمین کے اندر کي رطوبت اتني نہیں هوتي جو اسے ایک تناور درخت بنادے -

یه وہ وقت تھا جبکه مسلمانوں کي تعلیم اور علي گڈہ کي مرکزیت و احاطۂ اثر کے متعلق احکام و اوامر میں ایک انقلاب عظیم هو رها تھا ' اور جو چیز کل تک سب سے زیادہ محبوب تھي کیونکه سب سے زیادہ وفا سرشتانه خلقت اور سب سے زیادہ اطاعت شعارانه خصائص کا اسکي نسبت یقین کیا جاتا تھا ' وهي اب سب سے زیادہ مبغوض و مردود هوگئي تھي ' کیونکه واقعات کي تبدیلي نے ثابت کردیا تھا که طاقت اور مرکزیت پیدا کرکے یهي سب سے اچھي چیز کسي وقت سب سے زیادہ مضر اور پر خطر بھي هو جاسکتي هے - ساتھه هي واقعات عمومي کے تغیرات نے اسکي بھي ضرورت پیدا کردي تھي که اگر تفریق و نزاع باهمي کي کوئي نئي بنیاد پڑ جاے ' تو حال کیلیے سب سے بڑي مصلحت اور مستقبل کیلیے سب سے بڑي بشارت هوگي -

علي گڈہ کالج اور شیعه جماعة کے حقوق کا مسئله اس غرض کے حصول کیلیے به یک کرشمه درکار هوگیا - ایک طرف علي گڈہ کي مرکزیت ' تعلیم کے احاطه و اثر اور وحدت جذبات و خصائص پر بھي اس سے پورا اثر پڑتا تھا ' دوسري طرف اتحاد عمومي کیلیے بھي اس سے بڑھکر اور کوئي فتنه کارگر نہیں هوسکتا تھا که : جعلوا اهلها شیعا کي پوري پوري تعمیل تھي - پس جیسا که قاعدہ هے اور جیسا که همیشه هوا هے ' مخفي و زیر حجاب رهنے والي قوتیں آگے بڑھیں ' اور اس مسئله کو پرورش کیلیے خاص طور پر اپني گودوں میں اُٹھا لیا -

رفته رفته یه مسئله یہاں تک بڑھا که بعض شیعه ارکان و سرپرستان کالج نے کالج اور کالج کي اعانت سے دست برداري کا ارادہ کرلیا - هز هائنس نواب صاحب رامپور نے تار کے ذریعه اپني علیحدگي کي اطلاع دي ' اور جب ایک وفد انکي خدمت میں حاضر هوا تو انهوں نے مطالبات کي فهرست نکالکر پیش کردي - اسي وقت یه امر بالکل واضح هوگیا تھا که کونسي قوتیں اس مسئله کے اندر کام کررهي هیں -

با ایں همه اس وقت بھي میري یهي راے تھي اور اب بھي یهي راے هے ' که خود ارکان کالج نے بھي اس بارے میں سخت غلطي کي ' اور وہ یقیناً اس بات کیلیے جوابدہ هیں که باوجود علم و خبرداري کے ابتدا هي میں انهوں نے اس فتنه کو کیوں نہیں روکا ؟ انکو چاهیے تھا که وہ ان تمام مطالبات کا جو انکے بھائیوں نے انکے آگے پیش کیے تھے ' پوري کشادہ دلي کے ساتھه استقبال کرتے ' اور اپني قواعد پرستیوں اور حاکمانه بے مهریوں کي جگه خوشي خوشي کهدیتے که جو کچھه هم کرسکتے هیں اس سے همیں انکار نہیں هے - اگر بعض مطالبات ناقابل قبول تھے تو انسے انکار کردیتے ' لیکن جسقدر حصه قابل عمل و قبول تھا ' اسکے مان لینے میں ایک لمحه کي بھي دیر نه لگاتے -

ارباب کالج نے سب سے پہلي غلطي یه کي که مطالبات پیش کرنے والوں کے حق و اهمیت سے صاف صاف انکار کرنا شروع کردیا - کبھي کہا که اس طرح شکایت کرنا اور جواب مانگنا بالکل ناقابل التفات هے - همارے ٹرسٹیوں میں شیعه ممبر بھي موجود هیں اور وهي سب کچھه هیں ' انکے سوا نه تو اور کوئي شیعوں کا وکیل هے اور نه کسي کو حق نیابت و ترجماني حاصل هے - کبھي کہا که هم نے دینیات کي ایک کمیٹي بنادي هے اور دینیات کي نگراني کیلیے فلاں فلاں شیعه حضرات ملازم هیں - اسکے سوا اور کچھه نہیں هوسکتا -

حالانکه یه سب باتیں فتنه کي تھیں - ایسي هي غلطیوں سے چھوٹي چھوٹي باتیں اتني اهم بن جاتي هیں که انسے اغیار فایدہ اٹھاتے هیں اور تفریق کلمه کا ایک بنا بنایا کھیل انھیں ملجاتا هے - کالج والوں کو سمجھنا تھا که معامله دوسرا هو گیا هے اور ایک نئے فتنه کي بنیاد رکھي جارهي هے - اسوقت قانون کالج کا حواله دینا اور اپنے کانسٹي ٹیوشن کا راگ گانا بالکل لاحاصل هے - کوشش صرف اسکي هوني چاهیے که فتنه کو زیادہ بڑھنے نه دیا جاے -

پھر شکایتیں بھي کیا هیں ' اور انکي حقیقت کیا هے ؟ محض چھوٹي چھوٹي باتیں هیں جن میں کچھه بھي دھرا نہیں هے - اگر کوئي نئي کمیٹي بن گئي یا چند نئے آدمیوں کو لے لیا گیا ' یا چند تعطیلیں بڑھا دي گئیں ' تو ان باتوں سے کالج کا کیا بگڑتا هے ' اور بهرحال اپنے هي عزیزوں ' اپنے هي بھائیوں ' اپنے هي گھر کے ساتھیوں کو اس سے خوشي ملتي هے - یه بہتر هے اس سے که غیروں کو خوشي ملے - اگر ایک بھائي غلطي کررها هے تو تم غلطي مت کرو اور اسے منالو - ایسا نہو که وہ اپنوں سے روٹھه کر غیروں کي چوکھٹ پر چلا جاے - اور بڑي سے بڑي مصیبت اور بڑا سے بڑا دکھه برداشت کیا جاسکتا هے ' مگر یه نہیں دیکھا جاسکتا که اپنوں کا سر هو اور غیروں کي چوکھٹ -

بهرحال اس بارے میں ارکان کالج نے بھي غلطي کي اور فرصت کو اپنے هاتھوں ضائع کردیا - یہانتک که اس مسئله نے دوسرے دور میں قدم رکھا اور ایک علحدہ شیعه کالج بنانے کا خیال پیدا کیا گیا - صورت حال یوں قرار دي گئي که علي گڈہ کالج صرف سنیوں کا کالج هے ' اسلیے چاهیے که شیعوں کا بھي ایک الگ کالج قائم هو -

(ڈیپوٹیشن)

رفته رفته تمام ابتدائي مراتب طے کیے گئے اور بالاخر مسئله اس حد تک پہونچ گیا که ۱۴ جنوري کو زیر ریاست هز هائنس نواب صاحب رامپور ایک ڈیپوٹیشن هز آنر سر جیمس مسٹن کي خدمت میں حاضر هوا اور ایڈریس پیش کیا -

ایڈریس کے جواب میں هز آنر نے جس عدیم النظیر جوش و محبت کے ساتھه اس تجویز کا خیر مقدم کیا ' اور جس طرح گورنمنٹ کي اعانت و شرکت کے والهانه و مخلصانه وعدے کیے ' انکو پڑھکر مجھے ذرا بھي تعجب نه هوا ' کیونکه تعجب همیشه غیر متوقع نتائج پر هوتا هے اور یه چیز پہلے سے معلوم تھي -

ایڈریس کے جواب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس تجویز میں ہز آنر کیلیے کچھہ ایسي محبوبیت و مطلوبیت ہے کہ باربار اسکي تعریف کرتے ہیں' بار بار اعانت کا وعدہ کرتے ہیں' بار بار کام کرنے والوں کو داد دیتے ہیں' اور پھر بھي جي نہیں بھرتا اور یہي کہتا ہے کہ ایک بار اور کہدیجیے : من احب شئیا اکثر ذکرہ :

اعـد ذکـر نعـمـان لـنـا ' ان ذکـرہ
هي المسـك ما کـررتـه یتـضـوع

چنانچه آخر میں وہ خود ھي فرماتے ہیں : " میں آپ سے تین بارکہہ چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ اس صوبے کي گورنمنٹ آپ کي اس تجویزکو قابل تحسین و آفرین سمجھتي ہے' اور اسکي تائید کرتي ہے'. اور جب اُسکا وقت آئیگا تو حتي الامکان آپ کي امداد میں ہرگز کوتا ھي نہ کریگي - آپ پورا اطمینان رکھیں کہ میں اور میرے ماتحت عہدہ دار ہر طرح جہاں تک امکان میں ہے' آپ کي اعانت کرنے پر آمادہ رہینگے "

انہوں نے ایک افسر اعلی کي طرح صرف اپني گورنمنٹ کي زیادہ سے زیادہ ممکن اعانت کا وعدہ ھي نہ کیا' بلکه ایک سچے مربي اور سرپرست کي طرح کام کرنے کي تدبیریں اور انکے قیمتي نکتے بھي سمجھا دیے -

شیعه کالج کیلیے چالیس لاکھہ کا سرمایه تجویز کیا گیا ہے - ظاہر ہے کہ چالیس لاکھہ کي رقم جلد جمع نہیں ہوسکتي اور اسلیے جلد کالج بھي نہیں بن سکتا - مگر تاخیر کا یہ پہلو ہز آنر کو گوارا نہیں - انہوں نے فرمایا کہ چالیس لاکھہ کي فراھمي کا انتظار نہ کیجیے ' اگر بارہ لاکھہ بھي جمع ہو جائیں تو کام شروع کردیجیے :

" آپ پہلے اس کمتر رقم یعني بارہ لاکھہ کے فوراً جمع کرنے کا ارادہ کریں ' اگر یہ رقم وصول کرلي جاویگي تو میں اسکي ذمہ داري کر سکتا ہوں کہ گورنمنٹ آپ کي اعانت کریگي اور اپنے حد امکان پوري مدد دیگي "

اس سے بھي زیادہ بے خطا تدبیر یہ بتائي کہ :

" اپني جماعت کے بڑے بڑے زمینداروں کو آمادہ کیجیے - وہ اپني سالانہ آمدني کا جزو معقول سرمایه تعمیر میں دیں اور اپني سالانہ مالگذاري میں سے کوئي مقررہ رقم في صدي کالج کے مستقل اخراجات کیلیے دینا منظور کریں - ہندوستان کے ہر حصه سے اپني جماعت کے اشخاص کو لکھنؤ میں بلائیے تاکہ بڑے جلسه میں شریک ہوں' اور انسے درخواست کیجیے کہ وطن کي واپسي سے پہلے کالج کے قیام کا قابل اطمینان بندوبست کرتے جائیں "

ایڈریس کے اس جواب کے پڑھنے کے ساتھہ مندرجہ ذیل واقعات کو بھي پیش نظر رکھہ لیجیے :

(۱) سندھ کے مسلمانوں نے خود ھي اپني تعلیم و ترقي کیلیے ایک دائمي فنڈ قائم کرنا چاھا ' اور تجویز کي کہ ہر زمیندار في صدي کے حساب سے ایک رقم اسمیں داخل کرے - علي گڈہ کانفرنس نے اسکے متعلق بار بار رزولیوشن پاس کیے اور حکام سے التجائیں کیں کہ خدا را اسمیں مدد دیجیے' مگر چار سال ہوگئے' ابتک کوئي نتیجه نہیں نکلا -

(۲) بمبئي میں ایک مسلمان نے آٹھہ لاکھہ روپیے گورنمنٹ کو دیے ہیں تاکہ مسلمانوں کي تعلیم میں خرچ کیے جائیں - اگر گورنمنٹ اپنے عام اصول کے مطابق اتني ھي رقم خود بھي دیدے یا شیعه کالج کي طرح کسي بڑي سرکاري زبان سے اسکے لیے چند الفاظ کہلوا دے تو ایک عمدہ کالج کي بنیاد فوراً پڑ جاسکتي ہے - مگر گورنمنٹ بمبئي نے ظاہر کیا ہے کہ جنگ کي وجہ سے سردست روپیه نکالنا مشکل ہے -

(۳) بنگال میں ایک کالج کا مسئله سالہا سال سے درپیش ہے ' لیکن موجودہ حالات و موانع کي وجہ سے اسمیں برابر تاخیر ہو رھي ہے - متعدد بار کہا گیا ہے کہ جنگ کي وجہ سے سردست روپیه کي فراھمي مشکل ہے -

مجوزہ شیعه کالج کي تحریک کي تولید اور نشو و نما کي یہ اجمالي سرگذشت تھي - اسکے مطالعه سے ہر صاحب عقل سمجھه لے سکتا ہے کہ اس تحریک کا مبدء و مولد کیا ہے ؟ اور سوال اصلي ایک نئے کالج کا اور برادران شیعه کي خواہشوں کا ہے' یا اُن مقاصد مخفیه کا جنکے لیے اس تحریک کو آلہ بنایا گیا ہے ؟

(الساکت عن الحق شیطان اخرس)

ایک طرف تو اس تحریک کي تولید و نشوونما کا یہ حال نظر آتا ہے ' دوسري طرف علي گڈہ کے ارکان کالج اور محافظین مسئله تعلیم جدید کا موجودہ رویہ ہے' اور ضروري ہے کہ چند کلمات اسکي نسبت بھي کہے جائیں -

علي گڈہ کالج اور علي گڈہ کانفرنس کے ارباب حل و عقد نے ہمیشه دعوا کیا ہے کہ ہمارا موضوع مسلمانوں کي جدید تعلیم اور علي الخصوص اعلی تعلیم ہے - ہمارا موضوع پالیٹکس نہیں ہے - پس پولیٹکل معاملات میں ہم سے کسي آزادانہ رویہ کي خواہش کرنا ایک ایسي چیز کا مطالبه ہے جو ہمارے دائرۂ عمل ھي سے باہر ہے - البته تعلیم کے متعلق ہم سب کچھہ کرسکتے ہیں اور کررہے ہیں -

اُنہوں نے مسلمانوں کي تعلیم کے متعلق ایک خاص اصول وضع کیا ہے ' اور ہمیشه سے کہتے آے ہیں کہ مسلمانوں کي تعلیمي حیات و ممات کا دار و مدار اسي اصول پر ہے - اس اصول کو وہ " ایک قومي مرکز کے قیام و تکمیل " کے نام سے پکارتے ہیں' اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں کیلیے صرف تعلیم ھي کي ضرورت نہیں ہے' بلکه تعلیم سے بھي زیادہ ایک " قومي مرکز " کے قائم کرنے کي ضرورت ہے - جب تک کہ ایک ایسا مرکز موجود نہ ہوگا 'متفرق کوششیں کچھہ سود مند نہیں ہوسکتیں - پھر اسکے بعد دعوا کرتے ہیں کہ علي گڈہ کالج ھي مسلمانوں کا قومي مرکز ہے ' اور اسي کے قیام و تکمیل پر مسلمانوں کي تمام حیات و ممات قومي کا دار و مدار ہے -

انکي اصلي کوشش یہ ہوتي ہے کہ اسکو دنیا بھر کي چیزوں کا مرکز ثابت کردیں ' لیکن جب اسمیں کامیابي نہیں ہوتي تو مجبوراً " تعلیمي مرکز " کے قرار دینے ھي پر اکتفا کرلیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو چاھیے کہ دین و دنیا کا اور کوئي کام نہ کریں - صرف کالج ھي کو پوجیں اور صرف کالج ھي کو روپیه دیں : جاھدوا في سبیله باموالکم و انفسکم ! اگر وہ ایسا نہ کرینگے اور اور کاموں میں لگ جائینگے ' تو مرکز قائم نہ ہوگا ' اور مرکز نہوا تو پھر قوم قوم نہیں -

نیز ان لوگوں نے اپني تقلید اور پرستش کا ایک نیا بت بنایا ہے ' اور اسکا نام رکھا ہے " سر سید کي پالیسي " - یوناني علم الاصنام میں ہر طاقت کیلیے ایک مخصوص بت ہوتا تھا - یہ نہیں ہوسکتا تھا کہ رزق کا دیوتا علم کے دیوتے کے کاموں میں مداخلت کرے ' یا کیوپڈ وینس کي حکومت میں خلل ڈالے - لیکن ان لوگوں نے صرف ایک ھي بت بنایا ہے اور اسکے اختیارات اسقدر وسیع ہیں کہ علم و عمل کا کوئي گوشه اس سے خالي نہیں - یہ کہتے ہیں کہ ہم " سر سید کي پالیسي " سے سر مو تجاوز نہیں کرینگے' اور مسلمان صرف وھي ہے جو " سر سید کي پالیسي " پر نہ صرف ایمان مجمل بلکه ایمان مفصل کا اقرار کرے -

سر سید مرحوم کي پالیسي کا اس بارے میں یہ حال تھا کہ انہوں نے پہلي لکھنؤ کانفرنس اور نیز میرٹھہ کانفرنس میں خاص رزولیوشن پیش کیے کہ جب تک مسلمان اپني تمام متفرق اور علحدہ علحدہ کوششوں کو ترک کرکے ایک مکمل تعلیمي مرکز نہیں بنا لینگے' انکي کشتي طوفان ہلاکت سے نہیں

نکلیگي - چنانچه انهوں نے اس رزوليوشن کا نام " مسلمانوں کي قسمت کا فیصله رکها " اور همیشه دوسرے کالجوں ' اسکولوں ' اور مستقل تعلیمي کوششوں کي مخالفت کرتے رهے - حتی که لکهنو کانفرنس میں انکو اسي مسئلۂ کے متعلق اسقدر جوش آگیا که بہت سے لوگ اسکے متحمل نه هوسکے - مرحوم سجاد حسین ایڈیٹر اوده پنچ نے پهبتیاں اڑائیں ' اور لوگ جلسه سے اٹهکر چلے آے -

ان تمام امور کے علاوه سب سے بڑي چیز یه هے که یه لوگ اپنے آپکو اتحاد و جمعیة کلمه کا داعي قرار دیتے هیں ' اور اسي بنا پر شیعه مطالبات کا ایک بڑا حصه ان لوگوں نے منظور نہیں کیا ' کیونکه اسکے ماننے سے مسلمانوں میں تفریق بڑهتي -

مجهکو یہاں اس سے کوئي بحث نہیں که انکے یه تمام مسالک و عقائد صحیح هیں یا غلط ؟ بحث صرف یه هے که انکے مدعیانه عقائد کا یه حال هے - پس اب سوال پیدا هوتا هے که مجوزه شیعه کالج کا وجود انکے ان عقائد مسلمه اور انکے امام معصوم کے مذهب و ملت کے لحاظ سے کیا حکم رکهتا هے ؟

کیا ایک علحده کالج کا قائم کرنا آنکے اصول " مرکزیت " کیلیے پیغام هلاکت نہیں هے ؟

کیا شیعه کالج کے نام سے اسکي دعوة دینا ' کلمۂ اتحاد کیلیے فتنۂ عظیم نہیں هے ؟

کیا علي گڈه کالج کے اندر دو مسجدوں کا بنانا تفریق تها ' مگر " شیعه کالج " کي بنیاد رکهکر آب و هواے تفریق میں آینده نسلوں کو طیار کرنا تفریق نہیں هے !

کیا یه سچ نہیں هے که شیعه کالج کي اصل بنیاد علي گڈه کالج هي کي مخالفت سے پڑي ' اور اسطرح علي گڈه کالج کے احاطه و اثر کو نقصان پہنچایا جارها هے ؟

کیا اس کالج کا وجود " سر سید کي مسلمه پالیسي " اور مسلک تمرکز و جمیعۂ فریقین کیلیے جسپر محمدن کالج کي بنیاد رکهي گئي تهي ' سخت مہلک نہیں هے ؟

کیا ارکان کالج میں هر شخص کا یه اعتقاد و علم راسخ نہیں هے که یه تحریک موجوده عهد کي سب سے زیاده مضر تحریک هے ' اور اس سے سخت نقصان مسلمانوں کو پہنچیگا ؟

اگر ان تمام سوالوں کا جواب اثبات میں هے تو میں پوچهتا هوں که علي گڈه پارٹي نے اس وقت تک اسکي مخالفت و اصلاح اور کلمۂ حق کے اعلان کیلیے کیا کارروائي کي هے ؟ آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس نے جسکي نسبت کہا جاتا هے که اسکا موضوع صرف مسئله تعلیم هے ' مسئله تعلیم قومي کي اس یکسر هلاکت و بربادي کیلیے کونسي صدا بلند کي هے ؟ یه کیا هے که علي گڈه کالج کي بستي کا هر فرد یکسر بہرا گونگا بن گیا هے جیسا که سر سید نے نہیں بلکه صاحب شریعت نے کہا هے که الساکت عن الحق شیطان اخرس اور یه کون هے جسنے تمام مصلحین قوم ' ماهرین فلسفه تعلیم ' اور مجددین مائۂ حاضره کي زبانوں پر ایسے قفل چڑها دیے هیں که کسي کے حلق سے آواز نہیں نکلتي ' اور سب پر هلاکت کي چپ اور موت کي خاموشي چهاگئي هے ؟ اموات غیر احیاء و لا یشعرون ایان یبعثون (۱۶ : ۲۱)

تمهارا مسلک مرکزیت اب کہاں فنا هوگیا ؟ تمهاري دعوت قومیت کس گوشے میں دفن کردي گئي ؟ تمهاري چہل ساله محنت اکارت جارهي هے ' تم کہاں چهپ گئے هو ؟ تمهارے امام معصوم کا مذهب ذبح کیا جارها هے ' تم کیوں نہیں بولتے ؟ تمهاري شریعت تعلیم مٹائي جارهي هے ' تمهارے گلوں میں پهندے کیوں پڑگئے هیں ؟ یا سبحان الله ! اگر ایک مسلم الله اور رسول کے نام کي دعوة دے تو اسپر ابدي کانفرنس کا دروازه بند کرنا چاهتے هو ' اور کهتے هو که سب سے پہلے سرسید پر ایمان لانے کا اقرار کرلے ' اسکے بعد وه تقریر کرسکتا هے - اس کا سب سے بڑا جرم یه هے که اس نے سر سید کي شریعت سے انحراف کیا - لیکن آج سرے سے علي گڈه کالج کا اصولي بنیاد هي منهدم کیا جا رها هے اور سر سید کي شریعت مرکزیت کي دهجیاں اڑ رهي هیں مگر تم سب پر نفاق کي موت طاري هوگئي هے اور تم سب مردوں کي طرح بیحس وحرکت پڑے هو ؟

تم کہتے هو که همارا دائرۂ عمل قومي تعلیم هے - سیاست نہیں هے - اچهي بات هے - لیکن اب بتلاؤ که یه جو کچهه هے سیاست هے یا تعلیم ؟ اگر قومي تعلیم کا مسئله هے تو تمهاري قومیت اور قومي تعلیم کي لن ترانیاں کہاں دفن هوگئیں ؟

تم بهلا ان سوالات کا جواب کیا دوگے ' میں خود هي حقیقت کو بے نقاب کردیتا هوں تاکه هر انسان تمهاري اصلي صورت دیکهه لے ' اور معلوم هوجاے که حق سے تمهارا رشته کیا هے ؟ نه تو تمهارے اعتقادات بدلے هیں اور نه هي تمهارے مسلک پر کوئي موت طاري هوئي هے ' بلکه اصلي مصیبت یه هے که تمهارے دل پر موت چها گئي اور تمهارے ایمان نے تم کو چهوڑ دیا - اصل یه هے که تمهارے صوبه کا سب سے بڑا حاکم علانیه شیعه کالج کي تحریک کا ساتهه دے رها هے اور کهلے بندوں اسکي حمایت کررها هے - یه دیکهکر تمهارے هوش و حواس غائب هوگئے هیں ' اور مارے ڈر اور هیبت کے تمهاري جان نکلي جارهي هے - تم دیکهتے هو ' مگر بول نہیں سکتے - سنتے هو ' مگر زبان نہیں هلا سکتے - چاهتے هو ' مگر هل نہیں سکتے - تم کہتے هو که اگر هم نے ذرا بهي زبان هلائي تو عجب نہیں که هم دربار شاهي سے مردود هوجائیں - نخشي ان تصیبنا دائره - (۵ : ۵۷)

یه هے تمهاري حق پرستي ' یه هے تمهاري صداقت ' یه هے تمهاري مدة العمر کے دعووں اور لن ترانیوں کي کائنات و حقیقت ! آه ' ایک انسان کے ڈر نے تمهاري روح پر ایسي هلاکت طاري کردي هے که تم اس چیز کو زبان سے نہیں نکال سکتے جسکو تمهارا دل حق کہه رها هے - اے سست ایمانو ! تم انسان سے ڈرتے هو ' مگر افسوس که تمهارے دل سے خدا کا خوف اس طرح نکل گیا هے جس طرح کبوتر اپنے گهونسلے سے اڑ جاتا هے : علی خوف من فرعون و ملائهم ان یفتنهم ! (۱۰ : ۸۲)

یهي وه مقام هے جہاں آکر تم میرے مقابلے میں بالکل بیدست و پا هوجاتے هو ' اور تمام دنیا دیکهه لیتي هے که حق کس کے ساتهه هے ؟ اسکے ساتهه هے جو اعلان حق کي وجه سے اپني زندگي کو هر وقت خطروں اور هلاکتوں میں گهرا هوا دیکهتا هے پهر بهي اعلاء کلمة الحق سے باز نہیں رهسکتا ' یا انکے ساتهه هے جو اپني پنجاه ساله کمائي کو صرف ایک انسان کے وهمي خوف اور هیبت کي وجه سے اپنے هاتهوں تاراج کررهے هیں ؟ فاي الفریق احق بالامن ان کنتم تعلمون ؟

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتي ' اور مرهٹي هفته وار رسالوں میں البلاغ پہلا رساله هے جو باوجود هفته وار هونے کے روزانه اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسکي اشاعت کے استقبال کیلیے چشم براه هے - پس اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشي هیں تو ایجنسي کیلیے درخواست بهیجیے ' کمیشن معقول دیا جاتا هے -

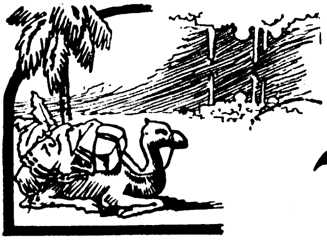

شئون اسلامیہ

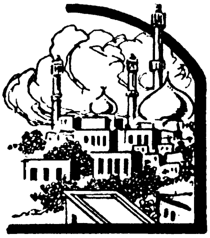

عــراق و لیــلاے عــراق !

ایک لمحۂ اشک سر زمین "تجري من تحتها الانهار" کي یاد میں !

یقولون " لیلي " با ٭ــــراق مریضــة
فما لـــــك لا تضني و انـت صدیق !
شفی الله " مرضی " بالعرق ' فانني
علی کـــل مرضی بالعـــراق شفیق
فان تلك "لیلی:" بالعـراق مریضة
فانني مي بعر الحتـــوف غـــریق !
اهیـــم با قطـــار البـــلاد و عرضـــها
و ما لی الی "لیلی" الغداة طریق !

یه اشعار عهد امویه کے مشهور عاشق قیس عامري کي طرف منسوب هیں - کہتے هیں که ایک دن قیس اپني شوریدگي میں بے خبر پڑا تها که اسکے ٭و٭ میں کسي کي آواز آئي جو کہه رها هے :

الا ان لیلی بالعـــراق مـــریضـــة
و انت خلی البال تلهـــو و ترقد !

"لیلي عراق میں بیمار پڑي هے اور تیرا حال یه هے که بیفکر و بیخبر کهیل کود میں اپنا وقت کات رها هے" :

فلو کنت یا مجنون تضنی من الهوی
لبـــت کمــا بات السلیـــم المسهـــد !

" اے مجنوں اگر تو واقعي بیماري محبت کا مریض هے ' اور تجهے لیلي کے عشق و شیفتگي کا دعوی هے ' تو ضرور تها که تیرے محبوب کے دکهه میں پڑنے کے ساتهه هي تجهپر بهي دکهه طاري هوجاتا ' اور اسکی بیقراري سے زیاده تجهه میں بیقراري اور بے چیني هوتي - عشق کا دعوا اور بے دردوں کي طـرح بیفکري ' یه دونوں چیزیں جمع نهیں هوسکتیں "

کہتے هیں که یه سنتے هي قیس مجنوں پر ایک بجلي سي گرگئي ' جوش تاسف میں اس نے گریبان پهاڑ ڈالا ' سر اور چهرے پر خاک ملنے لگا ' عراق و لیلاے عراق کے سوا اسکي زبان سے کوئي لفظ نهیں نکلتا تها ' وه بیخودانه اٹها اور ایک سچے دیوانۂ عشق کي شان سے کوه و بیاباں کي طرف روانه هوگیا - ابو عیسی روایت کرتا هے که اس وقت مندرجۂ بالا اشعار اسکي زبان پر تهے - جنکا ترجمه حسب ذیل هے :

" آه ' کہتے هیں که لیلي عراق میں بیمار پڑگئي هے - پهر تجهے کیا هوگیا هے که صحیح و تندرست نظر آتا هے - حالانکه اس محبوبه مریضه کے عشق کا دعوا رکهتا هے ؟

اگر واقعي یه سچ هے که لیلي عراق میں بیمار هے تو مجهے بیماري کي دعوۃ نه دو - میں تو موتوں اور هلاکتوں کے سمندر میں ڈوبا هوا هوں !

میں شهروں میں گشت لگاتا هوں اور عراق تک پهنچنے کي راه ڈهونڈهتا هوں ' لیکن افسوس که لیلي تک پهنچنے کي تمام راهیں بند هوگئي هیں !

خدا سر زمین عراق کے تمام بیماروں کو شفا دے ' کیونکه جب سے میں نے اپنے بیمار عراق کي خبر سني هے ' عراق کے هر بیمار کیلیے شفیق هوگیا هوں !! "

(۲)

لیکن اے سر زمین عراق ! اے بهشت زار دجلۂ و فرات ! اے مصداق تجري من تحتها الانهار ! اے مایۂ عشق چهل کرور نفوس ملت ! قیس عامري کي لیلي چند دنوں کیلیے تیري آبادیوں میں آ بسي تهي اور اسلیے وه تجهه تک پهنچنے کیلیے بیقرار تها ' لیکن آه ' همارے لیے تو تیري تمام سر زمین یکسر لیلي زار حسن و جمال هے ' اور تیري کسي ایک عمارت کے اندر هي نهیں ' بلکه تیري خاک کے هر ذرے کے اندر همارے عشق ماضي کا ایک حجلۂ حسن و جمال آراسته هے ! قیس عامري کي لیلي اگر بادیۂ نجد کے خیموں سے نکلکر تیري سر زمین میں آ گئي تهي ' تو همارے اقبال رفته کي بهي ایک لیلي هے جو ریگ زار حجاز سے نکلي ' اور صدیوں تک تیري سر زمین اسکے لیے منزل عیش و نشاط رهي - بابل و نینوا کي وراثت تیري هي سر زمین میں هم کو دي گئي تهي - کلدان اور مدائن کے مدفون خزانے تو نے هي همارے سپرد کیے تهے - هارون الرشید کي سنهري کشتیاں تیرے هي دجله میں تیرتي تهیں ' مامون اعظم کا دربار عظمت و اجلال تیرے هي خاک کا ایک افسانه گذشته هے - تو هي هے که تیري زمین کا ایک ایک کهنڈر ' تیري خاک کا ایک ایک توده ' تیري نهروں کي ایک ایک لهر ' کاروان رفتۂ لیلي کا نقش قدم اور کاروبار عشق ماضي کا افسانه سرا هے - اور پهر اے سر زمین لیلي ! تیري هي فضاء محبوب هے جسکے هر ذرے سے آج بهي بازگشت ناقۂ لیلي کي صدائیں اٹهه رهي هیں ' اور هر اس مجنوں کیلیے ملامت هے جو عشق لیلي کے دعوے کے ساتهه سر زمین لیلي سے

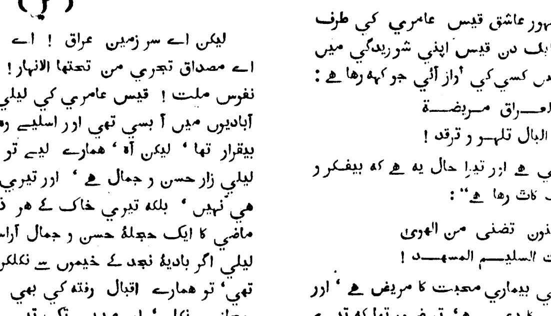

عماره کا منظر دجله کي طرف سے !

بغداد کا جدید پل

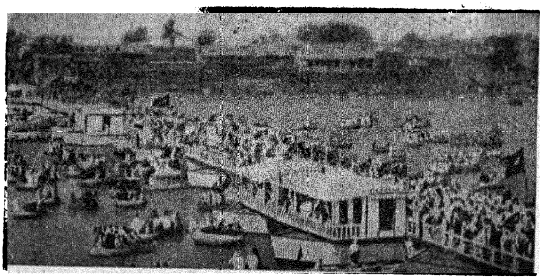

تغافل بھی کر رہا ہے' حالانکہ عشق لیلی کا دعوا اور مسکن لیلی سے غفلت' یہ دونوں چیزیں ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں :

فلو کنت یا مجنون تضني من الهوی
لبت کما بات السلیم المسهد !

پس افسوس ہر اس دل پر' جس نے "لیلي" کي یاد کو ایک لمحہ کیلیے بھي بھلایا' او ر صد افسوس ہر اس آنسو پر جو "لیلي" کے سوا کسي دوسرے کیلیے بہایا گیا :

اذا کان هذا الدمع یجري صبابة
علی غیر لیلي ' فهو دمع مضیع !

(۳)

مندرجۂ بالا سطور بے اختیار قلم سے نکل گئیں جبکہ موجودہ واقعات کي تقریب سے ہم نے ارادہ کیا کہ سر زمین عراق و بغداد کے بعض مناظر البلاغ کے صفحات پر شائع کریں - عالمگیر جنگ یورپ کے معرکے کچھہ عرصے سے سر زمین ایشیا میں منتقل ہوگئے ہیں' از انجملہ سر زمین بغداد ہے جہاں مہینوں سے میدان اقدام و ادبار گرم ہے ' اور خصوصیت کے ساتھہ قط العمارہ اور مابین بصرہ و بغداد کے مقامات دنیا کے سامنے آ رہے ہیں - چنانچہ اس مرقع میں بھي سب سے پہلے العمارہ کي آبادي کا ایک منظر آپ کے سامنے ہے جو دجلہ کے کنارے واقع ہے ' اور اگر آپ چشم تصور سے کام لیں تو انہي ساحلي عمارتوں کے عقب میں جنگ عراق گذشتہ کے بہت سے عبرت انگیز نتائج و حوادث نظر آسکتے ہیں - و هموا بما لم ینالوا !

یہ مناظر دجلہ کے سلسلے میں پہلا منظر تھا - نہر دجلہ کا دوسرا منظر بغداد جدید کي وسط آبادي کا ہے جہاں مغربي و مشرقي آبادي کو ایک نئے پل کے ذریعہ ملا دیا گیا ہے ' اور پل کے دونوں طرف چھوٹي چھوٹي کشتیاں بکثرت نظر آ رہي ہیں - یہ کشتیاں اب تو زیادہ تر شہر کي اندروني آمد و رفت کیلیے کام میں لائي جاتي ہیں ' لیکن کسي زمانے میں ہارون الرشید اور مامون اعظم کي سیر و تفریح کا بڑا ذریعہ یہي تھیں ! و تلک الایام نداولها بین الناس -

تیسرا مرقع سفارت خانہ برطانیہ کي جدید عمارت اور دجلہ کي قدیم رواني' دونوں کا مشترک منظر ہے - دجلہ کي سطح اگرچہ بالکل خاموش اور ساکن ہے - حتی کہ ایک ہلکي سي لہر بھي اسپر حرکت کرتي ہوئي نظر نہیں آتي' تاہم اگر آپ سننا چاہیں تو اسکي زبان چپ نہیں ہے - آپ کو معلوم ہے کہ صدائیں صرف لبوں کي حرکت ہي سے نہیں نکلتیں - بارہا ایسا بھي ہوتا ہے کہ ایک خاموش چہرہ اور ایک غیر متحرک لب ان غوامض و اسرار کي شرح و تفصیل کردیتا ہے جنکے لیے زبان کي حرکت اور حلق کي آواز بالکل گونگي ہوتي ہے - خاموش فصاحت نے اکثر گویائي کے دعووں کو شکست دي ہے :

لسان عیني في الهوی و هو ناطق
و دمعي فصیح في الهوی و هو اعجم !

نظارۂ دجلہ کي ان تین منزلوں کے بعد اب ذرا ان لوگوں کے حالات پر بھي نظر ڈال لیجیے جنکي یاد دجلہ کي یاد اور سر زمین دجلہ سے وابستہ ہے - ایک عجیب مخروطي شکل کا گنبد آپ دیکھہ رہے ہیں جو کسي ہشت پہلو عمارت کے اوپر سے نمایاں ہے ' اور عمارت کے ہر طرف پختہ قبریں بني ہوئي ہیں - یہ مشہور زبیدہ خاتون زوجۂ ہارون الرشید کا مقبرہ ہے ' اور دجلہ کے بعد ہي آپکے سامنے آگیا ہے تاکہ مکان کے ساتھہ اسکے پچھلے مکینوں کو بھي دو گھڑي یاد کرلیں -

بغداد اور بغداد والوں کو یہیں چھوڑ دیجیے' اور آگے بڑھیے - اب آپ گنبدوں اور مناروں کي ایک موثر سرزمین کي طرف بڑھ رہے ہیں جسکي یاد و تذکرہ کي تقدیس کو زمانہ کے صدہا تغیرات و حوادث بھي نقصان نہ پہنچا سکے' اور جو سر زمین عراق کا سب سے زیادہ پر اثر اور تاریخی حصہ ہے - یہ کربلا کي سر زمین عبرۃ و بصیرۃ ہے ' اور روضہ حضرۃ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کا درخشاں گنبد اور اسکے سر بفلک منارے آپ دیکھہ رہے ہیں - یہ منارے حق کي طاقت کا اعلان ہیں ' اور کلمۂ حریۃ کي فتح اور کلمۂ استبداد کے خسران و خذلان کي شہادت ہیں - وہ بتلا رہے ہیں کہ دنیا میں سب سے بڑي طاقت حق کي ہے نہ کہ انساني تاج و تخت کي ' اور خدا کی زمین پر سب سے بڑا فتحمند وہي ہے جس نے سب سے زیادہ مظلومي کے ساتھہ اپنا خون بہایا - تیرہ سو برس ہوے کہ اس سر زمین پر دو گروہ باہم معرکہ آرا ہوے تھے - ایک گروہ صرف بہتر بھوکے پیاسے انسانوں کا ضعیف و ناتوان مجمع تھا ' اور جانوں اور گردنوں کے سوا اسکے پاس کچھہ نہ تھا - دوسري طرف دمشق کا تاج و تخت ' حکومت و سلطنت ' ساز و سامان خسروي و ملوکي ' اور ہزارہا انسانوں کا قاہر و جابر گروہ تھا - بظاہر پہلي جماعت نے شکست پائي ' کیونکہ قتل کي گئي ' اور اسکے خون سے ساحل فرات کي سرزمین مدتوں تک سرخ رہي' لیکن فی الحقیقت یہ ایک محض عارضي منظر تھا - غور کیجیے کہ آخر کي فتحمندي اور عاقبۃ کار کي کامیابي کس کو ملي ؟ انکو جنکے نام و نشان سے بھي آج تمام سطح ارضي خالي ہے' یا اسکو جسکا گنبد آجتک اپنے بقاء ذکر اور کلمۂ باقیہ کے ثبوت میں سر بفلک استادہ ہے ؟ یہ کیسي عجیب بات ہے کہ آج تمام شاہان بنو امیہ میں سے کسي ایک شخص کي قبر کا بھي دنیا سراغ نہیں لگا سکتي - کیونکہ بنو عباس نے انکي قبروں کو اکھاڑ اکھاڑ کے مسمار کردیا' اور کوئي اثر دنیا میں باقي نہ رکھا - بر خلاف اسکے مدفن کربلا کا اثر مجسم ابتک حي و قائم موجود ہے' اور اگرچہ مخالفین کے دست تظلم نے بارہا اسکو بھي مسمار و بے نام و نشان کرنا چاہا' تاہم اسکا نشان کسي طرح نہ مٹ سکا کہ ظلم کا دھبہ کبھی نہیں دھل سکتا - پھر کیا بقاء قبور و آثار کے بارے میں بھي زمین قانون بقاے اصلح کي پابند ہے ' اور اپني گود میں صرف اسي کے اثر کو باقي رکھنا چاہتي ہے جو اصلح تھا ؟

سفارت خانہ برطانیہ بغداد

(۴)

اللہ تعالی نے مسلمانوں سے بہشت و نعائم بہشت کا وعدہ کیا تھا' اور باغوں کی سرسبز و شاداب زندگی کی بشارت دی تھی :

و بشر الذین آمنوا و عملوا الصالحات ان لہم جنات (بقرہ)

جو لوگ ایمان لاے اور اعمال صالحہ اختیار کیے' تو انکو باغوں کی زندگی کی بشارت دیدو -

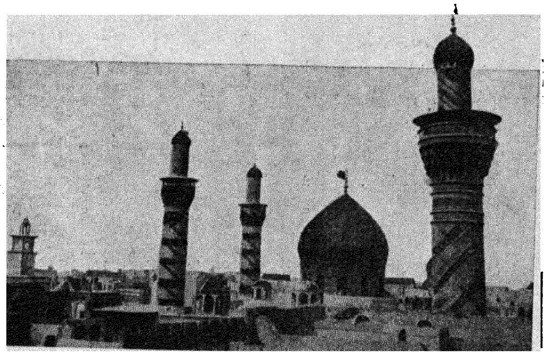

مشہد مبارک حضرت امام حسین علیہ و علی ابائہ و اجدادہ الصلواۃ و السلام

یہ باغ وہ تھے جنکا سب سے زیادہ نمایاں وصف یہ تھا :

تجری من تحتہا الانہار (بقرہ)

انکے تلے نہریں بہہ رہی ہونگی -

یہی جنت تھی جسکا ایمان والوں سے وعدہ کیا گیا تھا' اور جسکا وعدہ گذشتہ صالح قوموں سے بھی کیا گیا تھا :

تلک الجنۃ التی نورث من عبادنا من کان تقیا (مریم)

ہمارے بندوں میں جو متقی ہوگا' ہم ایسی ہی جنت کا اسے وارث بنائیں گے -

ارباب ایمان و عمل صالح کیلیے یہ وعدہ آخرۃ میں پورا ہونے والا ہے - لیکن اسمیں کچھہ شک نہیں کہ دنیا میں بھی پورا ہوگیا' اور جو لوگ خدا کے متقی بندے تھے' انھوں نے اپنی آنکھوں سے بہشتی زندگی کی نعمتوں کو دیکھہ لیا - کرۂ ارضی کی تمام بہشتی سر زمینوں کے وہی وارث ہوے' اور فتح مندی و کامرانی کی سلطانی و کامرانی صرف انھی کیلیے نامزد کی گئی - اس بہشتی زندگی میں نہ تو انکے لیے غم تھا اور نہ ہی نامرادی' نہ مایوسی کو وہاں بار تھا اور نہ نا امیدی کا وہاں نام و نشان - وہ جو چاہتے تھے پاتے تھے' اور جس نعمت کیلیے اٹھتے تھے' وہ خود انکے سامنے جھکنے کیلیے دوڑتی تھی :

جناۃ عدن التی وعد الرحمن عبادہ بالغیب انہ کان وعدہ ما تیا - لا یسمعون فیہا لغوا الا سلاما' و لہم رزقناہم فیہا بکرۃ و عشیا ! (مریم)

دائمی عیش و مراد کے باغ جنکا وعدہ خداے رحمن نے اپنے نیک بندوں سے کیا' اور جو اگرچہ انکے سامنے نہیں ہیں اور نہ ابھی وہ دیکھہ سکتے ہیں' مگر اللہ کا وعدہ یقیناً پورا ہوکر رہیگا - اس بہشتی زندگی میں سلامتی و کامرانی کے سوا کوئی بیکار و فضول صدا انکے کانوں میں نہیں پڑیگی - انکی رزق صبح و شام انکے لیے طیار رہیگی - اپنی احتیاج اور رزق کیلیے وہ کبھی دکھہ نہ اٹھائینگے !

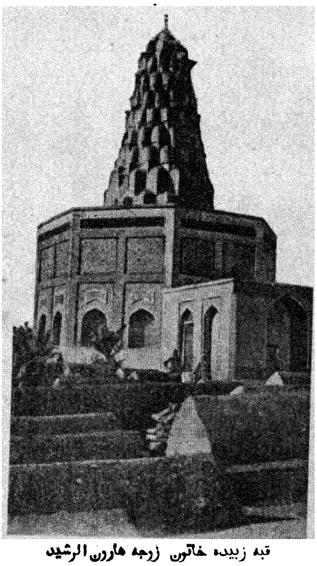

قبہ زبیدہ خاتون زوجہ ہارون الرشید

اس بہشتی زندگی کی ایک سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ تجری من تحتہا الانہار پس آخرۃ کی جنت اعلی کا پرتو دنیا کی حیاۃ بہشتی میں بھی نظر آگیا' اور وہ تمام بہشتی سر زمینیں مسلمانوں کو سپرد کردی گئیں' جنکے تلے پاک و شفاف پانی کی نہریں بہہ رہی تھیں - آہ' سر زمین عراق ہی وہ دنیا کی جنت تھی جو عاقبت کی جنت کا ایک ظل کامل ہے' اور جسکے نیچے دجلہ و فرات کی نہریں ہر جگہ اور ہر حصے میں بہہ رہی ہیں ! یہی جنت دنیا کے سب سے بڑے تمدنوں اور بڑی سے بڑی قوموں کی وراثت میں آئی - بابل و نینوا کے تمدن نے یہیں نشو و نما پایا' اور ایرانیوں کا تخت جلال و عظمت صدیوں تک یہیں حکمرانی کرتا رہا - بالاخر وراثت ارضی کی جب آخری بخشش ہوئی تو دنیا کے تمام خزائن و دفائن کے ساتھہ تجری من تحتہا الانہار کی بہشت ارضی بھی مسلمانوں ہی کو سپرد کی گئی : تلک الجنۃ التی نورث من عبادنا من کان تقیا !

دنیا نے انقلابات و تغیرات کے سینکڑوں رنگ بدلے - مسلمانوں نے اپنے اعمال صالحہ سے اگر اس بہشت ارضی کا اپنے اپکو مستحق ثابت کیا تھا' تو بد اعمالیوں سے اپنی نا اہلی کا خود ہی فیصلہ بھی کردیا - انکے باہمی اختلاف و شقاق کی تلواریں سب سے زیادہ اسی مدینۃ السلام میں چمکیں' اور مسلمانوں کے ایک گروہ نے ہمیشہ اس بہشت سے دوسرے کو بیدخل کرنا چاہا - خدا کی زمین صرف صلحاء کیلیے ہے : ان الارض یرثہا عبادی الصالحون اور اس بنا پر کچھہ عجیب نہ تھا اگر اس بہشت ارضی کے بسنے والوں کو حکم الہی ملتا جیسا کہ اور بہت سی سر زمینوں میں ملا :

اہبطوا ! بعضکم لبعض عدو -

اس جنت سے نکل جاؤ - تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے -

لیکن اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہ صرف پورا ہی ہونے کیلیے ہے - اس نے تجری من تحتہا الانہار کی بہشت کی جہاں کہیں بشارت دی ہے' وہاں ساتھہ ہی یہ بھی فرما دیا ہے : تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ! یعنی اس سر زمین بہشت کے تلے نہریں بہہ رہی ہونگی' اور اسمیں مسلمان ہمیشہ رہینگے - کبھی اس سے نکالے نہ جائینگے - اسکے وعدہ کی سچائی کو دیکھو کہ دنیا میں صدہا انقلابات و تغیرات ہو چکے ہیں' لیکن " خالدین فیہا " کے وعدہ کا فرمان حق ابتک بدستور نافذ و قائم ہے' اور تیرہ صدیوں کی عظیم الشان مدت کے اندر ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرا ہے کہ اس وعدہ کی سچائی میں فرق آیا ہو - اس وعدۂ الہی کے ماضی کو تمام دنیا دیکھہ چکی ہے' مگر مستقبل کو دیکھنا ابھی باقی ہے :

و کان وعدا مفعولا !

اطـــلاع

اگر الہلال کی پہلی شش ماہی جلد کسی صاحب کے پاس مکمل موجود ہو' اور وہ فروخت کرنا چاہیں تو دفتر کو اطلاع دیں -

اسئلة واجوبتها

تفسیر سورۂ و التین

اقسام القرآن

(از جناب مولوی وصی احمد صاحب بلگرامی)

جناب علامۂ دوراں وحید الزماں مولانا ابو الکلام صاحب آزاد دام مجدہم - پس از سلام مسنون گذارش یہ ہے کہ البلاغ نمبر ۵ و ۶ میں جناب مولوی مظہر الدین صاحب شیرکوٹی نے جو سورۂ و التین پر روشنی ڈالی ہے ' اوسکے متعلق چند ضروری استفسارات ہیں :

ملاحظہ ہو فرماتے ہیں : " انجیر ' زیتون ' طور سینینا ' مکۂ معظمہ ' اس دعوے پر شاہد ہیں کہ ہمنے انسان کو بہتر سے بہتر حالت میں پیدا کیا ہے "

طور سینا اور مکۂ معظمہ کی شہادت تو واضح ہے کہ حضرت موسی اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی آنکھیں نور وحدت سے انہیں مقاموں پر منور ہوئیں - ضعیف انسان کی بزرگی پر یہ دونوں صاد کرتے ہیں ' اور اسلیے گواہ لاے جاسکتے ہیں - مگر تین اور زیتون کی شہادت کے متعلق جناب موصوف یوں فرماتے ہیں :

(۱) " انجیر ایک نہایت چھوٹا پھل ہے ' لیکن غذا و دوا میں بے شمار فوائد رکھتا ہے - ذائقہ کے لحاظ سے نہایت شیریں ہے - باعتبار طبی فوائد کے قاطع بلغم ' ملین طبع ' مطہر کلتین ' مسمن بدن ' وغیرہ اسکے معمولی خواص ہیں - پس انجیر شاہد ہے کہ جسطرح جسم صغیر ہوکر بیشمار فوائد کا مجموعہ ہے - اسیطرح وجود انسانی بھی جسماً مختصر ' لیکن مختلف قوتوں کا پتلہ ہے "

(۲) " جسطرح زیتون میں روغن حلول کیے ہوے ہے ' اور زیتون کی قدر اوسکے روغن ہی کی وجہ سے ہے ' اسیطرح انسانی جسم میں بھی روح کا حلول ہے ' اور اسکا شرف بھی اوسکی روح ہی سے ہے ' ورنہ انسان مٹی کا ایک ڈھیر ہے - اور بس "

ہمنے یہ سب مانا ' لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جسطرح انجیر اپنے جسم صغیر میں بیشمار فوائد اور زیتون اپنے قالب میں تیل کا خزانہ رکھتا ہے ' اسی طرح روے زمین پر اور نیز ملک عرب میں ہزاروں لاکھوں ایسے پھل ہیں ' جو یہی خواص رکھتے ہیں - پھر کیا وجہ کہ اتنی بڑی شہادت پیش کرتے وقت جناب باری نے انجیر اور زیتون ہی کو چنا ؟

جناب موصوف کی توضیح سے تسکین نہیں ہوتی - انگریزی پڑھنے والے طلبا کی آنکھیں اور دل ظاہر ہے کہ آجکل اسلام مجید کی معرفت و نکات سے نابینا ہیں - اندھا آدمی مجبوراً ہر ہر قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے ' اس صورت میں بینا آنکھوں کا فرض ہے کہ صحیح راستہ بتلا دیں - لہذا یہ عریضہ ارسال خدمت گرامی ہے کہ تین اور زیتون کی شہادت پر شکوک مذکورۂ بالا کا لحاظ کرتے ہوے جناب مزید روشنی ڈالنے کی تکلیف گوارا فرمائیں ' باعث مشکوری ہوگا - و السلام -

البلاغ :

قرآن حکیم کے فہم و درس کا جو ذوق آپکے خط سے ظاہر ہوتا ہے ' اس سے یہ فقیر نہایت خوش وقت ہوا - اللہ تعالی آپکے اس ذوق میں برکت و ثبات عطا فرماے ' اور آپکے امثال و نظائر سے ہمارے جدید مدارس کی عمارتیں معمور ہو جائیں -

آپکا سوال در اصل مسئلۂ " اقسام القرآن " سے تعلق رکھتا ہے - یعنی قرآن حکیم کی جن سورتوں میں اللہ تعالی نے حروف قسم کے ساتھہ بعض اشیاء کا ذکر فرمایا ہے ' انکی حقیقت ' اور جواب قسم سے انکا ربط و تعلق - ازانجملہ سورۂ والتین ہے ' اور اسمیں سب سے پہلے تین و زیتون کی قسم نظر آتی ہے - درس و فہم حقائق قرانیہ کی مختلف راہیں ہیں ' اور بسا اوقات انکی حقیقت مختلف نظروں کو مختلف روشنیوں میں نظر آتی ہے - تین و زیتون کے متعلق ایک تفسیر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی جسکو مولانا مظہر الدین صاحب نے اپنے مضمون میں نہایت خوبی سے پیش کیا ہے ' اور انکے خصائص کو نوع انسانی کے جسم و حقیقت کے خصائص سے تشبیہ دی ہے - لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ سورۃ کے موضوع اور بقیہ اقسام کے ربط کیلیے صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے - مزید غور و فکر اور جستجوے حقیقت کیلیے قدم اٹھانا چاہیے - میں آپکے سوال کا جواب دو صحبتوں میں دونگا -

(چند مقدمات مہمہ)

سب سے پہلے چند مقدمات آپکے سامنے آجائیں جن پر ہمارے تمام مباحث تفسیر مبنی ہیں -

(۱) قرآن حکیم کی ہر سورۃ کا ایک موضوع (سبجکٹ) ہے - اور اول سے لیکر آخر تک وہ سورۃ اسی پر مبنی ہے ' جسقدر مطالب درمیان میں آگئے ہیں وہ سب کے سب اسی ایک موضوع اصلی کے ناگزیر و ضروری اطراف بحث و تعلیم ہیں -

(۲) ہر سورۃ کی ابتدا و انتہا اس موضوع کے معلوم کرنے کی کنجی ہے -

(۳) جب ہر سورۃ کا ایک موضوع ہے تو یہ چیز بھی ضمناً آپکو معلوم ہوگئی کہ قران کی تمام آیات باہم مربوط و مسلسل ہیں ' اور ایک نظم و اسلوب حقیقی کے ساتھہ سلسلۂ بیان بتدریج اجمال سے تفصیل ' دعوے سے دلیل ' اور تعلیم سے امثال و نظائر کیطرف بڑھتا اور کھلتا جاتا ہے - اسی کو قران حکیم نے " تصریف آیات " سے جا بجا تعبیر کیا ہے - " صرف " کے معنی لغۃ میں " رد الشي من حالۃ الی حالۃ " کے ہیں (کما صرح به الاصفهانی)

(۴) " قسم " کے معنی شہادت و دلالت کے ہیں ' قران حکیم نے جس چیز کو حروف قسم کے ساتھہ پیش کیا ہے ' وہ ایک شاہد ہے جو اپنے ما بعد دعوے کیلیے دلیل پیش کرتا ہے - قسم کا مقصد استشہاد ہوتا ہے - ہم خدا کی قسم کھاتے ہیں - یعنی کہتے ہیں کہ خدا شاہد ہے کہ ہم نے جھوٹ نہیں بولا - سورہ و الفجر میں ہے " هل في ذلك قسم لذي حجر " یعنے ان چیزوں میں صاحب عقل کیلیے بڑی ہی شہادت ہے - منافقین کہتے تھے کہ " اشهد انك لرسول الله " ہم گواہی دیتے ہیں آپ اللہ کے رسول ہیں - خدا نے انکی تکذیب کی اور کہا : " اتخذوا ایمانهم جنة " انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا ہے - یہ ظاہر ہے کہ منافقین نے شہادت دی تھی - قسم نہیں کھائی تھی - پس خدا نے خود ہی شہادت کو قسم سے تعبیر کرکے حقیقت کھولدی -

لیکن چونکہ عام مفسرین متاخرین نے اس حقیقت پر غور نہیں کیا ' اسلیے وہ اس دھوکے میں پڑگئے کہ قسم اُس چیزکی

کھائی جاتی ہے جسمیں بڑائی اور عظمت ہو - اسلیے تمام قسموں میں صرف عظمتوں ہی کو تلاش کرتے رہے - انکی شہادت حق و دلالۃ حقائق پر نظر نہ ڈالی - امام رازی گو فرماتے ہیں کہ قسم ایک طرح کی دلیل ہے' لیکن چونکہ اصل حقیقت سے پوری طرح متاثر نہیں ہیں' اسلیے اُسی غلطی کو شروع کر دیتے ہیں جو اعتراف معنی دلیل کے ساتھہ جمع نہیں ہو سکتی تھی - یعنی تین اور زیتون کی عظمت اور بزرگی کو ثابت کرنا چاہتے ہیں - پھر جب اور کچھہ نظر نہیں آتا تو فرماتے ہیں کہ تین (انجیر) کا مزہ بہت اچھا ہے' اور وہ معدے کیلیے مسہل و ملین ہے' اور زیتون کی لکڑی کے اندر تیل ہے ! گویا نہ تو دنیا کے اندر کوئی اور پھل ملین ہے اور نہ کوئی اور شے اپنے اندر روغن رکھتی ہے !

سچ یہ ہے کہ متاخرین میں یہ فضیلت و مزیت اللہ تعالی نے صرف حضرۃ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور انکے ارشد تلامذہ علامہ ابن قیم کیلیے مخصوص کردی تھی کہ حقائق و معارف کتاب و سنت کے جمال حقیقی کو بے نقاب کریں' اور جو پردے متاخرین نے یکے بعد دیگرے ڈالدیے ہیں' انکو اللہ کی بخشی ہوئی قوۃ مجددہ و مصلحہ سے چاک چاک کردیں - چنانچہ تاریخ اسلام کے ان دو عظیم الشان انسانوں نے اقسام القران کی اس حقیقت کو جا بجا واضح کیا ہے - اور موجودہ زمانے میں سب سے بڑا خوش نصیب انسان وہ ہے جسکے دلونکو اللہ ان مصلحین حقیقی کی تصنیفات کے فہم و درس کیلیے کھول دے کہ انکا نور علم مشکواۃ نبوۃ سے براہ راست ماخوذ تھا -

(موضوع سورۃ والتین)

دنیا میں انسان اپنے اندر دیکھتا ہے تو اسکو جذبات و موثرات کا ایک عجیب مخلوط اور متضاد هجوم نظر آتا ہے - باہر دیکھتا ہے تو اسکی ناکامیاں اور مایوسیاں اوسکی کامیابیوں اور امیدوں سے زیادہ نظر آتی ہیں -

جذبات کے اعتبار سے وہ ایک ہی وجود ہے جو کبھی فرشتوں کی طرح محبت و همدردی اور شرافت و عفت کا پیکر ہے' اور کبھی قتل و ہلاکت اور خونریزی و سفاکی میں سانپوں کے زہر سے بدتر اور درندوں کے پنجوں سے اسفل ہے - وہی انسان جو جانوروں کو تکلیف میں دیکھکر همدردی کے جذبات سے معمور ہوجاتا ہے' بسا اوقات اپنے بھائیوں کا بیدریغ خون بہانے لگتا ہے تاکہ انکے خون سے اپنی خود غرضی کی پیاس بجھاے -

خارجی اعمال کے لحاظ سے اسکی بوقلمونی اور زیادہ عجیب ہے - وہ ایک ہی وجود ہے جو کبھی تاج و تخت حکومت پر جلوہ آرا ہوتا ہے' اور کبھی کتوں کی طرح غلامی کی خاک پر لوٹتا ہے - کبھی اسکی همت سر بفلک عمارتوں کے بنانے' پہاڑوں کے کاٹنے' سمندروں کے مسخر کرنے سے نہیں تھکتی' اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پتوں کی ایک دیوار کو کھڑا کرنا بھی اسکے لیے مشکل ہو جاتا ہے -

وہ کبھی بجلی سے ڈرتا ہے' طوفان سے لرزتا ہے' آسمان کو دهشت و خوف سے دیکھتا ہے' اور پھر اسقدر انکے مظاہر و شئون سے مرعوب ہوجاتا ہے کہ انکی پرستش و بندگی شروع کردیتا ہے' اور کہتا ہے کہ میں انکے آگے صرف جھکنے اور عاجزی ہی کیلیے ہوں - اسکے تنزل و تسفل کیلیے یہ مثال بھی کافی نہیں - ایک وقت آتا ہے جبکہ دنیا میں پتھر کے اُن ٹکڑوں کیلیے جو راستوں میں ٹھوکریں کھاتے ہیں' عزت ہوتی ہے' پر انسان کیلیے کوئی عزت باقی نہیں رہتی - وہ انسان ہوکر پتھروں کے آگے ماتھا ٹیکتا' انکو اپنے آقا اور خداوند کی طرح پوجتا' اور اپنی حیات و ممات کو انکی رضا و غضب میں منحصر یقین کرتا ہے - کتا زیادہ سے زیادہ انسان کے آگے جھکتا ہے کہ وہ کتے سے اشرف و اعلی ہے - گھوڑا اور ہاتھی انسان کے چاکر بن جاتے ہیں کہ انسان کی عظمت کا مقابلہ نہیں کرسکتے' مگر انسان کتے سے بھی بدتر اور گھوڑے اور ہاتھی سے بھی اسفل ہے کہ اپنے سے اعلی کے آگے نہیں بلکہ اپنے ہی جیسے کے سامنے یا اپنے سے بھی بدتر کے آگے جھکتا اور اوندھا ہوتا ہے !

تم کسی کتے کو نہیں دیکھوگے کہ وہ کسی دوسرے کتے کے آگے عاجزی کرے' لیکن یہ انسان ہی ہے کہ اپنے جیسے ایک انسان کو چاندی سونے کے تخت پر بٹھاتا ہے' اور پھر کتوں کی طرح اسکے آگے زمین پر لوٹتا اور گرد مذلت چاٹتا ہے -

اعمال انسانی کے اس اختلاف و تضاد اور انفعالات و تاثرات عملیہ کی اس بوقلمونی و رنگا رنگی میں انسانی فطرۃ اصلیہ کی حقیقت گم ہوجاتی ہے - کچھہ نہیں کھلتا کہ یہ عجیب جانور جو سب سے بڑا بھی ہے اور سب سے چھوٹا بھی' اسکی اصلی متاع فطرۃ کیا تھی جو اسے دیگئی تھی؟ وہ فی نفسہ شیطان ہے یا فرشتہ؟ بھیڑیا ہے یا بکری؟ تاریکی ہے یا روشنی؟ نیک ہے یا بد؟ اچھا ہے یا برا؟

(مسئلۃ خیر و شر فطرۃ انسانی)

یہ سوال انسان کی اصل فطرۃ و جبلۃ کی نیکی اور بدی کا ہے - یعنی کیا بالطبع وہ نیک بنایا گیا ہے یا بد؟ یا دونوں؟ اسکے داخلی جذبات و داعیات کی کشا کش اور خارجی اعمال و نتائج کا میدان تو نور و ظلمت' ملکوتیۃ و بہیمیۃ' حسن و بد روئی' علو و تسفل' عظمت و ذلت' نیکی و بدی' دونوں کا مجموعہ نظر آتا ہے' اور کچھہ پتہ نہیں چلتا کہ در اصل وہ کیا ہے؟

دنیا میں ابتدا سے لیکر ابتک اس سوال کے متعلق تین مختلف مذاہب نظر آتے ہیں :

(۱) انسان کی اصلی جبلت و فطرۃ بدی ہے' لیکن باہر کی تربیت اسکو عارضی طور پر خوشنما کردیتی ہے - وہ خصائص فطرۃ کے اعتبار سے ایک خالص حیوان ہے - لیکن تربیت پذیری کے اعتبار سے انپر فوقیت رکھتا ہے - درخت کی جڑ اور شاخیں متناسب نہیں ہوتیں' لیکن انکو کاٹ کر اور چھیل کر ہم درست کر لیتے ہیں - فطرۃ کی تمام خلقت کا یہی حال ہے - اصل فطرۃ میں قوام و اعتدال نہیں ہوتا - چھیل چھال کر اسے سڈول بنا لیا جاسکتا ہے - یہی حال انسان کا ہے - باہر کی صناعی تربیت سے ایک نیا رنگ اپنے اوپر چڑھا لیتا ہے' لیکن جب اوپر کا رنگ کمزور ہوجاتا ہے تو اصلی نہ نظر آجاتی ہے - بڑا سے بڑا مہذب انسان بھی غصہ و انتقام میں درندہ بن جاتا ہے - اسلیے کہ اسکا مصنوعی رنگ اُتر گیا اور اسکی اصلی فطرۃ شر اُبھر آئی -

یہ مذہب "مذہب شر" یا "مذہب یاس" ہے - وہ دنیا کی ہر چیز کو شر اور یاس کی نظر سے دیکھتا ہے - یونان میں دیو جانس کلبی (Diogenes) اسی فلسفۂ اخلاق کا مشہور پیشوا گذرا ہے -

(۲) دوسرا مذہب اُن لوگوں کا ہے جو انسان کی فطرۃ کو بالکل ایک سادہ حالت میں دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسمیں نہ تو نیکی ہے اور نہ بدی ہے - نہ وہ کانٹوں کی چبھن ہے اور نہ پھولوں کی مہک - وہ محض ایک منفعل' اثر پذیر اور نقش انگیز وجود ہے جو اپنے ساتھہ کچھہ نہیں لاتا مگر دنیا میں آکر جو کچھہ پاتا ہے لے لیتا ہے - وہ ایک دامن ہے جسکے اندر سوائے گنجایش و عمق کے اور کچھہ نہیں ہے - اسمیں ہر طرح کا بوجھہ بھرلینے کی صلاحیت ہے مگر ابھی کوئی چیز اسمیں بھری نہیں گئی ہے - اب اگر اسیکو پتھر ملا ہے تو اسکو بھر لیگا' پھول ملے ہیں تو انکو اُٹھا لیگا - یہ تشبیہ واضح تر یہ کہ انسان کی فطرۃ اصلا ایک سفید کاغذ ہے - اسپر کوئی نقش نہیں ہوتا - نہ تو کانٹے کی تصویر ہوتی ہے اور نہ پھول کی - اب جو کچھہ اسپر بنا یا جائیگا' بن جائیگا -

حکماء یونان میں اس مذہب کا ایک دور رهچکا ہے - معتزلہ نے بھی زیادہ تر اسی کی پیروی کی تھی' آج یورپ میں بھی حکماء اخلاق کا ایک بڑا گروہ یہی کہتا ہے -

(۳) تیسرا مذہب "جامع خیر و شر" ہے - یعنی وہ کہتا ہے کہ :

آدمی زادہ طرفہ معجون ست !

نیکی اور بدی' دونوں اسکی فطرۃ میں موجود ہیں - بالقوۃ وہ شیطان اور فرشتہ دونوں ہے' قوۃ ملکوتی و بہیمی دونوں رکھتا

ھے - دنیا میں آکر جس قسم کے خارجي موثرات ملتے ھیں ' انھي کے مطابق اسکي نشو و نما پاتي اور بروز کرتي ھے - اگر وہ اثرات اسکے لیے جمع ھوجائیں جنکو تم "نیکي" کے لقب سے پکارتے ھو' تو اسکي قوت ملکوتي اُبھریگي اور چمکیگي ' لیکن اگر برخلاف اسکے بدي کا گرد و غبار چھا جائیگا تو نیکي کي چمک ماند پڑجائیگي ' اور بدي کي تاریکي پھیل اُٹھیگي - اس مذھب کے پیروؤں کے نزدیک انسان کے اندر بالقوة ملکوتیة و بہیمیة دونوں ھیں ' مگر انکا فعل تربیت و تاثرات سے نمود پذیر ھوتا ھے - گویا نیکي اور بدي دو بیج ھیں جنکو انسان اپنے ساتھہ دنیا میں لاتا ھے ' پھر جس بیج کو تربیت و تاثر کا پاني ملجاتا ھے ' وھي پھولتا پھلتا اور تناور درخت بنتا ھے -

دنیاے قدیم و جدید ' دونوں میں اس مذھب نے بہت ترقي و مقبولیت حاصل کي ھے - ارسطو کا بھي یہي مذھب تھا ' اور تقریباً تمام حکماء اسلام نے اسي کو قبول کیا ھے - ابن مسکویہ جس نے یوناني اخلاق کو سب سے زیادہ مشرح و منظم لکھا ھے ' اسي مذھب کا داعي ھے - دور جدید کے حکماء اخلاق میں بھي یہي مذھب زیادہ مقبول ھے - امام فخر الدین رازي وغیرہ تمام مفسرین تفسیر قرآن میں اسي مذھب کو پیش نظر رکھتے ھیں ' اور " و ھدیناہ النجدین " اور " فالھمھا فجورھا و تقواھا " وغیرہ آیات کریمہ کي تفسیر اسي مذھب کي بنا پر کرتے ھیں - کہا جاسکتا ھے کہ مسئلہ خیر و شر فطرة کے متعلق دنیا کا غالب اور عام اعتقاد یہي ھے - اور چونکہ انساني اعمال و نتائج میں خیر و شر دونوں نظر آتے ھیں ' اسلیے ھر شخص سمجھتا ھے کہ یہي مذھب زیادہ صحیح و احق ھے -

(القـران الحكيـم)

قرآن حکیم نے دین الھي کا دوسرا نام " العلم " رکھا ھے :

و لئن اتبعت اھواءھم بعـد الـذي جاءک مـن العـلـم -	اور اگر تونے انکي خواھشوں کي پیروي کي ' بعد اسکے کہ تیرے پاس علم یعني دین الھي آ چکا ھے - الخ -

ھر جگہ گمراہ قوموں کے بغي و ضلالت پر ملامت کرتے ھوے کہا :

فما اختلفوا الا بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم - (۴۵ : ۱۶)

حاملین قرآن کي نسبت کہا : في صدور الذین اوتو العلم - وہ انکے سینوں میں ھے جنکو علم دیا گیا - نیز کہا کہ یہ " برھان " ھے " بصائر " ھے " نور " ھے ' " بصیرة " ھے ' اور ھر جگہ کفر کو کہا کہ وہ " ظن " ھے " شک " ھے ' تخمین ھے ' اور اٹکل کي باتیں اور قیاسات ھیں : ما لھم بـذالک من علم انھم الا یظنون - پھر دین الھي کے ماننے اور اطاعت کرنے کو " ایمان " کہا ' اور ایمان والوں کو " مومن " - ایمان امن سے ھے اور امن کے معني " طمانیة النفس " اور زوال خوف و شک کے ھیں - ان تمام تصریحات سے واضح ھوا کہ دنیا میں علم و یقین صرف ایک ھي ھے اور وہ وحي الھي ھے ' اور اسکے سوا آور جسقدر ادعاء علم کے اعلانات ھیں ' ظن اور شک سے آگے نہیں بڑھسکتے - نیز یہ کہ " ایمان " کے معني " یقین " حاصل کرنے کے ھیں ' اور مومن وہ ھے جسکے پاس " شک " کي جگہ " یقین " ھو - یہي وجہ ھے کہ مومن اور غیر مومن کو " الذین یعلمون " اور " و الـذین لا یعلمون " اور " الاعمي " اور " البصیر " سے تشبیہ دي - یعني صاحبان علم اور بینا ' اور ارباب جہل اور اندھے !

اس بنا پر علم اضافي و محدود تو دنیا کے پاس ھے ' مگر علي الاطلاق " العلم " قرآن کے سوا اور کوئي نہیں ' اور قرآن جس کے پاس ھے وھي دنیا میں سب سے زیادہ اعلم اور سب سے بڑا جاننے والا ھے -

پس شک و ظـن کے تمام اختلافات کو اسي " العلم " اور " البصائر " کے آگے عرض کرنا چاھیے کہ وھي ایک حکم حقیقي ھے -

اس عاجز نے جہاں تک غور کیا ھے ' معلوم ھوتا ھے کہ مسئلۂ خیر و شر فطرة کے متعلق قرآن حکیم کا فیصلہ ان تینوں مذھبوں سے الگ ھے - اور تمام دنیا میں وہ پہلي آواز ھے جو انسانیت کے شرف فطري و خیریت کو ان تمام ظنون و اوھام کي پیدا کردہ ذلتوں سے نجات بخشتي ھے - ان تینوں مذھبوں میں پہلا مذھب فطرة انساني کو زمین کي گھانس اور مٹي کے تودوں سے زیادہ حقیر قرار دیتا ھے - گھانس حیوانات کي غذا ھے اور مٹي سے دیوار بنائي جا سکتي ھے ' مگر یہ مذھب کہتا ھے کہ انساني فطرة میں مضرة کے سوا کوئي نفع نہیں - یہ مغرور انسان کا اپني نسبت پہلا مایوس فیصلہ تھا -

اسکے بعد دوسرا مذھب سامنے آتا ھے ' اور اسکو ایک سادہ صفحہ قرار دیتا ھے جسمیں نہ تو نیکي کا نقش ھے اور نہ بدي کا - بلا شبہ یہ مذھب انسان کیلیے پہلے مذھب جیسا بے رحم نہیں ' تاھم یہ بھي اسکي فطـرة کو کوئي شرف نہیں بخشتا ' اور ایک منفعل اور ھر طرح کے اثر کو قبول کرنے والا وجود قرار دیکر چھوڑ دیتا ھے -

تیسرا مذھب سب سے زیادہ مقبول ' سب سے زیادہ عام ' اور اس بارے میں انساني علم کي سب سے بڑي جست ھے - لیکن وہ بھي پھولوں کے ساتھہ کانٹوں کو برقرار رکھتا ' اور انسان کو فرشتگي دیکر شیطنت کا بھي مساوي حصہ بخشتا ھے - اسکي غـایت تحقیق یہ ھے کہ بالفطرة اسمیں نیکي بھي ھے اور بدي بھي - پس وہ جسطرح اچھا ھے ' برا بھي ھے - اگر بدي کا پلہ نہ جھکا تو نیکي کے پلے کو بھي زیادہ وزن نصیب نہیں - نتیجہ کے اعتبار سے اسکي فطرة یہاں بھي شرافت و احترام سے محروم و نامراد ھے : و ذالک مبلغھم من العلـم -

ان تینوں مذھبوں نے فطرة انسانیة کي حقیقت کو کھو دیا ' اور وہ اپنا سراغ نہ پاسکے -

یہ مذاھب حکماء اخلاق اور عام افکار و آراء انساني کے ھیں - لیکن آج جسقدر مذاھب دنیا میں موجود ھیں ' انکا فیصلہ بھي یہي ھے - اکثر حالتوں میں تو وہ پہلے مذھب کي دعوة دیتے ھیں - بعض حالتوں میں اگر انکے شارحین تاویلات رکیکہ سے کسي بلند درجہ کو حاصل کرنا چاھتے ھیں ' تو بھي آخري مذھب سے آگے انکا قدم نہیں بڑھتا -

لیکن قرآن یعني " العلم " دنیا میں اسلیے نہیں آیا کہ فطرة کے محجوب جمال کو آور زیادہ مستور کردے ' بلکہ اسکي دعوة کي اولین حقیقت یہ تھي کہ انساني ضلالت و ظنون نے فطرة و حقیقت پر جو پردے ڈالدیے ھیں ' انکو اسطرح چاک چاک کردے کہ انسان اپنے ھي آئینہ کے اندر اپني صورت دیکھہ لے - پس وہ اولین آواز ھے جس نے سب سے پہلے اس گم شدہ حقیقت کا سراغ بتلایا ' اور دعوا کیا کہ انسان کي فطرة و جبلة نہ تو محض ایک صفحۂ سادہ ھے ' نہ صرف بدي اور شر کي ناپاکي ھے ' اور نہ ھي ملکوتیت اور بہیمیت کا مرکب ' بلکہ وہ ایک خالص و کامل نیکي ھے ' جسمیں خیر کے سوا آور کچھہ نہیں ھے ' اور کوئي قوة اسکے اندر ایسي نہیں رکھي گئي ھے جسمیں بدي اور برائي کا اصلاً بیج ھو - وہ صرف نیکي ھي لیکر دنیا میں آتا ھے ' نیکي ھي کیلیے پیدا کیا گیا ھے ' اور نیکي ھي کیلیے اسکو سب کچھہ دیا گیا ھے - لیکن وہ دنیا میں آکر اپني فطري نیکي کي حفاظت نہیں کرتا ' اسکے نشو و نما کي راھیں بند ھو جاتي ھیں ' اور اسکے طبیعي اُبھار کو اسطرح دبا دیا جاتا ھے جس طرح کسي پودے پر ایک پتھر رکھکر اسکي قوة پامال کردي جاے - پس انسان کے اندر جو کچھہ ھے وہ خالص نیکي ھے ' اور جسقدر بھي برائي ھے ' وہ اسکا کسب خارجي ھے - نیکي اسکا فطري عمل ھے ' اور بدي غیر فطري ' خارجي ' اور یکسر صناعي - اگر وہ نیک ھے تو یہ فطرة ھے ' اگر بد ھے تو یہ تصنع ھے - اسکو بیج ایک ھي دیا گیا ھے جو صرف نیکي کا ھے - جب وہ اُبھرتا ھے تو تم کہتے ھو کہ یہ نیکي ھے ' جب پامال کر دیا جاتا ھے تو تم کہتے ھو کہ بدي ھے - حالانکہ تم نہیں جانتے کہ پھل اور پتوں کا نہ لگنا کوئي الگ وجود نہیں ھے ' بلکہ درخت کے نشو و نما کے عدم کا نام ھے -

خدا نے اسکو روشني دي ھے' اور اسکے اندر آئینہ رکھدیا ھے - وہ دنیا میں آتا ھے اور باھر کے پردوں سے اندر کي روشني کو ڈھانپ دیتا ھے - باھر کے گرد و غبار سے اندر کے آئینہ کو مکدر کردیتا ھے - اب تم کہتے ھو کہ وہ تاریک ھے' مگر نہیں سونچتے کہ اسکي اصل روشني تھي - تاریکي نہ تھي - اس نے روشني کو چمکنے نہ دیا - تم کہتے ھو کہ اسکے دامن میں زنگ اور غبار تھا - حالانکہ زنگ و غبار نہ تھا بلکہ صاف و شفاف آئینہ تھا - باھر سے گرد اڑ رھي تھي - اسکو چاھیے تھا کہ دامن سے ڈھانپ لیتا' مگر اس نے گرد و غبار کو پسند کیا اور آئینہ کي چمک کي قدر نہ کي - اب وہ غبار آلود ھے - کچھہ دنوں کے بعد بالکل تاریک ھوکر لوھے کا ایک سیاہ ٹکرہ بن جائیگا' مگر اسلیے نہیں کہ اسکے پاس لوھا تھا' بلکہ صرف اسلیے کہ آئینہ کو صاف نہ رھنے دیا

یہي انسان کي وہ فطرۃ اصلي ھے جسکو قرآن حکیم فطرۃ صالحہ قرار دیتا ھے' یعنی وہ فطرۃ جو بالکل اپني اصلي نیکي کي حالت میں ھے' اور باھر کي کسي بدي سے اسکو آلودہ نہیں کیا گیا ھے - یہي فطـرۃ صالحہ دین الہي ھے' یہي دین قیـم ھے' یہي دین حنیفي ھے' یہي صـراط مستقـیم ھے' یہي فطـرۃ اللہ ھے' یہي صبغۃ اللہ ھے' اور قرآن کي اصطلاح میں سب سے آخر مگر سب سے زیادہ جامع و حاوي نام اسي کا "اسلام" ھے -

اور اسي لیے قرآن کہتا ھے کہ انسان کي اصلي فطرۃ "اسلام" ھے اور "کفر" ایک صناعي اور غیر فطري عمل ھے - اگر ایک انسان "مسلم" ھے تو اسکو یوں کہو کہ وہ اپني اصلي فطرۃ صالحہ پر قائم ھے' اسکي فطري روشني نور دے رھي ھے' اسکي فطرۃ خیر کي قندیل کو باھر کا کوئي طوفان بجھا نہ سکا' اور وہ ویسا ھي ھے جیسا فطرۃ نے اسے بنایا تھا - لیکن اگر ایک انسان "مسلم" نہیں ھے تو اسکے یہ معنی ھیں کہ فطرۃ حقیقي کا چراغ بجھہ گیا' اسکے اندر کا آئینہ زنگ آلود ھوگیا' گرد و غبار کي تو بر تو تہوں نے اسکو سیاہ کردیا' اور وہ فطرۃ کي صورت حقیقي کي جگہ ایک مسخ شدہ غیر فطري و مصنوعي جانور بن گیا - معصیت سے یہ فطري آئینہ زنگ آلود ھوتا ھے' اور کفر زنگ آلودگي کي وہ آخري حالت ھے جبکہ آئینہ بالکل سیاہ ھوگیا' اور ایک دھندلي سي چمک بھي اس میں باقي نہ رھي: ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم و ابصارھم غشاوہ - اور: سواء علیھم ء انذرتھم ام لم تنذرھم لا یومنون - وغیرہ تصریحات قرآنیہ میں اسي آخري مرتبۂ ضلالت کي طرف اشارہ ھے اور لھم قلوب لا یفقھون بھا اور: جعلنا علی قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ - اور: کالانعام بل ھم اضل میں اسي فطرۃ صالحہ کي پامالي اور ایک غیر فطري حالت مسخ و انقلاب کو واضح کیا گیا ھے - یہ وقت تفصیل کا نہیں - اشارات پر اکتفا کیجیے -

اور ٹھیک ٹھیک یہي معني ھیں مسلم کي اس مشہور حدیث کے جسکي شرح میں عجیب عجیب حیرانیاں لوگوں کو ھو رھي ھیں کہ:

ما من مولـود الا یولد	دنیا میں کوئي بچہ پیدا نہیں ھوتا
علی الفطـرۃ و ابـواہ	مگر اپني اصل فطرۃ پر - پھر یہودي
یھودانہ و ینصـرانہ -	اسے یہودي بنا لیتے ھیں اور نصراني نصراني -

ایک دوسري روایۃ میں ھے: ما من مولود یولـد الا و ھو علی ھذہ الملۃ - یعني جسقدر بچے پیدا ھوتے ھیں' سب ملۃ اسلام پر پیدا ھوتے ھیں -

انسان کي فطرۃ صالحہ ھي کا نام اسلام ھے' اور ھر بچہ جو پیدا ھوتا ھے' اپني اصلي اور بے میل فطرۃ ھي پر پیدا ھوتا ھے' پس انسان کا ھر بچہ "اسلام" پر پیدا کیا گیا - اب وہ دنیا میں آتا ھے اور باھر کي ھوائیں اسکے اندر کي روشني کو تہ و بالا کرنے لگتي ھیں - اگر یہودیت کے اثرات اس نے پاے' تو یہودیت کا جھونکا اسکے چراغ فطرۃ کو گل کردیگا' اگر مجوسیت کا طوفان اٹھا' تو اسي میں اسکي کشتي فطرۃ ڈگمگانے لگیگي - پر یہ جو کچھہ ھوگا' باھر کا اثر و کسب ھے - اسکے اندر کي فطرۃ صرف اسلام تھي - یعني صرف نیکي و خیر تھي -

تمہید بڑھتي جاتي ھے اور یہ مبحث خود ایک مستقل مبحث ھے - اگر اس بارے میں قرآن حکیم کي مزید تصریحات جمع کي جائیں تو صفحوں کے صفحے اسي میں صرف ھوجائیں - یہي معني ھیں ذریۃ انساني کے "بلی" کہنے کے جبکہ خدا نے انسے پوچھا کہ "الست بربکم؟" کیا میں ھي تمھارا پروردگار نہیں ھوں؟ پس انسان کي فطرۃ اصلي تصدیق ھے جو اسکے اندر ودیعت کردي گئي اور اب اگر "بلی" کي جگہ یعني تصدیق ربوبیت کي جگہ وہ انکار کرتا ھے' تو یہ اسکي فطرۃ کي صدا نہیں ھے - ایک غیر فطري صناعي ھے -

اور اسي فطرۃ صالحہ کا نام قران حکیم نے "قلب سلیم" رکھا ھے یعني وہ دل جو بالکل صحیح و سالم ھو اور اپني اصلي تندرستي و اعتدال پر قائم ھو - کوئي نیا عارضہ اور بیماري اسے نہیں لگ گئي ھے - حضرۃ ابراھیم علیہ السلام کي نسبت فرمایا کہ اذ جاء ربہ بقلب سلیم جبکہ وہ اپنے رب کے حضور قلب سلیم یعني فطرۃ صالحہ غیر آلودہ کے ساتھہ حاضر ھوے - تم کو معلوم ھے کہ حضرۃ ابراھیم کي یہ فطرۃ صالحہ وہ تھي جسکو باھر کا کوئي بڑا سے بڑا جلوہ بھي مرعوب نہ کرسکا' اور اسکے اندر کي روشني پکار اٹھي: اني وجھت وجھي للذي فطر السماوات و الارض حنیفا و ما انا من المشرکین -

اور یہي وجہ ھے کہ خدا کي شریعت کا کام صرف یہ ھوتا ھے کہ اس فطرۃ صالحہ پر انسان نے صناعي و خارجي ضلالت کا جو زنگ چڑھا دیا ھے' اسے دور کردے' اور اسکي اصلي روشني پھر چمک اٹھے - یہي وجہ ھے کہ ھدایت الہي کو قرآن نے "ذکر" کے لفظ سے تعبیر کیا' اور ضلالت و کفر کو "نسیان" کہا - "ذکر" کے معني حفظ اور یاد کے ھیں' نسیان بھولنے کو کہتے ھیں - چونکہ فطرۃ اصلي کو انسان بھلا دیتا ھے اور اسي کا نام ضلالت ھے - پس ضلالت نسیان ھوي اور ھدایت فطرۃ اصلي کے بھلاے ھوے سبق کو پھر تازہ کردینا - اسیلیے اسکو ذکر کہا - نسیان کي انتہاء "غفلت" ھے' "غفلت" کو قران نے منتہاء ضلالت قرار دیا ھے - لـھم قلوب لا یفقھون بھا' و لھم اذان لا یسمعون بھا' و لھم اعین لا یبصرون بھا' اولئک کالانعام بل ھم اضل - اولائک ھم "الغافلون" -

ایک اور آیت بھي نسیان کے متعلق اس سر سري نظر میں سن لو: الذین نسو اللہ فانساھم انفسھم - وہ لوگ کہ انہوں نے اللہ کے رشتہ کو بھلا یا' اور نتیجہ یہ نکلا کہ اپنے نفسوں ھي کو بھول گئے - اسکا مطلب یہ ھے کہ اپنے نفسوں کو یعني اپني فطرۃ صالحہ کو بھول گئے - کیونکہ فطرۃ صالحہ تو وہ تھي جس نے کہا تھا "بلی" یعني خدا کي ربوبیت اور اسکے رشتے کا اقرار کیا تھا - اب اگر وہ اس ھستي کے رشتے کو بھـلا رھے ھیں جسکے آگے فطرۃ اصلي "بلی" کہہ چکي ھے' تو اس رشتے کو نہیں بھلا رھے بلکہ اپني فطرۃ ھي کو بھلا رھے ھیں -

(عـود الی المقصود)

بہر حال قرآن حکیم انسان کي فطرۃ کو خالص نیکي قرار دیتا ھے' اور بدي سے اسکي فطرۃ صالحہ کو پاک بتلاتا ھے - وہ کہتا ھے کہ اسکي فطرۃ صرف تندرستي اور صحت ھے - البتہ وہ دنیا میں آکر بہت سي بیماریاں مول لے لیتا ھے - بیماري باھر کا اثر ھے' اندر صرف تندرستي ھے -

سورۂ والتین کا موضوع اصلي یہي حقیقت ھے - یعني اسمیں انسان کي فطرۃ صالحہ کي اسي گم شدہ اصلیت کو واضح کیا گیا ھے' اس موضوع کیلیے قرآن نے مفصل درس بھي دیے ھیں' لیکن یہ منجملہ مجمل مگر جامع و حاوي دروس کے ھے -

مطبوعات جدیده

معــراج العقــول (۱)

مفلس کی قسمت سے زیادہ اُس شخص کی بدقسمتی پر افسوس کرنا چاهیے جسکے پاس دولت کا کچھه نه کچھه بقیه موجود ھے ' مگر وہ اس سے متمتع نہیں ھوتا -

یہی حال آج تمام عالم اسلامی ' اور علی الخصوص مسلمانان هند کا ھے - وہ ہر چیز میں صرف اسی چیز کا ماتم کرتے هیں جو جا چکی ھے ' مگر جو کچھه موجود ھے اس سے خبردار ھونے اور کام لینے کا کسی کو ھوش نہیں - مذھب کو ' علم کو ' تمدن کو ' اخلاق کو ' معاشرت کو ' غرضکه حیات قومی کی جس شاخ کو دیکھیے کا یہی نظر آئیگا که مسلمانوں کی جیب اسقدر خالی نہیں ھے جسقدر انکا هاتھه بیخبر ھے -

صرف اسی بات کو دیکھیے که هندوستان سے علم و ارباب علم کے رخصت ھو جانے پر کس قدر آنسو بہاے جاتے هیں ' اور کس طرح همیشه ماتم کیا جاتا ھے که علم و قلم کی صحبتیں برهم ھوگئیں ؟ لیکن اس چیز پر کسی کی نظر نہیں پڑتی که علم و قلم کی آج بھی جو قابلیتیں موجود هیں ' وہ کس طرح ضائع کی جارهی هیں ' اور ملک کی ناقدر شناسی اور بد امتیازی نے کس طرح انہیں مٹنے کیلیے گمنامی میں چھوڑ دیا ھے ؟ کتنے هی ارباب علم و فضل هیں جنکا جوهر علمی آج صرف اسلیے رائگاں جارها ھے که آنکو امن کی ایک رات اور دل جمعی کی ایک صبح بھی نصیب نہیں - کتنے هی ارباب قلم هیں جو بہتر سے بہتر علمی خدمت انجام دیسکتے هیں لیکن انکی تمام قابلیت کچھه نہیں کرسکتی کیونکه انکی استطاعت بھی نہیں رکھتے که ضرورت کی چند کتابیں خرید سکیں - کتنے هی صاحبان استعداد و فکر هیں جنکے لیے اصلی مشغله علم و فن کا تھا لیکن انکا سارا وقت اسمیں خرچ ھوتا ھے که :

> چــه خــورد بامــداد فــرزنــدم !

لوگ اسپر ماتم کرتے هیں که جانے والے چلے گئے ' مگر کسی کی آنکھه نہیں روتی که جو باقی هیں آنکی خبر لیں -

ایسے هی ارباب علم و ذوق میں سے جناب مولانا سید مرتضی صاحب نو نہروی هیں جنکی ایک تصنیف " معراج العقول " پچھلے دنوں شائع ھوئی ھے ' اور جسکے مطالعه کے بعد سطور مندرجۂ صدر کی هر صاحب نظر تصدیق کرسکتا ھے -

صاحب " معراج العقول " موجودہ عهد کے علماء شیعه میں ایک ممتاز اهل نظر هیں - اور منجمله اُن مخصوص بزرگوں کے هیں جنکو اجتهاد فکر ' حریت راے ' اور اصابت فہم نے شاهراہ عام کی تقلید پرستیوں سے الگ کردیا ھے ' اور اسلیے نه تو وقت کی مقبول عام صفوں میں انکے لیے کوئی جگه رهی ھے ' اور نه خود انکو هی اُن صفوں میں جگه پانے کی کوئی حسرت ھے - زمانے نے همیشه ایسے لوگوں کے مقابلے میں ناقدردانی کا حربه اٹھایا ھے ' مگر انہوں نے بھی اپنی بے نیازیوں سے همیشه اسکے سر غرور و جهل کو شکست دی ھے :

> تا روا بود به بازار جهــان جنس وفا
> رونقـــی گشتم و از طالع دکان رفتــم

صاحب معراج العقول مولوی سید علی بلگرامی مرحوم کے زمانے میں بعهدۂ نظامت علوم و فنون ' ریاست حیدر آباد دکن سے تعلق رکھتے تھے - انقلابات و تغیرات نے ورق الٹا تو اپنے وطن کا رخ کیا - ایک عرصه سے وهیں عزلت گزیں هیں اور بے نیازانه و علم پرستانه مشغول تصنیف و تالیف رهتے هیں - زمانے کو اگر انکے علم و فضل کی خبر نہیں ھے تو نہو ' مگر انکو زمانے کی جهل پرستی اور خیرہ مذاقی کا حال اچھی طرح معلوم ھے :

> ز مرغان حرم در کام زاغان طعمه اندازد
> مدار روزگار سفله پرور را تماشـــا کن

معراج العقول عربی کی ایک ضخیم کتاب ھے جو ۸ سو صفحوں پر ختم ھوئی ھے اور حسن طباعة کے متعلق اسقدر کہدینا کافی ھے که نامی پریس کانپور میں غیر معمولی اهتمام کے ساتھه چھاپی گئی ھے - کتاب کا موضوع کلام و الاهییات ھے ' اور جناب مصنف کے مطالعه و نظر کا اصلی موضوع یہی ھے - ان مباحث کیلیے متاخرین نے زیادہ تر یه روش اختیار کی تھی که کسی چیز کو بطور متن کے قرار دیکر اسکی شرح لکھتے تھے ' اور اس ضمن میں تمام پیش نظر مباحث ایک ترتیب خاص کے ساتھه آ جاتے تھے - صاحب معراج العقول نے بھی اسی کا تتبع کیا ' اور مشهور دعاء مجلسول کو جو اسماء حسنی کا مجموعه ھے ' شرح کیلیے منتخب کیا - کلام و الاهییات کے جتنے اهم مباحث هیں ' وہ سب کے سب مختلف صفات باری تعالی عز اسمه سے تعلق رکھتے هیں - اسلیے اسماء حسنے کی شرح لکھنے کے یه معنی هیں گویا کلام و مباحث الاهیۂ حکمیه پر ایک جامع کتاب لکھدی -

افسوس که البلاغ کی محدود و مشروط صحبتیں تفصیلی تبصرہ کی متحمل نہیں ' کتاب نہایت ضخیم ھے اور جن مباحث و مسائل پر مشتمل ھے ان میں سے هر مسئله اسقدر وسیع اطراف بحث رکھتا ھے که جب تک تفصیل کے ساتھه نقد و تبصرہ نه کیا جاے کتاب کی حیثیت واضح نہیں ھو سکتی - اس سے بھی زیادہ یه که کتاب عربی میں ھے ' یعنی اُس زبان میں ھے جو مرحوم عرفی کے عهد میں بھی مخصوص به خواص تھی ' اور " حدیث زیر لبی " هی کیلیے موزوں سمجھی جاتی تھی :

> مدار صحبت ما بر حدیث زیر لبی ست
> که اهل شوق عـــوام اند و گفتگو عربی ست

اور جب اُس عهد کا یه حال تھا تو همارے عهد کی نسبت تو سوال هی بیکار ھے :

> مجلس چو بر شکست تماشا بما رسید !

پس اسکے سوا چارہ نہیں که سرسری اشارات پر اکتفا کیا جاے - سب سے زیادہ اهم اور سب سے زیادہ قابل ذکر خصوصیت جو اس کتاب کو موجودہ عهد کی بہترین مصنفات کا درجه دیتی ھے ' وہ اجتهاد فکر و استقلال راے ھے جسکی روشنی کتاب کے هر مبحث میں نمایاں ھے - یه وہ فضیلت عظمی و مزیت کبری ھے که اگر کتاب میں اور کچھه نه ھوتا ' اور آٹھه سو صفحوں کے اندر صرف ایک سطر بھی اس دولت عظمی سے بہرہ ور ھوتی ' جب بھی صاحب معراج العقول کے شرف و امتیاز کیلیے کافی تھا -

---

(۱) یه کتاب نہایت اهتمام اور تکلف سے چھاپی گئی ھے - ۸ سو صفحوں پر ختم ھوئی ھے - قیمت پانچ روپیه ھے اور خود مصنف سے " نو نہرہ ضلع غازیپور " کے پته سے مل سکتی ھے -

خلاف رسم دریں عهد خرق عادت داں
که کارهاے چنیں از شمار بوالعجبي ست

قران حکیم کي تمام دعوة کا خلاصه یه تها که وه " ما وجدنا علیه اباءنا " اور " انا وجدنا اباءنا علی امة و انا علی آثارهم مقتدون " کے خلاف ایک یکسر صداے احتجاج هے جو دنیا سے اسکے سوا کچهه نهیں چاهتي که تقلید کي جگه اجتهاد ' اور جهل کي جگه علم و برهان کو اپنا دستور العمل بناے - لیکن صدیوں سے تمام عالم اسلامي کا یه حال هو رها هے که علم و فن کي کوئی شاخ نهیں جو تقلید اعمی و اتباع بغیر بصیرة کے استیلاء ضلالت سے بچي هو' اور جس تقلید کے متعلق بالاتفاق سب نے فیصله کردیا تها که وه جهل کا دوسرا نام هے اور علم کے ساتهه جمع نهیں هوسکتي کیونکه علم نام حصول دلیل کا هے ' اسي کا نام آج علم رکها گیا هے - درس و تدریس و تصنیف و تالیف میں منتهاء کمال یه رهگیا هے که چند اقوال زید و عمر کے نقل کردیے جائیں ' اور جس راه پر ایک بهیڑ چلتي هوئي نظر آگئي هے ' اسي پر خود بهي گام زن هو جائیں - که انا علی اثارهم مقتدون !

جو روشني بکلي گم هوگئي هے' اسکي ایک چهوٹي سي کرن بهي موجوده عصر ظلمت میں کم از آفتاب نهیں - صاحب معراج العقول کي سب سے زیاده ممتاز چیز یهي هے - اور هر جگه نمایاں نظر آتي هے - وه حق کو نه تو کسي ایک مصنف کي ملکیت میں دیدیتے هیں اور نه کسي مسئله کي صداقت و عدم صداقت کا معیار سنیت و شیعیت کو قرار دیتے هیں - متعدد مقامات میں انهوں نے صاحب عماد الاسلام اور علامۂ مجلسي کے تشدد و تقشف پر پوري بیبا کي کے ساتهه رد و طعن کیا هے ' اور متعدد مقامات هیں جهاں وه امام فخر الدین رازي کي تحسین کرتے هوے نظر آتے هیں' اور اس سے بالکل بے پروا هیں که کس شخص کا تعلق کس فرقه سے هے ؟

جو حال همارے یهاں متاخرین فقهاء ترکستان و ما وراء النهر کے تشدد و غلو کا هے ' بعینه یهي حال تاریخ اثنا عشریه میں عهد صفویه کے اواخر کا رها هے جبکه پولٹیکل حالات نے غلو و تشدد کو آهسته آهسته جزو مذهب بنا دیا ' اور بتدریج مسلک اثنا عشریه قرون گذشته سے هٹکر بالکل ایک نئي چیز بن گیا - اس عهد کي ایک بڑي خصوصیت توسیع باب تکفیر' و غلو و حرج احکام' و تشدد عصبیة احزابي و مذهبي هے -

هندوستان کے بعض گذشته افاضل شیعه نے بهي اسي مسلک کو اختیار کیا - ازانجمله علامه مجلسي صاحب بحار ایران میں هیں ' اور مولانا السید دلدار علي مرحوم صاحب عماد الاسلام وغیره کتب شهیره هندوستان میں -

لیکن صاحب معراج العقول نے اس حق گویانه آزادي کے ساتهه جسکي نظیر آجکل بهت کم ملتي هے ' صاف صاف ان بزرگوں کے مسلک کي تغلیط کي هے ' اور واضح کردیا هے که اس تشدد و غلو نے نهایت سخت نقصان علمي و ذهني قوم کو پهنچایا هے - سبحان الله کیا مبارک تها وه آزاد و حق گو قلم جس سے مندرجه ذیل سطریں دیباچۂ معراج العقول میں نکلیں :

" فاصبحت الشیعة جماهیرهم فی الدور المتاخرة من الدولة الصفویه الی الان صفر الید من علوم البرهان و ذوق العرفان جمیعاً الا ماشاء الله ' فصارت اسواء حالاً من الاشاعرة "

عهد صفویه نے مذهب شیعه میں جو بدعتیں پیدا کیں' منجمله انکے ایک تصوف سے بعد و هجر اور بالعموم صوفیاء کرام کي تکفیر و تفسیق هے - اسي کا اثر هے جو هندوستان کے افاضل شیعه تک پهنچا اور ایک مشهور فاضل نے کها :

ایں کلام صوفیاں شوم نیست
مثنوي مولوي روم نیست

چنانچه صاحب عماد الاسلام نے بهي صوفیاء کي مخالفت میں بهت تشدد کیا هے - لیکن صاحب معراج العقول کا اعتدال مسلک اور ذوق سلیم اس افراط و تفریط کا متحمل نهیں هوسکتا تها - انهوں نے قابل تحسین جرات کے ساتهه اس تشدد کے خلاف اپني پر زور صدا بلند کي هے' اور نهایت تفصیل سے صوفیاء کے مسلک پر بحث کرکے ایک طرف متصوفین جاهلین کے خرافات و اباطیل کي پرده دري کي هے ' دوسري طرف تصوف صالح و حقیقي کے احترام حقیقت کا بلا خوف لومة لائم اعتراف کیا هے - منجمله متشددین منکرین و مکفرین صوفیاء کے ایک صاحب کتاب الشهاب الثاقب بهي هیں - مصنف نے ایک مخصوص فصل میں انکے اعتراضات پر نقد کیا هے اور صوفیاء کرام کے دعوی کشف پر نهایت منصفانه بحث کی هے - صاحب الشهاب نے نفحات الانس سے چند واقعات نقل کرکے مولانا جامي کي تکفیر و تفسیق کي تهي - اسپر مصنف معراج لکهتے هیں " و التفا فی الاستدلال بالسب و الشتم علی الجامي بانه ناقله و هو فاسق و کافر ثم انه سني ; لکنا لسنا ممن یقلده فلا نرضي بمقاله و لا نوافقه فی هذه العصبیة القبیحه والمشاتمة الفضیحه - و الجامي عندنا فاضل عارف - و اما تسننه علی حد یجب علی مثله تفسیقه و تکفیره و عداوته فلا نسلمه "

متاخرین علماء شیعه میں شیخ بهاء الدین عاملي کے بعد غالباً صاحب معراج العقول دوسرے شخص هیں جنهوں نے تصوف کے متعلق انصاف و راستي سے کام لیا هے -

متعدد اعمال صحیحۂ و شرعیه هیں جنکو شارع نے بعض خاص مصالح و حکم سے قرار دیا لیکن دنیا نے اصلي حکمت و علت کو بالکل بهلا دیا ' اور اسکي جگه صرف رسم و قشر پر قانع هوگئي - حقیقت کا یه احتجاب اور رسم کا یه رسوخ و احاطه بسا اوقات طرح طرح کي مضرتوں کا مولد و مبدء ثابت هوا هے -

ازانجمله عمل " استخاره " هے - یه ایک صحیح عمل شرعي تها اور اس سے مقصود یه تها که بسا اوقات انسان مختلف راهوں اور پهلوؤں کو دیکهکر ایک عالم کشمکش و تذبذب میں مبتلا هوجاتا هے' اور اسکي قوة فیصله گم هو جاتي هے - ایسي حالت میں بهتر هے که وه اپنے معامله کو صرف الله کي طرف لیجاے اور اسکے حضور ملتجي هو که جس راه میں اسکے لیے امن و فلاح هے' اسکي طرف رهنمائي کردے -

لیکن اب لوگوں نے اسے ایک کهیل بنا دیا هے ' اور عوام شیعه کا تو اس بارے میں عجیب حال هے - متعدد لوگوں کو میں نے خود دیکها هے که هر وقت تسبیح هاتهه میں هے اور " افعل " اور " لا تفعل " کے اشارۂ وجوبي کے انتظار میں بلا فصل متحرک - کهانا کهانا هے تو استخاره ' پاني پینا هے تو استخاره ' یه استخاره شرعي نهیں هے بلکه شارع کے ایک قرار داده عمل مقدس کا عملي استهزاء هے - صاحب معراج العقول نے اس بارے میں بهي نهایت خوبی سے داد تحقیق دي هے' اور ایک مستقل فصل میں اسپر بحث کي هے - چنانچه لکهتے هیں : " حتی ان کثیرا منهم اتخذوها شعارا و دثارا لیلا و نهار بل کانهم عدوها من اهم الواجبات الی ان صارت من شعائر التشیع.......... و سرت هذه العقیدة فی علمائهم و جهالهم جمیعاً - حتی رایت بعض اجله الادبا والفقهاء انه بني کل حرکة و سکون في لیله و نهاره علی الاستخارة حتی انه کان لا یدخل علی اهله و عیاله بدونها "

فریقانه نزاعات اور تحزب و تمذهب کي عصبیة جاهلیة کے بحران نے صدیوں سے اعتدال مسلک کو گم کردیا هے' اور تقلید نے همتوں کو اسقدر پست کردیا هے که کسي شخص کو راه حقیقت میں قدم رکهنے کي جرات نهیں هوتي - الله تعالی صاحب معراج العقول کو جزاء خیر دے جنهوں نے اس راه میں قدم رکها اور اجتهاد و استقلال فکر کے ساتهه اپني سیاحت تحقیق ختم کي - افسوس که اصلي چیز مباحث الاهیه و کلامیه تهے - مثلاً بحث حسن و قبح اشیاء

باب التفسير

الاصــــلاح والافســــاد

(ان اريد الا " الاصلاح " ماستطعت !)

(۳)

(الاختــــلاط و الالتــــباس)

تم نے اصلاح کو افساد سے ' مصلحین کو مفسدین سے ' نور کو ظلمت سے ' پھول کو کانٹوں سے ' الگ کرکے دیکھه لیا - لیکن سوال یه ہے که مفسدین و مصلحین کي یه صفیں صرف کاغذ هي کے صفحے پر علحده قائم کي جاسکتي هیں' یا سطح زمین پر بهي انکي بزم آرائي هوسکتي ہے ؟ چاند سے داغ صرف تصویر هي میں جدا کیا جاسکتا ہے ' یا وہ آسمان پر بهي در حقیقت جدا هوسکتا ہے ؟ قرآن حکیم اسکا جواب نفي میں دیتا ہے :

فالهمها فجورها و تقواها - خدا نے نفس انساني کو بدکاري اور پرهیزگاري دونوں کي راهیں دکهلا دیں -

اصلاح و افساد اور خیر و شر کي یهي دونوں متضاد حالتیں هیں' جو عمل انساني میں ودیعت کیگئي هیں' اسلیے افساد و اصلاح بهي ایک دوسرے سے علحده نهیں هوسکتے -

بد قسمت لوگ تقدیر کي بڑي شکایت کرتے هیں ' لیکن یه شکایت صحیح نهیں ہے - اونکو اصل فطرت هي کي شکایت کرني چاهیے که اوس نے دنیا میں برائي کا وجود کیوں رکها ؟ هم اگرچه اسکي جرات نهیں کرسکتے لیکن خدا کے دوسرے معصوم بندوں نے اس قسم کي جرات کي تهي :

اذ قال ربك للملئكة اني جاعل فی الارض خليفه ' قالوا اتجعل فيها من يفسد فيهــا و يسفك الدماء - (بقر : ۲۸)

جب تمهارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا که میں زمین میں اپنا خلیفه بنانے والا هوں' تو انهوں نے عرض کیا : کیا تو اوس نوع کو خلیفه بنائیگا جو زمین میں فساد و خونریزي کریگي -

خدا نے اس اعتراض کا جو جواب دیا اوسکي تحقیق چند سطروں کے بعد آئیگي - لیکن حضرت آدم کے عمل نے تو جنت هي میں فرشتوں کے اعتراض کي بظاهر تصدیق کردي :

فاز لهما الشيطن عنهــا فاخرجهما مما كانا فيه ' و قلنــا اهبطوا بعضكــم لبعض عدو ' ولكم فی الارض مستــقر و متــاع الی حين (بقرة : ۳۴)

پس اون دونوں کو شیطان نے راہ اطاعت سے ڈگمگادیا ' اور اوس عیش و آرام کے گهر میں جس میں وہ آباد تهے رهنے نه دیا - هم نے کہا که یهاں سے اترو ' تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے ' اور تمهارے لیے اب زمین هي میں ٹهکانا ' اور ایک مدت مقررہ تک زندگي بسر کرنا ہے -

لیکن تم کو صرف حضرت آدم کے عمل هي کو نهیں دیکهنا چاهیے ' بلکه اوسکے دقیق نتائج پر بهي نظر ڈالني چاهیے - حضرت آدم نے غلطي کی ' اور خود اپنا بنا بنایا گهر اوجاڑا ' لیکن تم نے دیکها که اس افساد نے کیا اصلاح کي ؟ اس تخریب نے کیا تعمیر کي ؟ بغور دیکهو ! اس تخریب نے ایک عالم کهڑا کردیا ' جس میں آدم کي اولاد چلتي پهرتي نظر آتي ہے ' اسلیے حضرت آدم کا یه گناہ فرشتوں کے اعتراض کي تصدیق نهیں کرتا ' بلکه یه اوسکا عملي جواب ہے - اونهوں نے کہا تها که فساد سے دنیا برباد هوجائیگي ' خدا نے اونکو دکهادیا که اصلاح و افساد لازم ملزوم هیں' اسلیے اگر ایک گهر برباد هوگا تو دوسرا آباد بهي هوجائیگا -

تم نے دیکهه لیا که تخلیق عالم کا سنگ بنیاد خیر و شر کي اجتماعي حالت کي سطح پر رکها گیا ہے' اگر ترکیب نه هوتي تو تعمیر نا ممکن تهي' اسلیے خیر و شر اور اصلاح و افساد نه صرف اشخاص کا بلکه مادہ عالم کا مایۂ خمیر هیں ' لیکن سوال یه ہے که مادہ عالم کي ترکیب میں دونوں اجزاء برابر کی نسبت رکهتے هیں یا اِنمیں کوئي جزء غالب بهي ہے ؟ خدا کا فیض عام جواب دیتا ہے که :

سبقت رحمتي علی غضبي - میري رحمت میرے غصے پر سبقت لیگئي ہے -

اسلیے خیر شر پر' اصلاح افساد پر' غالب ہے - اور خدا نے فرشتوں کو یهي جواب دیا ہے - فرشتوں کو حضرة آدم کے دامن پر صرف ایک فساد کا دهبا نظر آیا تها جسکو خون کے چهینٹوں نے اور رنگین او ر نمایاں کردیا تها ' لیکن خدا نے کہا که ایک دهبه هزاروں نقش و نگار کے پردے میں چهپ جا سکتا ہے :

و علم آدم الاسماء كلها ثم عرضهم علی الملئكة - فقال انبؤني باسماء ها اولاء ان كنتم صادقين (بقرہ : ۲۹)

اور آدم کو الله نے کل چیزوں کے نام سکهادیے پهر اُنکو فرشتوں کے سامنے پیش کرکے کہا ! مجهے اِن کے نام بتاؤ اگر تم اپنے دعوے میں سچے هو -

(بقیه مطبوعات جدیدہ صفحه ۱۳)

و مسئله تعلیل و عدم تعطیل افعال واجب بالاعراض و مسئله علمیه جزئیات مادیه وغیرہ ' لیکن ان پر بحث کرنے کیلیے کافي وقت اور گنجایش صفحات مطلوب ' اور اس سے میں مجبور هوں -

یه نه سمجها جاے که چونکه فاضل مصنف نے متاخرین شیعه سے اختلاف کیا ہے اسلیے میں کتاب کو مستحق تحسین سمجهتا هوں ' بلکه میرے نزدیک کتاب کے بهترین مواقع وہ هیں' جهاں انهوں نے مسائل کلامیه پر بحث کرتے هوے اشاعرہ و معتزله کے مذاهب کا رد و قبول کیا ہے ' اور متعدد مقامات پر اشاعرہ کے رد کرنے میں حق انکے ساتهه ہے ' اور میرا مسلک اشاعرہ و معتزله دونوں سے الگ ہے' و الحمد لله علی ذالك -

آخر میں میں ضروري سمجهتا هوں که جناب راجه ابو جعفر صاحب رئیس فیض آباد کي اس علم پرستانه فیاضي کا اعتراف کروں که انهوں نے اس کتاب کي اشاعت کا سر و سامان کیا - موجودہ عهد کے رؤساء میں اسکي مثالیں ناپید هیں ' کچهه شک نهیں که راجه صاحب ممدوح نے اپنے اس انفاق في سبيل العلم سے ایک قابل صد تحسین نمونه قائم کیا ہے -

جناب مصنف کي متعدد تصنیفات اور علی الخصوص اس کتاب کي دوسري جلد ہے' جسکي اشاعت کا ابتک کوئي سر و سامان نهیں هوا - افسوس اس عهد جهل پرور پر' اور صد افسوس اس عصر ضلالت اندیش پر' جسمیں ایسے ارباب علم و نظر موجود هوں مگر انکے بهترین اثرات علمیه صرف چاندي کے چند سکوں کے نه ملنے سے شائع نهو سکیں - کیا اس وسیع ملک میں جهاں صدها رؤساء و ارباب دولت موجود هیں ' اور جهاں متعدد بڑي بڑي اسلامي ریاستیں قائم هیں ' کوئي بهي نهیں جو علم کي بیکسي پر روے' اور ارباب علم کي کس مپرسي پر غمگین هو؟ جو لوگ هزاروں روپیه نمایش و لهو و لعب اور اطاعت طواغیت حکومت میں ضائع کر رهے هیں ' کیا انکي دولت میں علم و خدمت علم کیلیے کوئي حصه نهیں ہے ؟

فرشتوں کو ایک عیب ہزاروں ہنر کے سامنے ہیچ نظر آیا ' اسلیے خود اپنی غلطی کا اعتراف کیا :

قالوا سبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم (بقرہ: ۳۱)
اُن لوگوں نے کہا : خدایا ہمکو تو صرف اُسی قدر علم ہے جتنا تونے ہمکو سکھایا ہے - بیشک تو ہی بڑا علم والا ' اور تیری ہی دانائی سب سے بڑی دانائی ہے !

پس خیر و شر کے اعمال کا یہ امتزاج علم و دانائی پر مبنی ہے :
ربنا ما خلقت هذا باطلا -

جس طرح مقدار و کمیت کے لحاظ سے خیر شر پر اور اصلاح افساد پر غالب ہے ' اُسی طرح کیفیت کے لحاظ سے بھی وہ شر و فساد سے زیادہ لطیف ' نرم ' رقیق ' اور تربیت پذیر ہے - شر و فساد ایک کوئلہ ہے جو پھونکنے کے بعد بھڑکتا ہے' لیکن خیر و اصلاح بجلی کی رو ہے جو دفعتاً مشتعل ہو جاتی ہے - اصلاح اصل فطرۃ صالحہ ہے اور افساد خارجی ضلالت کا نتیجہ' پس ضرورت صرف تزکیۂ و تربیت کی ہے تاکہ زنگ دور ہو جاے اور آئینہ چمک اٹھے :

قد افلح من زکھا وقد خاب من دسها -
وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اوسکا تزکیہ کیا ' اور وہ ناکامیاب رہا جس نے اوسکو دفن کر دیا -

اس تربیت و تزکیہ کے بعد اوسکا قوام اس قدر لطیف ہو جاتا ہے کہ :

یکاد زیتها یضيء ولو لم تمسسه نار- نور علی نور' یهدی الله لنوره من یشاء (نور: ۳۵)
قریب ہے کہ اس کا تیل روشن ہوجاے اگرچہ اوس میں آگ نہ لگائی جاے - روشنی پر روشنی ہے - خدا اپنی روشنی کی طرف جسکو چاہتا ہے راہ دکھاتا ہے -

یہ وہی نور ہے جسکو حضرت موسی نے شجر طور پر' حضرت ابراہیم نے آفتاب و ماہتاب میں' ایک نبی امی نے غار حرا کی تاریکی میں دیکھا تھا - کیونکہ اس چراغ کا نور نہ تو چاند اور سورج کی روشنی میں ماند پڑ سکتا ہے ' نہ رات کی تاریکی اوس پر پردہ ڈال سکتی ہے -

(الحد الفاصل)

لیکن با اینہمہ تاریکی موجود ہے - گو روشنی میں مدغم ہوگئی ہے - دنیا میں بہت سے اندھے بھی ہیں' اسلیے وہ روشنی کو نہیں دیکھہ سکتے - پس خیر و شر کے درمیان ایک حد فاصل کی ضرورت ہے کہ آب شیریں و آب شور باہم ملنے نہ پائیں - خدا نے یہ حد بھی قائم کردی ہے :

مرج البحرین یلتقیان ' بینهما برزخ لا یبغیان
میٹھے اور کھارے پانی کے دو دریا جو باہم مل گئے ہیں' مگر اونکے درمیان ایک پردہ بھی ہے کہ ایک دوسرے کی حد میں داخل نہیں ہوسکتا -

جس وقت سے خیر و شر ہے اوسیوقت سے یہ حد بھی قائم کردی گئی ہے - چنانچہ حضرت آدم کو بھی یہ حد بتلا دی گئی تھی :

و لا تقربا هذه الشجرۃ فتکونا من الظلمین (بقرہ ۵ : ۳۳)
اور اس درخت کے قریب نہ پھٹکنا تاکہ زیادتی و انحراف کرنے والوں میں سے نہو جاؤ -

لیکن یہ حد محسوس چیز نہیں ہے ' اسلیے شریعت نے اسکی امتیاز کا ذریعہ صرف ذوق صحیح کو قرار دیا ہے - چنانچہ آنحضرت نے فرمایا " کہ گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے " اور یہ ذوقی شہادت فطرتی چیز ہے - آدمی جب گناہ کرتا ہے تو اوسکا دل دھڑکنے لگتا ہے' چہرہ متغیر ہو جاتا ہے ' اسیکا نام نور ایمان ہے اور یہی خیر و شر کی حد فاصل کو قائم رکھہ سکتا ہے - لیکن با اینہمہ اختلاط عام ہے ' شر مستطیر ہے' تاریکی ہر طرف پھیلی ہوئی ہے ' اسلیے آدمی کا پانوں پھسل جاتا ہے' اور وہ سرحد سے آگے قدم رکھدیتا ہے' اس بنا پر :

ان منکم الا واردها کان علی ربک حتماً مقضیا (مریم : ۷۲)
تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو جہنم میں نہ اترے ' یہ تمہارے پروردگار کا قطعی فیصلہ ہے -

لیکن خدا کی رحمت بڑی نقاد ہے' وہ جانتی ہے کہ دنیا میں زر خالص کا وجود بہت کم ہے - اسلیے وہ اپنے دامن میں اوس سونے کو بھی چھپالیتی ہے جو خاک کے ذروں میں مخلوط ہے- جہنم کی آنچ بھی اسیلیے دکھائی گئی کہ سونا صرف آنچ ہی سے پاک ہو سکتا ہے :

و آخرون اعترفوا بذنوبهم خلطوا عمــلا صالحا و آخر سیئا عسی الله ان یتوب علیهم ان الله غفور رحیم (توبہ : ۱۰۳)
اور دوسرے لوگ وہ ہیں کہ انہوں نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا ' انہوں نے اچھے او ر برے دونوں طرح کے کام ملے جلے کیے تھے -

لیکن دنیا کی فضاے غیر محدود (التعادل و التوازن) میں ہزاروں سیارے گردش کر رہے ہیں' اور ہر ایک چاہتا ہے کہ دوسرے کی حد میں قدم رکھے ' اسلیے اگر فطرت اونکو کسی مضبوط رسی میں جکڑ نہ دیتی تو وہ ایک دوسرے کی طرف بڑھتے ' بڑہ کے ٹکراتے' اور نظام عالم درہم برہم ہو جاتا - پس قدرت الہی اونکو کشش باہمی سے ایک دوسرے کی طرف بڑھنے نہیں دیتی' اسلیے سب کے سب اپنے اپنے طور پر ایک نہایت منتظم ' ایک نہایت با قاعدہ ' ایک نہایت مرتب گردش کر رہے ہیں :

لا الشمس ینبغی لها ان تدرک القمر و لا اللیل سابق النهار وکل في فلک یسبحون
نہ سورج کو یہ حق ہے کہ چاند کو پالے' نہ رات دن کےآگے بڑھ سکتی ہے' سب ایک محور پر گردش کر رہے ہیں-

انسان کا' انسان کے اعمال کا' انسان کے اخلاق و عادات کا بھی یہی حال ہے - وہ ایک دوسرے سے ٹکرانا چاہتے ہیں' اسلیے رحمت الہی مذہب کی سنہری زنجیر سے اونکی مطلق العنانیوں کو جکڑ دیتی ہے :

واعتصموا بحبل الله جمیعا -
سب کے سب خدا کی رسی کو مضبوط پکڑ لو' کہ ایک دوسرے پر تعدی نہ کرنے پاے اور دنیا کی میزان عدل کا پلہ برابر رہے -

لقد ارسلنا رسلنا بالبینت و انزلنا معهم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط (حدید: ۲۵)
ہم نے اپنے رسولوں کو دلائل حقہ و براہین واضحہ کے ساتھہ بھیجا اور اونکے ساتھہ کتاب اور میزان کو اتارا - تاکہ عدل و توازن قائم رہے -

لیکن انسان کے جذبات ' فطرت کی دوسرے قواے طبیعیہ سے زیادہ ذکی الحس' زود اثر' اور سریع الاشتعال ہیں - اسلیے وہ باوجود اس جذب و کشش کے باہم ٹکرانا چاہتے ہیں - پس :

لو اتبع الحق اهــواءهم لفسدت السموات والارض و من فیهن (مومنون ۲۳)
اگر حق بھی اونکا اتباع کرتا ' تو زمین و آسمان اور اونکے رہنے والے برباد ہوجاتے -

دنیا کو اس تباہی سے بچانے کیلیے اوسکو بجبر و اکراہ ایک مرکز پر لانے کی ضرورت ہوتی ہے ' اور یہی فطری ضرورت ' جہاد ' قصاص ' اور تعزیر و عقوبت کی سنگ بنیاد ہے :

وانزلنا الحدید فیه باس شدید و منافع للناس (حدید : ۲۵)
اور ہم نے لوہا اوتارا کہ اس میں سلطان و نفوذ کی بڑی خوفناکی ہے اور لوگوں کیلیے فوائد بھی ہیں -

قرآن حکیم نے جا بجا اسی توازن طبعی کے ذریعہ قیام امن و سلام عام کی طرف اشارہ کیا ہے :

ولو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض و لکن الله ذو فضل علی العلمین (بقرہ : ۲۵۳)
اور اگر خدا بعض آدمیوں کے ظلم و زیادتی کو بعض کے ذریعہ دفع نہ کرتا' تو زمین تباہ ہو جاتی - لیکن خدا تو دنیا پر احسان کرنے والا ہے -

اُسوۂ حسنہ

تربیت یافتگان عهد نبوت

حضرت سلمان فارسی

رضي الله عنه

(از مولانا عبد السلام صاحب ندوي)

حضرت سلمان فارسي ' جيسا كه أنكے اس انتساب سے ظاهر هوتا هے ' ايرانى النسل تهے - اسلام سے پہلے أنكا نام مابه تها - أنكا سلسله نسب يه هے : مابه بن بوذخشان بن مورسلان بن بهبوذان بن فيروز بن سهرك - سهرك جن پر أنكے شجرۂ نسب كي انتها هوتي هے ' آب الملك كي اولاد ميں تهے - ايك مرتبه خود حضرت سلمان (ض) سے أنكا نسب پوچها گيا - أنهوں نے سلمان بن اسلام بتلايا - ليكن يه اسلام كي شيفتگي كا اثر تها كه وه اپنے آپ كو صرف اسلام كي طرف منسوب كرنا پسند فرماتے تهے -

وطنيت كے متعلق اختلاف هے - بعض روايتوں ميں هے كه رام هرمز (خليج فارس) كے رهنے والے تهے - بعض راويوں كا بيان هے كه أنكا وطن جي تها جو اصفهان كا ايك شهر هے -

أنكے اسلام لانے كا قصه نهايت دلچسپ اور عجيب هے ' جس سے ظاهر هوتا هے كه أنهوں نے نظر اجتهاد سے اكثر مشهور مذاهب كو خوب جانچ كر اسلام قبول كيا تها - استيعاب ميں هے كه وه كچهه اوپر دس برس خدا كي عبادت كرنے كے بعد جناب رسالت پناه تك پهونچے - بهر حال أنهوں نے اپنے اسلام لانے كا قصه خود هي بيان كيا هے ' جو حضرت عبد الله بن عباس كي روايت سے ذيل ميں درج كيا جاتا هے -

(جستجوے حق)

" ميں اصفهان كے ايك گانوں جي كا رهنے والا تها ' ميرا باپ وهاں كا دهقان تها ' أس كو مجهه سے اسقدر محبت تهي كه مجهكو لڑكيوں كي طرح گهر سے نكلنے نهيں ديتا تها - اس زمانے ميں ميرا مذهب مجوسي تها - ميں ايسي آگ كے پاس رهتا تها جو كبهي بجهنے نهيں پاتي تهي - بعض گانؤں ميں ميرے باپ كي جائداد تهي اور وه ايك مكان كي تعمير ميں مصروف تها - ايك دن أسنے مجهے بلاكر كها : " بيٹا ! ميں اس عمارت كي تعمير ميں جيسا كه تم ديكهتے هو ' مصروف هوں - تم ميري جائداد كي طرف چلے جاؤ ' ليكن وهاں ره نه جانا ' كيونكه اگر ايسا كروگے تو ميں اپني تمام جائداد كو چهوڑ چهاڑ كر تمهاري فكر ميں مصروف هوجاؤنگا " ميں اس غرض سے نكلا تو ميرا گذر ايك گرجے كي طرف هوا - ميں وهاں لوگوں كو نماز پڑهتے ديكهكر أنكے پاس گيا تاكه ديكهوں وه كيا كر رهے هيں - مجهكو أنكي نماز خوش آئي اور ميں نے اپنے دل ميں كها كه انكا مذهب همارے مذهب سے بهتر هے - چنانچه ميں غروب آفتاب تك وهاں سے نه ٹلا اور نه اپنے باپ كے پاس واپس آيا - يهانتك كه ميرے باپ نے ميري جستجو ميں آدمي دوڑاے - جب عيسائيوں كي نماز مجهے پسند آئي تو ميں نے أن سے پوچها ' " اس مذهب كا مركز كهاں هے ؟ " انهوں نے شام كا پته بتايا - ميں وهاں سے چل كر اپنے باپ كے پاس آيا - أسنے كها : بيٹا ! تم كهاں تهے ؟ ميں نے تو پہلے هي تم سے كهديا تها كه رك نه رهنا - ميں نے كها " ميرا گذر كچهه لوگوں پر هوا جو گرجے ميں نماز پڑهه رهے تهے ' مجهكو أنكي نماز اور أنكا مذهب خوش آيا اور مجهے معلوم هوا كه أنكا مذهب همارے مذهب سے اچها هے " أسنے كها " نهيں بيٹا ! تمهارا اور تمهارے ابا و اجداد كا مذهب أنكے دين سے افضل هے " ميں نے كها " خدا كي قسم هرگز نهيں " يه سنكر وه ميري طرف سے بدظن هوگيا اور ميرے پانوں ميں بيڑياں ڈالكر مجهے قيد ميں ركها - ميں نے عيسائيوں كے پاس آدمي بهيجكر پيغام ديا كه ميں نے تمهارا مذهب اختيار كرليا هے - جب تمهارے يهاں كوئي شام كا قافله آے تو مجهے خبر دينا - چنانچه أنكے پاس تاجروں كا ايك قافله آيا تو أنهوں نے مجهے خبر كي - ميں نے كهلا بهيجا كه جب وه لوگ واپس جانے كا قصد كريں تو مجهے اطلاع كرنا - چنانچه جب قافله واپس جانے لگا تو أنهوں نے مجهے اسكي اطلاع دي - ميں بيڑياں توڑ تاڑ كر نكلا اور أنكے ساتهه شام كي طرف روانه هوا - جب شام ميں آيا ' تو ميں نے پوچها " تمهارا عالم كون هے ؟ " أنهوں نے پادري كو بتايا - ميں نے أسكے پاس جاكر اپنا واقعه بيان كيا ' اور گذارش كي كه آپ كي خدمت ميں رهكر نماز پڑهنا اور علم سيكهنا چاهتا هوں ' كيونكه ميں نے آپ كا مذهب قبول كرليا هے - أسنے مجهے اپنے پاس ٹهرنے كي اجازت دي - چنانچه ميں أسكے پاس رها ' ليكن وه ايك بدترين مذهبي شخص تها - لوگوں كو صدقه كا حكم ديتا اور أسكي رغبت دلاتا تها ' ليكن جب لوگ صدقه كا مال جمع كرتے تهے تو اپنے خزانه ميں ركهه ليتا تها - يهانتك كه أسكے پاس درهم و دينار كے سات گهڑے جمع هوگئے تهے - چنانچه جب أسنے انتقال كيا اور لوگ أسكي تجهيز و تكفين كے ليے جمع هوے ' تو ميں نے كها " كيا تم لوگوں كو معلوم هے كه يه ايك بدترين شخص تها " ساتهه هي ميں نے صدقه كے مال كے متعلق أسكا تمام كارنامه بيان كيا - أن لوگوں نے اسكا ثبوت مانگا - ميں نے أن ساتوں گهڑوں كا سونا اور چاندي نكال كر ركهديا - جب أن لوگوں نے يه ديكها تو كها كه خدا كي قسم هم اسكو دفن نهيں كرينگے - أسكے بعد أسكو سولي پر لٹكايا اور پتهر مارے ' اور دوسرے شخص كو أسكا قائم مقام مقرر كيا - ميں نے مسلمانوں كے سوا كسي شخص كو أس قائم مقام سے بهتر نهيں پايا - ميرے دلميں أسكي محبت اسقدر پيدا هوگئي كه أسكے پہلے كسي چيز كي نهيں هوئي تهي - جب أسكي وفات كا زمانه آيا تو ميں نے كها " اب تو يه وقت آ پهونچا ' آپ ميرے ليے كيا فرماتے هيں ؟ " أسنے كها : " بيٹا ميں جس طريقه پر هوں ' اس پر بجز ايك شخص كے جو موصل ميں رهتا هے مجهے كوئي دوسرا نظر نهيں آتا ' باقي لوگوں نے تو اپنے مذهب كو بالكل بدل ديا هے " چنانچه جب أسكا انتقال هو چكا ' تو ميں صاحب موصل كے پاس آيا اور أسكي اس وصيت كا حال بيان كيا - أسنے مجهے قيام كي اجازت دي ' اور ميں ايك مدت تك أسي طريقه پر رها جس پر أسكا پيشرو تها - ليكن جب أسكي موت كا بهي زمانه آ گيا تو ميں نے كها " اب يه وقت آ پهونچا ' مجهے آپ كيا وصيت كرتے هيں " أسنے كها : " بيٹا جس روش پر ميں هوں أسپر بجز ايك شخص كے جو نصيبين ميں قيام پذير هے ' ميري دانست ميں كوئي دوسرا نهيں هے ' تم أس سے جاكر ملاقات كرو " چنانچه ميں أسكے پاس آيا اور اس واقعه كي خبر دي ' اور وهاں بهي ايك مدت تك رها - جب أسكي وفات كا وقت آيا تو ميں نے عرض كيا كه فلاں فلاں نے مجهه كو فلاں فلاں كي خدمت ميں رهنے كي وصيت كي تهي ' آپ مجهے كهاں جانے كي وصيت كرتے هيں ؟ أسنے كها " ميري دانست ميں ميرے مذهب پر بجز ايك شخص كے جو عموريه ميں هے ' كوئي نهيں هے - اگر تمهيں استطاعت هو تو أس سے جاكر ملو " جب اوسكا انتقال هوچكا تو ميں صاحب عموريه سے ملا ' اور واقعه بيان كيا - أسنے ٹهرنے كي اجازت دي - ميں نے وهاں قيام كيا اور أس كو ٹهيك أسي روش پر پايا جس پر أسكے اصحاب تهے - ميں وهاں ايك مدت تك رها - مجهے وهاں كچهه مال هاتهه آيا جس سے ميں نے گاے اور بكرياں وغيره خريد ليں - جب أسكي بهي موت كا وقت آ گيا تو ميں نے كها " آپ مجهے كسكے يهاں جانے كا حكم ديتے هيں ؟

اُسنے کہا " اُس مذہب و طریقہ پرجس پرہم سب تھے کوئی نہیں ہے کہ میں تمہیں اُسکے پاس جانے کا حکم دوں - اب ایک نبی کے مبعوث ہونے کا زمانہ آگیا ہے جو دین ابراهیم کو لیکر مبعوث ہوگا - وہ ارض هاجرہ سے اُٹھیگا ' اُسکا ٹھکانا کھجوروں والا ایک مقام ہوگا جو پتھریلی زمین کے درمیان واقع ہے - اگر تمکو قدرت ہو تو اُسکے پاس جانا ' اُسکی نشانیاں یہ ہیں کہ وہ صدقہ نہ کھائیگا ' لیکن ہدیہ قبول کرلیگا ' اور اُسکے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی"

دوسری روایتوں میں ہے کہ صاحب عموریہ نے اُن سے کہا :
"ایک شخص ارض شام سے دو جھاڑیوں کے درمیان نکلیگا ' وہ ایک جھاڑی سے دوسری جھاڑی کی طرف ہر سال ایک رات کو نکلتا ہے ' آیندہ سال بھی ایک خاص رات کو جو عام طور پر معلوم ہے نکلیگا - لوگ اُسکے پاس آئیں گے - وہ بیماریوں کی دوا دیگا اور اُنکے لیے دعا کریگا ' اور وہ شفا پائیں گے - تم بھی اُسکے پاس جانا اور جس شخص کو ڈھونڈھتے ہو اُسکو پوچھنا " چنانچہ میں آیا ' اور اُن دونوں جھاڑیوں کے پاس آدمیوں کے ساتھہ ٹھرا رہا - جب وہ رات آئی ' جس میں وہ ایک جھاڑی سے نکل کر دوسری جھاڑی میں جایا کرتا تھا تو وہ نکلا - لوگوں کے ہجوم سے میں رکا رہا - یہانتک کہ وہ جھاڑی میں گھسکر مجھہ سے بالکل چھپ گیا ' صرف اُسکے شانے نظر آتے تھے - میں نے اُسکے شانوں کو پکڑا - لیکن وہ میری طرف متوجہ نہیں ہوا اور کہنے لگا تمہیں کیا ضرورت ہے ؟ میں نے کہا میں آپ سے دین ابراهیم حنیفی کے متعلق کچھہ پوچھنا چاهتا ہوں - اُسنے کہا : اسوقت تو اس مذہب کو کوئی نہیں پوچھتا - ایک نبی کا زمانہ قریب آیا ہے - وہ اس گھر کے قریب نکلیگا ' اور اُس دین کو زندہ کریگا جسکو تم پوچھہ رہے ہو - چنانچہ جب میں وہاں سے پلٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا ' تو آپ نے فرمایا : اگر یہ صحیح ہے تو تم نے عیسی ابن مریم سے ملاقات کی -

بہرحال واقعہ جو کچھہ ہو حضرت سلمان (ض) نے عموریہ سے لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم تک پہونچنے کا واقعہ اسطرح بیان کیا ہے :

" قبیلہ بنو کلب کا ایک قافلہ گذرا - میں نے اُنکے وطن کا پتہ پوچھا ' اُن لوگوں نے مجھے اُسکا نام بتایا - میں نے اُن سے کہا کہ میں تمہیں اپنی بکریاں اور گائیں اس شرط پر دیتا ہوں کہ مجھکو بھی اپنے وطن تک لیچلو - اُن لوگوں نے مجھے سوار کرلیا ' اور مجھے وادی القری میں لے آئے ' اور مجھے غلام بناکر ایک یہودی کے هاتھہ بیچ ڈالا - میں نے اُس جگہ کھجور کے درخت دیکھے اور میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ یہ وهی سرزمین تو نہیں ہے جسکا مجھکو نشان دیا گیا ہے - اسکی تصدیق ابھی تک نہیں ہوئی تھی ' لیکن کھجور کے دیکھنے سے میرے دل میں آرزو پیدا ہوگئی تھی - میں نے وہاں قیام کیا - یہانتک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص اُسکے پاس آیا اور اُس سے مجھے خرید لیا - وہ مجھے لیکر مدینہ میں آیا اور اُن نشانیوں کی بنا پر جو صاحب عموریہ نے مجھکو بتائی تھیں میں نے مدینہ کو فوراً پہچان لیا - مجھے یقین ہوگیا کہ یہ وهی سرزمین ہے جسکا پتہ مجھے دیا گیا ہے - میں اس شخص کے یہاں ایک نخلستان میں کام کرتا رہا - اسی زمانے میں رسول اللہ مبعوث ہوے ' لیکن مجھپر آپ کا حال مخفی رہا - چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے اور قبا میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں اُترے تو میں ایک کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور اُسکے نیچے میرا آقا بیٹھا تھا - اسی حالت میں ایک یہودی جو میرے آقا کا چچا زاد بھائی تھا آیا ' اور اُسکے پاس کھڑے ہوکر کہنے لگا : " خدا بنی قبیلہ کو ہلاک کرے کہ وہ ایک شخص پر جو قبا میں مقیم ہے اور مکہ سے آیا ہے ٹوٹے پڑتے ہیں ' اور کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر ہے " خدا کی قسم اُسکے اس کہنے کے ساتھہ هی مجھے لرزہ سا آگیا اور درخت هلنے لگا - یہاں تک کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے آقا کے اوپر گرپڑونگا - اسکے بعد میں جلدی سے اُترا اور اُس سے اس خبر کو پوچھنے لگا - میرے آقا نے هاتھہ اُٹھاکر مجھے ایک طمانچہ مارا ' اور کہا : تمہیں اس سے کیا مطلب - تم اپنا کام کرو - میں نے کہا : مجھے صرف اس خبر کی تصدیق کرنی تھی - اُسنے کہا : نہیں تم اپنا کام سنبھالو - چنانچہ میں اپنا کام کرنے لگا - جب شام ہوئی تو میرے پاس جو کچھہ مال تھا اُسکو اٹھا کرکے رسول اللہ کے پاس آیا - آپ قبا میں مقیم تھے - جب میں وہاں داخل ہوا تو آپ کے پاس چند صحابہ تھے - میں نے کہا : مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس کچھہ مال نہیں ہے ' اور آپ کے پاس اصحاب بھی ہیں ' اب اهل حاجت اور مسافر ہیں ' میرے پاس کچھہ مال تھا جسکو میں نے صدقہ کے لیے رکھہ چھوڑا تھا ' جب مجھے آپ کا حال معلوم ہوا تو آپ سے زیادہ کوئی اسکا مستحق نظر نہیں آیا - اس بنا پر میں یہ مال لایا ہوں - یہ کہکر میں نے مال کو رکھدیا - رسول اللہ نے صحابہ سے فرمایا کہ تم اسکو صرف کرو - لیکن خود اسکو هاتھہ نہیں لگایا - میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ پہلی نشانی ہے - میں وہاں سے لوٹا اور کچھہ مال اور جمع کرکے لایا - میں نے سلام کرکے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے - میرے پاس اور بھی کچھہ مال تھا جسکو میں بطور تحفہ کے پیش کرنا چاهتا تھا ' آج اُسکو لایا ہوں - آپنے قبول کیا اور اصحاب کے ساتھہ اُس میں شریک ہوے - میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دوسری علامت ہے - میں لوٹ کر کچھہ دنوں کے بعد پھر آیا تو آپ بقیع غرقد میں ایک جنازہ کے ساتھہ ساتھہ جارہے تھے - آپ کے ارد گرد آپ کے اصحاب تھے ' آپ کے پاس صرف دو چادریں تھیں ' ایک کو اوڑھے ہوے ' اور دوسری کا تہبند باندھے ہوے تھے - میں نے سلام کیا اور ادھر اُدھر آپ کی پیٹھہ دیکھنے لگا ' جب آپ کو میرا مقصد معلوم ہوا تو چادر پیٹھہ سے اُٹھا دی اور مجھکو مہر نبوت ویسی هی نظر آئی جیسا کہ مجھہ سے بیان کیا گیا تھا - میں اُسکے چومنے کے لیے ٹوٹ پڑا ' اور رونے لگا - آپنے فرمایا ذرا هٹ چلو - میں هٹ کر آپ کے سامنے بیٹھہ گیا اور اپنا واقعہ بیان کیا - آپکو یہ واقعہ عجیب تر معلوم ہوا ' اور آپ نے چاہا کہ صحابہ بھی اُسکو سنیں ' اسکے بعد میں اسلام لایا - لیکن غلامی کی وجہ سے بدر و احد کی لڑائی میں شریک نہو سکا - مجھہ سے رسول اللہ نے کہا : کہ تم مکاتب بنجاؤ - میں نے اپنے آقا سے اِسکی درخواست کی تو اُس نے درخواست اس شرط پر قبول کی کہ میں تین سو کھجور کے درخت اسکے لیے لگادوں ' اور چالیس اوقیہ چاندی ادا کردوں - رسول اللہ نے صحابہ سے فرمایا کہ کھجور کے پودوں سے اپنے بھائی کی مدد کرو - چنانچہ ہر شخص نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق کسی نے تیس ' کسی نے بیس ' کسی نے پندرہ ' کسی نے دس پودے مجھکو دیے - آپ نے فرمایا : "اسکو لیکر چلو اور زمین کھودو - جب اُنکے بٹھانے کا ارادہ کرنا تو مجھے اطلاع دینا - میں اُنکو خود اپنے هاتھہ سے بٹھاؤنگا " میں نے زمین کھودنے کی تیاری کی تو اور صحابہ نے بھی میری مدد کی - اسکے بعد رسول اللہ آے اور اپنے هاتھہ سے اُنکو بٹھانے اور مٹی برابر کرنے لگے ' اور خدا سے برکت مانگی - اُس ذات کی قسم جسکے هاتھہ میں سلمان کی جان ہے ' اُن میں سے ایک پودا بھی ضائع نہیں ہوا - اب مجھپر صرف درهم باقی رهگئے تھے - اتفاق سے ایک روز رسول اللہ اپنے صحابہ کے ساتھہ تھے کہ صحابہ میں سے ایک شخص انڈے کے برابر سونا لایا ' جسکو اُس نے کسی کان میں پایا تھا - اُس نے سونا رسول اللہ پر تصدق کردیا - آپ نے فرمایا آخر سلمان غریب کا کیا حال ہے ؟ اُسکو بلاؤ - چنانچہ میں آیا - آپ نے فرمایا اُسکو لیجاؤ اور اپنا بدل کتابت ادا کردو - میں نے کہا اتنے میں کیا ہوگا ؟ آپ نے فرمایا بقیہ بھی خدا تمہاری طرف سے ادا کردیگا "

بہرحال بدل کتابت ادا کرکے وہ آزاد ہوگئے -

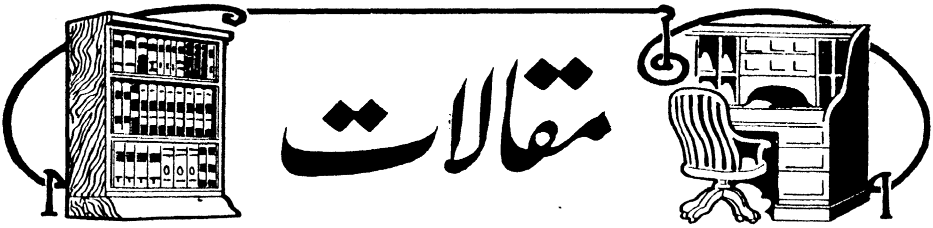

اصــلاح معــاشــرت اور اســلام

(بسلسلــه اســلام و ســوشيلــزم)

(از مولانا سيد سليمان صاحب دسنوي)

(۲)

(كسب معاش كي اصلاح)

اسلام نے ايک طرف تو اس سختي و احاطه كے ساتهه كسب معاش كا حكم ديا كه دنيا كي كسي تعليم ميں اسكي نظير نهيں ملسكتي' دوسري طرف معاش كے بعض اُن ذريعوں اور صورتوں كو پوري سختي كے ساتهه روک بهي ديا جن سے انسان كي نوعي مساوات و فطري حقوق كو نقصان پهنچتا تها' اور نيز طرح طرح كے اخلاقي و اجتماعي فسادات پيدا هوتے تهے - يه ممنوعه وسائل معاش چار قسموں ميں آسكتے هيں :

(۱) بغير حق كے ايک انسان كا دوسرے انسان كے مال و نتائج محنت پر قبضه -

(۲) اس قسم كے وسائل جنكي وجه سے دولت صرف چند افراد ميں محدود رهجاے اور دولت كے سيران عام و تقسيم قومي ميں خلل پڑجاے -

(۳) بعض خاص خاص فساد انگيز وسائل معاش -

(۴) ايسي صورتيں جن سے ايک فريق كو نقصان پهنچے -

چنانچه اسلام نے بطور ايک اصول كے كهديا هے :

يا ايها الذين امنوا لاتا كلوا اموالــكم بينــكم بالباطل	اے ايمان والو ! آپس ميں اپنا مال ناجائز طريقه سے نه كهاؤ -

پهلي صورت كي مثال رشوت هے' رشوت درحقيقت بے استحقاق آمدني كا نام هے - قرآن مجيد ميں هے :

ولا تا كلوا اموا لــكم بينــكم بالباطل و تدلوا بهــا الى الحكام لتا كلوا فريقــاً من اموال الناس بالاثم - (بقره)	آپس ميں تم لوگ اپنا مال ناجائز طريقه سے نه كهاؤ' اور نه حكام كو مال دو تاكه تم لوگوں كے مال كا ايک حصه گناه سے حاصل كرو -

دوسري صورت كي مثال " سود " هے - سود ميں بے شمار اخلاقي اور اقتصادي مضرتيں مضمر هيں - اخلاقي حيثيت سے سود كو ديكهو تو معلوم هوگا كه اس سے انسان كي باهمي مهرباني و شفقت كي عمارت منهدم هوجاتي هے - غريب سے غريب آدمي كو بلا سود قرض ملنا مشكل هوجاتا هے - متوسط الحال انسان قرض ليكر اصل ادا كرسكتا هے' ليكن سود كے بار كا وه متحمل نهيں هوسكتا' اور آخر كو اُسكو اپني ساري دولت سے دست بردار هونا پڑتا هے - اعلى طبقه كے لوگ بلا شبهه سود دے بهي سكتے اور لے بهي سكتے هيں' ليكن اسميں بهي شک نهيں كه سود بڑي سي بڑي دولت ميں بهي گهن لگا ديتا هے - دوسري سب سے بڑي اقتصادي مضرت اسميں يه هے كه اس سے دولت چند افراد اور چند جماعتوں ميں محدود هوجاتي هے - مثال كے ليے هندوستان كے مهاجن اور يورپ كے بينكر پيش نظر هيں - يهي وه عظيم الشان مضرت هے جس سے بچنے كي غرض سے ارباب اشتراكية غربا كے ليے قرض دينے والي انجمنيں قائم كرنا چاهتے هيں - ليكن اسلام كي فكر عاقبت انديش نے نفس سود هي كو اپنے پيرورں كے ليے حرام كرديا' جس سے يه تمام اخلاقي اور اقتصادي مضرتيں خود بخود دور هوگئيں - قرآن مجيد ميں هے :

الــذين ياكلون الــربا لا يقومون الا كما يقــوم الذي يتخبطه الشيطان مــن المس - (بقـره)	جو لوگ سود كهاتے هيں وه قيامت ميں اُس شخص كيطرح اُٹهيں گے جنكو شيطان نے چهوكر مخبوط كرديا هے -
يا ايها الذين آمنــوا اتقو الله و ذروا ما بقي من الربا ان كنتم مؤمنين' و ان لم تفعلــوا فاذنــوا بحرب من الله و رسوله - و ان تبـتم فلــكم رؤس اموالكـم لا تظلمــون و لا تظلــمون - (بقــره)	اے ايمان والو ! خدا سے ڈرو اور جو كچهه سود باقي رهگيا هو وه چهوڑ دو' اور اگر تم ايسا نكرو تو خدا اور رسول سے جنگ كرنے كا اعلان دو اور اگر تم باز آؤ تو تم اپني اصل لے سكتے هو - تم نه كسي پر ظلم كرو' اور نه تم پر كوئي ظلم كرے -

آخري آيت ميں حرمت ربوا كي وجه بهي ظاهر كردي گئي هے - اسي طرح اسلام ميں " احتكار " بهي ممنوع هے - (احتكار كے يه معنے هيں كه غله وغيره عام ضرورت كي چيزوں كو گراني كے زمانے ميں فروخت كرنے كے خيال سے روک ركهنا) كيونكه اس سے ايک حريص انسان كو فائده هوتا هے' ليكن جمهور ملک كو نقصان پهونچتا هے -

تيسري صورت سے مراد " قمار بازي " هے جسكي لاٹري وغيره مختلف صورتيں آج يورپ ميں اور كسي قدر هندوستان ميں جاري هيں' اور جن ميں سے بعض صورتوں كو مجبوراً دفع فساد كے ليے گورنمنٹ كو روكنا پڑا :

انما الخمر و الميسر و الازلام رجس من عمل الشيطان	شراب' قمار بازي' جوے كے پانسے' يه سب چيزيں ناپاک هيں' شيطاني عمل ميں سے -

اسي طرح بيع كي وه تمام صورتيں اسلام نے ناجائز كردي هيں' جن سے باهمي منازعت و فساد كا خوف هو' جيسے ملابسه' منابذه' بيع الحصاة' بيع الغرر - يه ان اقسام تجارت كے نام هيں جو اسلام سے پهلے عرب ميں جاري تهے' اور اب بهي ان كي بعض قسميں اور ملكوں ميں پائي جاتي هيں - ملامسه سے مطلب يه هے كه رات كي تاريكي ميں يا دن كو آنكهه بند كر كے ايک متعين قيمت ديكر انسان دكان سے جو چيز چاهے اُٹها لے - منابذه كے يه معني هيں كه خريدار آنكهه بند كر كے قيمت پهينک دے' اور دكاندار آنكهه بند كر كے اٹكل سے كوئي چيز اُٹها كر ديدے - بيع الحصاة سے مراد يه هے كه خريدار كنكري پهينكے' دكان كي جس چيز پر جاكر وه كنكري گرے' خريدار وه چيز ليلے - بيع الغرر سے مقصد دهوكے اور مكر كي خريد و فروخت هے' جيسے خريدار كي ناواقفيت ميں كسي غير كي چيز خريدار كے هاتهه بيچڈالے - اسلام نے ان تمام صورتوں كو ممنوع قرار ديا هے -

چوتهي صورت سے مراد اُس قسم كي تجارت هے جسميں سامان بيع كے موجود هونے يا قبضے ميں آنے سے پهلے اُسكو فروخت كيا جاتا هے - جيسے ميوه پكنے سے پهلے درخت كے ميوه كو بيچدينا'

مچھلي کو پاني ميں فروخت کرنا ' پرندوں کو هوا ميں بيچنا ' جانوروں کو ماں کے پيٹ ميں هونے کي حالت ميں بيع کرنا ' زمين کو يا مال کو کاشت يا تجارت پر اسطرح دينا که اسکي شرح حصهٔ خاص (مثلاً چار سو من غله يا چار سو روپيه) سے مقرر کرلي جاے ' کيونکه ان تمام صورتوں ميں بيع حالت مستقبل پر مبني هے جسکے متعلق کوئي فيصله نهيں کيا جاسکتا -

سطور بالا سے دو نتيجے مستنبط هوتے هيں :

(۱) اسلام نے دولت کو ايک مهتم بالشان رتبه ديا هے - اپنے پيرووں کو تحصيل دولت اور کسب معاش کي سخت تاکيد کي هے ' انکے ليے تحصيل دولت و طلب معاش کي تمام راهيں کھول دي هيں -

(۲) وہ تمام صورتيں جن سے باهمي فساد ' مضرت ' اور شخصي فوائد کے مقابله ميں جمهور کي ملکيت کا نقصان متصور هے ' ممنوع قرار ديدي هيں -

(ارباب دولت اور فقرا)

نتائج سابقه سے يه ثابت هوتا هے که اسلام نے ارباب ثروت کي بڑي قدر کي هے ' ليکن اسکے مقابله ميں سوال پيدا هوتا هے که اسنے دوسرے طبقه يعني فقرا کے ليے کيا سامان کيا ؟ اس باب ميں اسکي سب سے پهلي کوشش يه هے که اسنے ان ارباب ثروت کو سخت تحقير کي نگاه سے ديکھا هے ' جنهوں نے اپني زندگي کا سب سے اهم مقصد جمع مال قرار ديا اور جو دولت کو مقصود بالذات سمجھتے هيں :

ويل لكل همزة لمزة الذي جمع مالا و عدده - يحسب ان ماله اخلده (سورۂ همزه)	برا هو هر ايک چغلخور عيب جو کا جسنے مال جمع کيا اور اسکو گنا ' اور وہ گمان کرتا هے که اسکا مال اسکو هميشه باقي رکھيگا -

دوسري جگه هے :

و الذين يكنزون الذهب و الفضة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم (سورۂ توبه)	اور جو لوگ سونا اور چاندي جمع کرتے هيں ' اور اسکو خدا کي راہ ميں نهيں خرچ کرتے تو انکو عذاب دردناک کي بشارت ديدو -

(بخل و اسراف)

ان آيات سے ثابت هوتا هے که اسلام نے بخالت کي مذمت کي هے ' تو کيا وہ اسراف کو پسند کرتا هے ؟ کيا وہ اسکو پسند کرتا هے که تمام دولت اهل حاجت اور فقرا ميں تقسيم کر ديجاے ؟ نهيں ' وہ ديگر مذاهب کي طرح اسکو نهيں پسند کرتا - اسکي تعليم هے که حقداروں کو ان کا پورا حق دو ' ليکن اداے حق ميں اسراف نه کرو :

و ات ذالقربى حقه و المسكين وابن السبيل و لا تبذر تبذيرا ان المبذرين كانوا اخوان الشياطين (سورۂ الاسراء)	قرابت داروں ' مسکينوں ' اور مسافروں کو انکا حق دو ' اور زيادہ فضول خرچي نه کرو - فضولخرچ لوگ شيطان کے بهائي هيں -

هر شخص اپني ذات پر خرچ کرنے کا مختار هے ' جتنا چاهے خرچ کرسکتا هے - ليکن اسلام اسکو بھي جائز نهيں رکھتا ' وہ کهتا هے :

كلوا و اشربو و لا تسرفوا -	کھاؤ اور پيو اور اسراف نه کرو -

اسلام نے اس باب ميں نهايت معتدل طريقه اختيار کيا هے - وہ ديگر مدعيان روحانيت مذاهب کي طرح يه نهيں کهتا که اپنا تمام سرمايه فقيروں کو ديکر خود فقير بن جاؤ ' اور نه دنيا داروں کي طرح وہ بخل کي تعليم ديتا هے ' اسکا اعلان هے :

و لا تجعل يدك مغلولة الى عنقك و لا تبسطها كل البسط فتقعد ملوماً محسورا (سورۃ الاسراء)	اپنا هاتھ اپني گردن ميں نه باندھه لو (يعني بالکل بخالت نه کرو) اور نه اس کو پورا کھول دو (يعني اسراف نه کرو) که حقير و ذليل هوجاؤ -

اسلام کهتا هے :

و اقصد في مشيك -	اپني چال ميں ميانه روي اختيار کرو -

لوگ پوچھتے هيں که هم کو کيا خرچ کرنا چاهيے ؟ اسکے جواب ميں خدا فرماتا هے :

و يسئلونك ماذا ينفقون قل العفو (بقره)	لوگ تجھسے پوچھتے هيں که هم کيا خرچ کريں ؟ کهدے که جو حاجت سے زيادہ هو -

اس بيان سے معلوم هوگيا هوگا که اسلام بخل و اسراف کے درميان ميانه روي کي تعليم ديتا هے ' وہ خدا کي راہ ميں مال کا وہ حصه خرچ کرنے کو کهتا هے جو حاجت سے زيادہ هو -

(زکــوة)

احاديث نے حاجت سے زيادہ هونے کي تفسير يه کردي هے که جو نقد مسلمان کے پاس اسکي تمام ضروري ضروريات کے بعد سال بھر ميں بچ جاے ' اور وہ کم از کم دو سو درم کي ماليت هو ' يعني چاليس انگريزي روپئے ' اسکا چاليسواں حصه خدا کي راہ ميں فقرا کو دياجاے - اسي کا نام زکوة هے - اسلام ميں زکوة هر صاحب استطاعت مسلمان پر فرض هے - استطاعت سے مراد يهي هے که اسکے پاس چاليس روپيے اسکي ضروريات سے زايد سال بھر ميں باقي رهيں ' ايسے شخص پر چاليسواں حصه ' يعني ايک روپيه واجب هے -

زردشت کے مذهب ميں بھي زکوة فرض هے - ليکن اس ميں زايد از حاجت مال کا دسواں حصه فرض کيا گيا هے - ليکن يه ظاهر هے که يه مقدار ايسي هے جو بآساني نهيں دي جاسکتي - اسلام نے چاليسواں حصه اسقدر اعتدال کے ساتھه رکھا هے جس سے زيادہ اعتدال نهيں هوسکتا -

اسلام نے مال زکوة کے مستحقين پر تقسيم کرنے کا با قاعده انتظام کيا هے - تمام ملک کي زکوة بيت المال ميں جمع کي جاے ' اور وہ خلافت کي زير نگراني تمام مستحقين کو حسب حاجت دي جاے - اس سے دو فائدے مقصود هيں - اول يه که مستحقين ملک کي انتظام اور سلسله کے ساتھه اعانت کي جاے ' ايسا نه هو که ايک شخص کو بهت مل جاے دوسرے کو کچھه نه ملے - دوسرے يه که خود اصحاب زکوة بھي باقاعده ادا کرتے رهيں ' اور ان سے بتاکيد سالانه رقم وصول کي جاے -

زکوة کي يه رقم کس کو دي جاے گي ؟ اس کا جواب بھي خود قرآن مجيد نے ديديا هے :

انما الصدقات للفقرآء والمساكين و العاملين عليها ' و المؤلفة قلوبهم و فى الرقاب و الغارمين و فى سبيل الله و ابن السبيل ' فريضة من الله (توبه)	زکوة صرف فقرا ' مساکين ' تحصيلداران زکوة ' نو مسلموں ' اور غلاموں کے آزاد کرنے ميں خرچ کي جاے ' نيز قرضداروں کو دي جاے ' اور خدا کي راہ ميں ' اور مسافروں کو -

اس سالانه چنده کے علاوہ ايک اور فنڈ بھي اسلام نے مستحقين اعانت کے ليے قائم کيا هے :

و اعلموا انما غنمتم من شي فان لله خمسه و للرسول و لذي القربى و اليتامى و المساكين و ابن السبيل - (انفال)	جو کچھه مال غنيمت تمهارے هاتھه آے ' اسکا پانچواں حصه خدا اور اسکے رسول ' اقربا ' يتيم ' مساکين اور مسافر کے ليے هے -

اس فنڈ کا خزانہ بھي بيت المال ہے' اسي کے ساتھہ مسلمانوں کے پاس ایک تيسرا فنڈ بھي اس کام کيليے ہے - عيد اضحی کی قرباني اور اسکي کھال کي قيمت :

و يـذكروا اسـم اللـه علی ما رزقهم من بهيمة الانعام ' فكلـوا منهـا و اطعمـو البائس الفقيـر - (حج)

اور تاکہ نام لو خدا کا (قرباني کرتے وقت) اُس جانور پرجو خدا نے تمکو ديا ہے' خود کھاؤ اُسميں سے اور مشقت زدہ فقيروں کو کھلاؤ -

کيا مبارک ہوگا وہ دن جب اسلام کے بيت المال ميں يہ تمام فنڈ جمع ہوتے ہونگے' اور ان اہل حاجت ' فقرا ' مساکين' اور يتيمونکي امداد کيجاتي ہوگي !

اس تمام بيان سے معلوم ہوا کہ اگر اسلام نے اہل دولت کو کسب معاش کا موقعہ ديا ہے' تو دوسري طرف اہل احتياج کي بھي اُسنے کچھہ کم خبرگيري نہيں کي ہے - يہي وہ چيز ہے جسکو آج موجودہ تمدن کي خود غرضانہ تاريکي ميں اهـل اشتراکيـة ڈھونڈھتے ہيں اور نہيں پاتے ہيں - انھيں تدابير کا اثر تھا کہ اسلام ميں ايک ايسا زمانہ بھي آيا ہے جب لوگ خيرات دينے کيليے فقير ڈھونڈھتے تھے' اور نہيں ملتے تھے - کيا يورپ ميں بھي ابھي ايسا زمانہ آئيگا ؟

اسلام کي اس فياضي سے کسي کو يہ شبہہ نہ ہوکہ وہ قوم ميں ايک اپاهج' پا شکستہ' اور گداگر جماعت طيار کرنا چاهتا ہے - قرآن مجيد نے زکوۃ اور صدقات کے مصارف خود حصر کے ساتھہ مقرر کردیے ہيں' اور اسلام ميں برابر اسي پر عمل ہوتا رہا - حديث شريف ميں ہے :

لا تحل الصـدقـة لغني و لا لـذي مـرة سوی (ترمذي)

خيرات مالدار آدمي کو اور جس کو کمانيکي قوت ہو' اور جس کے اعضا درست ہوں' حلال نہيں -

جناب رسول الله صلی الله عليـه و سلم اپنے آخري حج ميں صدقہ کا مال تقسيم فرما رہے تھے کہ دو آدمي مانگنے کو آے ' آپنے اُن پر نظر ڈالي اور پھر نيچي کرلي - وہ دونوں صحيح الاعضـاء اور مضبوط تھے - آپ نے فرمايا :

ان شئتما آتيتكما و لا حظ فيها لغني و لا لقوي مكتسب - (ابو داؤد)

اگر تم چاہو تو ميں تم کو دوں ' ليکن اس ميں مالدار اور مضبوط کمانے والے آدمي کا کچھہ حصہ نہيں ہے -

ايک شخص نے رسول الله صلی الله عليه و سلم سے آکر کہا يا رسول الله کچھہ زکوۃ ديجيے ! آپنے فرمايا :

ان اللـه لم يرض بحكم نـبـي و لا غيـره فـي الصدقات ' فجزاها ثمانية اجـزاء - فان كنت من تلك الاجزاء اعطيتـك - (ابو داؤد)

خدا زکوۃ کے بارے ميں کسي نبي يا غير نبي کے فيصلہ پر راضي نہيں ہوا ہے' بلکہ خود اُس نے اُس کے آٹھہ حصے کيے ہيں - اگر اُن ميں سے تم کسي ميں ہو تو ميں تم کو دوں -

حضرۃ زبير بن عوام سے مروي ہے کہ رسول الله صلی الله عليه و سلم نے فرمايا :

لان ياخذ احـدكم حبلة فيـاتي بحزمـة حطب علی ظهره - فيبيعها فيكف الله بهـا وجهه خير لـه من ان يسأل النـاس (بخاري)

تم ميں سے کوئي شخص رسي لے ' اور اپني پيٹھہ پر لکڑي کا گٹھہ ليکر آے اور اُس کو بيچے' اور خدا اُس کي عزت اُس سے رکھہ لے' اُس کے ليے بہتر ہے اس سے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے -

مستطيع گداگروں کي نسبت جناب رسول الله صلی الله عليه وسلم نے فرمايا ہے :

ما يـزال الـرجل يسأل الناس حتی ياتي يوم القيـامـة و ليس في وجـهـه مزعـة لحم - (دار قطني)

جو شخص لوگوں سے مانگتا ہے وہ قيامت ميں آئيگا تو اُس کے منھہ ميں گوشت نہ ہوگا -

رسول الله صلی الله عليه و سلم نے حضرۃ ثوبان سے فرمايا :

من يتقبل لي بواحـدة اتقبل له بالجنة لا يسال الناس شيئاً (ابوداؤد)

کون ميري ايک بات مانتا ہے ؟ ميں اُسکے ليے جنت کا وعدہ کرتا ہوں- لوگوں سے مانگا نہ کرو !

ايک شخص رسول الله صلی الله عليه و سلم کے پاس آيا اور کچھہ اُنسے مانگا - آپنے فرمايا تمہارے پاس کچھہ ہے ؟ اُسنے کہا ہاں ايک کمل ہے - آپنے کمل بيچکر ايک کلہاڑي خريددي کہ جنگل سے لکڑياں لاکر بيچے -

حضرت عمر کے پاس ايک غير مستحق گداگر آيا - آپنے اسکو پکڑ کر ايک شخص کے پاس نوکر رکھا ديا - خانۂ کعبہ ميں حضرت عمر رضي الله نے ايک شخص کو بھيک مانگتے ديکھا تو سخت سزا دي - (۱) ان تصريحات کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام کي فياضي کا نتيجہ گداگروں کي جماعت بڑھانا ہے -

اب همکو صرف ايک بات اور کہني باقي رہگئي ہے - اہل اشتراکيۃ اور يورپ کي اصلاح طلب پارٹي چاہتي ہے کہ بازار کا نرخ مقرر کيا جاے اور بازار ميں کھانے کي چيزونکي نگراني کيجاے - آجکل يورپ اور امريکا کے بازاروںميں کيمسٹري کے زور سے جسطرح چيزوں کي تبديل ماهيت کي جاتي ہے ' جسطرح ظاہر نما چيزيں بنائي جاتي ہيں' اور معمولي قيمت کي چيزيں ظاہري آب و تاب اور ملمع کي وجہ سے گراں قيمت بکتي ہيں ' اس طرز تجارت سے غربا اور عام ملک کو جو نقصان پہونچتا ہے وہ محتاج اظہار نہيں - اس حالت ميں سوشياليست پارٹي کا اپني درخواست پر زور دينا بجا ہے -

ليکن اسلام اس ضرورت کو بھي پورا کرچکا ہے - اسلام ميں انھيں اغراض کيليے صيغۂ احتساب قائم ہوا تھا - محتسب اس صيغہ کا اعلی عہدہ دار ہوتا تھا ' اسکے فرائض وہي ہوتے تھے جسکو اہل اشتراکيۃ تعين نرخ و نگراني اشياے بازار کے ليے طلب کرتے ہيں -

ان تمام مباحث اور ان تمام تفصيلات کا خلاصہ يہ ہے کہ آج متمدن ممالک جن مصائب ميں مبتلا ہيں ' اسکا اصلي سبب يہ ہے کہ جديد تمدن کي بنياد کسي صحيح مذہب پر نہيں ہے - اب مصلحين تمدن و معاشرت اور عقلاے يورپ جو اصلاحات پيش کرتے ہيں ' اُنميں گو بعض باتيں غلط ہيں جنکي اسلام نے ترديد کردي ہے' ليکن بقيہ امور وہي ہيں جنکو اسلام پہلے ہي دن سمجھہ چکا تھا' اور اُسکي اصلاح کي تدبيريں کرلي تھيں - يہي وجہ ہے کہ اُسکا تمدن اشتراکيۃ کے جرائيم سے پاک رہا - حضرت عثمان کے عہد ميں امراے شام کے پاس بے انتہا دولت جمع ہوگئي تھي - حضرت ابو ذر غفاري جو ايک بلند پايہ صحابي تھے ' اُنہوں نے ان لوگوں کي سخت مخالفت کي اور کہا کہ يہ دولت تمام فقرا پر تقسيم کر ديجاے - ليکن چونکہ اس زمانہ ميں فقرا کے حقوق کا کافي طور سے انتظام تھا' اسليے حضرت ابو ذر کا کوئي ہم آهنگ پيدا نہو سکا -

بہر حال اگر اس تفصيل کے بعد کہ اُسنے دنيا ميں ہر قسم کي جائز مساوات قائم کي ' اسنے جمہوريت کي بنا ڈالي ' اُسنے امرا اور اہل ثروت کو همدردي کي تعليم دي' اُسنے فقراے ملک کا مستحکم اور پائدار بندوبست کيا ' اگر يہ دعوي کيا جاے تو کون انکار کر سکتا ہے کہ اسلام ہي دنيا کا تنہا مذہب ہے جسکے بيڑے کو اشتراکيۃ کے طوفان کا کوئي خوف نہيں - وہ صالح اشتراکيۃ کا معلم و محافظ ہے ' اور غير صالح افراط تفريط کا مخالف -

(۱) مشکوۃ باب الزکوۃ -

(۱) ان تمام واقعات کے ليے مشکوۃ ' باب من لا تحـل له الصدقہ ديکھو -

ہر فرمایش میں البلاغ کا حوالہ دینا ضروری ہے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ ف لندن

یہ مشہور ناول جوکہ سولہ جلدوںمیں ہے ابھي چھپ کر نکلی ہے اور تہوڑي سي رہگئي ہے - اصلي قیمت کي چوتھائي قیمت میں بیچاتي ہے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ - کپڑیکي جلد ہے جسمیں سنہري حروف کي کتابت ہے اور ۳۱۶ هاف ٹون تصاویر ھیں تمام جلدیں دس روپیہ میں رھا - ہي اور ایک روپیہ ۱۳ - آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈیپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بڈوبازار - کلکتہ

Imperiai Book Dopot, 6o Sigopal Mullick Lane,
Bowbazar Oalcutta.

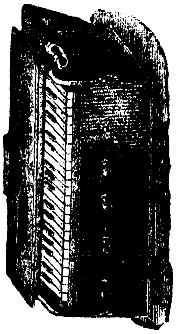

نصف قیمت اور

تبلہ انعام

ھمارا سائنس فکسن فورموٹ ھارمولیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و ھوا میں یکساں رھنے والا ھمارے خاص کارخانہ میں کواساں لکڑي سے طیار کیا ھوا ہے اسوجہ سے کبھي پوري قیمت اور کبھي نصف قیمت پر فروخت کرتے ھیں - ایک ماہ کیلیے یہ قیمت رکھي گئي ہے - ایک مرتبہ منگواکر آزمایش کیجیے - نہیں تو پھر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچہ مال ناپسند ھوے" تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے ھم واپس کرلیویںگے - اس وجہ سے آپ دریافت کرلیجیے کہ یہ کمپنی کسی کو دھوکا نہیں دیتي ہے - گرانٹی تیس برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیہ - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیہ - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیہ - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیہ - ھر ایک باجہ کیواسطے مبلغ پانچ روپیہ پیشگي روانہ کرنا چاھیے اور اپنا پورا پتہ اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکھنا چاھیے - ھر ایک سنگل ریڈ کے ساتھہ ایک گھڑي اور ڈبل ریڈ کے ساتھہ ایک تبلہ و ڈوگی انعام دیا جاویگا - ھندي ھارمونیم سکھھا کا قیمت ایک روپیہ ہے -

نیشنل ھارمونیم کمپني ڈاکخانہ شملہ - کلکتہ

SALVITAE

یہ ایک اتنا مجرب دوا ان امراض کا ہے کہ جسکي وجہ سے انسان اپنی قدرتي قوت سے گرجاتا ہے - یہ دوا ان کھوئي ھوئي قوت کو پھر پیدا کر دیتي ہے - قیمت ایک روپیہ -

ASTHMA TABLETS

کسی قسم کا دمہ اور کتنے ھي عرصہ کا ھو اگر اس سے اچھا نہ ھو تو ھمارا ذمہ - کھانسي کے لیے بھي مفید ہے - قیمت ایک روپیہ -

PILES TABLETS.

بواسیر خوني ھو یا بادي - بغیر جراحي عمل کے اچھا ھوتا ہے - قیمت ایک روپیہ -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

ھر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے ھر قسم کا جنون خواہ نوبتي جنون ' مرگي والا جنون ' غمگین رھنے کا جنون ' عقل میں فتور ' بے خوابي وغیرہ وغیرہ دفع ھوتي ہے - اور وہ ایسا صحیح و سالم ھو جاتا ہے کہ کبھي ایسا گمان تک بھي نہیں ھوتا کہ وہ کبھي ایسے مرض میں مبتلا تھا - قیمت في شیشي پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سہام صاحب کا اوبھرالین

مستورات کے جملہ اقسام کے امراض - کا خلاصہ نہ آنا - بلکہ اسوقت درد کا پیدا ھونا - اور اسکے دیر پا ھونیسے تشنج کا پیدا ھونا - اولاد کا نہونا غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو ھوتے ھیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبري دیجاتي ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجونکي تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور لطف زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سہام صاحب کا اوبھرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد ھوں -

مستند مدراس شاھد - ڈاکٹر ایم - سي - ننجنڈا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنر مدراس فرماتے ھیں - "مینے اوبھرالین کو امراض مستورات کیلیے" نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ریلس - ایل - ایم - ایس - آر - سي - پي ایفک ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي ھیں :- "نمونے کي شیشیاں اوبھرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بیحد نفع بخش پایا" -

مس ایم - جي - ایم - براڈلي - ایم - ڈي - (برن) بي - ایس - سي - (لنڈن) سینٹ جارج اسپتال ارکار ڈي بمبئي فرماتي ھیں : "اوبھرالین جسکو کہ مینے استعمال کیا ہے" زنانہ شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور کامیاب دوا ہے"

قیمت في بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ ھدایت مفت درخواست آنے پر روانہ ھوتا ہے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

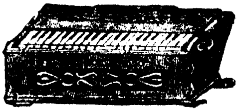

IMPERIAL FLUTE.

بہترین اور نہایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیہ
قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیہ
ھر درخواست کے ساتھہ ۵ روپیہ بطور پیشگي آنا چاھیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - و ۲۰ - روپیہ -
ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیہ

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

پوہن ٹائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز غذا ' یہ دماغی کمزوریوں کو دفع کرتي ہے - پژمردہ دلونکو تازہ بناتي ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانک ہے جوکہ یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے ھیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ کو قوت پہنچتي ہے - مسلولین وغیرہ کو بھی مفید ہے ... کی قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ضعف باہ ایکدم دور ھو جاتي ہے اس کے استعمال کرتے ھي آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھہ آنہ -

AYESHA

مُفرح دماغ - حسن کي افزایش - رنگوں کي تازگي - بال کا بڑھنا یہ سب باتیں اسمیں موجود ھیں - نہایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیہ -

نمونہ مُفت - مشورہ مُفت - فہرست مُفت

Dattin & Co, Manufacturing Chemist, Post Box 141 Calcutta,

مفت ! مفت ! !

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف کردہ نوجوانوں کا رھنما و صحت جسماني و زندگي کا بیمہ کتاب قانون عیاشي - مفت روانہ ھوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 80/2, Harrison Road Calcutta

البیان

فی

مقاصد القرآن

هذا بیان للناس، و هدی و موعظة للمتقین (۳ : ۳۳)

یعنی قرآن حکیم کی مفصل تفسیر، از خامہ اڈیٹر الہلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاہر کردینا کافی ہے کہ قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اوسکی محیط الکل معلمانہ دعوۃ کا موجودہ دور جس قلم کے فیضان سے پیدا ہوا ہے، یہ اسی قلم سے نکلی ہوئی مفصل اور مکمل تفسیرالقرن ہے!

یہ تفسیر موزوں کتابی تقطیع پر چھپنا شروع ہوگئی ہے - ہر مہینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۶۴ اور زیادہ سے زیادہ ۱۰۰ صفحے اعلی درجہ کے ساز و سامان طباعۃ کے ساتھہ شائع ہوتے رہینگے - اس سلسلے کا پہلا نمبر جسمیں نصف حصہ مقدمۂ تفسیر اور نصف سورۂ فاتحہ کی تفسیر کا ہوگا، انشاء اللہ عنقریب شائع ہوجائیگا - قیمت سالانہ قبل از اشاعت چار روپیہ - بعد کو پانچ - روپیہ -

لیجئے ! مزیدار مٹھائی کھائیے

ٹیلیفون نمبر ۲۴۱ کلکتہ

Phone No. 241. Calcutta.

جاپان کے مشہور و معروف کارخانے کی مٹھائیاں اب ہندوستان میں بھی میسر ہونے لگیں -

موریناگا کمپنی جاپان میں سب سے بڑی مٹھائی بنانے والی کمپنی ہے -

THE MORINAGA CONFECTIONERY, Co., Ltd. JAPAN.

ان مٹھائیوں میں ایسی کوئی چیز نہیں جو مذہب کے خلاف ہو -

صرف دودھہ اور میوہجات کے جوہر سے بنائی گئی ہیں - اسمیں کوئی جزو کسی چیز کے بیکار اور بے اثر حصے کا نہیں لیا جاتا -

بچوں کیلیے نہایت ضروری چیز ہے - لذیذ اور خوش ذایقہ ہونے کے علاوہ مفید صحت و توانائی بھی ہے -
اور ہر شخص اسے ذوق و رغبت سے کھانا چاہتا ہے -

باوجود ان تمام خوبیوں کے اس کی قیمت بہت ہی کم رکھی گئی ہے -

یہ مٹھائیاں تمام ہندوستان میں نہایت کثرت سے بکتی ہیں -

کم سے کم ایک مرتبہ تو منگواکر تجربہ کیجیے !!

Sole Agents for India :—

Bessho & Co. 111, Radha Bazar Street, Calcutta. & Hornby Road, Bombay.

ہندوستان کے واسطے سول ایجنٹ :—

بیشو اینڈ کمپنی نمبر ۱۱۱ - رادھا بازار اسٹریٹ - کلکتہ - و ھارن بی روڈ - بمبئی -

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 45, Ripon Lane Calcutta

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا
انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۴ : ۵۲)

جلد ۱ | کلکته : جمعه ۲۷ - ربیع الثانی ۵ - جمادی الاول سنه ۱۳۳۴ هجری | نمبر - ۱۳-۱۴

Calcutta : Friday, 3rd and 10th March, 1916.

ترجمان القرآن

یعنی قران حکیم کا اردو ترجمه ' اثر خامۂ ایڈیٹر الهلال

آسمانی صحائف و اسفار کے حقیقی حامل و مبلغ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام هیں - پس انکی تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل ایک پیغمبرانه عمل هے ' جس کی توفیق صرف انهی لوگوں کو مل سکتی هے جنهیں حق تعالی انبیاء کرام کی معیت و تبعیت کا درجه عطا فرماتا هے ' اور انکا نور علم براہ راست مشکواۃ نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء -

هندوستان کی گذشته قرون اخیره میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کی توفیق ملی ' وہ حضرت شاہ عبد الرحیم رحمۃ الله علیه کا خاندان تھا - انکے فرزند حجۃ الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرۃ شاہ ولی الله قدس سرہ تھے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمه کی ضرورت الهام الهی سے محسوس کی ' اور فارسی میں اپنا عدیم النظیر ترجمه مرتب کیا - انکے بعد حضرۃ شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر رحمۃ الله علیهما کا ظهور هوا ' اور اردو زبان میں ترجمۃ القران کی بنیاد استوار هوئی - شکر الله سعیهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹھیک ایک صدی گذر چکی هے ' لیکن یه کهنا کسی طرح مبالغه آمیز نه سمجها جائیگا که نشر و تبلیغ قرآن حکیم کی جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکھی تھی ' اسکی تکمیل کا شرف حق تعالی نے ایڈیٹر الهلال کیلیے مخصوص کردیا تھا ' جنهوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فهم حقائق و معارف قرانیه ' و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکھکر قرآن حکیم کا یه اردو ترجمه نهایت سلیس ' عام فهم ' معنی خیز ' حقیقت فرما عبارت میں مرتب کیا هے ' اور بحمد الله که زیر طبع هے -

یه ترجمه کیسا هے ؟ ان لوگوں کیلیے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هیں ' اسکا جواب دینا بالکل غیر ضروری هے -

یه ترجمه حامل المتن ٹائپ کی جگهه لیتھو میں چھاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعه میں آسکے - قیمت فی جلد چھه روپیه رکھی گئی هے - لیکن جو حضرات اس اعلان کو دیکھتے هی قیمت بھیجدینگے ' ان سے صرف ساڑھے چار روپیه لیے جائینگے - درخواستیں اور روپیه منیجر البلاغ کے نام بھیجنا چاهیے -

---

نوٹ --- ڈبل نمبر هونے کی وجه سے قیمت فی پرچه چھه آنه

اب حیات

هندي کایا پلٹ ' یوناني اکسیر البدن اور
کیمیاگر اکسیر اعظم کہتے هیں یه امرت پورا

زندگي کو موت سے ایک روپیه میں خرید نا

(آبحیات کے اکسیري فوائد !)

صحت کے برابر دنیا میں کوئی نعمت نہیں - جو لوگ وقت پر قدر نہیں کرتے - جب تندرستی بگڑ جاتی ہے - پھر عمر بھر پچھتاتے هیں جو لا حاصل هوتا ہے - اب پچھتائے کیا هوت جب چڑیا چگ گئیں کھیت - هندوستان گرم ملک ہے اور بوجه شدت گرما گرد و غبار سے اس میں هزاروں قسم کي بیماریاں و فساد خون کے دکھه هر روز نئے نئے پیدا هوا کرتے هیں - گراني اشیاء خوردني نے عام لوگوں کو مفلس بنا رکھا ہے - اور کثرت بیماري نے لوگوں کو کمائی کے لائق نہیں رکھا ' اس ایسے عام لوگ بلا علاج زنده درگور هو جاتے هیں - اگر علاج کرتے هیں تو فیس اور قیمت دوا ادا کرنے سے قلاش ' تنگدست بن جاتے هیں - اور صاحب توفیق حضرات کو دوا خالص نہیں ملتي - مندرجه بالا تکالیف کو دور کرنے لئے حکیم مطلق نے آب حیات کو مسیحائي اثر بخشا ہے تاکه کوئي دکھه دنیا میں نه رهے - غریب سے غریب اور لاچار سے لاچار ایک پیسه کي ایک خوراک لے کر امراض مزمنه مایوسه سے خلاصي پائے - آبحیات هر مرض شدید کي دوا ہے خارجاً لگانے سے هر درد وغیره کے لیے شفا ہے - ایک شیشي آبحیات کي کنبه بھر کو بہت بلاؤں اور ناگہاني آفتوں سے بچاسکتي ہے ' کسیکو معلوم نہیں مرض کسوقت رات کو یا دن کو جنگل میں یا گھر میں آ دبائیگي اسلیے یه عقلمندي ہے که پہلے هي سے ایک شیشي گھر میں رکھي جائے -

(فوائد مصدقه آبحیات)

تپدق ' تپ محرقه ' صفراوي تپ ' تپ پرسوت ' سل ' پیچش ' صفراوي اسہال ' سرسام ' درد سر ' درد پہلو ' نمونیا ' ذات الجنب ' تپش دل ' ناسور ' بدهه کا زخم ' درد کان ' مسوڑوں سے خون آنا ' پھوڑے پھنسیاں ' پٹھوں کا اکڑاؤ ' براسیر ' نواسیر ' بھگندر ' ناور کا سوراخ ' دانت کا درد ' قبض ' درد قولنج ' درد کمر ' نقرس ' چھپاکي ' متلي ' قے ' زخموں میں کیڑے پڑنا ' کثرت پیاس ' تشنج ' بیخوابي ' کھانسي خشک و تر ' کرم ' چھوتے ' ورم پستان ' درد دل ' هیضه ' طاعون ' خنازیر ' درد شکم ' زهر دار ڈنگ ' بھڑ ' سانپ ' بچھو ' آگ سے جلنا ' گرمي کي شدت سے جسم پر گرم دانے نکلنا ' درد ' چوٹ ' خارش نکسیر وغیره وغیره کتاب میں مفصل حال درج ہے -

قیمت في شیشي ایک روپیه - چھه شیشي پانچ روپیه - ایک درجن دس روپیه محصول ڈاک ذمه خریدار -

آبحیات کا مسیحائي اثر

(سل ' دق ' کھانسي ' سات ماه کي صرف سات دن میں دور)

عالیجناب هز هائینس نواب میر فیض محمد خانصاحب بہادر
کے - سي - ایس - آئي والي ریاست خیرپور سندهه

سر اے غلام رسول عرصه سات ماه سے بعارضه بخار لازمي جو ۱۰۴ درجه تھرما میٹر پر رهتا تھا - اور اس کے علاوه کھانسي ایسي شدید تھي که سونا ' بیٹھنا حرام هو گیا تھا - چونکه سر - اے ممدوح اپنے آقائے نامدار میر احمد علي خاں صاحب کي خدمت میں شب و روز رهتا تھا اور کھانا پینا ان کے ساتھه رکھتا تھا - اُن کے معالجه کے لئے یوروپین سول سرجن سات سو روپیه روزانه کراچي وغیره سے اور نامور اطباء هندوستان سے جمع کرتے رهے - میر ممدوح مدقوق تھا - کوئي چاره نه چلا اور وه فوت هو گیا - تمام طبیبوں اور ڈاکٹروں نے متفق هو کر کہدیا تھا که سر - اے غلام رسول بھي اسي مرض میں مبتلا هو گیا تھا -

آخر جب تمام معالجات سے تنگ آکر بمصالحت مایوسي سرکار ابد پائدار والي ریاست نے حکیم غلام نبي زبدة الحکماء لاهور کو جو جامع علوم ڈاکٹري و یوناني اور ماهر فنون هر دو طب هیں ' ریاست میں برائے معالجه طلب فرمایا -

(آبحیات کا کرشمهٔ قدرت)

زبدة الحکماء موصوف نے یوروپین ڈاکٹر وغیره میڈیکل افسروں سے اس بات کا اتفاق کیا که مقدمه سل ہے - اور جگر بھي بگڑ گیا ہے ' صرف دس قطره آبحیات کے تین دفعه دینے شروع کیے ' اور تمام انگریزي و یوناني دوائیاں ترک کرادیں - سات ماه کا بخار اور کھانسي ساتویں روز جاتي رهي - یه جادو کے اثر کي خبر ریاست میں مشہور هو گئي - اور آبحیات کے جادو اثر کرشمے اور اس کے سریع العمل اور سریع الاثر لاعلاج بیماروں کا کوئي کم قیمت علاج ہے ' تو آبحیات تسلیم کر لیا گیا ہے - اب سندهه میں جو آتا ہے - اسي آبحیات کا طالب هوتا ہے - تمام اخباروں میں اسي قصه کو پڑهه لو اور وهاں سے تصدیق کرلو که سر - اے غلام رسول اب تندرست ہے اور کاروبار ریاست میں مصروف ہے -

(العبد - خان بہادر رسول بخش خاں نائب وزیر ریاست خیرپور سندهه)

الغرض آبحیات کي شیشي هر گھر میں موجود هوني ضرور ہے - سفر و حضر میں کار آمد - نه ڈاکٹر کي ضرورت ہے نه طبیب کي - بیسیوں امراض کي ایک هي تیر بہدف دوا ہے ' جو کسي قسم کے ضرر کے بغیر فائده دیتي ہے -

قیمت في شیشي صرف ایک روپیه - (منیجر)

(شربت مقوي اعصاب)

وه نقص جو بھر پور جواني میں مرد کو رنجیده خاطر بنائے هیں ' اس سے دور هوتے هیں - کھوئي هوئي طاقت کو واپس لاکر مرد کو پورا مرد بناتا ہے - افعال قبیحه اور کثرت عیاشي نے جب جسم کي قوت کو گھٹا دیا هو - تو یه شربت خاک میں ملی هوئي امیدیں بر لاتا ہے ' في شیشي صرف چار روپیه -

(سنون مستحکم دندان)

هلتے دانت مضبوط - بدبو میل دور - دانت موتیوں کي طرح چمکدار - قیمت چار توله ایک روپیه -

(سر کا خوشبودار تیل)

بالوں کو خوشبودار رکھنے کے سوا سیاه بالوں کو سفید نہیں هونے دیتا - دافع ضعف دماغ نزله و زکام في شیشي تین روپیه -

دوائي درد کان - قیمت صرف ایک روپیه -

(سرخ رو)

بعد از غسل اس دوا کے دو قطرے چہرے پر مل لینے سے چہره خوبصورت هو جاتا ہے ' قیمت في شیشي صرف ایک روپیه

(روغن اعجاز)

برسوں کے زخم دنوں میں بھر جاتے هیں ' ناسور ' بھگندر - خنازیر کے گھاؤ اور کاربنکل زخم کا اچھا علاج - قیمت دو توله صرف دو روپیه -

(دوائي پیچش و مروڑ)

نہایت زود اثر اور مجرب دوائي ہے - قیمت چار توله صرف ایک روپیه ہے -

(خنازیر کا خوردني علاج)

اس دوائي کے کھانے سے گلٹیاں اندر هي اندر بیٹھه جاتي هیں قیمت دو توله صرف دو روپیه -

بخاروں کي شرطیه دواء - پسینه آکر هر قسم کا بخار ایک گھنٹه میں اتر جاتا ہے - قیمت في ڈبیه دو روپیه -

(سفوف دافع درد گرده)

اس کے استعمال سے ریگ مثانه دور هو کر آینده دورهٔ درد سے نجات هوتي ہے - چار توله صرف دو روپیه -

پته - منیجر شفاخانه شہنشاهي ' سند یافته حکیم و ڈاکٹر حاجي ' غلام ' نبي
زبدة الحکماء لاهور - موچی دروازه

Tel. Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No. 648

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
43, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly ,, Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول و رئیس التحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
نمبر ۴۳ - ریپن لین
کلکتہ

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

نمبر - ۱۲ - ۱۳
کلکتہ : جمعہ ۲۷ - ربیع الثاني و ٥ - جمادي الاولی سنہ ۱۳۳۴ ھجري
Calcutta : Friday, 3rd and 10th March, 1916.
جلد ۱

البیـــان

البیان کي اشاعۃ میں تاخیر پر تاخیر ہو رہي ہے اور اسکے سوا چارہ نہیں کہ اُن احباب کرام سے بخشش و عفو کا خواستگار ہوں جنھوں نے ہمیشہ میري کمزوریوں پر نظر رکھکر میرے قصوروں سے درگذر کي ہے - میں اپنے تمام کاموں کو تنہا انجام دیتا ہوں ' اور اللہ کي مشیت ایسي ہي تھي کہ اپني محنتوں اور شب بیداریوں کیلیے تن تنہا چھوڑ دیا جاؤں - مجھے ایک ہي وقت کے اندر مختلف ذوق' مختلف لٹریچر' مختلف افکار' اور مختلف مطالعہ و نظر کے بیسیوں کام انجام دینے پڑتے ہیں' اور دار الارشاد کا سلسلہ اور اپني زندگي کي اولجھنیں انکے علاوہ ہیں' اسلیے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کاموں کے اختتام و تکمیل کے متعلق ارادے کرتا ہوں مگر میرا اندازہ بالکل غلط نکلتا ہے اور بیسیوں غیر متوقع موانع نکل آتے ہیں - اگر میں کسي دن چند گھنٹوں کیلیے بیمار پڑجاتا ہوں تو یکایک دس بارہ کام رک جاتے ہیں اور اسکے سوا چارہ نہیں نظر آتا کہ اپني ہلاکت گوارا کرلوں مگر کاموں میں خلل نہ پڑنے دوں' البیـــان کے متعلق پوري امید تھي کہ ربیع الاول سے پہلے نکل جالیگا لیکن ایک طرف تو میں اپني مجبوریوں اور کام کي کثرت و ھجوم سے درماندہ ہوتا رہا ' دوسري طرف البـــلاغ کے تسلسل کار کي وجہ سے پریس کو بھي زیادہ مہلت نہیں ملي - نتیجہ یہ نکلا کہ ابتک پہلا نمبر نہ نکل سکا -

با ایں ہمہ جسقدر کوشش ہوسکتي ہے کي جاري ہي ہے اور حتی الامکان سعي یہي ہے کہ جس وقت بھي پریس کو مہلت ملے سب سے پہلے البیـــان کے فارم مشین پر چڑھادیے جائیں ' ایک نمبر نکل جاے تو پھر خود بخود کام کا تسلسل دقتوں کو دور کردیگا - امید ہے کہ احباب کرام تھوڑا سا توقف اور گوارہ کرلینگے ' اور عجب نہیں کہ انتظار کي تلخي سے زیادہ نتیجہ شریں ہو -

ایک اور بڑي اور لا علاج دقت یہ ہے کہ دنیا میں امن کي طرح کاغذ کا بھي قحط ہوگیا ہے - خشک سالي یہاں تک بڑھگئي ہے کہ چاندي سونا بازار میں ہر وقت خریدا جاسکتا ہے مگر کاغذ نہیں ملتا - البیـــان کیلیے مجبوراً جو کاغـذ لیا گیا ' وہ اسقـــدر گراں پڑا ہے کہ سمجھـــہ میں نہیـــں آتا - مجوزہ قیمت کیونکر اسکو کفایت کریگي ؟ بہر حال پہلا نمبر نکل جاے تو پھر اس مسئلہ پر غور کیا جالیگا - ترجمـان القـرآن کا بھي یہي حال ہے' اور اسکے لیے بھي تھوڑا سا انتظار اور گوارہ کر لینا چاھیے -

خـــاتمـــہ سخـــن

مجـــوزہ شیعـــہ کالـــج

" نصحـــت لکم ' و لکـــن لا تحبـــون الناصحیـــن "

گـذشتہ دو نمبروں میں ہم نے بالاختصار اپنے وہ خیالات ظاہر کردیے جو مجوزہ شیعہ کالج کي تحریک اور اسکے نشو و نما کے اسباب و بواعث میں سے ہمارے پیش نظر ہیں - اب آخري سوال یہ سامنے آتا ہے کہ موجودہ حالت میں کیا کرنا چاھیے ؟

ہم اسکا جواب نہایت اختصار سے دینگے کیونکہ اس ہفتہ کسي مفصل تحریر کي گنجایش رسالہ میں نہ نکل سکي -

(۱) ہمارا عقیدہ یہ نہیں ہے کہ مسلمان محمڈن کالج کے سوا اور کوئي کالج قائم نہ کریں' بلکہ جسقدر کالج بھي کامل انتظام اور صحیح نظام تربیت کے ساتھہ قائم ہوسکیں ' بہتر ہیں اور ضروري ہیں - " مرکز" اور " تعلیمي مرکز" کا خیال اصلاً غلط نہیں ہے مگر جو مطلب ارباب علي گذہ نے سمجھا ہے وہ بھي صحیح نہیں - دنیا کی غلطیاں اسلیے غلط نہیں ہوتیں کہ ان میں صحت نہیں ہوتي' بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سچ کو جھوٹ سے ممزوج و آلودہ کر کے دکھلایا جاتا ہے' اور مخلوط سچ ' خالص جھوٹ سے کہیں زیادہ فتنہ پرداز ہے - یقیناً اصول مرکزیۃ ایک قدرتی اور صحیح ترین چیز ہے' کوئي کام ہو بغیر اسکے چارہ نہیں ' اور یہ بھي غلط نہیں ہے کہ علي گذہ کالج مسلمانان ہند کیلیے نئي تعلیم کے مرکز کي حیثیت پیدا کر چکا ہے' مگر ساتھہ ھي اسکے یہ معني بھي نہیں ہیں کہ اور کوئي مفید کام نہ کیا جاے ' اور صرف مرکز مرکز پکارتے رھنا مسلمانوں کي تمام روز افزوں ضرورتوں کو پورا کر دیگا - خوارج نے کہا تھا کہ " ان الحکم الا للہ " اسپر حضرۃ امیر علیہ السلام نے فرمایا : " کلمۃ حق یرید بہا الباطل " انکا یہ کہنا کلمۂ حق ہے' مگر مقصود باطل ہے - سو اصول مرکزیۃ کا بھي یہي حال ہے -

(۲) پس اس سے بڑھکر خوشي کي اور کونسی بات ہوسکتي ہے کہ ایک نیا کالج مسلمانوں کیلیے اور قائم ہوجاے ' لیکن کالج قائم کرنے کے یہ معني نہ تھے کہ باھمي اختلاف و نزاع کي زمین طیار کرکے اسپر غیروں کے ہاتھوں تخم ریزي کرائي جاتي - چاھیے تھا کہ علي گذہ کالج کے نزاع سے الگ ہوکر محض خدمت قومي اور جذبات صالحۃ اسلامیہ پر اسکی بنیاد رکھی جاتی - اُس

صورت میں یہ سوال صرف ایک نئے کالج کا سوال ہوتا اور کوئي راست باز انسان ایسا نہوتا کہ اس تحریک کي پر جوش دل سے تائید نہ کرتا - مگر اب یہ کالج کا مسئلہ نہیں رہا بلکہ افتراق امۃ و انشقاق ملت کے فتنۂ خوابیدہ کے ایقاظ و ازدیاد کا (لا قدر اللہ)

(۳) لیکن بہرحال جو کچھہ ہونا تھا ہوچکا ' اور اب اسکے سوا کچھہ چارۂ کار نہیں کہ ماضي کے اعادہ سے مایوس ہوکر صرف صورت موجودہ پر غور کیا جاے - تو جہاں تک میں سوچتا ہوں گو فتنہ کروٹ لیچکا ہے مگر اب بھي اسکو سلایا جاسکتا ہے ' اور اگر اللہ تعالی داعیان تحریک کے دلوں کو کھول دے اور وہ مسلمانوں کي تباہ حالیوں پررحم کھالیں' اور اسکے صدیوں کے زخموں کو اور زیادہ گہرا نہ کرنا چاھیں ' تو اب بھي کچھہ نہ کچھہ صورت اصلاح پیدا ہوسکتي ہے' اور اس تحریک سے نقصان کي جگہ فائدہ کي امید بھي کي جاسکتي ہے -

(۴) میں داعیان شیعہ کالج سے یہ نہیں چاھتا کہ وہ اس تحریک کو چھوڑ دیں ' اور نہ اسکا آرزومند ہوں کہ اپنے طریق کار میں کوئي بڑي بنیادي تبدیلي کریں ' بلکہ نہایت عاجزي اور کمال منت کے ساتھہ صرف دو جزئي تبدیلیوں کا خواستگار ہوں جنسے نہ تو انکے مقصد اصلي میں (اگر وہ محض اشاعۃ تعلیم و خدمت ملت ہے) کوئي حرج واقع ہوسکتا ہے اور نہ انکي راہ میں کوئي رکاوٹ پیدا ہوتي ہے - اول یہ کہ وہ جو کچھہ چاھیں کریں اور جو چاھیں بنائیں مگر خدا کیلیے اسکا نام " شیعہ کالج " نہ رکھیں - کیونکہ اُن انسانوں کیلیے جو قران نامي کتاب کے ماننے والے اور محمد بن عبد اللہ علیہ الصلواۃ و السلام کے پیرو ہیں ' اس زمین پر بجز " اسلام " کے اور کوئي نام نہیں ہے - ابتک اس بدعۃ سے خاک ہند محفوظ رھي ہے کہ سني کالج ' شیعہ کالج ' اور اھلحدیث کالج کے ناموں سے کالج قائم ہوے ہوں - پس خدا را افتراق و انشقاق کي ہلاکتوں کا ایک نیا دروازہ نہ کھولیں -

پھر قطع نظر اسکے دیکھنا یہ ہے کہ مجوزہ کالج کو " شیعہ کالج " کے نام سے موسوم کرنے کي ضرورت کیا پیش آئي ہے ؟ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ چونکہ اسکے قیام سے مقصود مسلمانوں کے اس گروہ کي تعلیم و تربیت خصوصي ہے جو " شیعہ " کہلاتا ہے' اسلیے اسکا نام بھي شیعہ کالج رکھا جاے - سو اگر یہي مقصد ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اسکو نام سے کیا علاقہ ہے اور اگر اسکا نام شیعہ کالج نہ رکھا جائیگا تو اس کے مقصد کو کیا نقصان پہنچے گا ؟ مقصد اصلي کا حصول اس پر موقوف ہے کہ عملاً زیادہ تر شیعہ افراد ہي اسمیں تعلیم پائیں ' انہي کي تعلیم دینیات کا اسمیں خاصتاً انتظام کیا جاے ' اور ان سب اصولي امور کو اسکے کانسٹي ٹیوشن میں داخل کردیا جاے - پس اگر اسکا نام شیعہ کالج نہ رکھا جاے بلکہ سرے سے " کالج " بھي نہ کہا جاے' جب بھي حصول مقصد میں کوئي حرج واقع نہیں ہوتا -

بزرگان شیعہ کانفرنس و حضرات مجلس منتظمہ کالج کو غور کرنا چاھیے کہ ابتک ہندوستان میں کوئي کالج اور مدرسہ کسي خاص فرقہ کے نام کے ساتھہ قائم نہیں ہوا ہے ' اور وہ نہ صرف تفریق و انشقاق اور تمذہب و تحزب کي جھیل کو بھرنے کي جگہ زیادہ وسیع کر رہے ہیں' بلکہ اس سے بھي بڑھکر یہ کہ نام اور انتساب کے ایک نئے فتنہ کي بنیاد رکھنے والے بن رہے ہیں' جو ابتک کسي کو نہیں سوجھا تھا - نئے نئے فتنوں کي راہ کھولنے کے لیے حضرۃ امیر علیہ السلام نے جو کچھہ فرمایا ہے ' خدا را اسے نہج البلاغۃ کے خطبۂ نہروان میں دیکھہ لیں -

مسلمانوں کا کوئي کام ہو اور خواہ کوئي فرقہ انجام دے' مسلمانوں ہي کا کام ہے' اور اسکا نام بجز اسلام اور انتساب اسلام کے کچھہ بھي نہیں ہوسکتا - میں حضرات ائمۂ کرام علیہم السلام کي تصریحات مندرجۂ اصول کافي وغیرہ سے ثابت کرنے کیلیے طیار ہوں کہ جسطرح سنیوں کیلیے صرف اسلام ہي کا نام سچا نام ہے' اسي طرح برادران شیعہ کیلیے بھي اس خدا کے قرار دیے ہوے نام کے سوا اور کوئي نام شرعي نہیں ہوسکتا -

اگر کسی وجہ سے حضرات مجوزین کالج مدرسۂ اسلامیہ وغیرہ ناموں سے اسکو موسوم کرنا نہیں چاھتے' تو خیر' کسي ایسے عام نام سے موسوم کردیں جسمیں کسیطرح کي بھي نسبت نہو' مثلاً دار العلوم وغیرہ - اسطرح وہ اپنے مقاصد میں سے کسي چیز کو بھي نہیں کھوئینگے' مگر تمام مسلمانوں پر ایک عظیم الشان احسان و فضل کرنے کا ذریعہ ہونگے - ایسا احسان جس سے بڑھکر اور کوئي احسان نہیں ہو سکتا اور سوچیں تو انکا احسان خود انہي کے وجود کیلیے ہے -

دوسري عاجزانہ التمـــاس یہ ہے کہ جس طرح انہوں نے اسکي تعلیم کا دروازہ قابل تحسین فیاضـــي کے ساتھہ تمام مسلمـــانوں کیلیے کھلا رکھا ہے ' اسي طرح اعانت کرنے اور اسکي بناء میں شریک ہونے کا دروازہ بھي اپنے بھائیوں پر بند نہ کریں' اور یہ تخصیص نہ رکھیں کہ صرف شیعوں ہي کا روپیہ اسکے لیے قبول کیا جائیگا - وہ خاص طور پر خود کوشش کریں ' اور خاص طور پر برادران شیعہ ہي سے اعانت کے طالب ہوں' لیکن دروازہ عام طور پر کھلا ہو' اور اگر غیر شیعہ مسلمان بھي اسکي خدمت کا شرف حاصل کرنا چاھیں تو اسے نامنظور نہ کریں - اسطرح کرنے سے وہ اپنے اصول عمل کو نہایت صاف اور غیر مشتبہ بنادینگے اور انکے خاص مقاصد کا کچھہ بھي نقصان نہوگا - اگر انہوں نے زر اعانۃ کي فہرست سب کیلیے کھلي رکھي تو اس سے یہ نتیجہ کبھي بھي نہیں نکلتا کہ کل کو کوئي انپر دعوا کردیگا - جبکہ اسکي بنیاد رکھنے والے وھي ہیں اور اصلاً انکا مقصد یہي ہے کہ خاص طور پر برادران شیعہ کي تعلیم کا انتظام ہو تو پھر غیر شیعہ مسلمانوں کي شمولیت کسي طرح بھي اسمیں خلل انداز نہیں ہوسکتي - اگر بقـول ارکان شیعہ کانفرنس کے شیعـہ ارباب فیض کا لاکھوں روپیہ محمڈن کالج علي گڈہ سے شیعہ حقوق کو حاصل نہ کراسکا ' تو پھر چند غیر مسلمانوں کا تھوڑا سا روپیہ کیوں مجوزہ کالج کي خصوصیت و تصرف میں خلل ڈال سکیگا ؟ مجھے شخصاً معلوم ہے کہ متعدد غیر شیعـہ اشخاص بصورت قبولیت اس کام میں شرکت کرنے کیلیے طیار ہیں ' اور انہوں نے مجھہ سے کہا ہے کہ ہمارے لیے یہ بڑے ہي فخر اور عزت کي بات ہوگي اگر ہمارے عزیز بھائي ہمارے ناچیز ہدیوں کو قبول کرلیں ' اور سب سے پہلے میں خود اس خوشي کو حاصل کرنے کیلیے اپنے اندر نہایت بے چین جوش پاتا ہوں -

یہ خاتمۂ سخن ہے - وقت نہیں کہ اس داستان کو طول دیا جاے ' ورنہ یہ حکایت بڑي ہي درد انگیز ہے اور بہت سي راتوں کو آنکھوں میں کاٹ دینے والي ہے - اللہ دلوں کا بھید جاننے والا ہے اور اسکي نظر سے کسي کا دل چھپا نہیں - وہ بہتر جانتا ہے کہ مجوزہ شیعہ کالج کے متعلق جو کچھہ میري زبان سے نکل رہا ہے ' یہ فریقانہ تعصب کي خباثت اور جماعت بندي کے ناپاک حسد کا نتیجہ ہے یا محض کلمۂ اسلام کي محبت کا جسمیں کسي فریقانہ این وان کي گنجایش نہیں' اور محض اپنے عزیز بھائیوں کو ایک سخت ٹھوکر سے بچانے کا اضطراب جو اس حد سے کوسوں آگے گذر چکا ہے جہاں شیعہ سني کي تمیز کا نام و نشان ہو ؟ فبشر عباد الــــذین یستمعـــون القول فیتبعون احسنہ' او لائک الذین ھداھم اللہ و اولائک ھم اولوا لباب ! !

الم يان للذين آمنوا ان تخشع قلوبهم لذكر الله و ما نزل من الحق ؟

کيا مسلمانوں کيليے ابهي تک اس کا وقت نهيں آيا که الله کے ذکر اور اسکے کلمۂ حق کيليے انکے اندر درد اور شکستگي پيدا هو' اور وه اپنے پروردگار کے آگے جهک جائيں ؟ ؟

افسانۂ هجر و وصال !

پهر چهيڑا حسن نے اپنا قصه
بس آج کي شب بهي سو چکے هم !

کيا دنيا ميں جس طرح بهار و خزاں کے موسم آتے' ربيع و خريف کي هوائيں چلتيں' اور جاڑے اور گرميوں کا سورج بدلتا هے' اسي طرح دلوں کي شورشوں کا بهي کوئي موسم هے ؟ روحوں کي بيقراري کي بهي کوئي فصل هے ؟ ديوانگي اور سراسيمگي کا بهي کوئي وقت هے' جسکي هوائيں چلتي هيں اور جنکے بادل نمودار هوتے هيں ؟ ميں نهيں جانتا که ايسا هو - مگر ميں پاتا هوں که ميرے دل کي ديوانگي ٹهر ٹهر کے اٹهتي اور ميري روح کي شورش گذر گذر کے لوٹتي هے - ميں کچهه عرصه سے اس دريا کي مانند جو اتر گيا هو' چپ تها' ليکن آج اس سمندر کي مانند جسکي تهه سے موجيں جوش مار رهي هوں' پهر آهوں سے بهر گيا هوں' فريادوں سے معمور هوگيا هوں' شورشوں سے لبريز هوں' اور ديوانگيوں کے سرجوش سے ميرا ساغر ضبط چهلک گيا هے - آج مجهے پهر اس خاک کي تلاش هے جسکو اپنے سر و چهره پر اوڑا سکوں' پهر ان کانٹوں کي جستجو هے جنکو اپنے دل و جگر ميں چبهو سکوں - ميں ديوانوں کا متلاشي هوں اور مجهے بيماروں کي بستي کي ضرورت هے - ميں هوشياري سے اکتا گيا اور تندرستي نے مجهے عاجز کرديا - آه' ميں چاهتا هوں که جي بهر کے روؤں اور جسقدر چيخ چيخ کے نالۂ و فرياد کرسکتا هوں' کرتا رهوں - ميري چيخيں تمهارے عيش و نشاط کو مکدر کرديں' ميرا نالۂ و بکا تمهارے عيش کدوں کو ماتم کده بنادے' ميري آهوں سے تمهارے دلوں ميں ناسور پڑجائيں' ميري شورش غم سے تمهارے چهروں کي مسکراهٹ معدوم هوجاے - ميں تم کو غم و ماتم سے بهردوں - ميں تم کو درد و حسرت کا پتله بنادوں - تمهاري آنکهيں نديوں کي طرح بهه جائيں' تمهارا دل تنور کي طرح بهڑک اٹهے' تمهاري زبانيں ديوانوں کي طرح چيخ اٹهيں' اور تمهاري غفلت عيش اور بے دردي نشاط کي وه بستي جو مدتوں سے برابر آباد چلي آتي هے' اسطرح اجڑ جاے که پهر کبهي آباد نهو :

روے بازار مراد امروز عرفي با منست
ديدۂ ترمي فروشم دامن تر ميخرم !

* * *

دنيا ميں هم ديکهتے هيں که انسان کي نيند اگر موت کي نيند نه هو' تو کبهي نه کبهي ضرور ختم هوتي هے' اور ايسا نهيں هوسکتا که سونے والا کبهي نه جاگے - پهر بعضوں کي نيند ايسي هوتي هے که اک ذرا سي آواز انکو جگا دينے کيليے کافي هوتي هے - بعض کي انسے سخت هوتي هے تو انکے ليے چيخنے اور شور مچانے کي ضرورت هوتي هے - بعض انسے بهي زياده غفلت کي نيند سوتے هوتے هيں تو انکو جهنجهوڑنے اور هلانے کي ضرورت هوتي هے - اور اگر سونے والے کے جاگ اٹهنے کيليے يه بهي بيکار هو' تو پهر ايسا تو کبهي بهي نهيں هوسکتا که بهونچال آجاے' آتش فشاں پهاڑ پهٹ اٹهيں' پهاڑوں کے ٹکرانے کے دهماکوں سے کان کے پردے ريزه ريزه هوجائيں اور پهر بهي نيند کے متوالے آنکهيں نه کهوليں -

سو يقين کرو که خدا کا بهي اپنے بندوں کے ساتهه ايسا هي حال هے - اسکي صدائيں اٹهتي هيں تاکه غفلت کے سرشار آنکهيں کهوليں - اگر اس پر بهي وه کروٹ نهيں ليتے' تو هر طرف شور و غل مچنے لگتا هے تاکه سونے والوں کي نيند ٹوٹے - اگر اسپر بهي نيند نهيں ٹوٹتي تو هاتهه نمودار هوتے هيں اور وه جهنجهوڑ جهنجهوڑ کے اٹهاتے هے که صبح آگئي اور آفتاب کي کرنيں ديواروں سے اتر کر صحنوں اور ميدانوں ميں پهيل گئيں - اب بهي اٹهه جاو اور اس دن کو اپنے هاتهه سے نه کهودو جو جاکر پهر واپس نهيں آئيگا - ليکن آه' اکثر ايسا هوتا هے که اس جهنجهوڑنے پر بهي آنکهيں نهيں کهلتيں اور نيند کے متوالے کروٹ نهيں ليتے تو پهر دهماکے هوتے هيں' زلزلے آتے هيں' زمينيں پهٹنے لگتي هيں' پهاڑ ايک دوسرے سے ٹکرانے لگتے هيں' اور صداؤں اور آوازوں کي هولناکيوں سے تمام دنيا بهر جاتي هے - سو يه بهي سب کچهه اسي ليے هوتا هے تاکه کسي طرح انسان جاگے اور اب بهي آنکهيں کهولدے - اگر اسپر بهي آنکهيں نهيں کهلتيں تو پهر خدا کا فرشته پکار اٹهتا هے که :

اموات غير احياء ! و لا يشعرون ايان يبعثون -	يه زندوں کي آبادي نهيں بلکه مردوں کي بستي هے - وه اٹهنے اور اٹهاے جانے کي گهڑي سے بالکل غافل پڑے هيں !

* * *

پس تنبه اور هوشياري کي تمام تدبيريں هوچکيں' اور ايک سوتے هوے کو جگانے کيليے جو کچهه کيا جاسکتا هے' وه سب کچهه کيا جاچکا' پر افسوس که تمهاري آنکهيں ابتک بند هيں' تمهاري غفلت کا نشه کسي طرح نهيں اترتا' اور تمهاري موت کي نيند کسي طرح بهي نهيں ٹوٹتي - دنيا ميں انسان کيليے عقل و بصيرت هے' عقلا کي دانائياں هيں' هاديوں کي هدايتيں هيں' واعظوں کے وعظ هيں' خدا کے مقدس نوشتے هيں' اور رسولوں کي بتلائي هوئي تعليمات هيں' پهر حوادث و تغيرات هيں' انقلابات و تبدلات هيں' آثار و علائم هيں' استنباط و استشهاد هے' ليکن آه' وه قوم جسکي غفلت کيليے يه سب کچهه بيکار هے ! نه تو دنيا کے گذرے هوے واقعات ميں اسکے ليے کوئي اثر هے' نه حال کے حوادث و تغيرات ميں اسکے ليے کوئي پيغام هے' نه الله کے کلام سے ڈرتي اور کانپتي هے' اور نه بندوں کي هدايتوں سے عبرت پکڑتي هے :

ما ياتيهم من ايات ربهم الا کانوا عنها معرضين (۶ : ۴)	الله کي نشانيوں ميں سے کوئي نشاني بهي ايسي نه آئي جسکو ديکهه کر انهوں نے عبرت پکڑي هو اور غفلت و سرکشي سے باز آگئے هوں -

بلکه بسا اوقات ايسا نظر آتا هے که جسقدر عبرت کي صدائيں جگانا چاهتي هيں' اتني هي اسکي نيند زياده گهري هوتي جاتي هے :

ولقد جاء هم من الانباء ما فيه مزدجر حکمة بالغة فما تغني النذر ! (۵۵ : ۴)	اور بلا شبهه انکے پاس ايسي خبريں آچکي هيں جن ميں بڑي هي تنبيه اور هشياري هے اور بهت هي بڑي گهري حکمت و دانائي' پر افسوس که حوادث و انقلاب کي يه ڈراوني هدايت بهي انکي بيداري کيليے کافي نه هوئي !

دنيا ميں سب سے پهلے انسان کے آگے تاريخ يعنے دنيا کے گذرے هوے واقعات آتے هيں' اور انهي سے انسان تجربه کي دانائي اور بصيرت حاصل کرتا هے - وه ديکهتا هے که هميشه ايک هي طرح کے

واقعات ظاہر ہوے ' ایک ھي طرح کے اعلانات کیے گیے ' ایک ھي طرح کي حالتیں طاري ہوئیں' اور ایک ھي طرح کے نتیجے نکلے - پس تجربہ اور استقراء اسے بتلا دیتا ہے کہ اب بھي ہمیشہ جب کبھي ویسي حالتیں پیدا ہونگي تو ویسے ھي نتائج نکلیں گے ' اور اگر آگ کے شعلوں نے ہمیشہ انسان کے جسم کو داغ دیا ہے تو ایسا کبھي نہ ہوگا کہ آگ کے شعلوں میں کودکر کوئي ٹھنڈک پاے -

سو اگر تمہاري نیند سونے والوں کي نیند ہوتي - بے روح لاش کي نیند نہوتي - تو تمہارے جاگنے کیلیے تاریخ کي آواز بس کرتي تھي - تمہارے آگے نوع بشري کي پوري تاریخ موجود ہے - ہزاروں ملکوں اور قوموں کے تذکرے موجود ہیں' ہزاروں آثار و اطلال ہیں اور زمین کے صدھا گوشے گذرے ہوؤنکي عمارتوں سے اور مٹے ہوؤں کے کھنڈروں سے رکے ہوئے ہیں ' تو تم ان سب کے پاس جاؤ اور ان سب سے پوچھہ دیکھو کہ دنیا میں کوئي قوم بھي معصیت کرکے زندہ رھي ہے' اور انسانوں کا کوئي گروہ بھي خدا سے بھاگ کر بچ سکا ہے ؟ کبھي ایسا ہوا ہے کہ خدا کے قانونوں پر چلکر قومیں تباہ ہوئي ہوں' اور اسکے قانون کو توڑکے انہوں نے خوشحالي اور ہمیشگي پائي ہو؟

اقوام کو چھوڑ دو اور افراد کو تلاش کرو - جب سے زمین بني ہے ' آجتک ایک انسان بھي اسکي گود میں ایسا پلا ہے جس نے غفلت و اعراض کرکے زندگي پائي ہو ' اور خدا کے قانونوں کو توڑ کر خوشحالي و مراد حاصل کي ہو؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کیا ہے کہ تم زہر کھا رہے ہو اور امیدوار ہو کہ تمہیں زندگي ملے ' اور تم نے شہروں کے بہت کي راہ اختیار کي ہے اور سمجھتے ہو کہ انسانوں کي آبادي میں تم پہنچ جاؤگے ؟

الم یاتہم نباء الـــذین من قبلهـــم قوم نوح و عاد و ثمود و قوم ابراهیم واصحاب مدین والمـــؤ تفکات ؟ اتتهم رسلهـــم بالبینـــات فما کان الله لیظلمهـــم و لکـــن کانوا انفسهم یظلمون -

کیا انہوں نے اُن لوگوں کا حال نہیں سنا جو انسے پہلے گذر چکے ہیں - مثلاً قوم نوح' عاد' ثمود ' قوم ابراهیم' اصحاب مدین ' اور وہ لوگ جنکي بستیاں الٹ دي گئیں ؟ ان سب کے پاس الله کے رسول آے اور راہ حق کي نشانیاں انہیں دکھلائیں لیکن انہوں نے بد عملیوں کي راہ اختیار کي اور اسکي پاداش میں مٹادیے گئے - سو الله تو کسي پر ظلم نہیں کرتا مگر ان بد بختوں نے خود ھي اپني ہلاکت چاھي !

اگر گذرے ہوے واقعات و حوادث میں بھي تمہارے لیے کوئي آواز نہیں' تو پھر خود تمہاري آنکھوں کے سامنے گذرنے والے حوادث و تغیرات ہیں اور انکي زبان سب سے زیادہ چیخنے والي اور سب سے زیادہ دلوں کے اندر گھر کر جانے والي ہے :

او لا یرون انهـــم یفتنون في کل عـــام مـــرة او مرتین ثـــم لا یتـــوبون و لا هم یذکرون ؟

آیا نہیں دیکھتے کہ کوئي برس ایسا نہیں گذرتا کہ ایک بار یا دو بار وہ بلاوں میں نہ ڈالے جاتے ہوں' پھر بھي انکي غفلت کا یہ حال ہے کہ نہ تو توبہ کرتے ہیں اور نہ مصیبتوں سے نصیحت پکڑتے ہیں !

اور اگر وہ تمام حوادث و تغیرات جنسے تمہاري زندگي کا ہر سال اور ہر ماہ بلکہ ہر طلوع و غروب معمور تھا ' تمہارے سمجھنے اور بیدار ہوجانے کیلیے کافي نہ تھے تو آہ ' کیا خداے قدوس کي وہ سب سے آخري کڑک اور اسکے قانون تعذیب امم کي وہ سب سے زیادہ کپکپا دینے والي اور عقلوں اور ہوشوں کو مبہوت کردینے والي گرج بھي تمہیں نہیں جگاتي ' جسکے زلزلہ انگیز دھماکوں سے پہاڑوں کي چوٹیاں ہل گئیں' اور قریب ہے کہ زمین دھنس جاے اور سمندروں سے مچھلیاں رونے اور ماتم کرنے کیلیے اُبھر آئیں ؟

کلا ' و القمـــر ' و اللیل اذا ادبر ' والصبـــح اذا اسفر ' انها لاحدى الکبر' نذیراً للبشر' لمن شـــاء منکم ان یتقدم او یتاخر (۷۴ : ۳۶)

بیشک ' چاند جبکہ نکل آیا ' رات جبکہ ختم ہوگئي ' اور دن جبکہ روشن ہوگیا ' کہ یہ حادثہ بڑے بڑے انقلابات میں سے ایک بڑا ھي انقلاب ہے اور غافل انسان کو غفلتوں کے پاداش سے سخت ڈرانے والا ہے - تو تم میں سے جو بڑھنا چاہے اسکے لیے اب بڑھنا ہے ' اور جو پیچھے ہٹنا چاہے ' اسکے لیے غافل رھکر تباہ ہونا !

پھر اگر تم اسلیے نہیں اُٹھتے تھے کہ جب تک زلزلے نہ آئینگے نہیں اُٹھوگے ' اور جب تک آتش فشاں پہاڑ نہیں پھٹیں گے آنکھ نہیں کھولوگے ' اور جب تک پہاڑوں کي چوٹیوں اور سمندروں کي موجوں کے اندر سے چیخ نہ اٹھیگي کانوں کو نہیں کھولوگے' تو آہ' یہ کیا ہے کہ زلزلے بھي آچکے اور تم نے کروٹ نہ لي ؟ آتش فشانیوں کي ہولناکیوں سے زمین چیخ اٹھي اسپر بھي تم خبر نہوے ؟ اب اور کس بات کے منتظر ہو' اور کیا چاہتے ہو کہ آسمان پھٹ جاے اور آفتاب کے پرزے پرزے ہوجائیں اور کرہ ارضي دھواں بنکر اڑ جاے ؟

فهل ینظرون الا الساعـــة ان تاتیهم بغتة ؟ فقد جاء اشراطها ' فانى لهـــم اذا جاءتهم ذکراهم ؟

پھر کیا یہ لوگ اخري فیصلہ کر دینے والي گھڑي کے منتظر ہیں کہ اچانک انپر آ نازل ہو ؟ سو اگر اسي کا انتظار ہے تو اُسکي نشـــانیاں تو آچکیں - اور جب وہ گھڑي خود آجائیگي تو اسوقت انکے لیے کیا ہوگا ؟

آفتاب کو ہمیشہ اسکی کرنوں میں دیکھا جاتا ہے اور دھویں کو دیکھکر مسافر پالیتا ہے کہ آگ جل رھي ہے- اسیطرح خدا کا جلال بھي ہمیشہ اپني نشانیوں اور آیتوں کے اندر سے دیکھا گیا ہے ' اور ہمیشہ اس نے اپنے افتاب جمال کي چمک بدلیوں کے نقاب میں دکھلائي ہے - پس وہ جو ہمیشہ آیا تھا اور جس نے ہمیشہ مغرور و غافل انسان کو ماننے اور قبول کرلینے کیلیے مجبور کر دیا تھا ' آج بھي آ گیا ' اور آنکھیں رکھنے والوں کیلیے اس نے اپنے چہرے پر سے اچانک نقاب الٹ دي - پھر اگر اب بھي تم نہیں دیکھتے اور اب بھي تم اسکے آگے جھکنے کیلیے نہیں گرجاتے' توشاید تم منتظر ہو کہ وہ انسانوں کي طرح تمہارے سامنے آکر کھڑا ہو جائے' اور سورج کي کرنوں کے تخت پر بیٹھکر آسمان سے اسطرح اُتر پڑے کہ تم اپني انگلیوں سے ٹٹولکر اسکو چھوؤ ' اور اپنے کانوں کو اسکے منہ سے لگادو تاکہ وہ آوازوں اور حرفوں کے اندر بولدے کہ میں خداوند خداے قہار ہوں' اور جیسا کہ ہمیشہ سے ہوں ' اسي طرح اب بھي موجود ہوں' مجھے مان لو اور مجھسے انکار نہ کرو:

قال الذین لا یرجون لقاءنا لولا انزلنا علینا الملائکة او نرى ربنا (۲۵ : ۲۴)

اور ان لوگوں نے کہ خدا کے لقاء کي امید نہیں رکھتے کہا : اگر جو کچھہ تم کہتے ہو سچ ہے تو کیوں نہیں ہم پر فرشتے اُتارے گئے اور کیوں ایسا نہوا کہ ہمارا پروردگار اسمان سے اتر آتا اور ہم اسے دیکھہ لیتے ؟

سو اگر واقعي اسي کے منتظر ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمہارا انتظار کبھي ختم نہوگا ' یہاں تک کہ خدا کي جگہ اسکا آخري عذاب اتریگا اور تم کو دردنا کیوں اور سوختنیوں کي بشارت دیگا '

یوم یرون الملا ئکـــة لا بشرى یومئذ للمجرمین (۲۵ : ۲۳)

جس دن الله کے فرشتے نظر آینگے تو اس دن مجرموں کیلیے کوئي بشارت نہوگي کہ وہ صالحوں کي طرح اسکا انتظار کریں

ہمیشہ ایسا ھي ہوا ہے اور ہمیشہ اس دن کے منتظر رہنے والوں نے اپنے انتظار کا ایسا ھي جواب پایا ہے :

فهل ینتظرون الا مثـــل ایام الذین خلوا مـــن قبلهم ؟ قل فانتظـــروا اني معکم من المنتظرین (۱۰ : ۱۰۶)

پس کیا یہ لوگ بھي ویسے ہے دنوں کے منتظر ہیں جیسے ان سے پہلے قوموں پر آچکے ہیں ؟ اگر ایسا ھي ہے تو کہدو کہ اچھا انتظار کرو - میں بھي تمہارے ساتھہ انتظار کرنے والوں میں ہوں !

آنکھیں دیکھنے کیلیے ھیں ' کان سنے کیلیے ھیں ' اور دل پہلو میں رکھا گیا ھے تا تڑپے اور بیقرار ھو - لیکن وہ سب کچھہ تمھارے لیے بیکار ھوگیا ھے جسکو آنکھہ دیکھتی ھے' اور وہ سب آوازیں بے اثر ھوگئی ھیں جو کانوں سے سنائی دیتی ھیں' اور وہ تمام فکریں اور عبرتیں ڈوب گئی ھیں جنسے دل تڑپتے اور روحیں بیقرار ھوتی ھیں - پس جو کچھہ کیا جاے لا حاصل ھے' اور جو کچھہ کہا جاے بیکار ھے - آہ' تم غافل ھوگئے ھو' تم پر موت کا پنجہ چل گیا ھے' تم گمراھی کے قبضے میں آگئے' تمھارے احساس فنا ھوگئے' اور تمھارے دل کی دانائی میت دی گئی - اگر ایسا نہوتا تو جو کچھہ ھوچکا ھے اور جو کچھہ ھو رھا ھے' وہ ایسا تھا کہ اندھے بنیا ھو جاتے ' لنگڑے چلنے لگتے ' گونگوں کی چیخ سے دنیا ھل جاتی ' اور لولوں کے ھاتھہ شیروں کے پنجوں کی طرح طاقتور ھو جاتے - آہ ' تمھاری غفلت سے بڑھکر آجتک دنیا میں کوئی اچھنبے کی بات نہوئی ' اور تمھاری نیند کی سنگینی کے آگے پتھروں کے دل چھوٹ گئے - آہ' تم ایسے نہ تھے ' پھر تم ان لوگوں کی طرح کیوں ھوگئے جنکے لیے خدا کا رسول ماتم کرتا تھا ؟

لھم قلوب لا یفقھون	انکے پاس دل ھیں مگر سونچتے نہیں'
بھا و لھم اعین لا یبصرون	انکے پاس آنکھیں ھیں مگر دیکھتے
بھا و لھم اذان لا یسمعون	نہیں' انکے پاس کان ھیں مگر سنتے
بھا اولائك كالانعام بل	نہیں' وہ مثل چار پایوں کے ھوگئے
ھم اضل اولائك ھم	بلکہ انسے بھی بدتر' اور یہی ھیں کہ
الغافلون (۷ : ۱۷۸)	غفلت میں ڈوب گئے ھیں ! !

* * *

آہ' کوئی نہیں ' سب گمراہ ھوگئے ' سب نکمے نکلے ' سب غافل ھوگئے ' سب پر نیند کی موت چھاگئی ' سب نے ایک ھی طرح کی ھلاکت پی لی ' سب ایک ھی طرح کی تباھیوں پر ٹوٹتے ' سب نے خدا کو چھوڑ دیا ' سب نے اسکے عشق سے منھہ موڑلیا ' سب نے اسکے رشتے کو بٹہ لگایا ' سب غیروں کے ھوگئے ' سب نے غیروں کی چوکھٹوں کی گرد چاٹی ' اور سب نے ایک ساتھہ ملکر گندگیوں اور ناپاکیوں سے پیار کیا - آہ ' سب نے عہد باندھا کہ ھم ایک ھی وقت میں گمراہ ھوجائینگے' اور سب نے قسم کھائی کہ ھم ایک ھی وقت میں خدا کی پکار سے بھاگینگے - آہ' سب اس سے بھاگ گئے ' سب نے اس سے غول در غول بنکر بیوفائی کی ! کوئی نہیں جو اسکے لیے روے ' کوئی نہیں جو اسکے عشق میں آہ و نالہ کرے - اسکی محبت کی بستیاں اجڑ گئیں' اسکے عشق اور پیار کے گھرانے مٹ گئے ' اسکے گلہ کا کوئی رکھوالا نہ رھا ' اور اسکے کھیتیوں کی حفاظت کیلیے کوئی آنکھہ نہ جاگی ! سب شیطان کے پیچھے دوڑے' سب نے ابلیس کے ساتھہ عاشقی کی' اور سب نے بدکار عورتوں کی طرح اپنی آشنائی کیلیے آسے پکارا - پھر اسپر قیامت یہ ھے کہ کسی کو ندامت نہیں' کسی کا سر شرمندگی سے نہیں جھکتا ' کسی کے گلے سے توبہ و انابت کی آواز نہیں نکلتی' کسی کی پیشانی میں سجدہ کیلیے بیقراری نہیں' کوئی نہیں جو روٹھے ھوے کو منانے کیلیے دوڑجاے ' اور کوئی نہیں جو اپنی بدحالیوں اور ھلاکتوں پر پھوٹ پھوٹ کر آہ و زاری کرے !

و لقد اخذ نا ھم بالعذاب	ھم نے انہیں عذاب کی تکلیفوں میں
فما استکانوا لربھم	مبتلا بھی کردیا پھر بھی اپنے خدا کے
و ما یتضرعون !	آگے نہ جھکے اور ان میں شکستگی
(۲۳ : ۴۱)	اور عاجزی پیدا نہ ھوئی -

آہ ' میں کیا کروں ' اور کہاں جاؤں' اور کس طرح تمھارے دلوں کے اندر اتر جاؤں' اور یہ کسطرح ھو کہ تمھاری روحیں پلٹ جالیں' اور تمھاری غفلت مرجاے - یہ کیا ھوگیا ھے کہ تم پاگلوں سے بھی بدتر ھوگئے ھو ' اور شراب کے متوالے تم سے زیادہ عقلمند ھیں - تم کیوں اپنے آپ کو ھلاک کر رھے ھو' اور کیوں تمھاری عقلوں پر ایسا طاعون چھا گیا ھے کہ سب کچھہ کہتے اور سمجھاتے ھو پر نہ تو راستبازی کی راہ تمھارے آگے کھلتی ھے' اور نہ گمراھوں کے نقش قدم کو چھوڑتے ھو :

افلا یتدبرون القران ام	کیا یہ لوگ قرآن کی آیتوں پر غور نہیں
علی قلوب اقفالھا ؟	کرتے یا ایسا ھوا ھے کہ انکے دلوں پر قفل
(۴۷ : ۲۵)	چڑھگئے ھیں ؟

کیا تم وہ ھو جنکے لیے کہا گیا کہ :

وجعلنا علی قلوبھم اکنة ان	اور انکے دلوں پر ھم نے پردے ڈالدیے
یفقھوہ و فی آذانھم وقرا !	ھیں کہ فکر کی آنکھہ بیکار ھوگئی اور
(۱۷ : ۴۸)	انکے کان بہرے ھوگئے ھیں !

آہ ' تم کو معلوم ھے کہ خدا کا قانون کبھی ٹوٹنے والا نہیں اور اسکی سنة اللہ کبھی انسانوں کی کسی بھیڑ کیلیے بدل نہ جائیگی - اسکا یہ قانون ھے کہ آگ جلاتی ھے اور زھر کھانے سے آدمی مرجاتا ھے' اور اسی طرح غفلت و معصیت ھلاکت لاتی ھے اور خدا کی نافرمانیوں سے عذابوں اور دردناکیوں کا ظہور ھوتا ھے - ھمیشہ ایسا ھی ھوا ھے ' اب بھی ایسا ھی ھو رھا ھے' اور آیندہ بھی ایسا ھی ھو گا :

سنة اللہ فی الذین خلوا	یہ اللہ کا قانون ھے جسکے مطابق تمام
من قبل و لن تجد	گذری ھوئی قوموں سے سلوک ھوا
لسنة اللہ تبدیلا (۳۳ : ۲۶)	اور اللہ کے قانون میں تم کبھی
	تبدیلی نہ پاؤ گے !

* * *

پس میں آج سب کچھہ چھوڑ کے تم سے ایک ھی آخری بات کہنی چاھتا ھوں' اور یقین کرو کہ اسکے سوا جو کچھہ کہا جاتا ھے اگر وہ اس بات کے لیے نہیں کہا جاتا تو سب کچھہ بیکار ھے اور اس میں تمھارے لیے کوئی برکت و امن نہیں - سو یاد رکھو اور ماننے کیلیے جھک جاؤ کہ تمھاری زندگی کا ھر عمل بیکار ھے' اور تمھاری فکروں کی ھر فکر گمراھی و ضلالت ھے - تمھارے لیے صرف ایک ھی راہ نجات ھے اور بغیر اسکے کسی طرح چھٹکارا نہیں - تم جب تک اس پہلی منزل سے نہ گذروگے ' اس وقت تک خدا کا قہر تم پر سے ٹھنڈا نہوگا ' اور تم کبھی مراد اور خوشحالی نہ پاؤ گے - تمھارے سفر عمل کا پہلا قدم یہ ھے کہ توبہ کرو ' توبہ کرو ' اپنی تمام قوتوں اور تمام طاقتوں کے ساتھہ خدا کے آگے جھک جاؤ ' اسکی سرکشی اور بغاوت چھوڑ دو ' اسکے عشق اور محبت کو اسقدر پیو کہ بدمست ھو جاؤ ' اور اسکے آگے اسطرح گرو اور اسطرح روؤ اور اسقدر تڑپو کہ اسے تم پر پیار آجاے ' اور وہ تمھیں پہلے کی طرح پھر اپنی گود میں اٹھالے ' اور سب کچھہ تمھیں کو دیدے ' جسطرح کہ سب کچھہ تمھیں کو اس نے بخشدیا تھا :

یاایھا الذین آمنو ان تتقوا	مسلمانو ! اگر تم اللہ سے ڈرنے
اللہ یجعل لکم فرقانا و یکفر	والے ھوجاؤ ' تو اللہ تمام دنیا میں
عنکم سیئاتکم و یغفر لکم	تمھارے لیے ایک امتیاز اور سربلندی
و اللہ ذو الفضل العظیم -	پیدا کردیگا ' نیز تمھاری تمام برائیوں
(۸ : ۲۹)	کو دور کر دیگا اور تمھیں بخشدیگا -

تم اسکے آگے کیوں نہیں جھک جاتے ؟ وہ تو بڑا ھی فضل و کرم کرنے والا ھے !

تم نے غفلت کو خوب آزما لیا' تم نے نا فرمانیوں کی صدیوں تک کڑواھٹ چکھہ لی ' تم نے گناہ اور معصیت کے پھل سے اچھی طرح اپنے دامن بھر لیے' تم نے دیکھہ لیا کہ ایک خدا کی چوکھٹ سے تم نے سرکشی کی اور کس طرح ساری دنیا تم سے سرکش ھوگئی ' اور ایک اسکے روٹھنے سے کسطرح تمام دنیا تم سے روٹھہ

گئي ؟ پس مان جاؤ اور اب بھي باز آجاؤ - گناھوں کو آزماچکے ' آؤ تقوی و راستبازي کو بھي آزمالیں - سرکشیوں کو چکھه چکے ' آؤ اطاعت کا بھي مزہ دیکھه لیں - غیروں سے رشتــــہ جوڑ کے تجربہ کر چکے ' آؤ اسي ایک سے پھر کیوں نہ جوڑ جالیں جس سے امت کو ذلتوں اور خواریوں ' ٹھوکروں اور راندگیوں کے سوا کچھه بھي ھاتھه نہ آیا :

افلا یتوبون الی اللہ و یستغفرونہ و اللہ غفــــور رحیـــم !

پھر کیا ھے کہ اب بھي تم اللہ کے آگے نہیں جھکتے اور توبہ و استغفار نہیں کرتے حالانکہ اللہ تو بڑا ھي بخشدینے والا اور بڑا ھي رحمت فرما ھے -

* * *

تمھارے خدا نے تمھارے ساتھه کونسي برائي کي تھي کہ تم نے اسے چھوڑ دیا ' اور اسے چھوڑ کے کونسي دولت و نعمت ھے جو تمھیں ھاتھه آگئي ؟ خدا سے بڑھکے وہ اور کون حسین ھے جسکے حسن نے تم کو خدا سے چھین لیا ' اور اس سے بڑھکر اس کے پاس محبت اور پیار ھے جسکي زنجیریں تمھارے پانوں میں پڑگئیں ؟ تم غیروں کے پاس جاتے ھو تا کہ ٹھوکریں کھاؤ ' پر خدا کے پاس نہیں دوڑتے تاکہ وہ تمھیں پیار کرے ؟ اگر تم محبت کے بھوکے ھو تو الرحمن الرحیـــم سے بڑھکر اور کون ھے جسکے عشق میں اسے چھوڑ رھے ھو ؟ اگر تم رزق کے بھوکے ھو تو رب العالمین سے بڑھکر اور کون ھے جسکے خزانوں کي لالچ نے تم کو متوالا کردیا ھے ؟ اگر تم اپني محنت کي مزدوري مانگتے ھو' تو مالک یوم الدین سے بڑھکر کون مالک ھے جو تمھیں بدلہ دیگا ؟ فاہ ' آہ ' ثم اہ ' علی ما فرطتم في جنب اللہ !

ام اتخذوا من دونہ الھۃ ؟ قل ھاتوا برھانکـــم - (۲۱ : ۲۴)

پھر کیا ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا معبود بنا لیا ھے ؟ اگر ایسا ھي ھے تو انسے کہو کہ اپني دلیل پیش کریں کہ وہ کونسي حقیقت ھے جس نے انکي نظروں میں دوسروں کو معبود بنا دیا ھے ؟

پھر کیا تم بالکل اس سے بے نیاز ھوگئے ھو اور اب تمھیں خدا کے آگے جھکنے کي کوئي ضرورت نہیں رھي ؟ کیا تم کبھي بیمار نہ پڑوگے جبکہ طبیب مایوسي کا پیام دیگا اور عزیز و اقربا دیکھه دیکھه کر نا امیدي سے روینگے ' اور کیا اس وقت تمھیں خدا کو پکارنے اور ھر طرف سے مایوس ھوکر اسي سے راحت اور سکھه مانگنے کي ضرورت نہوگي ؟

کلا اذا بلغــت التراقي و قیل من راق ' و ظــن انہ الفراق ' و التفــــت الساق بالســـاق ' الی ربــک یومئذ المساق ' فلا صدق و لا صلی ' و لــکن کــذب و تولـــی - (۷۵ : ۲۸)

ھاں ' جب وہ گھڑي آے کہ جان بدن سے کھنچکر گردن کي ھنسلي تک آپہنچے اور دیکھنے والے بول اٹھیں کہ اسکا علاج کرنے والا کون ھے ؟ اور بیمار خیال کرلے کہ اب کوچ کا وقت آگیا ' اور اسکے درد اور بیچیدني کا یہ عالم ھو کہ ایک پنڈلي دوسري پنڈلي پر بٹکنے لگے ' سو یہ وہ وقت ھوگا کہ اللہ ھي کي طرف انسان کا کوچ ھوگا - پھر بتلاؤ کہ اس وقت اس بدبخت کا کیا حال ھوگا جس نے نہ تو کبھي خدا کے حکم کو مانا اور نہ کبھي اسکے آگے عبادت کیلیے جھکا ' بلکہ ھمیشہ سچائیوں کو جھٹلایا اور حکموں سے منہ موڑا ؟

* * *

اگر تم کو آنکھیں دي گئي تھیں تو اسي لیے تاکہ تم اسکو دیکھو' اگر تم کو دل دیا گیا تھا تو اسي لیے تا صرف اسي کو پیار کرو' اگر تم کو آنسو دیے گئے تھے تو اسي لیے تاکہ صرف اسي کي یاد میں بہاؤ ' اور اگر تمھاري پیشاني بلند کي گئي تھي تو اسي لیے تا کہ اسي کے آگے جھکاؤ' پر آہ ' تمھاري زبانیں اسکي حمد کے زمزموں سے محروم ھوگئیں ' تمھارے دل اسکي محبت کے نہونے سے اجڑ گئے ' تمھاري روحوں میں اسکي چاھت کي جگہ غیروں کي چاھتیں بھر گئیں ' تمھارے قدم اسکے طرف بڑھنے سے بر جھل ھوگئے ' اور تمھاري آنکھوں میں اسکے عشق کے درد و غم کیلیے ایک قطرۂ اشک بھي نہ رھا - تمھاري مسجدیں تڑپ رھي ھیں کہ راست بازوں کي تڑپتي ھوئي اور مضطرب نمازیں انکو نصیب ھوں ' مگر حیوانوں اور چار پایوں کے کھڑے رھنے اور اوندھے ھوجانے کے سوا وھاں اور کچھه نہیں ھوتا - حالانکہ تمھارا خدا تمھارے کھڑے رھنے اور اوندھے گر پڑنے کا بھوکا نہیں ' اور اگر صرف پانوں کو کھڑا رکھنا ھي عبادت ھوتا تو جنگلوں کے درختوں سے زیادہ تم کھڑے نہیں رھسکتے : **فویل للمصلین الـــذین ھم عن صلاتھم ساھون (۱۰۷ : ۴) و اذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی یراؤن الناس و لا یذکرون اللہ الا قلیلا (۴ : ۱۴۲)**

* * *

بہت ھوچکا ' اب بھي چھوڑ دو' آہ ' بہت سوچکے اب بھي چونک اٹھو' بہت گم ھوچکے اب بھي اپنے کو پالو - خدانے تم کو وہ مہلت دي ھے جس سے بڑھکر آجتک زمین کي کسي مخلوق کو بھي مہلت نہ دي گئي ' پھر نہو کہ وہ تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے ' اور تمھاري جگہہ کسي اور کو اپني چاھتوں کي شہنشاھي اور اپني محبت کا تاج و تخت دیدے ' جیسا کہ اس نے ھمیشہ کیا ھے :

و ربک الغني ذو الرحمۃ ان یشـــاء یذھبکـــم و یستخلف من بعد کم من یشاء کما انشـــأ کم من ذریۃ قوم آخرین -

اور تمھارا پروردگار بے پروا اور فیاض ھے - اگر وہ چاھیگا تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لیگا اور تمھارے بعد کسي دوسري جماعت کو کھڑا کردیگا جس طرح کہ خود تم کو دوسروں میں سے اسنے منتخب کیا تھا !

اگر تم کو اپنا مال و متاع خدا سے زیادہ محبوب ھے کہ اسے نہ دوگے ' اور اپني جانوں کو اسکي محبت سے بھي زیادہ پیارا سمجھتے ھو کہ اسکے لیے دکھه میں نہ ڈالوگے ' اور اگر تمھارے دلوں کي آھیں ' تمھارے جگر کي ٹیس ' اور تمھاري آنکھوں کے آنسو' اب اسکے لیے نہیں رھے ھیں بلکہ دوسروں کا مال ھوگئے ھیں ' تو یقین کرو کہ وہ بھي تمھارا محتاج نہیں ھے ' اور اسکي کائنات انسانوں سے بھري پڑي ھے - وہ اگر چاھیگا تو اپنے کلمۂ حق کي خدمت کیلیے درختوں کو چــلا دیگا ' پہاڑوں کو متحرک کردیگا ' کنکروں اور خاک کے ذروں کے اندر سے صدائیں اٹھنے لگینگي ' پر وہ فاسق اور نا فرمان انسانوں سے کبھي بھي کام نہ لیگا ' اور اپنے پاک کام کي عـــزت کو نا پاکوں کي گندگي سے کبھي آلودہ نہ ھونے دیگا - اور پھر تم مانو یا نہ مانو مگر میں نے سچ سچ دیکھا کہ جب تمھارے اندر سے اسکي پکار کو جواب نہ ملا تو وہ دوسروں کو پیار اور محبت کے ھاتھوں سے اشارہ کررھا ھے :

یا ایھــــا الذین امنوا من یرتد منکـــم عن دینہ فســـوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبـــونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافـــرین ' یجاھـــدون في سبیل اللہ ولا یخـــافون لومۃ لائم ' ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشـــاء و اللہ ذو فضل عظیم -

اے مسلمانو ! تم میں سے جو شخص دین حق کي راہ سے پھر جائیگا سو اسے یقین کرنا چاھیے کہ خدا اپنے کلمۂ حق کیلیے اسکا محتاج نہیں ھے - قریب ھے کہ وہ ایک قوم کو نمایاں کرے جو اللہ کو چاھنے والي ھوگي اور اللہ اسے پیار کریگا - وہ مومنوں کے آگے نہایت عاجز و نرم ھونگے پر دشمنان حق کیلیے نہایت مغرور و سرکش ' اللہ کي راہ میں بیخوف مجاھد ھونگے ' اور کسي الزام دینے والے کے الزام کي پروا نہ کرینگے - یہ اللہ کا بڑا ھي فضل ھے - جس کو چاھے چن لے - وہ بڑا ھي فضل و کرم والا ھے -

الـحق و الـبـاطـل

او الاصـلاح و الافساد

حقیقت بقـاے اسـلام و فنـاے کفـر

آج هم چاهتے هیں که قران حکیم کی تفسیر کے ایک نہایت هی اهم مسئله کے متعلق ایک سلسلۂ مضامین شروع کریں -

یه مسئله نہایت عظیم الشان هے اور قران حکیم کے بکثرت بیانات و تصریحات هیں جنکا فہم صحیح اس کے سمجهه لینے پر موقوف هے - هم کوشش کرینگے که اس سلسله کی هر صحبت ایک مستقل صحبت هو' اور اپنے اتمام لذت و تکمیل مطالعه میں ماسبق و مابعد کی محتاج نهو - و ما توفیقی الا بالله -

(بقاء حق و فناے باطـل)

قران حکیم کے مطالعه سے معلوم هوتا هے که اس نے اپنی تمام تعلیمات کی بنیاد ایک خاص حقیقت و قانون پر رکھی هے جس کو وه حق کے بقاء اور باطل کے شکست و هلاکت سے تعبیر کرتا هے - یعنی وه کہتا هے که کائنات عالم میں ایک چیز هے جسکا نام حق هے - اسکا خاصۂ قدرتی یه هے که وه صرف کامیابی و فتح اور بقاء و دوام کیلیے هے - نقصان اور هلاکت کبهی اسکے لیے نہیں هوسکتی - اسکے بالمقابل ایک دوسری چیز هے جسکا نام " باطل " هے - سو جسطرح پہلی چیز صرف بقاء کیلیے تهی ' اسی طرح یه صرف فناء و هلاکت کیلیے هے - اسکو کبهی بهی کامیابی نہیں ملسکتی اور کبهی وه حق پر غالب نہیں آسکتی - پهر جا بجا انهی دو حقیقتوں کو اور مختلف ناموں سے بهی پکارا هے اور مختلف حالتوں میں آکر انکی مختلف صورتیں بنگئی هیں - تاهم هر جگه انکے ان دو قدرتی خاصوں کا دعوا اور اعلان عام موجود هے ' اور اس پر اسقدر زور دیا گیا هے که دو تہائی قران اسی قانون بقاء حق و فناء باطل کے ذکر سے لبریز هے - کہیں صرف صاف اور ساده دعوا کردیا هے ' کہیں دلائل و شواهد پیش کیے هیں ' کہیں مثالوں کے پیرایه میں سمجهایا هے ' کہیں حق و باطل کے مشہور معرکوں کی سرگذشتیں دهرائی هیں ' اور کہیں مختلف قوموں اور ملکوں کے قصص و واقعات سناکر اسکی حقیقت کو ذهن نشین کیا هے - پهر کہیں اس قانون کے نفاذ کے آثار و علائم بتلاے هیں ' کہیں اسکے نتائج و ثمرات کو گنایا هے ' کہیں بتلایا هے که اسکی حکومت ابتداء خلقت سے هے اور آخر تک رهیگی ' کہیں خبر دی هے که دنیا کا ماضی اور مستقبل یکساں طور پر اس قانون کی صداقت کی شہادت هے ' اور کہیں نہایت شرح و بسط سے ان تمام شبہوں اور اعتراضوں کے جواب دیے هیں ' جنکو نادان و غافل انسان اس قانون کی اٹل پادشاهت پر کر بیٹھتا هے -

پهر اس سے بهی زیاده یه که یه قانون قران حکیم اور دین الهی کیلیے ایک ایسی بنیادی حقیقت هے جو اسکے تعلیم و هدایت کی تمام شاخوں پر حاوی نظر آتی هے ' اور جو کچهه کہا جاتا هے اور بتلایا جاتا هے ' سب کے اندر سے اسی قانون الهی کی صدائیں اٹهه رهی هیں - قصص و واقعات هیں تو اسی قانون کیلیے ' امثال و حکم هیں تو اسی قانون کیلیے - احکام و نواهی هیں تو اسی قانون کیلیے - کائنات هستی اور مظاهر فطرة کے مطالعه کا حکم دیا جاتا هے تو اسی کے لیے - ملکوت السماوات والارض کے تفکر و تدبر پر زور دیا جاتا هے تو اسی کی غرض سے - غفلت اور اعراض پر تنبیه کی گئی هے تو اسی کی خاطر ' اور تعقل و تفقه کا حکم دیا گیا هے تو صرف اسی کے واسطے - دنیا میں جو کچهه هے اور جو کچهه هوتا هے ' قرآن کہتا هے که سب کو اسی قانون کیلیے دیکهو اور سب پر اسی کے سمجهنے کیلیے غور و فکر کرو - وه کہتا هے که اگر آسمان پر هر طرف سے گهٹائیں امنڈ آئی هیں اور ٹهنڈی هواؤں کے جهونکے چل رهے هیں تو تمهیں کیا هوگیا هے که تم اس قانون کو نہیں سمجهتے ؟ اگر سمندروں میں موجیں اٹهه رهی هیں اور بڑے بڑے جہاز ان میں تنکوں کی طرح تہه و بالا هو رهے هیں تو تمهاری آنکهوں کو کیا هو گیا هے که تم اس قانون کو نہیں دیکهتے ؟ باغوں میں پهول کهلے هیں اور کهیت شادابی سے لہلہا اٹهے هیں ' پر قران کہتا هے که پهولوں کے اوراق میں بهی اسی قانون کو پڑهو اور کهیتوں پر سے بهی اسی لیے گذرو تاکه خدا کے اس سب سے بڑے اور سب سے پہلے قانون کو پالو -

هم یہاں ان آیات کو نقل نہیں کرینگے کیونکه انهی پر آگے چلکر بحث کرنی هے ' اور وه نہایت کثرت سے هیں تاهم تم قران کے جس حصه پر نظر ڈالوگے اس قانون کا دعوا هر جگه نظر آئیگا :

و قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل کان زهوقا (۱۷ : ۸۱)	اور کہدے که حق آیا اور باطل نابود هوا یقین کرو که باطل صرف نا بود هونے اور کهو جانے هی کیلیے هے -

سورۂ یونس میں هے :

و یحق الله الحق بکلماته و لـو کـره المجـرمون (۱۰ : ۸۲)	اور الله اپنی کلمات سے حق کو حق کر دکهلائیگا اگرچه باطل پرستوں پر یه شاق گذرے !

وه هر جگه کہتا هے :

ان الله سیبطله ' ان الله لا یصلح عمـل المفسدین (۱۰ : ۸۱)	الله باطل کو عنقریب محو کردیگا - وه فساد والوں کو کامیابی نہیں دیتا -

حضرۃ یوسف نے بهی یہی کہا تها :

ان الله لا یفلح الظالمون	خدا ظلم والوں کو فلاح نہیں دیتا -

اسی سلسله میں وه اور زیاده اس چیز کو واضح کرتا هے جبکه کہتا هے که :

ان الله لا یهدی القوم الفاسقین	خدا فاسقوں کو هدایت نہیں دیتا - یعنی راه فلاح انہیں نہیں ملتی -

اور پهر اسکے علاوه عام طور پر انبیاء کرام علیهم السلام اور انکے تمام متبعین کی زندگی کو دیکها جاے تو انکا ایک ایک عمل اور ایک ایک قول اسی قانون کا یقین و ظہور هوگا - قران حکیم کے علاوه جسقدر خدا کی مقدس کتابیں دنیا میں آئیں ' ان سب نے بهی اسی قانون کی بادشاهت کا اعلان کیا - اخلاق میں آج بهی همکو سچائی کی کامیابی اور باطل کی شکست کا یقین دلایا جاتا هے ' اور عام طور پر گو ایسے انسان کم هیں جنکو سچائی کی فتح پر سچا یقین هو ' تاهم بولتے سب هیں که کامیابی حق هی کیلیے هے -

پس ایک نہایت اهم اور مقدم سوال که پیدا هوتا هے یه هے که قرآن حکیم اور تمام مقدس نوشتوں نے اس دعوے کی صداقت کیا هے ؟ اور حق کے بقاء و فتح اور باطل کے فناء و شکست کی حقیقت کیوں بطور ایک قانون کے پیش کی جاتی هے ؟ یه کیوں هے که حق کامیاب هو اور کیوں نه یه سمجهه لیں که کامیابی باطل کیلیے هے ؟

دین الهی اور قرآن حکیم نے اپنے تمام دعوؤں کی صداقت کی بنیاد اسی قانون پر رکھی هے - سچائی نے جب کبهی ظہور کیا هے تو

همیشه یهي دعوا کیا هے که کامیابي و نصرة ظاهر هوکر بتلا دیگي که حق کون هے اور باطل کس کے پاس هے ؟

یا قوم اعملوا علی مکانتکم	اے لوگ ! تم اپني جگه کام کرو' میں
اني عامل فسوف تعلمون	بهي کام کررها هوں - عنقریب جان
من له عاقبة الدار - انه	جاؤ گے که انجام کارکس کیلیے هے ؟
لا یفلح الظالمون -	الله کبهي ظالموں کو فلاح نهیں دیتا -

پس جب تک اس قانون کي حقیقت اور سچائي کو نه سمجهه لیا جاے' اس وقت تک کوئي انسان نه تو قرآن کو سمجهه سکتا هے اور نه دین حق کے ایمان و حقیقت میں اسکا کوئي حصه هوسکتا هے -

(قانون انتخاب طبیعي یا بقاء اصلح)

لیکن قبل اسکے که اصل بحث شروع هو' یه سمجهه لینا چاهیے که تمام عالم وجود و حیات میں "تنازع البقاء" یعني بقاء اور زندگي کے قائم رکهنے کیلیے ایک دائمي جنگ اور مقابله قائم هے' اور اسي حالت سے "انتخاب طبیعي" اور "بقاء امثل و اصلح" کي حقیقت واضح هوتي هے - یعني فطرة صحیح اور طاقتور کو بقاء اور زندگي کیلیے چهانٹ لیتي هے اور کمزور و غیر صالح کو فناء کیلیے چهوڑ دیتي هے -

دنیا میں هم دیکهتے هیں که الله تعالی نے هر وجود کے اندر اسکي طلب رکهدي هے که اپنے تئیں باقي رکهے اور هلاک هونے سے بچاے - یه بقاء کا عشق اسکي طبیعة کا خلقي عشق هے' اور اسقدر قوي هے که وه جو کچهه کرتا هے صرف اسي کے لیے کرتا هے اور اسکي تمام جد و جهد حیاة کا مبدء یهي هے -

لیکن دوسري طرف کائنات هستي کا یه حال هے که اسکا هر گوشه اور هر ذره اپنے اندر ایک خلقت و مقصد رکهتا هے اور اسکي کوئي چیز ایسي نهیں هے جو بغیر کسي وجود و مقصد کے هو - اس کا نتیجه یه هے که دنیا وجود و خلقت اور اعمال خلقت سے بالکل اٹي هوئي هے اور اس کا کوئي گوشه خالي اور بیکار نهیں هے - اسکي مثال یوں سمجهو که ایک مکان هے اور اسکے صدها کمرے هیں' مگر گهر کا کوئي کمره خالي نهیں هے - اب جب کبهي کوئي شخص گهر کے کسي کمره پر قبضه کرنا چاهیگا تو یه نهیں هوگا که وه اٹها اور ایک خالي کمره میں بس گیا' بلکه کوشش کرني پڑیگي که اسکو خالي کراے' اور جو شخص پہلے سے اسمیں موجود هے وه یا تو هٹ جاے یا مٹ جاے -

اس حالت کا قدرتي نتیجه یه نکلا که هر وجود کے بناؤ کیلیے لازمي هو گیا که کسي دوسرے وجود پر بگاڑ طاري هو' اور هر طاقت کے پیدا هونے کیلیے ضروري ٹهرا که کوئي دوسري طاقت کمزور هوجاے - پس دنیا میں هر زندگي اپنے کو باقي رکهنا چاهتي هے' اور باقي رهنے کیلیے جد و جهد کرتي اور اپني راه کو صاف کرتي هے - چونکه هر هستي یهي کررهي اور اسي کیلیے اسکي حرکت و جهد هے' اسلیے دنیا میں بقاء کي خواهش و طلب سے کشاکش کي ایک باهمي جنگ قائم هوگئي هے - ان گنت فوجیں هیں جو باهمدگر لڑ رهي هیں' ٹکرا رهي هیں' ایک دوسرے کو پامال کر رهي هیں' اور هر فوج چاهتي هے که کامیاب و فتح مند هو - خود باقي رهے' دوسروں کو فنا کردے - حیوانات' نباتات' جمادات' بلکه تمام معنویات و معقولات میں بهي یه باهمي جنگ قائم هے' اور اس تنازع میں چونکه بقاء کیلیے فنا مستلزم اور تعمیر بغیر تخریب کے هو نهیں سکتي' لهذا ناقص چیز بگڑتي هے اور سالم وجود بنتا هے - ناقص جگه خالي کرتا هے اور سالم قابض هوجاتا هے - اسي حالت کا نام تنازع البقاء هے اور اسي سے انتخاب طبیعي قانون همارے سامنے آتا هے -

اب اس کشمکش میں کامیابي اور بقا صرف اسیکے لیے هے جس کے اندر عدل و صحت کي وه حالت پیدا هوجاے جسکا نام طاقت اور تندرستي هے - جس طرح جنگ میں طاقتور فریق فتح پاتا اور کمزور شکست [illegible] طرح اس جنگ میں بهي طاقت اور صحت فتح پائیگي' اور ضعف اور نقص شکست کهاکر رفته رفته هلاک هو جائیگا - اسي سے قانون مدافعة پیدا هوتا هے - یعني اس کشمکش میں جو وجود اپنا دفاع طاقت کے ساتهه کام کرسکے گا اور حمله آور سے مغلوب نهوگا وهي باقي رهیگا -

یه چیز که دنیا میں طاقت اور صحت باقي رهتي هے اور ضعف و نقص فنا هو جاتا هے' بتلاتي هے که قدرت الهي نے دنیا میں زنده رهنے' باقي رهنے' نشو و نما پانے' اور غالب هونے کو صرف طاقت و صحت کا خاصه قرار دیا هے' اور اس کا یه قانون هے که وه طاقت کو منتخب کرلیتي هے تاکه وه باقي رهے اور ضعف کو چهانٹ دیتي هے تاکه وه هلاک هوجاے - پس در اصل یه فطرة کا قانون انتخاب هے - طاقت کو باقي رکهنے کیلیے الگ کرلینا اور ضعف کو هلاکت کیلیے جدا کردینا - اسي کا نام انتخاب طبیعي اور نیچرل سلکشن هے -

(بقـــاء اصلـــح و امثل)

اسي انتخاب طبیعي سے بقاء اصلح کي حقیقت واضح هوتي هے - انتخاب طبیعي کے معني یه هیں که فطرة دنیا میں صرف طاقت و صحت اور سلامتي و موفقیت کو باقي رکهتي هے - پس اس سے معلوم هوا که دنیا میں جو وجود سب سے زیاده طاقتور' تندرست' صحیح و سالم' اور نقص و خرابي سے پاک هوگا' وهي باقي رهیگا' اور جو ایسا نهیں هے وه مٹا دیا جائیگا - یهي معني بقاء اصلح کے هیں - اصلح یعني ارفق' امثل' اجود' اعدل' اسلم' اصح' اور اقوی -

اب دنیا پر نظر ڈالو اور دیکهو که دنیا کي هر خلقت اور حیات و وجود کے هر گوشه میں کس طرح قانون بقاء اصلح نافذ هے اور بغیر انقطاع و تزلزل کے کام کررها هے ؟

حیوانات میں سب سے پہلے خود انسان کو دیکهو' انفراد کي حالت میں بهي جانچو اور اجتماع کي حالت میں بهي مطالعه کرو - انسان کا جسم طرح طرح کے اعضاء داخلي و خارجي سے مرکب هے اور ان سب کے افعال هیں' خواص هیں' باهم ترکیب و امتزاج کا اعتدال هے' اور پهر اس سے قوت اور ضعف' صحت اور بیماري' نقص اور سلامتي کي مختلف حالتیں اسپر طاري هوتي رهتي هیں -

پس سب سے پہلے تو اسکے هاتهه میں شکار کا برچها' عملیات کا آله' جد و جهد کا متحرک هاتهه' اور طلب نفع و سود کا ولولۂ فطري' اور هجوم و دفاع کا بڑهنا اور هٹنا نظر آتا هے - وه اپنے کو باقي رکهنے اور قوي بنانے کیلیے جن جن چیزوں کا محتاج هے' ان میں سے هر چیز کو جد و جهد کرکے حاصل کرتا هے اور اپنے وجود کے بقاء کے عشق میں صدها وجودوں کو مٹادیتا هے - وه جانوروں کو هلاک کرتا اور انکا گوشت کهاتا هے - ان جانوروں کے مقابلے میں وه اصلح هے' پس اصلح کیلیے غیر اصلح فنا هوجاتے اور اصلح اضعف کو مٹا دیتا هے - وه اپنے تمام اعمال حیات میں فوائد و قوی کو حاصل کرتا او ر مضرت کو دور کرتا هے - اسکے بهي یهي معني هیں که وه باقي رهنے کیلیے اپنے کو قوي بناتا اور ضعف و اضمحلال سے بچتا هے - وه هلاکت کے هر حملے کو اپنے سے دور کرتا' انکے دور کرنے کے وسائل عمل میں لاتا' اور هر نقصان پهنچانے والے اثر کو دفع کرتا هے - یه بهي وهي طلب بقاء اور اصلح بننے کي سعي هے - اسي طرح اسکے تمام اعمال کو دیکهه جاؤ - سب کے اندر یهي چیز نظر آئیگي - پهر اسکے بعد دیکهوگے که جب انسان کے اندر ضعف پیدا هوگیا' نقص پیدا هوگیا' فتور آگیا' اعتدال سے انحراف هوگیا' اسکے کارخانۂ جسم کا کوئي پرزا ٹوٹ گیا' زنگ آلود هوگیا' یا اور کوئي ایسي حالت طاري هوگئي جس کے بعد وه اصلح نه رها اور ضعف و نقص اسپر چها گیا' سو اسکا قدرتي نتیجه یه نکلیگا که وه هلاک هوجایگا اور باقي رهنے کے قابل نه رهیگا - فطرة اسکو چهانٹ دیگي' کیونکه وه کهتي هے که میري دنیا صرف اصلح' اسلم' اور اقوی کیلیے هے - ناقص یہاں نهیں بس سکتا -

پھر اجتماعی حالت میں دیکھو تو یہی قانون نظر آتا ہے - طاقتور گھرانے اور نسلیں ضعیف گھرانوں اور نسلوں کو مقابلے میں شکست دیدیتی ہیں - قوی قومیں کمزور قوموں کو ہلاک کردیتی ہیں - جس جماعت اور قوم کے پاس طاقت ہے، وہ طاقت کے قدرتی حق کا حربہ لیکر اٹھتی ہے اور کہتی ہے کہ خدا کی زمین میرے لیے ہے، کیونکہ میں طاقتور ہوں - پس تمام کمزور قومیں اسکے دعوے کے آگے جھک جاتی ہیں اور اپنی جگہ خالی کردیتی ہیں تا طاقت والی قومیں اسپر قابض ہوجائیں - یہ بھی بقاء اصلح ہے - اصلح نے غیر اصلح کو شکست دیدی، اور فطرۃ نے اصلح اقوام کو بقاء کیلیے چھانٹ لیا -

اسی طرح عام طور پر تمام حیوانات کو دیکھو - طاقتور اور اصلح حیوانات باقی رہتے ہیں، ضعیف و غیر اصلح مٹ جاتے ہیں - یا تو وہ خود اپنی جگہ خالی کردیتے ہیں، کیونکہ ضعف کا نتیجہ موت ہے - یا پھر ضعف کی وجہ سے اپنا دفاع نہیں کرسکتے اور طاقت انکو اپنا لقمہ بنا لیتی ہے - شیر بکری کو کھا لیتا ہے، بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو نگل لیتی ہے - ہوا میں اڑنے والے جانور چھوٹے چھوٹے کیڑوں اور بھنگوں کو ہلاک کرکے اپنی غذا بنا لیتے ہیں -

نباتات کو دیکھو، جو درخت طاقتور ہوتا ہے اسی کو زمین اپنی گود میں جگہ دیتی ہے اور جو کمزور ہوجاتا ہے اسکو چھانٹ دیتی ہے - وہ خشک ہوکر فنا ہوجاتا ہے - ایک ہی جگہ دو چیزیں نظر آتی ہیں - ایک بڑے تناور درخت کی جڑیں ہیں جو پھیلی ہوئی ہیں، ساتھ ہی چھوٹے چھوٹے درختوں کے پودے پانی دے دیکر اگائے گئے ہیں - فطرۃ بڑے درخت کو باقی رکھنے کیلیے چھانٹ لیتی ہے - اسکے پھیلے ہوے ریشے زمین کی تمام رطوبت اور قوۃ نشوء کو کھینچ لیتے ہیں اور ضعیف پودوں کیلیے کچھ باقی نہیں رہتا - وہ فنا ہوجاتے ہیں - تم ہزاروں درخت لگادو اور صدہا تخم زمین میں چھڑک دو - پھل وہی لائیگا اور زندگی و بقا اسی کو ملیگی، جو اصلح ہوگا - غیر اصلح کو زمین قبول نہ کریگی اور وہ اپنی غیر اصلحیت سے اپنی موت کا اعلان کردیگا -

جمادات کا بھی یہی حال ہے - البتہ انکے جمود اور ٹھونس اجزا کی وجہ سے انکے اعمال و تغیرات کی رفتار بہت ہی دھیمی ہے، اور گھڑی کے گھنٹے کی سوئیوں کی حرکت کی طرح تم انکی حرکت و تغیر کو دیکھ نہیں سکتے -

اس سے قطع نظر، دنیا میں وجود اور زندگی میں سے جو کچھ ہے، سب بقاء اصلح کے ماتحت ہے - پھر کتنے ہی حیوانات ہیں جو زمین کی گود میں پیدا ہوے، پر اس نے انہی کو قبول کیا جو اصلح تھے - کتنے ہی انواع حیوانات کی نسلیں ہیں جو مدتوں تک زمین میں چلی پھریں، مگر باقی وہی رہیں جو اصلح تھیں - کتنے ہی درخت آگے اور طرح طرح کی سر سبزیاں زمین کی سطح پر نظر آئیں مگر جن میں ضعف و نقص پیدا ہوگیا، وہ سب کے سب چھانٹ دیے گئے، اور جو تندرست رہے، باقی رکھ گئے - جنگل میں صدہا درخت کھڑے ہیں - جو سر سبز ہیں، پھلوں اور پھولوں سے لدے ہوے ہیں، وہی پالے جائینگے، انہی کی رکھوالی کی جائیگی، اور انہی کو زندہ رکھا جائیگا، مگر جو سوکھ گئے، انکی شاخوں میں سبز پتے نہ رہے، اور انکے سایے میں راحت اور آرام باقی نہ رہا، سو وہ کاٹ دیے جائینگے - انکی لکڑیاں چولھوں میں جل جل کر پکاریںگی کہ دنیا میں زندگی صرف اصلح کیلیے ہے - غیر اصلح کو آگ اور سوختنی کے سوا کچھ نہ ملیگا - نظیری نیشاپوری اسی کو کہتا ہے:

تو نخل میوہ فشاں باش در حدیقۂ دہر
کہ کم درخت قری خشک شد کہ نہ شکستند

آبنوس کے درخت کی لکڑی سے کنگھی بنی اور زلف معشوق کی معطر لٹوں سے ہم کنار ہوئی، لیکن اسی کی ہم جنس لکڑیاں تھیں جو چولھے میں جل رہی تھیں، اور اسی گھر کے چولھے میں جسکے صحن باغ میں آبنوس کے شانۂ حسین سے دست حسن آرائش پا رہا تھا - غور کرو تو یہ بھی بقاء اصلح ہے - اصلح نے وہی جگہ پائی جو اصلح کیلیے تھی - غیر اصلح کو وہی جگہ ملی جو اسکے لیے قرار دیدی گئی تھی - فطرۃ انتخاب کرتی ہے -

اچھا، ایک گھر گر گیا اور ایک کی چھتیں استحکام و استواری کے ساتھ قائم ہیں - تم نے کبھی سونچا کہ یہ کیا ہے؟ کیا یہی نہیں ہے کہ جو عمارت اصلح ہے اور قوی ہے، باقی رہیگی، جو غیر اصلح ہے، فنا ہوجائیگی؟

شہروں کو دیکھو، آبادیوں کو دیکھو، زمینوں کو دیکھو، نہروں کو دیکھو، کتنے ہی شہر ایک وقت میں آباد ہوتے ہیں، پر آگے چلکر چند شہروں کی آبادی بڑھتی اور قائم رہتی ہے - باقی اجڑ جاتے ہیں اور انسانوں کی جگہ زاغ و زغن کا آشیانہ بنتے ہیں - کیوں؟ اسلیے کہ قانون بقاء اصلح نافذ ہے - جو آباد رہا وہ اصلح تھا - جو اجڑ گیا وہ اصلح نہ تھا -

زمین ہر جگہ ایک ہی طرح کی زمین ہے مگر ہر زمین آباد نہیں - آباد وہی ہوتی ہے جو آبادی کے لیے اصلح ہے - تم کہتے ہو کہ اسکی ہوا اچھی ہے، اسکا پانی صحیح ہے، اسکا موسم خوشگوار ہے - الفاظ بہت سے ہوگئے مگر مطلب سبکا ایک ہی ہے - یوں کہو کہ جو زمین آباد رہنے کیلیے اصلح تھی وہ آباد رہی، جو اصلح نہ تھی آباد نہ ہوئی - اسکا اصلح نہونا دیکھ لو - چٹیل میدان ہے، جنگل ہے، اشرف المخلوقات کی جگہ سانپوں اور کیڑوں کا مسکن ہے!

پھر یہ کیا ہے کہ ایک زمین پر کانٹے نظر آتے ہیں، اور ایک پھولوں اور سر سبزیوں سے بہشت بنی ہوئی ہے؟ اسلیے کہ پہلی اصلح نہیں ہے - وہاں پھول نہیں اگتا، وہ مفسد ہے - مفسد کو یہ حق نہیں کہ پھولوں کا تاج اسکے سر پر رکھا جاے - اسکے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا جائیگا - دوسری زمین اصلح ہے - پس وہ دلفریب رنگتوں اور روح پرور عطر بیزیوں سے دلفریب بنائی جائیگی، اور حسن و خوبروئی کا باغ وہاں آراستہ ہوگا -

ایک نہر کیوں سوکھ گئی؟ اصلح نہ تھی کیونکہ نہر بننے اور پانی کے جاری رہنے کی قوت اس سے چھن گئی - جمنا اور گنگا کیوں بہہ رہی ہیں؟ اسلیے کہ اصلح ہیں - غیر اصلح نالے اور نہریں سب اسی میں آکر جذب ہوجا لینگے -

(عالم معنویات اور بقاء اصلح)

اب چند لمحوں کیلیے ایک اور دنیا میں آؤ - خیالات ہیں، افکار ہیں، علوم ہیں، ایجادات ہیں، تعلیمات ہیں، قوانین ہیں، زبانیں ہیں، اسماء ہیں، اصطلاحات ہیں، راگنیاں ہیں، ضرب المثلیں ہیں، تصنیفات اور کتب ہیں - اس قسم کی تمام چیزوں کو جن کا تم تصور کرسکتے ہو اپنے سامنے لاؤ، اور دیکھو کہ ان سب میں بھی تنازع البقاء جاری ہے - پھر انتخاب طبیعی ہے، اور بقا و عاقبت اسی کیلیے ہے جو اصلح و اوفق ہے - ہزارہا خیالات و افکار پیدا ہوتے اور پھیلتے ہیں - لیکن باقی وہی رہتا جو اصلح ہے - صدہا علوم قائم ہوے اور صدہا ایجادات کی گئیں، مگر انتخاب طبیعی نے ثابت کردیا کہ جو علوم نافع تھے انکو عروج و اشاعۃ نصیب ہوئی، جو نافع اور اسلیے اصلح نہ تھے، مٹ گئے - نافع علوم کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکے - چاندی سونا بنانے کی کیمیاء کا فن کتنے عرصہ سے دنیا میں پیدا ہوچکا ہے؟ اور کتنے ہی انسانوں نے اسکے لیے اپنی زندگیاں وقف کردی ہیں؟ لیکن دیکھو

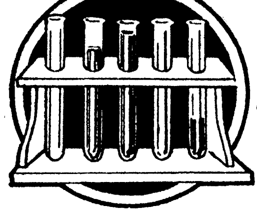

مذاکرۂ علمیّہ

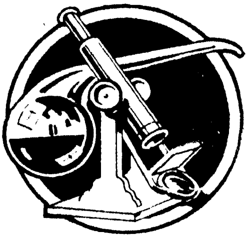

بقاء اصلح کے قانون نے ایسا فیصلہ قطعی کردیا ؟ جوتا بنانے اور لوھاری کا فن ھزاروں برس سے برابر زندہ و قائم و روز افزوں ھے' مگر تانبے کو سونا بنانے کا فن دنیا میں کوئی نہیں جانتا - طرح طرح کی تعلیمیں انسانوں نے دیں' طرح طرح کے قوانین بنائے' طرح طرح کے اصول اور قواعد ٹھہرے' مگر فطرۃ نے باقی رکھنے کے لیے انھی تعلیموں اور قانونوں کو چھانٹ لیا جو اصلح و احق تھے' کیونکہ ان میں باھم مقابلہ ھوا - مقابلے میں وھی جیتا جو اصلح تھا - پس اصلح قانون کو انسانوں نے قبول کرلیا' غیر اصلح قوانین شکست کھاکر مٹ گئے -

اسی طرح صدھا زبانیں قائم ھیں' کیونکہ اصلح ھیں' اور صدھا زبانیں پیدا ھوکے اور عرصہ تک قائم رھکر مٹ گئیں' کیونکہ اصلح نہ تھیں - ایک ھی ملک میں دس زبانیں بولی جاتی ھیں - ان میں تنازع البقاء شروع ھوتا ھے - آخر میں طبیعۃ انتخاب کرتی ھے' اور وھی باقی رھتی ھے جو اصلح ھے - لوگ ھندوستان میں اردو اور ناگری کے لیے جھگڑتے ھیں' حالانکہ اگر وہ اسکا فیصلہ انتخاب طبیعی کے ھاتھہ میں چھوڑ دیں تو بہتر ھے - جو بولی اصلح ھوگی وھی باقی رھیگی - پھر کتنی ھی کتابیں ایک ھی فن اور علم میں لکھی جاتی ھیں' اور میدان قبولیت میں تنازع البقا شروع ھوتا ھے - آخر میں اصلح باقی رھتی ھے - غیر اصلح فنا ھوجاتی ھے - سعدی کی گلستاں بمقابلہ جامی کی بہارستان کے اصلح تھی - وہ زندہ ھے - بہارستان کو کوئی پوچھتا بھی نہیں - خواجہ حافظ اور سلمان ایک ھی عہد میں تھے - حافظ کا کلام اصلح تھا - اسکے عشق سے ھر دل معمور ھے - سلمان کا کلام اسکے مقابلے میں اصلح نہ تھا' صرف تذکروں ھی میں نام پڑھ لو - ایک ھی وقت میں ایک چیز کے چند نام رکھ جاتے ھیں' ایک ھی حقیقت کیلیے مختلف اصطلاحیں وضع کی جاتی ھیں - ایک ھی حکمت کیلیے بہت سی کہاوتیں اور ضرب المثلیں نکلتی ھیں - ان سب میں باقی وھی رھتی ھیں جو اصلح ھیں - فطرۃ الہی تھوڑے ھی دنوں میں انتخاب طبیعی کا قانون نافذ کرکے بتلادیتی ھے کہ زندگی کی کون مستحق تھی اور کس کو مٹ جانا تھا ؟

حاصل صحبت یہ ھے کہ دنیا کی ھر شے میں قوتوں کے تصادم اور کشاکش کی ایک جنگ بپا ھے - ایک دوسرے پر گرتی اور ایک دوسرے کو دفع کرتی ھے - اسی دفع و اندفاع کا نتیجہ ھے کہ دنیا میں صحت و طاقت و سلامتی باقی رھتی ھے' اور نقص و فساد فنا ھوجاتا ھے - انتخاب طبیعی اسی کا نام ھے - قوۃ اور صحت ھی کو فطرۃ باقی رکھیگی - اسنے کہدیا ھے کہ میں صرف اصلح و امثل کے ساتھہ ھوں - انھی کی حفاظت کرونگی' انھی کو بچاؤنگی' انھی کو آخر کی کامیابی دونگی' اور وھی باقی رھینگے -

اب جبکہ تم یہ سب کچھہ پڑھچکے اور سن چکے' تو میں آخر میں عربی کے دو چھوٹے جملے بولونگا جو قران حکیم میں ھیں - ایک یہ کہ : ان الباطل کان زھوقا - دوسرا یہ کہ : العاقبۃ للمتقین - لیکن اتنی بڑی حکایت کے بعد ان دو جملوں کے کہنے سے کیا مقصد ھے ؟ اسکو پہلے خود سوچو' اور پھر انتظار کرو کہ آیندہ اشاعۃ میں قانون بقاء حق کی دوسری صحبت منعقد ھو -

التحـــول الفجـــائي
یعنـي
(MUTATION)
(۱)

(اختـلاف صـور انواع)

حیوان و نباتات' دونوں کے انواع و اقسام میں امتیاز و فرق اسدرجہ نمایاں ھے کہ کبھی ایک نوع پر دوسری نوع کا شبہ نہیں ھوتا - انسان' شیر' گھوڑا' ھاتھی' یہ حیوان کی مختلف انواع ھیں - اسیطرح سیب' ناشپاتی' نارنگی' اور انگور' نباتات کے مختلف اقسام ھیں' مگر کیا کبھی کسی صحیح العقل انسان کو شیر پر انسان کا' ھاتھی پر گھوڑے کا' سیب پر انگور کا' ناشپاتی پر نارنگی کا دھوکا ھوا ھے ؟

فرق باھمی کا یہ وضوح و امتیاز صرف نوعوں تک ھی محدود نہیں ھے' بلکہ ایک ھی نوع کی مختلف اصناف میں بھی موجود ھے -

اس عہد تفرنج و فرنگی مآبی کا محبوب ترین جانور کتا ھے - آپکو معلوم ھے کہ اسکی بہت سی قسمیں ھیں - بعض اتنے بڑے ھیں کہ بھیڑیے کے ھم قامت ھیں' بعض اتنے چھوٹے ھیں کہ بلی کے ھم قد' بعض کا سر بڑا مگر جسم مختصر' بعض کا سر مختصر مگر جسم بڑا' بعض کا جسم بال سے برھنہ' اور بعض کا ھر حصۂ بدن بالوں کے ایک ضخیم غلاف میں ملفوف -

عالم شعر و ادب کے ھردلعزیز معشوق یعنی گلاب کی صدھا اصناف ھیں - بعض سرخ ھیں' بعض سفید - بعض زرد ھیں بعض سیاھی مائل - " دمشقی " کا چہرہ ایک خاص رنگ سے عالم آرا ھے' تو " والتر اسکاٹ " کا ایک دوسرے رنگ میں باصرہ نواز - انکی پنکھڑیوں کے رنگ کی طرح انکے اجزا و اوراق اور ترکیب و تنسیق میں بھی اختلاف ھے -

(تشابـہ و توحـد انواع)

ایک طرف تو یہ عالم اختلاف ھے - دوسری طرف ایک عالم اتحاد و اشتراک بھی موجود ھے - جس طرح تمام انواع ایک دوسرے سے مختلف نظر آتی ھیں' اسی طرح ایک لحاظ سے بالکل مشترک و متشابہ بھی ھیں - اور نہ صرف اصناف و اقسام میں' بلکہ انواع کے اجزاء جوھریہ میں بھی ایک حیرت انگیز باھمی تشابہ اور یکسانیت و اشتراک نظر آتا ھے !

مثلاً انسان اور شیر کو لو ! دونوں میں جسقدر اختلاف ھے ظاھر ھے' مگر گوش و چشم' بینی و دھان' زبان و دندان' بلکہ دل و جگر' معدہ و زھر' اور گردہ و امعاء سے گذر کے انکے مایۂ خمیر یعنے رگ' شریان' ریشے (۱) حریصلات (۲) تک باھم مشترک ھیں !

ایک انسان اور ایک چوھے کی لاش کو تشریح کے بعد دیکھو ! ھاتھہ پیروں کی انگلیاں' آنکھوں کے پردے' (۳) رطوبۃ مائیہ' رطوبۃ بلوریہ' (۴) غرض کہ مشکل سے کوئی ایسا جزء جوھری (Vital) ملیگا' جو ایک میں ھو اور دوسرے میں نہ ھو -

یه تشابه و تماثل جنین میں اور بھي زیادہ نمایاں ھوتا ھے - انسان ' چوپاے ' اور پرندے کے جنین اپنے دور اول میں اسدرجه متشابه ھوتے ھیں که تمیز مشکل ھوتي ھے -

(مسئلۂ وحدت اصل انواع)

یه گونهگوں انواع و اصناف مستقل بالذات ھیں یا ایک دوسرے سے مشتق و منشعب؟ یعنے ھر نوع الگ الگ اپنا نوعي وجود و اصل رکھتي ھے یا باھم ایک دوسرے سے نکلي ھوئي ھیں؟ یه ایک گرہ ھے جسکي کشایش سے تشابه او ر تباثین دونوں عاجز ھیں -

مختلف طبقات ارضي کے درس کے لیے عرصه سے جابجا زمینیں کھودي جارھي ھیں - اس سلسله میں بہت سے حیوانات کے آثار و بقایا بھي دستیاب ھوے ھیں - ان آثار کے دیکھنے سے معلوم ھوتا ھے که تمام انواع مستقل بالذات نہیں ھیں بلکه تشبیه کي زبان میں ایک درخت کي مختلف شاخیں ھیں - یعني ایک ھي نوع سے تمام نوعیں نکل آئي ھیں - سب سے پہلے فرانس کے چند پروفیسر یعني علامۂ مائیه ' لا مارک ' ایتان ' جو فرسان ' ھیلر وغیرہ نے اس وحدت اصل کے مسئله پر غور کیا ' اور اسکو نظریه کي صورت میں پیش کیا - مگر شرح و بسط اور دلائل و براھین سے اسکو اسدرجه مستحکم نه کرسکے که عالم علمي میں آواز باز گشت پیدا کرسکتا -

اس مسئله کیلیے ان علماء فرانس کي تحقیقات في الحقیقت ایک دوسرا دور تھا - پہلا دور حکماء اسلام کا ھے جنھوں نے اس نظریه کی صدا سب سے پہلے بلند کي - علامۂ ابن مسکویه صاحب فوز الاصغر ' مصنفین رسائل اخوان الصفاء ' امام راغب اصفہاني ' مولانا روم ' حکیم سنائي ' اور عمر خیام وہ حکماء ھیں جنھوں نے اپني اپني تصنیفات میں ھیلر اور لا مارک سے کئي صدي اسے واضح کرنا چاھا -

ڈارون نے اس مسئله کو اپنے ھاتھه میں لیا ' اور ایک طویل درس و مطالعه ' غور و فکر ' اور کد و کاوش کے بعد اس بلند آھنگي سے اس کا صور پھونکا که تمام عالم علمي گونج اٹھا - یه اس مسئله کا تیسرا دور ھے ' اور اسي دور میں آکر اس نظریه نے مقبولیت حاصل کي ھے -

(قانون تنازع البقاء)

دنیا میں ایک طرف ھر شے کو اپنا وجود عزیز ھے اور اسکے حفظ و بقاء کے لیے ساعي و کوشاں ھے ' دوسري طرف بعض کا وجود بعض کے فنا کے ساتھه وابسته - اسلیے تمام عالم میں ایک جنگ بپا ھے ' اور ھر شے اسمیں حمله آور یا مدافعه کي حیثیت سے مصروف پیکار ھے - یہي جد و جہد ھے جسکو (Struggle for Existence) کہتے ھیں - اور عربي میں اسکا ترجمه " تنازع البقاء " ھے یعنے اپني بقاء و قیام کیلیے عالم وجود کي ھر شے ایک دوسرے سے کشمکش اور تصادم میں ھے -

جنگ کا قاعدہ ھے که اسمیں قوي اپنے شوہر فتح کے نشان اڑاتا ھے اور ضعیف مذلت و شکست کي خاک - اس قاعدہ عامه کي بناء پر اس مخصوص جنگ میں بھي طاقتور سر بلند و فتحیاب ھوتا ھے ' اور کمزور پامال و مقہور - چونکه جنگ برابر جاري رھتي ھے اسلیے نتیجۂ لازمي یعني پامالي کي ضربیں کمزور پر برابر بڑھتي ھیں - یه پیہم ضربیں ضعیف کے نقش ھستي کو بتدریج پامال کردیتي ھیں - یہاں تک که رفته رفته مرقع کائنات اس سے خالي ھو جاتا ھے -

یا یوں کہو که بقاء و استمرار وجود ایک خلعت ھے جو صرف اسي کو ملتا ھے جسکو تمام ھمچشموں اور حریفوں پر برتري و تفوق حاصل ھو - معیار تفوق کیا ھے؟ کشاکش ھستي میں غلبه و چیرہ دستي - پس جو شخص اسمیں بوجه قوت کے غالب ھوتا ھے اسکو طبیعة (نیچر) چن لیتي ھے اور یه خلعت بے بہا بخشدیتي ھے -

گو تعبیریں دو ھیں - مقصد و مفاد ایک ھے ' یعني بقاء قوي اور فناء ضعیف -

تعبیر کي طرح نام بھي دو ھیں - ڈارون اور اسکے پیرو اسکو انتخاب طبیعي یا (Natural Selection) کہتے ھیں ' اور پروفیسر ویلز (۱) اور ھمنوایان ویلز بقاء اصلح یعني (Survival of the Fittest)

(تشریح)

تمام اجسام موثرات خارجیه ' موسم ' غذا ' طرز بود ماند وغیرہ سے متاثر ھوتے ھیں -

برفستان کے باشندے گورے برف کي طرح سفید ھوتے ھیں - اگر انمیں سے کوئي انسان کسي تپتے ھوے گرم ریگستان میں رھنے لگے تو اس کا رنگ خراب ھوجائیگا ' تاھم صباحت قائم رھیگي - چند نسلوں کے بعد یه صباحت ملاحت سے بدلجائیگي - ایک زمانے کے بعد نسلیں سبزہ رنگ ھونے لگینگي - اسکے بعد پھر سیاہ فام - جن خاندانوں کے پیشرو برف کي طرح سفید تھے ' اب انکي یادگاریں بھونرے کي طرح سیاہ ھیں -

موثرات خارجیه کي تاثیر کي یه ایک نہایت ساده اور عام الوقوع مثال ھے - رنگ کي طرح اعضاء کي ساخت ' قوی ' بلکه نفس وجود تک اثر پذیر ھوتا ھے -

شیر ایک درندہ ھے - قدرتاً اسکے پنجوں میں ناخن اور دانتوں میں کچلیاں ھوتي ھیں - یه ناخن اور کچلیاں تیز اور بہت شگاف ھوتي ھیں - لیکن فرض کرو که شیروں کي ایک جماعت کسي

(۱) پروفیسر ویلز موجودہ عہد کا مشہور حکیم طبیعي اور مذھب نشو و ارتقاء کا ایک رکن اعظم تھا - دو سال ھوے که اس نے انتقال کیا - اسکے حالات الہلال کي چوتھي جلد میں مفصل شائع

(صفحه ۱۰ کے نوٹ)

(۱) انگریزي میں (Fibre) ان بال یا تاگے کي طرح باریک اور لمبے اجسام کو کہتے ھیں جن سے رگیں اور نسیج مرکب ھیں - عربي میں اسکا ترجمه "لیف" ھے جسکي جمع الیاف آتي ھے - فائبر کے لفظي معني " ریشه " کے ھیں کیونکه وہ دیکھنے میں بالکل مثل ریشے کے معلوم ھوتے ھیں - ھم نے لیف کي جگه اردو کے ایک سبک اور سہل لفظ یعني " ریشے " کو اصطلاح کیلیے مناسب سمجھا ' اور یه اپنے معني پر پوري طرح حاوي بھي ھے -

(۲) حویصله (جمع حویصلات) وہ معروف چھوٹا سا جسم جسمیں کوئي خلط پائي جاے - یہي کرہ ھے جسمیں حیوانات منویه پیدا ھوتے ھیں - انکو انگریزي میں (Vesicle) کہتے ھیں

(۳) فن تشریح سے معلوم ھوتا ھے که آنکھه کا ڈھیلا دو قسم کي رطوبتوں سے لبریز ھوتا ھے - اول پاني کي طرح ایک سیال رطوبت ' جسکے دو خزانے ھوتے ھیں - اور دونوں خزانوں کے درمیان ایک پردہ سا حائل ھوتا ھے - عربي میں اس رطوبت کو رطوبت مائیه اور اس حجاب کو قزحیه کہتے ھیں - انگریزي میں دونوں کو علی الترتیب (Aqueous humours) اور (Iris of eye) کہتے ھیں -

(۴) یه دوسري رطوبت ھے جو منجمد اور عدسي صورت میں (عدسي صورت میں یعني دال کي طرح) ایک آبگیني جسم میں پائي جاتي ھے - اسکو عربي میں رطوبت بلوریه اور انگریزي میں (Vitreoushumours) کہتے ھیں -

اسے جنگل میں پہنچ جائے جہاں اسے گوشت نہ ملے تو کیا ہوگا ؟ اکثر تو مرجائینگے - اچھہ ایسے سخت جاں ہونگے کہ جی بچینگے - بھوک کی شدت انہیں ایسے گھانس پتوں کو گوارا کردیگی - وہ سبزی کھانا شروع کردینگے - آنے والی نسلیں اسی عالم میں آنکھہ کھولینگی' ان ایسے یہ معمولی بات ہوگی - ایک معتدبہ زمانے کے بعد تمام آلات و اعضاء سبعیت و درندگی یعنی بڑے بڑے دانت' خونخوار پنجے' قوی اور هضم کن معدہ' یہ سب کے سب بوجہ تعطیل و عدم استعمال از کار رفتہ ہوجائینگے' اور اسکے بعد یا تو یہ نسل ضعیف ہوتے ہوتے فنا ہوجائیگی' یا باقی رهیگی مگر بالکل ایک نئے قسم کا شیر بنکر -

گوشت خور (Carnivora) جانوروں کی آنتیں چھوٹی ہوتی ہیں اور نبات خور جانوروں کی لمبی - جب اس جماعت کی نئی نسلیں نباتات خوری کے عالم میں گذرینگی تو انکی آنتیں بھی گوشت خور جانوروں کی طرح لمبی ہوجالینگی - آنتوں کی طرح وہ تمام اعضاء بھی نشو و نما پائینگے' جنکی گوشت خور زندگی میں ضرورت ہوتی ہے -

اب فرض کرو کہ اس خاندان کے چند اعضاء کسی ایسی جگہ چلے جائیں جہاں انکو غذا صرف پانی میں ملسکتی ہو تو پھر کیا ہوگا؟ سابق کی طرح یہ بھی اسی کے خوگر ہوجائینگے - اب وہ اعضاء بھی مضمحل و افسردہ ہوجائینگے جو نباتات خوری کی زندگی میں بڑھے تھے - جبکہ وہ زمین میں اپنی غذا ڈھونڈھتے تھے - اور انکے بدلے اب وہ اعضاء بڑھینگے جنکی ضرورت اس تیسری زندگی میں ہوگی -

مختصراً یہ کہ جب غذا کا تغیر ایک عرصہ تک جاری رهتا ہے تو اسکے بعد اعضاء میں بھی تغیر ہو جاتا ہے -

موثرات خارجیہ سے اعضاء میں تغیرات کا ہونا محض امکان و احتمال یا فرض و تخمین ہی نہیں ہے' بلکہ ایک ایسا واقعہ ہے جو ایک نوع کے مختلف ممالک میں رهنے والے افراد کے باهمی موازنہ کے وقت صاف نظر آ جاتا ہے' اور انکار کی گنجایش نہیں رهتی -

یہی وہ قانون طبیعۃ ہے جسکا اصطلاحی نام عربی میں مطابقت اور انگریزی میں (Adaptation) ہے -

اسی نسل کے اسلاف (پہلوں) میں موثرات خارجیہ سے جو تغیرات پیدا ہوتے ہیں' وہ ابتداً عارضی ہوتے ہیں' مگر ساتھہ ہی آنے والی نسلوں میں برابر منتقل ہوتے رهتے ہیں - جسقدر زمانہ گزرتا جاتا ہے' اتنے ہی وہ مستحکم اور راسخ ہوتے جاتے ہیں - جب زیادہ مدت گزر جاتی ہے تو پھر یہ تغیرات اسدرجہ راسخ ہوجاتے ہیں کہ دیکھنے والے کو وہ عارضی تغیر کے بدلے جوهری و اصلی معلوم ہوتے ہیں - اور اسی بنا پر ہم کہہ اٹھتے ہیں کہ یہ اصلاً مختلف انواع ہیں -

تمام اختلافات جن کو لوگ اصلی و جوهری سمجھتے ہیں انکی سراغ رسانی کیجاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ در اصل وہ بسیط' سادہ' اور عارضی تغیرات تھے جو موثرات خارجیہ کیوجہ سے پیدا ہوے تھے - پھر نسلاً بعد نسل دائمی' راسخ' مرکب' اور روز افزوں ہوتے گئے یہی چیز قانون وراثت یا (Heredity) ہے -

تنازع البقاء' انتخاب طبیعی بقاء اصلح' مطابقت' اور وراثت' یہی چارستون ہیں جن پر نظریہ ڈارون کی عمارت قائم ہے -

تم نے محسوس کیا ہوگا کہ ڈارون اصناف و انواع کے تعدد کا سرچشمہ زیادہ تر قانون مطابقت اور قانون وراثت ہی کو قرار دیتا ہے -

یہاں تک مذهب نشو و ارتقاء کا خلاصہ بطور تمہید کے بیان کیا گیا - اب ہم دوسرے نمبر میں بتلائینگے کہ "تحول الفجائی" سے مقصود کیا ہے ؟ اور کہاں تک وہ قابل رد یا قابل قبول ہے ؟

اسئلۃ و اجوبتہا

تفسیر سورۃ و التین

اقسام القرآن

(۲)

گذشتہ صحبت میں یہ مسئلہ ایک حد تک واضح ہو چکا کہ سورۃ والتین کا موضوع اصلی فطرۃ صادقۂ انسانی کے شرف و خیریت کا اعلان ہے' اور یہ بتلانا ہے کہ انسان نے اپنی حقیقت و فطرۃ کے متعلق جسقدر مایوس فیصلہ کیے ہیں وہ سب غلط ہیں' نہ تو اللہ نے اسکی فطرۃ کو شر اور بدی کیلیے بنایا ہے اور نہ اسکی حقیقت اسقدر حقیر و ذلیل ہے کہ وہ کائنات هستی کے ہر وجود و ظہور کے آگے جھک جاے' اور انکے کرشموں کے سامنے اپنے تئیں حقیر و لاچار سمجھہ لے - اگر وہ اپنی فطرۃ صادقہ کو عمل غیر صالح سے پامال نہ کرے تو وہ دنیا میں بڑی سے بڑی عظمت حاصل کرسکتا ہے -

اس موقعہ پر اسقدر اور سمجھہ لینا چاهیے کہ انسان کا اپنی فطرۃ صادقہ کی حقیقت سے بیخبر رهنا' در اصل اسکی تمام ناکامیوں کی اصلی جڑ ہے - کائنات عالم کے دائرۂ حقیقت کیلیے اسکا وجود بمنزلۂ ایک نقطۂ و مرکز کے ہے' پس جب تک انسان اپنے نفس کی حقیقت کو نہیں پائیگا' وہ تمام عالم کی حقیقت کو نہیں پا سکتا' اور حقیقت کو نہیں پا سکتا تو اپنی تخلیق کی غرض و مقصد کو بھی پورا نہیں کر سکتا - سب سے پہلی چیز یہ تھی کہ وہ سمجھے کہ دنیا میں جو کچھہ ہے اسکے لیے ہے' وہ کسی کیلیے نہیں ہے - لیکن اپنے شرف و عظمت اور خیریت و حرمت کے احتجاب نے اس حقیقت تک پہنچنے نہ دیا - وہ کائنات عالم کے ادنے ادنے جلووں سے مرعوب و هیبت زدہ ہوگیا' اور سمجھنے لگا کہ جب بجلی کی چمک مجھسے بڑی ہے' سمندر کا طوفان مجھسے زیادہ قہار ہے' شیر کا پنجہ مجھسے زیادہ قوی ہے' هاتھی کا وجود مجھسے زیادہ عظیم ہے' حتی کہ مچھر کی ڈنک اور رینگنے والے زہریلے کیڑوں کا زہر بھی میرے لیے سخت خوفناک ہے' تو پھر میری هستی کیا ہے اور مجھہ میں کونسی بڑائی ہو سکتی ہے ؟ اسی خیال کا نتیجہ ہے کہ ایک طرف تو اسنے اینٹ اور پتھر تک کی پوجا شروع کردی' اور دوسری طرف اپنے وجود کو اسقدر ذلیل سمجھہ لیا کہ جھکنے' گرنے' لوٹنے' پوجنے' اور بندگی کرنے کے لیے اسکے اندر ایک قوی اور دائمی استعداد پیدا ہوگئی - اس صناعی و خارجی ضلالت سے ہر قوۃ نے غیر فطری فائدہ اٹھایا' اور جب چاها ایک ادنی کرشمۂ قوت دکھلا کر اسکے جسم و دماغ کو اپنے آگے جھکا دیا -

تحقیر و تذلیل نفس انسانی کی یہ انتہائی حالت اسی کا نتیجہ تھی کہ اس نے اپنی فطرۃ کی خیریت کو نہ سمجھا اور همیشہ اسکے خلاف فیصلہ کیا - اس نے چارپایوں کو دیکھا اور سانپوں اور بھیڑیوں کی درندگی و خوفناکی پر نظر ڈالی' پھر اسی طرح اپنی نسبت بھی فیصلہ کرلیا کہ اسمیں بدی اور بہیمیت کے سوا کچھہ نہیں ہے' اور اگر نیکی کا کوئی جزء ہے بھی' تو وہ بدی کے ساتھہ ممزوج و مخلوط یعنے ملا جلا ہے -

یہ تنزل انسانی کی اصلی علت اور انسانیۃ اعلی اور خلقۃ کبری کی گم شدگی تھی - سورۂ والتین نے اسی کا سراغ بتلایا ہے - پس فی الحقیقت اسکا موضوع انسانیۃ اعلی کا اعلان ہے -

انسان کے اندر جو کچھہ ہے وہ اسکا نفس ہے - باہر جو کچھہ ہے وہ افاق ہے - قران حکیم نے جا بجا اسے تنبیہ کی ہے کہ اپنے اندر بھی دیکھے اور اپنے سے باہر کو بھی سمجھے - یعنے انفس اور افاق دونوں پر تفکر کرے : و سنریہم ایا تنا فی الافاق و فی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق (۴۲ : ۵۲) عنقریب وہ اللہ کی نشانیاں افاق اور انفس میں یعنے اپنے سے باہر اور اپنے اندر دیکھینگے - یہ مشاہدہ حقیقت اصلی کو انپر کھولدیگا اور وہ پالینگے کہ بلا شبہ دین الہی کی دعوۃ حق ہے - دوسری جگہ زور دیا و فی انفسکم افلا تبصرون - تم اپنے اندر نہیں دیکھتے کہ کیا ہے ؟ اگر تم دیکھو تو تمہیں معلوم ہوجاے کہ شریعۃ الہی کوئی نئی چیز تم سے نہیں چاہتی - تمہاری فطرۃ اصلی ہی کا ظہور خالص چاہتی ہے - اسی کا نام دین قیم ہے -

(استشہاد و طریق استشہاد)

سورۂ و التین نے اسی حقیقت کو بیان کیا ہے اور اسپر شہادت پیش کی ہے - بیان بمنزلۂ دعوے کے ہے اور شہادت اسکی دلیل ہے - دعوا تمہیں معلوم ہوچکا : لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم - ہم نے انسان کو بہترین حالت عدل پر پیدا کیا ہے - اب دلیل کا حصہ باقی ہے ' لیکن قبل اسکے کہ دلائل پر نظر ڈالیں ' اسپر غور کرلینا چاہیے کہ اس غلطی کا اصلی سبب کیا تھا ' جسکو سورۂ والتین دور کرنا چاہتی ہے ؟

اسکا اصلی سبب اعمال انسانی کی رنگا رنگی اور بوقلمونی تھی - انسان نے جب اپنے آپکو دیکھنا چاہا تو اپنی فطرۃ کو نہ دیکھہ سکا کہ وہ محجوب و مستور ہوگئی تھی - اس نے اپنے اعمال و افعال کو دیکھا اور انکے اندر ایک عجیب متضاد اختلاف نظر آیا - اس نے دیکھا کہ نیکی اور بدی دونوں باہم دست و گریباں ہیں - اگر ایک طرف اسکے اندر نیکی و شرافت کے رقیق و لطیف جذبات نظر آتے ہیں ' تو دوسری طرف درندگی و بہیمیت کی خوفناکی بھی نظر آتی ہے - اگر وہ فرشتوں کی طرح محبت و احسان کی آنکھیں رکھتا ہے ' تو بھیڑیوں اور بچھوؤں کی طرح اسکے پاس حرص و غرض کا پنجہ اور خونریزی و سفاکی کی زہریلی ڈنک بھی ہے - اگر ایک طرف پادشاہوں کے زرنگار تخت ' اور حکموں اور فرمانروائیوں کی عظمت و کبریائی نظر آتی ہے جو انسانی عظمت و جلال کی شہادتیں دے رہی ہیں ' تو انہی کے سامنے غلاموں کی پا بزنجیر صفیں بھی دست بستہ کھڑی ہیں جو انسان کو کتے اور بلی سے بھی زیادہ حقیر ثابت کر رہی ہیں ' کیونکہ نہ تو کتے نے اپنے جیسے کتے کے آگے سر جھکایا اور نہ بلی نے کبھی بلی کو سجدہ کیا -

اس نے دیکھا کہ یہی انسان حاکم بھی ہے محکوم بھی ' ساجد بھی ہے مسجود بھی ' عالم بھی ہے جاہل بھی ' عاقل بھی ہے ابلہ بھی ' نیک بھی ہے بد بھی ' شہنشاہی کا تخت ' حکمرانی کا فرمان ' فتح مندی کی تلوار ' نیکی کی فرشتگی ' اور سچائی کی قدوسیت بھی رہی ہے - اور غلامی کی خاک ' محکومی کی ذلت ' مقتولی کی گردن ' بدی کی شیطنت ' اور شر کی رذالت بھی اسکے سوا اور کوئی نہیں !

یہی انسان ہے جو رات کو دروازوں پر پاسبانی کرتا ہے تاکہ اسکے ہم جنس گھر کے اندر امن سے سوئیں ' اور یہی انسان ہے کہ دوسرے طرف سے آکر مکان میں نقب بھی لگاتا ہے تاکہ اپنے ہم جنسوں کو دکھہ اور نقصان پہنچاے - اگر عبادت گاہوں کے اندر فرشتے نہیں آتے بلکہ انسان ہی ہوتے ہیں ' تو ڈاکوون کے جتھوں کے اندر بھی بھیڑیے جمع نہیں ہوتے بلکہ آدم ہی کی اولاد ہوتی ہے -

پس اعمال انسانی کی اس رنگارنگی اور نور و ظلمت کے اس اختلاط کو دیکھکر وہ اس دھوکے میں پڑگیا کہ جس مخلوق کے اعمال کا یہ حال ہے ' اسکی فطرۃ کا بھی یہی حال ہوگا - اگر وہ اپنے اعمال کے اندر نیکی اور بدی اور عظمت و ذلت دونوں رکھتا ہے ' تو اسکی فطرۃ کے اندر بھی نیکی و بدی اور فوز و خسران دونوں ہونگے - اگر وہ اپنے اعمال اور نتائج اعمال کے اندر عظمت کا تخت اور ذلت کی بندگی ' دونوں جلوے دکھلاتا ہے ' تو اپنی فطرۃ کے اندر بھی طاقت و تسلط اور مقہوریت و مخذولیت ' دونوں رکھتا ہوگا -

اس نے اعمال کو دیکھکر فطرۃ کیلیے حکم لگانا چاہا ' اور اسکے افراد کی حالت کو دیکھکر نوع کیلیے فیصلہ کردیا -

اسی غلطی نے اسکے اندر یہ عقیدہ پیدا کیا کہ ہم صرف برائی اور نیکی ہی کیلیے نہیں ہیں جیسا کہ بعض افراد نظر آتے ہیں ' بلکہ حقیر ہونے اور برے رہنے کیلیے بھی ہیں جسطرح کہ اکثر افراد شہادت دیتے ہیں - پس نیکی اور برائی دونوں کیلیے اسمیں ایک مایوس قناعت پیدا ہوگئی ' اور اس غیر صالح قناعت نے عزم اور ہمت کی پیاس کو بالکل بجھادیا - ایک غلام ساری عمر غلامی اور بندگی میں خوش خوش گذار دیتا ہے ' اور کبھی اسکے اندر یہ احساس پیدا نہیں ہوتا کہ میں بھی ویسا ہی انسان ہوں جیسا میرا آقا ' پھر میں کیوں صرف بندگی کیلیے ہوں اور یہ کیوں آقائی کیلیے ؟ ایک محکوم قوم ویسی ہی خوشی اور سکھہ کے ساتھہ غلامی کی خاک پر لوٹتی ہے ' جسطرح ایک حاکم قوم عزت و عظمت کے تخت پر فرمانروائی کرتی ہے ' اور کبھی اسکے اندر یہ بیقراری نہیں اٹھتی کہ ہم بھی انسان ہیں ' ہمارے پاس بھی وہ سب کچھہ ہے جو ان حاکموں کے پاس ہے ' پھر ہم کیوں ذلت کیلیے ہیں اور یہ کیوں عظمت و فرمانروائی کیلیے ؟ ہزاروں مزدور ہیں جو کارخانوں میں پھرکیوں کی طرح چکر کھاتے ہیں اور اسمیں اتنے ہی خوش ہوتے ہیں جسقدر کارخانہ کا مالک - لیکن کبھی ان میں یہ تڑپ نہیں اٹھتی کہ اگر ہم بھی چاہیں تو کارخانہ کے مزدور کی جگہ کارخانے کے مالک بن سکتے ہیں ' اور یہ کیا ہے کہ ہماری ہی طرح انسان ہمارے مالک بنگئے ؟ پھر اسی طرح دیکھو کہ ہزارہا انسان ہیں جو طرح طرح کی بدیوں اور خباثتوں کی گندگیوں میں ڈوبے ہوے ہیں ' مگر کبھی نہیں سونچتے کہ نیک و پاک انسان بھی آخر ہمارے ہی طرح انسان ہیں ' یہ کیوں ہے کہ وہ نیک ہیں مگر ہم نیکی کیلیے جنبش نہیں کرسکتے ؟

ہر طرح کی مثالیں سامنے لاؤ ' اور ادنی و اعلی حالتوں کے اختلاف کے جسقدر پہلو ہوسکتے ہیں ' ان سب پر نظر ڈالو - تم پاؤگے کہ پستی و ذلت اور بدی و شرارت کی ہر زندگی کے اندر ایک باطل قناعت اور قاتل بے حسی پیدا ہوگئی ہے ' اور یہی قناعت و بے حسی قوتوں کو پامال اور انسانیۃ اعلی کی تمام بڑی سے بڑی طاقتوں کو ضائع کر رہی ہے -

اب غور کرو کہ یہ حالت کیوں پیدا ہوئی ؟ اسکا سبب بجز اسکے اور کچھہ نظر نہیں آئیگا کہ چونکہ انسان کے اعمال اور اسکے ثمرات متضاد اور مخلوط ہیں ' اور اکثر حالتوں میں پستی و ناکامی کے نمونے زیادہ ' اور عظمت و کامرانی کے امثال کم ہیں ' اسلیے ہر نامرادی کی حالت میں انسان نے نامرادوں پر نظر ڈالی ' اور ہر برائی کی زندگی میں اس نے بروں کو دیکھا - یعنی نامرادوں کو دیکھکر اپنی نامرادی پر ' گرے ہوؤں کو دیکھکر اپنی گری ہوئی حالت پر ' بروں کو دیکھکر اپنی برائیوں پر وہ ایک طرح کا استدلال کرنے لگا ' اور انسے شہادت لاکر اپنی حالت کو فطری اور لابدی سمجھنے لگا - اس غلط استشہاد نے اسکے اندر غلط قناعت پیدا کی ' اسکے احساس کو فنا کردیا ' اسکی طلب بجھہ گئی ' اور وہ اپنی ذلت و برائی کو اصلی اور شدنی چیز سمجھکر ایک بناوٹی خوشحالی میں مبتلا ہوگیا - غلام کے اندر آقا بننے کا کیوں جوش نہیں اٹھتا ؟ اسلیے کہ وہ اپنے جیسے غلاموں کو دیکھتا ہے اور

سمجھتا ھے کہ یہ صرف میرے ھي لیے نہیں ھے بلکہ سب کیلیے ھے ' اور اسلیے ایک قدرتي چیز ھے جسپر صرف صبر ھي کرلینا چاھیے - پس اس نے غلاموں پر نظر ڈالي اور غلاموں سے اپني غلامي پر شہادت لایا - اگر وہ غلاموں کي جگہ آقاؤں کو دیکھتا اور ان سے شہادت لیتا کہ آخر وہ بھي تو انسان ھي ھیں اور اسي کرۂ ارضي کي پیٹھہ پر بستے ھیں ' تو فوراً اسکا احساس مردہ زندہ ھوجاتا ' اور اپني فطرۃ کے شرف و خیریت کو پا لیتا - ایک مزدور کیوں اسي میں خوش ھے کہ اٹھارہ گھنٹے کي محنت کے معاوضہ میں صرف ایک روٹي پاے ؟ اسلیے کہ وہ اپني ادنی حالت کیلیے اپنے ھي جیسي ادنی حالت کے مزدوروں کو دیکھتا اور انسے استشہاد کرتا ھے ' اگر وہ انسے استشہاد کرتا جنکي وہ مزدوري کرتا ھے تو اسکے اندر بھي والۂ عزم و طلب پیدا ھوتا - ایک بد انسان اس طرح برائي میں اپنے اندر تسکین و قناعت پیدا کرلیتا ھے ؟ اسلیے کہ وہ بروں ھی کو دیکھتا ھے ' اور انھي سے استشہاد کرکے سمجھہ لیتا ھے کہ انسان اسلیے بھي بنایا گیا ھے کہ برائي کرے جیسا کہ سب کررھے ھیں ' اور جب سب کررھے ھیں تو وھاں ایک آور سہي :

بیـــا کہ رونق ایں کارخـــانہ کـــم نشود
ز زھد ھمچو توئي یا بہ فسق ھمچو مني !

پس حاصل مبحث یہ ھے کہ انسان نے فطرۃ انساني کي حقیقت و خیریت کے سمجھنے میں غلطي کي اسلیے کہ اس نے :

(۱) اعمال انساني کو خیر و شر اور عظمت و ذلت کا مجموعہ دیکھا -

(۲) پس وہ سمجھا کہ انسان کي فطرۃ میں بھي خیر و شر اور ذلت و عظمت دونوں ھیں -

(۳) اس نے اعمال کی راہ سے فطرۃ کو دیکھنا چاھا اور افراد کي حالت کو دیکھکر نوع کو بھي اسی پر قیاس کرلیا -

(۴) اسي اعتقاد کا اثر اسکے تمام اعمال حیات میں پڑا جب اس نے انساني فطرۃ کو خیر و شر کا مجموعہ سمجھہ لیا تو اسکے اندر شر و تسفل کي حالت میں ایک گمراہ قناعت پیدا ھوگئي - وہ سمجھنے لگا کہ جب برائي فطرۃ ھي میں ھے تو نیکي کا نہونا کوئی ایسي چیز نہیں جسپر افسوس کیا جاے ' اور جسکے لیے اچھنبا ھو -

اسکي یہ حالت دراصل ایک استشہاد و استدلال ھے جو وہ تمام ادنی و سافل حالتوں کے افراد سے کرتا ' اور عموماً اعمال شر و تسفل کو اپنے سامنے لاتا ھے -

(سورۂ والتین کے مطالب کي ترتیب)

سورۂ والتین کا موضوع ' اور مسئلۂ خیر و شر فطرۃ کے متعلق انسان کي غلطي کے اصلي اسباب معلوم ھوگئے - اب دیکھو کہ سورۂ والتین نے اس حقیقت کے اظہار و ثبوت کیلیے مطالب کي ترتیب کیا اختیار کي ھے ؟

(۱) اس نے دعوا کیا کہ انسان کي فطرۃ ھم نے نیک و صالح پیدا کي ھے - وہ صرف شرف و عظمت کیلیے ھے - اسکو بہترین حالت عدل پر ھم نے پیدا کیا ھے اور عدل ھي خیر کي حقیقت ھے : لقد خلقنا الانسان في احسن تقویم -

(۲) ساتھہ ھي اس نے اس غلطي کا ازالہ کیا جسکي وجہ سے انسان نے اپني فطرۃ کے متعلق ایسي عظیم الشان غلطي کي - اسکي بڑي غلطي یہ تھي کہ وہ انسان کي فطرۃ کے معلوم کرنے کیلیے انسان کے اعمال کو دیکھتا ھے ' اور برے انسانوں کو دیکھکر فطرۃ کي برائي پر استشہاد کرتا ھے - پس سورۂ والتین نے انساني اعمال کي [illegible] جبروت کیلیے انسان کي عظمت و شرف سے استشہاد کیا ' اور یہ کہا کہ تم گرے ھوؤں کو دیکھکر اپني فطرۃ کو کیوں گرا ھوا سمجھتے ھو ؟ انکو نہیں دیکھتے جو گرنے کي جگہ بلند ھوے ؟ یہ لوگ جو فطرۃ صادقہ کو قائم رکھکر بلند ھوے ' وھي لوگ ھیں جنکي طرف و التین و الزیتون ' وطـور سینین ' و ھذ البلد الامیـن کے تین جملوں میں اشارہ کیا گیا ھے - اور یہي وہ انعام یافتۂ الہی گروہ ھیں جنکي راہ صراط مستقیم ھے اور جنکي راہ کي طلب سورہ فاتحہ میں سکھلائي گئي ھے : صراط الذین انعمت علیھم انکي راہ جن پر خدا نے انعام کیا - یہي حزب اللہ ھے - یہي اولیاء اللہ ھیں - یہي خیر البریہ ھیں ' یہي البصیر ھیں ' اور یہي اصحاب الجنۃ ھیں -

(۳) رھا اعمال انساني کي بو قلموني اور خیر و شر کا سوال تو یہ اسلیے نہیں ھے کہ انسان کي فطرۃ برائي ھے - اسکي فطرۃ تو عدل و خیر ھي ھے ' البتہ وہ جب اسکو ضائع کردیتا ھے اور اعمال سافلہ میں مبتلا ھوجاتا ھے تو جس طرح اسکي خلقت سب سے اعلی تھي ' اسي طرح اسکا اکتساب عمل اسکو سب سے زیادہ ادنی بھي بنا دیتا ھے - حتی کہ اپني حقیقـت انساني کو مسخ کرکے بسا اوقات چار پایوں اور درندوں سے بھي بد تر ھو جاتا ھے - تم یہ حالت مسخ دیکھکر کہتے ھو کہ یہ فطرۃ ھے ' مگر نہیں سمجھتے کہ فطرۃ نہیں ' خارج کا کسـب و عمـل ھے - پس اعمال انساني میں خیر و شر اور عظمت و تسفل جو تمھیں نظر آتا ھے ' اس میں تفریق کرو - نیکي و عظمت اسکي خلقت ھے ' اور شر و تسفل اسکي ضلالت عمل اور ضیاع فطرۃ - یہ اسکا عمل ھي ھے جس نے اُسے چار پایوں سے بھي بدتر بنا دیا ھے : ثم رددناہ اسفل سافلین - اسفل سافلین یعني ادنی سے بھي ادنی تر حالت تک گرے ھوے وھي ھیں جنکا نام مغضوب اور ضا لین ھے - پھر حزب الشیطان ' اولیاء الطاغوۃ ' شر البریہ ' الاعمي ' اور اصحاب النار بھي وھي ھیں -

(۴) یہ غلطي اسلیے ھے کہ تم اللہ کے قانون جـزا و مکافات سے بیخبر ھو - اسکا قانون ھے کہ ھر بیج پھل لاتا ' اور اسي طرح انسان کا ھر عمل ایک نتیجہ پیدا کرتا ھے - زھر جب کھایا جایگا انسان مریگا ' اور معصیت جب کبھي کي جائیگي عذاب آئیگا - پس اعمال کے جزا ھي سے تمام نتائج پیدا ھوتے ھیں - اگر تمھارے اعمال فطرۃ صالحہ یعني دین الہي کے مطابق ھیں اور تم نے اس کو ضائع نہیں کیا ھے ' تو تم اپنے فطري برائي اور نیکي حاصل کروگے ' اگر تم نے ضائع کردیا تو پھر تم مسخ ھو جاؤگے اور تم سے برا جانور زمین کي پیٹھہ پر اور کوئي نہ ھو گا - جانور نے اپني اصلي فطرۃ کو ضائع نہیں کیا - وہ سافل ھے - تم نے اپني فطرۃ ھي کو ضائع کردیا ' پس تم سافلوں سے بھي اسفل اور بد سے بھي بدتر ھو گئے !

(۵) پس جن لوگوں نے اپني فطرۃ کو عمل غیر صالح سے ضائع کردیا وہ انسانیۃ سے گرگئے ' مگر جنھوں نے ایمان باللہ سے انکار نہ کیا اور ایسے اعمال اختیار کیے جو صالح ھیں اور اسلیے نور فطرۃ کو قائم رکھنے والے اور چمکانے والے ھیں ' سو وہ اعلی سے اعلی مراتب انسانیۃ تـک فائز ھوے ' اور ھمیشہ ایسا ھي ھوگا - اس دوسري جماعت کي بڑي خصوصیت یہ ھے کہ انکے عمل صالح کا درخت ھمیشہ پھل دیگا - انکے نتائج حقہ کي برکتیں اور نعمتیں کبھي بھي ختم نہونگي - وہ اسفل سافلین کي حالت میں نہونگے کہ فنا اور ھلاکت انپر طاري ھو - وہ " شجرۂ خبیثہ " نہیں ھیں - " شجرہ طیبـہ " ھیں - لہذا فرمایا : فلھم اجر غیر ممنون !

(اصل تفسیر)

اب اصل سورۃ کي یکبعا تلاوت کرو :

و التین والزیتون ' و طور سینین و ھذا البلد الامین -

انجیر اور زیتون ' طور سینا ' اور مکہ معظمہ شاھد ھیں کہ بلا شبہ ھم نے

القد خلقنــا الانسان في احسن تقويم - ثم رددناه اسفل سافلين - الا لذين آمنوا و عملو الصالحــات فلهم اجر غيــر ممنــون ' فما يكذبك بعد بالدين ا لـيــس الله بــاحكــم الحاكمين -

انسان کو بہترین حالت عدل پر پیدا کیا - پھر اسکو بد سے بدتر حالت میں پھینــک دیا - مگر وہ لوگ که ایمان لاــے اور عمل صالح کیے تو انکے اعمال کے نتائج صرف بہتري هي کیلیے هیں - انکے عمل صالح کا بدله کبھي منقطع نہوگا - همیشه پھل دیگا - پس اس حقیقت کے سمجهه لینے کے بعد کون ہے جو اعمال کے نتائج سے انکار کریگا ' اور اس بارے میں رسول کي تعلیم کو جھٹلائیگا ؟ کیا سب سے بڑا حکم کرنے والا خدا هي نہیں ہے جسکے قانون جزا و سزا میں کبھي تبدیلي نہیں هو سکتي ؟

(تفصیــــل استشهـــاد)

حضرة نوح علیه السلام کے بعد دین الهي کا سلسله حضرة ابراهیم خلیل الله علیه السلام سے شروع هوتا ہے' اور ظهور اسلام اسي کا آخري مکمل ظهور ہے - حضرة ابراهیم کي نسل سے بنو اسرائیل پیدا هوے جنکے احیاء کیلیے حضرة موسی کي دعــوة کا ظهور هوا اور انهــوں نے بنــو اسرائیل کــو مصریوں کي غلامي سے نکال کر عزت و خلافت کے درجه پر پہنچا دیا-انکے بعد جب بنو اسرائیل نے پھر الله کے احکام سے سرتابي کي اور اصلاح کي جگه افساد کا طریق اختیار کیا تو روز بروز تنزل و تسفل میں مبتلا هونے لگے ' پس انبیاء مجددین کا سلسله شروع هوا اور وہ یکے بعد دیگرــے اصلاح کرتے رہے - لیکن سلسلۂ تنزل بھي برابر بڑھتا گیا - حتی که وراثت ارضي سے بنو اسرائیل محروم هوگئے اور انپر یکسر تباهي و بربادي طــاري هوگئي - اسوقــت حضرت عیسی علیه السلام کی دعوة کا ظهور هوا ' جن پر چند غریب اور فاقه مست انسان ایمان لاــے ' لیکن الله نے انهي غریب مچھیروں اور فقیروں کو یه درجه دیا که انکي دعوة و تبلیغ عالم میں پھیلي ' اور تمام روم و یونان میں مسیحــي مذهب پھیل گیا -

پس انسان کے اعمال عظیمه و صالحه کے ان مظاهر کے تین قریبي درجے هوــے :

(۱) دین الهي کي وہ بنیاد جو بیابان حجاز میں حضرة ابراهیم و اسماعیل علیهما السلام نے ڈالي ' اور اسکي اینٹیں رکھتے هوــے امۃ مسلمه کے ظهور کي دعا مانگي :

و اذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت و اسماعیل : ربنا تقبــــل منا انك انت السمیع العلیــم ! (۲ : ۱۲۱)

اور جب حضرة ابراهیم و حضرة اسماعیل خانه کعبه کي بنیادیں رکھه رہے تھے' تو انکي زبانوں پر یه پاک دعا جاري تھي : اــے پروردگار ! همارــے اس کام کو قبول کرلــے- تو دعاوں کا سننے والا ہے اور تو هماري نیتوں کو خوب جاننے والا ہے !

الله تعالی نے اس دعا کو قبول کیا ' نسل اسماعیلي سے امۃ مسلمه کا ظهور هوا' اور وہ آخري معلم رباني آ گیا جس نے تعلیم کتاب و حکمت اور تربیت و تزکیۂ الهي سے جماعۃ مومنین پیدا کردي -

(۲) دعوۃ موسوي کي وہ روشني جو طور سینا پر چمکي اور وادي ایمن کے بقعه مبارکه سے " اني انا اللــه رب العــــالمین " کي صداء حق اٹھي :

فلما اتاها نودي من شاطي الــواد الایمــن فی البقعـــۃ المبـــارکـۃ من الشجـرۃ ان یا مـــوسی ! اني انا اللـــه رب العالمین ! !

پس جب موسی کوہ طور کے پاس پہنچے تو وادي ایمن کے کنارــے که زمین کا ایک مبارک حصه تھا ' درخت سے ندا اٹھي : اــے موسی ! میں هوں تمام جہانوں کا پروردگار !

یہي کوہ طور کي وادي ایمن کي روشني تھی جس نے بنو اسرائیل کو ظـلمت تنزل و تسفل سے نجات دلائي ' اور عظمت و خلافت الهي کے درجه تک مرتفع کیا -

(۳) دعوۃ مسیحي کا وہ ظهور جو سلسلۂ اسرائیلي کا آخري ظهور تھا اور جو بیت المقدس کي سر زمین میں هوا :

فامنت طائفۃ من بني اسرائیل و کفرت طائفــۃ فایدنا الذین امنوا علی عدوهم فاصبحوا ظاهرین !

پس بنو اسرائیل کي ایک جماعت اسپر ایمان لائي اور ایک جماعت نے انکار کیا - مــومنــوں کو هــم نے انکے دشمنوں کے مقابلے میں مدد دي - نتیجه یه نکلا که ایمان والوں کي کامیابي اور فتح مندي ظاهر هوگئي -

قرآن حکیم کي مخاطب جو جماعتیں تھیں' انکي معلومات میں بھی انساني عظمت و قدوسیت کے بالاتفاق یہي تین جلوــے تھے - اهل کتــاب حضرة موسی اور حضرة عیسی علیه السلام کے نام لیوا تھے ' اور مشرکین مکه کا بڑا ادعائي شرف یه تھا که اپنے تئیں حضرة ابراهیم کي طرف منسوب کریں -

پس سورۂ والتین میں سعادت انساني کے انهي تین ظهوروں سے انسان کی فطرۃ صالحه و عظمت و شرف پر شهادت لائي گئي ہے - "تین اور زیتون" سے مقصود سر زمین شام ہے جہاں حضرة عیسی کا ظهور هوا اور جو تمام انبیاء مجددین اسرائیل کا مقام ظهور ہے ' "طور سینین" سے اشارہ دعوۃ موسوي کي طرف ہے جسکي تجلي کا مطلع اسي مقدس پہاڑ کا دامن تھا - "بلد امین" یعني همیشه امن میں رهنے والا گھر خانۂ کعبه ہے ' اور اسمیں اشارہ حضرة ابراهیم کي دعوۃ موسسۂ ابراهیمیه اور اسکے نتائج کي طرف ہے -

استشهاد کي ترتیب شاخ سے اصل کي طرف ' نسل سے مورث کي طرف ' فاضل سے افضل کي طرف ' اور حسن سے احسن کی طرف ہے - یعني ظهور سعادت انساني کے اس سلسله میں افضل ترین بنیادي مرتبه دعوۃ ابراهیمي کا ہے - اسکے بعد مرتبۂ قیام شریعت موسوي کا ' اسکے بعد مرتبۂ تجدید انبیاء بني اسرائیل کا عموماً اور حضرة عیسی کا خصوصاً - (علی نبینا و علیهم الصلواۃ و السلام) پس ترتیب جڑ سے شاخ کي طرف نہیں ہے ' بلکه شاخ سے جڑ کي طرف ہے اور اسمیں بالترتیب تینوں درجوں کے مراتب یکے بعد دیگرــے ملحوظ رکھ گئے هیں - چونکه سب سے آخري ظهور مسیحي سب سے زیادہ قریب تھا ' اسلیے سب سے پہلے اوسکا ذکر کیا گیا ' اسکے بعد اس سے اعلی مرتبه دعوۃ موسوي کا تھا ' پس اسکا ذکر کیا ' پھر سب سے اعلی ترین مرتبه بمنزلۂ اصل و حقیقۃ الحقائق کے مقام خلت کبری حضرة ابراهیم کا تھا ' پس اسپر مدارج ثلاثه ختم هوگئے -

(تین و زیتون)

"تین و زیتون" سے سر زمین شام کا مراد لینا بالکل واضح ہے :

(۱) " طور سینا " اور " بلد امین " دونوں میں اشارہ اُس سرزمین کي طرف کیا گیا ہے جہاں ان کي دعوتوں کا ظهور هوا - پس معلوم هوا که اس سورۃ میں سرزمین کي طرف اشارہ کرکے اس سرزمین کي مشهور دعوۃ و امــۃ کي طــرف اشارہ کرنا مقصود ہے - اس بنا پر "تین و زیتون" میں بھي اشارہ کسي سرزمین هي کي طرف هوگا جیسا که ما بعد کي دو شهادتوں میں ہے -

(۲) دنیا کي تمام سرزمینوں میں اُس وقت بھي جبکه قرآن حکیم نازل هوا ' اور اب بھي جبکه ملکوں کي طبعي پیداوار کي فهرست همارــے سامنے موجود ہے ' انجیر اور زیتون ایک مخصوص پیداوار سرزمین شام کي ہے - جس کثرت کے ساتھ اور جسقدر اعلی درجه کي یه دونوں چیزیں وهاں هوتي هیں ' کہیں نہیں هوتیں - زیتون کا تیل شام کي عام غــذا ہے - گھي کي جگه عام طور پر اسي کو استعمال کرتے هیں - عیسائیوں کے بڑــے بڑــے

-مذهبي اعمال کا اتنک یه ایک مقدس جز هے - انکے تمام مذهبي رسوم میں اسي تیل کو " مقدس تیل " کہا جاتا هے - روم کے تمام عیسائي بادشاه جب تخت نشین هوتے تھے' تو مقدس تیل انکے سر پر لگایا جاتا تها اور کہتے تھے که یه حضرة سلیمان کا اتباع هے - آجتک تاج پوشي کی رسم میں ایک پیالي روغن زیتون کي بهي رکهي جاتي هے - قطع نظر ان تمام خصوصیات کے ' اس سے تو کوئي انکار نہیں کر سکتا که تمام عرب میں یه دو چیزیں شام کي مخصوص و ممتاز پیداوار سمجهي جاتي تهیں' اور اسقدر مشہور تهیں که بچه بچه جانتا تها - اشاره کیلیے یه کافي هے -

(۳) پس جب تین و زیتون کا اشاره بهي اسي ملک کي طرف هونا چاهیے اور وه شام کے سوا اور کوئي نہیں هوسکتا ' تو پهر یه ظاهر هے که شام کا سب سے بڑا آخري ظہور حق حضرة عیسی کي دعوة هے' اور ساتهه هي یه سر زمین تمام اسرائیلي انبیاء مجددین کے ظہور کا بهي گهر هے -

نیز چونکه اسکے بعد هي دعوة موسوي کي طرف اشاره موجود هے' اسلیے ربط بهي یہي چاهتا هے که حضرة عیسی کي دعوة کي طرف بهي اشاره هو -

(۴) سب سے زیاده یه که تین اور زیتون کي تفسیر کے متعلق صحابهٔ کرام و تابعین عظام رضوان الله علیهم اجمعین کي جو روایات موجود هیں' ان سب پر مجموعي نظر ڈالنے کے بعد یہي تفسیر مرجح ثابت هوتي هے ' اور قرآن حکیم کي سب سے زیاده صحیح تفسیر وهي هے جو صحابه کي تفسیر سے مطابق هو که انکے علوم حامل وحي سے براه راست ماخوذ تھے -

امام ابن جریر طبري نے تمام روایتیں جمع کردي هیں - انپر نظر ڈالو - سب سے پہلے حضرة کعب کا ایک قول سامنے آتا هے که " التین مسجد دمشق و الزیتون بیت المقدس " تین مسجد دمشق هے اور زیتون بیت المقدس - پهر حضرت عبد الله ابن عباس کي نسبت سے اس قول کي شہرت ثابت هوتي هے که " الزیتـون بیت المقدس " یعني زیتون بیت المقدس هے -

لیکن اسکے بعد بعض کبار تابعین کي تصریحات آتي هیں جنہوں نے اس امر پر زور دیا هے که " هو تینکم و زیتونکم " - یعني تین اور زیتون سے یہي انجیر اور زیتون مراد هے جو تم استعمال کرتے هو - اور کوئي چیز مقصود نہیں هے - حضرة حسن' عکرمه' مجاهد ' قتاده وغیره سب نے یہي کہا هے -

اب ان دونوں تفسیروں کو جمع کرو - جن صحابه سے اس قول کو شہرت هوئي که تین اور زیتون سے مراد مسجد دمشق اور بیت المقدس هے' انکا مقصود یه نه تها که دمشق کي کسي عمارت کا نام تین هے اور بیت المقدس کا نام زیتون' بلکه یه واضح کرنا تها که تین و زیتون میں اشاره سر زمین شام کي طرف هے' کیونکه وهاں ان دو چیزوں کي پیداوار بکثرت هوتي هے اور یه اسکے خصائص میں سے هیں - پس " زیتون یعني بیت المقدس " سے مطلب یه تها که زیتون میں اشاره بیت المقدس کي طرف هے -

لیکن بہت سے لوگوں کو اسمیں غلطي هوئي اور انہوں نے یه سمجهه لیا که طور سینا کي طرح زیتون بهي بیت المقدس کے کسي پہاڑ کا نام هے - اور پهر طرح طرح کي مزید تاویلیں اسمیں بڑهگئیں - یه حال دیکهکر بعض اجلهٔ تابعین نے غلطي کو دور کرنا چاها' اور زور دیکر کہا که " هو تینکـم و زیتونکـــم " تین اور زیتون کسي پہاڑ یا ملـک کا نام نہیں هے - وه یہي انجیر اور زیتون کا درخت هے جو تم استعمال کرتے هو - گویا انہوں نے واضح کیا که تین و زیتون سے اسکي جاے پیدایش مقصود هے - یه نہیں که خود اس سر زمین کا نام هي تین و زیتون هو -

چنانچه امام ابن جریر کا بهي قریب قریب یہي خیال هے - تمام روایتیں جمع کرکے لکهتے هیں :

و الصواب من القول في ذالك عندنا من قال التین هو التین الذي یوکل و الزیتون هو الزیتون الذي یعصر منه الزیت لان ذالك هو المعروف عند العرب .... الا ان یقـول قائل اقسم ربنا بالتین و الزیتـون - و المراد من الکلام القسم بمنابت التین و منابت الزیتون فیکـــون ذالك مذهبا - (جلد ۳۰: ۱۵۴)	اس بارے میں همارے نزدیک انهي لوگوں کا قول ٹهیک هے جنہوں نے کہا که تین وهي تین هے جو کهایا جاتا هے' اور زیتون وهي درخت هے جس سے تیل نکلتا هے - کیونکه عرب میں یه معروف تها - اور اس نام کے کسي پہاڑ کو وه نہیں جانتے تھے - هاں یه هو سکتا هے که ایک شخص کہے که الله نے تین اور زیتون کي قسم کهائي مگر مقصود اس سے تین و زیتـون کي پیـدایش کے مقامات کي قسم کهانا هے - سو اگر یه کہا جاے تو یه ایک مذهب هو گا -

اس سے معلوم هوا که جو لوگ تین و زیتون سے یہي پهل اور درخت مراد لیتے هیں ' انکو صرف اس سے انکار هے که کسي ملک یا پہاڑ کا نام تین و زیتون نہیں هے' اور یه بالکل صحیح هے - لیکن اس سے وه انکار نہیں کرتے که ان چیزوں سے ان چیزوں کي پیدایش کي سر زمین مراد نه هو -

(احســن تقــویم)

" احسن تقویم " میں " تقویم " ٹهیک ٹهیک بمعني تعدیل کے هے - یعني هم نے انسان کو بہترین قوام و عدل پر پیدا کیا - تعدیل خلقت میں جسم اور فطرة ' ظاهر و باطن ' سب داخل هیں - اور جن صحابه و تابعین سے " في اعدل خلق و احسن صورة " بکثرت منقول هے' اور نیز جو صحابه استقامت صورت و جسم کو پیش کر کے حقیقت تعدیل خلقت کو سمجهانا چاهتے هیں' اُن سب کا مقصود یہي تعدیل فطرة هے اور اس بارے میں کوئي اختلاف نہیں - کسي نے کہا که انسان کا قد دیکهو ' کسي نے کہا جسم کا تناسب دیکهو ' کوئي اور آگے بڑها اور کہا که خلقت کي تعدیل معنوي پر بهي نظر ڈالو - تعدیل کا ایک بڑا نمونه انسان کا قد هے ' اسکي بڑي نمود اسکے تناسب اعضاء و جسم میں هے ' اور پهر اسکي فطرة عدل و قوام صالح پر پیدا کي گئي هے - پس سب نے ایک هي حقیقت کو واضح کیا اور اسیکو مختلف تعبیرات سے سمجهانا چاها -

الهـــلال کی مــکمل جـلدیں

آخــري فـــرصــت

الهـــلال کي مکمل جلدیں اب بالکل ختم هوگئي هیں - صرف دو اور تین جلد کے چند مکمل نسخے باقي هیں بظاهر امید نہیں که پهر دوباره مجلدات الهـــلال طبع هو سکیں - اسلیے ارباب ذوق اس آخري مہلت سے فائده اٹهائیں اور اگر طلب هو تو دفتر سے منگوالیں - هر نسخه مجلد هے - مع فہرست مضامین تصاویر - قیمت مجلد آٹهه روپیه -

بعض جلدیں نا تمام بهي نکل سکتي هیں - یعني جن میں ایک یا دو نمبر نہیں هیں - جن حضرات کو نا تمام جلدوں کي ضرورت هو - وه طلب فرما لیں - جتنے پرچے نہیں هیں ' انکي اور جلد کي قیمت وضع کرلي جائیگي -

مختارات

خواطر فی الاسلام

تاريخ مدنية اسلاميه کا ایک سرسري درس

اُردو زبان میں ابتک کوئي کتاب ایسي لکھي نہیں گئي جسمیں اختصار کے ساتھه تاریخ اسلام کے مختلف دوروں پر نظر ڈالي گئي ھو' اور فلسفۂ تاریخ کے اصول پر علل و اسباب عروج و زوال سے بحث کي گئي ھو -

عربي زبان کي جدید مطبوعات میں ایک کتاب " خواطر في الاسلام " ھے جسکو عطا حسني بک نامي ایک جدید تعلیم یافته مصري نے تصنیف کیا ھے - کتاب کا موضوع تقریباً وھي ھے جسکي طرف سطور بالا میں اشارہ کیا گیا ' البته طرز بحث و نظر زیادہ دقیق اور بلند نہیں ھے اور یه حال مصر کي تمام تصنیفات کا ھے - یوں سمجھنا چاھیے که اپنے موضوع میں ایک ابتدائي درجه کي مگر دلچسپ کتاب ھے -

پچھلے دنوں مجھ خیال ھوا تھا که بحالت موجودہ اگر اسي کا اردو ترجمه شائع ھوجاے تو بہتر ھے - چنانچه ایک اھل قلم نے میري خواھش پر اسکا ترجمه شروع کردیا اور اب قریب الاختتام ھے - کتاب میں بالترتیب تمام اسلامي دوروں پر نظر ڈالي گئي ھے - آجکي اشاعت میں بضمن مختارات اٹھارویں فصل کا ترجمه شائع کیا جاتا ھے جو خلافة راشدہ کے دور کیلیے بطور تمہید کے ھے - آیندہ اشاعة میں انیسویں فصل شائع ھوگي اور وھي اصل بحث اور اسلیے زیادہ اھم و دلچسپ ھے -

فصـــل هشتـــم

اسلامي دور اول

اسلام کا پہلا دور حروب و فتوحات کي رزمگاہ ھے - مسلمانوں نے جهاد في سبیل الله کے حکم عام پر عمل کیا ' اور توفیق الہي اونکي حلیف تھي - اسلیے کوئي قلعه نه تھا جو اونکي انگلیوں کے اشاروں پر فتح نه ھوا ھو' اور کوئي ملک نه تھا جس نے اسلامي حرکت سیاسي کے سامنے اپني گردن نه جھکا دي ھو -

اسلام وہ پہلي سلطنت ھے جس نے انسانوں سے انسانیه کیلیے جنگ کي ' اور اقوام عالم کو یه جتلادیا که فاتح مسلمان اپنے مغلوب دشمن پر رحم کرتے ھیں - اور جب اونکا مقابل تابع و فرماں بردار ھو جاے ' تو وہ اوسکے ساتھه رحیمانه نرمي کے سلوک سے پیش آتے ھیں - خواہ وہ لڑنے سے پہلے صرف رعب اسلام سے مرعوب ھوکر اطاعت گذار ھوا ھو' یا جنگ کے بعد شکست کھاکر -

اس سے پہلے یه قاعدہ تھا که جب ایک بادشاہ دوسرے پر غالب آتا ' تو وہ اپنے مقابل کو قتل کر ڈالتا یا اوسکو قید کر لیتا تھا - اور اسکے ساتھه اوسکے ننھے بچوں اور حجله نشیں شہزادیوں کا بھي وھي حال ھوتا جو اونکے بدقسمت بادشاہ کا ھوتا - چنانچه فسطاط شہر کے دوسرے کھر اوٹے جاتے' اونکي عورتوں کو بھي قید کیا جاتا ' اور بچوں کو ظالم فاتح عموماً ته تیغ کر دیتے - یہي تباھي شاھي حرم سرا پر بھي آتي تھي - مورخوں نے بکثرت ایسے واقعات بیان کیے ھیں جنکے ذکر سے ھمارے جسم کانپ اٹھتے ھیں اور اونکے سننے سے کان بہرے ھوجاتے ھیں - اسي طرح پہلے فاتحین یہي سلوک اوس مقابل کیساتھه کرتے جو بلا لڑے ھتھیار ڈالدیتا اور مطیع و منقاد ھو جاتا - غرض اوس دشمن میں جو جنگ کے بعد زیر ھوا ھو اور اوس میں جو بغیر جنگ کے مطیع ھوگیا ھو ' کوئي فرق نه تھا ' اور سب کي عزت و ناموس کا خاتمه یکساں طور پر کیا جاتا - ان بیرحموں کو نه تو شہزادیوں کي عصمت دري پر رحم آتا اور نه شہزادوں کي جواني پر -

اس قسم کے واقعات سے هم کتاب کو طوالت دینا نہیں چاھتے - اگر قبل از اسلام کے زمانه پر تم نظر ڈالوگے تو وہ اسي قسم کے ھیبتناک حوادث سے سیاہ نظر آئیگا - دولت شرقیه ' حکومت رومانیه ' اور سلطنت فارس کے عہد پر غور کرو تو معلوم ھوگا که اس زمانه کي تاریخ اون ھولناک جنگوں کے خون سے رنگي ھوئي ھے جنمیں یه سلطنتیں مبتلا ھوئیں - لیکن ھمیشه فتح کے بعد انہوں نے اپنے بدقسمت مفتوح حریفوں کو ایسي ایسي وحشتناک سزائیں دیں که اون پر زمانه ابتک اشک ریز ھے اور ھمیشه رھیگا -

وہ مسلمان ھي ھیں جنہوں نے فتح کا قدم اس حالت میں آگے بڑھایا که ھاتھوں میں قرآن اور سر پر لواء اسلام تھا - اور اسلیے اسلامي فتوحات کا مقصد سواء اسکے کچھه نه تھا که اشاعة کلمۂ عدل و حق ھو ' اور انسانیة راحت تامه اور سعادت کامله سے مستفید ھو - مسلمانوں نے انسانوں کو استبداد کے پنجوں سے چھڑایا ' حریت کي روح پرور ھوا سے پالا ' اور غارتگر دشمنوں سے اوسکو محفوظ و مامون رکھا - غرض مسلمانوں کي فتح انسانیة کي خادم تھي - اھل عقل و صاحب سیاسة کیلیے یہي وہ عقدہ تھا جسکو اسلام نے حل کیا ' اور یہي وہ روشن دلیل تھي جس نے ظاھر کردیا که دین حنیف کي وہ اعجاز آفریں تاثیر کیا تھي جس نے عالم کے قلوب کو اپني طرف مائل کرلیا تھا اور درشت مزاجوں کو نرم دل اور جہالت کدوں کو مدنیة آباد بنا دیا تھا -

اس موقعه پر یه ضروري ھے که صرف مدنیة نصرانیه سے بحث کي جاے - لہذا اسکے لیے مثلاً اوس زمانه فترة کو پیش نظر رکھنا چاھیے جو بت پرست اقوام پر غلبۂ نصاری کے بعد سے شروع ھوا ' اور ظہور اسلام تک رھا - یعني سنه ۳۰۶ ع سے (جبکه شاہ قسطنطین نصراني ھوگیا تھا) سنه ۶۲۲ع تک جو نبي کریم صلی الله علیه و سلم کا سنه ھجرت ھے - اسوقت شرقي سلطنت کے نصراني تاجدار یا تو مذھب کے سایه میں برسر حکومت تھے یا خود حکومت مذھب پر سایه افگن تھي - زمانۂ فترہ کي تاریخ کا ایسا ھمکو بتاتي ھے که عیسائیة اسوقت فساد کي جڑ اور انسانیة کشي کا گہوارا تھي جسکے حاملین کا صرف یه کام تھا که بعض بعض پر لعنتوں کے تیر برسایا کریں اور قوي ضعیف کو بیرحمي و بیدردي سے قتل کر ڈالے جیسا که هم پہلے بتفصیل تحریر کر آئے ھیں - مشرقي مسیحي سلطنت کي شام و مصر و فارس کي لڑائیاں جو اس قرن

فترة میں ہوئیں' ان نفرت آمیز حالات سے معمور ہیں جو دامن مسیحیت پر سخت بدنما داغ ہیں' اور ہمارا خیال ہے کہ اوس ظلم آلود دامن کو دیکھکر عیسائیۃ کی روح اب بھی کانپتی ہوگی - کیونکہ اُس سے انسانیۃ کی روح بھی سخت تلاطم میں ہے - اِس زمانہ کے مجوسی سلاطین اور نصرانی ملوک بالکل یکساں ہیں - اگر کوئی مدعی اعتبار اچھے برے واقعات کی تلاش کریگا تو ان دونوں میں کوئی فرق نہیں پائیگا - جس بربریت کے لئے نامی مجوسیوں کی تاریخ حملہ آوری میں موجود ہیں' وہی ظالمانہ حوادث مسیحی حملوں میں بھی نظر آتے ہیں -

اور اگر ایسا ہوا تو اسمیں کوئی تعجب کی بات نہیں - کیونکہ نصرانیۃ اس دنیا کیلیے نہیں ہے بلکہ صرف عاقبت کیلیے ہے - جیسا کہ خود مسیح علیہ السلام نے فرمایا : " میری سلطنۃ اِس جہان میں ہے "

اس زمانہ فترۃ میں گذشتہ تمدن کے تاجدار اور علوم قدیمہ کے وارث روم و فارس تھے' لیکن باوجود اس تفوق کے وہ خود ہمجیۃ و وحشت میں غرق تھے' اور وہ شرمناک حرکتیں اُن سے صادر ہوتی تھیں جن سے انسانیۃ بیزار ہے -

عرب قرن فترۃ میں بالکل جاہل اور عالم بدویۃ میں تھا - اوسمیں مدنیۃ کی بو تک نہ تھی اور تمدن کے نام سے بھی واقف نہ تھا - اسی طرح وہ اُس علم و فلسفہ سے بھی جاہل تھا جو عالم میں پھیل چکا تھا - اہل عرب کی صنعت یہ تھی کہ وہ مویشیوں کو چراتے تھے اور چراگاہوں کیلیے لڑتے تھے - انکی تجارتی کائنات صرف یہ تھی کہ کچھہ سوداگران عرب' فارس اور شام کے بازاروں میں اپنے جانوروں کو فروخت کرکے دھائی تھوڑی سی دولت حاصل کرلیا کرتے تھے - اور انکی مثال بعینہٖ ایسی تھی جسطرح کہ آج بعض عربی سوداگر قاہرہ کی شاہراہوں پر کبھی کبھی جانوروں کو بیچتے نظر آجاتے ہیں -

انہی بدوی عربوں نے جب ذکاوت و عقل کی منزل میں قدم رکھا تو نہایت قلیل وقت میں انکی وہ حالت ہوگئی جو ہم کو صحابۂ کرام کی زندگی میں نظر آتی ہے - سیاست ملکی میں انکا حزم و احتیاط' تسخیر ممالک میں انکی حسن تدبیر' نظم بلاد میں انکا اسوۂ حسنہ' اور شہروں کی آبادی و زینت میں انکا دلدادۂ مدنیۃ اپنی آپ نظیر ہے -

آج تمام عالم جاپان کی ترقی سے حیرت زدہ ہے اور اُس کے موجودہ ارتقاء نے عقول عالم کو حیرت میں غرق کردیا ہے - لیکن اسکی ترقی کا زمانہ بھی پینتیس سال ہے' اور ان اسباب کی بنا پر ہے جنکو زمانہ کے انقلاب نے اسوقت پیدا کردیا ہے' اور انپر غور کرنیکے بعد جاپان کی ترقی میں کوئی غرابت و حیرت باقی نہیں رہتی -

انیسویں صدی میں تمدنی رسائل علمی اسباب کی طرح اسقدر بکثرت موجود ہیں کہ جلد سے جلد وہ قوم جو بدویۃ و توحش میں غرق ہے' تمدن و علوم کا آفتاب بن سکتی ہے - یورپ و امریکہ میں تعلیم عام ہے' مدارس کی کثرت نے ہر کس و ناکس' شہری و دیہاتی کیلیے اپنے دروازے کھول رکھے ہیں -

جب جاپان کی منجمد سطح متحرک ہوئی اور اسکے تخت حکومت پر گذشتہ بیدار مغز بادشاہ جلوس فرما ہوا تو اس نے جوشیلے لائق جاپانیوں کا ایک لشکر عظیم مرتب کیا' اور یورپ و امریکہ میں تحصیل علوم و فنون کی غرض سے اسکو بھیجا - نیز اپنے ملک میں بڑے بڑے مدارس قائم کیے' اور یورپ و امریکہ کے فاضلوں کو بلاکر انکا پروفیسر مقرر کیا' ساتھہ ہی پارلیمنٹی حکومت کی بنیاد ڈالی - ایسی حالت میں کوئی عجیب بات نہیں اگر ایک جاہل قوم تیس سال کے اندر ایک بڑی قوی قوم بن جاے -

لیکن اگر ہم عرب کی تاریخ کو پڑھیں اور اسکی جہالت سابقہ کو سامنے لائیں' تو کوئی [illegible] سواے اسلام کے ایسی نظر نہیں آتی جو اہل عرب کے اسلامی تمدن کی معاون ہوتی' اور انکو مدنی و علمی ترقی کی طرف حرص دلاتی' یا عمرانیۃ کے جذبہ کو پیدا کرتی - بلکہ اسکے برعکس انمیں ظہور اسلام سے پہلے بدویانہ درشت مزاجی موجود تھی' اور جاہلانہ جنگ و جدال رات دن کا مشغلہ تھا - تربیت مویشی انکی دین و دنیا تھی' او ر حفظ نسب و بلاغۃ و فصاحت فطری کائنات علمی - مگر اسلام کے بعد انکی حالت میں ایک نا قابل فہم انقلاب ہوگیا - دنیا کا امن و امان انہی کے ذات سے وابستہ ہوگیا - انہوں نے وہ علم حاصل کیا اور اوس صداقت کی پرستش کی' جس نے علم ہندسہ' الجبرہ' طبعیات' کیمیا' تاریخ وغیرہ تمام اون علوم سے بے نیاز کردیا جنکی ایک فاتح لشکر اور سیاسی جماعت کو سخت ضرورت ہوتی ہے - اسباب ظاہر کے لحاظ سے بغیر اون فنون و علوم کے فتح و نصرت اور حکومت و سیاست محال ہے' مگر انہوں نے محال کو واقعہ بنا دیا - وہ علم کیا تھا اور وہ صداقت کونسی تھی ؟ وہ صرف قران اور اوسکے حقائق و معارف تھے' جنکو اہل عرب نے نبی امی صلعم کی مقدس زبان سے سنا' اور انکی مردہ رگوں میں برقی قوۃ کیطرح وہ تعلیم کام کرگئی - وہ حقانیت کا ایک نور تھا جس نے تمام عرب کو ایک ہی جلوہ میں بیخود کردیا' اور عرب کے بدوی و وحشی فخر روزگار ہوگئے -

پس عرب کے اسلامی انقلاب کو اس نظر سے نہ دیکھو کہ ایک نئی قوم پیدا ہوگئی' بلکہ اس لحاظ سے دیکھو کہ تمدن و حکمت کو کس چیز نے پیدا کیا ؟ گذشتہ متمدن قوموں نے تدریج تمدن و علوم کو حاصل کیا اور پھر دنیا کی رزمگاہ میں درآے - آج ہمارے سامنے جاپان ہے جس نے یورپ سے تمدن و علم کو اخذ کیا اور کامیابی کے ساتھہ مشہور ہوگیا - مگر عربوں کے پہلے دور میں کوئی تمدنی سر چشمہ ایسا نہیں ملتا جس سے انہوں نے فائدہ اٹھایا ہو - صرف دین اسلام کا ظہور اور قرآن مجید کی تعلیم تھی جو انکو ملی - اور بغیر علوم و تمدن کو اخذ کیے ہوے انہوں نے تمدن و عمران' مساوات و امن' اور تعمیر و سلام کے ایسے تیس سال پیدا کردیے جنکے نظیر نہ تو دنیا کے قدیم تمدنوں میں ملتی ہے اور نہ جدید تمدن میں -

تمام عالم میں ایک متنفس بھی خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم' ایسا نظر نہیں آتا جو اس حقیقت سے انکار کرے کہ یہ سب کچھہ ثمرہ انہی انوار الہیہ کا نہ تھا' جو نبی کریم صلعم پر نازل ہوے - بلکہ اس صدی میں اکثر ایسے معترفین پیدا ہوگئے ہیں جنکو صاف صاف اقرار ہے کہ عربستان کے نبی امی ہی نے اس موجودہ تمدن کی حرکت پیدا کی تھی' اور وہ اسلام ہی ہے جس نے دوبارہ مدنیۃ کو زندہ کیا - اور اس لحاظ سے بلاشک و شبہہ نبی عربی کا وجود رحمۃ للعالمین ہے - چنانچہ اکثر عقلاء فرنگ اور محققین یورپ نے یہ تصریح کردی ہے کہ اگر اسلام ظاہر نہ ہوتا اور بلاد معمورہ عالم سلاطین روم و فارس کی عنایتوں کے دست نگر رہتے تو عمرانیۃ مٹ جاتی' شہر اجڑ جاتے' اور علوم و فنون کا لاشہ کبھی کا تڑپکر ٹھنڈا ہوگیا ہوتا - جو شخص صفحات تاریخ پر تحقیق و تدقیق کی نظر ڈالیگا وہ اسکو ایک قول صادق اور عقیدہ راسخہ پائیگا -

جب ہم جناب ابو بکر صدیق (رض) کی طرف دیکھتے ہیں جو رسول اللہ صلعم کے بعد خلیفہ ہوے' تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سیاست کا وہ مستحکم ستون قائم کردیا تھا' جسکو مدارس سیاسیہ کے بڑے بڑے ماہر بھی نہیں قائم کرسکتے - ملک رانی کے بہترین اصول سے آپ واقف تھے' سطوت و سیاست کے پوشیدہ طریق آپ پر منکشف ہوگئے تھے - حالانکہ اسلام سے پہلے صدیق اکبر بھی دیگر ابناء عرب کی طرح بدویانہ زندگی رکھتے تھے - پس اگر قرآن شریف نازل نہ ہوتا تو اہل عرب علوم و فنون' معاشرت و معاملات اور تاریخ سیاست سے بالکل جاہل رہتے - سواے اون چند روایتوں کے

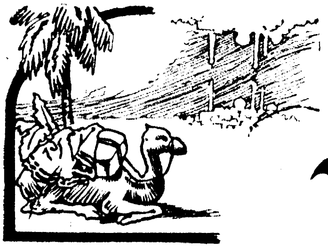

شئون اسلامیه

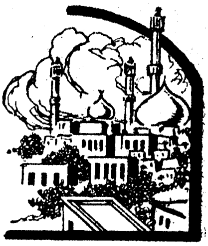

جو اپنے اسلاف سے سنتے چلے آے تهے - حضرة ابو بکر صدیق (رض) نے مرتدین سے جنگ کي ' اور اون پر فتحیاب هوے - اسیطرح تمام جزیره نماء عرب میں تعلیم قران عام هوگئي اور اوس نور الهي کي تنویر سے عرب کا کوئي کنبـــه خالي نه رها - اپني وفات کیوقت زید بن حارثه کي سیادت میں جس مهم جنگي کو جناب رسول الله صلعم نے شام کي جانب بهیجنا چاها تها ' اسکو جناب صدیق اکبر نے بهي شام پر حمله آور هونیکا حکم دیا - اسکے علاوه بلاد فارس کي جانب بهي لشکر کشي کي - یه فوج کشي حضرت ابوبکر کي ناعاقبت اندیشانه یا بلا سوچے سمجهے نه تهي ' بلکه کامـــل احتیاط ' کمال حسن تدبیر ' اور بهترین طریقه سیاسة پر عمل میں آئي تهي ' جسکي شهادت اون لشکروں کي فتوحات هیں اور اوراق تاریخ میں موجود هیں - حضرت ابو بکر صدیق نے کلام رباني نبي عربي سے پڑها تها ' لهذا بایں لحاظ اونکو حکمت قرآني اوس دهن مبارک سے عطا هوئي تهي جو سر چشمه حکمت و علوم حقه تها - پس صدیق اکبر کي سیاسة عظیمه اور حکمت عالیه ذرا بهي قابل تعجب نهیں -

انکے بعد عمر فاروق خلیفه ثاني کا دور آیا - اونکي قابل فخر حسن تدبیر ' شهره آفاق سیاسة ' مایهٔ روزگار حکمت و تدبر ' بے مثل حکمت عملي نے بهت سے با جبروت سلاطین کا نام صفحه دنیا سے محو کردیا ' اور زمانه سے یه اقرار کرا لیا که اسوقت اس زمین کي سطح پر عمر فاروق کا کوئي مثل و نظیر نه تها :

مضی الـدهـور و مـا اتیـن بمثلـه
و لقد اتی فعجـــزن عـــن نظـرائـــه

اگر تم اس مدنیت کے بادشاه اور حکمت و سیاست کے امام یعني فاروق اعظم کے ایام جاهلیة کے حالات پڑهو گے تو تمکو معلوم هوگا که یهي علم و حکم کا پیکر قبل از اسلام ایک ساده و معمولي بدوي وجود تها جسکي ترقي کي کائنات کل یه هے که وه مویشیوں کا تاجر هے اور اس غرض سے شام و فارس کا گاه گاه سفر کرلیتا هے - مگر اسي وجود نے جب انوار قرآني کو اپنے قلب میں جذب کیا اور رسول الله صلی الله علیه و سلم سے آداب و حکمت الهي کي تعلیم پائي تو عدل و فضل ' سیاسة و ریاست ' علوم و حکم کي وه آیات بنیات ظاهر هوئیں که تمام اهل تحقیق کے نزدیک اونکي کوئي مثال نهیں ملسکتي -

یهي حالت بقیه اصحاب رسول الله صلی الله علیه و سلم کي هے که اونمیں سے هر ایک میدان حرب کا بطل ' لشکر کا سپه سالار ' سیاسة کا امام ' اور هدایت کا آفتاب تها - چنانچه حضرت علي ' ابو عبیده ' سعد بن ابی وقاص ' طلحه ' زبیر ' عباس وغیرهم رضي الله عنهم - اور اکثر صحابه مدنیة فاضله کي بلند ترین منزل میں هیں -

نسیـــم شمـــال

سراج الاخبار افغانیه و مجلة البلاغ هند

و ان کنت لا تـدري ' فتلـک مصیبة
و ان کنـت تـــدري ' فالمصیبة اعظم !

بر قاریین کرام پوشیده نیست که مجلة الهلال و البلاغ از آغاز اشاعة الی الان در اقتباس آراء و افکار معاصرین کرام نسبت خودش یک مسلک مخصوصي پیش گرفته ' و گاهے از باب تقریظات جرائد و مجلات عصر نقل و اقتباس نه نموده - حتی که جرائد و مجلات شهیرهٔ عالم اسلامي علی الخصوص روز نامه هاے آستانهٔ علیه و مصر و شام مثل اقـدام و ترجمـان حقیقت و شهـال و سبیل الرشاد و المنـار و البـلاغ بیروت وغیرها از مرحمت و لطف کریمانه و حسن ظن معاصرانهٔ خود شان هرچه درین باب بکرات و مرات نگارش فرموده اند ' علی سبیل الاشاره هم ازان نقل و حکایت درمیان نه آمد - لاکن این اولین دفعه ست که بر خلاف مسلک قدیم خود از یک جریدهٔ شهیرهٔ عالم اسلامي بعض سطور را در صفحات البلاغ اقتباس مي کنیم که بطور تقریظ البلاغ تازه نگارش یافته -

این جریدهٔ جلیلهٔ یگانه سراج الاخبار افغانیه ست که از دار الامارة دولة علیهٔ اسلامیهٔ افغانیه خلد الله تعالی شوکتها و ملکها هر هفته توزیع و نشر ' و در اسم محترم خود یک یاد آوري دل افروز و یک تذکار روح پرور از اسم سامي و محبوب اعلی حضرة سراج الملة و الدین را داراست ' و بدین واسطه مرکز آمال و مطمح انظار و جالب قلوب تمام ملت اسلامیه مي باشد :

و مـن مـذهبي حـب الـدیار لاهلهـا
و للـنـاس فیمـا یعشـقـون مـذاهـب

مدیر و محرر این جریدهٔ شریفه حضرة ادیب جلیل و فاضل نحریر عالي جناب معالي آداب میرزا محمود طرزي از اجلهٔ مشاهیر عصر اند که سالهاست دراز در ممالک عربیهٔ اسلامیه علوم و فنون قدیمه و حدیثه را بنهج جدید اخذ و تحصیل ' و باز از طلب مخصوص حضرة ملوکي طرف وطن مبارک خود عودت ' و مدتها ست که پیوسته در خدمت ابناے وطن ' و دعوة و تبلیغ کلمهٔ حق و صدق ' و نشر و توزیع علوم و فنون ' و تدوین مصنفات و ادبیات نافعه ' و ترتیب و تحریر جریدهٔ محترمه سراج الاخبار افغانیه ' اوقات گرامي خود را وقف نموده ' و بدان واسطه در تمام عالم اسلامي بیرق شهرت و لواء عزت را بر افراشته اند - فطوبی لرجل یعیش و یموت في قوم یعرف اقدار الرجال !

هنـگامیکه در سنه ۱۹۰۴ ع عودت فرماے وطن مبارک بودند و از دمشق شـام به خاک هند وارد ' این فقیر در بمبئي مقیم بود - هنوز آن لمحات گرانمایهٔ وقت خود را فراموش نه کرده ام که از صحبت و ملاقات این فاضل یگانه خوش وقت و سعادت اندوز بودم :

تذکرت ایامـاً مضـت و لیالیا
خلت ٔ فجرت من ذکرهن دموعي
الا ٔ هـل لنـا یوما من الـدهر عودة
و هل لي الی وقت الوصــال رجوع ؟
و هـل بعـد اعـراض الحبیب تواصل
و هـل لبـدور قـد افلن طـلوع ؟

اما معلوم نیست که آن طرف چه طور ست ؟
ایکه هرگز فرامشـت نه کنـم
هیچت از بنـده یاد می آید ؟

بلکه باید گفت :

بهـر تو شنیـد هام سخن ها
شاید که تـو هم شنیده باشي !

همین تذکره و یادآوري یک صحبت رفتهٔ قدیم بود که از مطالعه تقریظ البــلاغ با جگرے پر از خون و دلے پر از اضطراب تازه گذشت ٔ و یک تقریب مخاطبة و محادثهٔ صدیق قدیم انگاشته بے اختیار این چند کلمات از خامه حسرت نگار تراوش یافته - و الان یضیق صدری ولا ینطلق لساني :

و من بعـد هـذا مایدق بیانه
و ما کتمه احظی لدیه و اجمل

انما اشکوا بثی و حزني الی الله و اعلم من الله ما لا تعلمون !

و ان کنت لا تـدری فتلک مصیبـة
و ان کنت تدری ٔ فالمصیبـة اعظـم !

وهو الذي ینزل الغیث من بعد ما قنطوا ٔ و ینشر رحمته ٔ و هو الولي الحمید !

* * *

معاصر محترم ممدوح در شماره ۱۰ ماه روان به عنوان تقریظ مي نگارد :

(البــلاغ)

" البلاغ " نام یک رسالهٔ فواید اسالهٔ اسلامیه است که در تحت ریاست تحریري ادیب فاضل ٔ و لبیب کامل ٔ وطن پرور غیور ٔ و لفاظ فصیح و بلیغ مشهور هند ٔ جناب مولانا ابو الکلام صاحب آزاد در هر پانزده روز یک بار بکمال زینت و زیبائي اشاعت و انتشار مي یابد - مسالک و مقصد اعظم این رسالهٔ بلاغت توام از نام نامي این روز نامهٔ گرامي بخوبي ظاهر و آشکار ست - چنانچه علاوه بر معاني که ازان مراد و مفاد یگانهٔ تبلیغ احکام اسلام و ترغیب به حفظ و ترتیب قوانین منیف شرع شریف حضرت خیرالانام علیه السلام اخذ و استنباط میشود ٔ مطالب و مقصد فصاحت و بلاغت آن نیز مفهوم و معلوم میگردد - طرز تحریر و شیوهٔ تقریر این جرید فریده خیلي مرغوب و پسندیده است - چنانچه اصل هر واقعه و هر بحث و بیان را از آیات بینات قرآن عظیم الشان اخذ و استناد مي نماید -

جناب مولانای موصوف در خصوص رنگیني عبارات ٔ و سنگیني کلمات ٔ و متانت الفاظ و معاني که در حین تقریر و اثنائے تحریر خود شان بی تکلفانه استعمال مي فرمایند ٔ در همگنان معروف ٔ و در خلق و ایجاد مضامین جید و عناوین جدید طبع عالي شان به حیثیت یک موجد و مخترع در عالم اسلامي تسلیم میشود -

قبل ازین " الهــلال " نام یک رسالهٔ معتبر دیگری که طرز تحریر و نهج تقریر و وضع تقطیع و ترتیب آنرا رسالهٔ مفاسد ازالهٔ " البلاغ " عیناً پیروي و تعقیب میکند ٔ نیز در تحت مدیریهٔ جناب فاضل مشارالیه در عرصهٔ ادبیات زونق افزای عالم مطبوعات مي گردید ٔ ولی پیش از مدت ده ماه بنا بر بعض اشکالات مالي و اشغالات کثیرهٔ مدیر عرفان تخمیز خود به توقیف و تعطیل مجبور شد - و درینقدر مدت مدید شایقان دیدار و عاشقان گفتار خود را در انتظار میداشت - تا بتاریخ اول محرم سنه ۱۳۳۴ در عوض آن شمارهٔ نخستین رسالهٔ " البلاغ " الغرا در معرض طبع و انتشار آمده ٔ عالم علم و ادب را یک رونق تازه و یک طراوت بی اندازه بخشید - و بدینصورت قلوب همهٔ هواخواهان و جمیع مشترکین " الهــلال " را به جهرهٔ ملاحت شهرهٔ خود حظ و سرور فوق العـادة عطا فرموده ٔ بنظافتهای صوري و لطافتهای معنوي خود گرویده و مجلوب ساخت - و درین خصوص ذات جناب مولانا ابو الکلام خیلي شایان تمجید و تحسین میباشد - علاوه بر اخلاق حمیده و اوصاف پسندیدهٔ مانند حب دین و وطن و جوش اسلامي که مولانا و بعضي از امثال شانرا در قطعهٔ هندوستان به آن شهرت حاصل است ٔ صفت اعجاز کلامي و فصاحت و بلاغت بیاني و عبور علوم دینیه تنها از صفات ممتاز و مخصوصیتی است که حق سبحانه تعالی خاص به ایشان عطا فرموده و ادبیات زبان آردو را به آن عروج و ترقی داده است - انسـان اگر مجلدات " الهــلال " را در زیر نظر دقت و مطالعه بگیرد ٔ بے شبهه در مقابل جدت تحـریر و تقریر و جیادت مفهوم و معناي آن محو و حیران خواهد ماند - و از آنجا قوت سحر نـگاري و جادو زباني صاحب و مدیر انرا اندازه و تخمین خواهد توانست - حقیقتاً جناب مولانا در مسلک خود یک شیوهٔ احسن و یک اصول بسیار مستحسني را که نظیر آن کمتر یافتـه میشود از پیش گرفتـه تعقیب مي کند -

رسالهٔ مصورهٔ " البلاغ " بلحاظ صورت و معني از جراید برگزیده و ممتاز آردو زبان قطعهٔ وسیعهٔ هندوستان است ٔ و هیچ اخبارے نیست که بقواعد مخصوصه و اصول موضوعهٔ وے که براے خود اخذ و انتخاب نموده ٔ دعوی همسري نماید - در لطافت و پاکیزگي خود یگانهٔ جریدهٔ است که در همهٔ هندوستان بطبع میرسد - یکی از خصوصیات لازمهٔ آن اینست که بحروف " تایپ " و تصاویر بسیار زیبا و مهمي مطبوع و مزین مي گردد - قیمت سالیانه آن تنها ۱۲ روپیه انگلیزي و شش ماههٔ آن ۶ روپیه و ۱۲ - آنه میباشد ٔ و حجمش هم کاهي از ۲۴ صحیفه کمتر نمیشود - مجلدات رسـالهٔ مصورهٔ " الهلال " که قبل ازین اشاعت مي یافت ٔ نیز هر یک به قیمت ۷ روپیه انگلیزي در ادارهٔ علیهٔ " البلاغ " در کلکته بفروش میرسد که همهٔ آنها به اعتبار صفائي تصاویر کثیره و استفادهٔ ارباب ذوق شایان مطالعه و لازم خریدنست - ما همهٔ اهالي وطن عزیز خود را که بزبان آردو کم و بیشی آشنائي دارند و یک شوق و لذت علمي را مالک باشند ٔ به اشترای مجلدات " الهلال " و اشتراک رسـالهٔ " البـلاغ " ترغیب و تحـریض داده مي گوییم که مطـالعـهٔ این چنین آثار مفیده براے ایشان باعث بسی استفاده و توسـیع معلومات و تولید عزائم و همم است -

" سراج الاخبار افغانیه " رفیق معزز و محترم خود " البـلاغ " را بکمال فرحت و مسرت استقبال و پذیرائي مي کند ٔ و همواره بتمام کامیابي و موفقیت اشاعت آنرا در تحت مدیرت جناب کمالات مآب فضیلتمند مولانا ابوالـکلام آرزو دارد ٔ و همهٔ عالم اسلام را بشارت میدهد که الحمد لله در هندوستان نیز بعضی چنین ذواتی وجود دارند که بکمال فعالیت مدافعهٔ دیني را نموده با همهٔ موجودیت خود شان بر حفظ حرارت اسلامي درین قوم و ملت خود کوشش ورزیده ٔ آنرا از شر و ضرر نجات و رستگاري میدهنـد " زاد الله تعالی امثالهم "

البــلاغ :

سخن طرازي و دانش هنر نظیري نیست
قبـول دوست مگـر نالهٔ حزین گـردد !

انسان کي حياة صالحه

اور اُسکي طبعي عمر

سلسلۂ الاصلاح والافساد کي ايک مختصر صحبت

دنيا معدوم تهي ' وجود ميں آئي ' پهر معدوم هوجائيگي ' باتات ' حيوانات ' معدنيات ' کا وجود صفحۂ هستي پر نه تها ' خدا نے ان کو پيدا کيا ' اور وهي ايک دن ان کو ارلت بهي ديگا ' دنيا کے نشيب و فراز مٹ جائينگے ' اور خدا اور خدا کے فرشتے ايک همورا ميدان ميں کهڑے هوکر انسان کے اعمال فاسده و صالحه کا جائزه لينگے :

کلا اذا دکت الارض دکا	جب زمين چور چور کردي جائيگي '
دکا و جاء ربک و الملک	اور تمهارا پروردگار اور اوسکے فرشتوں کے
صفا صفا (فجر : ۲۲)	پرے کے پرے آ جائينگے -

اعمال صالحه و اخلاق فاضله کے قائم رکهنے کيليے ذوق فطري ديا گيا ' پيمانه عام قائم کيا گيا ' خير و شر کي حد بندي کردي - ليکن کيا تمهارے اعمال اس قانون الهي سے آزاد هيں ؟ نهيں ! تمهارے اعمال ' تمهارے اخلاق ' تمهارے فضائل بهي دنيا کي اور چيزوں کي طرح معدوم تهے - قوت صالحه نے اونکو پيدا کيا ' مگر وقت و مکان کے لحاظ سے ان ميں بهي ايک سلسلۂ وجود و عدم جاري هے -

جسطرح دنيا کي ايک عمر هے ' اشخاص کي ايک محدود زندگي هے ' اقوام کے موت و حيات کي ايک مدت هے - يهي حال تمهارے فضائل و مناقب کا بهي هے - حضرة آدم کا سلسله نسب قيامت تک قائم رهيگا مگر بني آدم کا حسب چار پشتوں سے زياده نهيں چل سکتا - ايک شخص جد و جهد کرکے فضائل کا اکتساب کرتا هے ' علوم سيکهتا هے ' حکومت کي بنياد ڈالتا هے - مذهب کا سنگ بنياد رکهتا هے ' اوسکا بچه اس جد و جهد کا ذکر اوسکي زبان سے سنتا هے ' اوسکے اعمال کو ديکهتا هے - باپ مر جاتا هے ' اور وه اونهي طريقوں پر عمل کرتا هے جن پر باپ نے عمل کرکے يه بنياد قائم کي تهي ' ليکن ديوار ميں ذرا سا شگاف هو جاتا هے ' کيونکه باپ حصول محاسن کا موجد تها ' يه مقلد هے ' اور مقلد و مجتهد کا فرق ظاهر هے - دو پشت اسطرح گذر جاتي هے اور شرف خانداني قائم رهتا هے - تيسري پشت شروع هوتي هے ' اور يه سلسلۂ خاندان صرف آبا ؤ اجداد کي سني سنائي باتوں کي تقليد کرتا هے ' اسليے شگاف ميں اور زياده وسعت پيدا هوجاتي هے - پهر چوتهي پشت شروع هوتي هے ' اور مغرور انسان آباء و اجداد کے فضائل اور جد و جهد کا مرقع زريں ديکهتا هے اور يقين کرليتا هے که اب يه وراثت دائمي هے ' جد و جهد اور عمل حق کي کوئي ضرورت نهيں - جب قلعه مستحکم هوگيا تو پهر فوج کي کيا حاجت هے ؟ پس وه هاتهه پانوں توڑ کے بيٹهه جاتا هے ' يه حال ديکهکر محرکات و وسائل عمل بهي اسکو چهوڑ ديتے هيں اور کسي دوسرے خاندان کا هاتهه پکڑ ليتے هيں - وه خاندان ان آلات و اسلحه کو ليکر اوٹهتا هے ' اور قلعه فتح کرليتا هے - ديوار دهم سے گر پڑتي هے ' اور چار پشت کے بعد اعمال صالحه کا گهرانا عموماً دوسري جگهه منتقل هوجاتا هے -

اگرچه بهت سے خاندانوں کا شرف اس سے زياده مدت تک قائم رهتا هے ' اور بهت سے خاندان اس سے پہلے بهي برباد هو جاتے هيں ' ليکن معلوم هوتا هے که اعمال صالحه کي متوسط عمر يهي هے - قران حکيم اور حديث و تاريخ سے بهي اسکي تائيد هوتي هے :

ليس على الذين آمنوا	جو لوگ ايمان لاے اور عمل صالح کيا '
و عملوا الصالحات جناح	اونپر کوئي گناه اوس چيز کيليے نهيں هے
فيما طعموا اذا ما اتقوا	جسکو اونهوں نے کهايا ' جبکه تقوى
و آمنوا و عملوا الصالحات	اختيار کيا ' ايمان لاے ' اور عمل
ثم اتقوا و آمنوا ثم اتقوا	صالح کيا ' پهر تقوى اختيار کيا اور
و احسنوا و الله	ايمان لاے ' پهر تقوى اختيار کيا اور
يحب المحسنين -	احسان کيا ' اور خدا احسان کرنے
(مائده : ۹۴)	والوں کو دوست رکهتا هے -

ايمان و عمل صالح کے بعد ايک درجه قائم هوگيا ' اسکے بعد خدا نے تين بار تقوى و ايمان و احسان کي هدايت کي ' اسليے يه چاروں درجے مکمل هوگئے - چوتهے درجه پر احسان کا حکم ديا که عمل صالح کي تکميل احسان هي هے -

خدا نے اگرچه ان مراتب اربعه کو چند متعين اشخاص کے ساتهه محدود کرديا هے ' ليکن يه قران حکيم کا عام انداز هے که باپ کے اعمال کو اولاد کي طرف منسوب کر ديتا هے ' اسکے بعد کے تينوں مراتب نيچے کي پشتوں کے ساتهه تعلق رکهتے هيں - حديث شريف ميں آنحضرت نے حضرت يوسف عليه السلام کے مناقب کا ذکر ان الفاظ ميں فرمايا هے :

انما الکريم ' ابن الکريم '	شريف ' شريف کا بيٹا ' شريف کا
ابن الکريم ' ابن الکريم	بيٹا ' شريف کا بيٹا ' يوسف بن
يوسف بن يعقوب -	يعقوب هے -

يعني آپ نے کرم کا انحصار چار پشتوں ميں کيا ' جسکا مقصد يه هے که حضرت يوسف کے خاندان نے شرافت کي کامل مدت کو پورا کرليا ' اور يهي چار پشتوں کي مدت اوسکي آخري سرحد هے -

ايک بار نوشيروان نے نعمان سے کہا " کيا عرب ميں کوئي قبيله سب سے ممتاز هے ؟ " اوس نے کہا هاں ! نوشيروان نے وجه فضيلت پوچهي - نعمان نے جواب ديا : جس خاندان ميں تين سردار متصل هوتے چلے آئيں ' پهر چوتهے کي باري آے ' تو تمام قبيلے ميں وه خاندان ممتاز خيال کيا جاتا هے - نوشيروان نے اس خاندان کو طلب کيا تو آل حذيفه بن بدر الفرازي نے شرافت کي يه آخري سند پيش کي - اگر سلاطين عالم کے خاندانوں پر نگاه غائر ڈالي جاے تو وه بهي اسکي تائيد کرينگے ' اور خلافت راشده کا دور تو اسکي واضح مثال هے :

خير القرون قرني ثم الذين	بهترين زمانه ميرا زمانه هے پهر وه
يلونهم ثم الذين يلونهم -	لوگ جو اسکے بعد آلينگے پهر وه
	جو اس کے بعد -

آنحضرت صلى الله عليه و سلم نے چوتهے دور کا ذکر نهيں کيا که فتنه و فساد کا زمانه قابل ذکر نهيں -

عموماً اقوام کي عمر ' اشخاص سے زياده ممتد هوتي هے - يهي حال اخلاق و فضائل کا بهي هے - اشخاص اور اشخاص کے ساتهه اونکے محاسن زندگي بهي چلے جاتے هيں ' ليکن قوم باقي رهتي هے ' اور اوسکے ساتهه اوسکي اخلاقي روح بهي قائم رهتي هے - پس اگر هم اپني اخلاقي زندگي کو ترقي دينا چاهتے هيں ' تو همکو اپنے تمام اعمال صالحه کو جمهوريت کے قالب ميں ڈهال دينا چاهيے - اسلام کے قالب ميں فطرتاً يه روح موجود تهي ' اسليے اوسکے تمام قواے طبعي ايک مرکز پر جمع هوکر جسم کو حرارت ديتے تهے ' ليکن امتداد زمانه نے اس مرکز کو اپني جگه سے هٹا ديا ' اسليے شخصيت نے جمهوريت کي جگه ليلي اور خلافت نے حکومت کي صورت اختيار کرلي ' جب تک بدن ميں قوت تهي مرض کے نتائج علانيه محسوس نهيں هوے ' ليکن جب جسم کي قوت ميں اضمحلال پيدا هوا تو دفعتاً ظاهر هوگئے - دنيا نے ديکهه ليا که مرض نے رطوبت غريزي کو خشک کرديا هے ' اور حرارة اصليه کا چراغ بجهه گيا ' اوسوقت خدا کا فرشته پکارا - ظهر الفساد فى البر و البحر بما کسبت ايدي الناس - رطوبت اگرچه خشک هوگئي هے ' حرارت اگرچه بجهه گئي هے ' مگر جسم باقي هے ' اور وه پهر اسي معجون مرکب سے توانائي حاصل کرسکتا هے -

اُسوۂ حسنہ

تربیت یافتگان عہد نبوت

حضرت سلمان فارسی

رضی اللہ عنہ

(از مولانا عبد السلام صاحب ندوی)

(۲)

(غـــزوات)

بدر و احد کی لڑائیاں جس وقت واقع ہوئیں' حضرت سلمان فارسی غلامی کی حالت میں تھے' اسلیے مجبوراً شریک نہو سکے - بدل کتابت ادا کرکے جب وہ آزاد ہوگئے تو غزوۂ خندق پیش آیا ' اور یہ پہلی لڑائی تھی جس میں وہ شریک ہوے - اسکے بعد تمام لڑائیوں میں عام طور پر شریک ہوتے رہے - غزوۂ خندق میں حضرت سلمان فارسیؓ ہی کے مشورہ سے خندق کھودی گئی تھی - اسکے کھودنے کے لیے انصار اور مہاجرین میں غالباً مسابقت کا خیال پیدا ہوگیا تھا - چونکہ حضرت سلمان فارسی نہایت قوی آدمی تھے ' اس بنا پر اُنکے متعلق انصار و مہاجرین میں حجت ہوئی - انصار کہتے تھے سلمان ہم میں سے ہیں' اور مہاجرین اُنکو اپنی طرف کھینچتے تھے - حضرت سلمان فارسی کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ جناب رسول اللہ نے اس جھگڑے کو ان الفاظ میں چکا دیا کہ :

سلمان منا اهل البیت — سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہیں -

غالباً کسی مذہب کے بانی نے ایک اجنبی غلام کو اسقدر عزت نہ دی ہوگی کہ اسکو اپنے اہل بیت میں شامل کرلیا ہو - یہ مساوات اســلام ہی نے قائم کی تھی اور یہ اُسیکا خاصۂ لازمی ہے -

(اخـــلاق و عـادات)

حضرت سلمان فارسی بیحد حلیم ' منکسر المزاج ' قانع ' رحم دل ' زہد پیشہ ' اور فیاض طبع تھے - بیت المال سے اُنکو چار ہزار درہم ملتے تھے لیکن وہ اسکو تقسیم کردیتے تھے ' اور خود اپنے ہاتھ کی کمائی پر گذر بسر کرتے تھے - وہ جس زمانے میں مدائن کے امیر تھے ' کھجور کی چٹائیاں وغیرہ بناکر معاش پیدا کرتے تھے - چنانچہ کچھ لوگ اُنکی طرف گذرے اور یہ حالت دیکھکر کہا : آپ تو یہاں کے امیر ہیں ' اور آپ کو بیت المال سے بھی وظیفہ ملتا ہے ' پھر آپ ایسا کیوں کرتے ہیں ؟ اُنہوں نے کہا : میں اپنے کسب کا مال زیادہ پسند کرتا ہوں - بعض روایتوں میں ہے کہ اُنکا وظیفہ پانچ ہزار تھا ' اور وہ تیس ہزار آدمیوں کے حاکم تھے - لیکن اس حالت میں بھی وہ لکڑیاں چُن لاتے تھے ' اور اُنکے پاس صرف ایک عبا تھی جسکا آدھا حصہ بچھاتے تھے اور آدھا پہنتے تھے - جو وظیفہ ملتا تھا اُسکو تقسیم کردیتے تھے ' اور کماکر گذر اوقات کرتے تھے - اُنہوں نے اپنے لیے کوئی مکان نہیں بنایا تھا ' جہاں کسی کا گھر مل جاتا ' اُسکے سایہ میں پڑ رہتے تھے - ایک مرتبہ حذیفہ (رض) نے اُن سے کہا ہم آپ کے لیے گھر کیوں نہ بنادیں - اُنہوں نے فرمایا کیا مجھے بادشاہ بنانا چاہتے ہو؟ کیا میرے لیے ویسا ہی گھر ب... جیسا کہ تمہارا مدائن میں ہے ؟

اُنہوں نے کہا نہیں ' ہم تمہارے لیے بانس کا گھر بنائینگے' اور اُسکی چھت نرکل کی ہوگی ' وہ اسقدر پست ہو گا کہ جب تم کھڑے ہوگے تو تمہارا سر اُس سے لگ جائیگا ' اور اس قدر تنگ ہو گا کہ جب سونا چاہوگے تو تمہارے پہلو اُسکے دونوں کناروں سے مل جائینگے - اُنہوں نے کہا اب تم نے میرے دل کی بات کہی -

امارت اور حکومت سب کو عزیز ہے' لیکن حضرت سلمان (رض) زہد کی وجہ سے اُسکو ہمیشہ مکروہ سمجھا کیے ' ایک بار اُن سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا :

حـــلاوة رضـــاعتهـــا و	یعنی اُسکے دودھ کی شیرینی اور اُسکے
مـــرارة فطـــامهـــا -	دودھ چھوڑنے کی تلخی اسکا سبب ہے -

عمر بھر کسی سے سوال نہیں کیا ' زکوۃ و خیرات کے مال کھانے سے اسقدر بچتے تھے کہ ایک مرتبہ اُنکے غلام نے درخواست کی کہ مجھے مکاتب بنا دیجیے - اُنہوں نے فرمایا : تمہارے پاس کچھہ مال ہے - اسنے کہا نہیں - آپ نے کہا پھر یہ کیونکر ہو گا ؟ اُسنے جواب دیا کہ میں لوگوں سے سوال کر کے یہ مال ادا کردونگا - آپ نے فرمایا کیا مجھے لوگوں کا دھوون کھلانا چاہتے ہو؟

وہ زہد و قناعت کی وجہ سے معمولی سے معمولی سامان کو بھی وبال جان سمجھتے تھے - وہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوے تو سعد بن ابی وقاص اُنکی عیادت کو آے ' حضرت سلمان اُنکو دیکھکر رونے لگے - اُنہوں نے کہا رونے کی کوئی وجہ نہیں ' رسول اللہ آپ سے بہت خوش تشریف لیگئیے - آپ قیامت کے دن اپنے ساتھیوں سے ملینگے اور حوض کوثر پر رسول اللہ سے بھی ملاقات ہوگی - حضرت سلمان نے فرمایا : خدا کی قسم میں موت کی گھبراہٹ یا دنیا کی طمع سے نہیں روتا - لیکن رسول اللہ نے وصیت کی تھی کہ تمہاری معاش ایک مسافر کی زادراہ سے زیادہ نہ ہونی چاہیے - حالانکہ ہمارے آس پاس یہ سانپ ہیں !

جس سامان دنیا کو انہوں نے سانپ کا خطاب دیا تھا ' وہ صرف ایک پیالہ اور لوٹے کے سوا کچھہ نہ تھا -

حضرت سلمان فارسی کا توکل اور اُنکی قناعت عام طور پر مشہور تھی - یہانتک کہ بعض صحابہ نے اُنکی وفات کے بعد خواب میں بھی توکل و قناعت ہی کو دیکھا -

عبد اللہ بن سلام کا بیان ہے کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت سویا ہوا تھا ' مجھے نیند آگئی تو سلمان آے اور سلام کیا ' میں نے سلام کا جواب دیا ' اور پوچھا کہ تم نے کیسا گھر پایا - انہوں نے کہا نہایت عمدہ - توکل اختیار کرو کیونکہ توکل نہایت عمدہ چیز ہے اور اس جملہ کو بار بار دوہراتے رہے -

رحمدلی کی یہ کیفیت تھی کہ اپنے غلاموں سے دو کام لینا کبھی نہیں گوارا فرماتے تھے - ایک دفعہ ایک شخص اُنکے پاس آیا' وہ اُس وقت آٹا گوندھ رہے تھے - اس نے کہا آپ کا خادم کہاں ہے ؟ آپ نے فرمایا ہم نے اسکو ایک ضرورت کے لیے بھیجا ہے ' ہم نے پسند نہیں کیا کہ اس پر دو کاموں کا بار ڈالا جاے -

حلم و خاکساری کا تو وہ گویا مجسم نمونہ تھے - وہ مدائن کے امیر تھے - ایک مرتبہ نکلے تو ایک شخص بانس کا بوجھہ لیے جاتا تھا ' اس سے انکے جسم میں خراش آ گئی' وہ رک گئے اور پاس آ کر اُسکا بازو ہلاکر کہنے لگے : جب تک جوانی کا لطف نہ اٹھالو خدا تم کو زندہ رکھے -

ایک مرتبہ ایک شخص شام سے انجیر کا گٹھا لیے آتا تھا ' اُسنے حضرت سلمان فارسی کو دیکھا تو انکے بدن پر صرف ایک چھوٹی سی عبا تھی ' اسکو چونکہ یہ معلوم نہ تھا کہ مدائن کے حاکم یہی ہیں' اسلیے اسنے بلا کر کہا کہ یہاں آؤ- یہ بوجھہ اُٹھا لیچلو- حضرت سلمان کو بوجھہ لیجاتے ہوے لوگوں نے دیکھا تو اس سے کہا یہ تو یہاں کے گورنر ہیں - اسنے کہا مجھے کیا معلوم تھا ؟ حضرت سلمان نے فرمایا : جب تک اسکو تمہارے گھر تک نہ پہونچادونگا ہرگز نہ اُتارونگا -

ایک بار ایک شخص نے گھاس خریدی ' وہ حضرت سلمان کو نہیں جانتا تھا ' اسنے انکے سر پر وہ گھاس لاددی - وہ راستے سے گذرے تو لوگوں نے کہا آپ کے بدلے ہم اُٹھا لیتے ہیں ' اسنے پوچھا یہ کون ہیں ؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ کے صحابی ہیں ' اسنے معذرت چاہی ' مگر اُنہوں نے کہا کہ میں نے تو یہ نیت کرلی ہے کہ اُسکو تمہارے گھر تک پہونچاؤنگا -

ایک دفعہ وہ فوج کے امیر ہوکر گئے ' فوج کے نوجوانوں کے پاس ہوکر گذرے تو اُن سبھوں نے اُنکی ہنسی اُڑائی - ایک شخص نے کہا آپ سنتے ہیں ؟ اُنہوں نے فرمایا ان سے درگذر کرو ' خیر و شر کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا -

وہ اگرچہ مدائن کے امیر تھے ' لیکن جب کبھی نکلتے تو لوگ کہتے " کرک آمد کرک آمد " وہ پوچھتے کہ یہ کیا کہتے ہیں تو لوگ کہتے کہ یہ سب آپ کو گدڑیے سے تشبیہ دیتے ہیں - لیکن وہ اُن سے درگذر کرتے -

لیکن باوجود اس زہد اور حلم و انکسار کے اُن میں رہبانیت کا شائبہ تک نہ تھا ' اور صرف یہی نہیں کہ خود رہبانیت سے بچتے ' بلکہ دوسروں کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کرتے - حضرت ابوالدرداء سے رسول اللہ نے اُن کی مواخاۃ کرادی تھی - ایک دن حضرت ابو الدرداء کی بی بی نے اُن سے شکایت کی کہ وہ رات بھر تو نماز پڑھتے ہیں اور دن کو روزے رکھتے ہیں (یعنے میرا حق ادا نہیں کرتے) اسلیے حضرت سلمان فارسی نے وہ رات وہیں بسر کی - جب ابو الدرداء نماز کو اُٹھے تو اُنہوں نے روک لیا - صبح ہوئی تو کھانا تیار کروایا ' اور جب تک ابوالدرداء نے روزہ نہ افطار کرلیا ' وہاں سے نہ ٹلے - ابو الدرداء رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوے تو آپ نے فرمایا : سلمان تم سے زیادہ عالم ہیں ' اعتدال کے ساتھہ عبادت کرو -

(منـــاقـــب)

حضرت سلمان کو زہد ' عبادت ' حلم و انکسار ' اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے وہ درجہ حاصل تھا ' جو اکثر صحابہ کو حاصل نہ ہوا ہوگا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا ہے کہ جنت تین شخصوں یعنی حضرۃ علی ' عمار ' اور سلمان کی مشتاق ہے - (رضی اللہ عنہم) - حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سلمان کو رسول اللہ سے وہ قربت حاصل تھی کہ قریب تھا کہ ہم لوگوں پر غالب آ جائیں - حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ سلمان کو آخر و اول کا علم حاصل ہے - وہ ایک ایسا دریا ہیں جو کبھی خشک نہیں ہوسکتا ' وہ اہل بیت میں سے ہیں - حضرت عبد اللہ بن عمر کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار اور حضرت سلمان فارسی کا چار ہزار تھا - لوگوں نے حضرت عمر سے پوچھا کہ ان کو امیر المومنین کے بیٹے پر کیا فضیلت ہے ' جو انکا وظیفہ زیادہ مقرر کیا گیا ہے ؟ حضرت عمر نے فرمایا : سلمان جن جن لڑائیوں میں رسول اللہ کے ساتھہ شریک ہوے ' اُن میں ابن عمر نہیں شریک ہوے -

(وفـــات)

حضرت سلمان فارسی کی وفات کا واقعہ بھی نہایت عجیب ہے - جب اُنکی موت کا وقت آیا تو اُنہوں نے اپنی بی بی سے کہا کہ جو چیز میں نے چھپا رکھی ہے - اُسکو اُٹھا لاؤ - وہ مشک کی ایک تھیلی اُٹھا لائیں - حضرت سلمان فارسی نے پیالے میں پانی منگوایا اور مشک کو اُسمیں حل کردیا - پھر بی بی سے فرمایا : اسکو میرے اِرد گرد چھڑک دو ' کیونکہ میرے پاس ایک ایسی مخلوق آنے والی ہے جو خوشبو کو بہت پسند کرتی ہے ' اور کھانا نہیں کھاتی (ملائکہ) اور دروازہ بند کرکے تم یہاں سے چلی جاؤ - اُن کی بی بی تعمیل حکم کرکے تھوڑی دیر تک باہر بیٹھی تھیں کہ اُنہوں نے ایک نہایت آہستہ آواز سنی - جاکر دیکھا تو اُنکا وصال ہوچکا تھا -

مواعظ و خطب

ســـورۃ کریمـــۃ ماعـــون

(از مولانا خواجہ عبد الحی - سابق پروفیسر مدرسۃ عالیہ)

دولت کے کرشمے بھی عجیب و غریب ہیں - ایک مجسمۂ شیطنت اور ملعونیت ' ایک پیکر فسق و فجور انسان ' زریں لباس زیب تن کیے ہوے تمہاری مجلس میں آ جاتا ہے - اُس کا ایک ایک فعل ' ایک ایک حرکت اخلاق انسانی کو توڑنے والی ' اور نظام عالم کو درہم برہم کرنے والی ہوتی ہے ' مگر سونے کا چمکدار تھیلا سب کی آنکھوں کو خیرہ کردیتا ہے اور تمام حاضرین سر بسجود ہوکر " انت الہنا " پکارنے لگتے ہیں - اسکی تمام برائیاں نیکیاں بن جاتی ہیں ' اسکے تمام نقائص محاسن و فضائل میں بدل جاتے ہیں ' اور وہی فساد و شیطنت کا پتلا ' معبود و مطلوب ہر بو الہوس بن جاتا ہے - دولت کے یہ کرشمے ہیں ' تم ان کو روز مرہ مشاہدہ کرتے ہو ' مگر تم ان سے نصیحت و عبرت حاصل نہیں کرتے - یمرون علیہا و ہم عنہـــا معرضون -

دولت اپنے ساتھہ خوبیاں بھی لیکر آتی ہے اور برائیاں بھی ' قرآن حکیم مال جمع کرنے سے تمکو نہیں روکتا بلکہ مختلف مقامات پر اس کو " خیر " سے تعبیر کیا ہے مگر اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ اسکے اندر عیب نہیں ' قرآن اپنے انداز مخصوص کے لحاظ سے ہر ایک بحث کی تنقیح کرتا ہے ' اسکے محاسن و فضائل ظاہر کرتا ہے ' اسکے عیوب و مفاسد کو کھولتا ہے ' اور پھر بتلا دیتا ہے کہ صراط مستقیم کیا ہے ؟

بخل ایک نہایت ہی مذموم و قبیح شے ہے ' جسوقت کسی قوم سے مالی و جانی قربانی کا مادہ جاتا رہتا ہے ' وہ قوم تباہ ہو جاتی ہے ' اور زندہ قوموں میں شمار ہونے کے قابل نہیں رہتی -

سورۂ صف میں فرمایا : ہل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم ' تومنون باللہ و رسولہ و تجاہدون فی سبیل اللہ باموالکم و انفسکم ' ذالکم خیرلکم ان کنتم تعلمون - آؤ تمہیں وہ تجارت نافع بتالیں جس کا یقینی اور قطعی نتیجہ یہ ہو کہ عذاب الیم سے نجات مل جاے ' وہ تجارت وحید صرف یہ ہے کہ اللہ و رسول پر سچ سچ ایمان لے آؤ اور مال و جان کو حق کی راہ میں قربان کرو - حقیقت یہ ہے کہ اگر تمہیں ذرا بھی علم ہوگا تو تم دیکھہ لوگے کہ اس میں تمہارے لیے بڑی ہی خیر و برکت ہے -

پھر اس قربانی کو زیادہ واضح ' نتیجہ خیز ' اور موثر بتلانے کی غرض سے سورۂ توبہ میں فرمایا : قل ان کان اباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموہا و تجارۃ تخشون کسادہا و مساکن ترضونہا ' احب الیکم من اللہ و رسولہ و جہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ ' واللہ لا یہدی القوم الفسقین - مسلمانو ! اگر تمہارے باپ ' بیٹے ' بھائی ' عورتیں ' برادری ' وہ مال جو تم نے کمایا ہے ' وہ سوداگری و تجارت جسکی کساد بازاری کا تمہیں ڈر ہے ' وہ مکانات جو تمہیں بہت ہی مرغوب ہیں ' اگر ان میں سے ایک چیز بھی تمکو زیادہ عزیز ہے اللہ سے اسکے رسول سے اور پھر اسکی راہ میں قربانی کرنے سے ' تو یقین کرو کہ تمہارے لیے اللہ کی رحمت و مغفرت کا دروازہ بند ہوگیا ہے - بس اب تم اللہ کے آخری فیصلہ کا انتظار کرو اور اس بات کا یقین کرلو کہ خداے حکیم و علیم بد اخلاقوں کی کبھی رہنمائی نہیں کرتا -

غور کرو ' یہ اس جانی و مالی قربانی سے بھاگنے کا نتیجہ ہے جو اوپر بیان کیا گیا ' اب ایسی قوم کی ہدایت کا دروازہ مقفل

ھوجاتا ھے ' وہ مغضوب و ملعون ھوجاتي ھے اور خدا کي لعنت کا آھني طوق اسکي گردن میں پڑجاتا ھے ' پھر دنیا میں کون ھے جو الله کے ذلیل کیے ھوے کو عزت دے ؟

بخل اگرچہ تم ابتدا میں صرف مال کے لیے کروگے مگر اس کا نقصان عظیم جان کے عزیز ھونے تک پہنچ جائیگا ' اور خدا کے راستہ میں ھاتھہ اٹھانا بھي تمھارے لیے مشکل ترین امر ھوجائیگا -

قرآن حکیم نے اسي بخل کو لیا ' اور ایک مستقل سورۃ میں اسکے نتائج کو واضح کیا :

ارئیت الذي یکذب بالدین ' فذلك الذي یدع الیتیم ولا یحض علی طعام المسکین -

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس کو اتنا بھي یقین نہیں کہ اسکو کسي نہ کسي دن اپنے اعمال کا خود جوابدہ ھونا پڑیگا ' اور اگرچہ زبان سے وہ قیامت کا اقرار کرتا ھے' مگر اسکے اعمال اسکے اس اقرار کي تکذیب کر رھے ھیں ؟ جو شخص یتیموں کي ذرا بھي پروا نہ کرے بلکہ جب وہ اپني حاجات اس دولتمند شخص کے پاس لیکر آویں تو انکو دھکا دیکر نکالدے - تو کیا اس عمل قبیح سے یہ ثابت نہیں ھوا کہ اس کو قیامت پر ذرا بھي یقین نہیں ؟ اسکے ساتھہ تو اسکے اعمال جائینگے نہ کہ مال و دولت - مگر حقیقت یہ ھے کہ اسکو وھم و گمان بھي نہیں کہ ھر شخص کو اپنے اعمال کا آپ جواب دینا ھے - خیر اسکو بھي جانے دو ' اگر یہ نہ سہي تو کم سے کم اتنا تو ھوتا کہ دوسروں ھي کو نیکي کي ترغیب دیتا' مگر اس بدبخت کي حالت عجیب ھے کہ آوروں کو بھي مساکین و فقرا کي خدمت کرنے پر ترغیب نہیں دیتا - اسکے یہ تمام اعمال و افعال صاف صاف اعلان کر رھے ھیں کہ اسکو قیامت سے قطعي انکار ھے ' ورنہ کیا اتني معمولي نیکي سے بھي گریز کرتا ؟

یہ وہ جماعت ھے جسکے پاس مال ھے ' دولت ھے ' اور وہ الله کے راستہ میں خرچ نہیں کرتي ' بلکہ اسکو خزانوں اور کوٹھریوں میں مقفل کرکے بند رکھتي ھے ' ان کي بعینہ وھي حالت ھے جو یہودیوں کي تھي : والذین یکنزون الذھب و الفضۃ ولا ینفقونھا في سبیل الله فبشرھم بعذاب الیم - یوم یحمی علیھا في نار جھنم فتکوی بہا جباھھم و جنوبھم و ظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون - جو لوگ سونا اور چاندي ' مال اور دولت ' جمع کرکے خزانوں میں جمع کرتے ھیں اور غربت و افلاس کے خوف سے الله کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے ' تو انکو عذاب الیم کي خوشخبري سنادو - اس مال کو جھنم کي آتش میں گرم کرکے ان کے ماتھے ' ان کے لبوں' اور ان کے پشتوں پر داغ دیا جائیگا - اسوقت انسے کہا جائیگا کہ یہي وہ مال و متاع زندگي ھے جو بیحد مرغوب و محبوب ھونے کے باعث تم جمع رکھتے تھے ' دیکھو یہ اس گاڑنے اور جمع کرنے کا نتیجہ ھے -

رسول الله صلی الله علیہ و سلم کو ایک مرتبہ جہاد کیلیے روپیہ کي ضرورت تھي - آپ نے مسجد میں جاکر خطبہ دیا اور صحابہ رضی الله عنھم سے فرمایا کھجور لاؤ -

حضرت عمر رضی الله عنہ گھر سے کھجور لیکر دربار نبوت میں حاضر ھوے - یہ اس وقت امیر تھے' رسول الله صلی الله علیہ و سلم نے فرمایا : تم نے گھر میں کیا چھوڑا اور ھمارے لیے کیا لاے ؟

حضرت عمر نے عرض کیا : تمام مال جمع کیا' نصف حضور کي خدمت میں پیش کردیا اور نصف اپنے اھل و عیال کیلیے رکھہ آیا ھوں -

اب حضرت ابوبکر رضی الله عنہ حاضر ھوتے ھیں - یہ اُس زمانہ میں غریب تھے' رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے دریافت فرمایا : ھمارے لیے کیا لاے : اور گھر میں کیا چھوڑا ؟ عرض کیا : جو کچھہ گھر میں موجود تھا سب کچھہ جمع کرکے لے آیا ھوں اور گھر میں الله اور اُسکا رسول ھے -

دنیانے دیکھہ لیا کہ ان قربانیوں نے کیا نتائج پیدا کیے' اور جس وقت مسلمانوں میں یہ جذبہ قدریت پیدا ھوجائیگا اسکے نتائج دوبارہ دیکھہ لینگے -

ان تین آیتوں میں ارباب مال و دولت کی تصویر کھینچ دي جب وہ انفاق في سبیل الله سے گریز کریں - اس کے ساتھہ اب ان لوگوں کي طرف توجہ دلائي جاتي ھے جو نماز تو پڑھتے ھیں مگر در اصل اسکے مقصد حقیقي کا ذرا بھي خیال نہیں کرتے :

فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یراؤن و یمنعون الماعون - جو لوگ نماز پڑھتے ھیں 'چاھیے تھا کہ نماز انکے اندر تمام وہ خصائص پیدا کردیتي جو نماز کے اصل مقاصد ھیں ' مگر ھم دیکھتے ھیں کہ جاني قرباني تو کجا ' مالي قرباني سے بھي گریزکرتے ھیں ' معمولي روز مرہ کے استعمال کي چیزیں تک لوگوں کو دینے سے انھیں انکار ھے - ایک عالم سے اتنا نہیں ھو سکتا کہ اپني کتابیں دوسرے کو پڑھنے کیلیے عاریتاً دیدے ' ایک طالب علم یہ نہیں کرسکتا کہ اپنے قلم و دوات سے دوسرے کو نفع پہنچاوے ' ایک عورت میں اتني قدریت بھي نہیں پیدا ھو سکتي کہ اپنے برتن دوسري پڑوسن کو استعمال کے لیے دیدے - جب نماز پڑھتے ھیں ' اور نہایت خشوع و خضوع کا اظہارکرتے ھیں ' تو بڑي لمبي نمازیں ھوتي ھیں' پیشاني پر سجدہ کا نشان پڑ جاتا ھے' مگر قرباني کا اتنا مادہ بھي پیدا نہیں ھوتا - پس افسوس ایسے نمازیوں کیلیے - وہ نماز کي اصل حقیقت کو بھول گئے - وہ نماز سے بالکل غافل ھیں ' وہ محض لوگوں کو دکھلانے کي غرض سے نماز پڑھتے ھیں - الله کیلیے انکے پاس کچھہ نہیں ھے !

اس چھوٹي سي سورۃ میں قدوس حق نواز نے بخل کي حقیقت کو واضح کردیا ھے کہ اس سے قومیں تباہ ' ملتیں برباد' اور مذاھب نا پید ھوجاتے ھیں - اب یہ بخل خواہ ارباب دولت میں پیدا ھو جس کو تم آساني سے سمجھہ سکتے ھو' خواہ ان عابدان گوشہ نشین میں پیدا ھو' جو کنج عزلت میں بیٹھکر ادعاء زھد و عبادت کرتے ھیں ' نمازیں پڑھتے ھیں مگر بے سود ' سجدے کرتے ھیں مگر لا حاصل' دعائیں مانگتے ھیں مگر قبول نہیں ھوتیں -

حقیقت یہي ھے کہ ابتدا میں قوموں کے اندر مالي قرباني کا جذبہ پیدا ھوتا ھے ' جب اسمیں کامل و مکمل ھوجاتي ھیں تو پھر جاني قرباني کا حکم ھوتا ھے - اسي جگہ دیکھو ' سورہ ماعون میں بخل کي مذمت بتلائي تا کہ بخل سے بچیں اور الله کے راستہ میں مال خرچ کریں - ایک مدت تک جب اس پر عمل ھوتا رھا ' قوم مالي قرباني کیلیے ایک حد تک تیار ھوگئي تو پھر سورہ کوثر نازل ھوئي جسمیں جاني قرباني پر زیادہ زور دیا گیا اور اس کا ایک ھي نتیجہ بھي بتا دیا : ان شانئك ھو الابتر

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

ھندوستان کے تمام آردو ' بنگلہ ' گجراتي ' اور مرھتي ھفتہ وار رسالوں میں البلاغ پہلا رسالہ ھے جو باوجود ھفتہ وار ھونے کے روزانہ اخبارات کي طرح بکثرت متفرق فروخت ھوتا ھے - تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسکي اشاعت کے استقبال کیلیے چشم براہ ھے - پس اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشي ھیں تو ایجنسي کیلیے درخواست بھیجیے' کمیشن معقول دیا جاتا ھے -

مدارس اسلامیہ

جـــامـــع ازهـــر

(از جناب مولانا سید سلیمان صاحب دسنوی)

چوتھی صدی کے وسط میں جبکہ اخشیدی سلطنت کا اولوالعزم فرمان روا کافور فوت ہوچکا تھا اور اسکی جگہ احمد بن علی بن الاخشیدی تخت مصر پر بٹھایا گیا تھا ' تو احمد بن علی اپنی کم سنی کی وجہ سے سلطنت کا بار نہ اٹھا سکا اور اسکا چچا زاد بھائی حسین بن عبد اللہ اسکی طرف سے منتظم سلطنت قرار پایا - جعفر بن الفرات ان دنوں وزیر اعظم تھا - احمد جو اصلی وارث تاج و تخت تھا اور جسکو اخشیدی سلطنت کا سچا درد ہوسکتا تھا وہ کم سن تھا ' اوروں کو بقاے سلطنت کی کیا پروا ہوسکتی تھی ؟ انکی کوشش صرف ذاتی کامیابیوں تک محدود رہی - نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت کے تمام ارکان مضمحل ہوگئے - امرا کی غفلت سے مداخل مخارج سے کہیں بڑھگئے - فوجیوں کے مقررہ تنخواہوں میں روز بروز کمی ہونے لگی - آخر فوج کے ایک دستہ نے اصلاح سلطنت سے نا امید ہو کے المعزلدین اللہ کو جو ان دنوں افریقہ کا بادشاہ تھا ' لکھا کہ " تم آؤ مصر پر حملہ کرو ہم تمہاری مدد کرینگے " معز نے یہ نوید جانفزا سنتے ہی ابو الحسن جوہر بن عبد اللہ کی زیر امارت ایک فوج مصر کی طرف روانہ کردی - اخشیدی سلطنت کی طرف سے بھی مقابلہ کے لیے فوج بھیجی گئی - ۱۱ - شعبان سنہ ۳۵۸ میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا ' مگر جو سیلاب پھیل چکا تھا ' وہ اب کسی کے روکے کب رک سکتا تھا ؟ کچھہ دنوں تک تو مصری فوج برابر کا جواب دیتی رہی ' مگر آخر اسکے پاے استقلال کو لغزش ہوئی اور شکست فاش کھائی -

دوسرے دن جوہر اپنی کامیاب فوج کے ساتھہ بڑے جاہ و جلال سے مصر میں داخل ہوا اور امن عام کا اعلان کیا - جب فاطمیین کو ملک مصر پر پورا اقتدار حاصل ہوچکا ' تو انکو خیال پیدا ہوا کہ اس فتح کی یادگار میں ایک نیا شہر آباد کرنا چاہیے جو بنی فاطمہ کے نام کو قیامت تک زندہ رکھے - یہ فوری تحریک بہت جلد قوت سے فعلیت میں آگئی ' اور اسی سال سنہ ۳۵۸ میں یہ شہر آباد ہوگیا جسکا نام فتح کی مناسبت سے المنصوریہ رکھا گیا - لیکن جب سنہ ۳۶۲ میں خلیفہ فاطمی المعزلدین اللہ نے قیروان کو چھوڑ کر مصر کو دارالخلافت بنایا تو خلیفہ کے نسبت سے اسکا نام القاهرة المعزیہ رکھا گیا - اب صرف " قاہرہ " زبانوں پر رہگیا ہے -

اس زمانہ کی رسم یہ تھی کہ جب کوئی نیا اسلامی شہر بسایا جاتا تو تبرکا وہاں پہلے مسجد کی بنیاد ڈالی جاتی تھی - چونکہ فاطمیین شیعہ تھے ' اسلیے اہل سنت کی مسجد میں خطبۂ خلافت دینا نامناسب خیال کرتے تھے - ان وجوہ سے جوہر نے روز شنبہ ۲۴ جمادی الاولی سنہ ۳۵۹ کو اس مسجد کی بنیاد ڈالی جسکی قسمت میں آگے چلکر جامع ازہر ہونا تھا - دو برس کی متواتر جانفشانیوں کے بعد سنہ ۳۶۱ میں اسکی عمارت طیار ہوگئی - اسکا نام فاطمیین نے سیدة النساء فاطمة الزہراء کی طرف منسوب کرکے جامع ازہر رکھا - اسکی وسعت اور صرف کثیر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اسکی صرف ایک قطار میں ۷۶ ستون سنگ مرمر کے تھے -

سنہ ۷۰۲ میں ایک سخت زلزلہ آیا جسکے صدمہ سے جامع ازہر کی کچھہ دیواریں گرپڑیں - سالار نامی ایک امیر نے پھر نئے سرے سے تعمیر کرائی - سنہ ۱۱۶۷ میں امیر عبد الرحمن کتخدا نے نصف جدید عمارتوں کا اس پر اضافہ کردیا جنمیں صرف سنگ مرمر کے ۵۰ ستون تھے - اگر متعلقات جامع کو بھی شمار کرلیا جاے تو ازہر کے کل ستون کی مجموعی تعداد ۳۷۵ ہوگی -

اگر تم قدیم عمارت کی جو فاطمیین کی یادگار ہے ' سیر کرنا چاہوگے تو تمہیں اندر جانے کے لیے تین دروازے ملینگے - اندر پہونچکر تم کو معلوم ہوگا کہ یہ مسجد چاروں طرف سے گھری ہوئی ہے ' اسکی اندرونی سطح سنگ مرمر سے مزین ہے ' جس پر کوفی خط میں قرآن شریف کی آیتوں کا طغرا ہے - جدید و قدیم دونوں عمارتوں کے دو حصے ہیں - ایک چھت ہے جس میں لکڑی کی کڑیاں ہیں اور ان میں بڑی دیدہ ریزی سے نقش و نگار بنائے گئے ہیں - دوسرا پتھر کا کھلا صحن ہے جس میں طلبا ایام گرما میں شب کو سوتے ہیں - پہلے اس میں دس محرابیں تھیں جن میں سے اب صرف چھہ رہگئی ہیں - مگر ان محرابوں میں صرف دو مشہور ہیں - ایک کا امام شافعی المذہب ہے اور دوسرے کا مالکی - کل مسجد میں صرف ایک ممبر ہے جس پر کھڑے ہوکر امام جمعہ اور عیدین کا خطبہ پڑھتا ہے - اذان دینے کے لیے پانچ بہت بلند منارے ہیں جن پر چڑھکے موذن اذان کہا کرتے ہیں - جامع ازہر کی ایک عجیب و غریب رسم یہ ہے کہ یہاں موذن اندھے مقرر کیے جاتے ہیں تاکہ مناروں پر چڑھتے وقت پردہ نشیں گھروں کی پردہ دری نہ ہو - جب موذن اذان کہنا چاہتے ہیں تو ایک بار " المیقـــاتی " کا نعرہ بلند کرتے ہیں - اس آواز کو سنکر اور مسجدوں کے موذن بھی اذان کے لیے طیار ہو جاتے ہیں -

مقریزی کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موسم حج میں ان مناروں پر کثرت سے روشنی کی جاتی تھی جس سے ساری مسجد بقعۂ نور بن جاتی تھی - اس جلوۂ نور کے حسن منظر کا اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ خلفاے فاطمیین نے صرف اسکی سیر دیکھنے کی غرض سے ایک قصر بنایا تھا -

دولۃ فاطمیہ جب اپنی زندگی کے دن پورے کرچکی اور ایوبیــہ خاندان کا سب سے بڑا پرجوش ممبر سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب مصر پر قابض ہوا تو اس نے شیخ صدر الدین بن درباس شافعی کو مصر کا قاضی القضاة مقرر کیا - شوافع کے ہاں چونکہ ایک شہر میں دو جگہ نماز جمعہ نہیں ہوسکتی ' اسلیے جامع ازہر کے بدلے جامع حاکمی میں نماز جمعہ ہونے لگی ' کیونکہ یہ مسجد ازہر سے زیادہ وسیع تھی - تقریباً سو برس تک جامع ازہر میں نماز جمعہ موقوف رہی - جب سلطان ظاہر سنہ ۶۵۸ میں مصر کا حکمراں ہوا تو اس نے شافعی قاضی کو اس خدمت سے سبکدوش کرکے اسکی جگہ ایک حنفی قاضی القضاة مقرر کیا ' جس نے ازہر میں پھر جمعہ پڑھنے کی اجازت دیدی ' اور جب سے آج تک برابر یہاں نماز جمعہ بڑے شان و شوکت سے ادا کی جاتی ہے -

(مدرســـة الازهــر)

چونکہ یہ مقدس عمارت مذہبی شان کے ساتھہ دولۃ فاطمیہ کی یادگار تھی ' اسلیے جب کوئی شخص مصر پر نیا حکمراں ہوتا ' تو وہ کچھہ نہ کچھہ مذہبی خلوص یا بقاے نام کی غرض سے ان عمارتوں پر اضافہ کرتا جاتا جو گذشتہ سلاطین کے نام زندہ کررہی تھیں - کسی نے دارالاقامة ' کسی نے حمام ' کسی نے باورچی خانے بنوادیے - چنانچہ اسوقت جامع ازہر کی وسعت ۱۲۲۵۰ گز ہے - یہاں کا ہر کمرہ جسکو ازہر کی اصطلاح میں رواق کہتے ہیں ' متوسط وسعت کا ہوتا ہے ' جس میں دو تین الماریاں بھی ہوتی ہیں - مختلف ممالک اسلامیہ کے لیے یہاں الگ الگ دارالاقامة ہیں ' اور انکا مہتمم جسکو ازہر کی زبان میں شیخ کہتے ہیں ' الگ ہوتا ہے ' اور ان

تقرر طلبه کے انتخاب سے هوتا هے - شیخ الرواق کے فرائض رهي هیں جو انگریزي کالجوں کے پرانکٹر کے هیں - هر کمره میں چٹائیوں کا فرش هوتا هے جو هر ششماهي پر بدل ڈالي جاتي هیں -

جامع ازهر میں جہاں ' مصر ' شام ' بغداد ' حضرموت ' یمن ' کرد ' ترک ' حبش ' طرابلس ' ٹیونس ' افغانستان ' مراکش ' سوڈان ' جزیره جاوا ' اور حجاز کے لیے علحده علحده بورڈنگ هیں ' وهاں غریب هندوستان کے لیے بهي ایک خاص دارالاقامة هے - انهي دارالاقامتوں میں طلبه رهتے هیں اور اسلیے تاکه تعلیم کے سوا کسي اور طرف ملتفت نهوں ' اُنکو وظائف دیے جاتے هیں - وظائف کي مقدار طالب علم کے احتیاج کے موافق هوتي هے ' کسي کو صرف کهانادیا جاتا هے ' کسي کپڑے بهي دیے جاتے هیں ' کسي کو ذاتي مصارف کے لیے نقد دیا جاتا هے -

(مالي حالت)

سلاطین فاطمیه میں سے پہلے پہل المعزلدین الله کے بیٹے العزیز بالله نے طلبا و مدرسین کے وظائف مقرر کیے اور دارالاقامے بنواے - جمعه کے دن یه لوگ خود حلقۂ درس میں شریک هوتے تهے - عید کے دن مدرسین کو خلعت دیا جاتا تها - حاکم بامر الله نے ازهر کے لیے دو تنور اور ستائیس قندیلیں چاندي کي بنوائیں تهیں جو ایام رمضان میں روشن کي جاتي تهیں - ان کے سوا اکثر امراء و سلاطین ازهر کے لیے بڑي بڑي جاگیریں وقف کرتے تهے - سب سے پہلے جس نے جامع ازهر کے لیے جاگیر وقف کرنیکی عزت حاصل کي ' وه دولت فاطمیه کا علم دوست خلیفه الحاکم بامر الله هے - اسکے بعد یکے بعد دیگرے اور امراے سلطنت نے بهي جاگیریں وقف کیں - خاندان خدیوي نے بهي بڑي بڑي رقموں سے ازهر کي امداد کي هے - حکومت خدیویه ٦٦١١ - گینی سالانه سے ازهر کي اعانت کرتي هے - ازهر کي موقوفه جاگیروں کي سالانه آمدني ۸۰۰۰ گینی سے کم نہیں هے -

(طلباء ازهر)

قاعده هے که الناس علی دین ملوکهم - لوگوں نے جب دیکها که امراء و سلاطین کي ازهر کي طرف خاص توجه هے ' تو مختلف ممالک سے کثرت کے ساتهه طلبه تحصیل علم کے شوق میں جامع ازهر میں آنے لگے - مشکل سے کوئی مسلمانوں کي آبادي هوگي جہاں کا کوئي طالب علم ازهر کي تعلیم سے مشرف نه هوا هو - ابهي ازهر اپنے بچپن کي منزلیں بهي طے کرنے نه پایا تها که اُسکي درسگاه طلبا سے بهرگئي تهي ' اور اب تو اُسکے آغوش درس میں دور دور کي علمي اولادیں پرورش پا رهي هیں - حنفي ' شافعي ' حنبلي ' مالکي ' ترکي ' هندي ' حجازي ' طرابلسي ' مختلف رنگ و بو کے پهولوں سے ازهر کا دامن پر هے - سنه ۸۱۸ - هجری میں یہاں ۷۵۰ طالب علم تهے - سنه ۱۲۹۲ هجری میں یہاں کے طلبا کي تعداد ۱۱۰۹۵ تهي - سنه ۱۳۱۰ هجري میں یہاں ۸۲۵۹ طالب علم تعلیم پارهے تهے - سنه ۱۳۲۰ میں ۱۰۴۰۳ - طلبا تهے - ان طلبا کي تعداد به لحاظ اختلاف مذاهب حسب ذیل هے :

حنفیه	۲۹۵۱
مالکیه	۲٦۵۴
شافعیه	۴۵٦۹
حنابله	۲۹

مصریوں کے مقابله میں غیر مصري طلبا بہت کم هیں جو ذیل کے نقشه سے ظاهر هوگا :

شامي	۲٦۴	جبرت (ملک حبش)	٦
ترک	۱۰۴	هندوستاني	۳
طرابلس الغرب	۵۱	حجازي	۷
جزائر	۲۷	جاوا	۷
مراکش	۲۲	افغان	۵
ٹیونس	۲۰	دارپور (سوڈان)	۱۲
کرد	۹	سنارد (سوڈان)	۲۸
بغدادي	۲	برنو (سوڈان)	۱۴
بربري	۴۵	صلیح (سوڈان)	۱۳
			٦۴۵

(لباس)

ان طلبا کا کوئي ایک خاص لباس نہیں هے جو انکي دلي یکجهتي کا عنوان بن سکے - هر طالب علم اپنے وطن کي پوشاک پہنتا هے - مگر یوروپین ڈریس کوئي طالب علم نہیں پہنتا - عمامه وهاں کے ضروریات لباس سے هے - عموماً اُنکي وضع عربي هے - سروں پر سفید رنگ کے عمامے هوتے هیں - بدن پر عبائیں هوتي هیں - هاں سادات سبز عمامے باندهتے هیں ' یه سرکاري طور پر سنه ۷۷۳ میں شعبان بن ناظر سلطان مصر نے سادات کیلیے یه شناخت قرار دي تهي - اسي کي طرف اشاره کرکے ایک شاعر ابو جابر نامي کہتا هے :

جعلوا لابناء الرسول علامة
ان العلامة شان من لم یشهر

ترجمه - لوگوں نے اولاد رسول کیلیے علامت مقرر کي هے - لیکن علامت کي ضرورت گمنام لوگوں کے لیے هے -

نور النبوة في کریم وجوههم
یغني الشریف عن الطراز الاخضر

ترجمه - اُنکے چہروں سے نبوت کي روشني چمک رهي هے ' اسلیے اُنکو سبز پوشاک کي علامت کي حاجت نہیں -

(انتظام صحت)

پہلے یہاں طلبا کے صحت کا انتظام نه تها - دولة خدیویه نے اسکي طرف توجه کي اور صفائي کا اهتمام کیا - پہلے یہاں کي عمارت هر طرف سے گهري هوئي تهي - اب تازه هوا آنیکے لیے میدان وسیع کیا گیا هے - ایک ڈاکٹر اور ایک عطار خانه بهي خاص مدرسه کے متعلق هے جہاں سے دوائیں مفت دي جاتي هیں -

(قواعد داخلۂ مدرسه)

یہاں کسي طالب علم سے کسي قسم کي فیس نہیں لي جاتي ' جو طالب علم که صرف اسباق میں شریک هونا چاهتا هے ' اُسکے لیے کوئي قید نہیں هے ' هر شخص شریک هوسکتا هے - هاں البته دار الاقامه میں داخل هونیکے لیے مندرجه ذیل شروط کي پابندي کي جاتي هے :

(۱) پندره برس سے کم عمر نهو -

(۲) معمولي نوشت و خواند سے واقف هو -

(۳) کم سے کم نصف قرآن مجید کا حافظ هو -

(۴) اندهے طلبا کو پورا قرآن یاد هونا چاهیے -

پہلے طالب علم کا قرآن میں امتحان لیا جاتا هے - اگر صیغۂ امتحان نے اُسکي کامیابي کي شهادت دي ' تو وه جامع ازهر کے ڈاکٹر کے پاس جاتا هے ' وهاں اُسکو چیچک کا ٹیکه لگایا جاتا هے - یہاں سے فارغ هوکر وه اُن اساتذه کي خدمت میں حاضر هوتا هے جن سے اُسکا سبق متعلق هوگا - اگر اُنهوں نے اجازت دي تو اُسکا نام اُس بورڈنگ هوس میں داخل کیا جاتا هے جہاں وه رهنا چاهتا هے - اُسکے بعد مدرسه ازهر کے عام رجسٹر میں اُسکا نام درج کیا جاتا هے - یه قواعد مصري طلبه کے ساتهه مخصوص هیں - غیر مصري طالب علم جب مدرسه میں داخل هونیکي درخواست کرتا هے تو شیخ الرواق ' منتظمین اور سر برآورده طلبا کي ایک مجلس منعقد کرتا هے - یه مجلس اُس طالب علم کا امتحان لیتي هے اور کامیابي کے بعد اسکے داخله کي اجازت دیتي هے -

(وظـــائف)

یہاں طلبا کو دو قسم کے وظائف دیے جاتے ہیں - اول ماهانه نقد' دوم سامان خورو نوش - دونوں قسم کے طلبا کی ایک خاص تعداد ہے جن سے زائد کو مدرسه وظیفه نہیں دیتا جب تک اسمیں سے کوئی جگه خالی نہو - کھانے میں ہر طالب علم کو زیادہ سے زیادہ چھه روٹیوں تک لینے کا اختیار ہے - ازہر کا مذہبی اقتدار دیکھو کہ عمائد مصر خود تبرکا اپنے لیے ازہر سے روٹیاں مقرر کراتے ہیں - طلبا کی اس مالی امداد کی تعداد کم سے کم ۲ قرش یعنی ۵ آنہ' اور زیادہ سے زیادہ سو قرش ماهانه یعنی پندرہ روپیه دس آنه ہے - اس وقت جامع ازہر میں تین ہزار وظیفه خوار طلباء ہیں -

(اخـــلاق)

چونکه جامع ازہر کے طلبا مختلف مذاہب کے ہیں اور مختلف ممالک کے باشندے ہیں' اسلیے اُنکے اخلاق و عادات پر کوئی ریمارک نہیں کیا جاسکتا - عموماً وہاں کے طلبا کے وہی اخلاق و عادات ہیں جو ہندوستان کے عربی خواں طلبا کے ہمیں نظر آتے ہیں -

(مدرسین)

جـامـع ازهـــر میں دو قسم کے علما ہیں' ایک وہ جو سنه ۱۲۸۸ ھ سے (جس سے ازہر کا دور جدید شروع ہوتا ہے) پہلے کے ہیں' اِن کی تعداد روز بروز کم ہوتی جاتی ہے - اس وقت اُنکی تعداد اُنسٹھه ہے - دوسرے وہ علما ہیں جنکا تعلق ازہر سے اسکے بعد شروع ہوا ہے - ان دونوں قسم کے علما کی تعداد بحیثیت درجات حسب ذیل ہے :

مدرسین درجه اول	۷۲
مدرسین درجه دوم	۷۳
مدرسین درجه سوم	۱۱۰

مدرسین درجه اول کو اختیار ہے که وہ جو علم اور جو کتاب چاہیں پڑھا سکتے ہیں' کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہے - درجه دوم کے علما صرف صرف و نحو کی متوسط کتابیں پڑھا سکتے ہیں - درجه سوم کے اساتذہ چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑھاتے ہیں - درجه ثانی و سوم کے مدرسین اگر درجه اول میں آنا چاہیں تو اونکو درجه اول کی مدرسی کا امتحان دینا ہوگا - خود مجلس انتظامیه بھی ترقی دے سکتی ہے - بشرطیکه اُنکی قابلیت و وسعت معلومات کا جوہر مجلس پر ظاہر ہوگیا ہو - به لحاظ اختلاف مذاہب مدرسین کی تقسیم حسب ذیل ہے :

حنفی	۷۲	شافعی	۱۰۰
مالکی	۷۷	حنبلی	۲

(تنخواہ)

حساب و جغرافیه و ریاضی وغیرہ پڑھانے کیلیے بیس اساتذہ اور ہیں' پس تمام اساتذہ کی مجموعی تعداد ۲۷۲ ہوئی - ان اساتذہ کی تقسیم بحیثیت تنخواہ ماهانه یه ہے :

	روپیه	آنه	پائی
درجه اول	۲۳	۲	۰
درجه ثانی	۱۵	۱۰	۰
درجه ثالث	۹	۱۱	۶

یه نقشه صرف اُن اساتذہ کی تنخواہ کو بتلاتا ہے جو دور جدید کے بعد مقرر کیے گئے ہیں - دور جدید سے پہلے کے علما کے مشاہرے اِن سے زیادہ ہیں - مدرسین کو خورو نوش کے سامان کی تکلیف نہیں دی جاتی' مشاہرہ کے علاوہ کھانا اور رہنے کے لیے کمرے بھی دیے جاتے ہیں' جہاں ضروریات زندگی کے سامان موجود رہتے ہیں -

(لباس)

ازہر میں ایک رسم یه بھی ہے که خدیو کی طرف سے علما کو سالانه پوشاکیں ملتی ہیں' اور اب کپڑوں کے بدلے اُنکی قیمت ہی دیدیجاتی ہے - مدرسین کی بوجه اختلاف ملک و ملت کوئی خاص پوشاک نہیں ہے' مگر عموماً سب عربی لباس زیب بدن کرتے ہیں - البته جدید تعلیم یافته اساتذہ جو حساب و جغرافیه کی تعلیم دیتے ہیں' فرنچ ڈریس پہنتے ہیں -

مدرسین سرکاری کمیٹیوں اور مجامع عامه میں ایک خاص وضع کی پوشاک پہنتے ہیں' جسکو مصر کی زبان میں " کساوی تشریفیه " یعنی عزت کا لباس کہتے ہیں - یه لباس حکومت مصری اُس شخص کو بھی بطور خلعت کے دیتی ہے جو کوئی خاص علمی قابلیت رکھتا ہے -

(اعـــزاز)

علماے ازہر پر سلطنت کا بہت کم دباؤ پڑتا ہے - مصر میں کیا کیا انقلابات نه ہوے - فاطمیین' ایوبیین' چراکسه' دولة عثمانیه کی یکے بادیگرے سلطنتیں قائم ہوئیں' مگر ازہر جس شان سے پہلے تھا اب تک اُسی شان سے قائم ہے - اب بھی سیاست کا اثر علماے مصر پر بہت کم ہوتا ہے - اُنکو ایک حد تک آزادی نصیب ہے' اسی لیے خواص و عوام اُنکو نگاہ عزت سے دیکھتے ہیں - شیوخ ازہر جب سوار ہوکر بازاروں میں نکلتے ہیں' تو دوکاندار اُٹھه اُٹھه کر تعظیم کرتے ہیں اور رکاب کو بوسه دیتے ہیں - جب شروع شروع یہاں ریل جاری ہوئی ہے تو سعید پاشا نے علما کے لیے کرایه معاف کردیا تھا - اب بھی نصف کرایه لیا جاتا ہے - ازہر کا ایک قانون یه بھی ہے که جب کوئی مدرس انتقال کرتا ہے تو اُسکی تنخواہ اُسکی اولاد پر تقسیم کرکے اُنھیں ازہر میں جبری تعلیم دلائی جاتی ہے -

(تعلیم و تدریس)

جامع ازہر کی علمی زندگی کی ابتدا سنه ۳۶۵ سے ہوتی ہے جبکه دولة فاطمیه کو مصر پر قبضه کیے ہوے آٹھه سال گذر چکے تھے - چونکه سلطنت کا مذہب اسوقت شیعه تھا' اسلیے صفر سنه ۳۶۵ ہجری کو قاضی علی بن نعمان نے جامع ازہر میں شیعی فقه پر املا کیا' اور اب وہ کتاب کی صورت میں موجود ہے جسکا نام الاقتصار ہے - جب تک فاطمیه دولت رہی' یہاں شیعی فقه کا درس ہوتا رہا - جمعه کو خود امراے سلطنت اور خلیفۂ فاطمی درس کی شرکت سے مشرف ہوتے تھے - دولت فاطمیه کی اُس شاہانه توجه کو دیکھکر جو معقولات و ریاضی کی طرف ملتفت تھی' به قرینۂ غالب معلوم ہوتا ہے که ازہر میں علوم عقلی و ریاضی کی بھی تعلیم ہوتی ہوگی - دولت فاطمیه کے علمی خزانه میں ایک لاکھه کتابیں تھیں جن میں سے چھه ہزار صرف علم طب کی تھیں - دو کرۂ فلکی تھے جن میں ایک چاندی کا تھا اور اُسکی نسبت مشہور تھا که وہ خود بطلیموس کے ہاتھه کا بنایا ہوا ہے اور اسکے بنانے میں تین ہزار اشرفیاں صرف کی گئی ہیں - خدا جانے گردش چرخ نے اسکو یہاں کیونکر پہونچا دیا ؟ ایک جغرافیائی نقشه بھی تھا جس میں کاغذ کے بدلے نیلگوں ریشمیں کپڑے کی زمین تھی اور اُس میں دنیا کے تمام پہاڑ' دریا' آبادیاں' سونے چاندی سے بنائی گئی تھیں -

جامع ازہر میں دو سو دو برس تک شیعی علوم کا درس ہوتا رہا - سنه ۵۶۷ میں جب دولة فاطمیه برباد ہوگئی اور اُسکی جگهه سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب جو سلطنت ایوبیه کا ایک پرجوش ممبر تھا تخت مصر پر جلوہ افروز ہوا' تو اُس نے دو اور نئے مدرسه تعمیر کراے - ایک میں فقہاے شافعیه درس دیتے تھے' دوسرے میں علماے مالکیه' اور اس خیال سے که شیعی سلطنت کی کوئی زندہ یادگار مصر میں باقی نرہے' اُس نے جامع ازہر میں تدریس موقوف کرادی - چنانچه پورے ایک سو دس برس تک جامع ازہر کی درسگاہیں شرف تدریس سے محروم رہیں - سنه ۶۵۸ ہجری میں جب ایوبیه خاندان چراکسه کے ہاتھه سے برباد ہوا اور سلطان ظاہر مصر پر قابض ہوا' تو اُس نے پھر ازہر کی آراستگی کا حکم دیا - اب گویا ازہر کی علمی زندگی دوبارہ شروع ہوتی ہے' اور اپنی

اُسي پہلي شان و شوکت سے مختلف الاوطان اور مختلف المذاهب طلبا و مدرسین کا گلدستہ نظر آنے لگتا ھے - امراء و سلاطین کي علمي فیاضیاں پھر ازهر کو روز بروز ترقي دیني لگیں - دور دور سے جامع ازهر کي علمي کشش طلبا کو کھینچ لائي - اعراق ' بغداد ' غرناطه ' ٹیونس ' عسقلان ' تبریز ' اندلس ' اصفہان سے طلبا آرھے تھے - علم کے ذوق و شوق میں دور دراز سفر کي مصیبتوں کو کچھه خاطر میں نه لاتے ' گمنامي اور جہل کے بادلوں میں چھپے هوے ازهر میں داخل هوتے ' اور علم و شہرت کي روشني سے درخشنده هوکر نکلتے - امام عز الدین بن عبد السلام ' امام سبکي ' شہاب قرآني ' ابن هشام سراج بلقیني ' شیخ جلال الدین سیوطي ' ابراهیم بن عیسى اندلسي ' عز الدین عمر بن عبد الله عمر القدسي ' ابو حیان محمد بن یوسف غرناطي ' تاج الدین تبریزي ' امام اصفہاني ' امام زیلعي ' حافظ عراقي ' حافظ ابن حجر عسقلاني ' علاء الدین حموي ' رضي شاطبي ' محمد بن محمد بغدادي ' قاسم بن محمد ٹیونسي ' شیخ الاسلام زکریا انصاري ' یه تمام لوگ جو آسمان علم کے آفتاب و ماهتاب هیں ' اسي درسگاه کے فیضیاب اور اسي میخانه علم کے جرعه نوش تھے !

(نصـاب تعلیـم)

دولة فاطمیـه کے بعد جامع ازهر میں اول اول فقه شافعي کا درس دیا گیا ' اسکے بعد اور مذاهب کے علوم کا بھي درس دیا جانے لگا - گو یہاں معقولات کي بھي تعلیم هوتي تھي ' مگر چونکه ابتدا هي سے جامع ازهر میں ایک مذهبي شان قائم هوگئي تھي ' اسلیے اُس کي درسگاه رفته رفته عقلي علوم سے محروم هوگئي

سنـه ۱۳۰۰ تک اس خیال میں کوئي تبدیلي نہیں هوئي ' مگر جب چودهویں صدي کا آفتاب طلوع هوا ' تو علماء و امراے مصر کو خیال هوا که ازهر میں معقولات کي تعلیم بھي لازمي طور سے هوني چاهیے - مگر چونکه عوام کے دماغ میں یه خیال راسخ هوچکا تھا که مذهبي مدارس کو فلسفیانه تعلیمات سے پاک هونا چاهیے ' اسلیے سنه ۱۳۰۵ میں ایک استفتا شیخ محمد انبابي شیخ الاسلام مصر و شیخ جامع الازهر اور شیخ محمد البنا مفتي مصر کي خدمت میں پیش کیا گیا که علـوم عقلیه طبعیات (فزکس) کیمیا (کیمستري) ریاضـي (میتھمیٹکس) کي تعلیم کي اسلام اجازت دیتا ھے یا نہیں ؟ بالاتفاق دونوں نے اسکے اباحت بلکه ضرورت کا فتوى دیا - اُسوقت سے معقولات جامع ازهر کے درس میں داخل هیں مگر سرکاري طور پر یه علوم عباس علمي پاشا خدیو حال کے عہد میں ۲۰ محرم سنه ۱۳۱۴ کو داخل کیے گئے - اب ازهر میں فلسفه ' منطق ' حساب ' جغرافیه ' تاریخ اسلام ' ریاضي ' هندسه ' تقریر و تحریر وغیره کي بھي تعلیم دي جاتي ھے ' اور بغرض تشویق طلبه معززین مصر نے علوم جدیده میں کامیاب هونے والے طلبه کے لیے سالانه وظائف مقرر کردیے هیں -

بالفعل جامع ازهر کي پوري مدت خواندگي میں حسب ذیل علوم پڑھاے جاتے هیں : صرف نحو ' معاني ' بیان ' بدیع ' فقه ' اصول فقه ' حدیث ' اصول حدیث ' تفسیر ' علم کلام ' علم الاخلاق ' حساب ' جبر ' مقابله ' علم عروض و قافیه ' تاریخ اسلام ' منطق ' علم الخطابیه و الکتابیة ' علم لغت ' جغرافیه ' علوم عقلیه فلسفه -

جامع ازهر کا کوئي مطبوعه نصاب موجود نہیں ھے ' اِسلیے ازهر کي داخل نصاب کتابوںکے نام نہیں بتاے جاسکے ' مگر عموماً وهاں کتابیں پڑھائي جاتي هیں - ان میں سے اکثر وه کتابیں هیں جو هندوستان میں نہیں پڑھائي جاتیں - علوم بھي حسب ذیل عام هندوستاني عربي مدارس سے زیاده هیں -

(علـم صـرف)

مراح مؤلفه احمد بن مسعود ' کافیه ' ابن حاجب مع شـرح شیخ الاسلام ورضي ' تصریف مع شروح سعد تفتازاني ' ترصیف ' نظم العقود طحطاوي ' لامیة الافعال ابن مالک ' رسـاله الجوهرة في فن الاشتقاق -

(عـلـم نحو)

اجر و میه مع شروح ' توضیح ابن هشام مع شرح ' ازهریـة مع شروح ' قطر الندى عبد الله بن هشام ' مذهب ابن هشام ' الفیه ابن مالـک مع شروح ابن عقیل و اشموني ' مغني اللبیب ابن هشام - تسہیل ابن مالک -

(عـلـم اللـغـة)

قاموس فیروز آبادي مع شرح سید مرتضى ' صحاح جوهري ' مختار الصحاح رازي ' المصباح المنیر ' فقه اللغة امام منصور ثعالبي ' اساس زمخشري ' المزهر عـلامه و حافظ عبد الرحمن جلال الدین سیوطي ' لسان العرب جمال الدین انصـاري -

(فـقـه حنفي)

نور الایضاح شیخ شرنبلاني ' کنز نسفي مع شروح طـلائي و ابن نجیم و زیلعي عیني ' تنویر الابصار مع شرح حصفکي ' البدائیه امام مرغیناني ' الهدایة ' الغایة ' فتح القدیر ' الاشباه و النظائر ابن نجیم ' کتاب الخراج امام ابو یوسف ' ملتقي للشیخ حلـبي مـع شرح حصفکي ' مجمع البحرین ابن ساعاتي ' قدوري ابوالحسن بغدادي ' جامع الفصولین ابن قاضي سماویة -

(فـقـه مالـکي)

عشماویه شیخ عشماوي مع شرح ابن ترکی ' العزبیه ' رساله ابن ابي زیـد مع شرح اقـرب المسالـک ' مختصر خلیـل مع شروح ' المجموع ' العاصمیة ' البقرة ' القصاوي -

(فقـــه شافعي)

التقریب شیخ احمد مع شرح خطیب شربیني ' الاشباه و النظائر جـلال الـدین سیوطي ' التحریر شیخ الاسلام زکریا ' منهج الطلاب ' منهـاج الطـالبین شیـخ محي الدیـن یحیی نـووي ' العبـاب ' نهج الطلاب ' البهجة ' الوجیز امام غـزالي ' الروض نووي ' الارشاد ' کشف النقاب ' فتاوى ابن حجر ' فتاوى الرملي ' الرحبیه ' الترتیب ' کشف الغوامض ' الفیه -

(فـقـه حـنـبـلى)

متن الدلیل ' الغایة ' زاد المتقنع ' متن المنتہى ' الاقناع ' المقنع لابن قدامـه ' مختصر المقنع ' الانصاف ' الفروع ' تصحیح الفـروع ' مختصر الشاطبي -

(اصـــول فـقـه)

جمع الجـوامع لـلسبکي مع شرح قـاضي عضد ' منـار الانوار النسفي مع شرح ابن مالک و حصفکي و ابن نجیم ' التفتیح لصدر الشریعة ' تنقیح الفصول ' الورقات الامام الحرمین ' مع شروح الورقات للخطاب ' التحریر للکمال بن ابن الهمام ' فصول البدائع ' المرأت -

(عـلـم حـدیث)

صحیح بخاري مع قسطلاني و عسقلاني و عیني و زکریاانصاري ' صحیح امام مسلم مع شرح محي الدین نووي ' مختصر البخاري شیخ ابن ابي جمره ' الشفاء قاضي عیاض مع شرح خفاجي و ملا علي قاري ' موطا امام مالک مع شرح زرقاني و ابن عبـد البر ' الجامع الصغیر للسیوطي ' مع شروح ' الاذکار امام نووي مع شرح ' التجرید ' شمائل ترمذي ' التـرغیب و الترهیب امام منذري ' الاربعین امام نووي ' صحیح ترمذي ' صحیح نسائي ' صحیح الاشعث ' صحیح ابن ماجه ' مواهب لدنیـه امـام قسطـلاني ' السیـرة الحلبیه امام حلبي -

ا ـ مآثر الـكرام - و سرو آزاد

مصنفۂ

حسان الهند مولانا میر غـلام علي آزاد بلگرامي پر

مولانا حکیم شمس الله قادري صاحب - ایم - اے - ایس - ایف آر - ایچ - ایس - عالم آثار قدیمه کا

ریویو

علم تاریخ کي دو قسمیں هیں - ایک وہ سلسله واقعات هے که جس میں مختلف قوموں اور سلطنتوں کے عروج و زوال سے بحث کي جاتي هے ' اور جس کو عرف عام میں تاریخ یا هسٹري کے نام سے تعبیر کرتے هیں - دوسري قسم وہ هے که جس میں کسي ملک و قوم کے افراد کا تذکرہ کیا جاتا هے' اس کو اسماء الرجال یا بیوگریفي کہتے هیں -

اسماء الرجال جس کو دوسرے الفاظ میں تذکرہ نویسي بھي کہتے هیں کم و بیش قدیم الایام سے چلا آتا هے - عبراني' یوناني' رومي لٹریچر میں اس قبیل کي بہت سي کتابیں موجود هیں - لیکن اُن میں زیادہ تر ملکي بہادروں کے نامي کارنامے یا اولیا و شهدا کے کشف وکرامات منضبط هیں - قرون وسطی میں مسلمانوں نے اِس فن کو اِس قدر ترقي دي که جس کي نظیر دنیا میں نهیں مل سکتي - ان لوگوں نے تراجم ' طبقات ' وفیات و اعیان وغیرہ کے عنوانوں میں هزاروں کتابیں لکھ ڈالیں' اور ان میں علماء و فضلا ' شعرا ' حکما ' امرا وغیرہ وغیرہ غرض هر طبقه کے لکھوکھا آدمیوں کا تذکرہ قلم بند کردیا - اس موقعه پر یه ظاهر کردینا بھي خالي از دلچسپي نه هوگا که یه تمام کارنامے ان مسلمانوں کے تھے جو بلاد ایران ' روم و شام و مصر میں رهتے تھے - برخلاف اس کے هندوستان کے مسلمانوں نے اس کے ساتھ بہت بے اعتنائي سے کام لیا -

مسلمانان هند کي تاریخ پانچویں صدي هجري سے شروع هوتي هے - اس زمانے سے لیکر مغل ایمپائر کے انحطاط تک هندوستان کي مردم خیز خاک سے بڑے بڑے علما ' فضلا اور نامي گرامي اهل کمال پیدا هوے هیں - مگر افسوس هے که ان کے حالات مصنفین کي بے التفاتي سے اس طرح ناپید هوگیے که اس وقت باوجود تلاش و تجسس کے بھي نهیں مل سکتے -

مولانا آزاد بلگرامي بارهویں صدي میں ایک نامي گرامي مصنف گزرے هیں - انھوں نے اسماء الرجال میں بہت سي کتابیں لکھي هیں' اور موقعه پر فخر کے ساتھ اس امر کا ذکر کیا هے که وہ هندوستان میں اسماء الرجال کے سب سے پہلے مصنف هیں - چنانچه اُن کي اصل عبارت یه هے :

" و پیش از من احدی آستین سعي بایں درجه نه شکسته و کمر خدمت بزرگان سلف و خلف بایں جد و جهد نه بسته " -

مولانا آزاد سے پہلے اگرچه ملا عبد القادر بدایوني اور شیخ ابو الفضل - بختاور خان عالمگیري وغیرہ مورخین نے اپني تاریخوں میں اپنے معاصرین کا تذکرہ بھي قلم بند کیا هے - لیکن یه تحریرات اس موضوع پر مستقل تصنیف کي حیثیت نهیں رکھتي هیں - مولانا آزاد اسماء الرجال کو ایک مستقل فن قرار دیکر اس کے مختلف شعبوں پر متعدد کتابیں تصنیف کیں مثلاً :

تراجم علما میں سبحة المرجان ' مآثر الکرم - تراجم شعرا میں ید بیضا - خزانۂ عامرہ - تراجم صوفیه میں روضة الاولیا ' شجرۂ طیبه ' وغیرہ وغیرہ - اس اعتبار سے اگر هم یه کہیں تو کچھ بیجا امر نه هوگا که مولانا آزاد بلگرامي هندوستان میں اسماء الرجال کے سب سے پہلے مصنف هیں -

مآثر الکرام اسماء الرجال کي ایک قابل قدر او ر بیش قیمت کتاب هے - علامه مصنف نے اس کے دو حصے قرار دیے هیں - پہلے حصه میں ان ڈیڑہ سو (۱۵۰) مشاهیر علما و صوفیه کا تذکرہ قلم بند کیا هے' جو فتح اسلام سے لیکر بارهویں صدي هجري کے خاتمه تک سرزمین هندوستان کے مختلف شہروں میں گزرے هیں - دوسرا حصه جس کا نام سرو آزاد هے شعرا کے متعلق هے - اس میں فارسي اور هند کے (۱۵۱) شعرا کا تذکرہ هے - اور هر ایک شخص کي نسبت وہ تمام باتیں درج کردي هیں جو اس کي سوانح عمري کے لیے ضروري اور کار آمد هیں ، مثلاً خاندان ' قوم ' وطن ' تعلیم و تربیت ' تلامیذ - اخلاق و عادات ' تصنیف و تالیف وغیرہ اور ان کے ضمن میں بہت سے تاریخي واقعات و علمي نکات کا تذکرہ بھي آگیا هے -

مصنف نے حصه اول کو دو فصلوں پر مرتب کیا هے - پہلي فصل میں اولیاے کرام کے حالات هیں - دوسري فصل میں علما و فضلا کا تذکرہ هے - هر فصل کي ابتدا میں ایک تمهید هے - پہلي تمهید میں هندوستان میں مسلمانوں کے آنے اور اسلام کے اشاعت پانے کا ذکر هے - اسي طرح دوسري تمهید میں اهل اسلام میں علوم و فنون کے پھیلنے اور خلفاے بغداد و اندلس کے مشاغل علمي کا بیان هے -

حصه دوم یعنے سرو آزاد کي ابتدا میں ایک مقدمه هے جس میں فارسي شاعري کي تاریخ بیان کي هے - شعرا کے تراجم درج کیے هیں اور اس کے ضمن میں موقع بموقع شعر و سخن کے قیمتي نکات کا بھي تذکرہ کردیا هے -

ان دونوں حصوں میں ایک خاص باب یه هے که اکثر مشاهیر دکن کے حالات بھي آگئے هیں' اور نواب نظام الملک آصفجاہ اور اُنکے خاندان کا تذکرہ اس شرح و بسط کے ساتھ لکھا هے که اُن کے هم زمانه تصنیفات سے کسي میں بھي نهیں مل سکتا -

بارهویں صدي کے نصف آخر میں جو حوادثات پیش آے هیں مصنف نے اُنکا ذکر نہایت عمدگی سے بیان کیا هے' اور بعض باتیں تو ایسي لکھي هیں که جو کسي دوسري تاریخ میں مشکل سے مل سکتي هیں' اور جو حضرات تاریخ دکن سے مذاق رکھتے هیں اُن کیلیے یه حصه (سرو آزاد) ایک لا جواب تحفه هے -

فن تراجم میں یوں تو هندوستان میں بہت سی کتابیں لکھي گئي هیں - لیکن ان میں صرف دو کتابیں ایسي هیں جو هر زمانه میں عزت و رفعت کی نگاهوں سے دیکھي جا سکتي هیں - ان میں ایک ماثرالامرا هے جس میں هندوستان کے بڑے بڑے وزرا' امرا اور عہدہ داروں کا تذکرہ منضبط هے - دوسري کتاب ماثر الکرام او ر اس کا حصه دوم سرو آزاد هے' جس میں علما ' فقرا اور شعرا کے حالات لکھے هیں ' اور هر ایک کا حال اس تفصیل سے درج هے که کسي دوسري کتاب میں اس کي نظیر نهیں مل سکتي -

ماثرالامرا کو بنگال ایشیاٹک سوسائیٹي کي علم دوست جماعت نے مدت هوئي که تین ضخیم جلدوں میں چھاپ کر شایع کردیا هے - لیکن ماثر الکرام کے دونوں حصے ابھي تک گوشۂ گمنامي میں پڑے هوے تھے -

خدا بھلا کرے مولوي عبد الله صاحب کا که باوجود بے بضاعت هونیکے اس کتاب کو نہایت اعلی اهتمام سے چھپوا کر هندوستان کي علمي تاریخ میں ایک قابل قدر اضافه کیا هے ' اور تمام اهل ملک کو ان کے احسان کا مشکور هونا چاهیے - اور جو حضرات تاریخي مذاق رکھتے هیں ان کے لیے یه دونوں چراغ هدایت کا کام دینگے - پہلے حصه کے (۳۳۴) اور دوسرے حصے کے (۴۲۲) صفحات هیں - ان کي قیمت حسب ذیل رکھي گئي هے :

ماثر الکرام	قیمت	۲ روپیه	علاوہ محصول ڈاک
سرو آزاد	قیمت	۳ روپیه	علاوہ محصول ڈاک

۲ ـ اعظم الکلام في ارتقاء الاسلام

(یعنے اردو ترجمــه)

" پرپوزڈ پولیٹکل اینڈ سوشیل ریفارمز انڈر مسلم رول "

مصنفه

نواب اعظم یار جنگ مولوي چراغ علي مرحوم

پر مولوي محمد اختر صاحب کا ریویو

اس کتاب میں علامه مصنف نے بزبان انگریزي سنه ۱۸۸۳ ع میں ایک یوروپین عالم ریورنڈ ماکم میکال کے اس اعتراض کي تردید میں که " مذهب سلام مانع ترقي هے " قرآن ' حدیث ' فقه اور تاریخ سے نہایت عالمانه طریق پریه ثابت کیا هے که اسلامي روحاني' اخلاقي اور دماغي ترقي کا حامي ' تغیر زمانه کے ساتھ نئے تمدن و سیاست کا ساتھ دینے والا' اور زندہ ضروریات کے مطابق هر قسم کے قوانین کي بنیاد بننے کي صلاحیت رکھنے والا مذهب هے - اس نے فطرت جمود و خمود کے منافي هے - اسي ضمن میں اسلام کے متعلق دوسرے یوروپین مصنفین مثلاً سر ولیم میور' سورتھ اسمتھ ' پاداکس

هیر - سیل وغیرہ کی غلط بیانیوں کی اصلاح بھی مشرقی اور مغربی حوالوں سے کی گئی ہے ' اور صدہا اسلامی مسائل متعلق معاشرت و سیاست پر عالمانہ بحث کی گئی ہے -

غرض کہ یہ کتاب اسلامی تمدن و سیاست کا خلاصہ ہے ' اور اس میں وہ مسائل جمع کیے گئے ہیں' جن پر ہزارہا اسلامی کتب کے مطالعہ کے بعد بھی بہ مشکل عبور ہوسکتا ہے - اور یہ کہنا بالکل مبالغہ سے خالی ہے کہ جو قیمتی معلومات اس مختصر کتاب میں جمع کی گئی ہیں وہ آج تک زبان اردو میں نہیں ملینگی' جس کا ثبوت فہرست مضامین کتاب ہذا سے ملیگا -

اس پر آشوب زمانہ میں جب کہ ہر طرف سے مسلمانوں کے تمدن و سیاست اور اُن کے ملکی وقومی اخلاق پر حملے کیے جارہے ہیں ' اور دیکھایا جاتا ہے کہ اُنکا وجود کرۂ ارض کی تہذیب و شایستگی کے حق میں ایک بار اور سد راہ ہے ' اس کتاب کا مطالعہ تمام علم دوست حضرات اور خصوصاً تعلیم یافتہ مسلمانوں اور بالخصوص اُن حضرات کو بیحد مفید ہوگا ' جنھوں نے محض حب اسلامی اور حب قومی سے اپنی زندگی مذہب اسلام کی حمایت کیلیے وقف کررکھی ہے ' اور جن کو رات دن یہ فکر دامنگیر رہتی ہے کہ مذہب اسلام کو نئی روشنی و تہذیب کا ساتھہ دینے والا ثابت کیا جاے ' اور اس پر جو ناجائز حملے کیے جارہے ہیں' اُنکی مدافعت عالمانہ طور پر کی جاے - اس لحاظ سے یہ کتاب اسلامی مشنریوں کو نہایت اعلی درجہ کے ہتھیار کا کام دیگی - کیونکہ علامہ مصنف نے اس کتاب میں الزامی جوابوں سے کام نہیں لیا ' بلکہ ہر اعتراض کا جواب تحقیقی' اور قرآن وحدیث اور تعامل مسلمانان صدر اول اور تاریخ وفقہ اور مقننین اسلام ' اور مسلمانوں کے زندہ زمانہ کی مثالوں سے دیا ہے - اور بالمقابل دوسرے مذاہب خصوصاً عیسائیت کے قانون اور فقہ کا ذکر کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اسلام نے دنیا کی تہذیب و شایستگی کے حق میں کیا کیا ' اور مخالفین نے کیا -

غرضکہ مصنف نے زبردست دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مذہب اسلام صرف سرزمین عرب اور خاص مسلمانوں کے حق میں ہی مفید نہیں ہے' بلکہ وہ یہ آیۃ رحمت ہے جس پر تمام دنیا کی دینی و دنیوی فلاح منحصر ہے' اور اس کا نیچر ایسا پر حکمت ہے کہ ملک و قوم اور زمانہ کا ساتھہ دے سکتا ہے ' اور اس طرح وہ ایک زندہ مذہب ہے ' اور ریونڈ ملکم میکال کا اعتراض تاریخی شہادتوں کے بالکل خلاف ہے -

مرحوم مصنف نے اس کتاب کو دو حصوں پر تقسیم کیا ہے - پہلے حصہ میں نہایت شرح و بسط کے ساتھہ مسائل تمدن و سیاست پر بحث کی ہے ' جس میں جزیہ ' دار الحرب' دارالاسلام' حقوق ذمیاں ' شہادت غیر مسلمین ' حقوق رعایا ' ارتداد و بغاوت ' مساوات اقوام غیر' عدم جواز جنگ و جدال از قرآن ' مذہبی آزادی' تعمیر گرجا ' معاہدوں کی پابندی' خلفاء اسلام کی تاریخی مسالمت' قانون بین الاقوام وغیرہ کا تفصیلی ذکر ہے -

دوسرے حصہ میں مسائل معاشرت کو اسلامی روشنی میں دکھلایا گیا ہے ' اور مسائل طلاق و نکاح ' تعدد زوجات ' اور غلامی و تسری پر مفصل بحث کی گئی ہے -

اس کے علاوہ حصہ اول کے شروع میں مصنف نے ایک مفصل مقدمہ بھی لکھا ہے - اس مقدمہ میں اُن اہم امور پر بحث کی گئی ہے جو اسلامی فقہ کے اصل الاصول ہیں' یعنی فقہ کے دور' مذہب اربعہ کا شیوع ' اختلاف زمان و مکان سے مسائل فقہی کا بدلتا رہنا ' قیاس و اجماع اور عدم اختتام اجتہاد وغیرہ -

اس کتاب میں سلطنت ترکی کی سیاسی حالت کا ذکر بھی آیا ہے - علامہ مصنف نے اس سلسلہ بیان میں اُن تمام اعتراضات کی قلعی بھی کھولدی ہے جن کا سنگ بنیاد مہذب یورپ اسپر رکھتا ہے کہ اسلام کا کانسٹی ٹیوشن اس کے تنزل کا باعث ہے ' اور اسی مناسبت سے مصنف نے اس کتاب کو سلطان عبد الحمید خان کے نام ڈیڈیکیٹ کیا تھا -

محض قومی خدمت کی غرض سے اردو زبان میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے - ترجمہ کی خوبی کے بارہ میں صرف اسقدر کہدینا کافی ہے کہ اس کا مترجم موجودہ زمانہ کا وہ مسلم الثبوت انشا پرداز ہے جس کے وجود سے اردو زبان زیربار احسان ہے ' جسکا نام نامی مولوی عبد الحق صاحب بی - اے (علیگ) ہے -

اس کتاب کا ترجمہ کچھہ آسان نہیں تھا - کیونکہ گو یہ انگریزی زبان میں تھی' اور یہ بات ایک معمولی سی معلوم ہوتی ہے ' لیکن اس کو اردو کا جامہ پہنانے کے لیے اسلامی معلومات اور عربیۃ کی سخت ضرورت تھی - کیونکہ اس کتاب میں ہزارہا آیات قرانی' احادیث' مسائل فقہ' اور سیکڑوں کتب علمیہ عربیہ کے اقتباسات دیے گئے ہیں ' جن کا ترجمہ بغیر اصل کے مقابلہ کیے ہوے نہیں ہوسکتا تھا' اور نہ اصلاحات عربیہ قائم رہ سکتی تھیں - لہذا اس کتاب کے ترجمہ میں مترجم نے جو جانکاہی و جانفشانی کی ہے وہ بجاے خود ایک مستقل تصنیف کا درجہ رکھتی ہے اور اس لحاظ سے یہ کتاب اُن حضرات کو چراغ ہدایت کا کام دیگی جو اعلی درجہ کی کتب علمیہ کا ترجمہ کرنا چاہتے ہوں -

اس محنت کے علاوہ فاضل مترجم نے اصل پر بہت کچھہ اضافہ بھی کیا ہے ' یعنے ایک بسیط اور جامع مقدمہ بھی تحریر کیا ہے - جو تین حصوں پر مشتمل ہے :

حصہ اول میں علامہ مصنف کے حالات زندگی قلمبند کیے ہیں' جو بجاے خود ایک نہایت عمدہ او ر مفید چیز ہے - اور اُن سے یہ سبق ملتا ہے کہ مصنف نے محض اپنی کوشش اور مطالعہ سے یہ علمی پایہ اور مراتب دنیاوی حاصل کیے' جس کی مثال اب تک نئے تعلیم یافتہ لوگوں میں نہیں پیدا ہوئی - گویا مصنف کی سوانح عمری سیلف ہلپ کا ایک کامل نمونہ ہے -

حصہ دوم میں علامہ مصنف کی دوسری تصانیف تحقیق الجہاد تر وپرافٹ ' کتاب زیر بحث او ر دیگر کتب پر ریویو کیا گیا ہے -

حصہ سوم میں فاضل مترجم نے اُن آراء و خیالات کو جمع کیا ہے جو مشاہیر عہد اور علماے یورپ نے کتاب ہذا کی نسبت ظاہر کیے تھے ' مثلاً ڈاکٹر ہنٹر ' ڈبلیو - سی بلنٹ ' مصنف فیوچر آف اسلام ' ڈاکٹر اسپرنگر اور سر سید مرحوم وغیرہ -

ڈاکٹر اسپرنگر اپنے زمانہ کا مشہور عالم شرقیات گزرا ہے ' اُس کا خط خصوصیت سے قابل ذکر ہے - یہ خط نہایت دلچسپ اور عالمانہ ہے - اس میں مسلمانوں کے ترقی و تنزل کے اسباب اور اُن کے علمی کارناموں پر مفصل بحث کی گئی ہے - یہ خط کتاب کے شایع ہونے کے بعد مصنف کو لکھا گیا تھا - جس میں اُن خیالات کی بیحد تعریف کی گئی ہے' جو اس کتاب میں ظاہر کیے گئے ہیں' اور مجبوراً اُس کو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ واقعی مذہب اسلام کے اصول کسی قوم کی ترقی میں سد راہ نہیں ہوسکتے - بلکہ ناقص تعلیم و تربیت نے مسلمانوں کو اس قعر مذلت میں ڈال رکھا ہے' لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ نصاب تعلیم میں اصلاح کی جاے تاکہ انسانی ترقی کا وہ اعلی مقصد حاصل ہوسکے جو مذہب اسلام کا منشاء ہے - چنانچہ اُس نے اس خط میں ایک کورس کا خاکہ بھی پیش کیا ہے ' جس سے مصلحان تعلیم قدیم کو اس تعلیمی انقلاب کے زمانہ میں بہت کچھہ مدد مل سکتی ہے - خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ قیام محمڈن یونیورسٹی علیگڈھ کا مسئلہ بھی خواہان قوم کے پیش نظر ہے -

اگرچہ مصنف کا زمانہ کچھہ بہت دور نہیں ہے' لیکن اردو خواں پبلک سے اُس کا تعارف کرانا ضرور ہے' کیونکہ مصنف اکثر و بیشتر ایسے خیالات انگریزی زبان میں ظاہر کرتے تھے -

اس مختصر ریویو میں مصنف کی علمی اور شخصیت پر مفصل روشنی نہیں ڈالی جاسکتی - کیونکہ وہ ایک ایسا جامع صفات شخص ہے جو اپنے تعارف کے لیے نہایت دقت نظر کا محتاج ہے - تاہم اس کتاب کا پوزیشن بتانے اور پبلک کی واقفیت کے لیے کچھہ نہ کچھہ لکھنا ضرور ہے -

مصنف مرحوم سر سید مرحوم کے اصحاب میں سب سے زیادہ عالم اور دقیق النظر اور وسیع معلومات کا شخص تھا - لیکن اُسی قدر سب سے زیادہ خاموش تھا - اور ہر وقت مطالعہ میں مصروف رہتا تھا - باوجود عالم شرقیات ہونے کے وہ ہمیشہ اپنے خیالات انگریزی زبان میں ظاہر کرتا تھا - اور اُس کا روے سخن اُن علماے اقوام غیر کی طرف رہتا تھا جن کا مقصد زندگی یہ تھا کہ مذہب اسلام کو تمام ممکن پہلوؤں سے مورد مطاعن بنایا جاے - لہذا مصنف مرحوم نے بھی اپنا اعلی مقصد زندگی یہ قرار دیا تھا کہ مذہب اسلام کی حمایت میں اپنا دل و دماغ اور جان و مال وقف کردے - جو لوگ انگریزی میں مصنف کی تصانیف تک رسائی رکھتے ہیں وہ اس کے علمی مطمح نظر اور ایثار نفس سے بخوبی واقف ہیں -

۔۔۔ نے ہیں کہ اس نے کس طرح اس علمی میدان میں داد تحقیق دی ہے، اور اپنے مقصد میں کہانتک کامیاب ہوا ہے - اور جس سبجکٹ پر قلم اٹھایا ہے پھر کسی دوسرے کے لیے اس پر اضافہ کرنے کی بہت کم گنجایش باقی رہی ہے - پبلک کو اس دعوی کا ثبوت کتاب ہذا اور اس کی دوسری تصانیف سے بخوبی مل سکے گا - جب وہ اسی مصنف کی دوسری کتاب " تحقیق الجہاد " کو پڑھیگی جو چھپ کر اردو زبان میں تیار ہوگئی ہے اور ۴۱۲ صفحات پر ختم ہوئی ہے، تو مصنف کا علمی پایہ اس صدی کے تمام مسلمان مصنفین سے اعلی و ارفع ثابت ہوگا - افسوس ہے کہ سوائے معدودے چند مضامین مطبوعہ " تہذیب الاخلاق " کے ابھی پبلک کے پاس کوئی اور ایسا معیار نہیں پہنچا جس سے وہ مصنف کو جانچ سکے - لہذا پبلیشر کتاب ہذا (مولوی عبد اللہ خانصاحب کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن) نے ارادہ کیا ہے کہ مصنف مرحوم کے ان تمام قلمی مسودات کو شایع کردیا جائے جو وہ اس دنیائے فانی میں اپنی ایک لازوال یادگار چھوڑ گیا ہے - یہ رسائل نہایت جستجو سے جمع کیے گئے ہیں جو تقریباً دو ہزار صفحات (۲۰۰۰) تک وسیع ہوں گے - ان میں سے ہر ایک رسالہ ایک بیش بہا علمی خزانہ ہے، اور بالکل نئے نئے سبجکٹوں پر اردو زبان میں لکھا گیا ہے - یہ رسائل بعد طبع دنیا کو حیرت میں ڈال دینگے -

کتاب نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر دو حصوں میں چھاپی گئی ہے، اور شائقین کو بقیمت ۳ روپیہ علاوہ محصول ڈاک - مولوی عبد اللہ خاں صاحب بک سیلر اینڈ پبلیشر حیدر آباد دکن کتب خانہ آصفیہ سے مل سکتی ہے - فقط -

۳ - گلشن ہند

تصنیف میرزا علی دہلوی المتخلص بہ لطف پر

حکیم سید شمس اللہ قادری صاحب عالم آثار قدیمہ کا ریویو

لارڈ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل (سنہ ۱۸۷۳ ع سنہ ۱۸۸۲ ع) کے زمانہ میں نواب علی ابراہیم خان نے گلشن ابراہیم کے نام سے فارسی زبان میں شعرائے ہند کا ایک تذکرہ لکھا تھا - زبان اردو کے مشہور محسن و سر پرست مسٹر جان گلگرسٹ کی فرمایش سے سنہ ۱۸۰۱ میں بعہد مارکوئس آف ویلزلی (سنہ ۱۷۹۸ ع - سنہ ۱۸۰۵ ع) میرزا علی لطف نے بہت کچھ اضافہ کے بعد اردو میں اس کا ترجمہ کیا اور گلشن ہند نام رکھا - میرزا علی لطف کے والد میرزا کاظم بیگ استر آباد کے باشندے تھے - سنہ ۱۵۴۱ ع میں نادر شاہ کے ہمراہ دہلی آئے، اور نواب ابو المنصور خاں کے توسط سے شاہی دربار میں ملازمت کرلی - فارسی کے شاعر تھے - ہجری تخلص تھا - میرزا علی لطف دہلی میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو و نما پائی - جوانی میں عظیم آباد چلے گئے اور وہاں سے کلکتہ پہونچے - کچھ عرصہ یہاں قیام رہا اس کے بعد حیدر آباد چلے آئے - اس وقت نواب سکندر جاہ (سنہ ۱۷۶۸ ع - سنہ ۱۸۲۸ ع) کی حکومت تھی - نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ ان کے وزیر اعظم تھے - ارسطو جاہ نے انہیں اپنے مصاحبین میں شامل کرلیا، اور چار سو روپیہ ماہوار مقرر کردی - سنہ ۱۸۱۲ ع میں بمقام حیدر آباد میرزا علی لطف کا انتقال ہوا (گلشن ہند - ص - ۱۴۶ - گلشن بے خار - ص - ۱۶۷ - تاریخ گلزار آصفیہ - ص - ۴۵۰) نظم اردو کے باوا آدم ولی دکھنی سے لیکر سنہ ۱۸۰۱ ع تک جس قدر مشہور شعرا گذرے ہیں، قریب قریب ان تمام کا تذکرہ گلشن ہند میں مندرج ہے - مصنف نے ہر شخص کے ضروری حالات مثلاً خاندان، قوم و وطن، تعلیم و تربیت، تلمذ، اخلاق و عادات، تصنیف و تالیف وغیرہ کا ذکر کیا ہے - اسی کے ضمن میں ہندوستان کے بہت سے تاریخی واقعات بھی لکھدیے ہیں -

اس تذکرہ سے اردو شاعری کی نسبت کئی ایک نئی باتیں معلوم ہوتی ہیں - مشہور محدث شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی نسبت لکھا ہے کہ آپ اردو کے بھی شاعر تھے، اشتیاق تخلص تھا -

یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فارسی کے مشہور شاعر میرزا عبد القادر بیدل بھی اردو میں شعر کہا کرتے تھے - چنانچہ ان کے دو بیت بھی گلشن ہند میں منقول ہیں - اس تذکرہ میں بعض ایسے شعراء کا بھی کلام درج ہے جن کا نام تو بہت مشہور ہے، مگر کلام نہیں ملتا - مثنوی سحر البیان کے مصنف میر حسن دہلوی اردو کے بلند پایہ شاعر ہوئے ہیں اس وقت ان کا دیوان ناپید ہے - شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد لکھتے ہیں :

" دیوان نہیں ملتا .... آج یہ نوبت ہے کہ پانچ غزلیں بھی پوری نہ ملیں، جو اس کتاب میں درج کرتا - (آب حیات) مولوی صاحب موصوف نے آب حیات میں صرف سولہ شعر درج کیے ہیں - گلشن ہند میں تین صفحوں پر صرف غزلیات کا انتخاب درج ہے - سید محمد میر اثر کی مثنوی "خواب و خیال" نہایت مشہور ہے، مگر آج تک دیکھنے میں نہیں آئی - گلشن ہند میں اسکا انتخاب بھی درج ہے - میرزا لطف چونکہ بڑے بڑے شعرا میر، انشا، مصحفی، جرات وغیرہ کے ہم عصر اور صحبت یافتہ تھے، اس لیے ان کے بہت سے ایسے واقعات بھی لکھے ہیں جن کا دوسری کتابوں میں پتہ تک نہیں چلتا - میر تقی کے حالات میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ سرکار کمپنی نے کلکتہ فورٹ ولیم میں اردو کتابوں کی تصنیف و تالیف کا محکمہ قائم کیا، تو کرنیل اسکاٹ رزیڈنٹ لکھنو کی وساطت سے میر صاحب کلکتہ بلوائے گئے - مگر بوجہ پیرانہ سالی وہاں نہ جاسکے - یہ ایسا واقعہ ہے جس کو کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھا -

میرزا لطف نے حالات لکھنے میں نہایت صاف بیانی سے کام لیا ہے - بلا کسی رو و رعایت کے سچ سچ باتیں بھی لکھ دی ہیں - خان آرزو نے شیخ علی حزیں کے کلام پر جو نکتہ چینی کی ہے اس کی نسبت لکھا ہے کہ :

" دیوان شیخ کا دیکھکر بہت سے شعر سقیم ٹھہرائے - چنانچہ وہ سب اعتراض جملہ کرکے ایک رسالہ لکھا اور اوس کا نام تنبیہ الغافلین رکھا - عوام کی طبیعت تو ان اعتراض سے البتہ تشویش میں پڑتی ہے، نہیں تو صاف نزاع معلوم ہوتی ہے، جب باریک بینوں کی نگاہ اس سے جا لڑتی ہے " -

الغرض گلشن ہند شعرائے اردو کا ایک نادر و نایاب اور قابل قدر تذکرہ ہے - سنہ ۱۹۰۶ ع سے پہلے دنیا میں اس کے تین نسخوں کا پتہ معلوم تھا - ایک نسخہ انڈیا آفس لائبریری واقع لنڈن کا - دوسرا نسخہ پروفیسر گارسن ڈی تاسی کے کتب خانہ کا - تیسرا نسخہ اودھ کے کتب خانہ شاہی کا - (جو اس وقت انڈیا آفس لائبریری میں شریک کردیا گیا ہے) سنہ ۱۹۰۵ ع کے موسم برسات میں حیدر آباد کی رود موسی کو طغیانی ہوئی، جس کی وجہ سے ہزاروں گھر غرق ہوگئے، لاکھوں کا نقصان ہوا - اسی آفت رسیدہ کا کتب خانہ بھی بہہ گیا - اس میں یہ نادر الوجود تذکرہ بھی تھا - مولوی غلام محمد صاحب نے جو آج کل تعلقدار ہیں اسے خرید لیا - شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی نظر سے جب یہ تذکرہ گزرا تو انہیں بدرجہ غایت پسند آیا، اور اوسے انجمن ترقی اردو کی طرف سے شائع کرنے کا قصد کیا - لیکن جب انجمن نے پیچ در پیچ دار طرز عمل کی وجہ سے اس کو نہ چھاپ سکی، تو شمس العلماء نے مولوی عبد اللہ خان کو اس کے شایع کرنے کی رائے دی، اور خود اس کی تصحیح کی، اور بہت سے حواشی بھی لکھے - کتاب کی ابتدا میں مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - سکریٹری انجمن ترقی اردو نے ایک عالمانہ مقدمہ بھی لکھا ہے، جس میں زبان اردو کے نشو و نما کی تاریخ اور اس کے قدیم تصنیفات کا بیان تذکرہ ہذا کے خصوصیات، نہایت وضاحت سے بتلائے ہیں -

مولوی عبد اللہ خاں نے اس کتاب کو چھپواکر اردو علم ادب میں ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے - امید ہے کہ جو لوگ اردو کی ترقی کے خواہاں ہیں وہ ضرور اس کی اشاعت میں کوشش کرینگے - صفحات (۲۳۳) قیمت صرف ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب " کریٹیکل اکسپوزیشن آف دی پاپولر جہاد " کا اردو ترجمہ مترجمۂ مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی - علامۂ مصنف نے اس کتاب میں یورپین مصنفین کے اس اعتراض کو رفع کیا ہے کہ " مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے " فاضل مصنف نے قرآن، حدیث، فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب (صلعم) کے تمام غزوات و سرایا و بعوث محض دفاعی تھے، اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جائے - حجم (۴۱۲) صفحات - قیمت ۳ روپے -

(٥) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلي نعماني كي لاثاني تصنيف - جس ميں حضرت عمر رضي الله عنه كي مفصل سوانح عمري اور ان كے ملكي ' مالي ' فوجي انتظامات اور ذاتي فضل و كمال كا تذكره مندرج هے - قيمت ٣ روپيه -

(٦) آثار الصناديد - مرحوم سر سيد كي مشهور تصنيف جس ميں دهلي كي تاريخ اور وهاں كے آثار و عمارات كا تذكره مندرج هے - نامي پريس كانپور كا مشهور اڈيشن - قيمت ٣ روپيه -

(٧) ميڈيكل جيورس پروڈنس - حضرت مولانا سيد علي بلگرامي مرحوم كي مشهور كتاب - يه كتاب وكيلوں ' بيرسٹروں اور عهده داران پوليس و عدالت كے ليے نهايت مفيد و كارآمد هے - تعداد صفحات (٣٨٠) مطبوعه مطبع مفيد عام آگره قيمت سابق ٦ روپے قيمت حال ٣ روپيه -

(٨) علم اصول قانون - مصنفهٔ سر ڈبليو ايچ رٹيگن ال - ال - ڈي كا اردو ترجمه جو نظام الدين حسن خان صاحب بي - اے - بي - ال - سابق جج هائيكورٹ حيدر آباد اور مولوي ظفر علي خاں صاحب بي - اے كي نظر ثاني كے بعد شايع هوا هے - مترجمه مسٹر مانك شاه دين شاه شش جج دولت آصفيه - آخر ميں اصطلاحات كا فرهنگ انگريزي و اردو شامل هے - كل تعداد صفحات (٨٠٨) قيمت ٨ روپيه -

(٩) تمدن هند - قيمت پچاس روپيه -

(١٠) داستان تركتازان هند - ٥ جلد فارسي زبان ميں - جس ميں مسلمانوں كے ابتدائي حملوں سے دولت مغليه كے انقراض تك تمام سلاطين هند كے مفصل حالات منضبط هيں - اعلى كاغذ پر نهايت خوشخط چهپي هے حجم (٢٢٥٦) صفحه - قيمت سابق ٢٠ روپيه قيمت حال ٦ روپيه -

(١١) الغزالي - مصنفهٔ مولانا شبلي نعماني - امام همام ابو حامد محمد بن محمد الغزالي كي سوانح عمري اور ان كے علمي كارناموں پر مفصل تذكره - حجم (٢٨٢) صفحه طبع اعلى قيمت ٢ روپيه -

(١٢) جنگل ميں منگل - انگلستان كے مشهور مصنف اڈيارڈ كپلنگ كي كتاب " دي جنگل بك " كا اردو ترجمه - مترجمه مولوي ظفر علي خاں بي - اے - جس ميں انوار سهيلي كي طرز پر حيوانات كي دلچسپ حكايات لكهي گئي هيں - حجم ٣٦٣ صفحه قيمت سابق ٤ روپيه حال دو روپيه -

(١٣) وكرم اروسي - سنسكرت كے مشهور ڈراما نويس كالي داس كے ڈراماؤں كا ترجمه - مترجمه مولوي عزيز مرزا صاحب بي - اے مرحوم - ابتدا ميں مرحوم مترجم نے ايك عالمانه مقدمه لكها هے جس ميں سنسكرت ڈراما كي تاريخ اور مصنف ڈراما كے سوانحي حالات مذكور هيں - قيمت ايك روپيه آٹهه آنه -

(١٤) افسر اللغات - عربي فارسي كے كئي هزار متداول الفاظ كي كارآمد ڈكشنري - حجم ١٢٢٦ صفحه - قيمت سابق ٦ روپيه قيمت حال ٢ روپيه -

(نوٹ) عربي فارسي الفاظ كے معنے اردو زبان ميں ركهے گئے هيں -

(١٥) قران السعدين - جس ميں تذكير و تانيث كے جامع قواعد لكهے هيں ' اور كئي هزار الفاظ كي تذكير و تانيث بتلائي گئي هے - قيمت ايك روپيه آٹهه آنه -

(١٦) دربار اكبري - مولانا آزاد دهلوي كي مشهور كتاب - جس ميں اكبر اور اس كے اهل دربار كا تذكره مذكور هے - قيمت ٣ روپيه -

(١٧) فغان ايران - مسٹر شوسٹر كي مشهور كتاب " اسٹرنگلنگ آف پرشيا " كا ترجمه - حجم (٥٠٠) صفحه مع ٢١ تصاوير عكسي - قيمت ٥ روپيه -

(١٨) صنمخانهٔ عشق - حضرت امير مينائي كا مشهور ديوان قيمت ٣ روپيه -

١٩ - حكمت بالغه

مولوي احمد مكرم صاحب عباسي چريا كوٹي نے ايك نهايت مفيد سلسله جديد تصنيفات و تاليفات كا قائم كيا - مولوي صاحب كا مقصود يه هے كه قرآن مجيد كے كلام الهي هونے كے متعلق آج تك جس قدر دلائل كيے گئے هيں ان سب كو ايك جگه مرتب و مدون كر ديا جائے ' اس سلسله كي ايك كتاب موسوم به " حكمت بالغه " تين جلدوں ميں چهپ كر تيار هو چكي هے -

پهلي جلد كے چار حصه هيں - پہلے حصه ميں قرآن مجيد كي پوري تاريخ هے جو " اتقان في علوم القران " علامه سيوطي كے ايك بڑے حصه كا خلاصه هے - دوسرے حصه ميں تواتر قرآن كي بحث هے اس ميں ثابت كيا گيا هے كه قرآن مجيد جو انحضرت (صلعم) پر نازل هوا تها ' وه بغير كسي تحريف يا كمي بيشي كے ويسا هي موجود هے ' جيسا كه نزول كے وقت تها - اور يه مسئله كل فرقهاے اسلامي كا مسلمه هے - تيسرے حصه ميں قرآن كے اسماء و صفات كے نهايت مبسوط مباحث هيں - جن ميں ضمناً بهت سے علمي مضامين پر معركة الارا بحثيں هيں - چوتهے حصه سے اصل كتاب شروع هوتي هے - اس ميں چند مقدمات اور قرآن مجيد كي ايك سو پيشين گوئياں هيں جو پوري هو چكي هيں - پيشين گوئيوں كے ضمن ميں علم كلام كے بهت سے مسائل حل كيے گئے هيں ' اور فلسفهٔ جديده جو نئے اعتراضات قرآن مجيد اور اسلام پر كرتا هے ان پر تفصيلي بحث كي گئي هے -

دوسري جلد ايك مقدمه اور دو بابوں پر مشتمل هے - مقدمه ميں نبوت كي مكمل اور نهايت محققانه تعريف كي گئي هے - انحضرت صلعم كي نبوت سے بحث كرتے هوے آيهٔ خاتم النبيين كي عالمانه تفسير كي هے - پہلے باب ميں رسول عربي صلعم كي ان معركة الارا پيشين گوئيوں كو مرتب كيا هے جو كتب احاديث كي تدوين كے بعد پوري هوئي هيں ' اور اب تك پوري هوتي جاتي هيں - دوسرے باب ميں ان پيشين گوئيوں كو لكها هے جو تدوين كتب احاديث سے پہلے هو چكي هيں - اس باب سے انحضرت صلعم كي صداقت پوري طور سے ثابت هوتي هے -

تيسري جلد ميں فاضل مصنف نے عقل و نقل اور علماے يورپ كے مستند اقوال سے ثابت كيا هے كه انحضرت صلعم امي تهے ' اور آپ كو لكهنا پڑهنا كچهه نهيں آتا تها - قران مجيد كے كلام الهي هونے كے نو عقلي دليليں لكهي هيں - يه عظيم الشان كتاب ايسے پر آشوب زمانه ميں جب كه هر طرف سے مذهب اسلام پر نكته چيني هو رهي هے ' ايك عمده هادي اور رهبر كا كام دے گي - عبارت نهايت سليس اور دل چسپ هے ' اور زبان اردو ميں اس كتاب سے ايك بهت قابل قدر اضافه هوا هے - تعداد صفحات هر سه جلد (١٠٦٤) لكهائي چهپائي و كاغذ عمده هے قيمت ٥ روپيه -

٢٠ - نعمت عظمى

امام عبد الوهاب شعراني كا نام نامي هميشه اسلامي دنيا ميں مشهور رها هے - آپ دسويں صدي هجري كے مشهور ولي هيں - " لواقح الانوار " صوفياے كرام كا ايك مشهور تذكره آپ كي تصنيف هے - اس تذكرے ميں اولياء فقراء و مجاذيب كے احوال و اقوال اس طرح بركات چهانٹ كے جمع كيے هيں كه ان كے مطالعه سے اصلاح حال هو ' اور عادات و اخلاق درست هوں ' اور صوفياے كرام كے بارے ميں انسان سوء ظن سے محفوظ رهے - يه لا جواب كتاب عربي زبان ميں تهي - همارے محترم دوست مولوي سيد عبد الغني صاحب وارثي نے جو اعلى درجه كے اديب هيں اور علم تصوف سے خاص طور پر دل چسپي ركهتے هيں - اس كتاب كا ترجمه نعمت عظمى كے نام سے كيا هے - اس كے چهپنے سے اردو زبان ميں ايك قيمتي اضافه هوا هے - تعداد صفحات هر دو جلد (٧٢٦) خوشخط كاغذ اعلى قيمت ٥ - روپيه -

(نوٹ ١) ايك روپيه في جلد كے حساب سے هر كتاب كي عمده جلد بن سكتي هے -

(نوٹ ٢) كل كتابوں كا محصول ڈاك وغيره ذمهٔ خريدار هوگا

المشتهـر عبد الله خان بك سيلر اينڈ پبلشر كتب خانه اصفيه حيدرآباد - دكن

هر فرمایش میں البلاغ کا حوالہ دینا ضروری هے

رینلڈ کي مسٹریز اف دي کورٹ ف لندن

یہ مشہور ناول جوکہ سولہ جلدوںمیں ہے ابھي چھپ کر نکلی ہے اور تھوڑي سي رهگئي هے- اصلي قیمت کي چوتھائي قیمت میں میجاتي ہے - اصلي قیمت چالیس ۴۰ روپیہ اور اب دس ۱۰ روپیہ - کپڑیکي جلد ہے جسمیں سنهري حروف کي کتابت ہے اور ۴۱۶ هاف ٹون تصاویر هیں تمام جلدیں دس روپیہ میں وپ - پي اور ایک روپیہ ۱۴ - آنہ محصول ڈاک -

امپیریل بک ڈیپو - نمبر ۶۰ سریگوپال ملک لین - بئوبازار - کلکتہ

Imperiai Book Depot, 6o Srigopal Mullick Lane,
Bowbazar Oalcutta.

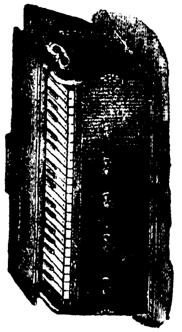

نصف قیمت اور

تبلہ انعام

همارا سائنس فکسن فورٹ هارمونیم سریلا اور مضبوط سب موسم اور آب و هوا میں یکساں رهنے والا همارے خاص کارخانہ میں گراساں لکڑي سے طیار کیا هوا ہے اسوجہ سے کبھي پوري قیمت اور کبھي نصف قیمت پر فروخت کرتے هیں - ایک ماہ کیلیے یہ قیمت رکھي گئی ہے- ایک مرتبہ منگواکر آزمایش کیجیے - نہیں تو پھر آپکو افسوس کرنا پڑیگا - اگرچہ مال ناپسند هوے تو تین روز کے اندر واپس کرنے سے هم واپس کرلیوینگے - اس وجہ سے آپ دریافت کرلیجیے کہ یہ کمپنی کسی کو دھوکا نہیں دیتی ہے - گرانٹی تین برس - سنگل ریڈ اصلی قیمت ۳۵ - ۴۰ - ۵۰ روپیہ - اور اسوقت نصف قیمت ۱۹ - ۲۰ - ۲۵ روپیہ - و ڈبل ریڈ اصلی قیمت ۶۵ - ۷۰ - ۸۰ - ۹۰ روپیہ - و نصف قیمت ۳۲ - ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ روپیہ - هر ایک باجہ کیواسطے مبلغ پانچ روپیہ پیشگي روانہ کرنا چاهیے اور اپنا پورا پتہ اور ریلوے اسٹیشن صاف صاف لکھنا چاهیے - هر ایک سنگل ریڈ کے ساتھہ ایک گھڑي اور ڈبل ریڈ کے ساتھہ ایک تبلہ و ڈگی انعام دیا جاویگا - هندي هارمونیم سکھنا کا قیمت ایک روپیہ ہے -

نیشنل هارمونیم کمپنی ڈاکخانہ شملہ - کلکتہ

SALVITAE

یہ ایک اتنا مجرب دوا اُن امراض کا ہے کہ جسکي وجہ سے انسان اپنی قدرتي قوت سے گرجاتا ہے- یہ دوا اُن کھوئي هوئي قوت کو پھر پیدا کر دیتي ہے - قیمت ایک روپیہ -

ASTHMA TABLETS

کسی قسم کا دمہ اور کتنے هي عرصہ کا هو اگر اس سے اچھا نہ هو تو همارا ذمہ -کھانسي کے لیے بھي مفید ہے- قیمت ایک روپیہ -

PILES TABLETS.

بواسیر خوني هو یا بادي - بغیر جراحي عمل کے اچھا هوتا ہے - قیمت ایک روپیہ -

S. C. Roy, M. A. Mfg. Chemists 36 Dharamtola Street, Calcutta

---

هر قسم کے جنون کا مجرب دوا

اسکے استعمال سے هر قسم کا جنون خواہ نوبتي جنون' مرگي والا جنون' غمگین رهنے کا جنون' عقل میں فتور' بے خوابي وغیرہ وغیرہ دفع هوتي ہے - اور وہ ایسا صحیح و سالم هو جاتا ہے کہ کبھي ایسا گمان تک بھي نہیں هوتا کہ وہ کبھي ایسے مرض میں مبتلا تھا -

قیمت في شیشي پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک -

S. C. Roy, M. A. 167/3, Cornwallis Street, Calcutta.

امراض مستورات

کے لیے ڈاکٹر سہام صاحب کا اوبھرالین

مستورات کے جملہ اقسام کے امراض - کا خلاصہ نہ آنا - بلکہ اسوقت درد کا پیدا هونا - اور اسکے دیر یا هونیسے تشنج کا پیدا هونا - اولاد کا نهونا - غرض کل شکایات جو اندروني مستورات کو هوتے هیں - مایوس شدہ لوگونکو خوشخبري دیجاتي ہے کہ مندرجہ ذیل مستند معالجونکي تصدیق کردہ دوا کو استعمال کریں اور لطف زندگاني حاصل کریں - یعني ڈاکٹر سہام صاحب کا اوبھرالین استعمال کریں اور کل امراض سے نجات حاصل کرکے صاحب اولاد هوں -

مستند مدراس شاهو - ڈاکٹر ام سي - ننجندا راؤ اول اسسٹنٹ کیمیکل اکزامنر مدراس فرماتے هیں - "میںنے اوبھرالین کو امراض مستورات کیلیے" نہایت مفید اور مناسب پایا -

مس ایف - جي - ریلس - ایل - ایم - اینڈ - آر - سي - پي اینڈ ایس - سي گوشا اسپتال مدراس فرماتي هیں :- "نمونے کي شیشیاں اوبھرالین کي اپنے مریض پر استعمال کرایا اور بہت نفع بخش پایا" -

مس ایم - جي - ایم - براڈلي - ایم - ڈي (برن) بي - ایس - سي - (لنڈن) سینٹ جان اسپتال ارکاٹ ڈي بمبئی فرماتي هیں: "اوبھرالین جسکو کہ میںنے استعمال کیا ہے" زنانہ شکایتوں کیلیے بہت عمدہ اور کامیاب دوا ہے"

قیمت في بوتل ۲ روپیہ ۸ آنہ - ۳ بوتل کے خریدار کیلیے صرف ۶ روپیہ -

پرچہ هدایت مفت درخواست آنے پر روانہ هوتا ہے -

Harris & Co., Chemists, Kalighat Calcutta.

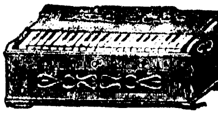

IMPERIAL FLUTE

بہترین اور نہایت لاجواب قیمت سنگل ریڈ ۱۴ - ۱۸ - ۲۰ روپیہ

قیمت ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۸ - ۳۵ روپیہ

هر درخواست کے ساتھہ ۵ روپیہ بطور پیشگي آنا چاهیے -

GANGA FLUTE

قیمت سنگل ریڈ ۱۳ - ۱۷ - ۲۰ - روپیہ -

ڈبل ریڈ ۲۱ - ۲۷ - ۳۵ - روپیہ

I mperial Depot. 60, Srigopal Mallick Lane
Bowbazar, Calcutta.

پورین ٹائین

ایک عجیب و غریب ایجاد اور حیرت انگیز دوا ہے یہ دواکل دماغي شکایتونکو دفع کرتي ہے - پژمردہ دلونکو تازہ بناتي ہے - یہ ایک نہایت موثر ٹانک ہے جوکہ یکساں مرد اور عورت استعمال کر سکتے هیں - اسکے استعمال سے اعضاء رئیسہ کو قوت پہونچتي ہے - هسٹریہ وغیرہ کو بھي مفید ہے دوا لیس کو لیوانکي بکس کي قیمت دو روپیہ -

زینو ٹون

اس دوا کے بیروني استعمال سے ضعف باہ ایکدم دور هو جاتي ہے اس کے استعمال کرتے هي آپ محسوس کرینگے قیمت ایک روپیہ آٹھہ آنہ -

AYESHA

مُفرح دماغ - حسن کي افزایش - رنگوں کي تازگي - بال کا بڑھنا یہ سب باتیں اسمیں موجود هیں - نہایت خوشبودار - قیمت ۲ روپیہ -

نمونہ مُفت - مشورہ مُفت - فہرست مُفت

Dattin & Co, Manufacturing Chemist Post Box 141 Calcutta.

مفت! مفت!!

راے صاحب ڈاکٹر کے - سي - داس صاحب کا تصنیف کردہ نوجوانوں کا رهنما و صحت جسماني و زندگي کا بیمہ کتاب قانون عیاشي - مفت روانہ هوگا -

Swasthy Sahaya Pharmacy, 80/2, Harrison Road Calcutta

البیان

فی

مقاصد القران

هـــذا بـيــان لـلـنـاس ، و هـدي و موعظة للمتقين (۳ : ۳۳)

یعنی قرآن حکیم کي مفصل تفسیر ، اثر خامه ادیٹر الهلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاهر کردینا کافي هے که قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اوسکي محیط الکل معلمانه دعوۃ کا موجوده دور جس قلم کے فیضان سے پیدا هوا هے ، یه اسي قلم سے نکلي هوئي مفصل اور مکمل تفسیر القرن هے !

یه تفسیر موزون کتابي تقطیع پر چهپنا شروع هوگئي هے - هر مهینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ۶۴ اور زیاده سے زیاده ۱۰۰ صفحے اعلی درجه کے ساز و سامان طباعة کے ساتهه شائع هوتے رهینگے - اس سلسلے کا پهلا نمبر جسمیں نصف حصه مقدمهٔ تفسیر اور نصف سورهٔ فاتحه کي تفسیر کا هوگا ، انشاء الله عنقریب شائع هوجائیگا - قیمت سالانه قبل از اشاعت چار روپیه - بعد کو پانچ - روپیه -

نوادر آثار مطبوعات قدیمهٔ هند

تاریخ هندوستان

ترجمه فارسي " هسٹري آف انڈیا " مصنفه مسٹر جان مارشمن

مطبوعهٔ قدیم کلکته سنه ۱۸۵۹

هندوستان کي تاریخوں کے لکھنے میں جن انگریز مصنفین نے جانکاه محنتیں کي هیں ، اُن میں مسٹر جان - سی مارشمن کا نام خصوصیت کے ساتهه قابل ذکر هے - اسکا نهایت سلیس و فصیح فارسي ترجمه مولوي عبدالرحیم گورکهپوري نے کیا تها ، اور بحکم لارڈ کیننگ پرنس بهرام شاه نبیرهٔ سلطان ٹیپو مرحوم و مغفور نے نهایت اهتمام و تلطف سے طبع کرایا تها اس کتاب کی ایک بڑي خوبي اسکی خاص طرح کي چهپائي بهي هے - یعنی چهپي تو هے ٹائپ میں ، لیکن ٹائپ برخلاف عام ٹائپ کے بالکل نستعلیق خط کا هے - کاغذ بهي نهایت اعلی درجه کا لگایا گیا هے - علاوه مقدمه و فهرست کے اصلی کتاب ۴۰۴ صفحوں میں ختم هوئي هے - چند نسخے موجود هیں - قیمت مجلد ۳ روپیه -

ترجمهٔ تفسیر کبیر اردو

حضرت امام فخر الدین رازي رحمة الله علیه کي تفسیر جس درجه کي کتاب هے ، جسکا اندازه ارباب فن هي خوب کر سکتے هیں اگر آج یه تفسیر موجود نه هوتي تو صدها مباحث و مطالب عالیه تهے جو همارې معلومات سے بالکل مفقود هو جاتے -

پچهلے دنوں ایک فیاض صاحب درد مسلمان نے صرف کثیر کرکے اسکا اردو ترجمه کرایا تها ، ترجمے کے متعلق ایڈیٹر الهلال کي رائے هے که وه نهایت سلیس و سهل اور خوش اسلوب و مربوط ترجمه هے

لکهائي اور چهپائي بهي بهترین درجه کي هے - جلد اول کے کچهه نسخه دفتر البلاغ میں بغرض فروخت موجود هیں پہلے قیمت دو روپیه تهي اب بغرض نفع عام - ایک روپیه ۸ - آنه کردي گئي هے -

تمام درخواستیں : " منیجر البلاغ کلکته " کے نام آئیں -

جسکا درد وهي جانتا هے ، دوسرا کیونکر جان سکتا هے

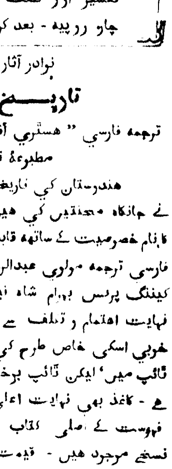

یه سخت سردي کے موسم میں تندرست انسان کا جان باجب هو رها هے - سردي هٹانے کیلیے کتنے بندوبست کیے جاتے هیں - لیکن افسوس بدقسمتي سے دمه کے مریض نا قابل برداشت تکلیف سے بهت هي پریشان هوتے هیں ، اور رات دن سانس پهولنے کیوجهه سے دم نکلے جاتے هیں ، اور نیند تک حرام هو جاتي هے - دیکهیے ! آج اونکو کسقدر تکلیف هے - لیکن افسوس هے که اس لا علاج مرض کي بازاري دوا زیاده تر نهیلي اشیاء اور دهتوره ، بهنگ ، بلا ڈونا ، پوٹاس ، اسے اور ذالک ، دیکر بنتی هے - اسلیے فائده هونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا هے - ڈاکٹر برمن کي کیمیائي اصول سے بني هوئي دمه کي دوا ایک انمول جوهر هے یه صرف همارې هي بات نهیں هے بلکه هزاروں مریض اس مرض سے شفاء پاکر مداح هیں - آپنے بهت خرچ کیا هوگا - لیکن ایک مرتبه اسے بهي آزمالیں - اسمیں نقصان نهیں - قیمت ایک روپیه چار آنه في شیشي - محصولڈاک ۵ آنه - اس دوا کي دو خاص فوائد هیں - (۱) ایک خوراک میں دمه دبتا هے - (۲) اور کچهه روز کے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا هے اور جبتک استعمال میں رهے دوره نهیں هوتا هے -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکته

Printed & Published by G. Ahmad at the AL-BALAGH Press, 45, Ripon Lane

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

البلاغ

هذا بلاغ للناس ولينذروا به وليعلموا انما هو اله واحد وليذكر اولوا الالباب (۱۳ : ۵۲)

جلد ۱ — کلکته : جمعه ۱۲ - ۱۹ جمادي الاول سنه ۱۳۳۴ هجري — نمبر - ۱۵ - ۱۶

Calcutta : Friday, 17th and 24th March, 1916.

ترجمان القرآن

یعني قران حکیم کا اردو ترجمه ' اثر خامة ادیٹر الهلال

آسماني صحائف و اسفار کے حقیقي حامل و مبلغ حضرات انبیاء کرام و رسل عظام هیں - پس انکي تبلیغ و تعلیم اور نشر و توزیع کا مقدس کام دراصل ایک پیغمبرانه عمل هے ' جس کي توفیق صرف انهي لوگوں کو مل سکتي هے جنهیں حق تعالی انبیاء کرام کي معیت و تبعیت کا درجه عطا فرماتا هے ' اور اونکا نور علم براه راست مشکواة نبوت سے ماخوذ هوتا هے : و ذالک فضل الله یوتیه من یشاء -

هندوستان کي گذشته قرون اخیره میں سب سے پہلے جس مقدس خاندان کو اس خدمت کي توفیق ملي ' وه حضرت شاه عبد الرحیم رحمة الله علیه کا خاندان تها - انکے فرزند حجة الاسلام ' امام الاعلام ' مجدد العصر ' حضرة شاه ولي الله قدس سره تهے ' جنهوں نے سب سے پہلے قرآن حکیم کے ترجمه کي ضرورت الهام الهي سے محسوس کي ' اور فارسي میں اپنا عدیم النظیر ترجمه مرتب کیا - انکے بعد حضرة شاه رفیع الدین اور شاه عبد القادر رحمة الله علیهما کا ظهور هوا ' اور اردو زبان میں ترجمة القران کي بنیاد استوار هوئي - شکر الله سعیهم ' و جعل الجنة مثواهم !

اس واقعه پر ٹهیک ایک صدي گذر چکي هے ' لیکن یه کہنا کسي طرح مبالغه آمیز نه سمجها جائیگا که نشر و تبلیغ قرآن حکیم کي جو بنیاد اس خاندان بزرگ نے رکهي تهي ' اسکي تکمیل کا شرف حق تعالی نے ایڈیٹر الهلال کیلیے مخصوص کردیا تها ' جنهوں نے بعض داعیان حق و علم کے اصرار سے اپنے انداز ممتاز ' و بلاغت و انشاء مخصوص ' و فہم حقائق و معارف قرانیه ' و ضروریات و احتیاجات وقت کو ملحوظ رکهکر قرآن حکیم کا یه اردو ترجمه نهایت سلیس ' عام فہم ' معني خیز ' حقیقت فرما عبارت میں مرتب کیا هے ' اور بحمد الله که زیر طبع هے -

یه ترجمه کیسا هے ؟ ان لوگوں کیلیے جو الهلال کا مطالعه کرچکے هیں ' اسکا جواب دینا بالکل غیر ضروري هے -

یه ترجمه حامل المتن ٹائپ کي جگهه لیتهو میں چهاپا جارها هے تاکه ارزاں هو ' اور بچوں ' عورتوں ' سب کے مطالعه میں آسکے - قیمت في جلد چهه روپیه رکهي گئي هے - لیکن جو حضرات اس اعلان کو دیکهتے هي قیمت بهیجدینگے ' ان سے صرف ساڑهے چار روپیه لیے جائینگے - درخواستیں اور روپیه منیجر البلاغ کے نام بهیجنا چاهیے -

---

نوٹ — ڈبل نمبر هونے کي وجه سے قیمت في پرچه چهه انه

Tel. Address: "Albalagh," Calcutta.
Telephone No. 648

AL-BALAGH.

Chief Editor:
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

البلاغ

مدیر مسئول و رئیس تحریر
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی
مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لین
کلکتہ
ٹیلی فون نمبر ۶۴۸
سالانہ - ۱۲ - روپیہ
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنہ

جلد ۱ | کلکتہ : جمعہ ۱۲ و ۱۹ و ۲۶ جمادي الاول سنہ ۱۳۳۴ هجري | نمبر - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷
Calcutta : Friday, 17th, 24th and 31st March, 1916.

قفا نبک من ذکری حبیب و منزل !

اني مهاجر الی ربی ، انه هو العزیز الحکیم

(۲۹ : ۲۵)

ستبدی لک الایام ما کنت جاهلا
و یاتیک بالاخبار من لم تزود !

" یمحو الله ما یشاء و یثبت و عنده ام الکتاب - و اما نرینک بعض الذي نعدهم او نتوفینک ، فانما علیک " البلاغ " و علینا " الحساب " ! اولم یروا انا ناتي الارض ننقصها من اطرافها ؟ و الله یحکم ، لا معقب لحکمه ، و هو سریع الحساب ! (۱۳ : ۴۲) قل کفی بالله شهیدا بیني و بینکم ، و من عنده علم الکتاب ! (۱۳ : ۴۳)

۲۸ - مارچ کو گورنمنٹ بنگال کا حکم زیر دفعہ ۳ - ڈیفنس ایکٹ پہنچا کہ میں چار دن کے اندر کلکتہ کا قیام ترک کردوں اور حدود بنگال سے باہر چلا جاؤں - بعد کو یہ مدت ایک هفتہ تک بڑھادي گئي - اس سے پہلے گورنمنٹ دهلي ، پنجاب ، اور متحدہ اپنے اپنے صوبوں میں آنے سے روک چکي هیں ، تاهم اُن لوگوں کیلیے جنکو اول روز هي :

یا عبادي الذین امنوا !	اے میرے بندو کہ مجھپر ایمان رکھتے
ان ارضي واسعة ،	هو ! یقین کرو کہ میري زمین بہت
فایاي فاعبدون !	وسیع ہے اور کسي ایک ٹکڑے میں
(۲۹ : ۵۷)	محدود نہیں - پس میرے هي آگے

جھکو اور صرف میري هي بندگي کرو !

کا حکم مل چکا ہے ، یہ احکام بالکل بے اثر هیں ، اور ترک وطن و ذهاب الی الله تو وہ منزل محبوب و مطلوب ہے ، جسکا منزل تبلیغ و دعوة کے بعد پیش آنا هر دعوة کے بقاء و ظہور کیلیے ناگزیر ہے - پس اگر یہ منزل پیش آگئي ہے تو خداے قدوس کي تحمید و تقدیس کرني چاهیے کہ انشاء الله اخري منزل بھي دور نہیں : اعملوا علی مکانتکم ، اني عامل فسوف تعلمون من تکون له عاقبة الدار ؟

مکن تغافل ازاں بیشتر کہ مي ترسم
گمان برند کہ ایں بندہ بے خداوند ست !

جب کہ تمام زمانے کے سامنے انسانوں کے بنائے هوے طریقے تھے ، اور جب کہ سعي و عمل کا هر ولولہ اس سے زیادہ بلند نہیں هوسکتا تھا کہ غیر قوموں کي مجلسي و اجتماعي طریقوں کي ادھوري اور ناقص تقلید کرکے امة مرحومہ کو بھي اُنکي طرف دعوة دیجاے ، تو فضل و رحمت الہي نے اس عاجز کي راهنمائي کي ، اور بغیر اسکے کہ کوئي انساني نمونہ یا مادي تحریک اس کے لیے محرک هوئي هو ، خود بخود اُس راہ عمل کو کھول دیا جسکو بغیر لطف و توفیق الہي کے اس دنیا میں کوئي نہیں پاسکتا - پس ابتدا هي سے اس عاجز نے تمام نام نہاد سیاسي و تعلیمي و قومي تحریکوں سے الگ هوکر صرف دعوة و تبلیغ اسلامي و قرآني کي صراط مستقیم کو اپنا شعار و دستور العمل قرار دیا ، اور ایک ایسے عہد ضلالت میں جو طرح طرح کي انساني آوازوں سے گونج رها تھا ، سب سے پہلے " اجیبوا داعی الله " کي صدا بلند کي - نیز اس گم شدہ حقیقت کو آشکارا کردینے کي توفیق پائي کہ مسلمانوں کي نجات و فلاح نہ تو محض دعوة تعلیم میں ہے نہ دعوة قومیت و سیاست میں ، نہ انجمنوں کي کثرت میں ہے اور نہ محض مدرسوں اور کالجوں کے قائم کرنے میں ، بلکہ جب تک حضرات انبیاء کرام کے اسوۂ حسنہ اور داعي اسلام کي سنت مقدسہ سے کوئي دعوة حقہ ماخوذ نہوگي اور انساني طریقوں کي جگہ الہي سرچشموں سے فیض یاب هوکر نشو و نما نہ پائیگي ، اُس وقت تک وہ کامیابي اور فوز و فلاح حاصل نہیں هوسکتي جس کے متعلق کلام الہي نے فرما دیا ہے کہ صرف متقین و مومنین هي کیلیے مخصوص ہے -

حضرات انبیاء کرام کا اسوۂ حسنہ هم کو بتلاتا ہے کہ سب سے پہلي منزل تبلیغ و دعوة کي ہے ، دوسري ذهاب الی الله اور ترک وطن کي ، اور پھر تیسري ظہور امر الہي کي : ساوریکم آیاتي فلا تستعجلون !

سو الحمد لله کہ یہ حقیقت اب کسي بحث و دلیل کي محتاج نہیں رهي ہے کہ حق تعالی نے اپنے فضل و کرم سے اس عاجز کو جو توفیق رفیق دعوة و تبلیغ کي عطا فرمائي ، اور جس طرح اسکو رفع ذکر ، و اعلان و ظہور ، و سلطان و نفوذ ، و رسوخ و انتشار

مدير مسئول و رئيس قلم التحرير

احمد المكنى بابي الكلام الدهلوي

مقام اشاعت
نمبر ۴۵ - رپن لين
كلكته

ٹیلی فون نمبر ۶۴۸

سالانه - ۱۲ - روپیه
ششماہی - ۶ - ۱۲ - آنه

البلاغ

Tel Address "Albalagh," Calcutta.
Telephone No. 648

AL-BALAGH.

Chief Editor
Abul Kalam Azad,
45, Ripon Lane,
CALCUTTA

Yearly Subscription, Rs. 12
Half-yearly „ Rs. 6-12

نمبر - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷

كلكته : جمعه ۱۲ و ۱۹ و ۲۶ جمادي الاول سنه ۱۳۳۴ هجري
Calcutta : Friday, 17th, 24th and 31st March, 1916.

جلد ۱

قفا نبک من ذکری حبیب و منزل !

اني مهاجر الى ربى ، انه هو العزيز الحكيم

(۲۹ : ۲۵)

ستبدي لك الايام ما كنت جاهلا
و ياتيك بالاخبار من لم تزود !

" يمحو الله ما يشاء و يثبت و عنده ام الكتاب - و اما نرينك بعض الذي نعدهم او نتوفينك ، فانما عليك " البلاغ " و علينا " الحساب " ! اولم يروا انا ناتي الارض ننقصها من اطرافها ؟ و الله يحكم ، لا معقب لحكمه ، و هو سريع الحساب ! (۱۳ : ۴۲) قل كفى بالله شهيدا بيني و بينكم ، و من عنده علم الكتاب ! (۱۳ : ۴۳)

۲۸ - مارچ کو گورنمنٹ بنگال کا حکم زیر دفعه ۳ - ڈیفنس ایکٹ پہنچا که میں چار دن کے اندر کلکته کا قیام ترک کردوں اور حدود بنگال سے باهر چلا جاؤں - بعد کو یه مدت ایک هفته تک بڑهادي گئي - اس سے پہلے گورنمنٹ دهلي ' پنجاب ' اور متحده اپنے اپنے صوبوں میں آنے سے روک چکي هیں ' تاهم اُن لوگوں کیلیے جنکو اول روز هي :

يا عبادي الذين امنوا !	اے میرے بندو که مجهپر ایمان رکھتے
ان ارضي واسعة ،	هو ! یقین کرو که میري زمین بهت
فاياي فاعبدون !	وسیع هے اور کسي ایک ٹکڑے میں
(۲۹ : ۵۷)	محدود نهیں - پس میرے هي آگے

جهکو اور صرف میري هي بندگي کرو !

کا حکم مل چکا هے ' یه احکام بالکل بے اثر هیں ' اور ترک وطن و ذهاب الى الله تو وه منزل محبوب و مطلوب هے ' جسکا منزل تبلیغ و دعوة کے بعد پیش آنا هر دعوة کے بقاء و ظهور کیلیے ناگزیر هے - پس اگر یه منزل پیش آگئي هے تو خداے قدوس کي تحمید و تقدیس کرني چاهیے که انشاء الله اخري منزل بھي دور نهیں : اعملوا على مكانتكم ، اني عامل فسوف تعلمون من تكون له عاقبة الدار ؟

مکن تغافل ازاں بیشتر که مي ترسم
گمان برند که ایں بنده بے خداوند ست !

جب که تمام زمانے کے سامنے انسانوں کے بنائے هوے طریقے تھے ' اور جب که سعي و عمل کا هر ولوله اس سے زیاده بلند نهیں هوسکتا تها که غیر قوموں کي مجلسي و اجتماعي طریقوں کي ادهوري اور ناقص تقلید کرکے امة مرحومه کو بهي اُنکي طرف دعوة دیجاے ' تو فضل و رحمت الهي نے اس عاجز کي راهنمائي کي ' اور بغیر اسکے که کوئي انساني نمونه یا مادي تحریک اس کے لیے محرک هوئي هو ' خود بخود اُس راه عمل کو کهول دیا جسکو بغیر لطف و توفیق الهي کے اس دنیا میں کوئي نهیں پاسکتا - پس ابتدا هي سے اس عاجز نے تمام نام نهاد سیاسي و تعلیمي و قومي تحریکوں سے الگ هوکر صرف دعوة و تبلیغ اسلامي و قرآني کي صراط مستقیم کو اپنا شعار و دستور العمل قرار دیا ' اور ایک ایسے عهد ضلالت میں جو طرح طرح کي انساني آوازوں سے گونج رها تها ' سب سے پہلے " اجیبوا داعی الله " کي صدا بلند کي - نیز اس گم شده حقیقت کو آشکارا کردینے کي توفیق پائي که مسلمانوں کي نجات و فلاح نه تو محض دعوة تعلیم میں هے نه دعوة قومیت و سیاست میں ' نه انجمنوں کي کثرت میں هے اور نه محض مدرسوں اور کالجوں کے قائم کرنے میں ' بلکه جب تک حضرات انبیاء کرام کے اسوۂ حسنه اور داعي اسلام کي سنت مقدسه سے کوئي دعوة حقه ماخوذ نهوگي اور انساني طریقوں کي جگه الهي سرچشموں سے فیض یاب هوکر نشو و نما نه پائیگي ' اُس وقت تک وه کامیابي اور فوز و فلاح حاصل نهیں هوسکتي جس کے متعلق کلام الهي نے فرما دیا هے که صرف متقین و مومنین هي کیلیے مخصوص هے -

حضرات انبیاء کرام کا اسوۂ حسنه هم کو بتلاتا هے که سب سے پهلي منزل تبلیغ و دعوة کي هے ' دوسري ذهاب الى الله اور ترک وطن کي ' اور پهر تیسري ظهور امر الهي کي : ساوريكم آياتي فلا تستعجلون !

سو الحمد لله که یه حقیقت اب کسي بحث و دلیل کي محتاج نهیں رهي هے که حق تعالى نے اپنے فضل و کرم سے اس عاجز کو جو توفیق رفیق دعوة و تبلیغ کي عطا فرمائي ' اور جس طرح اسکو رفع ذکر ' و اعلان و ظهور ' و سلطان و نفوذ ' و رسوخ و انتشار

عام کي حیرت انگیز و محیر العقول نشانیوں سے ممتاز کیا ' وہ کلمۂ حق و صدق کي شہنشاهي و خسروي اور دعوة الی الله کي فتح مندي و کامراني کي ایک عجیب و غریب مثال ہے ' اور کم از کم ہندوستان کي سر زمین میں اسکي کوئي قریبي مثال موجود نہیں ہے - باوجود اُن تمام حالات و واقعات کے جو سب کو معلوم ہیں ' اور باوجود اُن صدہا موانع و مہالک کے جنکو ہر شخص دیکھہ رہا ہے ' اللہ کي مرضی اسی کي مقتضي ہوئي کہ جتني مدت تک کیلیے اس نے ضروري سمجھا ہے ' ایک غیر مسخر و غیر متزلزل ہستي بنا کر مجھکو اور میرے کاموں کو دنیا میں قائم کردے ' اور ایسي نا قابل فہم و نا قابل توجیہہ قوت دیدے جسکو کوئي غیر الہي طاقت نقصان نہ پہنچا سکے - چنانچہ دنیا نے دیکھہ لیا کہ ایسا ہي ہوا ' اور جو کچھہ ہوا وہ انساني عقل و ادراک کي رسائي سے یکسر ما فوق ہے - گذشتہ زمانے کے تمام واقعات و حوادث اپنے سامنے لاؤ ' اور پھر اللہ کي حکمت اور کلمۂ صدق و عدل کے تسلط و نفوذ کو دیکھو کہ کیسي بیفکري ' کیسي فارغ البالي ' کس درجہ حاکمانہ استغنا ' اور کسقدر خسروانہ اجلال و سلطان کے ساتھہ دعوة حق و قران کا سلسلہ جاري رہا ' اور کیسي کیسي زلزلہ انگیز منزلوں میں سے یہ دعوة محفوظ و مصئون گذر گئي ؟ حتی کہ صدہا منکرین اور جاحدین منافقین متحولین طرح طرح کي آرزوئیں اور کوششیں کرکے کرکے بیدم ہوگئے ' اور قدرت حق کي بو العجبیوں اور کرشموں اور سلطان دعوة کي شہنشاهیوں اور خسرویوں کو دیکھتے دیکھتے شدت تعجب و حیرت سے پاگل ہوگئے ' مگر " و تمت کلمة ربک صدقا و عدلا " کے قانون کو نہ بدلنا تھا اور نہ بدلا ' اور " لا مبدل لکلماته " کي حقیقت غیر مسخر تھي اور غیر مسخر رہي ؛ الا ' ان اولیاء الله لا خوف علیهم و لا هم یحزنون !

میں نے ابتداء اشاعۃ الہلال سے لیکر اس وقت تک جو کچھہ لکھا اور کہا ہے ' اسکا حرف حرف زمانے کے علم و حافظہ میں محفوظ ہے - میں نے کبھي کبھي تعلیم کا ذکر کیا ' نہ سیاسي اصولوں اور تقلیدوں کي دعوة دي ' نہ اُن رهنماؤں اور پیشواوں کي راہ اختیار کی جنہوں نے امة مرحومہ کي تجدید و احیاء کو غیر قوموں کي تقلید و اتباع میں محدود دیکھا ہے ' اور نہ کبھي انسانوں کے بنائے ہوے طریقوں اور حکمت عملیوں کو اختیار کیا ' جو ابناء زمانہ کي بلند پروازیوں کا ہمیشہ منتہاء خیال رہا ہے - برخلاف اسکے میں نے ہمیشہ خدا کا نام لیا ' میں نے ہمیشہ قران کي دعوة دي ' میں نے ہمیشہ ایمان ' یقین ' اعتقاد ' اور عمل صالح کا ذکر کیا ' اور میں نے جب کبھي کوئي بات کہي تو اسکو وحي الہي کي دائمي اور غیر متغیر یقینیات اور حقائق کي بنا پر پیش کیا - میں اپنے سامنے ایک " یقین " رکھتا تھا ' اور میري دعوة کي بنیاد انساني افکار پر نہیں بلکہ ایک دیني اعتقاد پر تھي - دنیا کي ہر چیز بدل سکتي ہے مگر الہي اعتقاد و یقین نہیں بدل سکتا - اسلیے زمانہ کي کوئي تبدیلي میرے لیے موثر نہ ہو سکي - میں نے ابتدا سے لیکر اس وقت تک ایک ہي اعلان کیا ' اور اسي اعلان کے نتائج و ثمرات ہیں جو مجھکو اپنے اعمال و اشغال کي ہر شاخ میں نظر آے - میں نے الہلال کي اولین اشاعت کے سب سے پہلے مضمون کو ان سطروں پر ختم کیا تھا جنکو دنیا نے بھلا دیا ہو مگر میں نہیں بھلا سکتا :

" اُس خداے حي و قیوم ہے جسکے کان فریادوں کے سننے کیلیے ہر وقت طیار ' اور نغمہ امن یجیب المضطر اذا دعاہ سے عشق نواز ہر قلب مشتاق ہیں ' اور جس کي آنکھیں کسي حال میں بے خبر نہیں اور ہر آن و ہر لمحہ ان ربک لبالمرصاد کي تکٹکي لگائي ہوئي ہیں ' یہ آخري التجا ہے کہ اگر وہ مجھہ میں سچائي اور اخلاص کي کوئي سرگرمي دیکھتا ہے ' اگر اس کي ملة مرحومہ اور اس کے کلمۂ حق کي خدمت کي کوئي سچي تپش میرے دل کے اندر موجود ہے ' اور اگر واقعي اس کي راہ میں فدویت و جاں فروشي کي ایک آگ ہے جس میں برسوں سے بغیر دھویں کے جل رہا ہوں ' تو اپنے فضل و لطف سے مجھہ کو اتني مہلت عطا فرماے کہ اپنے بعض مقاصد کے نتائج اپنے سامنے دیکھہ لوں - لیکن اگر یہ میرے تمام کام محض ایک تجارتي کار و بار اور ایک دکاندارانہ مشغلہ ہیں جنمیں قومي خدمت اور ملت پرستي کے نام سے گرم بازاري پیدا کرنا چاہتا ہوں ' تو قبل اسکے کہ میں اپني جگہہ پر سنبھل سکوں ' وہ میري زندگي و مہلت کا خاتمہ کردے ' اور نیز میرے تمام کاموں کو ایک دن بلکہ ایک لمحہ کیلیے بھي کامیابي کي لذت چکھنے نہ دے - باغوں کے سر سبز و ثمر دار درختوں کي حفاظت کي جاتي ہے ' مگر جنگل کے خشک درختوں کو جلادینا ہي چاہیے - جس دل میں خلوص اور صداقت کو جگہ نہ ملي ' اسکو صادقوں اور راست بازوں کي طرح کامیابي کیلیے کیوں باقي رکھا جاے ؟

ام حسب الذین اجترحوا السئیات ان نجعلهم کالذین آمنوا و عملوا الصالحات ' سواء محیاهم و مماتهم ؟ ساء ما یحکمون ! (۴۵ : ۲۰)

وہ لوگ جنہوں نے بدیوں اور برائیوں کي راہ اختیار کي ہے ' کیا ایسا سمجھتے ہیں کہ ہم انکو اُن لوگوں جیسا کردینگے جو ایمان لاے اور اعمال صالحہ اختیار کیے ؟ کیا راست بازوں اور مفسدوں کي زندگي اور موت ایک طرح کي ہے ؟ افسوس انکي سمجھہ پر اور افسوس انکے فیصلہ پر !

یہ وہ جملے ہیں جو جولائي سنہ ۱۹۱۲ میں میرے قلم سے نکلے تھے اور جنکو میں برابر الہلال کي ہر جلد کے اختتام اور نئي جلد کے افتتاح کے موقعہ پر دھراتا رہا ہوں - سو الحمد للہ کہ اس کریم ذرہ نواز نے میري درماندگیوں کو قبول کرلیا ' اور واقعات نے ہر منزل و ہر قدم پر ثابت کردیا کہ میري یہ عاجزانہ دعا بے اثر نہ رہي - یہ اسي کے ہاتھہ میں تھا کہ وہ بتلا دیتا کہ جو کچھہ کیا جارہا ہے ' وہ اصلح و احق ہے جسکو بڑھنے اور پھیلنے کیلیے چھوڑ دینا چاہیے ' یا مفسد و باطل ہے جسکو فنا ہو جانا اور مٹ جانا چاہیے ؟ پس اس نے بتلا دیا کہ حقیقت کیا ہے ' اور ارباب بصیرة نے دیکھہ لیا کہ حکمة الہي کیا چاہتي ہے ؟ دعوة حقہ و کاذبہ کي تفریق کا یہي معیار ہے - اور اگر خدا سچائي اور صداقت کے ساتھہ بھي وہي کرے جو باطل اور افساد کے ساتھہ کرتا ہے ' تو دنیا سے امن اور ایمان اُٹھہ جاے اور خدا کے ماننے کیلیے انسان کے پاس کوئي روشني نہ رہے - یہ محال ہے کہ صادق اور کاذب ایک ہي نتیجہ پائیں ' اور یہ کبھي نہیں ہوسکتا کہ کہ خدا کا سلوک حق اور باطل ' دونوں کے ساتھہ یکساں ہو : لا یستوي اصحاب النار و اصحاب الجنه ' اصحاب الجنة هم الفائزون -

اور پھر اس کے فضل و کرم کي بخششوں اور نعمتوں میں سے سب سے بڑي اور سب سے آخري نعمت وہ ہے جو اس نے موجودہ واقعہ کے اندر پوشیدہ رکھي ہے - یعني البلاغ کی دعوة و تبلیغ کو اسکي دوسري منزل تک عروج و رفعت بخشي گئي ' اور مقام ذهاب الی الله و ترک وطن پیش آیا : اني ذاهب الی ربي سیهدین (۳۷ : ۹۷) فسبحان الذي بیده ملکوة کل شی و الیه ترجعون -

یہ جو کچھہ تھا ' کلمۂ حق و عدل کي دعوة و تبلیغ کي سرگذشت تھي جو الحمد للہ و المنہ کہ اپني دوسري منزل تک پہنچ گئي ہے - و لا مبدل لکلماته - رہا خود اس عاجز کے وجود کا معاملہ ' تو شخص و ذات کا یہاں کبھي بھي سوال نہیں ہوا ہے ' اور میري تشفي کیلیے مرحوم عرفي کا یہ شعر سالہا سال سے مونس و رفیق ہے :

امید هست کہ بیگانگي عرفي را
بدوستي سخن هاے آشنا بخشند !

و افوض امري الی الله ان الله بصیر بالعباد -

افکار و حوادث

مسئلۂ مسلم یونیورسٹی

اور علوم و معارف جدیدہ !

دنیا کے عجائب و غرائب کی فہرست بڑی طولانی ہے - شاهنامہ کے عجیب و غریب " سیمرغ " سے لیکر گل بکاولی کے عجیب الخواص " پھول " تک ' ایک سے ایک عجیب المخلوقات ' اور ایک سے ایک محیر العقول ہے !

اگر بابل کے معلق باغ اور مصر قدیم کے پر اسرار مندروں سے قطع نظر کرلیا جاے جنکی ملکیت کا تاریخ قدیم کو دعوا ہے ' جب بھی دیوار قہقہ کی طلسم آرا دیوار ' اسکندر اعظم کا اعجوبہ زا چشمۂ حیات ' اور یادش بخیر حاتم طائی کی فیاضانہ سیاحتوں کے انکشافات دنیا کی دلچسپیوں کیلیے کیا کم هیں ؟

* * *

تاهم موجودہ زمانہ عقل و دانائی اور تجربۂ و مشاهدہ کا عهد ہے - لوگ کہتے هیں کہ اب هم بہت زیادہ عقلمند هوگئے هیں - اسلیے ان عجیب عجیب قصوں کو نہیں مان سکتے - لیکن اگر ان قصوں کو نہیں مان سکتے تو اس واقعہ کو تو مان سکتے هیں کہ مسلم یونیورسٹی بلا توقف لے لینی چاهیے ' اسلیے کہ مهاراجہ دربهنگہ اور پنڈت مدن موهن مالویا نے لیلی ' اور اسلیے کہ ایک لاکھہ روپیہ ماهوار ملیگا ' اور اسلیے کہ علی گڈہ میں هر سال تقسیم سندات کا عظیم الشان جلسہ منعقد هوگا ' اور اسلیے کہ " برٹش گورنمنٹ رحمت الهی ہے " اور اسلیے کہ " سر سید علیہ الرحمۃ کا حقیقی مقصد ایسا هی تھا " اور اسلیے کہ " خالق اکبر نے هم کو اسی لیے بنایا ہے کہ احکامات و اوامر کی تعمیل کریں " اور اسلیے کہ " مسلمانوں کی مسلمہ قومی پالیسی گورنمنٹ کے اعتماد پر مبنی ہے " اور سب سے آخر مگر سب سے پہلے یہ کہ بنارس کی طرح علی گڈہ کی گلیاں بھی گذشتہ فروری کے عجیب و غریب مناظر و مشاهد کو دیکھہ لینگی ' اور یہ سب سے بڑی نعمت ہے جسکے لیے کوئی ذی روح اس کرۂ ارضی پر بیقرار هوسکتا ہے ' اور سب سے بڑی دولت کونین ہے جو آدم کی اولاد کو دنیا میں ملسکتی ہے :

و فی ذالک فلیتنا فس المتنا فسون -

* * *

اگر مسلم یونیورسٹی کے بلا انتظار لے لینے کیلیے یہ حقائق و دقائق " دلیل و برهان " هوسکتے هیں ' اور دنیا میں ایسے دماغ باقی هیں جو علمی سنجیدگی کے ساتھہ ان چیزوں کو پیش کرنے سے نہیں شرماتے ' اور ایسے لوگ موجود هیں جو دلائل و شواهد کی طرح ان کو قبول کرلے سکتے هیں ' تو پھر دنیاے قدیم کی کوئی روایت بھی عجیب نہیں ' اور بلا تامل مان لینا چاهیے کہ دنیا میں اب بھی وہ تمام عجائب و غرایب هوسکتے هیں جو کسی مجهول ماضی میں هو چکے هیں - اب هم کو پورا یقین ہے کہ فردوسی کے سیمرغ سے مایوس هوجانے کا فیصلہ صحیح نہیں تھا - اسکے گھونسلے سے اب بھی " زال " پیدا هو سکتا ہے ' کیونکہ مسلم یونیورسٹی کے لے لیتے هی سب کچھہ هوجالیگا ' اور اگر آپکی آنکھیں جاتی رهیں تو اسکا صحیح علاج یہ ہے کہ " گل بکاولی " کو تلاش کیجیے ' کیونکہ حقائق کے ثبوت کا دار و مدار اب حقائق پر نہیں بلکہ صرف نقالی ' حکم ' اطاعت ' اور خوش اعتقادی و حسن ظن پر آکر رهگیا ہے '

اور اگر ایسا هی ہے تو غریب " تاج الملوک " نے کیا خطا کی ہے کہ اسکی مشهور و متواتر روایت کو نظر انداز کردیا جاے ؟

* * *

حقیقت میں یہ واقعہ بھی دنیا کے عجائب و نوادر میں سے ہے کہ ایک طرف تو مسلمانوں کو کہا جاتا ہے کہ انکے تمام امراض کا علاج ' انکے تمام جستجوؤں کا مقصود ' انکی تمام امیدوں اور آرزوں کا مرکز و ملجاء مسلم یونیورسٹی ہے ' اور یهی وہ چیز ہے جو غرناطہ اور قرطبہ اور بغداد اور کیمبریج اور اکسفورڈ اور نہیں معلوم کیا کیا کچھہ مسلمانوں کے حوالے کردیگی - دوسری طرف جب انسے کہا جاتا ہے کہ " اگر یہ متاع اسقدر قیمتی ' اسقدر عظیم و اهم ' اور اسدرجہ موت و حیات ملت کا فیصلہ کرنے والی ہے ' تو خدا را جلدی نہ کیجیے - بغیر کامل جد و جهد اور سعی و کوشش کے خاتمہ نہ کردیجیے - ایک هی غمزۂ تمکین طلب پر اپنی تمام متاع دل و جاں نذر نہ کردیجیے - صبر ' استقامت ' فکر راسخ ' اور سعی و جهد کامل دنیا میں همیشہ عزائم امور کیلیے ایک حقیقت ثابتہ رہے هیں - آپ بھی انسے کام لیجیے ' اور ساتھہ هی اپنی اصلاح حال اور حقیقی و معنوی ترقیات و توسیعات میں سرگرم رهیے کہ اصل کار یهی ہے - اور اگر ایسا نہیں ہے اور چند مہینوں یا ایک سال کے اندر آپکی ساری کائنات سعی و تدبیر غارت جا رهی ہے ' تو پھر خدا را آہ و واویلا نہ مچائیے ' مخفی اور در پردہ کوششیں نہ کیجیے - یہ تعلقہ داری کا " مقدمہ یا جد امجد مرحوم کی وراثت کا جھگڑا نہیں ہے - دلائل و حقائق کا مقابلہ ہے - سنجیدگی کے ساتھہ واقعی دلائل پیش کیجیے - دنیا میں عقل و فهم کی بخشش عام ہے ' اور آپ جیسی نہیں مگر سمجھہ هر شخص رکھتا ہے " تو پھر اسکے جواب میں یا تو بگڑ جاتے هیں کہ تم " مسلمہ قومی پالیسی " کے دشمن هو ' یا روٹھہ جاتے هیں کہ تم هماری بات نہیں مانتے ' یا پھر دلیل پیش کرنے پر آتے هیں تو یہ فرماتے هیں کہ بنارس میں لڈو بٹ چکے هیں - تم بھی بے تحاشا دوڑ جاؤ !

(" علوم جدیدہ ")

اصل یہ ہے کہ مسلم یونیورسٹی کے بلاتوقف لیلینے کے متعلق جسقدر مصنفات و اسفار محققین عهد نے شائع کیے هیں ' انسے مسلم یونیورسٹی کا هندو یونیورسٹی ایکٹ پر لے لینا ضروری ثابت هوتا هو یا نہو ' لیکن اسمیں تو کچھہ شک نہیں کہ ضمناً ایک عظیم الشان کام ضرور انجام پا گیا - همارا اشارہ اس جدید فن منطق کی طرف ہے جو " علماء مسلم یونیورسٹی " نے مدون فرمایا ہے اور جس نے ثابت کردیا ہے کہ دنیا میں ارسطو سے بڑھکر آجتک کوئی انسان احمق نہیں هوا - مسکین ارسطو کے وقت سے لیکر اس وقت تک دنیا اس عالمگیر غلطی میں مبتلا رهی ہے کہ دعوے اور دلیل میں ربط کی ضرورت هوتی ہے - مگر یہ کیسا سفیهانہ اور احمقانہ خیال تھا ؟ همارے محققین کاملین نے اپنی سیف منطق کی پہلی ضرب اسی پر ماری ' اور ثابت کر دیا کہ اس سے بڑھکر اور کوئی غلط خیال نہیں هوسکتا - دلیل کیلیے صرف ایک هی شے ضروری ہے - یعنے وہ بلا کسی درمیانی فصل کے معاً دعوے کے بعد کہدی جاے - اب رهی یہ بات کہ اسمیں اور دعوے میں ربط بھی هو ' تو ایسا سمجھنا ایک خالص حماقت ہے جسمیں بدبخت ارسطو گرفتار تھا ' اور کچھہ ضرور نہیں کہ هر انسان گرفتار هو !

* * *

اس سے بھی بڑھکر ان مباحث حکمیۂ و فنیہ نے جس قدیم غلطی کی ضلالت سے نوع انسانی کو نجات دلائی ' وہ " برهان " کی تعریف کا مسئلہ ہے - تمام دنیاے قدیم و جدید کس درجہ عقل و دانائی سے محروم تھی ' جب کہ یقین کررهی تھی کہ

" برهان " اس چيز کو کهتے هيں جسکے مان لينے سے دعوے کا مان لينا لازم آجاے ؟ حالانکه مصنفين صحائف مسلم يونيورسٹي و مدونين اسفار مسئلۂ قومي و تعليمي نے (جن ميں بڑے بڑے ماهرين فلسفۂ تعليم موجود هيں) ثابت کرديا هے که نه صرف يه تعريف غلط هي هے ' بلکه اصل حقيقت بالکل اسکے برعکس هے - دعوے اور برهان ميں جسقدر بعد لزومي هو ' اسيقدر وه زياده صحيح اور مسکت برهان هوگا - مثلاً دعوا يه هے که مسلم يونيورسٹي جن شرائط کے ساتهه اسوقت مل رهي هے ' بلا توقف لے لينا چاهيے ' کيونکه اس سے مسلمانوں کا تعليمي و قومي مقصود حاصل هوجائيگا - دليل يه هے که ايک لاکهه روپيه ماهوار ملتا هے - اب جس وقت تک کوئي شخص روپيه کي اس تعدادي اور مقداري حقيقت ثابته کو جهٹلا نه دے ' اُس وقت تک يه دعوا غلط نهيں هوسکتا !

* * *

ارسطو نے شاعري کو محاکات کا نتيجه قرار ديا هے ' يعني وه کهتا هے که انسان ميں بالطبع نقالي کا ماده موجود هے - وه جس حالت کو ديکهتا هے ' اس سے منفعلانه متاثر هوتا هے اور اسي کو دهراتا هے - مگر مسئلۂ مسلم يونيورسٹي کا محقق کهتا هے که يه اس قديم مدعي علم کي سخت کوتاه نظري تهي - شاعري هي نهيں بلکه قومي زندگي کے تمام اعمال و افکار علی الخصوص مسئلۂ تعليم و قوميت کا دار و مدار " اصول محاکات " يعني نقالي پر هے - دوسروں کو جس طرح کرتے ديکهو ' اسي طرح خود بهي کرو - اگر ايک چيز کو انسانوں کي کوئي بهيڑ کر رهي هے ' تو انکا کرنا بجاے خود ايک دليل عمل هے - اسکے بعد اور کسي دليل کي ضرورت باقي نهيں رهتي - مسلمانوں کے تمام قومي و تعليمي کاموں کا محور اسي حقيقت کو هونا چاهيے - انکے ليے نه تو کوئي چيز سياه هے اور نه سفيد - سياهي اور سفيدي کا معيار دوسروں کا سياه و سفيد کهنا اور قرار دينا هے - پس جب مهاراجه دربهنگه اور پنڈت مدن موهن مالويا کي کميٹي نے کهديا که يه چيز سفيد هے ' تو اب تمام مسلمانوں کو چاهيے که بے چون و چرا اسکے آگے سربسجود هوجائيں ' اور اگر کوے کو بهي علي گڈه کي فضاء ميں اڑتا هوا ديکهيں تو چيخ اٹهيں که بگلا ناچ رها هے !

* * *

يه محققين عهد ' ماهرين مسئلۂ تعليم ' محرمان اسرار و رموز قوميات و تعليمات جديده ' اور مجددين و مصلحين عصر تعليمي کي جماعت تهي - ليکن انکے بعد ارباب سلوک و معرفت و اصحاب حقائق و معارف کا ايک مقدس گروه سامنے آتا هے ' اور علمي طرز بحث کي جگه عارفانه انداز بيان کے ساتهه کهتا هے که يه مقام استدلال و براهين کا نهيں بلکه محض وجدانيات و جذبات کا هے :

گر باستدلال کار دين بدے
فخر رازي رازدار دين بدے

جب مذهب اور مذهب کے اعتقادات جيسي اهم و عظيم چيز کے متعلق غزالي و رازي کا فتوی هے که اس مقام کو استدلال و عقليات سے نهيں بلکه ذوق و وجدان سے طے کرو ' تو پهر يونيورسٹي کے متعلق دليل و برهان کا طلب کرنا کب جائز هوسکتا هے ؟ اگر خدا کے وجود و صفات کا ثبوت عقل و دليل سے نهيں بلکه صرف وجدان و جذبات کے اعتراف سے ملتا هے ' تو پهر مسلم يونيورسٹي کي ذات و صفات کے متعلق يه مغرورانه کاوش عقل و ذهن کي کيوں هے ؟ يه مقام دوسرا هے - يهاں عقل کے دعووں سے کام نهيں چلتا - اس يونان کدۂ اسرار و معارف کا سب سے بڑا افلاطون وه هے جو سب سے زياده بے عقلي و ناداني کا اقرار کرے - يهاں فلسفۂ و عقل کي پرسش نهيں هوتي - اس عالم ميں بقراط کے طب ' ارسطو کي منطق ' اور افلاطون کي اشراقيات سے کهيں زياده اس چراهے کي بے وقوفي مقبول هے جو مولانا روم کي کائنات قصص و حکايات ميں حضرت موسی عليه السلام سے ايک جنگل ميں ملا تها اور خدا کو اپنے صحرائي جهونپڑے ميں دعوة دينا چاهتا تها تاکه اپني بکريوں کا دوده پلاے :

ملت عشق از همه دين ها جدا ست
عاشقاں را ملت و مذهب خدا ست

پهر کيا تم نے نهيں سنا که خدا کے مقدس نوشتے کيا کهتے هيں ؟ حضرة مسيح نے عقل کا دعوا کرنے والوں کو " سانپ کے بچوں " کا تاريخي لقب عطا فرمايا اور کها که " تو آسمان کي پادشاهت ميں داخل نهيں هوسکتا جب تک زميں پر سب سے زياده نادان و بے عقل نه بن جاے "

ز نازکي نه برد پے به منزل مقصود
مگر طريق رهش از سر نيازکني !

* * *

مشهور هے که امام فخر الدين رازي نے دو سو دليليں خدا تعالی کے وجود کے اثبات ميں جمع کي تهيں ' اور اعلان کرديا تها که هم نے اس راه کو عقل کي راهنمائي ميں طے کرليا - يه خبر سنکر شيطان نے اپنا بهيس بدلا اور مجلس درس ميں آکر امام رازي سے مباحثه شروع کرديا - جو دليليں انهوں نے تمام عمر کي فکر و کاوش سے قائم کي تهيں ' يکے بعد ديگرے پيش کرتے اور شيطان ايک دو اعتراض کرکے انکو باطل کرديتا - يه حال ديکهکر امام صاحب بهت پريشان هوے اور الله کے حضور اپنے عجز کا اقرار کيا - خواب ميں ديکها که ايک شخص کهه رها هے " اب دليلوں کو چهوڑدو - يه دليل و استدلال کا مقام نهيں هے - يوں کهو که بغير کسي دليل کے کهتا هوں که خدا هے اور اسکو کوئي جهٹلا نهيں سکتا " بزرگان طريقت روايت کرتے هيں که جب انکار دليل کي يه آخري دليل امام رازي نے پيش کي تو شيطان نے عاجز و درمانده هوکر ايک نعره مارا ' اور راه فرار اختيار کي که اس دليل کا جواب ميرے پاس کوئي نهيں - يهي حال ديکهکر مولانا روم نے کهديا تها :

پاے استدلاليان چوبين بود
پاے چوبين سخت بے تمکين بود

چنانچه خانقاه مسلم يونيورسٹي کے پير طريقت بهي ايسا هي فرماتے هيں - ارشاد هوا که دليلوں کا يه مقام نهيں - بغير کسي دليل کے هم کهتے هيں که مسلم يونيورسٹي کو جلد سے جلد ليلينا چاهيے اور حق اسي ميں هے - اگر معلم الملکوت اس آخري ملکوتي و لاهوتي دليل کو سنکر چيخ اٹها تها ' تو اے هزار حسرت و افسوس انسان کے قلب غافل پر ' اگر اس دليل کو سنکر بے اختيار رو نه پڑے !

* * *

نيز فرمايا که مسلم يونيورسٹي کا مسئله دلائل و شواهد سے تعلق نهيں رکهتا ' بلکه صرف ايک لمعۂ تصور سے عبارت هے جو صالح اعتقاد اور صافي و پاک ذهن کے ساتهه ميسر آ جاے - دنيا کي تمام اشياء و موجودات کا مشاهده آنکهيں کهولکر کرتے هيں ' مگر يه وه سر لاهوتي و رمز ناسوتي هے جسکا مشاهده اُس وقت تک نهيں هوسکتا جب تک آنکهيں اچهي طرح بند نه کرليجيے !

هاں آنکهيں بند کيجيے اور چشم تصور سے کام ليجيے - مسلم يونيورسٹي قائم هوچکي هے ' اور سينٹ هال ميں تقسيم انعامات و سندات کا عظيم الشان جلسه منعقد هے - ايک مسلمان والي رياست يا کوئي بڑي قومي شخصيت جسکے چانسلر هونے کا گورنمنٹ گزٹ نے اعلان کرديا هے ' با کمال شوکت و ابهت و با يک دنيا عظمت و رفعت ' سرير آراے مسند

چانسلری ہے‘ تمام معلمین و اساتذۂ یونیورسٹی کی جماعت اپنے اپنے مدارج علمیہ کے مطابق شاندار اور طویل الذیل جبے پہنے ہوے تمکنت افلاطونی‘ عظمت سقراطی‘ اور شان یونانی و رومانی کے ساتھہ یمین و شمال رونق افزا ہے‘ اور یکے بعد دیگرے حاملین علوم و فائزین مراتب عالیۂ تعلیمیہ کے مقدس غول بڑھتے ہیں اور سند بکف اور چغہ بدوش ہوکر واپس جاتے ہیں! اللہ اللہ! کون ہے جو ایک لمحہ کیلیے بھی اس بہشت تعلیمی و جنت قومی کے منظار روح پرور کو دیکھہ لے اور پھر اسکے عشق جنون آور سے مست و لا یعقل نہوجاے؟ یونیورسٹی کے پیش کردہ ہزارہا نقائص ایک طرف‘ اوراس منظر قومی و تعلیمی کا نظارا یک لمحہ ایک طرف! اگر مسلم یونیورسٹی میں اورکچھہ نہ ہوتا‘ اور صرف سال بھر میں ایک بار اس منظرجاں نواز و مشہد روح پرور کا ایک نظارہ میسر آجاتا‘ جب بھی یہ سودا اسقدر ارزاں تھا‘ گویا گرد و خاک کی ایک مٹھی دیکر بہشت شداد مول لیلی! البتہ یہ ایک خالص ”تعلیمی مسئلہ“ ہے اور اسکو صرف عرفاء تعلیم و کاملین حقائق قومیہ ہی سمجھہ سکتے ہیں - شرف قزوینی نے انہی حقائق و معارف کے متعلق کہا ہے:

بیا کہ مسئلۂ عشق ازاں دقیق ترست
کہ حل شود شرف از فکر باطل ہمہ کس

نا محرمان اسرار کا یہاں گذر نہیں:

کین زمین را آسمانے دیگرست!

* * *

بعض ارباب اشارات و اصحاب معارف سے یہ بھی منقول ہے کہ اگر قوم کی دیدۂ بصیرۃ بینا ہوتی تو بنارس ہندو یونیورسٹی کا گذشتہ جلسہ فہم حقیقت کیلیے بس کرتا تھا - سبحان اللہ! کیسا عجیب و غریب منظر تھا جو چشم فلک نے پہلی مرتبہ خاک ہند میں دیکھا! عظیم الشان والیان ریاست کا ہجوم‘ اعلی ترین حکام و فرماں روایان ملک کا اجتماع‘ شوکت و عظمت قومی کا عدیم النظیر مظاہرہ‘ اور تعلیمی فرمانفرمائی و خسروی کے عہد حکومت کا افتتاح! اس سے بڑھکر ایک قومی یونیورسٹی کیلیے اور کیا ہو سکتا ہے؟ کیا یہ منظر اسکے لیے کافی نہیں ہے کہ قوم کی آنکھیں کھلیں اور وہ بھی کسی نہ کسی طرح یونیورسٹی لیلینے کیلیے پاگل ہوجاے؟ افسوس کہ قوم میں ”ماہرین مسئلۂ تعلیم“ کا قحط الرجال ہے اور ”عملی کام“ اور ”مسئلۂ قومی تعلیم“ کے حقائق و اسرار سمجھنے والے ناپید ہیں - اگر ایسا نہوتا تو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا! لوگ کیسی تمسخر انگیز غلطی کرتے ہیں جبکہ کہتے ہیں کہ قومی یونیورسٹی کسی بڑے جلسے‘ کسی بڑے مجموعۂ عمارت‘ اور ناموں اور رسموں کے کسی طول طویل سلسلے کا نام نہیں ہے؟ کوئی ان بیخبروں سے پوچھو کہ اگر یونیورسٹی جلسہ‘ عمارت‘ اور اسم و رسم کا نام نہیں تو اور کس چیز کا نام ہے؟ یہ نادان ہندو یونیورسٹی ایکٹ کو دیکھتے ہیں اور صرف اختیارات‘ عہدۂ وائس چینسلر کی منظوری و عدم منظوری‘ ریگولیشنز کا انتظار‘ وغیرہ وغیرہ چند الفاظ انہوں نے سیکھہ لیے ہیں‘ حالانکہ حقیقت یونیورسٹی نہ تو ان جزئیات و فروعات میں ہے‘ اور نہ اختیارات کا مسئلہ فی نفسہ کوئی قابل توجہ شے ہے - اصلی حقیقت تو وہ نقرئی ہتوڑا تھا جس سے بنارس میں ہندو یونیورسٹی کا سنگ بنیاد نصب کیا گیا‘ اور اگر ایک ایسے ہی نقرئی ہتوڑے کی با عظمت ضرب سرزمین علی گڈہ کو بھی نصیب ہوگئی‘ تو ساری مشکلیں حل‘ اور ساری امیدوں کیلیے پیام بشارت ہے!

افسانۂ زلف

یا ”مسلم یونیورسٹی“

اولا یرون انہم یفتنون فی کل عام مرۃ او مرتین ثم لا یتوبون و لا ہم یذکرون! (توبہ)	کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ کوئی برس ایسا نہیں گذرتا کہ ایک بار یا دو بار وہ بلاؤں میں نہ ڈالے جاتے ہوں‘ پھر بھی انکی غفلت کا یہ حال ہے کہ نہ تو توبہ کرتے ہیں اور نہ واقعات و حوادث کی تنبیہوں اور سر زنشوں سے نصیحت پکڑتے ہیں!

رات اور زلف کا یہ افسانہ
قصہ کوتہ‘ بڑی کہانی ہے!

مسئلۂ مسلم یونیورسٹی کی گذشتہ سہ سالہ تاریخ جن واقعات و حوادث سے عبارت ہے‘ میں انکو اس وقت بہ تفصیل نہیں دھراؤنگا کیونکہ واقعات ابھی اس قدر پرانے نہیں ہوے ہیں کہ حافظہ کیلیے تجدید ذکر کی ضرورت ہو -

نفس تجویز کی ابتدائی تحریک‘ گورنمنٹ کا اولین مراسلہ‘ فونڈیشن کمیٹی کا پہلا انعقاد‘ ڈیپوٹیشن کی تشکیل و شکست‘ فونڈیشن کمیٹی کا دوسرا جلاس علی گڈہ‘ پھر مسلم یونیورسٹی ایسوسی ایشن کا قیام‘ علی الخصوص اسکا پچھلا اجلاس‘ یہ اور نیز ان واقعات و حوادث کے بے شمار اطراف و نتائج‘ نہ صرف مسلم یونیورسٹی نامی کسی مسئلہ کی سرگذشت ہے بلکہ مسلمانوں کی گذشتہ سہ سالہ حیات قومی و اجتماعی کی ایک ایسی مکمل تاریخ ہے‘ جسمیں اس تین سال کے اندر کی ہر چیز دیکھی اور پڑھی جاسکتی ہے!

علی الخصوص حق و باطل اور اصلاح و افساد کی باہمی آویزش اور حق کے قدرتی اور لازمی خواص فتح و نصرت کے ظہور و اعلان کے لحاظ سے تو مسئلۂ مسلم یونیورسٹی کی تاریخ اسدرجہ پر عبرت و بصیرۃ ہے کہ اگر ہندوستان کے اور تمام واقعات و حوادث سے قطع نظر کر لیا جاے تو صرف یہی واقعہ اس حقیقت کے اعلان کیلیے بس کرتا ہے کہ حق جاگ اٹھا ہے‘ اور جب وہ جاگ اٹھے تو پھر باطل کیلیے امن و بقاء نہیں ہے -

[۲]

مسئلۂ مسلم یونیورسٹی کے واقعہ کو دنیا خواہ کچھہ ہی سمجھے مگر میں نے ہمیشہ اسمیں ایک ہی چیز کو دیکھا اور ہمیشۂ اس سے ایک ہی طرح کی صدائیں سنیں - میں نے دیکھا کہ حق و باطل معرکہ آرا ہیں‘ اور گو مختلف صداؤں‘ مختلف ناموں‘ اور مختلف شکلوں میں منظر آرائیاں ہو رہی ہیں مگر انکے اندر بجز حق و باطل کے مقابلے کے اور کچھہ نہیں ہے - میری یہ صاف نظارگی بہتوں کو خوش نہ آئی‘ اور بہتوں نے کوشش کہ اسقدر صاف لفظوں میں مطلب نہ کہا جاے‘ لیکن میں اپنے مشاہدہ کو جھٹلا نہیں سکتا تھا - الحمد اللہ کہ ابتدا سے لیکر اسوقت تک میں نے جو کچھہ دیکھا‘ صاف صاف کہا‘ اور کوئی سعی‘ کوئی آرزو‘ کوئی قوت‘ میری نگاہ کو گرد آلود نہ کرسکی:

بندۂ را کہ بفرمان خدا راہ رود
نگزارند کہ در بند زلیخا ماند

غور کرو کہ اس تمام عرصہ کے اندر یکے بعد دیگرے کیسے کیسے واقعات پیش آے‘ اور کس طرح ہر موقعہ پر حق نے بتلادیا

که وه کہاں ھے اور باطل نے دیکھه لیا که خصائص حق کا قانون کسطرح اٹل اور غیر متغیر ھے ؟

[۳]

اس سلسلے میں سب سے پہلے وه زمانه یاد آتا ھے جب پہلے پہل مسلم یونیورسٹي کے متعلق دنیا نے معلوم کیا ھے که جن امیدوں اور ولولوں میں انکو مبتلا کیا گیا تھا ' ضرور نہیں ھے که اصلیت ویسي ھي ھو - اس زمانے میں الہلال نیا نیا شائع ھوا تھا - اس نے مسلسل چار اشاعتوں میں تعلیمي ممبر کے اولین مراسله پر بحث کي اور مسلم یونیورسٹي کی تحریک اور اسکے دعاة و واعظین کے متعلق خصوصاً اور تمام قومي تحریکوں اور جماعتي کاموں کے متعلق عموماً ' اُن افکار اسلامیه اور عقائد صحیحه کا اعلان کیا جنکي صداؤں سے سرزمین هند کي اسلامي آبادي اسوقت تک آشنا نه ھوئي تھی - یه سلسلۂ مقالات بھي الہلال کے اُن ابتدائي مقالات میں سے ھے جنھوں نے مسلمانان هند کے آگے سب سے پہلے اسلام کے احکام دینیه و اوامر شرعیه کي بنا پر حریة فکر ' و اجتہاد راے ' و دعوة الی الحق ' و توصیۂ معروف ' و احتساب شرعي کی دعوة پیش کي ' اور جسکو چند مہینوں کے اندر حکمة الہی نے وه فتح مندانه نشر و اعلان اور خسروانه قبولیت و رفعت عطا فرمائي که وھي دعوة ' وھي پکار ' وھي الفاظ ' وھي جملے ' وھي ترکیبیں ' وھي عقائد ' هزاروں انسانوں ' صدھا جماعتوں ' بڑي بڑي آبادیوں ' بڑے بڑے شہروں ' بلکه مسلمانان هند کے سب سے زیاده وسیع و غالب حصے کی زبانوں سے نکلنے لگے - حتی که بہت سے ایسے لوگ بھي جو اُس وقت دعوة الہلال کے اشد شدید منکرین و جاحدین میں سے تھے ' دوسرے ناموں اور بھیسوں میں آکر انھي عقائد کا وعظ کرنے لگے اور سلطان حق کي قہرمانیت و شہنشاھیت کے آگے سر بسجود ھو جانے کیلیے مجبور ھو گئے - و لله در ما قال ::

کر گفتۂ زعشق کہے حرف آشنا

آں هم حکایتیست که از من شنیدهٔ !

چونکه اس وقت تک انقلابي دور دعوة شروع نہیں ھوا تھا ' اور استعباد فکر ' و اسر ذھن ' و تقلید اشخاص ' و اتباع افکار مالوفۂ و متوارثه کي بندشیں هر جماعت اور هر گروه کیلیے زینت پاؤ گردن تھیں ' اسلیے اس سلسلۂ مقالات کا شائع ھونا تھا که هر طرف سے رد و انکار کي صدائیں اٹھنے لگیں ' اور ان لوگوں نے جنکي تمام عمر انساني پرستشوں اور طرح طرح کی دنیاوي طاقتوں کي عبودیتوں میں بسر ھوئي تھي ' حیران ھو ھوکے چلانا شروع کیا :

اجعل الالهة الها واحداً ؟ ان هذا لشي عجاب ! ! (۳۸ : ۴)	کیا اس شخص نے تمام معبودوں سے انکار کرکے صرف ایک ھي کو معبود قرار دیدیا ھے ؟ یه تو بڑي ھي عجیب بات ھے !

بعضوں نے سب سے بڑي وجه انکار یه بتلائي :

ما سمعنا بهذا في الملة الاخره ' ان هذا الا اختلاق - (۳۸ : ۶)	هم نے ایسي بات تو کبھي اپني پراني ملت میں نه سني ' کچھه نہیں ' یه اس شخص کي من گھڑت بات ھے !

بہتوں نے عاجز آکر وه آخري صداے باطل بھي بلند کي جو اسوقت سے دنیا میں بلند ھوتي آئي ھے جب سے که حق کي دعوت اور پکار موجود ھے :

حرقوه و انصروا الهتکم ان کنتم فاعلین (۲۱ : ۶۸)	اسکو جلادو ' اسکو هلاک کردو ' اور اپنے معبودوں کي مدد کرو اگر تم حقیقت میں کچھه کرنے والے ھو !

حتی که بعض ایسے مخصوص افراد بھي جنکے افکار و عزائم میں تبدیلي ھو چکي تھي اور آزاد بیانیوں کي راه پر چلنا چاھتے تھے ' یکا یک قدیم اثرات سے پاک نہوسکے اور الہــلال کي صدائیں ابتدا ابتدا میں انہیں بھي خوش نه آئیں - لیکن پھر غور کرو که چند دنوں کے بعد ھي ان حالات کا نتیجه کیا نکلا ؟ دنیا کي اُن نظروں نے جو ایک غیر معلوم مدت سے حق و باطل کے ان گنت معرکے دیکھه چکي ھے ' اس معرکے میں بھي کیا دیکھا ؟ کس کے ساتھه الله تھا جس نے اسکو تنزل کي جگه عروج ' ادبار کي جگه اقدام ' شکست کي جگه فتح ' اور ذلت و رسوائي کي جگه عظمت و رفعت بخشي ؟ اور کون تھے جنکو روز بروز ناکامي و نامرادي اور ذلت و خسران کے سوا اور کچھه ھاتھه نه آیا ؟ کس کے ساتھه سچائي تھي جو همیشه " لا خوف علیهم و لا هم یحزنون " اور " لهم البشري فی الحیاة الدنیا و فی الاخره " کا مصداق رھا ؟ اور کون رشتۂ حق و صدق سے محروم تھا جس نے ان الباطل کان ذھوقا کے سوا اور کچھه نه پایا ؟ اسکا جواب میں خود نه دونگا - ان سوالوں کا جواب هندوستان کے زمین و آسمان سے پوچھو ' خاک هند کے ایک ایک ذره سے پوچھو ' هر اُس ستارے سے پوچھو جو گذشته تین سال کے اندر هندوستان کي راتوں میں نکلا ' اور آفتاب کي هر اُس کرن سے پوچھو جو پچھلے تین سالوں کي هر صبح کو چمکي اور هر شام کو غروب ھوئي ' اور اگر یه تمام صدائیں بھی اسکے لیے کافي نہوں ' تو پھر خود انھي هستیوں کے پاس جاو جنھوں نے صداے حق کے انکار و جحود میں منکرین سابقین اور جاحدین اقدمین سے اپنا رشته جوڑا ھے ' اور انکے پہلوؤں کے اندر اُتر کے دیکھو که دل کا ایک ایک گوشه اور اسکي گہرائي میں کا ایک ایک ریشه کیا کہه رھا ھے ؟ کس ناکامي کا داغ ھے ' اور کس نامرادي کا ماتم ؟

[۴]

اس عہد کے بعد ھي نه صرف مسئلۂ مسلم یونیورسٹي کي تاریخ ' بلکه مسلمانان هند کے اعمال و افکار عمومي کی تاریخ کا وه مشہور اور یادگار واقعه پیش آیا جو بصیرتوں کا ایک صحیفه ' عبرتوں کا ایک سرچشمه ' اور قلوب مومنین و ارواح صادقین کیلیے موعظتوں اور حکمتوں کي روشنیوں کا ایک آفتاب عالمتاب تھا : لمن کان له قلب او القي السمع و هو شهید ! (۵۰ : ۳۶) یعني فونڈیشن کمیٹي کا پہلا اجلاس جو ۲۶ ڈسمبر سنه ۱۹۱۳ کو قیصر باغ لکھنو میں منعقد ھوا - آه ' کیا دنیا میں ایسي غفلتیں بھي بستي ھیں جنکے جگانے کیلیے زلزلوں اور آتش فشانیوں کے دھماکے بھي بیکار ھوتے ھیں ' اور کیا ایسي آنکھیں بھي موجود ھیں جنکے لیے دو پہر کے سورج میں بھي روشني نہیں ؟ فونڈیشن کمیٹي کا یه اجلاس اور اس کے نتائج و عواقب قاهره اعلان حق و فتح صداقت کا ایک ایسا تاریخي واقعه تھا که اگر لوگوں کے دلوں کو حق و انابت اور خشیت ایماني کا ایک ذرهٔ احساس بھي ملا ھوتا تو هدایت یابي اور توبۂ و رجوع الی الحق کیلیے صرف یہي ایک واقعه بس کرتا تھا - وه سمجھه جاتے که حق کس کے ساتھه ھے اور الله کي مشیت کا ھاتھه کسکي جانب سے حرکت کر رھا ھے ؟ وه اعلان و ظهور اور انقلاب وقت و افکار کي روشنیوں کي ایک ایسي مجلی دو پہر تھي که اندھوں کو بھي راه مل جاني تھي اور تہه خانوں کو بھي روشني سے چمک اُٹھنا تھا ' لیکن افسوس انسان کي غفلت پر ' اور صد حسرت دلوں کے اعراض اور عقلوں کي ضلالت پر ' که سرگشتگان خواب و سر مستي کي رات اسپر بھي ختم نه ھوئي ' اور حق پرستي کي راه اسطرح انکے سامنے سے گم ھوگئي که ایسي واضح و اشکارا رهنمائیوں کے بعد بھي صراط مستقیم پر قدم نه رکھه سکے : ما یاتیهم من ایات ربهم الا کانوا عنها معرضین !

کیا یه ممکن ھے که ایک صحیح الفکر دماغ اس واقعه کو دیکھے اور پھر بھي معلوم نه کر سکے که خدا کیا چاھتا ھے ؟ هزارها انسان

هیں جنهوں نے ابهي اُس منظر کو نہیں بهلایا هوگا جبکه ۲۸ دسمبر کي صبح کو فونڈیشن کمیٹي کے اجلاس کي آخري نشست هوئي هے اور یه رزولیوشن بالاتفاق پاس کرانا چاها هے که ۲۶ آدمیوں کي ایک جماعت کو اس مسئله کے رد و قبول کا پورا اختیار دیدیا جاے - کیسا مغرورانه اعلان' کیسا فتح مندانه گهمنڈ ' کیسا مالکانه حکم ' اور کس درجه شادمانی و مسرت کا بیخودانه و سرشارانه جوش و خروش تها' جب دو روز کي متصل مخفي تدابیر کے بعد طرح طرح کي غلط فہمیاں پهیلانے کا کام انجام کو پہنچایا گیا' اور بظاهر اُس پورے مجمع میں مجهکو اپني صداے حق کے اعلان و انداز کیلیے تن تنہا چهوڑ دیا گیا ؟ پهر وه یادگار اور نا قابل فراموش گهڑي' جب میري آواز کو فریب خورده مجمع نے قبول نه کیا' اور نادان انسان یه نه سمجهے که جس آواز کو اسوقت رد کر رهے هیں' قریب هے که اسي کے سننے' اُسي کے ماننے' اور اُسي کي اطاعت کرنے کیلیے انکو بیقرار هونا پڑیگا - اسکے بعد ان قابل رحم روحوں کا شور و غل جنکے اندر بجز ناداني' غلط فہمي' اور سوء فہم کے اور کچهه نه تها' اور ساتهه هي رزولیوشن کے پاس کرنے کا بادشاهانه اعلان' جس نے خوشیوں اور شادمانیوں کي مستي سے نادانوں اور بیخبروں کو متوالا کردیا تها : و زین ذلک في قلوبکم و ظننتم ظن السوء' و کنتم قوما بورا - (۴۸ : ۱۲)

با ایں همه نتیجه کیا نکلا ؟ فتح مندیوں اور کامرانیوں کے اس اعلان نے کتني عمر پائي ؟ کامیابي و نصرة کا یه گهمنڈ جس نے اپني بڑائي کا اعلان کیا تها حالانکه بڑا صرف خدا هے ' کتني مدت تک زندگي پا سکا ؟ بلا شبهه ۲۸ - کي صبح کو چند سو آدمیوں کے مجمع میں مجهکو شکست دیدي گئي' لیکن اسکے بعد کتني صبحیں فتح و کامیابي کي نصیب هوئیں ' اور صبح صرف ۲۸ دسمبر هي کي نه تهي؟ کیا ایسا نہیں هوا که ابهي پورے چار مہینے بهي نہیں گذرے تهے که " العاقبة للمتقین " کي قدوسیت و جبروتیت یکا یک نمایاں هوئي اور همو ا بمالم یدالوا کے قانون فطرة نے ظاهر هوکر بتلادیا که فتح اسکے لیے اور شکست کیلیے کون هے ؟ اور پهر کیا یه سچ نہیں هے که جو رزولیوشن اس درجه غرور اسکندري اور نشاط جمشیدي کے ساتهه پاس کیا گیا تها ' بالاخر نامراد و خاسر هوا ' اور جس ڈیپوٹیشن کي دیوار اتني محنتوں اور مشقتوں سے چني گئي تهي' اسکو خود هي اپنے هاتهوں گرانا پڑا ؟ الله الله ! اُس قدوس حکیم کي مصلحتیں اور اُس حي و قیوم کي قدرتیں ! جن هاتهوں نے اس ڈیپوٹیشن کي تجویز کي کامیابي پر خوشیوں سے سرمست هوکر دس دس منٹ تک متصل تالیاں بجائي تهیں ' انهي هاتهوں کو میں نے دیکها که زمین کهود رهے هیں' اور اس چار ماهه طفل نو مولود کو سپرد خاک کر رهے هیں ! ! اگر عقل مر نه گئي هو' اور ایمان بالله کي روح نے جسم کو چهوڑ نه دیا هو' تو کلمۂ حق و صدق کي کامیابي اور دعوة الهـــلال کي فتح مندي کیلیے اس سے بڑهکر اور کیا نشاني هوسکتي هے ؟ لیکن :

و من لم یجعل الله له نوراً فما له من نور ؟

[۵]

لیکن مسئلۂ مسلم یونیورسٹي کي تاریخ اسي واقعه پر پہنچکر ختم نہیں هوجاتي - اگر انسان کي غفلت حق کي طاقت کو بار بار آزمانا چاهتي هے تو حق بهي اپنے خواص کے بار بار اظهار و اعلان سے نہیں تهکتا - فونڈیشن کمیٹي کے اولین اجلاس اور مجوزه ڈیپوٹیشن کے حادثه نے اگرچه بتلادیا تها که آگ کا خاصه حرارت هے اور اسکو چهونے سے هاتهه جل جاتا هے' لیکن نادانوں نے چاها که انگاروں سے کهیلنے کا تجربه ابهي اور جاري رکهیں - چنانچه اسکے بعد علي گڈه میں فونڈیشن کمیٹي کا دوسرا اجلاس کیا گیا' بڑي بڑي کوششوں اور تدبیروں سے اپنے هم مشرب اشخاص مختلف اطراف هند سے جمع کیے گئے' خاص علي گڈه میں جلسه منعقد کرکے یقین کیا گیا که همارے دارالحکومة کے اندر آکر باهر کي کوئي جماعت کامیاب نہیں هوسکتي : ظنوا انهم مانعتهم حصونهم من الله - انہوں نے گمان کیا که همارے قلعه کي عمارتیں الله کي طاقت کو آنے سے روکدینگي - فاتاهم الله من حیث لم یحتسبوا - پس خدا اس راسته سے آیا جهاں سے ظهور طاقت کا انهیں گمان بهي نه تها - و قذف في قلوبهم الرعب - نتیجه یه نکلا که اپنے حصار و لشکر کے اندر جلسه کرکے بهي وه ناکام رهے' اور کلمۂ حق کي هیبت اسطرح انکے دلوں پر چهاگئي که باوجود کمال جد و جهد کے کچهه بهي نه کرسکے ' اور داعیان حق نے جو کچهه چاها وهي هوا - و لکم فیها ما تشتهي انفسکم و لکم ما تدعون !

پهر اسي جلسے میں مسلم یونیورسٹي ایسوسي ایشن قائم کي گئي ' اور اسکے ضمن میں متعدد جزئي واقعات پیش آے' مگر هر جزئي سے جزئي واقعه میں بهي قوت حق و غلبۂ آراء ملت کي طاقت اپنے آثار و شواهد دکهلاتي رهي' اور اس میدان کي اسي کوشش نے بهي انکو بڑهنے نه دیا - حتی که گذشته اجلاس ایسوسي ایشن کا آخري واقعه پیش آیا جسمیں مخفي طیاریوں اور درپرده تدبیروں کو منتهاء سعي تک پہنچا دیا گیا تها - جنگ کے زمانے کے شدید اثرات ' بعض آزاد خیال افراد کي نظر بندیاں ' ایک عرصه کے التوا و خاموشي کي وجه سے عام طور پر دلوں کي افسردگي ' جنگ کے زمانے کي وجه سے آزادانه خیالات کے اظهار کي عام طور پر بندشیں ' اور اور بهت سے ایسے وقتي حالات و اسباب پیش نظر تهے جنکي وجه سے ان لوگوں کو پورا یقین هوگیا تها که موجوده فرصت حصول مقصد کیلیے سب سے زیاده قیمتي هے ' اور کچهه عجب نہیں که شمله کے وعدے علي گڈه کي کوششوں سے پورے هوجائیں - اس اجلاس کے انعقاد کي سرگذشت بهي اس سے کم دلچسپ نہیں هے جس قدر اجلاس کے اندر کے واقعات دلچسپ هیں - دوسري فونڈیشن کمیٹي میں طے پایا تها که ایک ڈیپوٹیشن آخري گفتگو کیلیے وایسراے هند کي خدمت میں حاضر هو' اور اب اس کے تمام مراتب ابتدائي طے پاچکے تهے' لیکن صورت حال یوں ٹهرائي گئي که گویا ڈیپوٹیشن کے آنے کي اس طرف سے درخواست کي گئي هے اور وهاں سے جواب صاف مل گیا هے که جب تک اصولي شرائط هندو یونیورسٹي کے منظور نه کرلیے جائیں' اس وقت تک ڈیپوٹیشن کا آنا بیکار هے - اس سے مقصود یه تها که مسلمانوں کے سامنے یونیورسٹي کا مسئله آخري رد و قبول کي شکل میں آجاے اور لوگ گهبراکے اور پریشان هوکے فیصله کردیں که جب اس طرح دو ٹوک جواب مل گیا هے تو اب لے لینے کے سوا کوئي چاره نہیں -

لیکن با ایں همه اس سعي کا بهي جو نتیجه نکلا وه دنیا کو معلوم هے - بالاخر اسي ناکامي نے انکا استقبال کیا جو اولین اجلاس فونڈیشن کمیٹي سے انکي رفیق حال و همدم اعمال هے' اور بجز اسکے که ماتموں میں ایک نئے ماتم کا اور حسرتوں میں ایک اور نئي حسرت کا اضافه هوگیا' اس پورے گروه کو اور کچهه بهي هاتهه نه آیا -

[۶]

اب ۱۰ - اپریل کو پهر فونڈیشن کمیٹي کا اجلاس لکهنو میں منعقد کیا گیا هے اور یه لوگ تین سال کے متواتر و مسلسل تجربه کے بعد اب پهر اٹهے هیں که خدا کو اور اسکے کلمۂ حق کي قوت کو ایک بار اور آزمالیں - یه محض فونڈیشن کمیٹي کا ایک مجمع هي نہیں هے' بلکه اُن کوششوں اور تدبیروں کي انتہا هے جو مشیت الہي کے مقابلے میں انسانوں کا کوئي گروه کرسکتا هے - ان لوگوں نے سمجها هے که اگر هم ایک مرتبه آخري جانبازانه کوششوں کا سامان اور کرلینگے تو ضرور خدا

تو شکست دیدیگی؟ کیونکہ انسانوں کی طرح لڑتے لڑتے وہ بھی تھک جا سکتا ہے؟ اور اگر بہت زیادہ روپیہ، بہت زیادہ سازشیں، بہت زیادہ انسان، اور بہت زیادہ انسانی تدبیروں کا مواد جمع کرلیا جاسکے تو کیوں نہیں خدا کو بھی ہار مان لینی پڑے؟ چنانچہ مہینوں سے طرح طرح کے سامان کیے جا رہے ہیں، اور بڑے بڑے دعوے اور بڑے بڑے اعلانات سننے میں آ رہے ہیں - اب دیکھنا یہ ہےکہ اس آخری معرکے کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ کیا اللہ حق و جماعت کی پچھلی فتح مندیاں صرف اسلیے تھیں کہ بہت زیادہ سامان اسکے حریفوں کے نہیں کیا تھا اور اب زیادہ سامان کرکے اسکو شکست دیدی جائیگی؟ یہ سچ ہے کہ صوبۂ متحدہ کی گورنمنٹ نے پچھلے اجلاس ایسوسی ایشن کی شرکت کے بعد ھی مجھکو اپنے صوبے میں داخل ہونے سے روک دیا ہے، اور اسلیے میں اس جلسہ میں شریک نہیں ہوسکتا، لیکن غالباً وہ خدا کو لکھنؤ میں آنے سے نہیں روک سکتی، اور اسکے آنے اور نمودار ہونے کی راہیں ہمیشہ ایسی رہی ہیں جنکا انسانوں کو وہم و گمان بھی نہ تھا: فاتاھم اللہ من حیث لم یحتسبوا -

یہ وہی حق اور باطل کا مقابلہ ہے جو برسوں سے ہورہا ہے، یہ وہی اشخاص اور جماعت کے فوائد کی معرکہ آرائی ہے جسکا میدان عرصہ سے گرم ہے، یہ وہی اصلاح اور افساد کے قوت و ضعف کا فیصلہ ہے جو اگرچہ اول روز ھی ہوچکا ہے مگر ایک آخری فیصلہ غالباً ابھی باقی ہے - پس قریب ہے کہ حق ظاہر ہو، اور کچھ دیر نہیں کہ جس کلمہ کے ساتھ اللہ کی مشیت و حکمت شامل ہے، وہ اپنی آخری فتح مندی کا اعلان عام کردے:

اعملوا علی مکانتکم انا عاملون - وانتظـــروا انا منتظـــرون! (۱۱ : ۱۲۲) .	اے لوگو! تم اپنی جگہ کام کیے جاؤ، ہم اپنی جگہ کام کررہے ہیں - اور پھر نتیجہ کا انتظار کرو - ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں!
وما ربک بغافل عما تعملون (۱۱ : ۱۲۳)	.... اور تمہـــارا پروردگار اُن کاموں سے غافل نہیں جن میں تم لگے ہوے ہو-

(دلائـــل و مباحث)

ہمارا ارادہ تھا کہ اس نمبر میں ایک مضمون اُن تمام دلائل و مباحث کے متعلق بھی لکھینگے جو اس وقت تک مسلم یونیورسٹی کے بلا انتظار لیلینے کے لیے شائع کیے گئے ہیں - چنانچہ اسی غرض سے ہم نے ایک پورے فارم کی جگہ خالی رکھی، اور تمام کاغذات و رسائل جمع کراے جو اس وقت تک شائع کیے جاچکے ہیں -

لیکن اب کہ لکھنے کا ارادہ کیا ہے، اور اُن تمام مضامین و رسائل پر نظر ڈالی ہے جو ابتدا سے لیکر اسوقت تک شائع کیے گئے ہیں، علی الخصوص وہ تحریریں جو گذشتہ اجلاس ایسوسی ایشن کے موقعہ پر شائع کی گئیں، نیز وہ بعض رسائل جو پچھلے دو چار ہفتوں کے اندر نکلے ہیں، تو سمجھہ میں نہیں آتا کہ کس چیز کو دلیل و ثبوت کے لفظ سے موسوم کریں، اور اس تمام ذخیرۂ اشاعات کی کس سطر کو قابل بحث و مذاکرہ قرار دیں؟ اس تمام ذخیرہ میں ایک دلیـــل بھی ایسی نہیں ملـــتی جو ثابت کرسکے کہ بحالت موجودہ (جبکہ گورنمنٹ آف انڈیا اورگورنمنٹ انگلستان نام نہاد قومی یونیورسٹیوں کے متعلق ایک انتطاعی مقام اختیار کرچکی ہے) چند دنوں کے مزید انتظار، ضوابط ہندو یونورسٹی کی ترتیب، قوانین متعلقۂ کار کی نفاذی شکل، اور دوائر نفوذ و احاطہ کے معائنہ میں کونسا نقصان عائد ہوجاتا ہے؟ جس قدر مضامین و رسائل شائع کیے گئے ہیں، بلا شائبۂ مبالغہ ان میں سواے ضلالت فکر و راے اور تلبیسات و مخادعات کے اورکچھہ نہیں ہے - مثلا:

(۱) ایک بڑی دلیل بار بار یہ پیش کی جاتی ہے کہ ممکن ہے، گورنمنٹ کی راے بدل جاے اور پھر یونیورسٹی نہ ملے - لیکن اس بیان میں کئی دھوکے اور مغالطات ہیں - اول تو قومی یونیورسٹی کے متعلق نہ صرف حکومت ہند بلکہ حکومت بالا بھی اپنی پالیسی صاف و واضح کرچکی ہے اور ایک قوم کو دیچکی ہے - اب اسمیں تبدیلی کا خوف دلانا ایک ایسی سوفسطائیت ہے جسکو بجز علی گڈہ کے " محققین تعلیم " کے اور کوئی اختیار نہیں کرسکتا - ثانیا، ابھی ابھی جدید ممبر تعلیمات دھلی کی صحبت میں ظاہر کرچکا ہے کہ " ہندو یونیورسٹی کی شرائط پر مسلم یونیورسٹی ہر حال میں طیار ہے - آپ جب چاہیں لیلے سکتے ہیں " -

(۲) دلیل نہیں مگر ایک بڑا مغالطہ یہ دیا جاتا ہے کہ مسلم یونیورسٹی لے لینے کی صورت میں علی گڈہ کالج کی آزادانہ حالت کچھہ نہ کچھہ بڑہ ھی جائیگی - گھٹ کسی طرح نہیں سکتی - مگر یہ بیان اپنی شدت اور نوعیت کے لحاظ سے ایک ایسا کامل ترین قسم کا جھوٹ ہے جس سے زیادہ غلط بیانی انسان کی زبان نہیں کرسکتی - دلیل میں یہ لوگ علی گڈہ کالج کے موجودہ قانون اور ہندو یونیورسٹی ایکٹ کا مقابلہ کرتے ہیں اور بلا دریغ سفید کو سیاہ اور دنکو رات دکھلاتے ہیں - علی گڈہ کالج اور گورنمنٹ کے اختیارات کی اصلی بنا قانون ٹرسٹیاں کی دفعہ ۱۴۷ ہے: " لوکل گورنمنٹ اور ڈائرکٹر تعلیمات کو کالج کی تعلیم کے اندرونی انتظامات اور بورڈنگ ہاؤس کے انتظام اور کالج کے اسٹاف کے تقرر اور موقوفی اور تبادلہ نیز معاملات متعلق تعلیم مذھبی میں بجز اسکے جسکا ذکر دفعہ ۱۴۴ میں ہے، مداخلت کرنے کا اختیار نہوگا "

دفعہ ۱۴۴ جسکا اسمیں ذکر ہے یہ ہے " لوکل گورنمنٹ کو اختیار ہوگا کہ اس امر کی نسبت اپنا اطمینان کرنے کی غرض سے کہ کالج کا اسٹاف کالج کے طالب علموں کی تعلیمی ضروریات کیلیے کافی ہے، ٹرسٹیوں سے وقتا فوقتاً استفسار کرے، اور اگر استفسار کے بعد لوکل گورنمنٹ کو یہ معلوم ہو کہ کالج اسٹاف کا کوئی عہدہ دار اس کام کے قابل نہیں ہے، تو ٹرسٹیوں کو ہدایت کریگی کہ اس شخص کو اس عہدہ سے علحدہ کردیا جاے "

ان دفعات سے واضح ہوگیا کہ موجودہ قوانین کی بنا پر لوکل گورنمنٹ کو صرف اسقدر اختیار حاصل ہے کہ اگر کالج کی تعلیمی ضروریات کیلیے کوئی عہدہ دار قابل نہو تو وہ ٹرسٹیوں کو ہدایت کریگی کہ اسے علحدہ کردیں -

علاوہ بریں قانون ٹرسٹیاں اسوقت ہمارے سامنے ہے - اسمیں جسقدر دفعات، گورنمنٹ اور عہدہ داران گورنمنٹ کے علائق سے تعلق رکھتی ہیں، ان سب میں حسب ذیل الفاظ کے سوا اورکچھہ نہیں ملسکتا:

" ڈائرکٹر کو ...... صلاح دینے کا اختیار ہوگا - ٹرسٹیوں کا فرض ہوگا کہ مشورہ پر لحاظ کریں - عمل نہ کرنے کے وجوہ قلمبند کریں (دفعہ ۱۴۱) وزیٹر (یعنی لفٹنٹ گورنر) مشورہ دینے کا مجاز ہوگا (دفعہ ۱۴۲) وزیٹر کو جائز ہے کہ اپنی راے لکھے - کوئی تجویز پیش کرے - بورڈ آف مینجمنٹ کا فرض ہوگا کہ مشورہ پر غور کرے (دفعہ ۴۳ ضمن ۲) گورنمنٹ کو اختیار ہوگا کہ تحقیقات کرے (دفعہ ۱۳۹)

اس سے معلوم ہوا کہ موجودہ حالت میں قوانین کالج گورنمنٹ کے کسی علاقہ کو قانوناً " صلاح و مشـــورہ، تجاویز، دریافت و تحقیق " سے زیادہ تسلیم نہیں کرتے، اور پھر حسب دفعہ ۱۴۷ اپنے تمام اندرونی معاملات میں وہ آزاد ہے -

اسکے مقابلہ میں ہندو یونیورسٹی ایکٹ اور اسکی دفعات ہیں جنکا خلاصہ مختصر لفظوں میں یہ ہے کہ ہر بنیادی و اساسی قوت کے نہ صرف رد کردینے بلکہ منظوری و عدم منظوری کا اختیار گورنمنٹ نے اپنے ہاتھہ میں رکھا ہے، اور ضوابط کی ترتیب بھی جسکے مطابق ہر صیغہ کام کریگا، گورنمنٹ ھی کے متعلق ہے -

ادبیات

اثار خطیه ادبیه

میرزا غالب مرحوم کا غیر مطبوعہ کلام

(قصیدہ در تہنیت غسل صحت نواب یوسف علي خاں بہادر سابق والي رامپور)

مرحبا سال فرخي آئین * عید شوال و ماہ فروز دیں
شب و روز افتخار لیل و نہار * مہ و سال اشرف شہور و سنیں
گرچہ ہے بعد عید کے نوروز * لیک پیش از سہ ہفتہ ' بعد نہیں
سو اس آئیں دن میں ہولي کے * مجلسیں جابجا ہوئیں رنگیں
شہر میں کوبکو عبیر و گلال * باغ میں سو بسو گل و نسریں
شہر گویا نمونۂ گلزار * باغ گویا نگار خانۂ چیں
تین تہوار اور ایسے خوب! * جمع ہرگز ہوے نہ ہونگے کہیں!

* * *

پھر ہوئي ہے اسي مہینے میں * منعقد محفل نشاط قریں
محفل غسل صحت نواب * رونق افزاے مسند تمکیں
بزم گہہ میں امیر شاہ نشاں * رزم گہہ میں حریف شیر کمیں
پیشگاہ حضور شوکت و جاہ! * خیر خواہ جناب دولت و دیں!
جنکي مسند کا آسماں گوشہ * جنکي خاتم کا آفتاب نگیں
جنکي دیوار قصر کے نیچے * آسماں ہے گداے سایہ نشیں
دھر میں اسطرح کي بزم سرور * نہوئي ہو کبھي بروے زمیں
انجم چرخ' گوہر آگیں فرش * نور مے' ماہ ساغر سیمیں

* * *

راجہ اندر کا جو اکھاڑا ہے * ہے وہ بالاے سطح چرخ بریں
وہ نظرگاہ اہل وہم و خیال * یہ ضیا بخش چشم اہل یقین
واں کہاں یہ عطا و بذل و کرم * کہ جہاں گدیہ گر کا نام نہیں؟
یاں زمیں پر نظر جہاں تک جاے * ژالہ آسا بچھے ہیں در ثمیں
نغمۂ مطرباں زہرہ نوا! * جلوۂ لولیان ماہ جبیں!
اس اکھاڑے میں جوکہ ہے مظنون' * یاں وہ دیکھا بچشم صورت بیں

* * *

سرور مہر فر ہوا جو سوار * بکمال تجمل و تزئیں
سب نے جانا کہ ہے پري سوسن * اور بال پري ہے دامن زیں
نقش سم سمند ہے یکسر * بن گیا دشت دامن گلچیں
فوج کي گرد راہ مشک فشاں * رہرونکي مشام عطر آگیں
بسکہ بخشي ہے فوج کو عزت * فوج کا ہر پیادہ ہے فرزیں
مرکب خاص یوں زمیں پر تھا * جس طرح ہے سپہر پر پرویں
چھوڑ دیتا تھا گور کو بہرام * ران پر داغ تازہ دیکے وہیں
اور داغ آپکي غلامي کا * خاص بہرام کا ہے زیب سریں

* * *

بندہ پرور! ثنا طرازي سے * مدعا عرض فن شعر نہیں
آپکي مدح اور میرا منہہ ؟ * گرکہوں بھي توکس کو آے یقیں؟
اور پھر اب کہ ضعف پیري سے * ہوگیا ہوں نزار و زار و حزیں
پیري و نیستي ' خدا کي پناہ! * دست خالي و خاطر غمگیں!
صرف اظہار ہے ارادت کا * ہے قلم کے جو سجدہ زیر جبیں
مدح گستر نہیں دعا گو ہے * (غالب) عاجز نیاز آگیں
ہے دعا بھي یہي کہ دنیا میں * تم رہو زندہ جاوداں! آمیں!

باب التفسير

الحق و الباطل

حقيقت بقاء اسلام و فناے کفر

گذشته صحبت ميں " تنازع البقاء " اور " انتخاب طبيعي " اور " بقاء اصلح و امثل " کي حقيقت پر هم ايک مجموعي نظر ڈال چکے هيں - اب قبل اسکے که اصل موضوع کي طرف متوجه هوں ' مسئله انتخاب طبيعي کے تدريجي ارتقاء اور اسکے مختلف دوروں پر ايک سرسري نظر ڈال لينا ضروري هے -

هم ديکھنا چاهتے هيں که قانون انتخاب طبيعي کے متعلق اس وقت تک انساني معلومات کس درجه تک پهنچي هيں اور زياده سے زياده انسان جو اسکے متعلق جانتا هے وه کيا هے ؟ گذشته صحبت ميں هم نے جو کچھه لکھا وه گويا اس وقت تک کي تمام حاصل شده معلومات کا ايک مرتب سلسله تها ' ليکن ضروري هے که اس قانون کے علم و اختبار کے درجه بدرجه جو مختلف مراتب رهے هيں ' انکو بهي مختصراً واضح کرديا جاے - همارے ليے هميشه ايک بڑي مصيبت موضوع کي وسعت ' خيالات و افکار کا هجوم و انتشار ' اور اختصار بيان کي ناگزير ضرورت هوتي هے ' اور اس صحبت ميں بهي يهي مشکل درپيش ' تاهم جهاں تک ممکن هوگا ' اختصار سے کام لينگے ' اور عمداً اهم سے اهم اطراف بحث کو بهي ترک کردينگے -

يهاں اس قدر ظاهر کرديناً ضروري هے که شايد بحث کا يه حصه بعض احباب کي نظروں ميں خشک اور بے مزه هو کيونکه محض تاريخي حالات و علمي مصطلحات پر مبني هے - ليکن ان حضرات کو چاهيے که وه اس تذکره کو چهوڑ ديں اور اس کے بعد کے عنوان سے مطالعه فرمائيں جهاں سے قرآن حکيم کي تصريحات شروع هوئي هيں -

(۲)

مراتب کشف و تحقيق بقاء اصلح

گذشته صحبت ميں انتخاب طبيعي پر جو مجموعي نظر ڈالي گئي هے ' اسکے امثال و نظائر کو هم نے انسان سے شروع کيا اور پهر نباتات و جمادات تک پهنچکر افکار و ذهنيات و عالم معنويات کي کي طرف چلے گئے ' ليکن اس قانون کي تحقيق و کشف کي تاريخ بالکل اس کے برعکس واقع هوئي هے - يعني سب سے پہلے انسان نے جمادات ميں تنازع البقاء اور انتخاب طبيعي کو معلوم کيا ' اسکے بعد حيوانات ميں ' پهر انسان کے اجتماع و تمدن ميں ' اور سب سے آخر عالم افکار و ذهنيات و معنويات ميں - حسب قانون ارتقاء ' اس قانون کے کشف و علم ميں بهي قدرتي طور پر اسي طرح ارتقاء کا هونا ضروري تها -

(بقاء اصلح کا اولين کشف)

يه عجيب بات هے که قانون تنازع البقاء کي سب سے پهلي روشني زمين کے بالائي سطح کي روشن فضاء کي جگه اسکے اندروني طبقوں اور نهايت عميق غاروں کي تاريکي ميں چمکي !

چارلس ڈارون سے کچھه پہلے چند علماء طبقات الارض (جيوالوجي) اور علماء احافير و اثريات (آرکيوا لوجي) کے نام هم کو معلوم هوتے هيں جنهوں نے زمين کے اندروني طبقات کي بتدريج تکوين و تخليق کے مطالعۀ و درس ميں تنازع البقاء کي طرف رهنمائي پائي ' اور انکو خيال هوا که طبيعة کا کوئي غير معلوم قانون هے جو بهتر و اصلح اشياء کو قائم رکھتا اور ناقص شده اجزاء کو فنا کر ديتا هے - انتخاب طبيعي کے کشف کا يه پهلا درجه تها جو گويا عالم جمادات ميں هوا - ان علماء نے تکوين ارض کے مختلف دوروں کي جو طبقات الارضي عمر قرار دي ' اسميں تنازع البقاء اور انتخاب طبيعي کے اصولوں کو ايک نا مکمل اور ابتدائي صورت ميں ملحوظ رکها هے -

(دوسرا دور)

اسي دور ميں قبل اسکے که چارلس ڈارون اپنے مشهور مذهب ارتقاء کو دنيا کے سامنے پيش کرے ' فرانس ميں لامارک اور جوفرساں دو مشهور حکماء طبيعي کا ظهور هوا ' جنهوں نے ڈارون کي طرح مسئله وحدة انواع کو اپنا موضوع بحث قرار ديا -

لامارک پيرس کے باغ نباتات کا مهتمم تها اور اس ميں نباتات کے علاوه ايک بڑا ذخيره طرح طرح کے حيوانات کا بهي موجود تها - حيوانات و نباتات کي مختلف انواع کے علمي درس و مطالعه اور تربيت صناعي کے اعمال و نتائج سے اسکو مسئلۀ وحدت انواع کي طرف ايک قوي تحريک ملي ' اور بالترتيب سنه ۱۸۰۹ اور سنه ۱۸۱۵ ميں اس نے اپني دو کتابيں " فلسفۀ حيوانات " اور " تاريخ حيوانات معدومه " شائع کيں - اِن کتابوں کے ديکهنے سے معلوم هوتا هے که مذهب وحدت انواع ميں اسکا زياده تر اعتماد قانون وراثت (Heredity) اور قانون مطابقت (Adaptation) پر تها (جنکي تشريح گذشته اشاعت کے مضمون التحول الفجائي ميں دي جا چکي هے) تنازع البقاء اور انتخاب طبيعي کو وه زياده اهميت نهيں ديتا ' تاهم اس سے بيخبر بهي نهيں هے - اپني دوسري کتاب ميں جمادات کے علاوه نباتات ميں بهي طبيعة کے انتخاب کي طرف اشاره کرتا هے -

لامارک کا معاصر جوفرساں هے - (المتولد سنه ۱۷۷۲) اس نے سنه ۱۸۲۸ ميں اپني کتاب " اصل وحدة ترکيب عضوي " شائع کي - اسکا اعتماد زياده تر قانون مطابقت يعني موثرات خارجيه پر تها - وه کهتا هے که آب و هوا ' حرارت ' رطوبة ' اور مقدار کاربونک وغيره کے اختلافات سے ايک نوع متاثر هوکر مختلف انواع کي شکل ميں متحول هوگئي - تاهم اس نے بهي تنازع البقاء کي طرف اشارات کيے هيں ' اور معلوم هوتا هے که نباتات تک اسکي بهي نظر پهنچ چکي تهي -

اسي زمانے ميں دو مشهور شخص جرمني کے اندر بهي مسئلۀ وحدت انواع و نشو و ارتقاء پر غور کر رهے تهے - يعني مشهور شاعر " گيٹے " (Goethe) اور مشهور طبيعي " اوکن " - گيٹے نے سنه ۱۷۹۰ ميں اپني کتاب " تحول نباتات " شائع کي اور اوکن (المتوفي سنه ۱۸۵۱) نے سنه ۱۸۱۸ ميں " فلسفۀ طبيعي " يه لوگ بهي لامارک کي طرح ابهي تنازع البقاء کي حقيقت سے پوري طرح باخبر نهيں هيں ' ليکن کبهي کبهي اسطرف بهي ايک دو قدم بڑه آتے هيں ' اور جمادات کے علاوه نباتات ميں بهي ايک مزاحمة اور کشاکش کو ديکهه ليتے هيں -

ليکن سب سے زياده جس شخص نے عالم نباتات ميں انتخاب طبيعي کے قانون کا مطالعه کيا اور اسکو قوت کے ساتهه پيش کيا ' وه

فرانس کا ایک مشہور عالم نباتي "دي کاندل" هے - اس نے سنه ۱۸۲۰ میں اپني کتاب شائع کي اور اسمیں تنازع البقاء کے قانون کو ایک منظم شکل میں پیش کیا - وہ لکھتا هے که کائنات نباتات همیشه ایک عالم تنازع و مزاحمة اور کشمکش میں هے' اور جو فرد اور قسم اصلح و اقوي هوتي هے ' باقي رهتي هے ' اور جو اصلح نہیں رهتي مٹ جاتي هے -

(تیسرا دور)

یه انتخاب طبیعي کا دوسرا دور تھا که عالم نباتات میں بھي اس قانون کا کشف هوا - تیسرا دور خود چارلس ڈارون کا هے جس نے اس قوت کے ساتھه مسئله نشو و ارتقاء کو پیش کیا که وہ ایک مدلل و مرتب نظریه بنکر تمام علمي دنیا میں شائع هوگیا - ڈارون نے اپنے نظریه کي بنیاد جن قوانین پر رکھي ' ان میں سب سے زیادہ اهم تنازع البقاء اور انتخاب طبیعي هے - اس نے انتخاب طبیعي کو ایک مستقل قانون طبیعة قرار دیا ' اور نہایت تفصیل و کثرت سے اسکے امثال و نظائر جمع کیے - اس نے اپني دوسري کتاب کا نام هي یه رکھا که "پیدائش انواع بواسطۂ انتخاب طبیعي یا بواسطۂ حفظ انواع اکمل در تنازع البقاء "

ڈارون نے ظاهر کیا که تنازع البقاء جمادات سے لیکر حیوانات تک میں جاري و ساري هے' اور طبیعة اسي درخت اور اُسي حیوان کو باقي رکھتي هے جو اصلح و اقوی هو - اس نے تنازع البقاء کي دو حالتیں قرار دیں : فاعلي اور مفعولي - فاعلي سے مقصود وہ کشمکش هے جو حیوانات میں ایک کو دوسرے کے ساتھه در پیش هے اور مفعولي وہ کشمکش هے جو احیاء و حیوانات کو قواے طبیعیۂ صامته کے ساتھه پیش آتي هے - پھر "انتخاب" کي بھي وہ دو قسمیں کرتا هے - طبیعي اور صناعي - طبیعي اصل انتخاب هے جو خود فطرة بتدریج کر رهي هے - اصلح کو باقي رکھتي هے - غیر اصلح کو چھانٹ دیتي هے - صناعي وہ انتخاب هے جو انسان کے هاتھوں ظاهر هوتا هے - وہ طرح طرح کي موثر تدبیروں اور تربیتوں سے ایک نوع کے درخت کو قوت پہنچاتا اور بہتر حالت میں لاتا هے - پس وہ اصلح هوکر حسب قانون طبیعة باقي رهتا هے - یا کسي ایک زمین کو درست کرتا هے' جھاڑیاں کاٹ دیتا هے' کھڈوں کو بھر دیتا هے' اطراف کو صاف کردیتا هے' وہ اصلح هوکر لائق ابادي هوجاتي هے' یا کسي ایک نسل حیواني کو لیکر پرورش کرتا هے' عمدہ آب و هوا میں رکھتا عمدہ غذا کھلاتا ' اچھے اصولوں پر پرورش کرتا هے - وہ اصلح هوکر باقي رهتي هے ' اور اسکے مقابلے میں غیر تربیت یافته نسل مٹ جاتي هے - وغیرہ ذالك من الامثال و الاشباہ - لیکن آگے چلکر تم کو معلوم هوگا که انتخاب طبیعي اور صناعي کا یه فرق ڈارون کي سخت غلطي تھي - جس انتخاب کو وہ صناعي کہتا هے ' وہ کوئي مستقل قسم نہیں هے بلکه اسي انتخاب طبیعي کي ایک قوة عامله هے - طبیعت نے انتخاب کیلیے مختلف عوامل و وسائل قرار دیے هیں' ان میں خود انسان کا هاتھه بھي فطرة کے اعمال کا ایک آله هے - فطرة الهي کبھي تو اسکے هاتھه میں تلوار دیدیتي هے تاکه غیر اصلح هستیوں کو قتل کرکے مٹادے اور اسطرح فطرة کا دنیا میں خلیفه هو' اور کبھي اصلاح و تربیت کي قوت دیدیتي هے تاکه باقي رهنے والي قوتوں کی اصلحیت کا ذریعه بن جاے اور اصلح دنیا میں باقي رهے - خود انسان کوئي چیز نہیں هے - ڈارون انسان تھا - وہ ظن و تخمین سے آگے نہیں بڑھسکا ' قران العلم هے اور اختلافات کیلیے حکم' وہ اصل حقیقت کو واضح کردیگا - و لتعلمن نبائه بعد حین -

ڈارون کے بعد هي (بلکه کہا جاسکتا هے که تقریباً اُسکے معاصرین میں) مشہور "ویلز" هے ' جس نے خاص طور پر مسئلۂ "انتخاب طبیعي" کو اپنے درس و نظر کا موضوع قرار دیا اور مستقل طور پر اس قانون کے کشف و حقیقت کیلیے اپنے اعمال عملیه وقف کردیے - مسلسل سیاحتوں اور بعض نو آبادیوں اور غیر متمدن ممالک کے مشاهدات نے اسکو بہت مدد دي' اور مختلف قسم کے حیوانات علي الخصوص صنف طیور کا اس نے خاصتاً مطالعه کیا - الهـــلال جلد ۴ - کي آخري اشاعة میں هم به تفصیل اسکے تجارب پر بحث کرچکے هیں - حیوانات و احیاء میں انتخاب طبیعي کے قانون کو جس وسعت کے ساتھه اُسنے ثابت کیا هے' وہ درجه خود ڈارون کو بھي نصیب نہیں - سب سے پہلے بقاء امثل و اصلح (نیچرل سلکشن) کي اصطلاح اسي نے وضع کي هے - پس ڈارون اور ویلز انتخاب طبیعي کا تیسرا درجه هیں' جنھوں نے جمادات اور نباتات کے علاوہ خود حیوانات میں بھي قانون انتخاب کي حقیقت و نفاذ کو معلوم کیا -

(چوتھا دور)

لیکن اس دور تک انتخاب طبیعي کا قانون اگرچه عالم حیوانات تک پہنچ چکا هے اور انسان نے دیکھه لیا هے که فطرة جمادات و نباتات کي طرح خود اسکي نوع یعنے حیوانات میں بھي اصلح کو باقي رکھتي اور غیر اصلح کو چھانٹ دیتي هے ' تاهم ابتک وہ اس سے آگے نہیں بڑھسکا که حیوانات کا تنازع البقاء مرتبه وجود انساني سے نیچے جاري هے ' اور جب نوع حیواني ترقي کرتے هوے وجود انساني تک پہنچ گئي تو چونکه انسان زنجیر ارتقاء کي آخري کڑي هے اسلیے اسکے بعد اور کچھه نہیں هوتا -

ڈارون کے مباحث و مذاکرات کے پڑھنے سے معلوم هوتا هے که وہ صرف انسان کے وجود کي تکوین تک اپني تمام نظریات کو محدود رکھتا هے - وہ کہتا هے که دنیا میں مخلوقات کا سلسلۂ ارتقاء جمادات کي ابتدائي تخلیقات سے شروع هوکر عالم نباتات میں پہنچتا هے' اور نباتات سے حیوانات میں - پھر حیوانات میں علقۂ اولی (پروٹو پلاسم) کے ارتقاء اور مذهب کریات کي طرف بھي اشارہ کرتا هے - یه سلسله بڑھتے بڑھتے آخري زنجیر تک پہنچتا هے یعنی وجود انسان تک - اس کے بعد وہ بالکل خاموش هے' اور چونکه سلسلۂ ارتقاء کو اسکے بعد نہیں دیکھتا' اسلیے جس قدر عوامل و موائرات ارتقاء هیں' مثلاً انتخاب طبیعي اور مطابقت و وراثت ' انکو بھي وجود انساني کے بعد معلوم نہیں کرتا -

ڈارون کي اصلي غلطي یه تھي که اس نے تنازع البقاء اور انتخاب طبیعي کو ایک مستقل قانون فطرة کي شکل میں نہیں دیکھا تھا' بلکه اپنے نظریه وحدة انواع (یعنے اصل میں صرف ایک هي نوع هے جس سے تمام انواع و عوالم خلقت بتدریج بن گئے هیں) کے ضمن میں اس قانون کو بھي جگهه دي تھي - اس کا مذهب یه تھا که ایک هي نوع سے مختلف انواع اسلیے پیدا هوگئیں که دنیا میں چار قوانین طبعیة : تنازع البقاء ' انتخاب طبیعي ' مطابقت ' اور وراثت کام کر رهے هیں' اور جس طرح انسان کا عمل اور صناعة مفید و نافع چیز کو چھانٹ لیتا اور بچاتا هے' اور مضر اور ناقص کو چھوڑ دیتا هے' ٹھیک ٹھیک اسي طرح طبیعة بھي اصلح کو باقي رکھتي اور غیر اصلح کو ضائع کردیتي هے - پس ایک هي نوع به تحت قانون مطابقت و وراثت ' مختلف اثرات زمین و احتیاجات خلقت و تلاش غذا وغیرہ سے متاثر هوکر بتدریج متغیر هوئي ' تنازع البقاء جاري تھا ' انتخاب طبیعي نے اصلح و اقوي کو باقي رکھا ' غیر اصلح کو ضائع کردیا - نتیجه یه نکلا که قوي و اسلم وجود برابر قائم و ترقي فرما رها - حتی که خلقت کي آخري زنجیر تک پہنچا جو انسان هے -

حالانکه "انتخاب طبیعي" کا قانون ایک مستقل قانون فطرة هے' جو مسئلۂ وحدت انواع کا تابع نہیں' اور اگر ایک نوع کي جگه مستقلاً هر نوع کو ایک علحدہ نوع بھي مان لیا جاے '

جب بھي قانون انتخاب طبيعي كي حقيقت بدستور قائم رهتي هے ' اور وه هر حال ميں ايک محکم و ناقابل انكار حقيقت هے - بهرحال ڈارون تک انتخاب طبيعي عالم حيوانات تک ميں تو معلوم هوگيا مگر خود انسان کے وجود ' اسکے اعمال ' اور فرد و اجتماع كي كشاكش و مزاحمة كي حقيقت پر كوئي روشني نهيں پڑي - اس حد تک پهنچكر قدرتي طور پر يه سوال پيدا هوتا تها كه يه تنازع البقاء ' يه فطرة كا انتخاب ' يه قوة مصلحة و مدبرة عالم كا حفظ اصلاح و دفع افساد ' كيا صرف پتھروں ' مٹي کے منجمد ٹکڑوں ' درختوں كي جڑوں اور چار پايوں اور چڑيوں هي تک محدود هے ' يا تنازع البقاء خود انسان كي زندگي اور اعمال کے اندر بهي جاري هے اور اصلح باقي رهتا هے اور غير اصلح فنا هو جاتا هے ؟ پهر كيا يه ممكن هے كه فطرة چڑيوں اور چار پايوں ميں سے تو اصلح كو انتخاب كرلے ' مگر خود انسان كيليے اسكا قانون انتخاب بيكار هو ؟

ڈارون کے بعد جس شخص نے انتخاب طبيعي كو نسبتاً زياده وسيع دائره ميں ديكهنا چاها ' وه پروفيسر " هيگل " هے ' جو مذهب ڈارون کے مشهور منتصرين ميں سے هے ' تاهم كوئي معتدل وسعت پيدا نهو سكي ' كيونكه سب سے زياده توجه اسكي قانون وراثت و مطابقة پر رهي - ساتهه هي اس نے تنازع البقاء كا دائره ايک لحاظ سے تنگ بهي كرديا - وه كهتا هے كه تنازع البقاء اس لحاظ سے كه ايک وجود دوسرے وجود كا مقابله كرے بوجه اصلحيت اسكو فنا كردے ' صرف ذي روح اجسام هي ميں محدود هے - حالانكه هيگل سے پہلے هم انتخاب طبيعي كو تمام كائنات عالم ميں كام كرتا هوا ديكهه چكے هيں -

(آخري درجهٔ كشف و تحقيق)

اب اسکے بعد حكماء يورپ همكو دو گروهوں ميں منقسم نظر آتے هيں - ايک گروه نے اپنا قدم آگے بڑهايا اور اس حقيقت كو واضح كرنے كي كوشش كي كه سلسلهٔ ارتقاء انسان تک پهنچنے کے بعد معدوم نهيں هوگيا ' بلكه خود انسان ميں بهي جاري هے اور تمام قوانين طبيعة مثلاً انتخاب طبيعي وغيره بدستور كارفرما هيں - دوسري جماعت نے اس سے انكار كيا - اسنے كها كه اب عالم عضوي ميں ارتقاء هونے كا كوئي ثبوت نهيں - صرف تحول و تبدل هم ديكهه رهے هيں - يه آخري جماعت " مذهب تحول " کے نام سے مشهور هوئي - اور پهلي " مذهب ارتقاء " کے نام سے -

پروفيسر هيگل پهلي جماعت ميں سے هے ' مگر زياده قوت کے ساتهه آگے بڑهنا نهيں چاهتا - انگلستان ميں سب سے بڑا شخص جس نے تنازع البقاء اور انتخاب طبيعي كو وسعت ديكر چوتهے مرتبه ميں پهنچا ديا ' وه مشهور حكيم هربرٹ اسپنسر هے - اس نے مسئله ارتقاء پر بالكل ايک نئي قسم كي نظر ڈالي ' عوامل ارتقاء كو خود انسان كي اجتماعي اور قومي زندگي ميں نافذ و جاري قرار ديا ' اور انسان كي پوري اجتماعي زندگي كو قوانين مادية طبعية پر مرتب كرديا - اس بارے ميں اسكي كتاب " اصول سوشيالوجي " ايک انقلاب آفرين كتاب سمجهي جاتي هے -

اسپنسر كهتا هے كه خود انسان كي اجتماعي زندگي ' اقوام كي پيدايش و موت ' تمدن و تهذيب كا عروج و زوال ' اور نيز هيئة اجتماعيه كي هر شاخ اسي قانون کے ماتحت هے - يهاں بهي هر جگه تنازع البقاء جاري هے - جماعتوں كا مقابله هے ' اصولوں كا مقابله هے ' صناعتوں كا مقابله هے ' علوم كا مقابله هے ' تمدن و شايستگي كا مقابله هے ' دولت و اقتصاد كا مقابله هے ' پهر زندگي اسي كيليے هے جو اصلح هے اور طبيعة باقي اسي كو ركهيگي جس ميں قوت هے -

اسپنسر کے علاوه اس عهد ميں اور بهي بعض مصنفين ايسے ملتے هيں جنهوں نے تنازع البقاء اور انتخاب طبيعي کے قانون كو حيوانات و اجسام کے علاوه ذهنيات و معنويات ميں بهي ديكهنا چاها تها - ازانجمله علم طبقات الارض كا ايک مشهور پروفيسر چارلس لائل هے ' جس نے سنه ۱۷۶۰ ميں اپني كتاب " قدامت جنس بشري " شائع كي ' اور اس ميں قانون تنازع البقاء و انتخاب طبيعي كو دنيا كي تمام زبانوں اور لغتوں پر منطبق كرنا چاها - اس نے كتاب كا مواد زياده تر مشهور ماهر علم اللسان ميكس ملر سے ليا هے اور دعوا كيا هے كه دنيا كي زبانوں کے اندر بهي تنازع البقاء جاري هے - جو زبان اصلح هے باقي رهتي هے ' غير اصلح مٹ جاتي هے - يه گويا انتخاب طبيعي كا عالم معنويات ميں مشاهده تها ' اور اس اعتبار سے بلاشبه پروفيسر موصوف كو ايک مخصوص مزيت حاصل هے -

لائل نے اپني كتاب ميں اُن اعتراضات كا جواب بهي ديا هے جو مذهب ارتقاء پر كيے جاتے هيں اور سب كي مثاليں علم اللسان سے پيش كي هيں - ايک مشهور اور بڑا اعتراض يه هے كه سلسلهٔ ارتقاء كي متعدد درمياني كڑياں هيں جو نهيں ملتيں - لائل كهتا هے كه هالينڈ كي زبان كو ديكهو جو انگريزي اور جرمن زبان ميں ايک درمياني كڑي كا درجه ركهتي هے - اگر زبانوں کے تنازع البقاء ميں يه زبان فتح مند نهوئي اور اسليے بوجه غير اصلحيت مٹ گئي ' تو عجب نهيں كه ايک زمانه آئے جب علماء علم اللسان كهيں كه جرمن اور انگريزي زبان ميں كوئي باهمي تعلق نهيں كيونكه دونوں كا درمياني ٹكڑا نهيں ملتا -

لائل کے علاوه جرمني كا ايک اور محقق شلائخر بهي اس سلسله ميں قابل ذكر هے جس نے خاص اسي موضوع پر ايک كتاب لكهي اور سنه ۱۸۶۳ ع ميں شائع كي - كتاب كا نام اسکے موضوع كو ظاهر كرتا هے - يعني " مذهب ڈارون و علم اللغات " اس كتاب ميں اس نے ظاهر كيا هے كه تمام لغات عالم مذهب ڈارون کے مطابق پيدا هوئي هيں ' مقابله اور كشمكش ميں هيں ' پهر طبيعت انتخاب كرتي هے ' اصلح رهتي هے ' غير اصلح مٹ جاتي هے -

(حكماء جرمني كا جديد دور)

ان تمام لوگوں نے قانون انتخاب طبيعي كو اجسام و حيوانات سے بڑهاكر اجتماعيات و معنويات تک پهنچا ديا ' ليكن في الحقيقت اس مسئله كي تحقيق و كشف كا آخري درجه جرمني كي علم پرور و انقلاب آفرين سر زمين كيليے مخصوص تها جسكے اندر گذشته قرن کے اندر چند ايسے افراد عاليه و افكار مجدده پيدا هوے ' جنهوں نے قانون انتخاب طبيعي كو بالكل ايک نئي كائنات علم و تحقيق تک پهنچاديا - اس مسئله كا يه آخري دور هے ' اور يهاں تک پهنچكر انسان نے جو كچهه اس بارے ميں سمجها هے ' وه گويا اسكا منتهاے علم هے -

يه آخري دور ڈاكٹر لولس بخنر سے شروع هوتا هے جس نے شهر اوزنبرگ كي يونيورسٹي ميں مسلسل چهه لكچر مذهب نشر و ارتقا پر ديے ' اور سنه ۱۸۷۵ ع ميں ان كا مجموعه چهپ كر شائع هوا - همارے اس تحرير كا تاريخي حصه اسي سے ماخوذ هے - بخنر نے اسپنسر کے همقدم هوكر كائنات عالم كي هر خلقت اور خود انسان كي اجتماعي زندگي كي هر شاخ پر تنازع البقاء كو منطبق كيا هے -

بخنر کے بعد جرمني کے علمي حلقوں ميں برابر اس مسئله كا درس و مطالعه جاري رها - يهاں تک كه تاريخ علم و حكمت انساني كا وه سب سے بڑا شخص پيدا هوا جس کے آگے يونانيوں كا پورا دور علم اور يورپ كي تمام كائنات فكر گرد هوگئي ' يعني مشهور پروفيسر نيٹشے (Nietzsche) اس عجيب و غريب حكيم نے دنيا كي پوري كائنات علم و فلسفه كو يكسر منقلب كرديا ' اور جن اصولوں كو

آج تک تمام ممالک متمدنہ اپنے ارتقاء علمي کا آخري مرتبہ سمجھتے تھے' اس نے ثابت کردیا کہ وہ ادنی ترین مرتبۂ وہم و ضلالت ہے -

ازآنجملہ مذهب ارتقاء ہے - وہ انسان کے ارتقاء و تسلسل اجتماعي و مدني کا قائل نہیں' بلکہ مذهب دور کو از سر نو قائم کرتا ہے یعني کہتا ہے کہ ترقي کے بعد پھر تنزل شروع هوتا ہے اور تنزل کے بعد پھر ترقي شروع هوتي ہے - لیکن ساتھہ هي انتخاب طبیعي اور بقاء اصلح کے ماتحت انسان کی اجتماعي و قومي زندگی کو اس قدر شرح و بسط اور دلائل و حقائق کے ساتھہ دیکھتا ہے کہ قدماء میں سے کسي کو بھي یہ درجہ نصیب نہیں -

نیٹشے کے علاوہ جرمني کے جدید حکماء میں ایک عظیم الشان شخص ٹریشکے (Treitschke) (۱) بھي گذرا ہے جس نے گو کوئی کتاب یادگار نہیں چھوڑي مگر اپنے دروس و خطبات میں مسئلہ بقاء اصلح کو انسان کي حیاۃ اجتماعی پر نہایت وسعت کے ساتھہ منطبق کیا -

(حاصل صحبت)

قانون انتخاب طبیعي کے مختلف دوروں اور انساني علم کے منتہاے تحقیق کي یہ مختصر سرگذشت ہے ' انسان هزاروں برس تک انتخاب طبیعي سے بالکل بے خبر رها - پھر سب سے پہلے جمادات و نباتات اور عام اجسام حیہ میں تنازع البقاء اور انتخاب طبیعي کو اُس نے معلوم کیا ' اور عرصہ تک اسي پر قانع رها - وہ دنیا کي هر چیز میں تنازع البقاء کي جنگ کا تماشہ دیکھتا مگر خود اپنے وجود اور اپنے اعمال حیات کي طرف سے بالکل بیخبر تھا کہ خود اسکے اندر کیا هو رها ہے ؟ وہ درختوں ' چڑیوں ' رینگنے والے کیڑوں کا مطالعہ کرتا اور کہتا کہ انتخاب طبیعي کا اخذ و دفع جاري ہے اور فطرۃ اصلح کو باقي رکھتي اور غیر اصلح کو چھانٹ دیتي ہے' پر کبھي خود اپنے وجود کو نہیں دیکھتا کہ یہاں بھي کس طرح اصلح باقي رهتا اور غیر اصلح مٹ جانے کیلیے چھوڑ دیا جاتا ہے ؟ یہ خود فراموشي انسان کي ایک عام غلطي ہے' اور اسکي نظر و فکر کے تمام دائروں میں نظر آتي ہے -

لیکن پھر وہ آگے بڑھا ' اور اس نے دیکھا کہ خود انسان کي اجتماعي زندگي بھي اسي قانون کے ماتحت ہے - اسپنسر نے اسکے لیے قدم اُٹھایا اور ٹریشکے اور نیٹشے نے اس مطالعہ کو آخري مرتبۂ کشف و بحث تک پہنچایا - لیکن تاهم یہ آخري مرتبہ بھي صرف اس حد تک پہنچکر رهگیا کہ انسان کي اجتماعي زندگي میں بقا قوي و صحیح کیلیے ہے - لیکن یہ حقیقت کہ کیا انفرادي حالت میں بھي بقاء اصلح کا قانون کام کرتا ہے ؟ تو اس کے جواب سے تمام مجمع انساني خاموش ہے - پھر سب سے زیادہ اهم اور ضروري سوال یہ پیدا هوتا ہے کہ تم زندگي اور بقاء کو " اصلح " کیلیے قرار دیتے هو' لیکن " اصلح " اور " اصلاح " کي حقیقت کیا ہے ؟ اور اصلحیت کے حصول کے صحیح اصول کیا هیں؟ اس سوال کے جواب میں یا تو خاموشي ہے' یا پھر اختلافات و نزاعات' ظنون و اوهام' تخمین و قیاسات هیں - سب سے زیادہ بہتر جواب دینے کي نیٹشے نے کوشش کي ہے ' مگر آگے چلکر تم کو معلوم هو جائیگا کہ وہ بھي نہیں بتلا سکتا کہ " اصلح " کي اصل حقیقت کیا ہے ؟

ان مراتب و توضیحات کے بعد هم بالکل مستعد هوگئے هیں کہ مسئلہ بقاء حق کي تیسري صحبت شروع کریں' اور دیکھیں کہ یہ سب کچھہ تو انساني علم کي انتہا تھي' مگر قران حکیم یعنے " العلم " کیا بتلاتا ہے ؟

---

(۱) جرمن زبان میں عموماً ٹي غیر ملفوظ هوتا ہے اور سي ایچ کا تلفظ اکثر اوقات ش سے کرتے هیں - غالباً اس نام میں بھي ٹي پڑھا نہیں جاتا - لوگ انگریزي ترکیب سمجھکر غلطي نہ کریں -

[۲]

القــران الحكيــم

(حقیقت حق و باطل)

دنیا اور دنیا کي تمام مخلوقات اور انکے اعمال و نتائج پر جب هم نظر ڈالتے هیں تو سب سے پہلے هم کو اعمال هستي کے اندر متضاد اور با همدگر مخالف حقیقتوں کي دو صفیں نظر آتي هیں' جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنے اپنے آثار و خواص کے ساتھہ موجود هیں اور تمام اعمال حیات انهي کے ملنے اور الگ هونے ' جڑنے اور ٹوٹنے ' متحد هونے اور متخالف هونے ' ٹکرانے اور ایک دوسرے پر گرنے' اور پھر باهم متضارب و متصادم هونے سے عبارت هیں - هستي کا کوئي گوشہ نہیں جس میں متضاد قوتوں کي کشاکش نظر نہ آتي هو - دنیا نام هي اس کشاکش قواء متضادہ کا ہے - یعني دو باهم لڑتي هوئي مخالف قوتوں کے آثار و خواص دنیا کي هر چیز میں نظر آتے هیں -

ان متضاد حقیقتوں اور حالتوں کو مختلف دائروں میں آکر هم مختلف ناموں سے پکارتے هیں - سب سے پہلا نام انکا " کون و فساد " ہے - یعني هم دیکھتے هیں کہ دنیا میں اشیا کا بننا' سنورنا' درست هونا ہے' یا انکا بگڑنا ' بکھرنا ' معدوم هونا ہے - بننا تکوین ہے اور بگڑنا فساد - اسکے بعد هم فلسفہ و نظریات حکیمہ میں آتے هیں تو همکو " وجود و عدم " کي اصطلاح معلوم هوتي ہے - یہ بھي انهي دو حقیقتوں کي تعبیر ہے - فلسفہ بتلاتا ہے کہ دنیا میں وجود و عدم کا سلسلہ برابر جاري ہے - چیزیں مختلف صورتوں میں وجود پاتي هیں' اور پھر انکي صورتیں معدوم هوجاتي هیں - تکوین صور وجود ہے اور اعدام صور عدم - علوم مادیہ میں انهي حقیقتوں کو دوسرے ناموں سے پکارتے هیں - علم کہرباء (الکٹرسٹي) میں انهي کا نام منفي و مثبت ہے - یعنی ایک قوت نفي کي ہے ایک اثبات کي - طبعیات میں انهي کا نام جذب و دفع ہے - اسي کو ایجاب و سلب بھي کہتے هیں -

اخلاق میں آکر یہي دو حقیقتیں هیں جنکو تعمیر و تخریب سے تعبیر کیا جاتا ہے - یعني بنانا اور خراب کرنا - پھر جب کچھہ اور آگے بڑھتے هیں تو کون و فساد کے یہي دو چہرے هیں جو خیر اور شر ' نیکي اور بدي' روشني اور اندهیاري کے نقابوں میں اپني نمایش کرتے هیں اور انکو نئے ناموں سے پکارا جاتا ہے - لیکن خواہ کتنے هي مختلف ناموں سے پکارا جاے' در اصل حقیقت ایک هي ہے ' اور مختلف علوم میں آکر انساني علم نے انکے مختلف نام رکھدیے هیں -

اور آگے بڑھو اور دیکھو کہ یہي دو حقیقتیں اور کن کن شکلوں میں موجود هیں اور کام کر رهي هیں ؟ تمام اجسام و وجود پر نظر ڈالو اور دیکھو کہ دنیا کي تمام موجودات میں یا قوت ہے یا ضعف' یا قوي ہے یا ضعیف' یا سالم ہے یا ناقص' یا عدل ہے یا انحراف ' سو یہ بھي في الحقیقت وهي دو مختلف حالتیں هیں جنکو پہلے مختلف ناموں سے پکار چکے هو -

جسم کیلیے تم کہتے هو کہ صحت و تندرستي ہے اور بیماري و ناخوشي ' جذبات و حسیات میں کہتے هو کہ لذت ہے یا الم ' خوشي ہے یا غم' اشک حسرت هیں یا تبسم عیش -

ان سب سے بھي بڑھکر تمهاري عام اصطلاح یہ ہے کہ ایک حالت کو " موت " کہتے هو' اور ایک حالت کو " زندگي " زندگي تمهارا عشق عمل ہے ' اور موت تمهارے لیے پیام یاس -

سو یہ بھي فی الحقیقت وهي دو مختلف حالتوں کي صفیں هیں جو اس رنگ میں بھي آگئي هیں ' اور پہلے انکو اور شکلوں میں تم پہچان چکے هو -

اب آور آگے بڑھو - تم انسان ھو اور اسلیے ان متضاد حقیقتوں اور حالتوں کو اس سے زیادہ نہ دیکھہ سکے' لیکن قران حکیم آگے بڑھتا ہے اور ان متضاد حالتوں کو زیادہ وسیع ' زیادہ احاطہ کن ' اور زیادہ حقیقت فرما اصطلاحوں سے موسوم کرتا ہے - تم کہتے ھو کہ تکوین ہے اور افساد ' وجود ہے اور عدم ' تعمیر ہے اور تخریب ' بناو ہے اور بگاڑ ' ضعف و نقص ہے اور قوت و کمال ' عدل ہے اور انحراف ' موت ہے اور زندگي ' قران حکیم کہتا ہے کہ حق ہے اور باطل ' اصلاح ہے اور افساد ' ھدایت ہے اور ضلالت ' معصیت ہے اور تقوی ' اطاعت ہے اور طغیان ' حسنات ھیں اور سیئات ' اور پھر ان سب سے بڑھکر اور ان سب سے جامع و مانع " اسلام " ہے اور " کفر " -

جس طرح تم کائنات ھستي کے ھر عمل میں بناؤ دیکھتے ھو اور بگاڑ ' اجسام و وجود میں قوۃ دیکھتے ھو اور ضعف ' حسیات میں الم دیکھتے ھو اور لذت ' اپني حیاۃ جسماني میں عدل مزاج کو دیکھتے ھو اور انحراف کو ' پھر کہتے ھو کہ یہ تندرستي و بقاء ہے اور وہ بیماري و ھلاکت - ٹھیک ٹھیک اسي طرح قران حکیم کہتا ہے کہ ھدایت ہے اور ضلالت ' معصیت ہے اور تقوی ' سعادت ہے اور شقاوت - پھر جسطرح تم کہتے ھو کہ ضعیف مٹ جایگا اور بیمار مر جائیگا - طاقت و صحت باقي رکھتی ہے اور کمزوري و بیماري ھلاک کردیتي ہے - ٹھیک اسي طرح وہ کہتا ہے کہ باطل مٹ جائیگا اور گمراہ ھلاک ھوگا ' ھدایت انسان کو باقي و قائم رکھتي ہے اور ضلالت ھلاک کرتي ہے - عمل صالح صرف بقاؤ فتح کیلیے ہے اور عمل مفسد فنا و خسران کیلیے !

تم اپنے محدود علم میں صرف اتنا جانتے ھو کہ طاقت و صحت اور عدل و توفق زندگي کو بڑھاتا اور نقصان و ھلاکت سے بچاتا ہے' لیکن " العلم " اور " البصائر " یعني قرآن بتلاتا ہے کہ صرف اتنا ھي نہیں بلکہ اور آگے بڑھو اور یوں بولو کہ عمل صالح و حق باقي رکھتا اور طاقت بخشتا ہے' اور عمل غیر صالح فنا کرتا اور نقصان و کمزوري پیدا کرتا ہے - وہ کہتا ہے کہ تم اتنے سارے لفظ نہ بولو اور ایک ھي حقیقت کو بہت سي شکلوں میں دیکھکر گم نہو جاؤ - بلکہ صرف ایک ھي لفظ بولدو - دنیا میں یا حق ہے یا باطل ' یعني یا قوت ہے یا ضعف - حق باقي رھیگا اور باطل تباہ و ھلاک ھوگا - یعني طاقت باقي رھیگي اور کمزوري تبدریج موت تک پہنچکر فنا ھو جائیگي -

تم کہتے ھو کہ دنیا میں انتخاب طبیعي یا بقاء اصلح کا قانون جاري ہے ' اور کائنات ھستي کے تمام وہ انقلابات و تغیرات اسي کا نتیجہ ھیں جن میں وجود اور اعدام ' غلبہ اور انہزام ' اور زندگي اور موت کا سلسلہ ھمیں نظر آتا ہے - یہ بالکل سچ ہے مگر پھر تم کیوں نہیں آگے بڑھتے اور کیوں نہیں تسلیم کرلیتے کہ یہي انتخاب فطرۃ کا قانون ہے جو حق کو باقي رکھتا ہے اور باطل کو فنا کرتا ہے ؟

اصطلاحات کے اختلاف نے کس طرح حقیقت کو پیچیدہ بنادیا ہے ؟ تم جب کبھي قانون انتخاب طبیعي پر بحث کرتے ھو اور کہتے ھو کہ بقاء اصلح کیلیے ہے' تو یہ نہیں جانتے کہ ٹھیک ٹھیک اسي حقیقت کا اقرار کر رہے ھو جسکو قران حق و باطل اور اسلام و کفر کے نام سے پیش کرتا ہے - تم کہتے ھو کہ ضعف و نقص فنا ھوگا - طاقت اور اصلحیت باقي رھیگي - قران کہتا ہے کہ یہي شے جس کو تم ضعف کہتے ھو میري زبان میں باطل اور کفر ہے ' اور وہ اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے جتنا تم سمجھتے ھو - پس بقاء طاقت کیلیے ہے - طاقت صرف حق ' سچ ' عدل ' اور عمل صالح میں ہے - وہ باقي رھیگا ' اور جو اسکے مقابلے میں اٹھیگا فنا ھو جائیگا -

(انتخـــاب طبیعـــي اور قران حکیـــم)

اب ھر طرف سے ھٹ کر سب سے پہلے قرآن حکیم اور العلم حقیقي کے سامنے مسئلۂ انتخاب طبیعي کو عرض کرو - قرآن حکیم نے صاف صاف اس تنازع البقاء اور انتخاب طبیعي کے قانون کو جا بجا واضح کیا ہے اور وہ بقاء اصلح و امثل کو ایک قانون الہي اور امر مقدر قرار دیتا ہے - چونکہ آگے چلکر تمام آیتوں کي تفسیر ھوگي ' اسلیے یہاں صرف ایک آیت کریمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے ' سورہ رعد میں فرمایا :

انــزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرھا فاحتمل السیل زبدا رابیا و مما یوقدون علیه في النار ابتغاء حلیـۃ او متاع زبدمثـلہ کذالک یضرب اللہ الحـق و الباطل ' فاما الـزبد فیذھب جفـاء وآما ما ینفع الناس فیمکث في الارض ' کذالک یضرب اللہ الامثال للذین استجابوا لربھم الحسنی (۱۳ : ۱۷)

اللہ نے آسمان سے پاني برسایا پس اپني اپني گنجائش کے مطابق زمین کے نالے پاني سے بھر گئے اور بہہ نکلے - ساتھہ ھي زور و شور سے پاني کي رو گرنے لگي اور پاني کي سطح جھاگ سے بھر گئي - اب دیکھو کہ کس طرح پاني کي رو جھاگ کو بہا لیجا رھي ہے اور صرف بقدر ضرورت پاني نیچے باقي رھگیا ہے ؟ اسي طرح اس وقت بھي جھاگ اٹھتي ہے جب آگ پر صفائي کیلیے سونے کو اور آور طرح طرح کي چیزوں کو تم رکھتے ھو اور تپاتے ھو - میل کٹ کٹ کر نکل جاتا ہے اور خالص اور صاف سونا باقي رھجاتا ہے - ٹھیک ٹھیک یہي مثال حق اور باطل کي ہے - پس جو چیز محض جھاگ ہے ' وہ بہہ کر رائگاں جائیگي اور اسکو بقا و زندگي نہیں دي جائیگي ' لیکن جو چیز نفع اور فائدہ دینے والي ہے اور اسلیے نافع وجود کا حکم رکھتي ہے' وہ زمین پر باقي و قائم رھیگي - اسي طرح اللہ تعالی سعادت و بقاء حیاۃ کي حقیقتوں کو مثالوں کي دانائي میں سمجھاتا ہے تاکہ اطاعت فرمایان حق نصیحت پکڑیں -

یہ آیـۃ کریمہ عجیب و غریب ہے اور چند جملوں کے اندر اعجاز الہي و بلاغت رباني نے ایک کائنات حقیقت اور دنیاء معارف کو بھر دیا ہے - آگے چلکر اسکي تفصیل آئیگي - مگر یہاں چند امور پر غور کرو :

(۱) اس آیـۃ میں اللہ تعالی نے صاف صاف واضح کردیا ہے کہ دنیا میں بقاے وجود کیلیے اللہ تعالی کا کونسا قانون کام کررھا ہے ؟ پھر بتـلا دیا ہے کہ وہ انتخـاب طبیعي اور بقاء اصلح ہے -

(۲) فرمایا اسکي مثـال یوں ہے کہ پاني برسا اور زور سے نالے ' ندیاں ' اور وادیان بہنے لگیں - پاني کے زور سے جھاگ پر جھاگ اُٹھہ رھي ہے اور اُبل اُبل کر اطراف میں پھیل رھي ہے - لیکن دیکھو کہ پاني کي رو جھاگ کو کس طرح بہاکر لیجاتي ہے جو بیکار اور لا حاصل ہے' اور کس طرح پاني کا مفید ' ضروري' نافع ' اور بقدر ضرورت حصہ وھیں جم کر رھجاتا ہے ؟ اسکے بعد اسي حالت کو اس وقت دیکھو جبکہ کھوٹ اور میل صاف کرنے کیلیے کسي چیزکو آگ پر تپاتے ھو - اسوقت بھي میل کٹ کٹ کر جھاگ کي صورت میں نکل جاتا ہے اور اگر سونا ہے تو صاف اور مجلي اندر رھجاتا ہے -

(۳) پس یہ جو کچھہ ھورھا ہے سو کیا ہے ؟ فرمایا کہ یہ ایک قانون ہے کہ و اما ماینفع الناس فیمکث في الا رض - یعني جس چیز میں نفع اور فائدہ ہے وھي زمیں پر رھیگي ' اور جو نافع نہیں ہے وہ جھاگ اور میل کي طرح چھانٹ دي جائیگي - اسکو زندگي

نہیں ملسکتی' اور یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ پانی کی طرح جھاگ کو اور سونے کی طرح میل کو بچا کر رکھا جاے -

(۴) اسکے بعد کیسے واضح لفظوں میں فرمایا کہ کذالک یضرب اللہ الحق و الباطل - حق اور باطل کی یہی مثال ہے : فاما الزبد فیذھب جفاء - پس جھاگ جو نافع نہیں ہے وہ باطل ہے ' باطل بہہ جائیگا ' چھانٹ دیا جائیگا - فنا ہو جائیگا ' حق وہ ہے جسکی تعریف ما ینفع الناس کے لفظوں سے سمجھہ لو - یعنی وہ چیز جو نافع ہے ' اور اسلیے اصلح اور امثل و اوفق ہے - پس وہی باقی رهیگی اور باقی رکھی جائیگی -

(۵) انتخاب طبیعی اور بقاء اصلح کی صحیح حقیقت یہی ہے - اور اس آیت نے صاف صاف طور پر واضح کردیا ہے کہ بقاء حق اور فناء باطل اسی قانون کا ظہور ہے -

اگر تم کہو کہ تنازع البقا کی اسمیں صراحت نہیں تو اسکے لیے سورۂ بقرہ کو پڑھو - فرمایا :

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض ولکن اللہ ذو فضل علی العالمین (۲ : ۲۵۲)	اور اگر اللہ ایسا نہ کرتا کہ بعض انسانوں کے ذریعہ بعض کو دفع کراتا تو زمین تباہ ہوجاتی لیکن اللہ کی حکمت کائنات کیلیے فضل و احسان ہے کہ وہ فساد کو اصلاح سے دور کراتا ہے -

اس آیۂ کریمہ میں صاف صاف واضح کردیا کہ اگر ایک گروہ کے ذریعہ دوسرے کو دفع نہ کیا جاتا تو زمین میں اصلاح باقی نہ رهتی اور وہ صرف نقص اور فساد کا گھر بنجاتی - خدا تعالی کی حکمت نے تنازع البقاء کے ذریعہ ایک سے دوسرے کو دفع کرایا اور یہی قوۃ دافعۂ فساد بقاء اصلح و امثل کا ذریعہ ہے - پس یہ بڑی ہی حکمت اور عدل فرمائی ہے کہ اس نے تنازع حیات میں طاقت و اصلح کو دفع و غلبہ کا ذریعہ بنایا تا کہ صرف صحت ہی دنیا میں باقی رہے - یہی چیز ہے جسکو ڈارون نہ پا سکا اور جسکے لیے جرمنی کا حکیم اعظم " نیشے " بیقرار ہے مگر اپنے سامنے نہیں پاتا -

اب تمام مقدمات ختم ہوگئے - آیندہ صحبت سے اصل مبحث شروع ہوگا اور وہ اسقدر اہم و اعظم ہے کہ اگر بہتر طریقہ سے صاف ہوگیا تو دو تہائی قران حکیم کی تفسیر ایک ہی مضمون میں ہو جائیگی -

شـرح مـوطـا

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے موطاء امام مالک کی شرحین عربی اور فارسی میں لکھی ہیں - " مصفی " اور " مسوی " - دونوں چھپ چکی ہیں مگر کم یاب ہیں - میرے پاس شرح فارسی مطبوعہ اور عربی قلمی موجود تھی لیکن اب تلاش کرنے سے معلوم ہوا کہ یا تو کوئی صاحب لیگئے یا بمبئی میں ضائع گئیں - اگر کسی صاحب کے پاس ہوں اور وہ فروخت کرنا چاہیں تو دفتر البلاغ کو اطلاع دیں - (ابو الکلام)

(گریٹ یورپین وار میپ) **نقشۂ جنگ** (اور ایڈیٹر الہلال کی راے)

عام تعلیم کے فقدان کیوجہ سے جغرافیہ و تقویم بلدان کی واقفیت عام اردو خوان پبلک کو بہت کم ہے اور اس سے واقعات عالم کے اخبار و حالات کو وہ پوری صحت کے ساتھ سمجھ نہیں سکتے علی الخصوص موجودہ عالمگیر جنگ کی خبروں کا صحیح اندازہ تو بغیر اس کے ممکن ہی نہیں کہ یورپ آیشیا اور آفریقہ کے تمام بحر و بر اور ان کے حدود و علائق پیش نظر ہوں اس بنا پر منشی محبوب حسن صاحب کی جانفشانی قابل داد ہے کہ انہوں نے ایک نہایت عمدہ اور مکمل نقشہ اردو و انگریزی مین مرتب کیا ہے اور اس مین پوری احتیاط و پابندی اصول نقشہ نویسی سے کام لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص کے لیے بھی ضروری ہے کہ اس نقشہ کی ایک ایک کاپی ضرور لین اور اپنے سامنے لٹکا دین موجودہ خونریز جنگ دنیا مین جو انقلاب پیدا کر رہی ہے اس کے اجمال کی یہ نہایت عمدہ شرح ہے - قیمت بغیر رنگ ۸ آنہ رنگین ۱۰ آنہ خولدنگ کتاب کی شکل خوبصورت پاکٹ بک سایز ۱۲ آنہ علاوہ محصول ڈاک - فقیر ابو الکلام - نقشہ کا سایز ۲۶ × ۴۰ انچ ہے -

ایم حسن برادرس نمبر ۶ نواب عبد اللطیف لین کلکتہ

اسئلۃ واجوبتہا

حکم رضاع و محرمات رضاعۃ

(از جناب مولوی حکیم غلام غوث صاحب - خانپور)

جناب اعلی و اقدس تحیۃ و تسلیم -

یہ استفتا .... بھیجا گیا تھا .... نے در مختار کی ایک عبارت کا ٹکرہ لکھکر فتوی دیا ہے کہ " ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت نہیں ہے ' اور صرف ایک عورت کا قول معتبر نہیں ہے - اوسکے قول سے حرمت رضاعت ثابت نہوگی ' پس نکاح دونوں میں جائز ہے - یعنی بھائی کی لڑکی اور بہن کے لڑکے کا نکاح باہم درست ہے " تم کلامہ -

اور ہمکو ضرورت ہے دلائل اور احادیث کی - رضاعت میں دودھہ کی مقدار کیا ہے ؟ اصلی علت و مصلحت حرمت کیا ہے ؟ کن روایات صحیحہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے جو جواب میں ظاہر کیا گیا ہے ؟ ساٹھہ برس کی عورت' اونیس سال سے بیوہ ' کیا اوس سے دودھہ آنا ممکن ہے ؟ اگر ممکن ہے تو حرمت رضاعت میں اوسکو دخل ہے یا نہیں ؟

آپکا مطالعہ وسیع اور اجتہاد قوی ہے ' اسلیے عرض ہے کہ تشریح کے ساتھہ آگاہی بخشیں ' اور اس مسئلہ پر تشریح کے ساتھہ سنکر عمل کرنا ہے -

اگر جواز کا مسئلہ طمانیت بخش نہ ملا ' تو شاید وہ کہیں لڑکی بیاهیگا نہیں - دیوبند سے جواب آ گیا ' لیکن ضرورت تفصیل کی باقی ہے -

(استـفـتـا)

کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی لڑکی اور اوسکی حقیقی بہن کا لڑکا ہے - یہ تو ظاہر ہے کہ انکا نکاح جائز ہے ' مگر بات یہ آ پڑی ہے کہ اوس شخص کی وهی بہن جسکا لڑکا ہے مرگئی' اور وہ بچہ دودھہ پر تھا - پرورش کے لیے ایک ایسی عورت کو سونپا گیا جسکی عمر ساٹھہ برس سے متجاوز اور ۱۹ سال سے بیوہ تھی - یہ عورت لڑکی والے اور اوسکی بہن لڑکے والی کی بھی والدہ ہے !

بچہ کو دودھہ مختلف عورتیں پلاتی رهیں - اب نکاح ہونے کی بات سنکر اوسی اونیس سال کی بیوہ عورت نے ظاہر کیا ہے کہ یہ بچہ میرے پستان چوسا کرتا تھا - دودھہ تو نہیں آتا تھا ' مگر پانی نکلتا تھا -

اور یہ بھی ہے کہ وهی بیوہ عورت جو لڑکی اور لڑکے کے ماں باپ کی والدہ ہے ' یہ پیوند نہیں چاهتی - دوسری جگہ کے لیے اسکا اصرار ہے اور انکا انکار -

مشرح جواب کی بدلائل عقلی و نقلی ضرورت ہے -

البـلاغ :

سب سے پہلے یہ سمجھہ لینا چاہیے کہ حکم رضاعۃ سے شارع کا مقصود کیا ہے ؟ کتاب و سنۃ کی تصریحات بینہ سے ہم اس اصل تک پہنچ چکے ہیں کہ شریعت کا کوئی حکم مصلحت و حکمت سے خالی نہیں ہوتا ' اور ضرور ہے کہ ہر حکم اپنے بیانات میں اسکی

مصلحت و حکمت کي طرف بھي اشارہ کردے - یہ دوسري بات ہے کہ بعض اوقات اپنے قصور فہم و نارسائي فکر سے ہم علل و حکم کو نہ سمجھہ سکیں -

یہ معلوم ہے کہ قران حکیم نے اُن عورتوں کو جنکا بچپنے میں دودھہ پیا ہو ' مثل ماؤں کے قرار دیا : و امھاتـکم اللاتي ارضعنکم - (۴ : ۲۲) اور انحضرۃ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا : ان اللہ حرم من الرضاع ما حرم من النسب - یعني نسب کے تعلق سے جو رشتے حرام ھیں ' دودھہ کے رشتے سے بھي اللہ نے حرام کردیے - یہ روایت حضرۃ علي علیہ السلام کي ہے جسکو امام احمد و ترمذي نے درج کیا ہے - لیکن اسکے ھم معني روایات حضرۃ ابن عباس و حضـرۃ عائشـہ رضی اللہ عنہمـا سے بخاري و مسلم وغیـرہ میں باختلاف جزئیات الفاظ موجود ھیں -

اب غور کیجیے کہ اس حرمت کي علت کیا ہے ؟ سو فکر صحیح بتـلاتي ہے کہ اولاد اور ماں کے تعلق میں سب سے زیادہ نمایاں چیز پیدایش کے بعد رضاعۃ ھي ہے - بچہ جب دنیا میں آتا ہے تو اسکي غـذا کیلیے دنیا کي تمام پیداوار و حاصلات یکقلم بیکار ھوتي ھیں - نباتات کي نعمتیں اسکے کام نہیں آسکتیں' حیوانات کا گوشت اسکے لیے ایذت پتھر سے زیادہ قیمتي نہیں ھوتا ' پاني جس سے دنیا کي ھر چیز زندگي پاتي ہے اور جو زندگي کیلیے سب سے بڑي ضروري نعمت ہے' وہ بھي اسکے لیے بیکار ھوتا ہے - صرف ایک ھي غـذا ھوتي ہے جو تمام کائنات ارضي کي غذاؤں میں سے اسکے کام آسکتي ہے اور جسکو حاصل کرکے وہ دنیا میں ایک کامل انساني جسم و شکل اختیار کرسکتا ہے - یہ غذا دودھہ ہے' اور فطرۃ الہي نے قبل اسکے کہ وہ دنیا میں آے ' ماں کے جسم کے اندر ھي اسکا انتـظام کردیا ہے : ربنـا الـذی اعطي کل شي خلقہ ثم ھدی (۲۰ : ۳۰)

یہي چیز اسکي زندگی کا اولین وسیلہ اور اسکے بقاء وجود کا ذریعۂ وحید ہے - اگر ایک بچے کي نشو و نما اور ارام و آسایش کا تمام انتظام کردیا جاے اور صرف یہي ایک چیز اس سے چھین لي جاے ' تو دنیا اور دنیا کا تمام دستر خوان نعائم و لذائذ اسکے لیے بیکار ھو جائیگا اور وہ تھوڑے ھي دیر کے بعد ھلاک ھوجائیگا - کیونکہ یہي اسکي غذا ہے ' اسي غذا سے اسکا جسم بنتا ' گوشت بڑھتا ' خون صالح پیدا ھوتا ' اور ھڈیوں کے اجزا نشو و نما پاتے ھیں - موجودہ زمانے میں بڑے بڑے ڈاکٹروں نے تحقیق و اختبار کے بعد تسلیم کرلیا ہے کہ بچے کي صحیح و صالح غذا ماں کا دودہ ہے - جو لوگ حیوانات کے دودہ سے بچے کو پالتے ھیں ' وہ اسکي ابتدائي زندگي ھي میں اسکو صحت و توانائي سے محروم کردیتے ھیں -

پس دودہ کا تغذیہ ماں اور اولاد کے تعلق کا سب سے زیادہ بنیادي معاملہ ہے - اس بنا پر اگر ایک عورت نے کسي دوسرے کے بچے کو بھي دودہ پلایا اور پرورش کیا ' تو وہ ٹھیک ٹھیک مثل اسکے حقیقي ماں کے ھوگئي - جسطرح ماں کا دودہ اسکے جسم کے اجزاء کي تولید و نمؤ کا ذریعہ تھا ' اسي طرح اسکے دودہ سے اسکے ھیکل جسم کا ایک ایک ذرہ بنا اور ھڈیوں کے اجزا تک میں پیوست ھوگیا -

یہ امومۃ یعنی ماں ھونے کا ایک صحیح اور طبیعي اشتراک ہے ' اور اسلیے ضروري ہے کہ جو حقوق حقیقي ماں کے بچے پر ھوں ' وھي حقوق امومۃ رضاعۃ یعني دودہ پلانے والي کے بھي قرار دیے جائیں ' اور جو اثرات ان حقوق سے مرتب ھوتے ھیں ' وہ سب کے سب اس حالت میں بھي مرتب ھوں -

ایک اور دقیق نکتہ بھي اس بارے میں پیش نظر رہے - اللہ تعالی کے صفات میں ایک تو خالقیت ہے اور ایک ربوبیت - مجازي طور پر والدین بھي بچے کیلیے خلقت اور ربوبیت ' دونوں کا واسطہ ھوتے ھیں ' پس اگر امومۃ حقیقي کو مجازي خالقیت حاصل ہے تو امومۃ رضاعۃ کو مجازاً ربوبیت - ربوبیت کے معني پرورش اور حسب احتیاج و وقت ضروریات پورا کرنا ہے -

لہذا شارع نے دودہ پلانے والي امومۃ کو بھي امومۃ حقیقي کے لقب سے موسوم کیا ' اور انکا شمار بھي " امہات " میں ھوا کہ : و امھاتـکم اللاتي ارضعنـکم - اور : ان اللہ حرم من الرضاع ما حرم من النسب - کیونکہ نسب میں ایک بڑي چیز حق رضاعۃ ہے اور وہ امہات حقیقي اور امہات مرضعہ دونوں میں مشترک ہے -

چنانچہ تاریخ اسلام کے ایک عظیم الشان شخص ملہم و مجدد' یعني حضرت حجۃ الاسلام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ھیں :

ومنها الرضاعۃ فان التي ارضعت تشبہ الام من حیث انہا سبب اجتماع امشاج بنیـۃ و قیـام ھیکـلہ ' غیر ان الام جمعت خلقتہ في بطنہا و ھذہ درت علیہ سـد رمقۃ في اول نشاءتہ فھي ام بعـد الام و اولادھـا اخوۃ بعـد الاخـوۃ - (حجۃ اللہ البـالغـہ مطبوعہ مصر ۲ : ۹۸)

اور محرمات شرعیہ میں سے رضاعۃ بھي ہے ' اور اسکي علت یہ ہے کہ جس عورت نے دودہ پلایا تو وہ حقیقي ماں کے مشابہ ھوگئي - اس بنا پر کہ اسي کا دودہ بچے کے اخلاط جسم کے اجتماع اور صورت جسم کے قیام اور نشوؤ نما پانے کا مثل ماں کے ذریعہ ھوا - حقیقي ماں کے شکم میں اسکے جسم کي خلقت کا اجتماع و انضمام ھوا تھا ' اور دودہ پلانے والی نے اسکي پہلي نمود میں غذا دیکر اسکی خلقت و جسم کو نشو و نما بخشي - پس یہ اسکي دوسري ماں ھوئي بعد حقیقي ماں کے ' اور اسي لیے اسکي اولاد بھائي بہن ھوے بعد ھم بطن بھائي بہنوں کے -

اس علت و مصلحت کے معلوم کرنے کے بعد قدرتي طور پر حسب ذیل امور سامنے آجاتے ھیں :

(۱) حکم رضاعۃ میں اصل وھي ہے جو اس لفظ سے ظاھرتا ہے - یعنی دودہ کا پینا ' پس شبہ رضاعۃ کي ھر وہ حالت جس میں یہ اصل نہو' رضاعۃ میں داخل نہیں -

(۲) بچے کي ابتدائي عمر کا جو حصہ ایسا ھوتا ہے جس میں اس کي غذا دودھہ ھوتي ہے ' اسي حصۂ عمر سے یہ متعلق ھوگا - کیونکہ مقصود اصلي تغذیۂ شیر و تربیت مولود ہے -

(۳) چونکہ اصل حرمت تغذیۂ شیر ہے اسلیے حکم رضاعۃ کے نفاذ کیلیے ایک کم سے کم مقدار بھي ھوني چاھیے - لیکن یہ مقدار ایسي ھي ھوني چاھیے جس سے علت نہي و حرمت یعنی نشو و نماء جسم و تولید خون وتشکیل ھیکل و بنیہ حاصل ھو و الا فلا

چنانچہ حضرۃ شاہ ولي اللہ نے بھي اس کے طرف اشارہ کیا ہے جبکہ فرمایا ہے : و لما کان الرضاع انمـا صار سببـا للتحریم لمعني المشابہۃ بالام في کونہا سبباً لقیام بنیۃ المولود و ترکیب ھیکلہ ' وجب ان یعتبر في الارضاع شیئان : احد ھما القدرۃ الذي یتحقق بہ ھذ المعني .... و الثاني ان یکون الرضاع في اول قیام الھیکل و تشبح صورۃ الولد' و الا' فھو غذاء بمنزلۃ سائر الاغذیۃ الکائنۃ بعد التشبح و قیام الھیکل (۲ : ۹۸) یعني چونکہ رضاعۃ کا سبب حرمت ھونا اس علۃ پر مبني ہے کہ مولود کے جسم و وجود کے نشو و نما کا ذریعہ مرضعہ کا دودہ ھوتا ہے ' اسلیے ضرور ھوا کہ رضاعۃ میں دو چیزیں بطور اصل کے دیکھي جائیں - اول اتني مقدار میں رضاعۃ کا ھونا جس سے یہ صورت پیدا ھو' دوسرے یہ رضاع انسان کے اول عہد میں ھو جبکہ دودھہ اسکي غـذا ھوتي ہے' اور اسي سے اسکا جسم و ھیکل نشوؤ نما پاتا ہے - انتھی ملخصاً -

(احادیث رضاعة)

اب آپ احادیث صحیحهٔ باب پر نظر ڈالیے اور غور کیجیے که سطور مندرجهٔ صدر محض عقلي استنباط و تعلیل هي نهیں هیں بلکه احادیث صحیحه سے ٹهیک ٹهیک یهي امور بطور اصول کے معلوم هوتے هیں -

سب سے پہلے حضرة عائشه کي حدیث مسلم وغیره سامنے آتي هے که " لا تحرم المصة و المصتان " یعني ایک دو مرتبه بچے کا پستان چوسنا حرمت رضاعة کا موجب نهیں هوسکتا - پهر حدیث ام الفضل مندرجهٔ مسلم میں ایک شخص نے آنحضرة سے پوچها : کیا ایک مرتبه بچے کے منه لگا دینے سے حرمت هوجاتي هے ؟ فرمایا : لا تحرم الرضعة ولا الرضعتان و لا المصة و المصتان - ایک دوسري روایت میں " لا تحرم الاملاجة و لا الا ملاجتان " بهي آیا هے - اسي طرح احمد و نسائي اور ترمذي نے حضرة ابن زبیر سے روایت کي هے که " لا تحرم من الرضاعة المصة والمصتان " ترمذي میں هے : " الصحیح عن اهل الحدیث من روایة ابن الزبیر عن عائشه کما في الحدیث الاول " حاصل سب کا یه هوا که بچے کے ایک دو بار منه لگا دینے اور دوده پي لینے سے حرمت نهیں هوسکتي - " رضعه " سے مقصود رضاع کا ایک مرتبه هونا هے - بچے نے جب پستان منه میں لیا اور بغیر کسي کے چهڑاے خود چهوڑ کے دوباره پینا چاها تو یه ایک " رضعه " هے - " مصه " کے معني هیں کسي چیز کو تهوڑا سا لینا - یا تهوڑا سا پینا - " ملج " کے معني بهي یهي هیں - یعني بچے کا هونٹوں میں پستان کو لینا اور دوده پینا - پس تمام احادیث میں یهي الفاظ فرماے جنسے واضح هوگیا که ایک دو مصه و رضعه سے حرمت نهیں هوتي -

اسکے بعد حضرة عائشه کي وه مشهور حدیث پڑهیے جسکو باختلاف الفاظ و باتحاد معني بخاري و مسلم اور ترمذي و احمد وغیره نے روایت کیا هے که " کان فیما نزل من القرآن عشر رضعات معلومات یحرمن ثم نسخن بخمس معلومات " الخ - اس حدیث سے ثابت هوا که آخري تعداد اسکي پانچ رضعات هیں - یعني بچے کا پانچ بار پینا - قصهٔ ارضاع سالم بهي اسکا موید هے که " ثم ارضعیه خمس رضعات " اور خوف طوالت مانع تفصیل -

ان تمام روایات سے ثابت هوگیا که چونکه اصل علت حرمت دوده کا تغذیه اور اس سے جسم کا طیار هونا هے ' اور یه حالت ایک دو مرتبه پي لینے سے اس درجه تک نهیں هوتي که ماں کے حقوق قائم هوجائیں ' اسلیے شارع نے ایک دو بار پینے کو وجه حرمت نهیں قرار دیا ' اور اسکي مقدار و تعداد اتني مقرر کردي جس سے مولود کے جسم کو کافي مقدار میں غذا ملسکے -

چنانچه صحابه میں حضرة علي ' حضرت عایشه ' حضرة ابن مسعود ' ابن زبیر رضي الله عنهم کا یهي مذهب تها که خمس رضعات معلومات سے کم میں حرمت نهیں هوتي - حضرة عطاء ' طاوس ' سعید بن جبیر ' عروه ابن الزبیر ' لیث بن سعد ' وغیرهم بهي اسي طرف گئے هیں - ائمهٔ امصار میں حضرة امام شافعي ' امام احمد (في ظاهر مذهبه) ابن حزم ' اور اسحق کا بهي یهي مذهب هے - لیکن حضرة امام اعظم ابو حنیفه اور امام مالک رحمهما الله نے قلت و کثرت اور تعداد و مقدار کو اس بارے میں اهمیت نه دي ' اور بسبب اهمیت حکم تحریم رضاع هر حال میں حرمت کو ضروري قرار دیا ' سو بقول صاحب حجة الله یه ایک طرح کي مزید احتیاط هے ' مگر احادیث و روایات وهي هیں جو اوپر درج کردي گئیں - وجوه و قیاسات حنفیه شرح معاني و غیره میں به تفصیل دیکهے جاسکتے هیں ' اور امام المحققین حجة الاسلام حضرة امام ابن قیم نے زاد المعاد میں اور شیخ المتاخرین امام شوکاني نے نیل میں نهایت تفصیل کے ساته تمام پهلوؤں پر بحث کردي هے -

اب اسکے بعد اور آگے بڑهیے - ترمذي میں حضرة ام سلمه سے هے که " لا یحرم من الرضاع الا ما فتق الامعاء في الثدي و کان قبل الفطام " دار قطني کي روایت میں هے " لا رضاع الا ما کان في الحولین " ابو داؤد طیالسي اپني مسند میں لاے هیں : " لا رضاع بعد فصال و لا یتم بعد احتلام " ان سب سے بڑهکر حضرة عائشه کي حدیث هے که جب آنحضرة نے انکے پاس ایک شخص کو دیکها تو پوچها که یه کون هے ؟ حضرة عائشه نے کها میرا برادر رضاعي هے - اسپر فرمایا : " یا عائشه ! انظرن من اخوانکن فانما الرضاعة من المجاعه " اس حدیث کو ترمذي کے علاوه تمام اصحاب صحاح نے روایت کیا هے - حاصل ان تمام روایات کا یه هے که حرمت رضاعة کیلیے ضروري هے که دوده پینے کي عمر میں بچه اسقدر دوده پیے جس سے اسکا معده کافي غذائیت حاصل کرسکے - اور اسکے لیے ضروري هے که بچے نے اس زمانے میں دوده پیا هو جبکه اسکي غذا صرف دوده تهي اور اسلیے وه اپني بهوک کو صرف ماں کے دوده هي سے دور کر سکتا تها - یعني ابتدا کے دو سال یا کچهه زیاده -

اسکے علاوه ابو داؤد کي ایک اور روایت مرفوع بهي هے که " لا رضاع الا ما انشر العظم و انبت اللحم " لیکن اسکے اسناد میں ابو موسی الهلالي اور انکے والد دو مجهول شخص هیں - امام بیهقي کي ایک روایت سے خود ابو موسی کي مجهولیة تو دور هوجاتي هے مگر انکے والد کي مجهولیة باقي رهتي هے - تاهم بصورت صالحیة احتجاج ' یه روایت بهي سابق روایات کي مؤید هے - یعني دوده کا اسقدر پینا جس سے مولود کے جسم و هیکل میں نشوو نما هوسکے -

پس غور کیجیے که ان تمام روایتوں سے بهي وهي علت اصلي ثابت هوئي جو بطور اصل کے اوپر لکهي جاچکي هے - چونکه وجه تحریم دوده کا تغذیه اور اس سے جسم کا نشو و نما پانا هے ' اسلیے واضح کردیا گیا که وهي رضاعة سبب حرمت هو سکتي هے جو دوده پینے کے زمانے میں هوئي هو ' بچے کیلیے غذاء اصلي هو ' اور اس سے اسکے جسم و هیکل میں نشو و نما هو سکے -

خود شارع نے اسکي اخري مقدار " خمس رضعات معلومات " قرار دیدي هے - پس دوده پینے کے زمانے اور " حولین " میں جب کبهي خمس رضعات معلومات هو تو یه وه رضاعة هوگي ' جسکو شارع نے " ما فتق الامعاء في الثدي " اي في زمن الثدي قرار دیا هے ' اور یهي وه مقدار هے جو شارع کے نزدیک " ما انشر العظم و انبت اللحم " هے -

(صورت مسئوله)

اب آپکے سوال کي طرف متوجه هوتا هوں - آپنے ایک تو مخصوص صورت حال پیش کي هے - ساتهه هي نفس مسئلهٔ رضاعة کے متعلق بهي تشریح چاهي هے - اصل مسئله کیلیے تو غالباً سطور مندرجهٔ صدر کافي هونگي ' رهي صورت مسئوله تو ضمناً اسکا بهي جواب هوگیا - روایات مندرجهٔ صدر سے ثابت هوگیا که وجه حرمت تغذیهٔ شیر هے - یعني مولود کا دوده پینا - پس اگر کوئي عورت بهلانے کیلیے بچے کے منهه کو اپني چهاتي سے لگادے اور وه بغیر دوده کے محض چوستا رهے ' تو اس سے هرگز هرگز حکم تحریم رضاعة ثابت نهیں هوسکتا ' اور بجز احمق و بے عقل کے کوئي شخص اسکا تصور بهي نهیں کریگا - صورت مسئوله میں عورت کا یه کهنا که پاني نکلتا تها ' محض لغو و بے اثر هے - جب عورت عرصه سے بیوه هوچکي تهي بلکه سن یاس تک پهونچ چکي تهي تو دوده کا وجود هي باقي نه رها ' اور چونکه وجه حرمت دوده کا پینا هے ' اسلیے حرمت کا بهي وجود باقي نهیں -

آپ دیکهه رهے هیں که احادیث صریحه تو اس حالت کو بهي وجه حرمت قرار نهیں دیتے که بچه ایک دو بار پستان منهه میں

لیلے اور دودھ پیلے - مصة و لا مصتان، رضعة ولا الرضعتان، املاجة و لا الا ملاجتان' نصوص صریحه و قاطعه هیں - پھر جب دودھ کے وجود اور حالت مرضعیة میں بھی ایک دو بار مکیدن و نوشیدن وجه حرمت نہیں' تو صورت مسئوله میں کیونکر حرمت هو سکتی هے ؟ جن ائمهٔ کرام رحمهم الله نے حرمت میں قلت و کثرت اور مقدار و عدد کو تسلیم نہیں کیا هے ' انکے نزدیک بھی دودھ کا وجود بہر حال ضروری هے - پس کسی طرح بھی اُس عورت کا بیان مفید حرمت نہیں هو سکتا -

چنانچه یہی وجه هے که گیارهویں صدی کے مجدد و مصلح امام المتاخرین علامهٔ شوکانی نے اپنے مختصر درالبهیه میں باب الرضاع کو حسب ذیل جامع و حاوی لفظوں میں لکھا هے :

انما یثبت حکمه بخمس رضعات مع تیقن وجود اللبن و یحرم ما یحرم بالنسب (نسخهٔ قلمی منقول از خط مصنف)	رضاعة کا حکم پانچ مرتبه دودھ پینے سے ثابت هوگا ایسی حالت میں که دودھ کا وجود یقینی هو' اور پھر رضاعه سے بھی وه تمام رشتے حرام هو جائینگے جو نسب سے هوتے هیں -

سبحان الله ! کیا جامع و مانع الفاظ هیں' اور کس طرح چند لفظوں کے اندر باب الرضاع کے تمام مباحث مهمه و طویله کو ختم کردیا هے- حضرة علامهٔ شوکانی کے یہی خصائص و فضائل و آیات باهرهٔ حکمة یمانیه هیں جنکو دیکھکر روح بے اختیار جوش تحسین و آفرینش سے معمور هو جاتی هے' اور ارباب حق و صفا و پرستاران کعبهٔ کتاب و سنت بیخودانه پکار اٹھتے هیں :

و انی و ان کنت الاخیر زمانه
لات بما لم یستطعه الاوائل

اب غور کیجیے که کس طرح علامه و مجدد ممدوح نے " مع تیقن وجود اللبن " کی قید لگا کر آپکے سوال کا جواب صاف دیدیا هے اور یه حقیقت اسقدر واضح هے که اسدرجه بحث و تحقیق کی بھی ضرورت نه تھی -

بہر حال جو جواب آپکے سوال کا بعض علماء عصر نے دیا هے که " عورت کا بیان مفید حرمت نہیں اور نکاح هوسکتا هے " بالکل صحیح هے - رها یه مسئله که اس بارے میں " صرف ایک عورت کا قول معتبر نہیں " تو یه امر البته بحث طلب ' اور صحیح بخاری وغیرہ میں حدیث عقبه بن الحرث اور واقعه امة سوداء موجود ' اور مذهب حضرة عثمان و ابن عباس و زهری و الحسن و اسحق و الاوزاعی و احمد بن حنبل و مالک رحمهم الله معلوم ' لیکن آپکی پیش کرده صورت کو اس مسئله سے کوئی تعلق نہیں - مجرد مرضعه کی شہادت معتبر هو یا نهو ' لیکن یہاں تو سرے سے حالت رضاعة هی مفقود هے - کوشش کیجیے که یه جاهلانه خیال دور هوجاے اور جو رشته شرعاً جائز هے ' اسکو شریعة پر افتراء کرکے اور اسکی نسبت غیر صحیح سے نا جائز فائدہ اٹھاکر نه روکا جاسکے ' که یه ایک خدمت دینی هوگی اور آپکا اجر الله کے یہاں طیار هے -

ایجنٹوں کیلئے کمیشن

هندوستان کے تمام اردو ' بنگله ' گجراتی ' اور مرهٹی هفته وار رسالوں میں البلاغ پہلا رساله هے جو باوجود هفته وار هونے کے روزانه اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت هوتا هے - تمام ملک ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک اسکی اشاعت کے استقبال کیلیے چشم براه هے - پس اگر آپ ایک عمده اور کامیاب تجارت کے متلاشی هیں تو ایجنسی کیلیے درخواست بھیجیے ' کمیشن معقول دیا جاتا هے -

مسئلهٔ تسمیهٔ طٰه و یاسین

(ایک مستفسر - از آره)

(۱) ناموں میں معنی اصلی ملحوظ هوتے هیں یا نہیں ؟

(۲) یاسین اور طه نام رکھنا جائز هے یا نہیں ؟

یہاں مولوی رحیم بخش صاحب نے ان سوالوں کا یه جواب دیا هے که :

(۱) معانی کا ملحوظ هونا عقلاً ضروری نہیں مگر اس سے بالکل انکار بھی نہیں کیا جاسکتا - احادیث صحیحه سے معلوم هوتا هے که آنحضرة نے متعدد ایسے ناموں کو بدلدیا جنکے معانی اچھے نه تھے - ترمذی میں هے : ان النبی صلعم کان یغیر الاسم القبیح -

(۲) یاسین اور طه نام رکھنا یقیناً منع هے که وه اسماے الهیه و اسماء آنحضرة صلی الله علیه وسلم میں سے ایسے نام هیں جنکے معانی معلوم نہیں - کیا عجب که انکے وه معانی هوں جو غیر خدا یا غیر رسول پر صادق نه آسکیں - چنانچه امام ابن عربی نے احکام القران میں حضرة امام مالک کا قول نقل کیا هے که یاسین نام نه رکھو کیونکه وه الله کا نام هے -

نیز مولوی صاحب موصوف یه بھی فرماتے هیں که جس شخص کا نام طه یا یاسین هو ' اسکے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں- اب جناب سے گذارش هے که اسکا جواب البلاغ میں مرحمت هو -

البـــلاغ :

ناموں میں انکے معانی کی رعایت کا هونا عقلاً واضح و بین ' اور احادیث صحیحه سے ثابت و معلوم هے - اگر ناموں میں معانی ملحوظ نہیں تو عبد المسیح اور عبد العزی کیوں ناجائز هوں اور کیوں بدلے گئے ؟ کسی عمارت کا هم نام رکھتے هیں تو مہمل و بے رعایت نہیں رکھتے ' کتابوں کا نام رکھتے هیں تو کتاب کے موضوع و مقصد کو ملحوظ رکھتے هیں ' حتی که اپنے پالتو اور محبوب جانوروں کے ناموں میں بھی رعایت معانی ضرور کرتے هیں ' پھر یا للعجب اگر انسان کے نام میں جس سے وه مدة العمر پکارا جائیگا اور جو همیشه کیلیے اسکا علم و خطاب هوگا ' معانی صحیحه و مفہومات مستحسنه کی رعایت ملحوظ نه رکھی جاے - احادیث اس بارے میں بے شمار هیں اور کتب محدثین میں یه مبحث به تفصیل موجود هے - حضرة عمر رضی الله عنه نے اپنی ایک لڑکی کا نام " عاصیه " رکھا تھا - آنحضرة نے بدلکر " جمیله " رکھا - عاصیه کے معنی گنهگار اور نافرمان کے تھے ' آپنے نام بدلکر گویا اشارہ کردیا که انسان کیلیے بہتر وصف جمال هے نه که عصیان - حضرة علی علیه السلام نے اپنے صاحبزادے کا نام حرب یعنی لڑائی رکھا - عرب میں یه نام بکثرت رکھا جاتا تھا - آنحضرة نے سنا تو فرمایا حسن رکھو - جب دوسرے صاحبزادے پیدا هوے تو پھر حضرة علی نے وهی " حرب " تجویز کیا - آپنے پھر بدلدیا اور حسین رکھا - تیسرے صاحبزادے محسن هیں ' انکا نام بھی پہلے حرب رکھا تھا ' مگر آنحضرة نے بدلکر محسن کردیا -

حضرة سعید بن مسیب کہتے هیں که میرے جد امجد جب آنحضرة صلی الله علیه و سلم کی خدمت میں حاضر هوے تو آپنے نام پوچھا - عرض کیا " حزن " یعنی رنج و ملال - فرمایا " بل انت سهل " لیکن چونکه حزن مشہور هوچکا تھا ' لوگ اسی نام سے پکارتے رهے -

مجھے اس وقت فرصت بالکل نہیں هے اور کتابوں کو نہیں دیکھه سکتا ' لیکن یاد پڑتا هے که ابو داؤد میں بروایت ابو وهب هے :

" قال رسول الله صلعم : سموا باسماء الانبياء و احب الاسماء الى الله عبد الله و عبد الرحمن " يعني انبياء کرام کے نام رکھا کرو اور سب سے زیادہ پیارا نام الله کے نزدیک عبد الله اور عبد الرحمن ہے -

ان تمام تصریحات و واقعات سے ثابت ہوا کہ :

(۱) شارع نے ناموں کے معاني و مطالب کي رعایت کي ہے جیسا کہ عقل صحیح کہتي ہے کہ ہوني چاهیے - نام سب سے پہلي چیز ہے جو مسمی کو نمایاں کرتي ہے - پس اگر اسمیں رعایت معاني صحیحۂ و مستحسنه ملحوظ نہو تو اسکا اثر مسمي کي شخصیت و وجود پر لا محاله پڑیگا -

(۲) مسلمانوں کے ناموں کیلیے ضروري ہے کہ تمام غیر شرعي نسبتوں سے پاک ہوں - بحکم حدیث مسلم " لا یقولن احد کم عبدي و امتي - کلکم عبید الله و کل نسائکم اماء الله " یعني اپنے غلاموں اور زیردستوں کو کوئي اپنا بندہ اور بندي نه کہے - تم سب صرف الله هي کے بندے هو ' اور سب عورتیں الله هي کي بندیاں هیں -

(۳) مومن و مسلم هستي وہ اشرف و اعلی هستي ہے جسکو خدا نے " خیر البریه " قرار دیا ہے ' یعني تمام کرۂ ارضي میں اس سے اشرف و اعلی کوئي وجود نہیں - پس انکے نام بھي ایسے ہونے چاهئیں جو به لحاظ اپنے مطالب و معاني کے اشرف و اعلی ہوں ' اور شرف انسانیت و ایمان کو واضح کرنے والے ہوں ' نیز تمام غیر الہي نسبتوں سے پاک ہوں - اگر خود انکي پیشاني خدا کے سوا اور کسي کے آگے نہیں جھک سکتي ' تو انکے ناموں میں بھي خدا کے سوا اور کسي کي عبودیت و غلامي کي نسبت نہیں ہوسکتي -

(۴) آنحضرة صلی الله علیه و سلم نے همیشه ایسے ناموں کو بدل دیا جنکے معاني اخلاق فاضله و خصائص حسنه کے خلاف تھے ' کیونکه یه شرف انساني و اسلامي کے خلاف ہے - لیکن آجکل هزارها جاهل مسلمان ایسے نام اپنے بچوں کے رکھتے هیں جو الفاظ کے لحاظ سے کریهه الصوت اور معاني کے لحاظ سے ارذل و اسفل هیں ' مثلاً دمڑي ' چھکوڑي ' بھوسي ' شبراتي ' چھٹن ' بدن ' بدھن ' وغیرہ وغیرہ من الخرافات ' تو یه سب شرعاً بالکل نا جائز هیں اور اپنے وجود مومن و مسلم کو جو الله کے آگے زمین و آسمان کي تمام کائنات سے زیادہ افضل و برتر ہے ' ذلیل و خوار کرنا ہے - علماء کا فرض ہے کہ ایسے ناموں کو حکماً بدلیں ' بشرطیکه وعظ کي قیمت وصول کرنے اور پیري و مرشدي کے نذرانے لینے کے سوا اور بھي کوئي کام وہ کرنا چاهتے ہوں -

(۵) فرمایا که انبیاء کرام کے نام رکھو - کیونکه انبیاء کرام کے نام نہایت اجمل و احسن هیں - انکے هم اسم ہوکر انکے اعمال جلیله و اسوۂ حسنه کي پیروي کا شوق ہوگا - و لنعم ما قیل :

فتشبهوا ان لم تکونوا مثلهم
ان التشبه بالکرام کرام

سب سے زیادہ محبوب نام الله کو عبد الله اور عبد الرحمن جیسے نام هیں ' اور یه بالکل ظاهر ہے - عبد الله کے معني یه هیں که وہ انسان جسکي غلامي اور عبودیت کیلیے الله کے سوا اور کسي کي چوکھٹ نہیں ' سو جو انسان عبد الله ہوگا ' یعني صرف الله هي کا اور الله هي کیلیے ہوگا ' اس سے بڑھکر الله کو اور کون محبوب ہوسکتا ہے ؟ پھر اس حدیث پر غور کرو که الله کو اپني عبدیت و غلامي کس قدر محبوب ہے که ناموں میں بھي وہ انهي ناموں کو محبوب رکھتا ہے جنمیں اسکي غلامي کي طرف اشارہ ہو - آہ ' جس ذات کو نام میں بھي غیر کي عبدیت پسند نہیں ' وہ عمل کے اندر دوسروں کي غلامي میں تم کو دیکھنا کب گوارا کریگا ؟ إن الله لا یغفر ان یشرک به و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء - محبوب کہتا ہے که عاشق کي ساري خطائیں معاف هیں لیکن یه خطا معاف نہیں ہو سکتي که میرے سوا کسي دوسرے کو بھي اپنے دل میں جگه دے که دل صرف میرے لیے ہے :

اذا کان هذ الدمع یجري صبابة
علی غیر لیلی فهو دمع مضیع

میں نے جب ابو داؤد میں یه الفاظ پڑھے تھے : احب الاسماء الی الله عبد الله - تو کہه نہیں سکتا که قلب و جگر کا کیا حال ہوا تھا ؟ آہ ' ایسا کیوں نہیں ہے که جگر پھٹ جاتے اور کیوں دلوں کے ٹکڑے منهه سے نہیں نکل پڑتے ؟ الله الله ! اسکو تو ناموں میں بھي وهي نام پسند جسمیں اسکے غلامي کي نسبت ہو ' اور همیں اپنے کاموں میں وہ کام پسند جو دوسروں کي غلامي کي لعنت سے مخذول و ملعون ہوں !

سارت مشرقه و سرت مغرب
شتان بین مشرق و مغرب

آپ کہینگے که مبحث کیا ہے اور کہه کیا رها ہوں ؟ هاں یه سچ ہے ' مگر میں کیا کروں ' کوئي بحث ہو مگر دل کے اصلي زخم کو نہیں بہلا سکتا ' اور جب ٹیس اور ٹیک ہو تو ہر صحبت میں آہ نکل هي آتي ہے :

تمثل لي لیلي بکل سبیل !

رها آپکا دوسرا سوال که یاسین اور طه نام رکھا جاے یا نه رکھا جاے ؟ تو مولانا رحیم بخش صاحب نے جو جواب دیا ہے صحیح ہے ' اور اولی یهي ہے که انسے احتراز کیا جاے کیونکه انکے معاني یقیني طور پر متحقق نہیں اور اسلیے طرح طرح کے خدشات لاحق ' اور حضرة امام مالک کي نهي قابل قبول و مدلل -

البته مولوي صاحب کا یه تشدد که جس شخص کا نام طه ہو اسکے پیچھے نماز درست نہیں ' بالکل غلط اور یکسر قابل رد و انکار ہے - صحت امامت کے شرائط هم کو معلوم هیں ' اور ان پر تسمیۂ طه سے کوئي اثر نہیں پڑتا - معلوم نہیں اصلي حالات کیا هیں اور کیا امور مفتي کے سامنے پیش کیے گئے ؟ بہر حال اگر ایک شخص کا نام طه ہو اور وہ نماز پڑھاتا ہو تو بلا تکلف اسکے پیچھے نماز پڑھیے - کوئي دلیل شرعي اسکے خلاف نہیں -

الهــلال کی مکمــل جلــدیں

آخــري فــرصــت

الهــلال کي مکمل جلدیں اب بالکل ختم ہوگئي هیں - صرف دوسري اور تیسري جلد کے چند مکمل نسخے باقي هیں - بظاهر امید نہیں که پھر دوبارہ مجلدات الهــلال طبع ہو سکیں - اسلیے ارباب ذوق اس آخري مہلت سے فائدہ اٹھائیں اور اگر طلب ہو تو دفتر سے منگوالیں - هر نسخه مجلد ہے - مع فہرست مضامین و تصاویر - قیمت مجلد آٹھ روپیه -

بعض جلدیں نا تمام بھي نکل سکتي هیں - یعنے جن میں ایک یا دو نمبر نہیں هیں - جن حضرات کو نا تمام جلدوں کي ضرورت ہو - وہ طلب فرما لیں - جتنے پرچے نہیں هیں ' انکي اور جلد کي قیمت وضع کرلي جائیگي -

وہ وقت دور نہیں ہے جب مرحوم الهلال کے ایک ایک پرچے کو لوگ ڈھونڈھینگے اور کہینگے که وہ ایک تاریخي وجود تھا جو اب نہیں ملسکتا :

کوکبــم را در عــدم اوج قبــولی بــودہ است
شهرت شعرم به گیتي بعد من خواهد شــدن !

المسئلة والمناظرة

بیع غرر و مسئلہ اجارہ اراضی، مروجہ

از جناب مولانا ابو النصر محمد عبد القادر صاحب
مفتي رياست جموں

مخدومنا مولانا ابوالــکلام سلمہم اللہ الی دار السلام - السلام علیکم و رحمۃ اللہ - معروض آنکہ جناب کے رسالہ البــلاغ ۲۵ فروري سنہ ۱۶ صفحــہ ۱۹ میں ایک مضمون مولوي سیــد سلیمــان صاحب کے نام سے چھپا ہے ' جسمیں وہ لکھتے ھیں کہ زمین کاشت کو حصہ مقررہ پر دینا بیع غرر میں داخل ہے - خاکسار کي راے میں مولویصاحب کي تقریر تفصیل طلب ہے - و الا مطلق تحقیق سے بعید ہے - یہاں جموں میں سے ایک جاھل عنید نے پہلے ھي پنجاب کے رواج ٹھیکہ پر جو مالک زمین اپني زمین مزارعہ کو بطور اجارہ کے نقدي مقررہ یا غلۂ مقررہ پر دیدیتے ھیں' بہت فتنہ اور شور و غل بپا کر رکھا تھا - جناب کے اخبار نے زخم پر نمک کا کام دیا' اسلیے مجبوراً خاکسار کو بھي' کچھہ لکھنا پڑا - امید ہے کہ جناب فریقین کي تحریرات دیکھکر اپني راے زرین اور فکر متین سے مسلم پبلک کو فتنہ سے بچاوینگے - اور اگر جناب کچھہ لکھنا مناسب نہ سمجھیں تو پھر خاکسار کي تحریر کو طبع کردیں تاکہ محاسبان حق خود فیصلہ کرلیں - میري کم بضاعتي یا طرز تحریر سے ناواقفیت مانع نشر حقیقت نہو -

مولوي محمد سلیمان صاحب البلاغ ۲۵ فروري سنہ ۱۶ میں لکھتے ھیں :

" زمین کو یا مــال کو کاشت یا تجارت پر اسطــرح دیں کہ اسکي شرح حصہ خاص (مثلاً چار سو من غلہ یا چار سو روپیہ) سے مقرر کرلي جاـے ' ان تمام صورتوں میں بیع حالت مستقبل پر مبني ہے ' جسکے متعلق کوئي حصہ نہیں کیا جا سکتا "

عبارت مذکورہ سے دو احتمال ھوسکتے ھیں :

(۱) کوئي شخص اپني اراضي کسي مزارع کو اس شرط پر دیوے کہ پیداوار میں سے جو میرا حصہ ہے' وہ میں اسقدر رقم یا اسقدر غلہ پر فروخت کرتا ھوں - تو یہ بلا شبہہ بیع حالت مستقبل پر مبني ہے -

(۲) ایک شخص اراضي کاشتکار کو اس قرار داد پر دیوے کہ میں اپني اراضي اتني رقم پر یا اتنے غلہ پر ایک سال کیلیے یا زیادہ کیلیے بطور اجارہ و کرایہ کے دیتا ھوں - یہ طریق پنجاب میں عام طور پر مروج ہے -

مالکان اراضي مزارعین کے خوف خیانت سے اراضي بطور ٹھیکہ کے طریقہ مذکورہ پر دیتے ھیں - مولوي صاحب کي غرض اگر اس طریق کو بیع غرر میں شامل کرنا ہے تو یہ بعید از تحقیق ہے - بیع کے معني کسي چیز کا بعوض مالک ھونا ھي نہیں ہے - بلکہ بیع چار انواع کو شامل ہے - کما في شرح الوقایۃ : و اعلم ان التملیکات اربعۃ انواع ' فتملیك العین با لعوض بیع ' و بلا عوض ھبۃ ' و تملیک المنفعۃ بعوض اجارۃ ' و بلا عوض عاریۃ - صورت مذکورہ مروجہ پنجاب تملیک اجارہ ہے جسکے مشہور معني کرایہ ھیں - اور صحیح مسلم نے باب ھي کراء الارض باندھا ہے ' اور زمین کا کرایہ پر دینا جائز اور مفتي بہ ہے - ھدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ میں صاف موجود ہے : و لو استاجر ارضاً لبناء او غرس صح - (شرح وقایہ صفحہ ۲۹۶) بلوغ المرام محشي مطبوعہ دھلي صفحہ ۳۳ میں ہے : و عن حنظلۃ ابن قیس رض قال سالت رافع ابن خدیج رض عن کراء الارض با الذھب و الفضۃ فقال لا باس بہ - انما کان الناس یواجرون علی عھد رسول اللہ صلعم علی الماذیانات و اقبال الجداول و اشیاء من الـزرع فیھلك ھذا ' و یسلم ھـذا - و یسلم ھذا و یھلـك ھذا و لـم یکـن للنـاس کـراء الا ھـذا فلـذالك زجـر عنـہ - فاما شيء معلوم مضمون لا بأس بہ - رواہ مسلم - شیخ المحدثین حافظ امام ابن حجر عسقـلاني رح مولف کتـاب مذکور نے بعد ذکر اس حدیث کے لکھا ہے : و فیہ بیان لما اجمل في المتفق علیہ من اطـلاق النھي عن کراء الارض - و شارح کتـاب مذکورہ صاحب سبل السلام اور علامہ امام شوکاني یمني حدیث مذکورہ کي شرح میں لکھتے ھیں : و قد جمـع بین احادیث النھي عن المزارعۃ و بین الاحادیث الدالۃ علی جوازھا ' بوجوہ' احسنھا ان النھي کان في اول الامر ثم ابیح و یدل علي ھذ الجمع حدیث جابر و حدیث رافع ابن خدیج في الباب عند مسلم' و یؤیدہ مما وقع من المزارعۃ في عھدہ صلعم و في عھد الخلفاء - و من البعید غفلتھم عن النھي کانوا یدفعون الارض الی من یذرعھـا ببذر من عنـدہ علی ان یکون لمالـک الارض ما ینبت علی مسائل المیاہ و رؤس الجـداول فنھوا عن ذالك مما فیہ من الغرر فربما ھلك ذادون ذالك - انتہی

حضور علیہ السـلام کا بعد فتح خیبر یہود خیبر کو اراضي حصہ مقررہ نصف یا ربع پر دینا بھي اسي کا موید ہے - صورت مذکورہ مروجہ پنجاب تو بالکل ایسي ہے جیسے مکان کرایہ پر دیے جاتے ھیں' پھر جب مکانوں کا کرایہ پر دینا جائز و مباح ہے تو معلوم نہیں کہ مولوي صاحب نے کس دلیل سے زمین کے کرایہ پر دینیکو بیع غرر میں شمار کرلیا ہے - ملاحظہ ھو موطا امام محمد رح صفحہ ۳۵۶ قال محمد و بھذا نأخذ لا بأس بکرائھا با لذھب و الورق و بالحنطۃ کیلاً معلوماً و ضرباً معلوماً ما لم یشـترط ذالك مما یخرج منھا فان اشترط مما یخرج منھا کیلاً معلوماً فلا ضیر فیہ و ھو قول ابي حنیفۃ و العامۃ من فقھائنا - و قد سئل عن کرائھا سعید ابن جبیر بالحنطۃ کیلاً معلوماً فرخص في ذلك فقال ھل ذلك الا مثل البیت یکرئي - مولانا مخدومنا محمد عبد الحي صاحب مـرحوم محدث لکھنوي اسیکي شرح تعلیق الممجد میں لکھتے ھیں : اے لیس ذلك الا مثل کراء البیت بالذھب و الفضۃ و الحنطۃ المعلومۃ و غیر ذلك فلما جاز ذالك' جاز ھذا -

مولوي صاحب ممدوح کي غرض اگر صورت ثانیہ مروجہ پنجاب ہے تو جناب کو تفصیل کے ساتھہ مدلل لکھنا چاھیے اور اگر غرض صورت اول ہے یا کچھہ اور' تو بھي پبلک کو شبہہ اور فتنۂ و فساد سے بچانا چاھیے - خاکسار نے جو کچھہ لکھا ہے نیک نیتي اور اعلان حق کے لیے لکھا ہے - اگر مولوي صاحب خلاف مدلل مبرھن لکھیں جس سے بندہ کي تسکین ھوجاوے تو بندہ فوراً رجوع کیلیے تیار ہے -

البــلاغ :

یہ عاجز آپکي راے سے بالکل متفق ہے اور آپکا بیان صحیح و مدلل ہے - جہاں تک میں غور کرتا ھوں آپکي بیان کردہ صورت اجارہ ھي کي معلوم ھوتي ہے اور اجارہ کو بیع غرر مروجۂ جاھلیۃ وحال سے کوئي تعلق نہیں - غالباً مولانا سید سلیمان صاحب کا بھي یہي مقصد ھوگا - امید ہے کہ وہ خود اسپر لکھینگے - اصولاً بیع غرر اور اسکے اطلاقات کے چند پہلو ضرور قابل غور ھیں اور مسئلہ کو حدود حیل سے بالکل الگ کرلینا چاھیے کہ شریعت میں حیلہ نہیں ہے - اگر آیندہ فرصت ملي تو کچھہ عرض کرونگا - سردست جناب کي تحریر کي اشاعت کافي ہے - اور میں اس سے متفق ھوں -

اُسوۂ حسنہ

تفویض و اطاعت

عہد صحابۂ کرام رضي الله عنهم

تم نے غور کیا ہوگا کہ عالم کي اکثر قوتیں ایک قوت کے تابع هوتي هیں ' اور اوس ایک هي قوت پر تمام قوتوں کي هستي کا دار و مدار هوتا هے - ایک جرنل کي بهادري هزاروں اور لاکهوں کو بهادر بنا سکتي هے ' اور اسي ایک کے جبن و بزدلي سے کل فوج ذلت و نامرادي کا جامه پهن لیتي هے - اس قسم کي چهوٹي چهوٹي مثالیں بکثرت پیش نظر لائي جاسکتي هیں ' مگر ان سب سے گذر کر نظام عالم کي ایک مجموعي مثال سامنے لاؤ - جسطرح تمام عالم کي طاقت و حرکت کا سرچشمه ایک جرم آفتاب هے اور بغیر سورج کے اس عالم کي نزهت و رونق قائم نهیں رهسکتي ' بعینه یهي حالت مذهب کي بهي هے - کل مذهبي اعمال و افکار اور حرکت و سکون کا سرچشمه محض اوس شخص کا وجود هوتا هے جو مذهب کا مناد بنکر آتا هے ' اور ایک صحیح تعلیم الهي لوگوں کے سامنے پیش کرتا هے - اگر وہ اپني پیش کردہ صداقت کا مکمل نمونه هے تو اسکي قوت جذب و کشش عالم کو اپني طرف کهینچ لیتي هے اور پهر اسي کي حرکت و قوت میں وہ زور پیدا هو جاتا هے که تمام عالم اوس سے حرکت میں لایا جاسکتا هے ' طبقات ارضي اوس سے اولٹے جاسکتے هیں ' اور زمین و آسمان زیر و زبر کیے جاسکتے هیں -

حکماء کهتے هیں که انسان میں بالطبع نقل کا مادہ موجود هے' جیسا دیکهتا هے ویسا کرتا هے - اسي کو ارسطو اصول محاکات سے تعبیر کرتا هے - لیکن مذهب ایک حقیقت هے جس کو اسوۂ حسنه کهتا هے - الله تعالی انبیاء کو مبعوث کرتا هے اور بار بار اونکي زندگي اور اونکے اعمال کي طرف توجه دلاتا هے - اسي طرح عهد انبیاء کے جو مقدس نفوس هیں ' اونکے سوانح و حالات کو بهي پیش کرتا هے - جهاں قرآن کریم نے یه کها که : لقد کان لکم في رسول الله اسوة حسنة لمن کان یرجو لقاء الله والیوم الاخر و ذکر الله کثیرا (احزاب : ۸) وهاں صحابه کے متعلق بهي ارشاد فرمایا که : لقد کان لکم فیهم اسوة حسنة لمن کان یرجو الله والیوم الاخر و من یقول فان الله غني حمید - (۶۰ : ۶) ایک دوسرے مقام پر حضرت ابراهیم کے اسوۂ حسنه کے ساتهه اونکے متبعین کے بهي اسوۂ حسنه کا ذکر کیا گیا :

قد کانت لکم اسوة حسنة في ابراهیم والذین معه اذ قالوا لقومهم انا براء منکم و مما تعبدون من دون الله - (ممتحنه : ۴)

ایک جگه حکم هوا که : یا ایها الذین آمنوا اطیعوا الله و اطیعوا الرسول تو اوسکے بعد هي متصل فرمایا : و اولی الامر منکم - اور یه ظاهر هے که صحابه کرام اولی الامر کے اولین مصداق هیں - پس جس طرح اسوۂ انبیاء کرام کو یاد دلایا گیا هے اسي طرح آغوش نشینان عهد نبوت کے اسوۂ حسنه اور طریق عمل کا بهي ذکر کیا گیا هے -

خیر الناس قرني ثم اللذین یلونهم ثم اللذین یلونهم (بخاري)

(تفویض اور اسوۂ صحابه)

تفویض کے معني کسي شے کو سونپ دینے کے هیں - قرآن حکیم اور احادیث و آثار اس لفظ کو کمال مرتبۂ ایمان کیلیے استعمال کرتے هیں' اور به تصریح واضح کرتے هیں که جب تک یه مرتبه حاصل نهو' اس وقت تک کوئي انسان مومن کامل نهیں هوسکتا -

تفویض اسلامي سے مقصود یه هے که ایک انسان اپنے اندر اور اپنے سے باهر جو کچهه رکهتا هے' وہ سب کچهه الله اور اسکے رسول کے سپرد کردے اور یقین کرلے که میري جان اور میري جان کے لوازم میں سے جو کچهه هے' وہ میرا نهیں بلکه الله اور اسکے کلمۂ حق کا هے - تمام کائنات عالم اسی تفویض پر قائم هے -

روح اگرچه همارے جسماني پیکروں میں هے مگر هر وقت خیال یه هو که یه هماري نهیں بلکه کسي آور کي هے - مال و متاع ' دولت و تمول همارے خزانوں میں مقفل هو' مگر یه یقین ایک لمحه کیلیے بهي هم سے جدا نه هو که یه سب کچهه همارا نهیں بلکه کسي دوسرے کا هے - اعزا و اقارب کا رشتۂ الفت همارے گلے هیں هو' مگر اوس ایک رشته کے قائم رکهنے کیلیے هر ان تمام رشتوں کو توڑا جاسکے - آنحضرة صلی الله علیه وسلم نے فرمایا :

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیه من ماله و اولادہ و نفسه	اوسوقت تک مومن کامل کوئي نهیں هو سکتا جب تک که اوسکي جان و مال اور اهل و عیال سے زیادہ میں عزیز نه هوجاؤں -

اس حدیث میں تین چیزوں کا ذکر فرمایا - جان ' اهل و عیال' مال - اور اگر غور کرو تو انسان کي محبوبات و مطلوبات میں سے جو کچهه هے سب اسي کے اندر هے - اس سے باهر کچهه نهیں - سب سے پہلے وہ اپني جان اور زندگي کا عاشق هے اور یه وہ عشق هے جو اس سے صدها عشقوں کو چهڑادیتا هے - پهر اهل و عیال کي محبت و تعلق کا مرتبه هے که بسا اوقات انسان اپني جان کو قربان کر ڈالنا چاهتا هے مگر اپني اولاد و عیال کو دکهه میں نهیں دیکهه سکتا - اسکے بعد مال هے ' اور اسکي محبت کي زنجیریں بهي بڑي هي سخت هوتي هیں - مال اسکي زندگي کے قیام کا ذریعه ' اسکي محنت کا حاصل' اور اسکے بقا کیلیے وسیلۂ غذا هے -

پس اس حدیث میں مومن کي زندگي اور مرتبۂ ایمان کي تکمیل کي یه تصویر کهینچي گئي هے که جان' مال' اهل و عیال' سب کي محبت کے رشتوں پر ایمان و حق کا رشته غالب آجاے اور صاحب قرآن و داعي اسلام (صلي الله علیه وسلم) کي محبت و متابعت کے آگے کوئي چیز حتي که خود اپني جان بهي وقیع نهو - یهي تفویض هے' اور یهي وہ حقیقت ایمان و اسلام هے جسکي عملي تصویر هم کو صحابه کرام کي زندگي میں نظر آسکتي هے -

اس حدیث کے مطابق تفویض کي هم بهي تین قسمیں قرار دیتے هیں : تفویض نفس ' تفویض مال ' اولاد' اور ان تینوں قسموں کے لحاظ سے هم صحابه کرام کے جسته جسته واقعات پیش کرینگے -

اس سلسله میں هم ترتیب خلافت کو ملحوظ رکهکر پہلے خلفاء اربعه کي مقدس زندگي پر نظر ڈالتے هیں -

(حضرة صدیق رض)

سب سے پہلے حضرة ابو بکر صدیق رضي الله تعالی عنه کي زندگي کے چند متفرق واقعات یکجا کرینگے جن سے آن کے تفویض مال و متاع کا اسوۂ حسنه واضح هوتا هے -

[۱]

دنیاء اسلام جانتي هے که حضرت بلال نے صدر اسلام میں جب سر زمین اسلام پر قدم رکها تو مصائب و آلام نے اونکو کسطرح گهیر لیا تها ' اور کفار عرب کیسے هیبت ناک عذاب اونکو دیا کرتے تهے ؟ یه زهرہ گداز خبر جب حضرت ابو بکر کے گوش گذار هوئي تو بے اختیار تڑپ اٹهے - رسول اکرم صلعم کي خدمت میں حاضر هوکر عرض کیا : " کاش اسوقت میرے پاس مال هوتا تو میں بلال کو خرید لیتا " آخر کار پهر جسطرح ممکن هوا جستجو کرکے اونکو خریدا اور آزاد کردیا - (ترمذي وغیرہ)

تفویض مال کي یه سنت حسنه صرف ایک هي مرتبه آنسے ادا نهیں هوئي - بلکه بعینه اس قسم کے متعدد واقعات ظهور

میں آے - چند مرتبہ مختلف غلاموں کو گرفتار عذاب دیکھا اور خرید کر آزاد کردیا - یہانتک کہ حضرت بلال کیطرح جو غلام خریدے گئے اور پھر آزاد کیے گئے ' اونکا شمار سات تک ہے - (استیعاب ج - ۱ - ص - ۳۴۲)

[۲]

جب حضرت ابو بکر مشرف باسلام ہوے ہیں تو اونکے پاس چالیس ہزار درہم تھے - عرب جاهلیة میں اسقدر روپیہ کا ہونا ایک غیر معمولی دولت مندي تھي لیکن حضرة ابو بکر نے یہ تمام روپیہ راہ اسلام میں بے دریغ لٹا دیا حتی کہ خود آنحضرة نے فرمایا:
ما نفعني مال ما نفعني مال ابي بكر - یعني ابو بکر کے مال کے برابر کسیکے مال نے مجھکو نفع نہیں دیا (استیعاب ج - ۱ - ص - ۳۴۲)

ایک مرتبہ جناب رسالت مآب صلعم نے صحابہ سے سوال کیا کہ آج جنازہ کي نماز کس نے پڑھي؟ تمام خاموش رہے مگر حضرة ابو بکر نے عرض کیا : یا رسول اللہ میں نے - اسي طرح آپنے چند سوال کیے اور سبکے جواب میں سامعین نے سکوت کیا ' لیکن حضرت ابو بکر نے ہر ایک کے جواب میں ہاں کہا - یہانتک کہ آپنے دریافت فرمایا : مسکین کو آج کہانا کس نے کھلایا ہے ؟ حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ میں نے - اسکے بعد ارشاد نبوي ہوا : وجبت له الجنـــة (مسلم جزء ۲ - ص - ۲۷۴)

[۳]

حضرت عمر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرة نے ہم تمام صحابہ کو صدقہ کرنیکا حکم دیا - میرے پاس کافي مقدار میں مال موجود تھا - میں نہایت خوش ہوا کہ آج قطعا جناب صدیق سے بازي لے جاؤنگا - آخرکار نصف مال میں نے گھر چھوڑا اور نصف لاکر خدمت نبوي میں پیش کردیا - لیکن حضرت ابوبکر کل مال لے آئے - آنحضرة نے مجھسے سوال کیا کہ تم اپنے اہل و عیال کیلیے کسقدر مال رکھہ آے ہو ؟ میں نے کہا کہ نصف - یہي سوال جناب ابوبکر سے کیا گیا - اونہوں نے جواب میں عرض کیا کہ کچھہ نہیں ' خدا اور اوسکے رسول کا نام میرے اہل و عیال کا سرمایہ اور میرے گھر کي دولت ہے - حضرت عمر فرماتے ہیں کہ اسکے بعد مجھے یقین ہوگیا کہ اب میں کبھي حضرة ابوبکر سے آگے قدم نہیں رکھہ سکتا (ترمذي - ج - ۳ -)

[۴]

تم صدر اسلام کي صعوبتوں کو دیکھو ' اسوقت عالم اسلامي کي بینوائي کو دیکھو ' یکسر غربت و افلاس کو دیکھو ' بروقت بلاؤں اور مصیبتوں کا حصار و ہجوم دیکھو ' پھر سونچو کہ کیا صحابہ کرام کو یہ خیال نہ تھا کہ آج گھر لٹا کر کل کیا کھائینگے ؟ کیا اونکو یہ خبر نہ تھي کہ اس عالم افلاس میں بظاہر دولت کے آنیکي کہیں سے بھي توقع نہیں ' پھر گذران اوقات کیونکر ہوگي ؟ بھوکے بچے کیا کھائینگے ؟ بھوک پیاس سے اونکا تڑپنا کسطرح دیکھا جائیگا ؟ یہ تمام خیالات اونکے سامنے بھي تھے - اور آج کي طرح وہ بھي عاقبت بیں تھے - تاهم انکے قلب میں ایمان تھا ' سینہ میں جوش تفویض تھا ' سر میں عشق اطاعت رسول کا سودا تھا ' رگوں میں جاں نثارانہ خون تھا ' اور ایثار و جانفروشي کا طوفان اندر سے اوبل رہا تھا جسکے زور سے یہ تمام بندھن کٹ جاتے ہیں - اور جب یہ کیفیت طاري ہوجاتي ہے تو پھر لوٹنے میں نہیں بلکہ لٹانے میں مزہ آتا ہے - بننے میں نہیں بلکہ بگڑنے میں خوشي ہوتي ہے - اقامت میں نہیں بلکہ غربت میں عیش و سرور معلوم ہوتا ہے - بہشت نما قصروں میں نہیں بلکہ ہیبت ناک جنگلوں میں لطف آتا ہے - اگر تمہاري مادي آنکھیں اس عالم وجد و سرور کو محسوس نہیں کرسکتیں تو صفحۂ قرطاس پر ان واقعات کو تو دیکھہ سکتي ہیں ! فهل من مدکر ؟

(مراسلات)

معجـــزۂ شیعـــہ کالـــج

البلاغ نمبر ۱۳ اور ۱۴ وصول ہوا - شیعہ کالج پر خاتمہ سخن اور سورۂ والتین کا تتمہ باب تفسیر نظر سے گذرا - مگر قبل اسکے کہ ان کے متعلق کچھہ راے زني کیجاے ' کیا حقیر کو یہ کہنے کي اجازت ہے کہ عالیجناب میرزا محمود طرزي نے ایڈیٹر سراج الاخبار کابل نے حضور کے بارہ میں جو کچھہ فرمایا ہے ' وہ گویا میرے منہہ سے بات چھین لي ہے ؟ آپ سے برتر صاحب زبان و قلم ' آپ سے عالي مرتبہ مصلح ملت ' اور آپ سے بڑھکر مومن مخلص اس وقت کون ہے ؟ آپ کے دل کي کیفیت میں جو کچھہ بھي کیف ہے ' وہ الهلال مرحوم و البلاغ کي آنکھوں سے ٹپکتا ہے - اسپر حضور یہ ستم کرتے ہیں کہ میرزا موصوف کے جواب میں نظیري کا شعر پیش کرتے ہیں - یہ محض انکسار ہے - جناب میرزا محمود نہ معلوم آپ کو کیا جواب دیں ' مگر انکي طرف سے اور نیز هندوستان کے گوشہ گوشہ سے یہ صدا اٹھہ رہي ہے : (نظامي)

دبیر نکتہ سنجي ' ساحري ' نے نے غلط گفتم
فسوں سازي فسوں خواني فسون سامري داني !

غالب نے اپنے دیوان کے بارے میں دعوی کیا ہے کہ :

غالب اگر فن سخن دیں بودے
آں دیں را ایزدي کتاب ایں بودے

آج وہ دعوی اگر آپ کریں تو کس کو کلام ہوسکتا ہے ؟ مگر شاعرانہ تعلي کي جگہ آپ کے انکسار طبع نے البـــلاغ کا مرتبہ اور بلند کردیا ہے !

کیا عرض کروں کہ سورۂ تین کي تفسیر پڑھکر آنکھیں کسقدر روشن ہوگئیں - بیشک حضور هي کا قلم ہے جس نے اس میدان میں یوں گل افشاني کي کہ میدان میدان نہ رہا بلکہ چمن زار حقائق و معارف ہوگیا - تین اور زیتون کي شہادت دینے کي وجہ جیسے بیان کیگئي تھي وہ دل کو لگتي نہ تھي - تفسیر کے معني یہ ہیں کہ آنکھوں کے سامنے جتنے پردے پڑے ہوں سب اوٹھہ جائیں - یہي حالت حضور کي تحریر پڑھکر ہوئي - هندوستان کے موجودہ مدعیان علم کہاں سے آپ کا ایسا دماغ لائیں جو فلسفۂ قدیم اور موجودہ فلسفۂ یورپ کا احاطہ کرکے فلسفۂ اسلام سے اسکا موازنہ کریں اور دکھادیں کہ سب باطل اور ظن ہیں - فقط اسلام هي حق اور عین فطرت ہے - سبحان اللہ ! حضور یقین مانیں کہ میں اپنے ایک عزیز کو پرسوں وہ تفسیر سنانے لگا تو محویت کا یہ عالم ہوا کہ گیارہ بجے شب سے پڑھتے پڑھتے صبح کے تین بج گئے ! قادر الکلامي اور معجز بیاني کسي میں ایسي تو ہو ؟ تین اور زیتون سے اگر اشارہ جناب حضرة عیسی علیه السلام کي ذات مقدس کیطرف ہے تو آیت قرآني کے معني بالکل واضح ہوگئے - اور مزید سوال و جواب کي مطلق گنجایش نہیں -

اس تفسیر کو دیکھکر تفسیر القرآن کیلیے بیچیني اور بڑھگئي - خدا آپ کي ذات کو ہم میں تا صد و سي سال باقي رکھے اور ہم گمراهاں راہ کیلیے همیشہ شمع هدایت ثابت ہوں -

شـیعہ کالج کي بابت یہ عرض کرنا ہے کہ حضور کي راے عین صائب ہے - میں خود امامیہ طریق رکھتا ہوں مگر هاں تعصب و تفریق کو حقیقت امامیت نہیں سمجھتا جیساکہ اهل کھجوہ وغیرہ سمجھتے ہیں - حضور کي راے سے مجھے اتفاق کلي ہے - عنقریب " اسٹیٹسمین " وغیرہ میں میں ایک مضمون بھیجنے والا ہوں جسمیں آپ کي تحریر کا حوالہ رہیگا اور در ترمیمیں جو پیش کیگئي ہیں انکي تائید ہوگي -

شیعه کالج کا نام بدل دینا اور کالج فنڈ میں غیر شیعه کي امداد قبول کرلینا ' یه دو ایسي باتیں هیں جکے ماننے میں غالباً کسي کو عذر نه هوگا - ان افراد اور اس جماعت کي مخالفت سے قطع نظر جو سوا شیعوں کے دنیا کے کسي فرد بشر کو جنت کیلیے مستحق هي نه سمجھتے هوں ' ایسے تعصب کي مخالفت تو کوئي روک نهیں سکتا - رها یه که عام شیعوں کا کیا خیال هے ؟ تو مذهب امامیه بد قسمتي سے ایسے لوگوں کي امانت میں هے جو کسیطرح اهل نهیں اور اپنے بیجا تعصب سے مذهب کو بدنام کرتے هیں' ورنه خود اسلام (یا اسکا کوئي طریق اختیار کیا جاے) تعصب سے کوسوں دور هے -"

خدا کرے آپ کي ترمیموں کي تائید میں هندوستان کے هر گوشه سے صدائیں بلند هوں !

(سید وصي احمد بلگرامي)

البــلاغ :

الحمد لله که سورۂ و التین اور حقیقت شهادة تین و زیتون کے متعلق آپنے جو سوال کیا تها ' اسکا جواب آپکے لیے موجب تسکین و اذعان هوا - اپني محبت اور حسن ظن کي وجه سے آپنے جو کچهه لکها هے ' الله تعالی هم سب کو اسکا اهل ثابت کرے -

مجوزه شیعه کالج کے متعلق فقیر نے جو کچهه لکها هے ' وه محض ایک مخلصانه التماس هے جو اگر سني گئي تو کلمۂ اسلام و ملت کي سب سے بڑي خدمت هوگي' اور اگر اعراض کیا گیا تو و ما علینا الا البلاغ - الله علیم و خبیر هے اور وه بهتر جانتا هے که جو کچهه لکها گیا وه فریقانه تعصب و تحاسد کا نتیجه هے یا ایک ایسے دل کي صدا هے جو اس طرح کے تمام جذبات سافله و رذیله سے الحمد لله که بالکل پاک هوچکا هے - آپکو یاد هوگا که جب آپ نے شیعه کالج کے متعلق خط لکها اور پهر خود آکر ملے اور سخت اصرار کیا که اس تحریک کي اصلاح کیلیے میں قلم اٹهاوں تو میں نے کیا جواب دیا تها ؟ آپ بسبب اپنے کمال جوش اتحاد و عشق وحدة اسلامي کے مصر تهے که دوسرا کالج قائم هي نه هونا چاهیے- لیکن میں نے اس سے مخالفت کي تهي اور کہا تها که صرف طرز عمل اور طریق کار کا سوال هے' اور اگر ان حالات سے الگ رکهکر اس تحریک کو شروع کیا جاے جو اغیار کي خود غرضانه مصلحتوں کا نتیجه هیں' تو نفس تحریک سے کوئي وجه اختلاف نه هوني چاهیے-

خط کے اخر میں آپ لکهتے هیں که جن بزرگوں کے هاتهه میں آج فرقۂ امامیه کي امانت هے وه کسي طرح اسکے اهل نهیں - لیکن میں تو کوئي وجه نهیں پاتا که ایسي شدید مایوس راے آپ قائم کریں - میں دیکهتا هوں که الحمد لله جماعة شیعه میں (اور جماعة صرف ایک هي هے جسکا نام اسلام هے) هر جگه اور هر حصه میں ایسے ارباب نظر و راے موجود هیں جنسے بڑي بڑي امیدیں هم سب کي وابسته هیں ' اور انشاء الله تعالی مایوسي کي جگه هر طرح فتح باب امید هے - جماعة امامیه کا سب سے بڑا مرکز و مبدء علوم و مذهب سر زمین عراق اور علی الخصوص عتبات عالیات (زاد الله شرفهم) هیں ' اور آپ کو معلوم هے که حضرات مجتهدین کرام عراق و حجج اسلامیۂ عتبات عالیات نے سالها سال سے کس طرح وحدة امة و اتحاد کلمه کیلیے قولاً و فعلاً اسوۂ حسنه پیش کیا هے' اور علی الخصوص حضرة شهید خامس آیة الله خراساني رحمة الله علیه کے اعمال مقدسه همارے سامنے هیں ' اور انکے نقش قدم پر چلنے والے انسے بڑهکر اپنے اقدام حق کا ثبوت دے رهے هیں - پهر هندوستان میں بهي جهانتک فقیر کي معلومات هے ' ایسے ارباب نظر و فکر موجود هیں جنکي توجهات گرامي سے کسي طرح بهي هم نا امید نهیں هوسکتے - علی الخصوص جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبله جنکي ذات گرامي سے فقیر کو همیشه بهترین توقعات رهي هیں اور مجوزه شیعه کالج کے متعلق بهي امید واثق هے که وه آخري صحبت کي دو گذارشوں پر ضرور توجه فرمائینگے ' اور انشاء الله مسئلۂ وحدة کلمه و حفظ بیضۂ ملت و اتحاد احزاب و فرق اسلامیه کي دعوة حقه پر هم سب سے زیاده انکي نظر صائب کام فرما هوگي - نیز چونکه جناب ممدوح کي خدمت میں فقیر کو شخصاً نیاز حاصل هے ' اور وه فقیر کے مسلک و اصول سے بخوبي واقف هیں ' اسلیے کسي طرح یه امید نهیں کیجا سکتي که اس بارے میں بعض نادان و نافهم طبائع کي پیدا کرده غلط فهمیاں انکے لیے موجب عدم التفات هوسکیں - و افوض امري الي الله ان الله بصیر بالعبـاد -

ایک اهم علمی مسئلـه !

تجربه کي قوت'.اور یه که تجربه سے تمام مشکلیں دور هو جاتي هیں !

یه مسئله حل هوگیا که صناعة کے مسئله میں ملک اور سر زمین کو دخل نهیں !

رنگون سوپ ورکس اس اکتشاف کا ذریعه هے

یورپ اور ممالک متمدنه کي صناعیوں اور عملي ایجادات کا سلسله جس وقت سے شروع هوا هے' اسي وقت سے یه مسئله بهي تمام مشرقي ممالک اور علی الخصوص اهل هند کے سامنے هے که کیوں یورپ کي سي صنعتیں اور مصنوعه چیزیں هماري سر زمین میں نهیں بن سکتي هیں ؟

اس سوال کا همیشه ایک هي جواب رها هے اور جس وقت سے سوال هے اس وقت سے وه جواب بهي موجود هے - صنعت و حرفت کي کنجي تجربه ' کوشش ' سرمایه ' اور سرمایه کے صحیح استعمال میں پوشیده هے - اگر هندوستان بهي انهي اصولوں سے کام لے اور تجربه کي راه میں اولوالعزمانه قدم رکهے تو وه سب کچهه کر سکتا هے جو یورپ ' امریکه ' اور جاپان میں هو رها هے !

اس جواب کي صداقت کا عملي ثبوت " رنگون سوپ ورکس " یعني صابون سازي کا کارخانه واقع رنگون هے - اس کارخانے نے کافي سرمایه لگا کر اور جدید علمي و صناعي اصولوں سے کام لیکر صابون بنانے کا کام جاري کیا اور جاپان کے ماهرین کیمستري سے مدد لي - اسکا نتیجه همارے سامنے هے - بهترین ' خوشبودار ' خوش رنگ ' مفید رنگ و جلد ' اور بالکل بے ضرر صابون مثل ولایتي صابونوں کے بننے لگے' اور تهوڑے هي عرصے میں اسکا غلغله دور دور تک پهنچ گیا -

اگر آپ کے دل میں ملکي صنعت و حرفت کا درد هے ' تو کیا یه ضروري نهیں که آپ اس کارخانے کے صابونوں کو ولایتي صابونوں پر ترجیح دیں ' جب که چیز ویسي هي اور قیمت میں ارزاني هے ؟

اس کارخانے کا صدر دفتر " مکان نمبر ۱۶ - گلي نمبر ۲۸ - رنگون " هے اور اسکي ایک شاخ کلکته کیننگ اسٹریٹ - میته بلڈنگ ' نمبر ۳۴ " میں موجود هے - کم سے کم ایک بار تجربه تو کیجیے اور دیکهیے که خود اپکے ملک میں بهي کیا کچهه هو رها هے مگر آپکي بے التفاتیاں اور یورپ کي پرستش هے جس نے ملکي صنعت و حرفت کا دروازه بند کردیا هے !

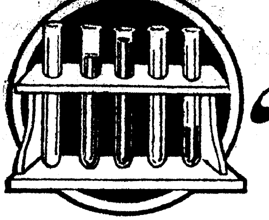

مذاکرۂ علمیّہ

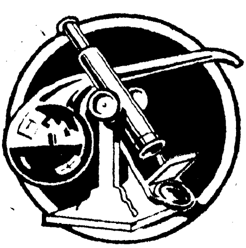

التحـــول الفجـــائي

یعنـــي

(MUTATION)

(٢)

(اعصار تغیرات)

ان دونوں قانونوں کو صحیح تسلیم کرنے بعد بھي ایک سوال رهجاتا ھے - یعنی یہ تمام تنوع و تعدد کتنے عرصے میں ھوا ؟

ڈارون نے مدت کي تعیین نہیں کي تھي اسلیے تقدیر و تخمین کے سامنے ایک غیر محدود میدان پڑا تھا مگر تھوڑي ھي دور کے بعد عمر زمین کي آخري سرحد ملجاتي تھي -

علماء طبقات الارض زمین کي جو عمر تجویز کرتے تھے' وہ ان کثیر التنوع اور سست رفتار تدریجي تغیرات کے لیے ناکافي معلوم ھوتي تھي - اسلیے قدرتي طور پر دو صورتیں پیدا ھوگئي تھیں :

(١) زمین کي عمر کا تخمینہ غلط ھے -

یہ صورت قرین قیاس اور دلائل و برھان سے بے نیاز تھي - اسلیے عموماً یہي اختیار کي گئي اور علماء ارض نے اپنے تخمینہ کے حدود وسیع کرکے سو ملین سال تک مدت عمر ارض وسیع کردي -

(٢) یہ مانا جاے کہ جسطرح مخصوص حالات کے بعد ایک فرد سے دوسري مختلف فرد پیدا ھوجاتي ھے' اسیطرح مخصوص حالات کے بعد ایک نوع سے دوسري مختلف نوع پیدا ھوگئي ھے -

اس اجمال کي تفصیل یہ ھے کہ جسطرح نوع مجموعہ افراد کا نام ھے' اسیطرح فرد مجموعہ حویصلات کا نام ھے - حویصلہ کي تعریف تم پڑہ چکے ھو - یعنی وہ ابتدائي کرۂ حیات جس سے بتدریج جنین بنتا اور پھر حیوان کي شکل اختیار کرتا ھے - ان حویصلات میں سے ھر ایک حویصلے سے ایک اور حویصلہ پیدا ھوتا ھے - پہلا حویصلہ مرجاتا ھے' دوسرا حویصلہ اسکي جگہ لے لیتا ھے - اپنے پیشرو کي طرح اس حویصلے سے بھي ایک اور حویصلہ پیدا ھوتا ھے - یہ بھي مرجاتا ھے اور اسکي جگہ نو پید حویصلہ لےلیتا ھے - غرض اسیطرح حویصلات کي موت و پیدایش کا سلسلہ جاري رھتا ھے (١) پس فرد و نوع دونوں مستقل بالذات کوئي شے نہیں ھیں' بلکہ اول الذکر حویصلات اور ثاني الذکر افراد کے مجموعہ کا نام ھے -

پس جسطرح یہ ممکن ھے کہ ایک مجموعۂ حویصلات (فرد) سے دوسرا مجموعہ حویصلات اسطرح پیدا ھوجاے کہ دونوں میں نمایاں اختلاف ھو' اسیطرح یہ بھي ممکن ھے کہ ایک مجموعہ افراد (نوع) سے دوسرا مجموعہ افراد (نوع) اسطرح پیدا ھوجاے کہ دونوں میں امتیاز واضح ھو - اور نیز جسطرح مجموعۂ حویصلات میں اختلاف کے لیے یہ ضروري نہیں کہ بتدریج و بدفعات پیدا ھو' اسیطرح مجموع افراد میں بھي اختلاف کے لیے اس قید کي کچھہ ضرورت نظر نہیں آتي -

(التحول الفجائي)

اسي مقام سے نظریہ "تحول فجائي" پیدا ھوتا ھے' اور اس مضمون میں ھمارا اصلي مقصود یہي جدید نظریہ ھے -

لفظ تحول "حول" سے ھے - حول کے معنی "تغیر الشي و انفصالہ عن غیرہ" کے ھیں یعنی کسي چیز میں ایسے تغیر کا ھونا کہ وہ کسي دوسري چیز سے بالکل الگ ھوجاے - مذھب ڈارون کي بنیاد اس اعتقاد پر ھے کہ مختلف موثرات وگرد و پیش کي بنا پر بتدریج تغیرات پیدا ھوتے ھیں اور پھر وہ یہاں تک بڑہ جاتے کہ بالکل ایک مختلف نوع پیدا ھوجاتي ھے - پس ایسے تغیر کیلیے صحیح ترین لفظ عربي میں "تحول" ھے -

لیکن کیا حسب مذھب ڈارون ھمیشہ یہ تحول بتدریج ھوتا ھے یا کبھي ایسا بھي ھوسکتا ھے کہ بغیر کسي بڑي علم الارضي یا طبیعیاتي مدت کے یکایک ھوجاے ؟ تحول فجائي اسي دوسرے پہلو کا نام ھے - "فجائي" یعنی یکایک ' اچانک -

یہ صورت ایک زمانے تک محض اجمال کي حد تک رھي' سب سے پہلے ھالینڈ کے ایک عالم نباتات پروفیسر ڈي ویریس نے اس اجمال کو علمي مسئلہ کي صورت میں بہ تفصیل پیش کیا -

دنیا کے تمام اکتشافات و اختراعات قریباً اتفاق و بخت کي رھنمائي سے ھوے ھیں - پروفیسر ڈي ویریس نے امسٹردم کے باغ میں ایک دفعہ سو قسم کے بیج بوے' اور نہایت احتیاط کے ساتھہ انکي نگراني شروع کي - جس پودے میں اصلي درخت سے ذرا بھي اختلاف نظر آتا تھا' اسکے گرد ایک اوٹ کھڑي کردیتا تھا تاکہ ایک پودہ دوسرے پودے سے ملنے نہ پاے' اور یہ شبہ نہ ھو کہ یہ اختلاف متعدد پودوں کے باھم ملنے کا نتیجہ ھے -

یہ سلسلہ عرصہ تک جاري رھا' یہاں تک کہ پروفیسر موصوف نے دیکھا کہ بعض درخت اپنے ھم نوع درختوں سے اسقدر علحدہ ھوگئے کہ انکو مستقل نوع یا کم ازکم مستقل صنف کہنا بیجا نہ تھا -

ایک درخت ھے جسکے پتوں کي قطع گدھے کے کان سے ملتي ھوئي نظر آتي ھے - یہ درخت امریکن نژاد ھے - سنہ ١٦١٣ع میں امریکہ سے ھالینڈ لایا گیا - یہاں کي آب و ھوا سازگار ھوئي' اور جنگلوں اور باغوں ' دونوں مقامات میں پیدا ھونے لگا - سنہ ١٨٧٥ع میں دیکھا گیا کہ شہر بلورھم کے اطراف میں یہ درخت بکثرت پیدا ھوا' بڑھا' اور اتنے گونہ گون اقسام پیدا ھوگئے' گویا اسوقت یہ خطہ علم طبقات الارض کے دور اول میں ھے' اور نئے نئے اصناف پیدا ھو رھے ھیں !

(١) حویصلات کا نظریہ دلچسپ اور علمي حیثیت سے نہایت اھم ھے - مگر اجمال ناکافي ھے اور تفصیل کا موقع نہیں - مواد پیش نظر ھے - بشرط فرصت انشاالله تعالی اس نظریہ پر بھي مفصل بحث کي جائیگي - اس مضمون میں اصل نظریہ کي تشریح اور دلائل کے علاوہ اس پر بھي بحث کي جائیگي کہ حکماء اسلامیہ کے مشہور و معروف مسئلہ تجدد امثال اور اس نظریہ میں کچھہ فرق ھے یا نہیں ؟ اگر ھے تو کسقدر ھے ؟ منہ

دي ويريس نے جو درخت لگائے تھے ' انمیں ایک درخت یه بھي تھا - سنه ١٨٨٦ع سے سنه ١٩٠٠ع تک وہ برابر اس درخت کو لگاتا رھا - پہلے ھي سال یعني سنه ٨٧ع میں جو درخت نکلے ' وہ اصل سے مختلف الشکل تھے - دوسرے سال سنه ٨٨ع میں جو درخت پیدا ھوے' وہ نه صرف اصل سے مختلف ھي تھے بلکه خود انمیں باھم اختلاف بھي تھا -

سنه ١٩٠٠ع میں دي ویریس کے پاس اس درخت کے ٨٠٠ پودے تھے جنکي ترتیب و تقسیم کے بعد مختلف ٧ - اصناف پیدا ھوتے تھے - یه یاد رکھنا چاھیے که یه ٨ سو پودے ایک ھزار پودوں میں سے منتخب کیے گئے تھے - اس حساب سے تحول فجائي کا اوسط ٢ - ١١ في صدي ھوا -

ڈاکٹر وھائٹ چیرٹ کہتے ھیں :

" میں نے سنه ١٨٩٨ع میں ولایتي بیگن کي الکم نامي قسم کے ٢٢ درخت لگائے - پھول آنے سے پہلے میں نے ان کو اکھاڑ کے اپنے چھوٹے پائیں باغ میں لگادیا - وھاں درخت لگ گئے اور خوب پھلے پھولے - انمیں جو پھل لگے وہ ویسے ھي تھے جیسے که انکي اصل میں لگتے تھے - تنا تقریباً دو میٹر کا لمبا مگر اتنا نازک اور پتلا که دوھرا ھو ھو کے زمین پر آ گیا تھا ' پتوں کا رنگ ھرا ' سطح پر جھریاں کم ' پھل کا قد میانه وضع ' شکل کروي مسطح اور عرض میں کسیقدر مستطیل ' پر مغز' خوش ذائقه ' پکنے کے بعد رنگ سبزي سے قرمزي ھوجاتا تھا - قرمزي کے ساتھه کسیقدر زردي بھي ھوتي تھي - تمام پھل ایک ساتھه پکتے تھے ان پھلوں میں جو پھل سب سے اچھے تھے ' اُن میں سے چند پھلوں کے بیج لیکے ایک کیسے میں رکھه لیے - دوسرے سال جب فصل آئي تو میں نے پھر یه بیج بوے - مجھے انتظار تھا که ابکے بھي الکم کے بیگن پیدا ھونگے - کیونکه میں نے نہایت عمدہ پھلوں کے بیج پوري احتیاط کے ساتھه محفوظ رکھے تھے اور کوشش کي تھي که ان میں دوسري قسم کا ایک بیج بھي ملنے نه پاے - پھر جس جگه یه بیج بوے گئے تھے ' وھاں اور کوئي درخت بھي نه تھا - با ایں ھمه جب انکي کلي پھوٹي تو اصل سے بالکل مختلف تھي' بڑھي تو تنا سیدھا' مگر بلندي ایک اور ثلث میٹر سے زیادہ نه تھي - شاخ کم اور سخت' لچک ندارد ' پتے سبز تھے مگر عریض و گنجان اور سطح پر شکنیں' پھل کي شکل اصلي پھل سے ھمشکل تھي مگر ذائقه اور رنگ دگرگوں' سرخي اور لذت دونو زیادہ ' مگر زردي مفقود - میں سمجھا که نه تو یه بیگن کي کوئي قسم ھے اور نه الکم کا درخت' میري غفلت سے غالباً بیج ضائع ھوگئے اور یه کوئي دوسري ھي چیز ھے جو الکم کي جگه بو دي گئي -

پھر سنه ١٩٠٠ع میں میں نے فلاں سید اسٹور (مخزن تخم) سے الکم کے بیج خریدے - یه بیج ان درختوں کے تھے جو بنسلفانیا میں بوے گئے تھے جہاں سے میں نے پہلے الکم کے درخت لیے تھے - یه بیج بڑھے' درخت بھي اگے - مگر ان درختوں سے بالکل مختلف جن کے حالات پہلے بیان کیے جا چکے ھیں - یه یاد رکھنا چاھیے که ان درختوں کے گرد و پیش ولایتي بیگن کي کسي اور قسم کا ایک درخت بھي نه تھا -

جیسا که میں نے پہلي دفعه کیا تھا اس بار بھي نہایت احتیاط کے ساتھه بہترین پھلوں کے بیج رکھه لیے اور دوسرے سال بوے - مگر حیرت و صد تعجب ! که ابکي بھي سنه ١٨٩٩ع کي طرح شاخیں ' پتے ' پھول ' سب کچھه اصل سے مختلف اور سنه ٩٩ع کے درختوں اور پھلوں سے مشابه نکلے ! اس مرتبه اسکي وجه میں اپني غفلت کو نہیں قرار دیسکتا تھا کیونکه بیجوں سے لیکے پھل کے آنے تک تمام کام میں نے خود کیے' اور اسي توجه و اعتناء کے ساتھه جیسا که میں تمام تجارب علمیه میں کرتا ھوں - یه اختلاف ھر بیج میں تھا ' اور ایک درخت بھي اپني اصل کي طرح نه تھا -

مجھے یقین ھوگیا که اب یه دوسري قسم پیدا ھوگئي ھے - میں نے اس کا نام واشنگٹن رکھا ھے - یه قسم رنگ و ذائقه اور برگ و بار دونوں میں اپني اصل سے مختلف ھے "

غرض پروفیسر دي ویریس اور ڈاکٹر وھائٹ کے تجارب سے معلوم ھوتا ھے که اس آھسته خرام تدریج کے بغیر بھي جو ڈارون مانتا ھے' بالکل ممکن ھے که ایک اصل کي بعض نوعیں دفعتاً اپني اصل سے مختلف ھوجائیں اور ایک مستقل نوع قرار دیجا سکیں -

(عالم حیوانات)

ان تجارب کا اثر صرف نباتات پر ھے ' اسلیے ان سے صرف نباتات میں تحول فجائي کا ثبوت ملتا ھے - اب دوسرا سوال یه ھے که آیا حیوان میں بھي تحول فجائي ھوسکتا ھے ؟

یه صحیح ھے که نباتات کي طرح حیوانات میں بھي تحول فجائي کے وقوع کي کوئي شہادت قطعي و عیني موجود نہیں' لیکن سوال یه ھے که .

(١) کیا تحول فجائي ممکن ھے ؟

(٢) کیا تحول فجائي محض احتمال ھے' یا اس حد سے گذر کر واقعه کي صورت میں بھي نہیں آچکا ھے ؟

(٣) حیوانات میں اسکے وقوع کے لیے کوئي امر مانع ھے ؟

(٤) طبقات الارض کے درس و مطالعه سے کیا معلوم ھوتا ھے ؟

نباتات میں تحول فجائي کے متعلق ھم جسقدر لکھه چکے ھیں' اس سے اندازہ ھوگیا ھوگا که اول الذکر دو سوالوں کا جواب اثبات میں ھے - البته وقوع کي شہادتیں ابھي اس ثبوت تک نہیں پہنچي ھیں که یه نظریه اپنے آخري دور اذعان تک پہنچ جاے -

تحول فجائي کے ماننے میں پس و پیش اس بناء پر نه تھا که اسکا مظہر کون ھے ؟ بلکه اس بناء پر تھا که آیا وہ في نفسه ممکن الوقوع بھي ھے یا نہیں ؟ اور اگر ھے تو اسکے وقوع کا کیا ثبوت ھے ؟ اسلیے جب نباتات میں اسکے وقوع کا ثبوت ملچکا ھے تو اب حیوان میں اسکے امکان کا سوال نہیں رھا بلکه ثبوت وقوع کا سوال سامنے آ گیا ھے -

فرانس کے ایک مشہور حکیم طبیعي موسیو داسترے کے حال میں اس موضوع پر نہایت تفصیل سے بحث کي ھے جس کا خلاصه رسالہ سائنٹفک امریکن میں شائع ھوا ھے - اس بحث کے ذکر سے پہلے زمین کے مختلف طبقات کو سمجھه لینا چاھیے - چونکه طبقات ارض کا ذکر عرضاً آگیا ھے ھم صرف اصل نظریه کے ذکر پر اکتفا کرینگے -

(طبقات ارضیه)

یه مشتعل و ملتہب اجرام جنکو فلکیات میں " شموس " یعني سورج کہتے ھیں' تمام سیارات کے وجود کا سرچشمه ھیں - قانون اشتعال کي بناء پر یه اجرام بڑے بڑے دھکتے ھوے ٹکڑے اچھالتے رھتے ھیں - یه ٹکڑے تھوڑي دور جاکے پھر واپس آجاتے ھیں اور انھي میں گر پڑتے ھیں' یه اجرام پھر انکو اچھالتے ھیں اور وہ پہلي مرتبه کیطرح پھر واپس آجاتے ھیں - یه سلسله دائم جاري رھتا ھے -

یه اجرام اپنے محور پر گردش کرتے رھتے ھیں - اسي حالت میں اتفاق سے کبھي کوئي ایسا واقعه پیدا ھو جاتا ھے جسکي وجه سے کوئي ٹکڑہ ان اجسام میں سے نکلجاتا ھے اور پھر انمیں واپس نہیں آتا - اسي وقت اس ٹکڑے کے گرد ایک مخصوص دائرہ پیدا ھو جاتا ھے ' اور وہ ٹکڑہ مستقل ھوکر اسي دائرہ میں بلا انقطاع گردش کرنے لگتا ھے -

تمام سیارات کي طرح زمین بھي آفتاب کے جسم کا ایک ٹکڑا ھے اسکے انفصال و انقطاع کي صورت وھي ھوئي ھے جو ابھي ھم نے بیان

کي ہے - ابتداء انقطاع میں یہ شعلۂ مجسم تھا - فضاء محض میں گردش کا اقتضاء یہ تھا کہ اسکي حرارت نکلے' خروج حرارت کا لازمي نتیجہ یہ تھا کہ جسم میں برودت پیدا ہو' برودت اپنے ساتھ انجماد لاتي ہے - چنانچہ جب اسکي حرارت نکلي تو اسمیں انجماد شروع ہوا' اور اس سیال کرے کے بالائي حصہ پر ایک سطح منجمد مٹي کي تیار ہوگئي (انجماد قشري یعني ایسا انجماد جسمیں چھلکے کي طرح بالائي غلاف ہو) یہ قشر باریک تھا اور ان مواد سے تیار ہوا تھا جو پگھلے ہوے اہلتے پھوٹتے تھے - یہي قشر یا سطح منجمد زمین کا طبقۂ اولی کہلاتي ہے -

طبقہ اولی کے نیچے ایک آتشکدہ تھا کہ برابر جل رہا تھا - بخارات پیدا ہوے اور اس طبقہ کے مسامات کي راہ سے نکلکر بلند ہوگئے - اوپر جاکے انکے پاني اور ابروں سے دریا پیدا ہوے' ان دریاؤں میں ارضیت کے قابل جو اجزا تھے' وہ نیچے بیٹھگئے' اور ایک دوسرا طبقہ تیار ہوگیا - اس طبقہ میں حیوانات کے بقایا و آثار اور مختلف اقسام کے پتھر بھي پاے جاتے ہیں - یہ طبقہ ثانیہ کہلاتا ہے -

اسکے بعد ایک اور طبقہ ہے - یہ طبقہ مختلف قسم کے پتھروں سے مرکب ہے - اسکو طبقہ ثالثہ کہتے ہیں - اسکے بعد وہ طبقہ ہے جسکو طبقہ رابعہ کہتے ہیں' اور جسکے متعلق موسیو داستوے نے اپنے مضمون میں دعوی کیا ہے کہ حیوانات میں تحول فجائي علم الارض کے دور اولین میں ہوا تھا -

موسیو داستوے نے اس دعوی پر ان بقایا و آثار سے استدلال کیا ہے جو طبقہ اولی کے ٹکڑوں کے درس و نظر (اسٹڈي) کے وقت نظر آئے ہیں -

ان ٹکڑوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا تمام انواع حیوان اسوقت بہت تھوڑے عرصہ کے اندر پیدا ہوگئے تھے کیونکہ طبقہ اسدرجہ باریک ہے کہ انکي ساخت کے لیے طویل زمانے کي ضرورت نہیں -

تاریخ طبیعي (نیچرل ہسٹري) میں ایک اصطلاح زحافات یعني (Reptiles) کي ہے - زحافات سے مراد وہ حیوانات ہیں جنکے جسم کا دوام عدمي اور ٹھنڈے خون سے ہوتا ہے -

زحافات علم الارض کے دور ثاني میں پیدا ہوے ہیں - انکے بقایا کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے اندر غیر معمولي تنوع و اختلاف تھا - بعض بلي سے بھي چھوٹے تھے - بعض ہاتھي سے بھي بڑے - بعض گوشت کھاتے تھے بعض نباتات - بعض پاني میں رہتے تھے - بعض خشکي میں - بعض دو پیروں پر چلتے تھے بعض چار پر - یہ تنوع اور اختلاف اگر اسي تدریج کے ساتھ ہوا ہے جو دارون مانتا ہے' تو اسکے لیے ایک غیر معمولي طویل مدت چاہیے - مگر جیسا کہ اس طبقہ کے درس سے معلوم ہوتا ہے' وہ کسي غیر معمولي و طویل مدت کي جگہ بہت ہي کم مدت میں تیار ہوا ہے -

موسیو داستوے ان تمام نظریات کو پیش کرکے استدلال کرتے ہیں کہ :

" اس طبقہ ارضي کے حالات سے تحول فجائي پر استدلال کیا جاسکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ طبیعت کا اصول تخلیق صرف قانون تدریج ہي کا پابند نہیں - جب نباتات کے علاوہ حیوانات میں بھي اسکا سراغ ملتا ہے تو پھر اس نظریہ کي تضعیف کي کوئي وجہ ہم نہیں پاتے' اور ہم کو اس وقت کا انتظار کرنا چاہیے' جب تحول فجائي بالکل قطعي حد تک پہنچ جائیگا "

(استــــدراک)

تحول فجائي کے مسئلہ کو اس قدر تشریح و تفصیل سے ہم نے کیوں لکھا ہے ؟ اور کیا مقاصد اسکي تحریر سے پیش نظر ہیں ؟ انکو ہم آیندہ بسلسلۂ " بقاء حق و فناء باطل " لکھینگے جسکا سلسلہ جاري ہے - یہاں صرف چند اشارات کر دیتے ہیں :

(۱) قانون نشوء و ارتقاء اور مذہب ڈارون کي بنیاد قانون تدرج تخلیق و نشوء پر ہے - یعني کوئي چیز دنیا میں یکایک نہیں پیدا ہو جاتي - بتدریج مختلف دوروں سے گذر کے ایک انتہائي نقطہ تک پہنچتي ہے' اور یہي تحول تدریجي ایک نوع کو دوسري نوع میں بدل دیتا ہے - یہ قانون بالکل صحیح ہے اور ہمارا روزانہ مشاہدہ بھي اسکي تصدیق کرتا ہے' لیکن جو عموم و اطلاق اسمیں پیدا ہوگیا ہے' اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مذہب کي بعض تعلیمات کے متعلق مدعیان علم کو شبہات پیدا ہونے لگے ہیں -

(۲) کہا جاتا ہے کہ بغیر تدریجي تخلیق و نشوء کے کوئي تخلیق و تبدیلي نہیں ہو سکتي - تمام انقلابات مادیہ کا یہي حال ہے - پس اگر مذہب کسي موقعہ پر اچانک اور ناگہاني تغیرات و تخلیقات کي خبر دیتا ہے تو وہ قابل تسلیم نہیں -

(۳) ہم سرے سے اس اصول ہي کو تسلیم نہیں کرتے کہ حق و باطل اور علم و جہل کا معیار انساني ظن و تخمین اور اسکے قیاسي نظریات ہیں - ظن اور شک کا مقابلہ کبھي اس کتاب الہي سے نہیں ہو سکتا جسکا دعوا یہ ہے کہ میرے پاس ظن نہیں بلکہ یقین ہے' اور جو سب سے پہلے معرفي اپني ان لفظوں میں کراتي ہے کہ :

لاریب فیہ (آغاز بقرہ) اس کتاب میں شک و شبہہ کو دخل نہیں -

تاہم جن لوگوں کے ایمان و یقین کا سر رشتہ انساني ظن و تخمین کے ہاتھ میں ہے' وہ اگر چاہیں تو بغیر اپنے اصول سے انحراف کرنے کے اعلانات قرانیہ کو بھي تسلیم کرسکتے ہیں - یہي نظریۂ تحول فجائي ہے جو یکسر ڈارون کے قانون نشو و تدریج کے خلاف وقوع کي شہادت دیتا ہے' اور یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ نباتات و حیوانات میں بغیر تدریج کے تھوڑے ہي عرصے کے اندر تحولات و انقلابات ہو جاسکتے ہیں - پھر جب غیر تدریجي تحول کا اعتراف شروع ہوگیا تو قانون تحول تدریجي کا عموم کہاں رہا ؟ اور کب نظریۂ ڈارون اس حد تک پہنچ گیا کہ اسکي بنا پر ایک ایسي کتاب کو جھٹلایا جاے جو دعوا کرتي ہے کہ میں ظن و تخمین و نظریات نہیں ہوں - برہان و یقین اور بصائر و " لاریب فیہ " ہوں ؟ اور جسکا لانے والا اعلان کرتا ہے کہ :

ھذہ سبیلي ادعو الی اللہ	یہ ہے میري راہ - میں اللہ کیطرف
علی بصیرۃ انا و من	اس یقین و علم کي بنا پر بلاتا
اتبعني (آخر یوسف)	ہوں جو مجھے حاصل ہے -

اس نظریۂ تحول فجائي سے (جوکہ ابھي اپني ابتدائي منزل میں ہے مگر نہیں معلوم آگے چلکر کیا کیا مزید معلومات اس بارے میں حاصل ہونے والی ہیں) بے شمار نتائج و بصائر سامنے آتے ہیں - ازانجملہ قرآن حکیم کي اس آیۃ کي تفسیر کرو :

اولیــس الذي خلق	کیا وہ خداے حکیم جس نے اسمانوں
السماوات والارض بقادر	اور زمین کو پیدا کیا' اسپر قادر نہیں
علی ان یخلق مثلہم ؟	کہ انکے مانند پیدا کردے ؟ بلا شبہ
بلی وھو الخلاق العلیم	قادر ہے اور وہ سب سے بڑا قوۃ خالقیت
انما امرہ اذا اراد شیئـاً	و موازنۃ رکھنے والا اور صاحب علم ہے -
ان یقــول لہ " کن "	اسکي قدرت و خلقت کا تو یہ حال
فیکــون (اخر یاسین)	ہے کہ جب وہ کسي چیز کو پیدا کرنے

کا ارادہ کرتا ہے تو اسکے لیے حکم دیتا ہے کہ " ہوجا " اور بس وہ ہوجاتي ہے -

فسبحان الذي بیدہ ملکوت کل شي و الیہ

مدارس اسلامیہ

جـــامـــع ازهـــر

(۲)

(طریق درس)

جامع ازهر میں اعلی اور ادنی درجه کي حیثیت سے تقسیم نهیں هے ' اور نه ایک درجه کے لیے الگ الگ کمرے هیں ' وهي جامع مسجد کا صحن بھي هے اور وهي درسگاه بھي هے - صحن مسجد میں پتھر کا فرش هے - اسي پر طلبه بیٹھتے هیں' اور هر مدرس کے لیے ایک ستون مخصوص هے - عموماً مدرسین بھي اسي ستون سے ٹیک لگاکر فرش پر بیٹھ جاتے هیں اور کبھي کبھي ان کي نشست کرسي پر بھي هوتي هے - جب کوئي مدرس درس دینا چاهتا هے تو ستون سے تکیه لگا کر قبله رخ بیٹھ جاتا هے - طلبه گرد حلقه باندهکر چار زانو هو جاتے هیں' هر طالب علم کے هاتھ میں کتاب هوتي هے - شیخ کے سامنے بھي کتاب هوتي هے - جب استاد درس شروع کرنا چاهتا هے تو پہلے بسم الله اور حمد و نعت پڑهکر رسول الله صلعم پر درود و سلام بھیجتا هے - اس سے فارغ هوکر اکثر تو خود اور کبھي کبھي طلبه سے کتاب کي عبارت پڑھواتا هے اور پھر اسکي تفسیر کرتا هے - کتاب کا مطلب بیان کرنے میں ایک لفظ کتاب سے باهر نهیں بتاتا - یہاں تک که مثال پیش کرتے وقت بھي اسکا خیال رکھتا هے که مثال کتاب سے باهر نهو - اسي وجه سے ازهر میں سو برس پہلے جو درس دیا جاتا تھا ' وهي بعینه لفظ بلفظ آج بھي دیا جاتا هے - طلبا استاد کي تقریر کو قلمبند نهیں کرتے - هاں اثناے تقریر میں اگر وه کچھ نه سمجھیں هوں یا اس مسئله پر کوئي اعتراض پیدا هوتا هو تو استاد سے پوچھ سکتے هیں اور استاد خوشي سے انکي غلط فهمي دور کردیتا هے' اثناے درس میں اگر طالب علم قانون اخلاق کي خلاف ورزي کرے تو اساتذه چشم نمائي کرسکتے هیں' اور عموماً اشاره و کنایه میں اسکي غلطي پر تنبیه کردي جاتي هے -

استاد آخر میں سورة فاتحه پڑهکر درس ختم کردیتا هے اور رخصت هوتے وقت هر طالب علم اٹھ اٹھ کر استاد کے هاتھ کو بوسه دیتا هے اور ان سے دعاے خیر کي درخواست کرتا هے -

پہلے اساتذه مسائل کي مشق نهیں کراتے تھے مگر فرمان خدیوي مصدره ۲۰ محرم سنه ۱۳۱۴ کي رو سے اب مشق مسائل بھي ضروریات درس میں سے شمار کي جانے لگي هے -

ازهر میں تعین اوقات کے لیے کوئي پروگرام نهیں هوتا مگر روزمره کا معمولي پروگرام یه هے :

طلوع آفتاب سے پہلے	تفسیر و حدیث -
طلوع کے بعد سے	فقه -
نماز ظهر کے بعد	نحو و صرف' معاني و بیان و بدیع' اصول فقه -
نماز عصر کے بعد	حساب ' تاریخ ' جغرافیه ' اور علوم جدیده -
بعد نماز مغرب	منطق' آداب البحث ' هیئة ' فلسفه -

یه درس کي مجلسیں عموماً کم سے کم ایک گھنٹه تک اور زیاده سے زیاده دو گھنٹے تک قائم رهتي هیں - معمولاً یہاں کے طلبا چار سبق پڑھتے هیں - دو صبح اور دو شام - انقلاب موسم کي وجه سے دن کے بڑھنے گھٹنے کا اسباق کي زیادتي و کمي پر بھي اثر هوتا هے -

ازهر کے دور جدید میں اسکا بھي انتظام کیا گیا هے که مقصود بالذات علوم میں' علوم آلیه سے زیاده وقت صرف کیا جاے -

(مدت تعلیم)

جامع ازهر کي حیات وسطي میں مدت خواندگي کي کوئي تحدید نه تھي ' اسلیے تحصیل علم کي علت غائي صرف شکم پروري خیال کي جاتي تھي' اور ازهر بجاے جامع (یونیورسٹي) هونے کے فقیروں کا تکیه بن گیا تھا - طلبا بچپن میں داخل هوتے تھے اور مرکر نکلتے تھے - طلبا امتحان میں یا تو داخل هي نه هوتے ' یا قصداً فیل هوجاتے که نه فارغ هونگے اور نه مدرسه سے نکلنا پڑیگا - ازهر کي انتظامي مجلس نے اس مسئله پر کافي غور کرنے کے بعد یه قانون جاري کردیا که جو طالب علم چند بار امتحان میں شرکت نه کرے یا امتحان میں ناکامیاب هو' وه ازهر سے خارج کردیا جاے - اسکے علاوه انہوں نے مدت خواندگي کي بھي تحدید کي ' درجۂ عالم حاصل کرنے کیلیے کم سے کم باره برس اور زیاده سے زیاده ۱۵ - برس تک ازهر اسکي اعانت کرسکتا هے -

(امتحانات)

علوم قدیمه کے لیے وهاں کوئي سالانه امتحان نهیں هے جس سے طلبه کي تعلیمي استعداد اور مدرسین کي محنت و جانفشاني کا اندازه هوسکے ' یا جو ترقي درجات کا معیار بن سکے' طالب علم جب اپنے آپ میں خود هي اوپر درجوں کي لیاقت محسوس کرتا هے تو وه ان درجوں کو چھوڑ کر آگے بڑھتا هے ' اور یوں هي بڑھتا هوا اپنے خیال میں علم کي دشوار گذار راه طے کر ڈالتا هے -

علوم جدیده کا سالانه امتحان لیا جاتا هے - آخري تعلیمي منزل پر پہنچ کر ازهر کي یونیورسٹي اپنے طلبا کو تین قسم کے سارٹیفکٹ (شهادت) تقسیم کرتي هے ' گو یه امتحانات اور اسناد سنه ۱٦۸۸ - سے جاري هیں مگر شیخ الجامع کے عدم حسن انتظام کي وجه سے انکا نظم کچھ اچھا نهیں رهتا - سنه ۱۳۰۰ - میں کچھ اصلاح کي گئي مگر وه پہلے سے بھي زیاده ناقص رهي - اسلیے سنه ۱۳۱۴ - میں پھر امتحان کے قواعد پر نظر ثاني کي گئي ' اور ان پر آج تک عمل درآمد هوتا هے -

یه غیر سرکاري سند مدارس اسلامیه هند کي طرح اس شخص کو دي جاتي هے جس نے شیوخ ازهر سے معتبر کتابیں پڑھي هوں اور حسن قابلیت و وسعت معلومات کا اچھا نمونه پیش کیا هو - اس سند میں اس بات کي شهادت دي جاتي هے که اس نے ازهر میں تعلیم پائي هے ' علوم و فنون میں ماهر هے ' درس و تدریس اور افتا کا استحقاق حاصل هے ' مشائخ ازهر اسمیں اتصال اسناد بھي لکھتے هیں یعني اس نے بخاري مجھسے پڑھي اور میں نے فلاں سے پڑھي ' اس نے فلاں سے اور یوں هي یه سلسله امام بخاري تک ملادیا جاتا هے - سند کا یه قدیم طریقه هے - اسکے موجد محدثین هیں - هندوستان میں بھي یه طریقه رائج هے - اس سند میں اساتذه کچھ نصیحتیں بھي لکھ دیتے هیں' جس میں تقوی اور خوف خدا کي هدایت کرتے هیں - نیز لکھتے هیں که جو نهیں معلوم هو' اسمیں اسکو فتوی نه دو' محکمه سرکاري میں یه سند کچھ کام نهیں دے سکتي -

(شهادة العالمیة)

یه سند اس طالب علم کو دي جاتي هے جس نے مسلسل کم سے کم ۱۲ - برس تک ازهر میں تعلیم پائي هے اور ان تمام علوم کو حاصل کیا هو جو ازهر میں پڑھائے جاتے هیں - اس امتحان کا طریقه یه هے که کم سے کم آٹھ دن پہلے شیخ الجامع

(ابــسل) آن مضامین کی تعیین کرکے طالب علم کو اطلاع دیتا ہے جن میں امتحان پیدا مد نظر ہوتا ہے - امتحان کے دن شیخ الجامع کی زیر صدارت مجلس امتحـان منعقد ہوتی ہے جس میں علما و اساتذہ ہوتے ہیں - ہر ممبر کو امتحان لینے کا طالب علم سے مضمون کے متعلق ہر قسم کے سوالات کرنے کا اختیار ہوتا ہے - اسوقت طالب علم اپنے کو ایک مدرس اور ممتحنین کو شاگرد کی حیثیت سے خیال کرکے آن سوالات کا جواب دیتا ہے ' اور یوں حسب حیثیت اول ' دوم ' سوم ' درجہ میں کامیابی کی سند دی جاتی ہے - اس سند پر خدیو معظم کے بھی دستخط ہوتے ہیں ' اور بعض ممتاز کامیاب طالب علموں کو اسکے ساتھہ خلعت بھی دیا جاتا ہے - اس سند کے حاصل کرنے والے طلبہ جامع ازہر اور مصر کے دیگر مدرسوں میں ہر قسم کی تدریس کے علاوہ مصری محکمہ قضاء شرعی اور افتاء کی خدمات سے بھی مستفید ہوسکتے ہیں -

(شہادۃ الاهلیـۃ)

یہ امتحان کا سب سے ادنی پیمانہ ہے - اس سارٹیفکٹ کے حاصل کرنے والے طلبہ وہ ہیں ' جنھوں نے کم سے کم آٹھہ سال تک مسلسل ازہر میں تعلیم حاصل کی ہے - اس امتحان کے دینے والے طلبہ کیلیے شیخ الجامع کی ماتحتی میں تین علما مقرر کیے جاتے ہیں جو ان کا امتحان لیتے ہیں - حسب حیثیت کامیابی کے بعـد شہـادۃ الاهلیـۃ کی سند دیجاتی ہے - اسپر شیخ الجامع کا دستخط ہوتا ہے - یہ طلبا مساجد میں امام ' خطیب ' واعظ ' معلم ' نیز چھوٹے چھوٹے مکتبوں کے مدرس ہوسکتے ہیں -

ازہر ایک اور قسم کی سند ان طلبا کو بھی دیتا ہے جنھوں نے ازہر میں تین سال تک پڑھا ہو - اس سند کا صرف اتنا نتیجہ ہے کہ یہ طلبا فوجی خدمت سے سبکدوش کردیے جاتے ہیں ' ان مذکورہ بالا امتحانات کی کوئی فیس نہیں لیجاتی -

(تعطیل)

جامع ازہر میں سالانہ تعطیلیں بھی ہوا کرتی ہیں اور انکے علاوہ ہفتہ کے بعد دو روز کی معمولی تعطیلیں بھی ہوتی ہیں - گرمی کے موسم میں بھی ڈیـڑہ مہینہ کی تعطیـل ہوتی ہے بشرطیکہ رمضان ایام گرما میں نہ آیا ہو ' ان کے علاوہ اور غیر معمولی چھٹیاں بھی ہوا کرتی ہیں - مثلا جب کہاں کوئی استاد انتقال کرتا ہے تو عموما مدرسہ تین دن کیلیے بند ہو جاتا ہے ' طلبہ ان دنوں میں شب ' و ماتم کی مجلسیں منعقد کرتے ہیں - اس مجمع کی نشست وهیں پر ہوتی ہے جہاں بیٹھکر مرحوم استاد درس دیا کرتا تھا - فاتحہ خوانی کے بعد یہ مجمع منتشر ہو جاتا ہے - اسکے سوا چار ہفتوں تک نماز جمعہ کے بعد وهیں بیٹھکر قرآن مجید تلاوت کرتے ہیں اور اسکا ثـواب مرنے والے استاد کیلیے تحفـــہ بھیجتے ہیں -

(انتظامی مجلس)

جامع ازہر نے چونکہ آغوش سلطنت میں پرورش پائی ہے اسلیے اسکی ابتدائی زندگی ہی سے اسکا انتظام سلاطین و امرا کے متعلق رہا - یعنی جسکے ہاتھہ میں مصر کی عنان حکومت ہوتی اسی کے ہاتھہ میں ازہر کا شیخ الجامع یا آنریری پرنسپل بھی ہوا کرتا تھا - انتظامی طرف سے مذاهب اربعہ کے مشایخ اور شیوخ الاروقہ اسکی اندرونی حالت کی نگرانی کرتے تھے ' مگر گیارھویں صدی میں یہ ضروری سمجھا گیا کہ ازہر میں شیخ الجامع کا ایک نیا عہدہ مقرر کیا جائے جسکے ہاتھہ میں ازہر کی کل انتظامی باگ ہو اور یہ تمام مشائخ ازہر اور اساتذہ کا افسر کل قرار دیا جائے - اس معزز عہدہ کیلیے صرف علما مخصوص ہیں - ان میں سے بھی صرف اسی شخص کا انتخاب ہوسکتا ہے جو علم و فضل کی حیثیت سے فخر مصر ہو -

شیخ الجامع کے لیے یہ ضرور نہیں ہے کہ وہ کسی خاص مذہب کا ہو بلکہ مذاهب اربعہ میں سے ہر ایک کا انتخاب ہوسکتا ہے - اول اول جو عالم شیخ الجامع مقرر ہوے تھے ' وہ امام ابو عبد اللہ تھے جو مالکی مذہب رکھتے تھے - سنہ ۱۰۹۰ هجری سے سنہ ۱۱۷۱ھ تک یہ عہدہ علماے مالکیہ ہی کے ہاتھوں میں رہا - سنہ ۱۱۷۱ سے سنہ ۱۲۸۷ تک علماے شافعیہ اس خدمت کو انجام دیتے رہے ' اور سنہ ۱۲۸۷ سے علماے حنفیہ بھی اس عہدہ کے فرائض ادا کرنے لگے -

پہلے دستور تھا کہ شیخ الجامع جب تک زندہ رہتا ' اس عہدے سے سبکدوش نہ کیا جاتا ' مگر سنہ ۱۲۷۷ میں یہ قاعدہ منسوخ ہوگیا -

جامع ازہر کے شیخ الجامع کا مصر میں وہ رتبہ اور عزت ہے ' جو خلفاے عباسیہ و بنو امیہ کے عہد میں قاضی القضاۃ کیلیے تھی ' یا آج کل قسطنطنیہ اور ٹیونس میں شیخ الاسلام کو حاصل ہے - شیخ الجامع مصری علما کا سرگروہ تسلیم کیا جاتا ہے جسکو قوم کے شخصی معاملات میں بھی دخل دینے کا حق حاصل ہے -

مگر قاضی مصر سے اسکا درجہ کم ہے ' کیونکہ قاضی حضرۃ خلیفۃ المسلمیـــن سلطان المعظم کی طرف سے مقرر ہوتا ہے اور شیخ الجامع کا انتخاب خود خدیو مصر کرتا ہے -

جب کسی کو شیخ الجامع ہونے کی عزت حاصل ہوتی ہے تو خدیو اپنے محل شاہی میں علما و فضلا کی بڑے ہی تزک و احتشام سے دعوت کرتا ہے اور آخر میں سلطنت مصر کی طرف سے شیخ الجامع کو خلعت فاخرہ سے ممتاز کیا جاتا ہے -

علاوہ سامان خورو نوش کے شیخ الجامع کو ۱۰۵۰۰ روپیہ سالانہ مدرسہ کی طرف سے دیا جاتا ہے - پہلے ازہر کے اختیارات و انتظامات محض شخصی تصرف میں ہوتے تھے مگر سنہ ۱۳۱۲ میں اس کے لیے ایک انتظامی مجلس قائم کی گئی جسکے ارکان کی تعداد پانچ ہوتی ہے - ان میں سے ایک شیخ الجامع ہوتا ہے ' دو ازہر کے جلیل القدر اساتذہ ' اور دو خدیوی سلطنت کے با اثر حکام - آمدنی و خرچ کی حساب فہمی ' نصاب کی ترمیم ' ازہر کے لیے مفید قوانین کا بنانا ' ان کے فرائض میں سے ہے -

یہ ایک دھندھلی سی تصویر ہے اس عربی یونیورسٹی کی جو آج غالبا دنیا کی سب سے قدیم یونیورسٹی ہے - جسکی پرانے در و دیوار سے مسلمانوں کی اگلی تہذیب اور علمی عروج کا اندازہ کیا جاسکتا ہے - اسوقت جامع ازہر کی عمر ۹۷۹ برس کی ہوچکی ہے - جامع ازہر کو چھوڑ کر مصر میں اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے مدارس ہیں جنکی تعداد ۳۹۵ تک بیان کی جاتی ہے - ان مدارس میں ۱۱۹۰۲ طلبہ اسوقت تعلیم پا رہے ہیں اور ۷۷۱ علما اپنی درس و تدریس سے ان مدرسوں کی رونق بڑھا رہے ہیں -

---

(اشتہــار)

کلیـات اکـبـر !

یعنی لسان العصر سید اکبر حسین صاحب پنشنر جج کی حیرت انگیز نظموں کا مجموعہ ' جسمیں سنجیدگی اور ظرافت کے پیرایہ میں زمانہ موجودہ کی خرابیوں کی دھجیاں آڑائی گئی ہیں جسکے پڑھنے سے مذہبی و قومی جذبات میں بہت ترقی ہوتی ہے جسمیں تمام موجودہ مسائل کو عمدگی سے حل کیا گیا ہے جسکا ایک ایک شعر ایک پورا آرٹیکل ہے - علمدوست حضرات جلد طلب فرمائیں - لکھائی چھپائی عمدہ قیمت فی جلد (دو روپیہ) علاوہ محصول ڈاک - ملنے کا پتہ محمد مبین صدیقی اوندرا - ڈاکخانہ بی بی پور - ضلع اعظم گڈھہ (صوبۂ متحدہ)

۱ ـ مآثر الکرام - و سرو آزاد

مصنفۂ

حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی پر

مولانا حکیم شمس اللہ قادری صاحب - ایم - اے - ایس - ایف

آر - ایچ - ایس عالم آثار قدیمہ کا

ریویو

علم تاریخ کی دو قسمیں ہیں - ایک وہ سلسلہ واقعات ہے کہ جس میں مختلف قوموں اور سلطنتوں کے عروج و زوال سے بحث کی جاتی ہے ' اور جس کو عرف عام میں تاریخ یا ہسٹری کے نام سے تعبیر کرتے ہیں - دوسری قسم وہ ہے کہ جس میں کسی ملک و قوم کے افراد کا تذکرہ کیا جاتا ہے ' اس کو اسماء الرجال یا بیوگرفی کہتے ہیں -

اسماء الرجال جس کو دوسرے الفاظ میں تذکرہ نویسی بھی کہتے ہیں کم و بیش قدیم الایام سے چلا آتا ہے - عبرانی ' یونانی ' رومی لٹریچر میں اس قبیل کی بہت سی کتابیں موجود ہیں - لیکن ان میں زیادہ تر ملکی بہادروں کے نامی کارنامے یا اولیا و شہدا کے کشف و کرامات منضبط ہیں - قرون وسطی میں مسلمانوں نے اس فن کو اس قدر ترقی دی کہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی - ان لوگوں نے تراجم ' طبقات ' وفیات و اعیان وغیرہ کے عنوانوں میں ہزاروں کتابیں لکھ ڈالیں ' اور ان میں علماء و فضلا ' شعرا ' حکما ' امرا وغیرہ وغیرہ غرض ہر طبقہ کے لاکھوں آدمیوں کا تذکرہ قلم بند کر دیا - اس موقعہ پر یہ ظاہر کر دینا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ یہ تمام کارنامے ان مسلمانوں کے تھے جو بلاد ایران ' روم و شام و مصر میں رہتے تھے - برخلاف اس کے ہندوستان کے مسلمانوں نے اس کے ساتھ بہت بے اعتنائی سے کام لیا -

مسلمانان ہند کی تاریخ پانچویں صدی ہجری سے شروع ہوتی ہے - اس زمانے سے لیکر مغل ایمپائر کے انحطاط تک ہندوستان کی مردم خیز خاک سے بڑے بڑے علما ' فضلا اور نامی گرامی اہل کمال پیدا ہوئے ہیں - مگر افسوس ہے کہ ان کے حالات مصنفین کی بے التفاتی سے اس طرح ناپید ہوگئے کہ اس وقت باوجود تلاش و تجسس کے بھی نہیں مل سکتے -

مولانا آزاد بلگرامی بارھویں صدی میں ایک نامی گرامی مصنف گزرے ہیں - انہوں نے اسماء الرجال میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں ' اور موقعہ پر فخر کے ساتھ اس امر کا ذکر کیا ہے کہ وہ ہندوستان میں اسماء الرجال کے سب سے پہلے مصنف ہیں - چنانچہ آپ کی اصل عبارت یہ ہے :

" و پیش از من احدی آستین سعی باین مرجہ نہ شکستہ و کمر خدمت بزرگان سلف و خلف باین جد و جہد نہ بستہ " -

مولانا آزاد سے پہلے اگرچہ ملا عبد القادر بدایونی اور شیخ ابو الفضل - بختاور خان عالمگیری وغیرہ مورخین نے اپنی تاریخوں میں اپنے معاصرین کا تذکرہ بھی قلم بند کیا ہے - لیکن یہ تحریرات اس موضوع پر مستقل تصنیف کی حیثیت نہیں رکھتی ہیں - مولانا آزاد اسماء الرجال کو ایک مستقل فن قرار دیکر اس کے مختلف شعبوں پر متعدد کتابیں تصنیف کیں مثلاً :

تراجم علما میں سبحۃ المرجان ' مآثر الکرام - تراجم شعرا میں ید بیضا - خزانۂ عامرہ - تراجم صوفیہ میں روضۃ الاولیا ' شجرۂ طیبہ ' وغیرہ وغیرہ - اس اعتبار سے اگر ہم یہ کہیں تو کچھ بیجا امر نہ ہوگا کہ مولانا آزاد بلگرامی ہندوستان میں اسماء الرجال کے سب سے پہلے مصنف ہیں -

مآثر الکرام اسماء الرجال کی ایک قابل قدر اور بیش قیمت کتاب ہے - علامہ مصنف نے اس کے دو حصے قرار دیے ہیں - پہلے حصہ میں ان ڈیڑھ سو (۱۵۰) مشاہیر علما و صوفیہ کا تذکرہ قلم بند کیا ہے ' جو قدم اسلام سے لیکر بارھویں صدی ہجری کے خاتمہ تک سرزمین ہندوستان کے مختلف شہروں میں گزرے ہیں - دوسرا حصہ جس کا نام سرو آزاد ہے شعرا کے متعلق ہے - اس میں فارسی اور ہندی کے (۱۵۱) شعرا کا تذکرہ ہے - اور ہر ایک شخص کی نسبت وہ تمام باتیں درج کردی ہیں جو اس کی سوانح عمری کے لیے ضروری اور کار آمد ہیں - مثلاً خاندان ' قوم ' وطن ' تعلیم و تربیت ' تلمذ - اخلاق و عادات ' تصنیف و تالیف وغیرہ اور ان کے ضمن میں بہت سے تاریخی واقعات و علمی نکات کا تذکرہ بھی آگیا ہے -

مصنف نے حصہ اول کو دو فصلوں پر مرتب کیا ہے - پہلی فصل میں اولیائے کرام کے حالات ہیں - دوسری فصل میں علما و فضلا کا تذکرہ ہے - ہر فصل کی ابتدا میں ایک تمہید ہے - پہلی تمہید میں ہندوستان میں مسلمانوں کے آنے اور اسلام کے اشاعت پانے کا ذکر ہے - اسی طرح دوسری تمہید میں اہل اسلام میں علوم و فنون کے پھیلنے اور خلفائے بغداد و اندلس کے مشاغل علمی کا بیان ہے -

حصہ دوم یعنی سرو آزاد کی ابتدا میں ایک مقدمہ ہے جس میں فارسی شاعری کی تاریخ بیان کی ہے - شعرا کے تراجم درج کیے ہیں اور اس کے ضمن میں موقع بموقع شعر و سخن کے قیمتی نکات کا بھی تذکرہ کر دیا ہے -

ان دونوں حصوں میں ایک خاص بات یہ ہے کہ اکثر مشاہیر دکن کے حالات بھی آگئے ہیں ' اور نواب نظام الملک آصفجاہ اور انکے خاندان کا تذکرہ اس شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے کہ ان کے ہم زمانہ تصنیفات سے کسی میں بھی نہیں مل سکتا -

بارھویں صدی کے نصف آخر میں جو حوادثات پیش آئے ہیں مصنف نے انکا ذکر نہایت عمدگی سے بیان کیا ہے ' اور بعض باتیں تو ایسی لکھی ہیں کہ جو کسی دوسری تاریخ میں مشکل سے مل سکتی ہیں ' او جو حضرات تاریخ دکن سے مذاق رکھتے ہیں ان کیلیے یہ حصہ (سرو آزاد) ایک لاجواب تحفہ ہے -

فن تراجم میں یوں تو ہندوستان میں بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں - لیکن ان میں صرف دو کتابیں ایسی ہیں جو ہر زمانہ میں عزت و رفعت کی نگاہوں سے دیکھی جاسکتی ہیں - ان میں ایک مآثر الامرا ہے جس میں ہندوستان کے بڑے بڑے وزرا ' امرا اور عہدہ داروں کا تذکرہ منضبط ہے - دوسری کتاب مآثر الکرام اور اس کا حصہ دوم سرو آزاد ہے ' جس میں علما ' فقرا اور شعرا کے حالات لکھے ہیں ' اور ہر ایک کا حال اس تفصیل سے درج ہے کہ کسی دوسری کتاب میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی -

مآثر الامرا کو بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کی علم دوست جماعت نے مدت ہوئی کہ تین ضخیم جلدوں میں چھاپ کر شائع کردیا ہے - لیکن مآثر الکرام کے دونوں حصے ابھی تک گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے -

خدا بھلا کرے مولوی عبد اللہ صاحب کا کہ باوجود بے بضاعت ہونیکے اس کتاب کو نہایت اعلی اہتمام سے چھپوا کر ہندوستان کی علمی تاریخ میں ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے ' اور تمام اہل ملک کو ان کے احسان کا مشکور ہونا چاہیے ' اور جو حضرات تاریخی مذاق رکھتے ہیں ان کے لیے یہ دونوں چراغ ہدایت کا کام دینگے -

پہلے حصہ کے (۳۳۴) اور دوسرے حصے کے (۴۲۲) صفحات ہیں - ان کی قیمت حسب ذیل رکھی گئی ہے :

مآثر الکرام	قیمت	۲ روپئہ	علاوہ محصول ڈاک
سرو آزاد	قیمت	۳ روپئہ	علاوہ محصول ڈاک

۲ ـ اعظام الکلام فی ارتقاء الاسلام

(یعنی اردو ترجمہ)

" پروپوزڈ پولیٹکل اینڈ سوشیل ریفارمز انڈر مسلم رول "

مصنفہ

نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم

پر مولوی محمد اختر صاحب کا ریویو

اس کتاب میں علامہ مصنف نے بزبان انگریزی سنہ ۱۸۸۳ ع میں ایک یورپین عالم ریورنڈ میلکم میکال کے اس اعتراض کی تردید میں کہ " مذہب اسلام مانع ترقی ہے " قرآن ' حدیث ' فقہ اور تاریخ سے نہایت عالمانہ طریق پر یہ ثابت کیا ہے کہ اسلامی روحانی ' اخلاقی اور دماغی ترقی کا حامی ' تغیر زمانہ کے ساتھ ساتھ تمدن و سیاست کا ساتھ دینے والا اور زندہ ضرورت کے مطابق ہر قسم کے قوانین کی بنیاد بننے کی صلاحیت رکھنے والا مذہب ہے - اس کی فطرت جمود و خمود کے منافی ہے - اسی ضمن میں اسلام کے متعلق دوسرے یورپین مصنفین مثلاً سر ولیم میور ' سر تھامس ' پالداس

هیر - سیل وغیرہ کی غلط بیانیوں کی اصلاح بھی مشرقی اور مغربی حوالوں سے کی گئی ہے ' اور صدھا اسلامی مسائل متعلق معاشرت و سیاست پر عالمانہ بحث کی گئی ہے -

غرض کہ یہ کتاب اسلامی تمدن و سیاست کا خلاصہ ہے ' اور اس میں وہ مسائل جمع کیے گئے ہیں ' جن پر ہزارہا اسلامی کتب کے مطالعہ کے بعد بھی بمشکل عبور ہوسکتا ہے - اور یہ کہنا بالکل مبالغہ سے خالی ہے کہ جو قیمتی معلومات اس مختصر کتاب میں جمع کی گئی ہیں وہ آج تک زبان اردو میں نہیں ملینگی ' جس کا ثبوت فہرست مضامین کتاب ہذا سے ملیگا -

اس پر آشوب زمانہ میں جب کہ ہر طرف سے مسلمانوں کے تمدن و سیاست اور اُن کے ملکی و قومی اخلاق پر حملے کیے جارہے ہیں ' اور دکھلایا جاتا ہے کہ اُنکا وجود کرۂ ارض کی تہذیب و شائستگی کے حق میں ایک دائم اور سد راہ ہے ' اس کتاب کا مطالعہ تمام علم دوست حضرات اور خصوصاً تعلیم یافتہ مسلمانوں اور بالخصوص اُن حضرات کو بیحد مفید ہوگا ' جنھوں نے محض حب اسلامی اور حب قومی سے اپنی زندگی مذہب اسلام کی حمایت کیلیے وقف کردی ہے ' اور جن کو رات دن یہ فکر دامنگیر رہتی ہے کہ مذہب اسلام کو نئی روشنی و تہذیب کا ساتھہ دینے والا ثابت کیا جائے ' اور اس پر جو ناجائز حملے کیے جارہے ہیں ' انکی مدافعت عالمانہ طور پر کی جائے - اس لحاظ سے یہ کتاب اسلامی مشنریوں کو نہایت اعلی درجہ کے ہتھیار کا کام دیگی - کیونکہ علامہ مصنف نے اس کتاب میں الزامی جوابوں سے کام نہیں لیا ' بلکہ ہر اعتراض کا جواب تحقیقی ' اور قرآن وحدیث اور تعامل مسلمانان صدر اول اور تاریخ وفقہ اور متقدمین اسلام ' اور مسلمانوں کے زندہ زمانہ کی مثالوں سے دیا ہے - اور بالمقابل دوسرے مذاہب خصوصاً عیسائیت کے قانون اور فقہ کا ذکر کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اسلام نے دنیا کی تہذیب و شائستگی کے حق میں کیا کیا ' اور مخالفین نے کیا -

چونکہ مصنف نے زبردست دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مذہب اسلام صرف سرزمین عرب اور خاص مسلمانوں کے حق میں ہی مفید نہیں ہے ' بلکہ وہ یہ آیۂ رحمت ہے جس پر تمام دنیا کی دینی و دنیوی فلاح منحصر ہے ' اور اس کا نظام ایسا پر حکمت ہے کہ ملک و قوم اور زمانہ کا ساتھہ دے سکتا ہے ' اور اس طرح وہ ایک زندہ مذہب ہے ' اور ریونڈ ملکم میکال کا اعتراض تاریخی شہادتوں کے بالکل خلاف ہے -

مرحوم مصنف نے اس کتاب کو دو حصوں پر تقسیم کیا ہے - پہلے حصہ میں نہایت شرح و بسط کے ساتھہ مسائل تمدن و سیاست پر بحث کی ہے ' جس میں جزیہ ' دار الحرب ' دارالاسلام ' حقوق ذمیاں ' شہادت غیر مسلمین ' حقوق رعایا ' ارتداد و بغاوت ' مساوات اقوام غیر ' عدم جواز جنگ و جدال از قرآن ' مذہبی آزادی ' تعمیر گرجا ' معاهدوں کی پابندی ' خلفاء اسلام کی تاریخی مسالمت ' قانون بین الاقوام وغیرہ کا تفصیلی ذکر ہے -

دوسرے حصہ میں مسائل معاشرت کو اسلامی روشنی میں دکھلایا گیا ہے ' اور مسائل طلاق و نکاح ' تعدد زوجات ' اور غلامی و تسری پر مفصل بحث کی گئی ہے -

اس کے علاوہ حصہ اول کے شروع میں مصنف نے ایک مفصل مقدمہ بھی لکھا ہے - اس مقدمہ میں اُن اہم امور پر بحث کی گئی ہے جو اسلامی فقہ کے اصل الاصول ہیں ' یعنی فقہ کے دور ' مذاهب اربعہ کا شیوع ' اختلاف زمان و مکان سے مسائل فقہی کا بدلتا رہنا ' قیاس و اجماع اور عدم اختتام اجتہاد وغیرہ -

اس کتاب میں سلطنت ٹرکی کی سیاسی حالت کا ذکر بھی آیا ہے - علامہ مصنف نے اس سلسلۂ بیان میں اُن تمام اعتراضات کی قلعی بھی کھولدی ہے جن کا سنگ بنیاد مہذب یورپ اسپر رکھتا ہے کہ اسلام کا کانسٹی ٹیوشن اس کے تنزل کا باعث ہے ' اور اسی مناسبت سے مصنف نے اس کتاب کو سلطان عبد الحمید خان کے نام ڈیڈیکیٹ کیا تھا -

محض قومی خدمت کی غرض سے اردو زبان میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے - ترجمہ کی خوبی کے بارہ میں صرف اسقدر کہدینا کافی ہے کہ اس کا مترجم موجودہ زمانہ کا وہ مسلم الثبوت انشا پرداز ہے جس کے وجود سے اردو زبان زیربار احسان ہے ' جسکا نام نامی مولوی عبد الحق صاحب بی - اے (علیگ) ہے -

اس کتاب کا ترجمہ کچھہ آسان نہیں تھا - کیونکہ گو یہ کتاب انگریزی زبان میں تھی ' اور یہ بات ایک معمولی سی معلوم ہوتی ہے ' لیکن اس کو اردو کا جامہ پہنانے کے لیے اسلامی معلومات اور عربیۃ کی سخت ضرورت تھی - کیونکہ اس کتاب میں ہزارہا آیات قرانی ' احادیث ' مسائل فقہ ' اور سیکڑوں کتب علمیہ عربیہ کے اقتباسات دیے گئے ہیں ' جن کا ترجمہ بغیر اصل کے مقابلہ کیے ہوے نہیں ہوسکتا تھا ' اور نہ اصطلاحات عربیہ قائم رہ سکتی تھیں - لہذا اس کتاب کے ترجمہ میں مترجم نے جو جانکاهی و جانفشانی کی ہے وہ بجاے خود ایک مستقل تصنیف کا درجہ رکھتی ہے اور اس لحاظ سے یہ کتاب اُن حضرات کو چراغ ہدایت کا کام دیگی جو اعلی درجہ کی کتب علمیہ کا ترجمہ کرنا چاهتے ہوں -

اس محنت کے علاوہ فاضل مترجم نے اصل پر بہت کچھہ اضافہ بھی کیا ہے ' یعنی ایک بسیط اور جامع مقدمہ بھی تحریر کیا ہے - جو تین حصوں پر مشتمل ہے :

حصہ اول میں علامہ مصنف کے حالات زندگی قلمبند کیے ہیں ' جو بجاے خود ایک نہایت عمدہ اور مفید چیز ہے - اور اُن سے یہ سبق ملتا ہے کہ مصنف نے محض اپنی کوشش اور مطالعہ سے یہ علمی پایہ اور مراتب دنیاوی حاصل کیے ' جس کی مثال اب تک نئے تعلیم یافتہ لوگوں میں نہیں پیدا ہوئی - گویا مصنف کی سوانح عمری سیلف ہلپ کا ایک کامل نمونہ ہے -

حصہ دوم میں علامہ مصنف کی دوسری تصانیف تحقیق الجہاد ' ٹرو پرافٹ ' کتاب زیر بحث اور دیگر کتب پر ریویو کیا گیا ہے -

حصہ سوم میں فاضل مترجم نے اُن آراء و خیالات کو جمع کیا ہے جو مشاهیر عہد اور علماے یورپ نے کتاب هذا کی نسبت ظاہر کیے تھے ' مثلاً ڈاکٹر هنٹر ' ڈبلیو - سی بلنٹ ' مصنف فیوچر آف اسلام ' ڈاکٹر اسپرنگر اور سر سید مرحوم وغیرہ -

ڈاکٹر اسپرنگر اپنے زمانہ کا مشہور عالم شرقیات گزرا ہے ' اُس کا خط خصوصیت سے قابل ذکر ہے - یہ خط نہایت دلچسپ اور عالمانہ ہے - اس میں مسلمانوں کے ترقی و تنزل کے اسباب اور اُن کے علمی کارناموں پر مفصل بحث کی گئی ہے - یہ خط کتاب کے شایع ہونے کے بعد مصنف کو لکھا گیا تھا - جس میں اُن خیالات کی بیحد تعریف کی گئی ہے ' جو اس کتاب میں ظاہر کئے گئے ہیں ' اور مجبوراً اُس کو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ واقعی مذہب اسلام کے اصول کسی قوم کی ترقی میں سد راہ نہیں ہو سکتے - بلکہ ناقص تعلیم و تربیت نے مسلمانوں کو اس قعر مذلت میں ڈال رکھا ہے ' لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ نصاب تعلیم میں اصلاح کی جاے تاکہ انسانی ترقی کا وہ اعلی مقصد حاصل ہو سکے جو مذہب اسلام کا منشاء ہے - چنانچہ اُس نے اس خط میں ایک کورس کا خاکہ بھی پیش کیا ہے ' جس سے مصلحان تعلیم قدیم کو اس تعلیمی انقلاب کے زمانہ میں بہت کچھہ مدد مل سکتی ہے - خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ قیام محمڈن یونیورسٹی علیگڈہ کا مسئلہ بھی خواہان قوم کے پیش نظر ہے -

اگرچہ مصنف کا زمانہ کچھہ بہت دور نہیں ہے ' لیکن اردو خواں پبلک سے اُس کا تعارف کرانا ضرور ہے ' کیونکہ مصنف اکثر و بیشتر اپنے خیالات انگریزی زبان میں ظاہر کرتے تھے -

اس مختصر ریویو میں مصنف کی علمی اور شخصیت پر مفصل روشنی نہیں ڈالی جاسکتی - کیونکہ وہ ایک ایسا جامع صفات شخص ہے جو اپنے تعارف کے لیے نہایت دقت نظر کا محتاج ہے - تاهم اس کتاب کا پوزیشن بتانے اور پبلک کی واقفیت کے لیے کچھہ نہ کچھہ لکھنا ضرور ہے -

مصنف مرحوم سر سید مرحوم کے اصحاب میں سب سے زیادہ عالم اور دقیق النظر اور وسیع معلومات کا شخص تھا - لیکن اُسی قدر سب سے زیادہ خاموش تھا - اور ہر وقت مطالعہ میں مصروف رہتا تھا - باوجود عالم شرقیات ہونے کے وہ ہمیشہ اپنے خیالات انگریزی زبان میں ظاہر کرتا تھا - اور اُس کا روے سخن اُن علماے اقوام غیر کی طرف رہتا تھا جن کا مقصد زندگی یہ تھا کہ مذہب اسلام کو تمام ممکن پہلوؤں سے مورد مطاعن بنایا جاے - لہذا مصنف مرحوم نے بھی اپنا اعلی مقصد زندگی یہ قرار دیا تھا کہ مذہب اسلام کی حمایت میں اپنا دل و دماغ اور جان و مال وقف کردے - جو لوگ انگریزی میں مصنف کی تصانیف تک رسائی رکھتے ہیں وہ اس کے علمی مطمح نظر اور ایثار نفس سے بخوبی واقف ہیں -

اور جانتے ہیں کہ اس نے کس طرح اس علمی میدان میں داد تحقیق دی ہے' اور ایسے مقصد میں کہانتک کامیاب ہوا ہے - اور جس سبجکٹ پر قلم اٹھایا ہے پھر کسی دوسرے کے لیے اس پر اضافہ کرنے کی بہت کم گنجایش باقی رہی ہے - پبلک کو اس دعوی کا ثبوت کتاب ہذا اور اس کی دوسری تصانیف سے بخوبی مل سکے گا - جب وہ اسی مصنف کی دوسری کتاب " تحقیق الجہاد " کو پڑھیگی جو چھپ کر اردو زبان میں تیار ہوگئی ہے اور ۴۱۲ صفحات پر ختم ہوئی ہے' تو مصنف کا علمی پایہ اس صدی کے تمام مسلمان مصنفین سے اعلی و ارفع ثابت ہوگا - افسوس ہے کہ سواے معدودے چند مضامین مطبوعہ " تہذیب الاخلاق " کے ابھی پبلک کے پاس کوئی اور ایسا معیار نہیں پہنچا جس سے وہ مصنف کو جانچ سکے - لہذا پبلیشر کتاب ہذا (مولوی عبد اللہ خانصاحب کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن) نے ارادہ کیا ہے کہ مصنف مرحوم کے اُن تمام قلمی مسودات کو شایع کردیا جاے جو وہ اس دنیاے فانی میں اپنی ایک لازوال یادگار چھوڑ گیا ہے - یہ رسائل نہایت جستجو سے جمع کیے گئے ہیں جو تقریباً دو ہزار صفحات (۲۰۰۰) تک وسیع ہوں گے - ان میں سے ہر ایک رسالہ ایک بیش بہا علمی خزانہ ہے' اور بالکل نئے نئے سبجکٹوں پر اردو زبان میں لکھا گیا ہے - یہ رسائل بعد طبع دنیا کو حیرت میں ڈال دینگے -

کتاب نہایت خوشخط عمدہ کاغذ پر دو حصوں میں چھاپی گئی ہے' اور شائقین کو بقیمت ۳ روپیہ علاوہ محصول ڈاک - مولوی عبد اللہ خاں صاحب بک سیلر اینڈ پبلیشر حیدر آباد دکن کتب خانہ آصفیہ سے مل سکتی ہے - فقط -

۳ - گلشن ہند

تصنیف میرزا علی دہلوی المتخلص بہ لطف پر

حکیم سید شمس اللہ قادری صاحب عالم آثار قدیمہ کا ریویو

لارڈ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل (سنہ ۱۸۷۳ ع سنہ ۱۸۸۲ع) کے زمانہ میں نواب علی ابراہیم خاں نے گلشن ابراہیم کے نام سے فارسی زبان میں شعراے ہند کا ایک تذکرہ لکھا تھا - زبان اردو کے مشہور محسن و سرپرست مسٹر جان گلگرسٹ کی فرمایش سے سنہ ۱۸۰۱ میں بعہد مارکوئس آف ویلزلی (سنہ ۱۷۹۸ ع - سنہ ۱۸۰۵ ع) میرزا علی لطف نے بہت کچھہ اضافہ کے بعد اردو میں اس کا ترجمہ کیا اور گلشن ہند نام رکھا - میرزا علی لطف کے والد میرزا کاظم بیگ استر آباد کے باشندے تھے - سنہ ۱۵۴۱ع میں نادر شاہ کے ہمراہ دہلی آے' اور نواب ابو المنصور خاں کے توسط سے شاہی دربار میں ملازمت کرلی - فارسی کے شاعر تھے - ہجری تخلص تھا - میرزا علی لطف دہلی میں پیدا ہوے اور وہیں نشو و نما پائی - جوانی میں عظیم آباد چلے گئے اور وہاں سے کلکتہ پہونچے - کچھہ عرصہ یہاں قیام رہا اس کے بعد حیدر آباد چلے آے - اس وقت نواب سکندر جاہ (سنہ ۱۷۶۸ع - سنہ ۱۸۲۸ ع) کی حکومت تھی - نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ ان کے وزیر اعظم تھے - ارسطو جاہ نے انہیں اپنے مصاحبین میں شامل کرلیا' اور چار سو روپیہ ماہوار مقرر کردی - سنہ ۱۸۱۲ع میں بمقام حیدر آباد میرزا علی لطف کا انتقال ہوا (گلشن ہند - ص - ۱۴۶ - گلشن بے خار - ص - ۱۶۷ - تاریخ گلزار آصفیہ - ص - ۴۵۰) نظم اردو کے باوا آدم ولی دکھنی سے لیکر سنہ ۱۸۰۱ ع تک جس قدر مشہور شعرا گذرے ہیں' قریب قریب ان تمام کا تذکرہ گلشن ہند میں مندرج ہے - مصنف نے ہر شخص کے ضروری حالات مثلاً خاندان' قوم و وطن' تعلیم و تربیت' تلمذ' اخلاق و عادات' تصنیف و تالیف وغیرہ کا ذکر کیا ہے - اسی کے ضمن میں ہندوستان کے بہت سے تاریخی واقعات بھی لکھدیے ہیں -

اس تذکرہ سے اردو شاعری کی نسبت کئی ایک نئی باتیں معلوم ہوتی ہیں - مشہور محدث شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی نسبت لکھا ہے کہ آپ اردو کے بھی شاعر تھے' اشتیاق تخلص تھا -

یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فارسی کے مشہور شاعر میرزا عبد القادر بیدل بھی اردو میں شعر کہا کرتے تھے - چنانچہ اُن کے دو بیت بھی گلشن ہند میں منقول ہیں - اس تذکرہ میں بعض ایسے شعراء کا بھی کلام درج ہے جن کا نام تو بہت مشہور ہے' مگر کلام نہیں ملتا - مثنوی سحر البیان کے مصنف میر حسن دہلوی اردو کے بلند پایہ شاعر ہوے ہیں اس وقت ان کا دیوان ناپید ہے - شمس العلما مولوی محمد حسین آزاد لکھتے ہیں :

" دیوان نہیں ملتا .... آج یہ نوبت ہے کہ پانچ غزلیں بھی پوری نہ ملیں' جو اس کتاب میں درج کرتا - (آب حیات) مولوی صاحب موصوف نے آب حیات میں صرف سولہ شعر درج کیے ہیں - گلشن ہند میں تین صفحوں پر صرف غزلیات کا انتخاب درج ہے - سید محمد میر اثر کی مثنوی "خواب و خیال" نہایت مشہور ہے' مگر آج تک دیکھنے میں نہیں آئی - گلشن ہند میں اسکا انتخاب بھی درج ہے - میرزا لطف چونکہ بڑے بڑے شعرا میر' انشا' مصحفی' جرأت وغیرہ کے ہم عصر اور صحبت یافتہ تھے' اس لیے ان کے بہت سے ایسے واقعات بھی لکھے ہیں جن کا دوسری کتابوں میں پتہ تک نہیں چلتا - میر تقی کے حالات میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ سرکار کمپنی نے کلکتہ فورٹ ولیم میں اردو کتابوں کی تصنیف و تالیف کا محکمہ قائم کیا' تو کرنیل اسکاٹ ریذیڈنٹ لکھنو کی وساطت سے میر صاحب کلکتہ بلواے گئے - مگر بوجہ پیرانہ سالی وہاں نہ جاسکے - یہ ایسا واقعہ ہے جس کو کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھا -

میرزا لطف نے حالات لکھنے میں نہایت صاف بیانی سے کام لیا ہے - بلا کسی رو و رعایت کے سچ سچ باتیں بھی لکھہ دی ہیں - خان آرزو نے شیخ علی حزیں کے کلام پر جو نکتہ چینی کی ہے اُس کی نسبت لکھا ہے کہ :

" دیوان شیخ کا دیکھکر بہت سے شعر سقیم ٹہراے - چنانچہ وہ سب اعتراض جملہ کرکے ایک رسالہ لکھا اور اوسکا نام تنبیہ الغافلین رکھا - عوام کی طبیعت تو ان اعتراض سے البتہ تشویش میں پڑتی ہے' نہیں تو صاف نزاع معلوم ہوتی ہے' جب باریک بینوں کی نگاہ اس سے جا لڑتی ہے " -

الغرض گلشن ہند شعراے اردو کا ایک نادر و نایاب اور قابل قدر تذکرہ ہے - سنہ ۱۹۰۶ع سے پہلے دنیا میں اس کے تین نسخوں کا پتہ معلوم تھا - ایک نسخہ انڈیا آفس لائبریری واقع لندن کا - دوسرا نسخہ پروفیسر گارسن دی تاسی کے کتب خانہ کا - تیسرا نسخہ اودھہ کے کتب خانہ شاہی کا - (جو اس وقت انڈیا آفس لائبریری میں شریک کردیا گیا ہے) سنہ ۱۹۰۵ع کے موسم برسات میں حیدر آباد کی رود موسی کی طغیانی ہوئی' جس کی وجہ سے ہزاروں گھر غرق ہوگئے' لاکھوں کا نقصان ہوا - اسی آفت رسیدہ کا کتب خانہ بھی بہہ گیا - اس میں یہ نادر الوجود تذکرہ بھی تھا - مولوی غلام محمد صاحب نے جو آج کل تعلقدار ہیں اسے خرید لیا - شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی کی نظر سے جب یہ تذکرہ گزرا تو انہیں بدرجہ غایت پسند آیا' اور ارادت انجمن ترقی اردو کی طرف سے شائع کرنے کا قصد کیا - لیکن جب انجمن کے پیچ در پیچ دار طرز عمل کی وجہ سے اس کو نہ چھاپ سکے' تو شمس العلماء نے مولوی عبد اللہ خاں کو اس کے شایع کرنے کی رائے دی' اور خود اُس کی تصحیح کی' اور بہت سے حواشی بھی لکھے - کتاب کی ابتدا میں مولوی عبد الحق صاحب بی - اے - سکریٹری انجمن ترقی اردو نے ایک عالمانہ مقدمہ بھی لکھا ہے' جس میں زبان اردو کے نشو و نما کی تاریخ اور اُس کے قدیم تصنیفات کا بیان' تذکرہ ہذا کے خصوصیات' نہایت وضاحت سے بتلاے ہیں -

مولوی عبداللہ خاں نے اس کتاب کو چھپواکر اردو علم ادب میں ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے - امید ہے کہ جو لوگ اردو کی ترقی کے خواہاں ہیں وہ ضرور اس کی اشاعت میں کوشش کرینگے - صفحات (۲۳۳) قیمت صرف ایک روپیہ -

(۴) تحقیق الجہاد نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی مرحوم کی کتاب " کرٹیکل اکسپوزیشن آف دی پاپولر جہاد " کا اردو ترجمہ مترجمۂ مولوی غلام الحسنین صاحب پانی پتی - علامۂ مصنف نے اس کتاب میں یورپین مصنفین کے اس اعتراض کو رفع کیا ہے کہ " مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے " فاضل مصنف نے قرآن' حدیث' فقہ اور تاریخ سے عالمانہ اور محققانہ طور پر ثابت کیا ہے کہ جناب رسالت مآب (صلعم) کے تمام غزوات و سرایا و بعوث محض دفاعی تھے' اور ان کا یہ مقصد ہرگز نہ تھا کہ غیر مسلموں کو بزور شمشیر مسلمان کیا جاے - حجم (۴۱۲) صفحات - قیمت ۳ روپے -

(۵) الفاروق - شمس العلما مولانا شبلي نعماني كي لاثاني تصنيف - جس ميں حضرت عمر رضي الله عنه كي مفصل سوانح عمري اور آن كے ملكي ' مالي ' فوجي انتظامات اور ذاتي فضل و اعمال كا تذكره مندرج هے - قيمت ۳ روپيه -

(۶) آثار الصناديد - مرحوم سر سيد كي مشهور تصنيف جس ميں دهلي كي تاريخ اور وهاں كے آثار و عمارات كا تذكره مندرج هے - نامي پريس كانپور كا مشهور اڈيشن - قيمت ۳ روپيه -

(۷) مدينسال حيورس پروڈنس - حضرت مولانا سيد علي بلگرامي مرحوم كي مشهور كتاب - يه كتاب وكلاں ' منصفوں اور عهده داران پوليس و عدالت كے ليے نهايت مفيد و كارآمد هے - تعداد صفحات (۳۸۰) مطبوعه مطبع مفيد عام آگره قيمت سابق ۶ روپے قيمت حال ۳ روپيه -

(۸) علم اصول قانون - مصنفهٔ سر فريڈرك پولك ال - ال - ڈي كا اردو ترجمه جو نظام الدين حسن خاں صاحب بي - اے - بي - ال سابق جج هائيكورٹ حيدرآباد اور مولوي ظفر علي خاں صاحب بي - اے كي نظر ثاني كے بعد شائع هوا هے - مترجمه مسٹر مانك شاه دادا شاه شنكي جج عدالت آصفيه - آخر ميں اصطلاحات كا فرهنگ انگريزي و اردو شامل هے - كل تعداد صفحات (۸۰۸) قيمت ۸ روپيه -

(۹) تمدن هند - قيمت پچاس روپيه -

(۱۰) داستان ترکتازان هند - ۵ جلد فارسي زبان ميں - جس ميں مسلمانوں كے ابتدائي حملوں سے دولت مغليه كے انقراض تک تمام سلاطين هند كے مفصل حالات منضبط هيں - اعلى كاغذ پر نهايت خوشخط چهپي هے حجم (۲۲۵۶) صفحه - قيمت سابق ۲۰ روپيه قيمت حال ۶ روپيه -

(۱۱) الغزالي - مصنفهٔ مولانا شبلي نعماني - امام همام ابوحامد محمد ابن محمد الغزالي كي سوانح عمري اور ان كے علمي كارناموں پر مفصل تذكره - حجم (۲۸۳) صفحه طبع اعلى قيمت ۲ روپيه -

(۱۲) جنگل ميں منگل - انگلستان كے مشهور مصنف اڈيارڈ كپلنگ كي كتاب " دي جنگل بك " كا اردو ترجمه - مترجمه مولوي ظفر علي خاں بي - اے - جس ميں انوار سهيلي كي طرز پر حيوانات كي دلچسپ حكايات لكهي گئي هيں - حجم ۴۲۴ صفحه قيمت سابق ۴ روپيه حال دو روپيه -

(۱۳) دائم الرجوي - سنسكرت كے مشهور ڈراما نويس كالي داس كے ڈراما كا ترجمه - مترجمه مولوي عزيز مرزا صاحب بي - اے مرحوم - ابتدا ميں مرحوم مترجم نے ايک عالمانه مقدمه لكها هے جس ميں سنسكرت ڈراما كي تاريخ اور مصنف ڈراما كے سوانحي حالات مذكور هيں - قيمت ايک روپيه آٹهه آنه -

(۱۴) انيس اللغات - عربي فارسي كے اكثر هزار متداول الفاظ كي كارآمد ڈكشنري - حجم ۱۲۲۶ صفحه - قيمت سابق ۶ روپيه قيمت حال ۲ روپيه -

(نوٹ) عربي فارسي الفاظ كے معنے اردو زبان ميں ركهے گئے هيں -

(۱۵) قواعد العدل - جس ميں تذكير و تانيث كے جامع قواعد لكهے هيں ' اور كئي هزار الفاظ كي تذكير و تانيث بتلائي گئي هے - قيمت ايک روپيه آٹهه آنه -

(۱۶) دربار اكبري - مولانا آزاد دهلوي كي مشهور كتاب - جس ميں اكبر اور اس كے اهل دربار كا تذكره مذكور هے - قيمت ۳ روپيه -

(۱۷) تمدن ايران - مستر شوستر كي مشهور كتاب " اسٹرینگلنگ آف پرشيا " كا ترجمه - حجم (۵۰۰) صفحه مع ۲۱ تصوير عكسي - قيمت ۸ روپيه -

(۱۸) صحيفهٔ عشق - حضرت امير مينائي كا مشهور ديوان قيمت ۳ روپيه

۱۹ - حكمت بالغه

مولوي احمد مكرم صاحب عباسي چرياكوٹي نے ايک نهايت مفيد سلسله جديد تصنيفات و تاليفات كا قائم كيا - مولوي صاحب كا مقصود يه هے كه قرآن مجيد كے كلام الهي هونے كے متعلق آج تک جس قدر دلائل ليے گئے هيں ان سب كو ايک جگه مرتب و مدون كر ديا جائے ' اس سلسله كي ايک كتاب موسوم به " حكمت بالغه " تين جلدوں ميں چهپ كر تيار هو چكي هے -

پهلي جلد كے چار حصه هيں - پہلے حصه ميں قرآن مجيد كي پوري تاريخ هے جو " اتقان في علوم القرآن " علامه سيوطي كے ايک بڑے حصه كا خلاصه هے - دوسرے حصه ميں تواتر قرآن كي بحث هے اس ميں ثابت كيا گيا هے كه قرآن مجيد جو آنحضرت (صلعم) پر نازل هوا تها ' وه بغير كسي تحريف يا كمي بيشي كے ويسا هي موجود هے ' جيسا كه نزول كے وقت تها - اور يه مسئله كل فرقهائے اسلامي كا مسلمه هے - تيسرے حصه ميں قرآن كے اسماء و صفات كے نهايت مبسوط مباحث هيں - جن ميں ضمناً بهت سے علمي مضامين پر معركة الارا بحثيں هيں - چوتهے حصه سے اصل كتاب شروع هوتي هے - اس ميں چند مقدمات اور قرآن مجيد كي ايک سو پيشين گوئياں هيں جو پوري هوچكي هيں - پيشين گوئيوں كے ضمن ميں علم كلام كے بهت سے مسائل حل كيے گئے هيں ' اور فلسفهٔ جديده جو كچه اعتراضات قرآن مجيد اور اسلام پر كرتا هے ان پر تفصيلي بحث كي گئي هے -

دوسري جلد ايک مقدمه اور دو بابوں پر مشتمل هے - مقدمه ميں نبوت كي مكمل اور نهايت محققانه تعريف كي گئي هے - آنحضرت صلعم كي نبوت سے بحث كرتے هوے آيهٔ خاتم النبيين كي عالمانه تفسير كي هے - پہلے باب ميں رسول عربي صلعم كي ان معركة الارا پيشين گوئيوں كو مرتب كيا هے جو كتب احاديث كي تدوين كے بعد پوري هوئي هيں ' اور اب تک پوري هوتي جاتي هيں - دوسرے باب ميں ان پيشين گوئيوں كو لكها هے جو تدوين كتب احاديث سے پہلے هوچكي هيں - اس باب سے آنحضرت صلعم كي صداقت پوري طور سے ثابت هوتي هے -

تيسري جلد ميں فاضل مصنف نے عقل و نقل اور علمائے يورپ كے مستند اقوال سے ثابت كيا هے كه آنحضرت صلعم امي تهے ' اور آپ كو لكهنا پڑهنا كچهه نهيں آتا تها - قرآن مجيد كے كلام الهي هونے كے نو عقلي دليليں لكهي هيں - يه عظيم الشان كتاب ايسے پر آشوب زمانه ميں جب كه هر طرف سے مذهب اسلام پر نكته چيني هو رهي هے ' ايک عمده هادي اور رهبر كا كام دے گي - عبارت نهايت سليس اور دل چسپ هے ' اور زبان اردو ميں اس كتاب سے ايک بهت قابل قدر اضافه هوا هے - تعداد صفحات هر سه جلد (۱۰۶۴) لكهائي چهپائي و كاغذ عمده هے قيمت ۵ - روپيه -

۲۰ - نعمت عظمى

امام عبد الوهاب شعراني كا نام نامي هميشه اسلامي دنيا ميں مشهور رها هے - آپ دسويں صدي هجري كے مشهور ولي هيں - " لواقح الانوار " صوفيائے كرام كا ايک مشهور تذكره آپ كي تصنيف هے - اس تذكرے ميں اولياء فقراء اور مجاذيب كے احوال و اقوال اس طرح بركات چهانٹ كے جمع كيے هيں كه ان كے مطالعه سے اصلاح دل هو اور عادات و اخلاق درست هوں ' اور صوفيائے كرام كے بارے ميں انسان سوء ظن سے محفوظ رهے - يه لاجواب كتاب عربي زبان ميں تهي - همارے محترم دوست مولوي سيد عبد الغني صاحب وارثي نے جو اعلى درجه كے اديب هيں اور علم تصوف سے خاص طور سے دل چسپي ركهتے هيں اس كتاب كا ترجمه نعمت عظمى كے نام سے كيا هے - اس كے چهپنے سے اردو زبان ميں ايک قيمتي اضافه هوا هے - تعداد صفحات هر دو جلد (۷۲۶) خوشخط كاغذ اعلى قيمت ۵ - روپيه -

(نوٹ ۱) ايک روپيه في جلد كے حساب سے هر كتاب كي عمده جلد بن سكتي هے -

(نوٹ ۲) كل كتابوں كا محصول ڈاک وغيره ذمهٔ خريدار هوگا -

المشتهر عبد الله خاں بک سيلر اينڈ پبلشر كتب خانه آصفيه حيدرآباد - دكن

جسکا درد وھي جانتا ھے ، دوسرا کیونکر جان سکتا ھے

یہ سخت سردي کے موسم میں تندرست انسان کا جان بلب ہو رہا ھے - سردي ہٹانے کیلیے کئی بندوبست کیے جاتے ھیں - لیکن افسوس بدقسمتي سے دمہ کے مریض نا قابل برداشت تکلیف سے بہت ھي پریشان ہوتے ھیں ' اور رات دن سانس پھولنے کیوجہ سے دم نکلے جاتے ھیں ' اور نیند تک حرام ہو جاتي ھے - دیکھیے ! آپ اونکو کسقدر تکلیف ھے - لیکن افسوس ھے کہ اس لا علاج مرض کي بازاري دوا زیادہ تر نشیلي اشیاء اور دھتورہ ' بھنگ ' بلا ڈونا ' پوٹاس ' اے او ڈائڈ ' دیگر بنتي ھے - اسلیے فائدہ ہونا تو درکنار مریض بے موت مارا جاتا ھے - ڈاکٹر برمن کي کیمیائي اصول سے بني ہوئي دمہ کي دوا ایک انمول جوھر ھے یہ صرف ھماري ھي بات نہیں ھے بلکہ ہزاروں مریض اس مرض سے شفا پاکر مداح ھیں - آپنے بہت خرچ کیا ہوگا - لیکن ایک مرتبہ اسے بھي آزمالیں - اسمیں نقصان نہیں - قیمت ایک روپیہ چار آنہ في شیشي - محصولڈاک ہ آنہ - اس دوا کي دو خاص فوائد ھیں - (۱) ایک خوراک میں دمہ دبتا ھے - (۲) اور کچھ روز کے استعمال سے جڑ سے چلا جاتا ھے اور جبتک استعمال میں رھے دورہ نہیں ہوتا ھے -

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ

ترجمہ تفسیر کبیر اردو

حضرت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر جس درجہ کی کتاب ہے جس کا اندازہ ارباب فن ہی خوب کرسکتے ہیں اگر آج یہ تفسیر موجود نہوتی تو حصہ ہا مباحث و مطالب عالیہ تھے جو ہماری معلومات سے بالکل مفقود ہوجاتے - پچھلے دنوں ایک فیاض صاحب دردمسلمان نے صرف کثیر کرکے اسکا اردو ترجمہ کرایا تھا - ترجمہ کے متعلق اڈیٹر الہلال کی رائے ہے کہ وہ نہایت سلیس وسہل اور خوش اسلوب و مربوط ترجمہ ہے - لکھائی اور چھپائی بھی بہترین درجہ کی ہے - جلد اول کے کچھ نسخے دفتر البلاغ میں بغرض فروخت موجود ہیں پہلے قیمت دو روپیہ تھی اب بغرض نفع عام ایک روپیہ آٹھ آنہ کردی گئی ہے -

تمام درخواستیں : منیجر البلاغ کلکتہ " کے نام آئیں

نوادر آثار مطبوعات قدیمۂ ھند

تاریخ ھندوستان

ترجمہ فارسي " ھسٹري آف انڈیا " مصنفہ مسٹر جان مارشمن

مطبوعۂ قدیم کلکتہ سنہ ۱۸۵۹

ھندوستان کي تاریخوں کے لکھنے میں جن انگریز مصنفین نے جانکاہ محنتیں کي ھیں ' ان میں مسٹر جان - سي - مارشمن کا نام خصوصیت کے ساتھہ قابل ذکر ھے - اسکا نہایت سلیس و فصیح فارسي ترجمہ مولوي عبدالرحیم گورکھپوري نے کیا تھا ' اور بحکم لارڈ کیننگ پرنس بہرام شاہ نبیرۂ سلطان ٹیپو مرحوم و مغفور نے نہایت اھتمام و تکلف سے طبع کرایا تھا اس کتاب کي ایک بڑي خوبي اسکي خاص طرح کي چھپائي بھي ھے - یعنی چھپي تو ھے ٹائپ میں ' لیکن ٹائپ برخلاف عام ٹائپ کے بالکل نستعلیق خط کا ھے - کاغذ بھي نہایت اعلی درجہ کا لگایا گیا ھے - علاوہ مقدمہ و فہرست کے اصلي کتاب ۴۰۴ صفحوں میں ختم ہوئي ھے - چند نسخے موجود ھیں - قیمت مجلد ۳ - روپیہ -

تمام درخواستیں : " منیجر البلاغ " کلکتہ کے نام آئیں -

تیل کا مصرف اگر صرف بالوں کو چکنا ھي کرنا ھے تو اسکام کے لیے بہت سے قسم کے تیل اور چکني اشیا موجود ھیں ' اور جب تہذیب و شایستگي ابتدائي حالت میں تھي تو تیل ' چربي ' مسکہ ' گھي اور چکني اشیا کا استعمال ضرورت کے لیے کافي سمجھا جاتا تھا - مگر تہذیب کي ترقي نے جب سب چیزوں کي کانٹ چھانٹ کي تو تیلوں کو پھولوں یا مصالحوں سے بساکر معطر و خشبو دار بنایا گیا ' اور ایک عرصہ تک لوگ اسي ظاھري تکلف کے دلدادہ رھے - لیکن سائینس کي ترقي نے آج کل کے زمانہ میں محض نمود اور نمایش کو نکما ثابت کر دیا ھے ' اور عالم متمدن نمود کے ساتھہ فائدے کا بھي جویاں ھے - بنابریں ھم نے سالہا سال کي کوشش اور تجربے سے ھر قسم کے دیسي و ولایتي تیلوں کو جانچکر " موھني نسم تیل " تیار کیا ھے - اسمیں نہ صرف خوشبو سازي ھي سے مدد لي ھے ' بلکہ موجودہ سائنٹیفک تحقیقات سے بھي جسکے بغیر آج مہذب دنیا کا کوئي کام چل نہیں سکتا - یہ تیل خالص نباتاتي تیل پر تیار کیا گیا ھے ' اور اپني نفاست اور خوشبو کے دیرپا ہونے میں لاجواب ھے - اسکے استعمال سے بال خوب گھنے آگتے ھیں - جڑیں مضبوط ھوجاتي ھیں اور قبل از وقت بال سفید نہیں ہوتے - درد سر ' نزلہ ' چکر ' اور دماغي کمزوریوں کے لیے ازبس مفید ھے - اسکي خوشبو نہایت خوشگوار دل آویز ہوتي ھے ' نہ تو سردي سے جمتا ھے اور نہ عرصہ تک رکھنے سے سڑتا ھے -

تمام دوا فروشوں اور عطر فروشوں کے ھاں سے مل سکتا ھے
قیمت في شیشي ۱۰ - آنہ علاوہ محصول ڈاک -

مسیحائی انٹی ملیریا میکسچر
اکسیر دافع بخار ہر قسم

ھم نے خلق اللہ کي ضروریات کا خیال کرکے اس عرق کو سالہاسال کي کوشش اور صرف کثیر کے بعد ایجاد کیا ھے ' اور فروخت کرنے کے قبل بذریعہ اشتہارات عام طور پر ہزارہا شیشیاں مفت تقسیم کردي ھیں تاکہ اسکے فوائد کا پورا اندازہ ھوجاے - مقام مسرت ھے کہ خدا کے فضل سے ہزاروں کي جانیں اسکي بدولت بچي ھیں ' اور ھم دعوے کے ساتھہ کہہ سکتے ھیں کہ ھمارے عرق کے استعمال سے ھر قسم کا بخار یعني پرانا بخار ' موسمي بخار ' باري کا بخار ' پھر کر آنے والا بخار ' اور وہ بخار جسمیں ورم جگر اور طحال بھي لاحق ھو ' یا وہ بخار جسمیں متلي اور قے بھي آتي ھو - سردي سے ھو یا گرمي سے ' جنگلي بخار ھو ' یا بخار میں درد سر بھي ھو ' کالا بخار ' یا آسامي ھو ' زرد بخار ھو ' بخار ساتھ گلٹیاں بھي ھوگئي ھوں ' اور اعضا کي کمزوري کي وجہ سے بخار آتا ھو ان سب کو بحکم خدا دور کرتا ھے - اگر شفا پانے کے بعد بھي استعمال کیجاے تو بھوک بڑھ جاتي ھے ' اور تمام اعضا میں خون صالح پیدا ہونے کي وجہ سے ایک قسم کا جوش اور بدن میں چستي و چالاکي آجاتي ھے - نیز اسکي سابق تندرستي از سر نو آجاتي ھے - اگر بخار نہ آتا ھو اور ھاتھہ پیر ٹوٹتے ھوں ' بدن میں سستي اور طبیعت میں کاھلي رہتي ھو - کام کرنے کو جي نہ چاھتا ھو - کھانا دیر سے ھضم ہوتا ھو - تو یہ تمام شکایتیں بھي اسکے استعمال کرنے سے رفع ھو جاتي ھیں ' اور چند روز کے استعمال سے تمام اعصاب مضبوط اور قوي ھو جاتے ھیں -

قیمت بڑي بوتل - ایک روپیہ چار آنہ - چھوٹي بوتل بارہ آنہ

پرچہ ترکیب استعمال بوتل کے ھمراہ ملتا ھے

المشتہر و پروپرائٹر

ایچ - ایس - عبد الغني کیمسٹ - ۷۲ و ۷۳

کولو ٹولہ اسٹریٹ - کلکتہ

البیان

فی

مقاصد القرآن

هـذا بيـان للنـاس، و هـدی و موعظة للمتقين (٣ : ٣٣)

يعنی قرآن حکیم کی مفصل تفسیر، از خامہ اڈیٹر الہلال

اس تفسیر کے متعلق صرف اسقدر ظاہر کردینا کافی ہے کہ قرآن حکیم کے حقائق و معارف اور اسکی محیط الکل معلمانہ تعلیم کا موجودہ دور جس قلم کے فیضان سے پیدا ہوا ہے، یہ اسی قلم سے نکلی ہوئی مفصل اور مکمل تفسیر القرآن ہے !

یہ تفسیر موزوں کتابی تقطیع پر چھپنا شروع ہوگئی ہے - ہر مہینے کے وسط میں اسکے کم سے کم ٦٣ اور زیادہ سے زیادہ ١٠٠ صفحے اعلی درجہ کے ساز و سامان طباعۃ کے ساتھہ شائع ہوتے رہینگے ۔ اس سلسلے کا پہلا نمبر جسمیں نصف حصہ مقدمۂ تفسیر اور نصف سورۂ فاتحہ کی تفسیر کا ہوگا، انشاء اللہ عنقریب شائع ہوجائیگا - قیمت سالانہ قبل از اشاعت چار روپیہ - بعد کو پانچ - روپیہ -

ایجئے ! مزیدار متھائی کھائیے

Phone No. 241. Calcutta.

ٹیلیفون نمبر ۲۴۱ کلکتہ

جاپان کے مشہور و معروف کارخانے کی متھائیاں اب ہندوستان میں بھی میسر ہونے لگیں -

موریناگا کمپنی جاپان میں سب سے بڑی مٹھائی بنانے والی کمپنی ہے -

THE MORINAGA CONFECTIONERY, Co., Ltd. JAPAN.

ان متھائیوں میں ایسی کوئی چیز نہیں جو مذہب کے خلاف ہو -

صرف دودھہ اور میوہجات کے جوہر سے بنائی گئی ہیں - اسمیں کوئی جزو کسی چیز کے بیکار اور بے اثر حصے کا نہیں لیا جاتا -

بچوں کیلیے نہایت ضروری چیز ہے - لذیذ اور خوش ذایقہ ہونے کے علاوہ مفید صحت و توانائی بھی ہے -
اور ہر شخص اسے ذوق و رغبت سے کھانا چاہتا ہے -

باوجود ان تمام خوبیوں کے اس کی قیمت بہت ہی کم رکھی گئی ہے -

یہ متھائیاں تمام ہندوستان میں نہایت کثرت سے بکتی ہیں -

کم سے کم ایک مرتبہ تو منگواکر تجربہ کیجیے !!

Sole Agents for India :—

Bessho & Co. 111, Radha Bazar Street, Calcutta. & Hornby Road, Bombay.

ہندوستان کے واسطے سول ایجنٹ :—

بیشو اینڈ کمپنی نمبر ١١١- رادھا بازار اسٹریٹ - کلکتہ - و ھارن بی روڈ- بمبئی -

Printed & Published by Q. Ahmad at the AL-BALAGH P… …5, Ripon …

ایس غ — ٨٠٩١١ م ٣٠٥

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائیگا۔